

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا

# یورپ میں عیسوی مہینے

(۱۹۶۲ء تا ۱۹۸۵ء)

تصنیف

اے۔ ایچ۔ جانسن۔ ایم۔ اے

ترجمہ

مولوی رحیم الدین صاحب ایم۔ اے

۱۳۵۴ھ م ۱۳۷۴ھ م ۱۹۳۸ء

طبع و اشاعت: نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا

یہ کتاب مسرز ریونگٹنس اینڈ کمپنی پبلشرز (لندن)  
کی اجازت سے جن کو حق اشاعت حاصل ہے  
اُردو میں ترجمہ کر کے طبع و شایع کی گئی ہے۔

# فہرست مضامین

”یورپ سولہویں صدی عیسوی میں“

ابواب	مضامین	صفحات
۱	۲	۳
	تعلیق طبع، معتمد ویناچہ	۱ تا ۴
پہلا باب	جنگلہائے اطالیہ ۱۴۹۲ء تا ۱۵۱۸ء	۵ تا ۱۱۹
دوسرا باب	فرانس اسپین اور جرمنی کی اندرونی تاریخ ۱۴۹۲ء تا ۱۵۱۹ء	۱۲۰ تا ۱۶۸
تیسرا باب	انتخاب چارلس سے ہویا کی لڑائی تک	۱۶۹ تا ۲۲۶
چوتھا باب	عہد نامہ میڈارڈ سے عہد نامہ کرسپی تک	۲۲۷ تا ۲۷۰
پانچواں باب	جنگ شمل کالڈے سے عہد نامہ کیٹولک بکسرس تک	۲۷۱ تا ۳۱۹
چھٹا باب	تحریک اصلاح مذہب کے خلاف رد عمل اور کالونینیت	۳۲۰ تا ۳۳۷
ساتواں باب	فلپ اور اسپین	۳۳۸ تا ۳۷۸
اٹھواں باب	نیدرستان کی بغاوت	۳۷۹ تا ۴۵۵
نواں باب	فرانس میں مذہبی اصلاح اور خانہ جنگیاں	۴۵۶ تا ۵۲۳
ضمیمہ		
ضمیمہ اول	پندرہویں اور سولہویں صدی میں فرانسیسی دستور	۱ تا ۱۰
” دوم	پندرہویں اور سولہویں صدی میں فلورنس کا دستور	۱۱ تا ۲۲
” سوم	پندرہویں اور سولہویں صدی میں وینس کا دستور	۲۵ تا ۳۱

صفحہ	مضامین	صفحہ
۳۲ تا ۳۳ ۳۴ تا ۳۵	پاؤں کی فہرست اور شجرہ ہائے نسب	ضمیمہ چہارم
مقابلہ صفحہ	فہرست نقشہ جات	(۱)
۱۵۷ "	اسپین ۱۴۹۴ء تا ۱۵۹۰ء	(۲)
۳۷۹ "	عہد یہ سولہویں صدی	(۳)
ضمیمہ ۳۵ "	لشیستان (نیدرلینڈز)	(۴)
خاتمہ کتاب	پرتگالی واسپینی انکشافات	(۵)
	فرانس ۱۴۹۴ء تا ۱۵۹۰ء	(۶)
	جرمانیہ ۱۵۴۷ء	(۷)
	اطالیہ ۱۴۹۳ء تا ۱۵۵۹ء	(۸)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# یورپ لہوئیں می عیسوی میں

دیباچہ

اگر تاریخ کے مختلف عہدوں میں تقسیم کئے جانے کے صحیح مفہوم کو نہ سمجھ لیا جائے تو اس سے سخت مغالطہ پیدا ہو سکتا ہے۔ تاریخ عالم میں کسی ایک دور کو عام تاریخ سے علیحدہ کرنا اس قدر ناممکن ہے جسطہ در ایک نسل کو دوسری نسل سے۔ انسان کے خیالات، اصول اور مقاصد میں تبدیلی ہونی ضرور ہے لیکن وہی رفتار سے اور خیالات و مقاصد کے اسی تغیر میں زمانہ گزشتہ کے نتائج منظر ہو ا کرتے ہیں۔ عصر قدیم، عصر جدید میں بھیک اسی طرح تاریخ کے مختلف عہدوں میں تقسیم کا صحیح مفہوم

ہوئی، بلکہ اسی طرح زمانہ حال بھی اس عصر سے جسے ازمنہ وسطی سے تعبیر کیا جاتا ہے مختلف ہے اور اگر اس خیال کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر پندرہویں صدی کے آخری سالوں کی اہمیت کا اندازہ بہ آسانی کیا جاسکتا ہے۔ دین و دنیا کی ساری حکومت پایا اور شہنشاہ کے مابین منقسم ہونے کے متعلق ازمنہ وسطی میں جو خیال قائم ہو گیا تھا اس کی قوت اب سنی پندرہویں صدی کے آخری زمانے میں علما بالکل زائل ہو چکی تھی۔ شہنشاہ کا اقتدار صرف جزئی تک محدود تھا بلکہ وہاں بھی دہم مرض بحث میں آچلا تھا۔ پایا کے دعوے کی اہمیت

اگرچہ اب بھی کچھ نہ کچھ برقرار تھے تاہم اُن کا سابقہ نفوذ و اثر باقی نہ رہا تھا۔ یہی نہیں کہ یورپ کی مختلف حکومتوں کی جانب سے کلیسائی دعووں کی باری باری سے مخالفت و مزاحمت کی گئی ہو بلکہ دو مجالس عمومیہ کی جانب سے اُن پر ازمنہ وسطیٰ کے سخت سے سخت نکتہ چینیاں بھی کی گئیں۔ مغربی کلیسا کے اتحاد کو منہدم کرنے کی تحریک کا بانی بھی پیدا ہو چکا تھا۔ اسی اثنا میں پرانی معاشرت کی بنیادیں تیز ترزل ہونے لگی تھیں۔ وہ زنجیریں جو انسان کو اُس کے آقا، اُس کی

تصور حکومت  
دو عملی کا انہدام

کیمیائی باڑی، اُس کی تجارت یا اُس کے قصبہ و شہر سے وابستہ کرنے کے ساتھ ساتھ اُس کو اپنے سمجھنےوں سے اور اسکی روزی کو خود اُس سے وابستہ کر دیتی ہیں، ٹوٹ ٹوٹ کر پراگندہ ہو رہی تھیں۔ آغاز انفرادیت اور زمانہ جدید کا ”فرد“ نمودار ہو رہا تھا۔ اس انقلاب

کو بہت سی باتوں سے تائید ملی۔ نشاۃ جدیدہ کی تحریک نے ازمنہ وسطیٰ کے قدرے تنگ حدود سے لوگوں کی گلو خلاصی کر دی تھی۔ اس نے قدماء کے علم کا دروازہ اُن پر کھول دیا اور ان اقالیم خیال کی ایک جھلک بھی دکھادی جن کا ”نئی دنیا“ صرف ایک نمونہ تھی جو آگے چل کر مغرب میں منکشف ہونے والی تھی۔ اقتصادی انقلاب کا اثر بھی کچھ ایسا ہی ہوا۔ تجارتی انجمنوں کے تحت تجارت کی قدیم تنظیم جو عمل پیرا تھی اب اس کا شیرازہ بکھر رہا تھا اور اس کے انتشار کے ساتھ ساتھ، زمانہ جدید کے تجارتی مقابلے کا آغاز ہو رہا تھا۔ مختصر یہ کہ انفرادیت کا تصرف خیالات کی طرح روزانہ زندگی میں بھی نمایاں ہو چلا تھا۔

مختلف اغراض کے باہمی تصادم میں جو اس انقلاب کا لازمی نتیجہ تھا اتحاد کا ایک نیا اصول یعنی اصول قومیت، بروئے کار آیا۔ یہ تصور اغراض کی قومیتوں کا نشوونما یکسانی کے باعث جو مشترکہ زبان، مشترکہ مذہب، قدرتی حدود اربعہ اور مشترکہ امید و بیم کی مثال باتوں پر مبنی تھا، اگرچہ مقدس شاہنشاہی روما کے تصور کی بہ نسبت کسی قدر کم

دلفریب تھا۔ تاہم بہ نسبت شہنشاہی کے اس کا حاصل ہونا اور وقوع میں آنا بہت زیادہ ممکن تھا اور اس کے علاوہ وہ ایک ہی ایسی قوت تھی جو جوش انفرادیت کو ادھر ادھر تک جانے سے روک سکتی تھی۔ فرانس، ہسپانیہ اور انگلستان میں قومیت کی یہ جدید تحریک سب سے زیادہ کامیاب ہوئی اور اگرچہ جرمنی میں اس وقت مختلف چھوٹے چھوٹے حکمرانوں کا ایک غیر منظم عہد قائم تھا تاہم ارکان خاندان ہابسبرگ اپنی شخصی حکومت کی بنیاد اس سے پہلے ہی رکھ چکے تھے اور باپائے روم اطالیہ میں روز بروز ایک دنیوی حکومت کا حکمراں بنتا جا رہا تھا۔ قومیت کی اس کامیابی کا پہلا نتیجہ کچھ تعجب انگیز نہ تھا۔ جب کسی قوم کو اپنے اغراض کی بجائی کا ایک مرتبہ احساس ہو جاتا ہے تو اس میں جارحانہ کارروائی کا میلان پیدا ہو جاتا ہے؛ چنانچہ اس وقت بھی ایسا ہی ہوا۔ انگلستان تو براعظم یورپ سے الگ تھلگ نیز اپنی خانگی پیچیدگیوں میں اُلجھے ہوئے ہونے کی وجہ سے اب تک اس تحریک میں کوئی قابل ذکر حصہ نہیں لے سکا تھا۔ لیکن دوسرے ممالک کی نظریں بیرونی بلاد پر پڑنے لگیں اور اطالیہ جو ایک ہی ایسا ملک تھا جہاں سیاسی اتحاد بالکل منفقود تھا، مال غنیمت بننے کی گرم امیدیں دلا رہا تھا۔ جیسے ہی فرانس نے نیپلس کے متعلق اپنے حقوق کے حصول کے لئے پہلا قدم اٹھایا، ان ممالک قومیت کی رقابتیں کی آتش حرص بھڑک اُٹھی اور یورپ کا مغربی حصہ مسلسل نبرد آزمائیوں کا آماجگاہ بن گیا۔ جن کا سلسلہ بلا کسی قابل لحاظ وقفے کے صلح ویرین تک جاری رہا۔

(۱۵۹۸ء)۔

خارجی جنگ جلد کی موجب بنتی ہیں

اس زمانے کے خاص حالات نے ان معرکہ آرائیوں کو اپنا خاص رنگ دے دیا۔ استحکام قومی کے سانچہ ساتھ اصول ملوکیت کو بھی اس دیرین کشمکش میں جو اس کے اور اعیانیت کے درمیان قائم تھی فتح و فیروزی ہوئی۔ یہ کشمکش دنیوی حلقوں ہی تک محدود نہ تھی بلکہ کلیسا میں ان معرکوں میں بھی ظاہر ہوئی جو عام

کونسلوں اور پاپا کے درمیان واقع ہوئے۔ اس کا لازماً نتیجہ یہ نکلا کہ حکمران خاندانوں کے خاندانی مفاد دوسرے سب اغراض پر حاوی ہو گئے۔ اس میں شک نہیں کہ بادشاہ اپنی رعایا کی خواہشوں اور منصوبوں کے نمائندہ سے ہوتے تھے لیکن باوجود اس کے اُن کی حکمت عملی اُن کی ذاتی اور خاندانی رقابتوں سے بہت کچھ متاثر ہوتی تھی۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان کی لڑائیاں بھی نسبتاً زیادہ طول کھینچتی تھیں۔ آئے دن کے تغیر پذیر باہمی اتحاد و توافق اور اُن کے خلاف پھر دوسرے عہد و میثاق جو کیسٹل سکوپ کی طرح سرعت کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں اور جنہوں نے اس زمانے کو جہاں تک کہ اس کا تعلق جنگوں اور لڑائیوں سے ہے تاریخ کا سب سے زیادہ پیچیدہ عہد بنا دیا ہے۔

**توازن قوت اور حکمت عملی کے نظریوں کا آغاز**

ہیں۔ اُس جدوجہد میں جس کا اس طرح آغاز ہوارومانی اور ٹیوٹمانی قوموں کا گوریفانہ صورت ہی میں سہی تاہم تعلق ہو گیا، نظریۂ توازن قوت، سیاسیات کا رہنما اصول بن گیا اور فن سیاست عالم وجود میں آ گیا۔

ابھی اس کو کچھ زیادہ زمانہ نہیں گزرا تھا کہ کلیسائے مغرب کا اتحاد تحریک اصلاح مذہب سے پراگندہ ہو گیا۔ یہ لازم تھا کہ اس پراگندگی میں مذہبی اور سیاسی مسائل میں امتیاز باقی نہ رہے، کیونکہ یورپ میں نفوق حاصل کرنے کی جدوجہد اور مختلف بادشاہوں کی اندرونی سیاسیات پر مذہبی معاملات کا بہت گہرا اثر پڑا تھا۔ اس طرح یورپ کی ان پیچیدگیوں کا حال اور بھی پیچیدہ ہو گیا اور اگر اس سے اس دور کی دلچسپی بڑھ جاتی ہے تو اسی قدر اس کا سمجھنا بھی دشوار ہو جاتا ہے۔ اسی دور میں قرون وسطیٰ کے سارے مسائل جذب ہو گئے اور یہی دور ہے جس سے جدید یورپ نمودار ہونے والا تھا۔

لے۔ کیسٹل سکوپ ایک طواغوت ہے جس کو پھرانے سے زمین شیشوں کے ٹکڑے طرح طرح کے پھولوں کی شکل میں نظر آتے ہیں اس کو اردو میں بھول شیشہ یا گل میں بھی کہتے ہیں۔

ساحل دریای خزر

(۲) (مجموعه)



دریاچه کاسپین



# پہلا باب

## جنگہائے اطالیہ

۱۴۹۴ء تا ۱۵۱۵ء

فرانس کی سیاسی حالت - این آف بورگو کی تولیت - اطالوی مہم اطالیہ کی سیاسی کیفیت - چارلس کا حملہ نیپلس - لیگ آف ونس - فریو وودوں کی لڑائی - چارلس ہشتم کی پسپائی اور وفات - سیونارولا - لونی دوازدہم کی داخلی حکمت عملی - لونی کامیلاں پر حملہ آور ہونا - غرناطہ کا معاہدہ اور نیپلس پر حملہ - لونی اور فرڈیننڈ کی نزاع باہمی سیسی نارا، سیرمی نیولا اور گیارہ لیاؤ کی محرکہ آرائیاں نیپلس سے فرانسیزیوں کا اخراج - الکزندرششم اور ہینری بورجیا - لیگ آف کامبرے - اینا ویلو کی لڑائی مقدس لیگ - رادوانیا کی لڑائی - اطالیہ سے فرانسیزیوں کا اخراج - ٹری می کی بازیافتی فلاؤنس میکسی ملین منورزا کو تان کا وہیں ملنا ہسپانوی ناوار کی فتح مقدس لیگ کی شکست - فرانس اول کی جانشینی لونی دوازدہم - ہسپانوی ناوار کی محرکہ آرائی - بولونیا کا دفاع - تواریوں اور لندن کے معاہدے - زوال ونس کے اسباب -

## ۱۔ چارلس ہشتم کی ملیغار

مہم اطالیہ کے وقت چارلس ہشتم کو فرانس میں تخت نشین ہوئے گیارہ سال

ہو چکے تھے۔ جس بادشاہی کا وہ جانشین ہوا تھا وہ شاید یورپ بھر میں سب سے کم دستوری رکاوٹوں کی پابند تھی۔ تاج کی ہر دلعزیزی کی بنیاد اس قیادت پر قائم تھی جو اس نے انگریزوں کے خلاف معرکہ آرائی میں جس سرفراسی قوم نے جنم لیا تھا اختیار کی تھی۔ نیز اس حیثیت کی بھی رہن منت تھی جو امراء اور جاگیرداروں کے خلاف متوسط الحال لوگوں کے حامی ہونے کی حیثیت سے پیدا ہوئی تھی۔ مجلس طبقات (Estates general) یعنی ملک کی مجلس شوریٰ کو اپنے دعاوی کے اثبات میں کبھی کامیابی نہ ہوئی۔ طبقہ بندی جس نے اہل ملک کے مثل اس مجلس کے افراد کو بھی مختلف حصوں میں منقسم کر دیا تھا، متحدہ کارروائی کی مزاحمت تھی۔ رہا طبقہ سوم، سو اس میں اوسط درجے کے لوگوں کی نمایندگی پورے طور سے ہوتی ہی نہ تھی۔ صوبہ جات کے مبارزین یعنی دیہات کے گرانقدر نمایندے جو انگلستان کے دارالعوام کے پشت و پیاد تھے فرانس میں موجود نہ تھے۔ ان خامیوں کی وجہ سے مجلس شوریٰ خزانے یا ملک کے نظم و نسق پر اپنا اقتدار اور قابو قائم رکھنے میں کامیاب نہ ہو سکی۔ اس کا نتیجہ جو کچھ ہو سکتا تھا وہ یہی کہ ساری قوت شاہی کونسل کے ہاتھوں میں چلی گئی جو بادشاہ کے نامزد کردہ اشخاص کی جماعت ہوتی تھی اور جو اس وقت تک حسب دلخواہ احکام نافذ کرتی اور من مانے محصول وصول کرتی رہی جب تک کہ وہ امراء و رؤساء کی ان اعانتوں اور حقوق میں اختل اور دست اندازی نہ کرتی جو جاگیری خراج کے مواہر قسم کے محصولات سے آزاد رہنے کے مختار تھے۔

یہ سب ہے کہ پیرس کی پارلیمان نے جو سلطنت کی اعلیٰ ترین مجلس عدالت تھی اپنے اُن حقوق پر جو اُسے شاہی فرامین کے درجہ جبر کرنے اور اس طرح ان کے درجہ کرنے سے انکار کرنے کے حاصل تھے عمل کرنے کی کوشش کی لیکن بادشاہ ”لی ورتیس“ یعنی ایوان معدلت کا انعقاد کر کے اس مخالفت و مزاحمت کا بہت آسانی کے ساتھ سد باب کر سکتا تھا یعنی پارلیمان کے ممبروں کو مجلس اعلیٰ کے روبرو طلب کر کے اُن کو فرامین شاہی



کے درج رجسٹر کرنے کا حکم دے سکتا تھا۔ ایک طاقتور بادشاہ کے تخت سے کم از کم پارلیمان تو تاج کی حلیف ہونے کے بجائے اُس کا ایک حقیر آلہ کار بن جایا کرتی تھی۔

چونکہ ۱۴۸۳ء میں اپنے باپ لوئی یازدہم کے انتقال کے وقت چارلس صرف چودہ سال کا تھا اس لئے چارلس پنجم کے ۱۴۸۳ء کے فرمان کے بموجب کسی کو بادشاہ کا قائم مقام بنانا ضروری نہ تھا لیکن چونکہ لوئی نے خواہ کسی حکمت عملی کی بنا پر یا اپنی انا میں سے چارلس کی تعلیم سے غفلت برتی تھی اور اس کا اسے چارلس ششم این آف بوزو کی ولایت میں ۱۴۸۳ء میں ۱۴۹۲ء اس کا کامیاب مسلک

دوسرے قول کی تکذیب کر دی کہ ”غفلند عورت اس نے کوئی دیکھی ہی نہیں۔“ مرکزیت کے اغراض کے مدنظر گو اس کی اس حکمت عملی سے ملک کو دائمی نقصان پہنچا، وہ ان مطالبات سے گزر کرتی رہی جو ۱۴۸۸ء کی مجلس طبعات نے حکومت میں شریک ہونے کے متعلق پیش کئے تھے۔ اس نے اُن متعدد کوششوں پر پانی پھیر دیا تھا جو امراء نے ولی عہد لوئی آف اولیان کی سرکردگی میں اسے برسرِ اقتدار رہنے سے محروم اور لانا تھا جاگیری آزادی کو از سر نو قائم کرنے کی غرض سے وقتاً فوقتاً کی تھیں۔ اس تحریک کو برٹینی کے

۱۔ دیکھو ضمیمہ ۱۔

۲۔ لوئی یازدہم نے اپنے بیٹے کی نسبت کہا تھا کہ اگر وہ یہ پانچ لاطینی الفاظ:

جان لے تو نہایت کافی ہے۔

Qui nescit dissimulare nescit regnare

ڈیوک فرانس دوم، رومیوں کے بادشاہ میکسی ملین، اور انگلستان کے رچرڈ سوم اور من بعد ہنری ہفتم کی تائید حاصل تھی۔

بریشی کے ڈیوک فرانس کی سہ ماہی میں وفات پراہن نے بریشی کے معاملات میں مداخلت کر کے اس کی وارثہ آہن کو بزور شمشیر نو جوان بادشاہ کے حوالہ عقد میں لایا۔ جس معاہدے کی رو سے یہ شادی ہوئی تھی اس میں شک نہیں کہ اس کے بموجب بریشی کی خود مختاری تسلیم کر لی گئی تھی لیکن ساتھ ہی یہ بھی طے پایا تھا کہ دونوں میں سے جو بعد کو مرے گا وہی اس ڈچی کا وارث ہوگا۔ اور اگر ڈچس آہن کے شوہر نے اس سے پہلے اور بحالت لاو لدی وفات پائی تو آہن تحت فرانس کے قابض مابعد سے شادی کر لے گی۔ اس طرح نظام جاگیر کی اس آخری بڑی اور نیم آزاد جاگیر کو جو فرانس کے پہلو میں کانٹے کی طرح کھٹک رہی تھی، طو کیت فرانس میں قطعی طور پر جذب کر لینے کے لئے راستہ صاف ہو گیا۔

حکمت عملی کی اس نمایاں کامیابی نے فرانس کے تمام دشمنوں کو چوکا دیا۔ میکسی ملین کو دو گستاخیوں کا بدلہ لینا تھا۔ اولاً یہ کہ آہن آہن کے ساتھ خود اس کا عقد باوکالت، ہو چکا تھا۔ ثانیاً چارلس ہفتم نے صلح نامہ آرا کے ذریعے سے عہد کیا تھا کہ وہ میکسی ملین کی بیٹی مارگریٹ کے ساتھ عفت کر لے گا۔ اس طرح چارلس کی بریشی کی وارثہ کے ساتھ شادی ہو جانے سے میکسی ملین اور اس کی بیٹی دونوں کی ہتک ہوئی۔ اس دودھ مار ہی تلوار سے زخمی ہو کر میکسی ملین نے فوراً مارگریٹ کی جہیزی جانداد آرتور اور فرانس کانتے کا مطالبہ پیش کیا اور اپنے دماوی کو بزور شمشیر منوا لینے کی کوشش کی۔ ادھر ہنری ہفتم نے بھی فرانس کے ساتھ بریشی کے الحاق کو روکنے کی کوشش کی۔ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اراگان کے فرڈیننڈ نے بھی روسیلان کی واپسی کا مطالبہ کیا جو لوئی یازدہم کے تفویض کیا گیا تھا۔ میکسی ملین نے اپنی لڑکی کے جہیز کا جو مطالبہ کیا تھا وہ بالکل حق تھا تھا اور اس سے انکار کرنا آسان نہ تھا۔ لیکن ہر حالت میں روسیلان کی واپسی کا

لے وہ عقد جو دو لہا کے نائب یا وکیل کے ذریعے سے انجام پائے۔

مقابلہ ضروری تھا۔ نیز ہنری ہفتم کی مداخلت کا جواب کیلے کے دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کے ذریعے دیا جاسکتا تھا اور اس طرح انگریزوں کو ہمیشہ کے لئے قلمرو سے نکال دیا جاتا۔ شاید اس امر میں شبہ کیا جائے کہ آیا فرانس میں ایسی کاری ضرب لگانے کی سکت تھی بھی یا نہیں، لیکن کم از کم اس کی پالیسی تو یہ ہونی چاہئے تھی کہ اپنی سرحد کو قوی اور اپنی قلمرو کو مستحکم و مربوط کر لیا جائے۔

لیکن بد قسمتی سے اسی وقت چارلس کے سر میں اطالوی مہم کا سودا سمایا ہوا تھا اور چونکہ وہ اس عمر کو پہنچ چکا تھا کہ اپنی بہن کی صلاح اور اُس کے مشوروں سے بے نیاز ہو کر خود مختار انداز طور پر کام کرے؛ لہذا اس نے فوراً اپنے دشمنوں کے مطالبات کے سامنے تسلیم کر لیا۔ ہنری ہفتم کو عہد نامہ ایتھل سے جو نومبر ۱۴۹۲ء میں ہوا، ہوا کر لیا گیا۔

سردائیں اور روسیلان، فرڈیننڈ کو معاہدہ ماری لونا کے ذریعے سے جنوری ۱۴۹۳ء میں تفویض کر دیے گئے۔ اور مئی ۱۴۹۳ء میں سینی کے معاہدے سے شہزادی مارگریٹ بھی اپنے والد کے پاس بھیج دی گئی اور اُس کے ساتھ آرتورا اور فرانش کانتے بھی واپس کئے گئے۔ اپنی خانگی مشکلات کو اس طرح رفع دفع کر کے چارلس اپنی اطالوی مہم کی فوری تیاریوں میں مصروف ہو گیا۔

اطالیہ کی حالت  
۱۴۹۴ء میں  
سلطنت روما کے زوال کے بعد اطالیہ کا قومی اتحاد بہت جلد کاعدم ہو چکا تھا۔ ان بے سود کوششوں کے باوجود جو وقتاً فوقتاً جزیرہ نماے اطالیہ میں ایک متحدہ حکومت کے قیام کے لئے کی گئیں، بالآخر نفاق و شقاق کا اصول ہی غالب آیا۔ بلاشبہ مغربی شاہنشاہوں کی طرف سے تفوق کے دعوے ہوتے رہے لیکن تیرھویں صدی کے اختتام کے بعد سے ان دعووں میں اصلیت باقی نہ رہی تھی اور ان شکستہ آثار پر دوسری چھوٹی چھوٹی مملکتوں کے علاوہ پانچ ایسی مملکتیں

قائم ہوئیں جن کو کچھ امتیاز بھی حاصل تھا۔

## میلان

میلان میدان لامبارڈی کے بیچ میں واقع تھا، اور وہ تیرھویں صدی کے اختتام پر دستکانتی کے روبرو سرطاعت ختم کر چکا تھا۔ اس ظالم، لیکن قابل خاندان نے جہاں جمہوریت کی اندرونی آزادی کو سلب کیا وہاں اس کی سرحد کو وسعت دی اور ان چھوٹی ریاستوں کو اپنی مملکت میں جذب کر لیا جو ونیس کے جنگل سے بھی ہوئی تھیں۔ خاندان دستکانتی کے سلسلہ نرینہ کے منقطع ہونے پر فرانسکو سفورزا نے جو علاقہ، مضام کر لیا تھا وہ دریائے ایڈا سے لیکر سرحد ونیس کے دوش بدوش دریائے سیسیا تک پہنچتا تھا اور وہاں وہ ایک طرف تو پیدمان سے جوڈیوک آف سیواٹے کے تحت تھا اور دوسری طرف ریاست مانفیرا سے جاملتا تھا۔

۱۵۴۷ء میں فرانسکو کے بیٹے گالیازو ماریا نے تین میلانی امرا کے ہاتھوں اپنے جبر، شہوت اور مظالم کا خمیازہ بھگت لیا تھا۔ اور اگر بادشاہ کشی کی کسی وقت بھی تائید کی جاسکتی ہے تو یہ امرا فی الحقیقت اس قابل ہیں کہ ان کا نام محبان وطن کی فہرست میں داخل کیا جائے۔ گالیازو ماریا کے مرنے پر اس کی بیوہ نے جس کا نام بونا تھا اپنے شوہر کے دانائترین مشیر فرانسکو سیمونینا کی مدد سے اپنے چارہ سالہ بیٹے جیان گالیازو کے نام سے حکومت کی۔ اس کے تین سال بعد یعنی ۱۵۵۷ء میں کم سن جیان کے چچا لوڈوویکو، آل مورونے بونا کی حکومت کا خاتمہ کر دیا، اسی مونینا کو موت کے گھاٹ اتارا اور خود کم سن بادشاہ کا نائب السلطنت بن گیا۔ لوڈوویکو اگرچہ حکومت کا حریص، بیدریغ اور سازش کا عاشق تھا، تاہم اپنے بہت سے پیشرووں کی طرح جان بوجھ کر اور عمداً بیرجیوں کا متکب نہ ہوتا تھا۔ گو اس کی حکومت جابرانہ تھی تاہم علم و فن کی خاصی حمایت کی جاتی تھی۔ اور اس نے اپنی ساری قلمرو میں قناعت اور صلح قائم رکھی۔

## ونیس

ریاست میلان کے مشرق میں جمہوریہ ونیس واقع تھی۔ یہ کسی زمانے میں عمومی طور پر حکومت رکھتی تھی۔ لیکن تیرھویں

صدی عیسوی کے قریب وہ ایک تاجرانہ عیدیدہ کی شکل اختیار کر چکی تھی۔ پندرہویں صدی عیسوی کے اختتام پر مجلس عظمیٰ نے نہ صرف رائے دہندگی کے وظائف ہی کا اجارہ لے لیا تھا بلکہ خود ڈوژ بھی ایک کٹ پتلی سے کچھ ہی زیادہ رہ گیا تھا۔ ابتداءً ونیس نے براعظم کی سیاسیات میں بہت کم دلچسپی لی۔ اپنی دلدلی جھیل کے پیچھے محصور ہونے کے باعث اس نے اپنی توجہ صرف بحری تجارت اور مشرق ہی کی سمت قائم رکھی جہاں سے اس کی تجارت جو اس کی دولت کا سرچشمہ تھی، وابستہ تھی۔ پھر بھی پندرہویں صدی کی ابتدا میں براعظم میں اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے اس کی نگاہیں مغرب کی طرف اٹھنے لگیں۔ اس جدوجہد میں اُسے بڑی کامیابی ہوئی۔ چنانچہ بحر ایلریا ملک، موریا اور بحر آجین میں اپنے مقبوضات پر حکومت کرنے کے علاوہ اب وہ دریائے پو کے شمالی حصے میں بھی ایک وسیع رقبے پر حکمران تھی، جس کی سرحد مغرب کی جانب ایڈا اور شمال آئیس کی شاخوں تک پھیلی ہوئی تھی۔ لیکن اس حکمت عملی نے اُسے اطالوی سیاسیات کے پریشان کن الجھاؤ میں پھنسا لیا اور اطالوی ریاستوں کے رشک و حسد کے سوتے ہوئے فتنوں کو بھی جگمگا دیا۔ پھر بھی ونیس کی دھاک ابھی تک قائم تھی۔ ۱۴۹۲ء کے معاہدے کی رو سے سقوتری، نیگرویان اور اُس کے موریا کے اکثر مقبوضات ترکی کے حوالے کر دیئے پڑے تھے۔ لیکن اس کے تاجرانہ مراعات برقرار تھیں اور ترکی کے ساتھ بھی ایک عارضی صلح ہو گئی تھی۔ ۱۵۰۰ء میں اس نے ایک عجیب و غریب چالاک سے جزیرہ قبرس کا اپنی حکومت سے الحاق کر لیا۔ دوسری اطالوی حکومتوں کے مقابلے میں حکومت ونیس کی خرابیاں بدرجہا کم تھیں اور اس میں استقلال بھی بہت زیادہ تھا۔ اُس کے استحکام اور ان انقلابات سے محفوظ و مصئون رہنے نے جن کے طوفان دوسری اطالوی حکومتوں میں ہمیشہ

لے دیکھو ضمیمہ نمبر ۳۔

۱۵ اس کی بابت دیکھو صفحہ ۵۷

برپا رہتے تھے، اُس کے ہمایوں کی آتش حسد کو بھڑکایا تھا۔ جس نرمی طایمت اور عقلندی و دانائی سے وینس اپنے زیر نگین مقبوضات پر حکمرانی کرتا تھا، اس نے رعایا کو وفادار اور جان نثار بنالیا تھا، اس کی دولت روز افزوں بڑھتی گئی اُس کی علم و ہنر کی سرپرستی جہتم بالشان تھی، اور گو اس کی اخلاقی حالت درجہ اعتبار سے گری ہوئی تھی تاہم اس سے زیادہ گری ہوئی نہ تھی جیسی کہ اطالیہ کے دوسرے حصوں میں پائی جاتی تھی۔

**مان تو ا اور فرارا** | وینس کے جنوب اور جنوب مغرب میں مان تو ا اور فرارا کے خود مختار علاقے واقع تھے۔ ان میں سے مان تو ا جو منچو کی دلدل میں واقع تھا، گانزاگا کے فوجی خاندان کے زیر نگین تھا اور فرارا دریائے پو کے دہانے پر آباد ایسے (Este) کے قدیم خاندان کے تحت تھا۔

**فلورنس** | کوہ ایپی ٹائینس کے آغوش میں آرنو کے آبشار اور اُس کے تحتانی شہروں یعنی وال ٹیرا، اریزو کو رٹونا، پستوجا اور پیسا پر فلورنس کا پرچم شہریاری لہرا رہا تھا۔ اس کے شمال مغرب اور جنوب میں لوکا اور شینا، خود مختار ریاستیں تھیں جو مدت سے اُس کی جانی دشمن تھیں۔ گو فلورنس بظاہر ایک جمہوریت تھی جو انجمنہائے تجارتی کے نظام پر قائم تھی تاہم فی الحقیقت وہ تقریباً تمام تر خاندان میدیچی کے قبضے میں تھی، اس خاندان نے نظم و نسق کی ظاہری شکل کو تو برقرار رکھا تھا، لیکن حکومت اپنے موافقین اور طرفداروں کے ہاتھوں میں دے رکھی تھی۔ دقتاً و قناً شہریوں کی ایک مقررہ پارلیمنٹ، کمیٹیوں یا بالیاس (Ballias) کا انتخاب کیا کرتی تھی، جس کی نگرانی میں سینوری اور دیگر عمال حکومت کا انتخاب ہوتا تھا۔ بالآخر ۱۲۸۰ء میں ستر آدمیوں کے ایک ایوان نے، جن کی نامزدگی عملی طور پر لورنیزو نے کی تھی، کچھ مدت تک بالیاس کی جگہ لے لی۔ یہ ایوان نہ صرف سینوری کو نامزد کیا کرتا تھا بلکہ مجلس اعلیٰ کو بھی منتخب کرتا تھا جو جمہوریت کی مجلس مقننہ تھی۔ اور اس طرح یہ ایوان شہر کا

مالک بن بیٹھا۔ محصولات عائد کرنے کی ایک زیرکانه تدبیر سے جس سے امر کی قوت پر ضرب لگتی تھی خاندان میدیچی کو ادنیٰ طبقات کی تائید حاصل ہو گئی تھی۔ دوسری طرف خزانے کی ابتری اور ان کے اپنے خاندانی بینک کے مال و زر نے نظم و نسق کا آخری قبضہ انھیں کے ہاتھوں میں دیکھا۔ خاندان میدیچی کی حکمرانی، میلان کے خاندان سفورزا کی حکومت سے بدرجہا زیادہ معتدل تھی۔ اُن کی قوت حقیقی سیاسی ذکاوت کا نتیجہ تھی اور محض اسی سیاسی ذکاوت کی بدولت وہ ایک ایسی قوم کو اپنے اقتدار میں رکھ سکے جس سے زیادہ چلبلی دقیق اور ذہین قوم دنیا نے ایتھنز والوں کے بعد سے اس وقت تک نہ دیکھی تھی۔ فلورنس اطالوی صنعت اور علم و ادب کا مرکز بن گئی تھی اور افسوس ہے کہ اسی کے ساتھ ان بد اخلاقیوں اور اذیتوں کا بھی گہوارہ ہو گئی تھی، جو ہر نشاۃِ جدیدہ کی عظمت کو داغدار بناتی ہے۔ بد قسمتی سے ایک ایسے وقت جو فلورنس کی تاریخ میں اس کا وقت امتحان تھا لوریزوے اعظم کا انتقال ہو گیا (اپریل ۱۴۹۲ء) میدیچی حکمرانوں کا وہ بہترین نمونہ تھا لیکن اُس کے بیٹے پیرو کی کمزور حکومت سے اس خاندان کا اقتدار اندر ہی اندر گھٹتا جا رہا تھا۔

**پاپائی ریاستیں** | سینا اور فلورنس کے علاقوں کو جنوب اور مشرق میں گھیرے ہوئے اور اطالیہ کے مرکز سے گزرتے ہوئے، سمندر سے سمندر تک پاپائی ریاستیں واقع تھیں، جو سینٹ پیٹر کی پڑی ہوئی اور کا میاٹنا اور اسپولیٹو کی ڈچی، اور مارچ آف انکونا اور روماناسکا مجموعہ تھیں۔

ان میں سے پہلے دو علاقوں کے سوا دوسرے سب علاقے پاپائی فرمانروائی کو تسلیم کرنے کے باوجود عملاً بالکل خود مختار تھے۔ پڑی ہوئی اور کا میاٹنا میں تو وہاں کے طاقتور خاندان آرسینی اور کولونا پاپا کے اقتدار کو

ہمیشہ ٹھکراتے رہتے تھے۔ قریب قریب اُسی زمانے میں پاپاؤں کی حکمت عملی یہ ہو گئی تھی کہ ان اضلاع میں اپنے اقتدار کو بحکم تسلیم کرائیں اور ایک قوی دنیوی حکومت کی تنظیم کریں۔ اس حکمت عملی کا بانی سیکٹس چہارم تھا، جس کی پاپائی کا زمانہ ۱۲۸۷ء سے ۱۳۸۷ء تک رہا۔ جن لوگوں کا اعتقاد یہ ہے کہ پاپائیت کی بقا کا واحد ذریعہ یہی تھا کہ وہ ایک دنیوی حکومت قائم کرے غالباً حق بجانب ہیں۔ مقدس رومی شائستگی کا تصور جو قرون وسطیٰ میں پیدا ہوا تھا وہ اس طرح ٹٹ چکا تھا کہ اس کا اعادہ ناممکن تھا اور علیٰ ہذا القیاس متحدہ مسیحیت کا خیال محض خواب ہو چکا تھا۔ پاپائیت نے بالکل نہ سہی تو زیادہ تر اپنی ہی کوتاہیوں کے باعث اپنا وہ اخلاقی اقتدار کھو دیا تھا جو یورپ میں اسے حاصل تھا۔ اور نکولس پنجم (۱۲۷۷ء تا ۱۲۸۵ء) و پینوم (۱۲۸۵ء تا ۱۲۹۱ء) نے اس ذہنی سیادت کو بارگاہ حاصل کرنے کی جو کوششیں کیں اُن کو مشکل ہی کوئی کامیابی حاصل ہو سکی۔ اوی نیون کے قید و بند (۱۳۰۹ء تا ۱۳۱۷ء) اور تفریق اکبر (۱۳۷۸ء تا ۱۳۸۷ء) کے زمانے میں بڑی بڑی المالوی حکومتوں کی قوت، نیز اس قوت میں اضافہ و افزائش کی حرص، بہت ترقی کر گئی تھی۔ ان حالات میں اگر پاپائیت کو یہ منظور تھا کہ وہ اپنے نہیں اس حد تک انحطاط پذیر ہونے سے بچائے، جس حد تک وہ دسویں صدی عیسوی میں پہنچ چکی تھی، جبکہ وہ قرب و جوار کے اُمرا و شرفاء کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بن کر رہ گئی تھی تو اس کے لئے یہ ضروری تھا کہ زمانے کی رفتار کا ساتھ دیتی، اور ایک قوی و متحدہ حکومت قائم کرتی۔ لیکن اس ضرورت کی اُس کو بہت گراں قیمت ادا کرنی پڑی۔ سیاسی سازشوں کے طوفان میں چھسکر پاپائیت نے اپنی روحانی قوتوں کو ان دنیاوی مقاصد کے بدلے فروخت کر دیا۔ اور اپنی اس بیع و شری سے یورپ کے ضمیر میں لرزہ پیدا کر دیا۔ طرفہ یہ کہ جن پاپاؤں نے اس وقت پاپائیت کی مسند پر قدم رکھا وہ اخلاقاً بہت ہی گسے ہوئے تھے۔ سیکٹس چہارم (۱۳۷۸ء تا ۱۳۸۷ء) جبریل اور زرپرست تھا۔ اس نے ہر شے کو اپنے جھججوں کی



بہتری پر قربان کر دیا۔ انوسنٹ ہشتم (۱۸۸۳ء تا ۱۸۹۲ء) سخت فاسق اور آرام طلب تھا اور پاپاؤں میں یہی وہ پہلا پاپا تھا جس نے علانیہ اور کھلے بندوں اپنے صاحب اولاد ہونے کو تسلیم کیا۔ راڈریگو بورجیا کا تذکرہ (جو پاپا الکزمینڈر ہشتم کے لقب سے ۱۸۹۲ء سے ۱۹۰۳ء تک پاپائیت کے اعلیٰ منصب کو انجام دیتا رہا)، اعدتِ دال کے ساتھ گونا بہت دشوار ہے۔ اس پر جو الزامات عائد کیے گئے اگر ان کا شمار کیا جائے تو ان جملہ جرائم کی فہرست ختم ہو جائے گی، جو حضرت موسیٰ پر نازل شدہ احکام عشرہ کے عدم امتثال سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس کے جن جرائم کے متعلق کافی شہادت موجود نہیں ہے اگر ان سے انغماض کر لیا جائے تو بھی اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ الکزمینڈر کی عیاشی معمولی عیاشی کے حدود سے متجاوز تھی۔ معمولی معمولی شرم و حیا کے مقررہ آداب کو بھی وہ نظرِ حقارت سے دیکھتا تھا۔ وہ حریص اور ظالم تھا اور سیاستِ مدن میں کسی اخلاقی اصول کا پابند نہ تھا۔

پاپاؤں کا یہ خیال کہ دنیوی حکومت قائم کریں اٹالیہ کے لئے بحد مضرت رساں تھا۔ اپنے زیر حکومت جزیرہ نما کو متحد کر لینے کے لئے چونکہ اُن میں کافی قوت نہ تھی اس لئے انہوں نے یہ ٹھان لی تھی کہ کسی دوسرے کے زیر اثر بھی وہ اس کو متحد نہ ہونے دیں گے۔ پاپاؤں کی یہ کوشش تھی کہ بحیثیت صدرِ کلیسا ہونے کے ان کے جو اغراض تھے ان کو دنیوی حکومت کے ساتھ تطبیق دیں اور اس جدوجہد میں وہ اپنے ملک کی آزادی فروخت کر بیٹھنے پر ہمیشہ مستعد تھے۔ اس سے قبل وہ متعدد بار اجنبیوں کو اپنی امداد کے لئے طلب کر چکے تھے اور اگر پہلے فرانسیسی حملے کی ذمہ داری ان پر عائد نہ ہو سکتی تھی تو وہ اجنبی حکومت کو ملک میں مستقل کر دینے کے تو پوری طرح ذمہ دار قرار دیئے جاسکتے تھے۔

جزیرہ نما کی انتہائی سرحد پرپس کی بادشاہی قائم تھی جس کی زمامِ حکومت

اس وقت فرانسیسی اول (Ferranti. 1.) کے ہاتھوں میں تھی (۱۲۵۵ء تا ۱۲۹۴ء) جو اراکان کے اولوالعزم بادشاہ الفانسو کا ناجائز بیٹا تھا۔ سسلی (صقلیہ) سارڈینیا آراکان کی جائز اولاد کے قبضے میں تھے جس کا نمائندہ اس وقت فردیننڈ کیٹولک تھا جو ۱۲۹۹ء سے ۱۳۱۶ء تک حکمراں رہا۔ اطالوی ریاستوں میں نیپلس سب سے زیادہ اور ہمیشہ ہنگامہ آرائیوں کا مرکز بنا رہا۔ چنانچہ ۱۲۸۵ء میں فرانسیسی کے ظلم و تعدی سے تنگ آکر وہاں کے امرائے بغاوت کردی اس بغاوت میں بادشاہ کو اپنی عیاریوں اور قابلیتوں کی بدولت غلبہ حاصل رہا لیکن ساتھ ہی ساتھ اس کی فریب کاریوں اور غیر انسانی بے رحمیوں نے اس کو انتہا سے زیادہ غیر ہردلعزیز اور اس کی حکومت کو بالکل غیر استوار بنا دیا۔ اس نے جنوری ۱۲۹۴ء میں دنیا کو اپنے وجود سے پاک کر دیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا الفانسو دوم تخت و تاج کا وارث ہوا۔ فرانسیسی مورخ کوئین کے بیان کے بموجب الفانسو دوم اگرچہ اپنے باپ کی طرح خطرناک نہ تھا تاہم بدکرداریوں میں اپنے بدکردار باپ سے چند قدم آگے ہی تھا۔ کوئین کہتا ہے کہ ”اس سے زیادہ خونریز اور شریر النفس، اس سے زیادہ سنگدل و قسی القلب اس سے زیادہ بندہ شہوت و حرص بادشاہ اور کوئی نہیں ہوا۔“

ان ریاستوں کی | ان پانچوں ریاستوں کی باہمی گرفتاریاں طاقت کی باہمی رقابت

خود مختاری قائم کرنے کی صلاحیت نہیں تھی۔ ان کی قوتوں کا توازن بقدر مساوی تھا کہ کسی ایک کا پلہ بھاری نہ ہونے پاتا تھا۔ ان کا باہمی رشتہ حد اتنا قوی ان کے باشندوں کے اوضاع و اطوار ایک دوسرے سے ایسے متضاد اور ان کی حکومتوں کی تشکیل باہم گراہی متفاو تھی کہ عہد و ميثاق کا کوئی رشتہ ان کو متحد کر ہی نہ سکتا تھا اور مشترکہ مفاد قومی کا سارا احساس ان سے کا فور ہو چکا تھا۔ ان کی سرحدوں کے مابین متعدد

چھوٹی چھوٹی ریاستوں کی موجودگی نے، جو اپنی بقا کا سامان اپنی سخت و پیچیدہ سازشوں ہی میں پنہاں دیکھتی تھیں، ان کی آتش حرص و آڑ کو اور بھی بھڑکایا اور ان کی خائن و غدارانہ حکمت عملی کے رشتے کو جس کے سہارے اجانب اطالیہ تک پہنچنے والے تھے اور بھی مضبوط کر دیا۔

لیکن اگر اطالوی حکمرانوں کے یہ جھگڑے اطالیہ پر اجانب کے پہلے حملے کا باعث ہوئے اور بعد ازاں کسی مستقل و دیرپا اتحاد کی بنیاد انھوں نے نہ پڑنے دی تو اس کے باشندوں کی حالت نے بھی کامیاب مقاومت و مزاحمت کی تمام امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔

اطالیوں کی  
ذہنی فعلیت اور  
اخلاقی تنزل -

اطالیہ کی پندرہویں صدی کی عصرانی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ حقیقتیں ہم پر ظاہر ہوتی ہیں، اولاً آزادی و حریت کے مٹ جانے اور سیاسی فرقہ بندیوں سے قوم کی اخلاقی زندگی پر مہلک اثرات کا پھیلنا۔ ثانیاً عیش و عشرت اور ایسے علوم و فنون میں مہمک ہو جانے کے نتائج جن میں مذہب کا پاکیزہ عنصر موجود نہ ہو۔

میلان اور نیپلس جیسی ریاستوں میں جہاں تمام سیاسی حریت فنا ہو چکی تھی، مظلوموں کے ہاتھوں میں صرف وہی سازش و کشت و خون کے حربے رہ گئے تھے جن کے سبق انھوں نے اپنے جابر حکمرانوں سے سیکھے تھے۔ فلورنس کے مثال شہروں میں جہاں دستوریت کی صرف ظاہری شیطیلی باقی رہ گئی تھیں اور اس کی روح فنا ہو چکی تھی اور جہاں کیسے پرورائیاں تھیں جن کا اظہار مغلوب اور کشت خوردہ اشخاص کے قتل و جلا وطنی اور انکی جائیداد کی ضبطی اور قرقی کی شکلوں میں ہوا کرتا تھا، حکومت کے شیرازے کو منتشر کر دیا تھا۔ لوگوں میں باہمی بے اعتباری اور سیاسی نفرت پیدا ہو گئی تھی۔ طاقت کا ہاتھ سے چلا جانا ہر شے سے محروم ہو جانے کے برابر تھا۔ لوگ بیباک اور نڈر ہو گئے تھے۔ صبر و سکون کا رشتہ ہاتھوں سے چھوٹ چکا تھا۔ اقلیت کے فرائض زینت طاق نسیاں ہو چکے تھے۔ ہر شخص ہر وقت اسی دھن میں غلطان و پچپان رہتا تھا کہ خفیہ سازشوں یا علانیہ بغاوتوں سے۔ غرض جس طرح بنے اپنے دشمنوں اور حریفوں کی تیغ کشی کرے۔ چھوٹی ریاستوں میں تو صورت حال اور بھی بدتر ہو رہی تھی۔

یہاں کی حالت نسبتاً زیادہ غیر استوار اور نفاق و شقاق یہاں نسبتاً زیادہ شدید تھے۔ کامیابی کے ساتھ بغاوت کر دینے کے مواقع بھی نسبتاً بڑھے ہوئے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ وینس اور پاپائی قلمرووں کی حالت باقی جزیرہ منساکی حالت کی نسبت زیادہ مستحکم و مضبوط تھی پھر بھی سازشیں اور بددیانتی وہاں بھی کوئی غیر معمولی چیزیں نہ تھیں۔

اس قسم کی سیاسی صورت حال میں صرف یہی نہیں ہوا کہ اطالوی قومیت کے تمام احساسات مردہ ہو گئے بلکہ اپنے شہر اور اپنی حکومت کی محبت بھی تختہ ذات کے غیر اختیاری رجحان طبع کے مقابلے میں فنا ہو گئی۔ اصول کی پابندی اور احکام کے امثال کی جگہ کامیابی کی پرستش ہونے لگی اور نیک اخلاق کی جگہ منساکی اور خود غرضی کو ملی۔ پھر جابروں نے اپنی حفاظت اور نصرت کی انیموں کو انجام تک پہنچانے کیلئے تنظیم (Cndotierri) کو رواج دیا۔ جمہوریتوں نے کچھ تو اپنی پہلی انکاروں اور کچھ ان دقتوں کے باعث جو تربیت یافتہ سپاہیوں کا نیم تربیت یافتہ فوج روئیف سے مقابلہ کرنے وقت پیش آتی ہیں، روش زمانہ کی تقلید کی اور اطالیہ اجرتی فوجیوں کا شکار ہو گئی۔ محاربات کو ان لوگوں نے بازیکچہ اطفال بنا رکھا تھا جنگ سے ان کو کبھی صرف اس لئے تھی کہ اس کے معاوضے میں انھیں اجرت ملتی تھی یا اس لئے کہ وہ ان کی حوصلہ مندوں کے لئے سامان لطف ہم پہنچاتی تھی۔ میدان جنگ بھی ان کو عزیز تھا کیونکہ اس سے ان کی بسر اوقات و اہستہ تھی لیکن وہ یہ نہ چاہتے تھے کہ فیصلہ کن لڑائیاں ہو جائیں وہ اپنے مفاد کے بندے اور زر کے غلام تھے جو زیادہ دیتا اس کے ساتھ ہو جاتے۔ حکومتوں کو بناتے بگاڑتے اور جدھر جاتے اُترتی و انتشار پھیلاتے۔ ادھر شہری روز بروز فنون جنگ کو فراموش کرتے جاتے نتیجہ یہ ہوتا کہ جب ان کی آزمائش کا وقت آتا تو اپنے تئیں شمالی جنگجو اقوام کا مقابل نہ پا کر ان کے حملوں کی غضبناکی ہی سے لرزہ براندہ ہو جاتے۔ عیش و عشرت کی سرچ الرقار افزائش اور علوم و فنون لطیفہ کی ترقی کے نتائج بھی ایسے ہی ہوئے۔ مادی راحتوں کی حد سے بڑھی ہوئی شیفتگی نے اطالیوں کو بزدل۔ خود غرض اور کابل الوجود بنا دیا۔ قوت تنقید کی از سر نو پیدائش نے

لوگوں کو تشکیک کی طرف مائل کر دیا۔ نقاد و تخریب تو بلاشبہ کر دیتے تھے لیکن دوبارہ تعمیر کے لئے نہ تو ان میں جوش و خروش ہی تھا نہ صبر و استقامت۔ قدیم نصب العینوں کی طرف رجعت کرنے نے اصنام پرستی کو پھر زندہ کر دیا۔ فنون لطیفہ کے سرور و نشاط پر دماغ کو مجتمع کرنے اور شکل و رنگ کی خوبصورتیوں میں جذباتی لطف لینے کے باعث بہت سے افراد عیاشی و نفس پرستی میں مبتلا ہو گئے۔ نشاۃ جدیدہ کی تاریخ ہم کو آگاہ کرتی ہے کہ سن پرستی لازماً مذہبی یا اخلاقی نہیں ہوتی۔ کوئی شبہ نہیں کہ مبالغے سے کام لینا آسان ہے۔ اس میں بھی شبہ نہیں کہ بہت سے اشخاص ایسے بھی ہوں گے جنہوں نے پاکیزہ سادہ اور بے لوث زندگی بسر کی لیکن ہم کہہ سکیں کہ سیو و ناروولا کے سے پر جوش شخص کی ملامتوں اور انگشت نمایوں میں حد سے بڑھے ہوئے مبالغے سے کام لیا گیا ہو تاہم باشندگان اطالیہ کے خلاف خود اسی عہد کی ایسی قومی شہادتیں موجود ہیں جو منسلک بالانحیالات و شکوک پر غالب آجاتی ہیں۔ اس عہد کے لٹریچر کو پڑھنے والوں نے پڑھا ہی ہو گا جس خشک اور روشنی صفائی و صاف گوئی سے ”کیاویل“ نے اپنے رسالہ جات فن حکمرانی میں اخلاقی ملحوظات سے بے اعتنائی برتی ہے وہ سیاسی لٹریچر میں اپنی نظیر آپ ہیں۔ نیز لورنیزو کے حبشیہ نغمے اخلاقی انحطاط کی اس پستی کا یقین دلانے کے لئے کافی ہیں جہاں تک اطالیہ پہنچ چکی تھی۔ اس طرح اطالیہ، قومیت اور حب وطن کے جذبات سے عاری اور ان خالص تراوصاف سے معزاجن سے مدافعت ممکن تھی ایک روز اپنے میدانوں کو دوسری قوموں کی رقاتوں کا مرکز بنے اور آخر کار خود اپنی گردن میں اجنبی حکمرانوں کا ایسا طوق غلامی پہنتے دیکھنے والی تھی جو ہمارے زمانے تک اتر نہ سکا۔

اطالیہ پر فرانسیزیوں  
کے و عادی  
اطالیہ پر فرانسیزیوں کے دھوے و دھوے کے تھے اور  
دست دراز سے چلے آتے تھے۔ میلان کی و سکانی کی  
وارث و یلینینا کی اولادیں سے ہونے کے باعث

۱۔ دنیا سے متفرغ ہونے کی نسبت سیو و نارولا کے اس بیان کو دیکھو جس کا ذکر دیلاری نے ”سوانح سیو و نارولا“ کی جلد ۲ میں اور پھر اپنے خطبات ”موسمہ پائز“ میں کیا ہے۔

خاندان آریان، اپنے کو ڈیوک کے تخت و تاج کا وارث جائز اور خاندان سفورزا کو غاصب محض خیال کرتا تھا۔ اِدھر خاندان آنژ و نیپس کے ارگانی بادشاہوں کے حقوق پر متضرع تھا۔ اس کا ادعا تھا کہ جو نئے دہم نے، جس نے ۱۷۹۳ء میں وفات پائی، اپنی مسلمہ و کاوارث اس کے مورث اعلیٰ رہنے کو قرار دیا تھا۔

خاندان آریاں کے حقوق کا ملبردار اس وقت چارلس ہشتم کا چچا لوی تھا۔ جو آسٹی پر پہلے ہی سے قابض تھا۔ خاندان آنژ و کے حقوق وہاں کے آخری ڈیوک رہنے اول کی وصیت کے مطابق آنژ و اور پروانس کے ساتھ ۱۷۹۱ء میں تاج فرانس سے منہم ہو گئے تھے۔ لوی یا دوم نے آنژ و اور پروانس کے صوبوں ہی پر قناعت کر لی تھی مگر اس کا نادان اور حریص بیٹا چارلس اطالیہ کو اپنے حقوق بڑے شمشیر اس لئے منوانے پر تلا ہوا تھا کہ اس کے ذریعے اسے ایک جنوبی حکومت ہاتھ آجائے گی جو ترکوں کے خلاف جدید صلیبی لڑائیوں میں نقطہ آغاز کا کام دے گی۔

اس جنوبی حکومت کے وہ خواب دیکھ رہا تھا لیکن اس شوق و اضطراب کے باوجود خود چارلس حملہ آور می کی جرأت نہ کرتا اگر میلان اور نیپس کی نزاع باہمی نے ایسا دلکش موقع نہ پیدا کر دیا ہوتا۔

اولیٰ اس کا انحصار اٹلی کے قریب تھا ۱۷۹۵ء میں، فلیپو میریا کو، جو اس وقت میلان کا حکمران تھا، اس امر سے متنبہ کر دیا تھا کہ فرانسیسی جو کسی وقت نیپس کے مالک تھے کسی نہ کسی دن، شمال میں اپنے حدود کو دست دینے کی کوشش کریں گے۔ فرانس کو سفورزا کو جس نے میلان کو فلیپو کی وفات کے تھوڑے ہی دن بعد حاصل کر لیا تھا۔

خود ہی اس کا احساس تھا کہ میلان کا جائز مطالبہ و لٹینا کی شادی سے آریان کے فرانسیسی خاندان کے ہاتھوں میں پہنچ چکا ہے اور اس لئے اسے فرانس کے حقوق کے متعلق کسی اثبات کی ضرورت نہ تھی۔ اس کا نتیجہ ان دونوں قوتوں کے درمیان اتحاد کی شکل میں نمودار ہوا اور اس اتحاد کو سفورزا کی بیٹی اپولیتا اور کلیبریا کے شاہزادے الفانسو کے ازدواج سے اور بھی تقویت ہوئی۔ میدیجی خاندان کی تخت علی کے

مطابق لورنزو بھی اس جتھے میں شریک ہو گیا۔ اس کو ایس دتھی کہ میلان نیپلس اور فلورنس کے اتحاد ٹلاٹھ سے اطالیہ میں توازن قوت برقرار رہے گا۔ ونیس اور پاپائیت کی طرف سے حصول ملک کے لئے جو چہرہ دیتیاں عمل میں آئی تھیں ان کی بھی روک تھام ہوتی رہے گی اور جزیرہ نمائیں امن و سکون قائم رہنے سے غیر ملک کو مداخلت کے بہانے نہ مل سکیں گے۔ لورنزو کی اپنے مقاصد میں کامیابی پر سبجا طور پر شک کیا جاسکتا ہے لیکن یقینی امر ہے کہ اس کے دفعتہ مرجانے سے وہ تنہا شخصیت دنیا سے اٹھ گئی جس کی ذات سے کامیابی کا امکان وابستہ ہو سکتا تھا۔

(۱ اپریل ۱۴۹۲ء)

میلان اور نیپلس کا اتحاد، لورنزو کی وفات سے پہلے ہی اپنے ٹوٹنے کی دھمکیاں دینے لگا تھا۔ ۱۴۹۱ء کے حملے جس سے لوڈوویکو ال مروئے، سیواسے کی بیونا سے زمام حکومت چھین لی تھی، نیپلس کے فرینٹا نے مہر قبولیت ثبت کر دی تھی سال مابعد ۱۴۹۲ء میں ایپولیتا کی وفات نے جو لوڈوویکو کی بہن اور فرینٹا کے فرزند الفانسو کی بیوی تھی، دونوں خاندانوں کے رشتہ اتحاد کو منقطع کر دیا۔ بعد ازاں الفانسو کی دختر ازابیل کے ساتھ نوجوان جیان گالیازو کی شادی نے معاملات کو

میلان اور نیپلس کے اتحاد کی شکست  
لوڈوویکو کو اجانب کے بلانے پر مجبور کرتی ہے۔

بد سے بدتر بنا دیا۔ الفانسو لوڈوویکو کی حکومت سے حد کرنے لگا اور چاہتا تھا کہ اس کا داماد جو ۱۴۹۱ء میں بیس سال کی عمر کو پہنچ چکا تھا، ڈیوک تسلیم کر لیا جائے۔ اس حد میں ازابیل بھی اس کی شریک تھی۔ جسے اس اعزاز و اکرام کا حسد تھا جو اس کی بھینس اور فرزند ازوڈوویکو کی بیوی، بیٹرس پر چاروں طرف سے برس رہا تھا۔

پیروڈی میدیچی نے جو حال ہی میں ۱۴۹۲ء فلورنس میں لورنزو کا جانشین ہوا تھا۔ لوڈوویکو کے خلاف الفانسو سے ایک خفیہ سازش کر لی۔ جس میں نیپلس کا فرینٹا بھی کسی قدر بادل ناخو استہ شریک ہونے پر رضامند ہو گیا۔ اس نے میلان، نیپلس اور فلورنس کے اتحاد ٹلاٹھ کا خاتمہ کر دیا جس پر اطالیہ کی محافظت کا انحصار تھا اور لوڈوویکو دوسرے گوشوں سے امداد و اعانت طلب کرنے پر مجبور ہو گیا۔ اس نے اپنی

میتھی بی انکا کی شادی میکسی طین کے ساتھ کر دی جو ۱۴۹۳ء میں شہنشاہ منتخب ہو اٹھا اور اس کے معاوضے میں اپنی زوجی کا پروانہ دخل یا بی حاصل کر لیا جسے سنورزا کے خاندان کو عطا کئے جانے سے اب تک انکار ہوتا رہا تھا۔ اس ہی دست اور تلاش بادشاہ سے اس سے زیادہ کسی موثر و کارگر استداد کی توقع نہ ہونے کے باعث لوڈوویکو کی تلاش استعانت کا دوسرا قدم فرانس کی جانب اٹھا۔ کاجاتزو کے امیر سان سیورینو کو چارلس کے پاس جس کا ابھی اکیسواں سال تھا روانہ کیا گیا تاکہ اطالیہ کی رفعت شان کے سبز باغ دکھا کر اس کو نیپلس کی نفیس حکومت کے متعلق اپنے حقوق پر مصر ہونے کے لئے اکسایا جائے۔

لوڈوویکو کی اس حکمت عملی پر ناواقف طریقے پر لعن طعن کی گئی ہے۔ اطالیہ کے ہر ایک بادشاہ نے جس وقت اس کے اغراض و مقاصد کے مطابق اس کی ضرورت ہوئی ہے فرانس کو اطالیہ پر حملہ آور ہونے کی دعوت دی۔ اب تک لوڈوویکو اس حکمت عملی کا سخت ترین مخالف تھا اور جب ۱۴۹۸ء میں اوسنٹ ہشتم نے لو رین کے رہنے دو م کو خاندان آنزو کے ان حقوق پر اصرار کرنے کے لئے مجبور کیا جو اسے نیپلس کے متعلق حاصل تھے تو اس کا روکنے والا لوڈوویکو ہی تھا۔ اپنی خود غرضی اور ہنسی برحمت و غا بازیوں کے باوصف وہ اپنے ہم عصر اطالوی بادشاہوں میں بدترین نہیں خیال کیا جاسکتا۔ یہ خود نیپلس کی بدلی ہوئی حکمت عملی تھی جس نے لوڈوویکو کو ایسی ہلک و تباہ کن روش کے اختیار کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ مزید برآں جیان گالیازو ایک نکتہ شخص تھا اور یہ بالکل قرین قیاس ہے کہ افسانوں نے جو قوت و اقتدار کا سید عریض تھا، جیان گالیازو کو اپنی کٹ پتلی بنالینا چاہا ہو۔ لوڈوویکو نے چاہتا تھا اور نہ اس کو اس کی توقع تھی کہ فرانسیسی نیپلس کو فتح کر لیں گے۔ اطالیوں نے البتہ غیر ملکی حملوں کی دھمکیاں اتنی مرتبہ دی تھیں کہ ان کے نتائج ان کے حافطے سے فراموش ہو چکے تھے۔ اس کا چارلس سے استداد کی درخواست کرنا سازشوں کے اس کھیل کی محض ایک چال تھی جسے سب چل رہے تھے، فرق صرف اتنا تھا کہ دوسروں کی چالیں ناکام رہیں اور لوڈوویکو کی چال کارگر ثابت ہوئی لیکن اپنی اور اطالیہ کی تباہی اور بربادی



کی صورت میں۔ اس وقت بھی صرف لوڈو ویکو ہی نے چارلس کو دعوت نہیں دی تھی بلکہ اس کے شریک کار دوسرے بھی تھے۔ اس کی تائید نیپلس کے مفرد و خنزروے سالرنو نے بھی کی تھی جو ان بیرجمیوں کا بدلہ لینے کے درپے تھا جو فرنیٹا نے ۱۵۸۸ء کے باغی امرا کے سرگروہوں پر کی تھیں۔ اس کی مزید تائید اسی کارڈنل جولین ڈیلار ویرے نے اپنی استدعاؤں سے کی تھی جس نے ابھی ابھی (اگست ۱۵۹۲ء میں) الکزیڈر ششم کے لقب سے پاپائی تخت پر قدم رکھا تھا۔

فیلیپ دمی کو میں لکھتا ہے "اطالوی ہم کے مسئلے پر بہت گرامر مباحثے ہوئے تھے کیونکہ تمام تجربہ کار اور دانشمند اصحاب اسے نہایت خطرناک غم خیال کرتے تھے۔ این بورڈ۔ اس کے شوہر اور دوسرے بہت سے اشخاص نے بادشاہ کو اس چارلس بہتر مفید نصائح کے باوجود مہم کا غم کر لیا ہو اور بھی قوت بیکراگئی۔ سٹینن پہلے حاجب دربار شاہی اور اس وقت بوفیر کانسٹیبل تھا نیپلس میں حصول زمینداری کا متمنی تھا اور اسقف براکونٹ کلیسا کے کارڈنل ہو جانے کا خواب دیکھ رہا تھا جس کا سنبرباغ میلان کے سفیر نے اس کو دکھلایا تھا۔ ادھر نوجوان امرا نے بھی جو اٹلی کے خان نیما کے متعلق خیالی پلاؤ پکارے تھے ہاں میں ہاں ملانی شروع کی۔ غرض چارلس ایک ایسے راستے پر آنکھیں بند کر کے چل کھڑا ہوا جس کے لئے اس کا بیت المال اس کے تدابیر اس کی تیاریاں سب ناکافی تھیں۔"

بہار اور موسم گرما کے ابتدائی ایام لیون میں برباد کرنے اور اس روپے کو جو اس مہم کے واسطے اند و ختوں کو نکال کر اور قرض دم حاصل کر کے جمع کیا گیا تھا۔ عیاشانہ جن آرائیوں اور شہوت پرستانہ خلوت کاریوں میں صرف کر کے بادشاہ ماہ اگست میں دریائے آدن سے گزر کر دنیا پہنچا۔ اور وہاں سے دوسری ستمبر کو درہ ٹرنیور ۲ ستمبر ۱۵۹۲ء کو چارلس کے ذریعے سے کوہ آپس کو عبور کیا۔ اس کی سپاہ میں صرف فرانسیسی نہیں تھے۔

اپس کو عبور کرتا ہے اس میں جرمانیہ کے لینڈس کنشٹس Lands Knechts

اور سوئزرستان کے اجرتی سپاہی بھی شامل تھے۔ غرض یہ فوج ان بیرونی حملوں کا ایک موزون پیش خیمہ تھی جو ایک صدی بعد تک اطالیہ کے زرخیز زمیندانوں کو ماتحت و تاراج کرنے والے تھے۔

آہستہ پیچھے، جہاں لوڈوویگو نے اس کا اتصال کیا، چارلس کی رفتار سفر میں پہلے تو اپنی رنگ رلیوں اور پھر خرابی صحت کے باعث تاخیر ہوئی اور ۶ اکتوبر تک وہ آہستہ سے پانچ سو زاروانہ نہ ہو سکا۔ یہاں اس کے آئندہ نظام اعلیٰ پر بحث و مباحثہ کیا گیا اب وہ اپنے حلیوں کے حدود کو خیر باد کہنے والا تھا۔ اس کے شمال مشرق میں وینس غیر جانبدار تھا۔ پوپ نے کسی قدر پیش قدمی کے بعد فرانسیسیوں کی مداخلت کا تصفیہ کر لیا تھا۔ فلورنس میں سخت اختلاف آراء تھا۔ وہاں کے شہری اپنے روایات کے مطابق فرانسیسیوں کے طرفدار تھے اور ان کی اس رائے کو سیدنا رولا کی ان تہیہوں سے تقویت پہنچتی تھی کہ اطالیہ کی سزا کے لئے ایک عذاب نازل ہو گا۔ دوسری طرف ہیریڈیلپس سے ملا ہوا تھا۔ بالآخر چارلزنے یہ تصفیہ کیا کہ بولونا کے نسبتہ آسان راستے کو چھوڑ کر دیادی پونتری مولیٰ کا مغربی راستہ لیا جائے۔ خیال یہ تھا کہ اس طرح چارلس نیپلس کے

چارلس اپنی نائن کو  
عجور کر کے فلورنس  
کی طرف مشق قدمی  
کرتا ہے۔

بھائی ڈان فیڈی رلیو پر ہر ستمبر کو بمقام پیمیلو حاصل کی تھی۔

اس کے علاوہ یہی امید تھی کہ بادشاہ کو آتا دیکھ کر فلورنس کی حکومت اپنی طرفداری کا اعلان کر دے گی۔

راستہ دشوار گزار تھا اور جس ملک سے ہو کر گذرنا تھا وہ ایسا بے آب و گیاہ تھا کہ گھوڑوں کو گھانٹا تک نہ مل سکتی تھی۔ اگر اس موقع پر فرانسیسیوں کی مداخلت استعمال کے ساتھ کی جاتی تو وہ دیکھنی میں قدم ہی نہ رکھنے پائے کیونکہ چارلس کو اطالیہ میں بلا کر لوڈوویگو اب نام و پریشان ہونے لگا تھا۔ فرانسیسیوں کے میدان پر مضبوطوں کے متعلق اس کے

شبہات برانگنہ ہو ہی چکے تھے۔ نیز اس کے بد نصیب بھتیجے جیان گالیاتزو کی موت نے جو اکتوبر ۱۶۹۲ء میں واقع ہوئی اور جو بالعموم زہر خورانی کا نتیجہ خیال کی جاتی تھی نیپلس کے خلاف فرانسیسی تائید کی ضرورت ہی نہیں باقی رکھی تھی لیکن اہالیان فلورنس کا اختلاف آراء چارلس کے آڑے آگیا۔ فرانسیسی کھائیوں کو بلا کسی سدا راہ کے عبور کر گئے اور شہر فیوٹزانو کو لوٹ کے سر زانا کے قلعے کے سامنے جھکر بیٹھ گئے۔ یہاں فلورنس کی بدظنی سے خائف ہو کر پیٹر و سر پر پاؤں رکھے پہنچا اور چارلس کے مطالبات کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا، کچھ زر نقد دینے کا بھی وعدہ کیا اور سر زانا، پتیر، سانا، پیا، اور لگت، ارن، چارٹشہور ترین شہر اس کے حوالے کر دیے۔ ان ذلت آمیز دست برداریوں نے اہالیان فلورنس کو اور بھی آتش زیر پا کر دیا۔ پیٹر و کے فلورنس واپس آتے ہی (۸ نومبر کو) لوگوں نے تلواریں سوت لیں اور وہ تھیں بدل کر دینس بھاگ جانے پر مجبور ہوا۔ فلورنس کی بغاوت سے رومانیس پیٹر و کا فلورنس سے اخراج فریضے خطے میں بڑ گیا اور روم کا راستہ کھل گیا۔ لہذا وہ اسی طرف بھاگ نکلا ہوا۔

۹ نومبر ۱۶۹۴ء

اسی مدت میں چارلس اہالیان بیا کو ان کی نام قبول مالک، فلورنس سے آزادی دلا کر (گو اس طرح سمجھ دینے کا اسے حق حاصل نہ تھا) وہ فلورنس کی طرف روانہ ہوا اور سونا دلا کی نصیحتوں سے کہ اس کو فتح اسی وقت حاصل ہوگی جب وہ بالخصوص فلورنس کے ساتھ رحم و کرم سے کام لے، اور یہ موقع ٹھوکر کھانے کا نہ تھا، وہ اکر تا ہوا فاشا نشان سے نیر سے تانے، ۱۸ نومبر کو شہر میں داخل ہوا۔ اس تہدید آمیز طرز کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے مطالبے بھی کئے گئے۔ پہلے اس نے پیٹر و کے وہیں لانے کا مطالبہ کیا۔ اس سے انکار کئے جانے کی صورت میں شہر میں ایک فرانسیسی افسر کے رکھے جانے پر زور دیا گیا جس کی منظوری کے بغیر کوئی کام نہیں کیا جاسکتا تھا۔ چونکہ اہالیان فلورنس نے اس بھی پس و پیش کیا لہذا بادشاہ نے غصے کے ساتھ کہا کہ ہم اپنے قرنا بجائیں گے، کیونتی نے جواب دیا ہم بھی اپنے کھنٹے بجائیں گے۔ جب چارلس نے دیکھا کہ بات بڑھ جائے گی تو اس نے اپنے مطالبوں میں

چارلس فلورنس میں داخل ہوتا اور بہزار وقت شراط طبع کر کے روایا عجائب بڑھاتا

کئی کر دی۔ اہالیان فلورنس نے چھ ماہ میں ایک لاکھ بیس ہزار فلورنس کے سکے دیئے اور شہر میں بادشاہ کے دو نمائندے رکھے جانے سے بھی اتفاق کر لیا۔ لیکن بالآخر طے پایا کہ خاندان میدیچی واپس نہ بلایا جائے اور چارلس کو ۲۷ نومبر کو یہ وعدہ کرنا پڑا کہ پٹرو نے جو چار شہر اس کے حوالے کر دیئے تھے وہ بعد اختتام جنگ فلورنس کو واپس دیدیے جائیں گے۔ فلورنس کے مشکلات کو اس طرح حل کرے چارلس سینا کی طرف بڑھا۔ سینا نے اپنے حدود میں ایک فرانسیسی فوجی دستے کے رکھے جانے سے اتفاق کر لیا (۲ دسمبر) اس کے بعد چارلس نے شہر روما کی طرف قدم بڑھائے۔

الکزمینڈر ششم نے نیپلس کے بچانے کے لئے حتی الامکان کوشش کی تھی لیکن اس وقت وہ خوف زدہ ہو گیا۔ ترکی کے سلطان بایزید دوم کے ساتھ اس کی وہ خط و کتابت جس میں امداد کے معاوضے میں سلطان کے بھائی ضمیمہ کے قتل پر جو اس وقت الکزمینڈر کی محافظت میں تھا گفتگو ہوئی تھی چارلس کے ہاتھوں میں پڑ گئی تھی۔ اس کے معاذین ایک عام مجلس کے انعقاد کے لئے چلا رہے تھے تھے برہم، زیو کوٹونا نے اس کے ڈپٹی ڈیپارٹمنٹ کے نام سے (۱۸ ستمبر کو) اوسٹیا پر قبضہ کر لیا تھا۔ ان حالات میں اس نے معاملے کی یکسوئی کا مقصد کر لیا اور فرینٹے اور اس کی فوج کی پسپائی کا وعدہ لیکر فرانسیسیوں کو روما کی شہر پناہ تک آ جانے کی اجازت دیدی اور خود سنیت انجیلو کے قلعے میں پناہ لی۔ کارڈنل فیلڈ رورے اور سفوزا نے چارلس کو فریڈرےایات عطا نہ کئے جانے اور ایک مجلس عام کے منعقد کرنے پر مجبور کیا جو پوپ کو منظور کر کے مصلح کلیسا کا کام شروع کر دے لیکن بری ہونے پر یہ چاہتا تھا کہ کوئی عہد شکنی ہونے پائے جس سے اس کے کارڈنل کے عہدے پر متنازع ہونے کی امیدیں خطرے میں پڑ جائیں۔ چارلس میں مصلح بننے کی اہلیت نہ تھی۔ الکزمینڈر کی رشوتوں نے اپنا اثر دکھایا۔ اور بالآخر ایک باہمی سمجھوتہ ہو گیا۔ پوپ نے اس امر سے اتفاق کر لیا کہ ختم جنگ تک ضمانت کے لئے چوٹا بیگیا پراچینا اور سپولینٹو چارلس کے تفویض کردے باغی کارڈنلوں کو معاف کر دے اور الکزمینڈر مصلح کر لیتا ہے

شاہزادے ضمیمہ کو اس کے حوالے کر دے۔ اس نے سینٹ مالو کے اسقف کو کارڈنل کا عہدہ بھی جس کی اسے اس قدر حرص تھی

۱۵ جنوری ۱۵۲۷ء

حطا کر دیا اور اپنے بیٹے کارڈئل سیزر بورجیا کو یہ خیال کے طور پر چارلس کے ہمراہ کر دیا۔ جیسے ہی بادشاہ روم سے جنوب کی طرف روانہ ہوا۔ سیزر بورجیا بھاگ نکلا اور ادھر شہزادہ فرینسکو کا انتقال ہو گیا۔ آخر الذکر کی موت جو عام طور پر الکزنڈر کی زہر خورانی کا نتیجہ خیال کی جاتی تھی غالباً فطری اسباب پر مبنی تھی لیکن سیزر کے غائب ہو جانے سے چارلس کی آنکھیں کھل گئیں کہ پوپ کے وعدوں پر کوئی اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔ فریسیوں کی کامیابی ایسی غیر معمولی نوعیت کی تھی کہ الفانسو کی دل شکنی حق بجانب تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اس کی رعایا اس سے سخت متنفر تھی اور اس بزدلی کے باعث جو۔ بے رحم آدمیوں کا خاصہ ہے وہ ادھم بادل کا دھن بن گیا۔ یہ کہہ کر کہ شجر و حجر سے فرانس فرانس کی آوازیں آرہی ہیں وہ اپنا تاج و تخت اپنے بیٹے کے حوالے کر کے سقلیہ بھاگ گیا (۳ فروری ۱۴۹۵ء)۔

الفانسو تاج و تخت سے دست بردار ہو کر سقلیہ (سقلیہ) بھاگ جاتا ہے

۳ فروری ۱۴۹۵ء

اس کے بیٹے فرینسکو دوم نے باپ سے زیادہ بہت دکھائی اور سان جبرماٹو کے مقام پر اپنی فوجوں کے ساتھ شریک ہو گیا۔ یہاں ایک پہاڑی درہ اور دریا نے گارسی گلیانو کی وجہ سے مدافعت کا خاصا موقع حاصل تھا۔ لیکن اس وحشیانہ طرز عمل کی خبروں نے جن کا اظہار فریسیوں نے ماننے سان جیو دانی کی تیغ کے وقت کیا تھا اس کی فوج میں خوف اور دہشت پھیلادی اور اسی دہشت کے اسے وہ کمیونیا پر پلٹ کر ٹوٹ پڑی نیپلس میں بغاوت ہونے کی وجہ سے فرینسکو کو پھر واپس بلایا گیا اور اس نے یہاں نہیں کر یہ ماجرا دیکھا کہ اس کے سردار فوج ترقی و تلبو نے چارلس سے صلح کر لی ہے نیپلس میں اب دوبارہ بغاوت نے سر اٹھایا اور جان نصیب بادشاہ یہ کہتا ہوا (۲۱ فروری کو) سقلیہ روانہ ہو گیا کہ وہ اپنے اعمال کا نہیں بلکہ اپنے باپ کے گناہوں کا خمیازہ بھگت رہا ہے اس نے اس کا بھی وعدہ کیا کہ اگر اس کی یوفا رعایا نے فریسیوں کی بربریت سے تنگ آکر کبھی اس کی دہشت کی تمنا کی تو وہ اس کی دستگیری کو آئے گا۔ دو مہرے دن چارلس نیپلس میں داخل ہوا۔ چارلس کا داخلہ نیپلس اور چہرہ ہی ہفتوں میں دو ایک قلموں کے سوا

۲۲ فروری ۱۴۹۵ء

سارا ملک اس کے قبضے میں آگیا۔

کوین لکھتا ہے کہ چارلس کی کامیابی کو محض خدا کا فضل سمجھنا چاہئے۔ لڑائی جھگڑے کے بغیر وہ ساری اطالیہ میں اس سرے سے اس سرے تک گھوم آیا اور اتنی بڑی سلطنت کا فاتح بن گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کی ڈینگیں اور شیخیاں کہ وہ ترکوں کے ساتھ صلیبی لڑائیاں لڑے گا اور قسطنطنیہ کو فتح کرے گا۔

فرانسیسیوں کی قسمت  
پلٹا کھاتی ہے

پوری ہو جائیں گی لیکن اس کی یہ نصرت چند روزہ بھی چل نہ سکی۔ مار دے میں دفتہ دن ہو جاتا ہے اسی طرح چارلس کی قسمت نے بے یک چشم زدن پلٹا کھایا۔ نیشہ فتح مند ہی سے بدست فرانسیسی مغلوب اطالویوں کو انسان ہی نہ سمجھتے تھے۔ اپنی آزاد مزاجیوں اور بے رحمیوں سے انھوں نے اطالویوں کو بالکل بیگانہ کر دیا۔ چارلس نے اپنی فتوحات کو مستحکم کرنے کی کوئی تدبیر اختیار نہ کی بلکہ عیش و عشرت میں پڑ گیا۔ امرائے پبلس کی دلتوازی اور استمالت کی پروانہ کی گئی۔ تمام عہدے اور مناصب فرانسیسیوں کو دیئے گئے اور محصولات میں تخفیف کے جو وعدے کئے گئے تھے وہ کبھی پورے نہ ہوئے۔

اسی مدت میں شمالی مطلع پر طوفان کے علامات پیدا ہو رہے تھے۔ لوڈوویکو

اپنی جلد بازی پر مدت سے کف افشوس مل رہا تھا اور اب اس کے یہ خوف بھی دم انگیز ہو گیا تھا کہ آرمیکان کا کوئی ممکن ہے کہ میلان کا مطالبہ کر دے۔ پوپ کو مجلس عامہ کا دھڑکا لگا ہوا تھا۔ اور بادشاہ کے خلاف جذبہ عداوت کا برنگیختہ کرنا اس کی عین سرت کا باعث تھا۔ ونیس جو ابتداءً اس مہم کا مذاق اڑاتا تھا اب لرزہ برآمد ہو گیا۔ فردیننڈ پہلے ہی چارلس سے شکایت کر چکا تھا اور اب اسے سقلیہ پر حملے کا اندیشہ پیدا ہو چلا تھا۔ میکسی میلین کا وقار نامزدان والو کے تفوق و اقتدار سے برہم ہو گیا تھا۔ ونیس میں ان کھومتوں کے مابین مدت سے گفت و شنید ہو رہی تھی۔

ونیس کی لیگ  
۳۱ مارچ ۱۵۹۵ء

نیپلس کی تسخیر نے پانی سرے اونچا کر دیا اور ۳۱ مارچ کو ان قوتوں نے اتحاد ونیس کو نظر ہر یہ کہہ کر وجود میں لایا کہ وہ اپنے اپنے ملکوں کی حفاظت اور ترکوں کے خلاف

محاربات صلیبی کی تیاریاں کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ گوٹیکھار دینی و عوامی کرتا ہے کہ یہ قوتیں دراصل خفیہ طور پر فرانسیسیوں کو اطالیہ سے خارج کر دینے کی فکر میں تھیں ان کا مقصد غالباً یہ تھا کہ فرانسیسیوں کی مزید دراز دستیوں سے اپنے کو محفوظ رکھیں صرف فلورنس نے فرانس کے ساتھ عہد شکنی کرنے سے اس امید پر انکار کر دیا کہ وہ اس کی تائید سے پست کو پھر حاصل کر لیتا۔

ادھر چارلس نے پاپا کے دربار سے قبضہ نیپلس کے تسلیم کئے جانے کی بے سود امیدیں ایسی متوہن کر دیں جسے قتل باور کرنے سے عاجز رہے بعد ازاں نیپلس کے صدر

چارلس کی سپائی | اسقف سے جلد تاج حاصل کر کے مشکل تمام اس نے دس ہزار آدمیوں کو ہمراہ لیکر ۲۰ مئی کو مراجت شروع کر دی۔ کومین لکھتا ہے کہ کلاڈٹ مان پائیسے کو جو ایک اچھا سپاہی ہونے کے باوجود

عقل سے خالی اور ایسا کال الوجود تھا کہ وہ پھر تک سو کر نہ اٹھتا تھا ویرائے کی حیثیت سے چھوڑ دیا گیا۔ شیئین وی ویرا جواب تو لا کا ڈیوک تھا گا میٹا کا حاکم اور مالیات کا منظم مقرر کیا گیا۔ علی ہذا استوار و مینی جوان میں بہترین سپاہی تھا کلابر کا حاکم مامور ہوا جس وقت چارلس روم کے قریب پہنچا تو الکزینڈر اور ویٹو بھاگ گیا پھر وہاں سے پروچیا جلد یا سکینی پہنچ کر چارلس نے ہر چیز کو اتر اور ہر شے کو درہم برہم پایا سیٹینیا۔ لوٹکا اور پیمانے فلورنس کے خلاف سازش کر لی تھی اور فرانسیسیوں سے مدد کے خواہاں تھے۔ اہالیان فلورنس نے جنھوں نے سیزرولا کی صلاح کے مطابق اپنی حکومت میں اصلاح کر لی تھی ان مقامات کے وہیں کر دیئے جانے کا مطالبہ کیا جو مہنگا می طور پر بادشاہ کے تنویض کر دیئے گئے تھے چارلس کوئی تصفیہ نہ کر سکا اور ان کو خط و کتابت کا ہنر باغ دکھا کر اور مفوضہ مقامات میں فرانسیسی فوجوں کو چھوڑ کر خود ۲۳ جون کو کوہ اپنی انیس کو عبور کر گیا۔

لیکن فرانسیسیوں کی تقدیریں یہ نہ تھا کہ وہ اطالیہ سے کسی لڑائی کے بغیر بچ کر فوراً نووا کی لڑائی | نکل جائیں بنخری ساحل پر ان کے جنگی جہاز انھیں وٹس اور ۶ جولائی ۱۴۹۵ء لیکن جنگی پر میلان اور وٹس کی فوجوں نے مانتوا کے رئیس

کی سرگردگی میں دریائے تارو پر بمقام فورنووان کا مقابلہ کیا۔ متحدین کی فوج کو تعداد اور موقع و محل پر لحاظ سے تفوق حاصل تھا اور اگر اس نے استقلال اور پامردی سے کام لیا ہوتا تو دشمن کو شکست فاش دے سکتی تھی لیکن اطالوی فرنیسیوں کو عاجز کرنے کے متمنی نہ تھے اور چارلس اپنے کوچ کو جاری رکھنے میں عقلمندی سے اپنے مقدمہ بحیثیت کو آگے بڑھائے گیا۔ میلانی فوجوں نے کاؤنٹ کا جاتزو کی سرگردگی میں ہراول کا مقابلہ کیا لیکن حملہ کمزور تھا اور آسانی کے ساتھ رد کر دیا گیا۔ گوٹیکچیار دینی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بانی بانی لوڈوویکو تھا۔ اس خوف - سخت فتح کامل ہو جانے سے کہیں اس کا مقابلہ وئیس کی فوجوں کے رحم و کرم پر نہ آئیں جو بلحاظ تعداد اس کی فوجوں سے کہیں زیادہ تھیں۔ یا یہ کہ شکست فاش کھا کر فرانیسی اس سے انتقام لینے کے درپے نہ ہو جائیں لوڈوویکو نے اپنے سپہ سالار کو حکم دیدیا تھا کہ فرانیسیوں کے ہراول پر بہت زیادہ دباؤ نہ ڈالا جائے۔ پھر قلب لشکر اور دبنال حبش پر بہت سخت حملے ہوئے اور چارلس تھوڑی دیر کے لئے خطرہ میں گھر گیا لیکن افواج غنیمت کی بے ضبطی و بے ربطی نے اس کو بچا لیا۔ بہت سے اطالوی اس کے ساز و سامان کو لوٹنے میں پڑ گئے۔ محافظ افواج نے حملہ نہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فرانیسی بادشاہ مال گنواتے ہوئے لیکن شان کے ساتھ اپنی کوچ کو قائم رکھنے میں کامیاب رہا۔

آہستہ میں چارلس کو مسئلہ نووار کے باعث تعویق ہوئی۔ آریلیان کے ٹیس لوئی نے ماہ جون میں اس مقام پر قبضہ کر لیا تھا لیکن اس نے ادھر قبضہ کیا اور ادھر لوڈوویکو نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ لوئی بیچارہ فوراً امداد کے واسطے چیتا رہا لیکن بے فائدہ جب تک کمک نہ آئے چارلس خنجریں کرنے والا نہیں تھا اور ہر وقت تک سکون قلب کا سامان، صرف یہ سوچا کہ دل کو عشق و محبت کے ابھٹاؤں میں پھنسائے رکھے۔ خوش قسمتی سے لوڈوویکو فرانیسیوں کو اطالیہ سے باہر کر دینے کے لئے خود ہی مضطرب تھا۔ اس لئے ماہ اکتوبر میں صلح کر لی۔ لوئی نووار سے دست بردار ہو گیا۔ لوڈوویکو نے متحدین سے علیحدہ ہو کر فرانیسیوں کو آزادی کے ساتھ گزر جانے دینے کا وعدہ کیا بلکہ

معادہ وریلی  
۱۰ اکتوبر ۱۵۱۶ء



اس کا بھی افسوس ہوا کہ جب وہ نیپلس کے خلاف کارروائی کریں گے تو وہ ان کی تائید کرے گا۔ لیکن یہ صورتِ سرمدت محال نظر آتی تھی۔

جو بھی چارلس نے نیپلس سے منہ موڑا اس کی فتوحات کا شیرازہ بکھرتا شروع ہو گیا۔ گوئیچیچا رومینی لکھتا ہے کہ نیپلس کے باشندے اطالیہ بھر میں سب سے زیادہ متلون مزاج واقع ہوئے ہیں۔ ادھر فرانسیسیوں کی حماقتوں نے بھی فریٹے کے الفاظ یاد دلادیئے چنانچہ وہ ماہ مئی کے اواخر میں فرڈیننڈ اسپین کے کیتھولک بادشاہ کی بھیجی ہوئی افواج کی مدد سے نیپلس آیا جو اسپین کے بہترین سپہ سالار چارلس اطالیہ سے واپس ہوتا اور اسکی فتوحات کا شیرازہ بکھرتا ہے۔

کان دیلو ڈی کارڈووا کی سرکردگی میں تھیں۔ استوار دوہنی سے سینارا پر شکست کھانے اور سینا بھاگ جانے پر مجبور ہونے کے بعد اس نے نیپلس پر دوبارہ حملہ کیا۔ شہر میں بے وفائی ہو گئی، شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے گئے اور مان پانسے نے (۲ جولائی کو) قلعے میں پناہ لی لیکن تھوڑے ہی مدت میں اس کے تخلیہ پر مجبور ہو گیا۔ ادھر روسیہ کے معاہدے میں وٹس کو مانوویلی، اوٹرانٹو، برنڈسی اور ٹرائی کے شہروں پر قبضہ کر لینے کی اجازت دیدی گئی۔ مان پانسے اس توقع میں کہ چارلس کمک روانہ کرے گا۔ کچھ مدت تک اور لڑتا جھگڑتا رہا۔ مگر چارلس عیش و نشاط میں ڈوبا ہوا تھا۔ کوئی آرمیاں نے جو اپنے کو تاج و تخت کا وارث سمجھتا تھا فرانس چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ بالآخر مان پانسے نے (۲۱ جولائی ۱۷۹۹ء کو) اٹیلیا میں ہتھیار رکھ دیے۔ دوہنی نے مبتلائے تب ہونے کے باوجود کچھ مدت تک اور بھی پامردی و استقلال سے کام لیا لیکن ۹ ستمبر کے ختم تک فرانس اپنی ساری کمائی کھو چکا تھا۔ فریٹے آخری نتیجے کو دیکھنے کے لئے زندہ نہ رہا اور ستمبر ہی میں اس دنیا کو خیر باد کہہ گیا۔ اس کا چھایفٹ ڈیریگولا کسی شورش کے اس کا جانشین ہو گیا۔ اس طرح تین سال کی مدت میں پانچ بادشاہ یکے بعد دیگر نیپلس کے تخت پر بیٹھے۔

چارلس کے مقبوضات میں سے اگر کچھ باقی رہ گئے تھے تو وہ صرف منوفضہ علاقے تھے جو فلورنس نے اس کے تفویض کئے تھے۔ یہ علاقے اس کے فرانس واپس ہو جانے پر

فلورنس کو واپس دیئے جانے تھے لیکن اپنے دوبارہ اطالیہ آنے کی امیدوں میں چارلس اپنے وعدہ کو لیت بھل میں ڈالتا رہا اور ان عہدہ داروں نے جنہیں وہ اپنی جگہ حکمران بنا کر چھوڑ گیا تھا ان معادلوں کو تو بالکل نسیا نہ کیا کر دیا۔ لگ بھگ ان بلاشبہ ستمبر کے چھینے میں واپس کر دیا گیا تھا لیکن سرزانا باشندگان جنہوں نے تیسرا سناٹا لوکا اور قلعہ پسیا باشندگان پسیا کے ہاتھ فروخت کر دیا گیا۔ ان علاقہ جات میں سے صرف پسیا سناٹہ میں دوبارہ واپس لیا جاسکا اور وہ بھی ایک طویل جدوجہد کے بعد جس نے جمہوریہ کو بالکل خستہ و پاش کئے کر دیا جو اس کے زوال کا باعث ہوا۔ تیسرا سناٹا اس وقت تک واپس نہ لیا جاسکا جب تک کہ سناٹہ میں خاندان میڈیچی کا اعادہ عمل میں نہ آیا اور سرزانا تو کبھی بھی واپس نہ ہوا۔ اس طرح فرانس کے حلیف نے سب سے زیادہ مصیبت جھیلی۔

چارلس ششم اطالوی لیگار کے بعد بہ مشکل تین سال زندہ رہا نیپلس پر جدید حملے کے خواب ہمیشہ ہمیشہ دیکھتے رہنے کے باوصف وہ عیش پرستیوں میں ابتداء ایسا منہمک ہوا کہ اپنے ان خوابوں کو کبھی بھی پورا نہ کر سکا۔ کوئین کے بیان کے بموجب اپنی زندگی کے آخری چند مہینوں میں چارلس نے اپنے دل میں زیادہ پابندی مذہب کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا قصد کر لیا تھا۔ اگر یہ سچ ہے تو موت تقدیم کر گئی قلعہ آمتواز کے قیام کے زمانے میں جبکہ نیپلس کے صنایع اس کی آرائش و زیبائش میں لگے ہوئے تھے چارلس کا سراپک دروازے کی اوپری چوکھٹ سے ٹکرا گیا اور اپریل ۱۴۹۸ء میں سکے کے دورے سے جو اس صدمے کا نتیجہ تھا کہ ۲ سال

چارلس ششم کی  
وفات

۱۴۹۸ء اپریل ۲۰

کی عمر میں وہ ہلاک ہو گیا۔ عظیم جانی قوت کے باوجود طبیعت کا سفلہ اور ارذل۔ دلیرانہ خیالات والا۔ لیکن ان کی سرانجام دہی سے عاجز و در ماندہ۔ عیاشی کا شکار۔ تعجب ہے کہ ایسی سستی دنیا سے تاریخ میں ایسا نمایاں کام کر جائے۔ تاہم ان اطالوی جنگوں کا اس کے نام سے موسوم ہونا کچھ ایسا غیر موزوں بھی نہیں معلوم ہوتا جنہوں نے اطالیہ میں ایسی لامتناہی پریشان حالی پیدا کر دیں اور جو فرانس کے حق میں ایسی تباہ کن ثابت ہوئیں۔ چارلس کے تمام بچے صغر سنی ہی میں وفات پا چکے تھے لہذا

اس کے تاج و تخت کا وارث اس کا چچا بھائی اور براورستی کوئی آریان کا ڈیوک  
ہو جس کی عمر اس وقت چھپیس سال کی تھی۔

## ۲۔ سیو و نارولا اور فلورنس

چارلس ششم کی وفات کے ایک ماہ بعد راہب سیو و نارولا جس نے اطالوی  
یلفار کو ایک راز بنا دینے کی جان توڑ کوشش کی تھی اپنے دشمنوں کی عداوت کا  
نشانہ ہو گیا

یہ عجیب و غریب شخص ۱۴۵۲ء میں فرانس پیدا ہوا تھا۔ ایک غیر مسمولی  
جوش و قوت والے واعظ کی حیثیت سے بتدیج شہرت حاصل کرتے ہوئے وہ  
۱۴۹۱ء میں فلورنس کی ڈومی ٹیکن خانقاہ سان مارکو کارٹیس الہیان منتخب ہوا۔

اس خود سرانہ طرز عمل کے باوجود جو اس نے یہاں اختیار کیا  
تو تندر نے اس کے ساتھ کوئی بدسلوکی نہیں کی بلکہ اپنے بستر مرگ  
پر بھی اس کو دعا کے واسطے بلا یا۔ اگرچہ ارس ششم کی اطالوی  
یلفار وقوع میں نہ آئی ہوتی تو سیو و نارولا غالباً ایک بڑا مجدد  
واعظ مذہب ہی رہتا اور اس سے زیادہ نہ بڑھنے پاتا

سیو و نارولا  
سان مارکو  
کارٹیس الہیان  
۱۴۹۱ء

اس کے وعظوں اور خطبوں کا ٹیپ کا بند ہمیشہ بھی ہوتا تھا کہ اطالیہ کو اس سے بحال رہ  
کی سزا دینے کے لئے خدائی تازیانہ پڑے گا۔ اور آگ اس کو اپنے گناہوں سے  
منفرد مبرا کر دے گی۔ فرانسیسی حملہ آوری اور چارلس کی سرعت آئینہ کامیابی کی نسبت  
یہ خیال کیا جاتا تھا کہ سیو و نارولا کی پیشین گوئی پوری ہو رہی ہے چنانچہ وہ فلورنس  
کے پیشواؤں میں شمار ہونے لگا۔

خاندان میڈی سی کے اہنزام میں اس نے کوئی نمایاں حصہ نہیں لیا لیکن  
پہرہ کے فراہ ہونے پر (نومبر ۱۴۹۸ء) وہ شہری سیاست میں گمچ گیا۔ ڈو دو کے

اگر جا کے ممبر سے دونار وولا کی قومی وکالت کی تائید اور اس کے مشوروں کی رہنمائی میں جماعت عوام جس سے لیونز وولا کو تعلق فطری تھا دستور مملکت میں اصلاح کی ابتداء کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے میں کامیاب ہو گئی۔ ۲۳ دسمبر کے حکنامہ کے بموجب

سیو ونا رولا  
اور ۱۴۹۴ء کا  
انقضا

حکومت کی تشکیل جب ذیل تھی: —  
ایک مستقل مجلس عظمیٰ (کونسلو ماجیورے) جس کی کمیت جملہ مستوجب انتخاب شہریوں کو حاصل ہوئی مینی ان تمام شہریوں کو جن کی عمر تیس سال کی ہوگی اور جن کے باپ، دادا یا پرداد حکومت کے بڑے عہدوں پر کسی وقت متنازعہ چکے ہوں۔ یہ مجلس جس کے ارکان کی تعداد تقریباً (۲۰۰) تک کی تھی اپنے ارکین میں سے ایک دیوان مسام (کونسلو دلی اوتامنا) کا انتخاب کرتی جس کے ارکان چھ ماہ کے لئے منتخب ہوتے اور مجلس عظمیٰ کی میت میں ملک کے واضعان قانون کی حیثیت رکھتے۔ سنیوری اور دوسرے عہدہ داران عدالتی کا انتخاب مجلس عظمیٰ کی جانب سے اس فہرست کے بمثل عمل کرنا دینا والا تھا جو انتخاب کنندگان کی مجلس کی جانب سے جن کا انتخاب خود ارکین کونسل میں سے ہونے والا تھا مجلس عظمیٰ کے روبرو پیش ہوتی۔ نیز فوجداری مقدمات کے مرائج بھی مجلس عظمیٰ کے سامنے پیش ہوتے، سنیوری (حکمران جماعت) حسب سابق گون فالونیر اور آٹھ رئیس الرہین پر مشتمل ہونے والی تھی۔ جماعت حکمران کا انتخاب ہر دو ماہ کے بعد ہوتا اور امن و آزادی کے دس محافظین (وینچی دی لبرتا اسے پاچے) جو خارجی معاملات کے ذمہ دار تھے اپنے عہدوں پر چھ ماہ تک قائم رہ سکتے تھے۔

یہ دستور حکومت بمثل جمہوریت سے تعبیر کیا جاسکتا ہے کیونکہ تقریبات ہزار شہری رائے زنی کے حق سے محروم ہو جاتے تھے۔ اپنے عہد کے دوسرے بہتر اصولیوں کی طرح سنیو ونا رولا بھی وٹس کے ثبات و استحکام کا مدعا کرتا تھا اور وٹسی طرز پر ایک مربوط اور مستقل انتخاب کنندہ اور نوٹسی مجلس یعنی مجلس اعلیٰ کو قائم کر کے اپنے وطن میں ویسی ہی استوار می پیدا کرنے کے خیالات غامض رکھتا رہا۔ برہنہ یہ حکومت قدیم طرز کے مقابلے میں ضرور قابل ترجیح تھی جس کے تحت

برائے نام جمہوریت کے باوجود سارا ملک ایک خاندان واحد اور اس کے حویلوں کے زیر اقتدار ہو گیا تھا۔

سیو و نارولانے اسی پر فحمت نہیں کی بلکہ اپنے منبر و عطا سے وہ ہمیشہ اخلاقی اصلاح پر زور دیا کرتا تھا جسے وہ سچی آزادی کی ضروری بنیاد سے تعبیر کیا کرتا تھا نیز ایک عوام معافی پر طبعی اصرار کیا کرتا تھا جس سے فرقہ بندی کے خطرات گھٹ جاسکتے تھے اس طرح وہ سیاسیات میں قدم رکھتا جاتا تھا لیکن وہ ہمیشہ اس سے اپنی بیزاری کا اعلان کرتا اور کہتا تھا کہ وہ بادل ناخواستہ اس طرح سیاسی معاملات میں دخل دیتا ہے۔ اپنے ۱۸۷۲ء کے خطاب میں اس نے یہ اعلان کیا کہ اس نے اپنے خدا سے التجا کی ہے کہ وہ اسے امور ملکیت میں دخل دہیے بجائے رکھے لیکن حکم ربانی یہ ہوا ہے کہ وہ اپنے کام کو جاری رکھے اور ایک مقدس شہر کی بنیاد ڈال دے جہاں نیوکاری کی پرستش ہو اور جو یسوع مسیح کو اپنا مالک و مولیٰ خیال کرے۔

ہم کو اس کا خاصا یقین ہے کہ سیو و نارولابے ریا اور سچا تھا تاہم سیاسیات میں دخل دہی ایک جہلک غلطی تھی۔ اس کے باعث وہ بھی ایک فحمت سے متعلق ہو گیا جس کے نقائص کا وہ ذمہ دار اور جس کی کامیابی پر اس کا انحصار تھا۔ اس صورت حال نے بحیثیت مصلح سے اس کو بہت کمزور کر دیا۔ دوسری طرف اس کے تبصیر ان تمام اشخاص کو اپنا دشمن سمجھتے تھے جو اس کی اخلاقی اصلاح کی کوششوں کو پسند نہ کرتے تھے۔ اس طرح اس کے خلاف بڑی سخت مخالفت شروع ہوئی۔ بگلی جماعت بھور سے خاندان میڈیکی کے استرداد کے لئے کام کر رہی تھی دارا بیٹی یعنی مشتعل کردہ خاندان) مذہبی کو نظر انداز کر دینے کے باوجود دستور میں تغیرات کئے جانے پر مترشح تھی۔ جماعت کو تشیبات کچی مینی (ساستی) اپنی رنگ ریلوں میں واپس آنے کے دخل دینے کو ناپسند کرتی تھی۔ یہ تینوں جماعتیں گو ابتداءً بالکل مختلف اغراض

سیو و نارولا ایک سیاسی جماعت سے متعلق ہو جاتا ہے اور داخل و خارج جماعتی و شمنیوں کا باعث ہوتا ہے۔

کے لئے کام کرتی تھیں لیکن انجام کار سائنوفی (نوحہ گردوں) یعنی مقلدان راہب کے خلاف باہمیگزمت ہو گئیں۔ اس طرح اگر ایک طرف سیاسیات ملکی میں تھے ورنارولا کی مداخلت نے فلورنس میں اس کے اثر کو کمزور کر دیا تھا تو دوسری جانب اس کی جماعت کے انداز نے اسے خارجی مدبروں کی دشمنی کا ہدف بنا دیا۔ پسا کو واپس لے لینے کی خواہش فلورنس کا سب سے بڑھا ہوا جذبہ تھا اور اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے کوئی ایسی مصیبت نہ تھی جس کے جھیلنے کے لئے وہ آمادہ نہ ہو۔ اس اتحاد و پیس میں شریک ہونے سے محض اس امید پر انکار کر دیا تھا کہ اس طرح وہ پسا کو چارلس کے ہاتھوں سے واپس لے لے گا۔ ان امیدوں میں اسے ناکامی ہوئی، تاہم مقلدان راہب فرانسکو ڈیلوری کی سرکردگی میں اب بھی اس افسون باطل کے فریب خوردہ ہو رہے تھے کہ چارلس ایک بار پھر اطالیہ میں داخل ہو گا اور بالآخر اپنے وعدہ کو ایفا کرے گا۔ ان کے ان توقعات کی تائید سیونارولا کی تعلیمات سے ہوتی تھی جو اس امر کا اعلان کرنے سے کبھی نہ تھکتا تھا کہ ۶ اطالیہ کو ابھی اپنے اعمال کی بہت سزا بھگتنی ہے لیکن فلورنس کو مصائب و تکالیف جھیلنے کے بعد بالآخر خدا اپنے فضل و کرم سے بچائے گا۔ جمہیت اتحاد میں شرکت سے اس طرح انکار کرنے کے باعث فلورنس نے اپنے کو تو ڈو ویکو مسکسی سلین ونس اور یورپ کی دشمنیوں کا ہدف بنالیا۔ اول الذکر تینوں حرفیوں نے باشندگان پسا کی باری باری سے سامان حرب سے تائید کی اور اکتوبر ۱۸۴۹ء میں مسکسی سلین خود اطالیہ آ یا لیکن باہمی رقابتوں نے متفقہ طور پر کام نہ کرنے دیا اور اس کی مہم کا خاتمہ ناکامیابی پر ہوا۔

پوپ کی مخالفت اور بھی زیادہ سخت ثابت ہونے والی تھی۔ الکرینیڈر ششم کو ان دہلیوں اور ملا متوں کی چنداں پروا نہ تھی جو یہ مصلح اخلاق اس عہد کے معاصر و مابین کے خلاف دیا اور کہتا تھا لیکن سیاسیات میں اس کی مداخلت کو وہ برداشت نہ کر سکتا تھا۔ براں ستمبر ۱۸۴۹ء میں اس نے۔ سیونارولا کو وعظ گوئی سے منع کر دیا۔ سیونارولا نے ابتداءً اس حکم کی تعمیل کی اور آئندہ میلادیس تک اس نے اپنی زبان بند رکھی مگر

پوپ کی مداخلت  
ستمبر ۱۸۴۹ء

۱۹۱۶ء کے ایسٹر کے چلے میں مجلس سنیوری نے جو طرفداران راہب پر مشتمل تھی اس کو از سر نو عطا کئے کا حکم دے دیا۔ اس نے امثال امرکیا اور ۱۹۱۶ء کے کارینول میں جماعت پیاٹونی (نوحہ گروں) کا جوش مذہبی جلوہوں کی شکل میں نمایاں ہوا۔ کم سن بچے ہاتھوں میں زیٹوں کی ہینیاں لئے گلی کوچوں میں جوق درجوق نکلتے اور مذہبی گیت گاتے جاتے تھے۔ اس نافرمانی کی یورش و تہریر سیوونارولایہ کہہ کر کرتا تھا کہ پوپ کی کوئی ضمانت اس کو اپنے فرائض سے باز نہیں رکھ سکتی اور اگر یہ ضمانت انجیل مقدس کے قانون محبت کے خلاف ہو اس کی مخالفت کرنا چاہئے کیونکہ جس پوپ سے ایسی غلطیاں سرزد ہوں وہ کلیسا کا نمایندہ نہیں ہو سکتا۔ خاص کر ایسے کلیسا کا جس کا وہ وفادار بیٹا ہونے کا دعوئے کرتا تھا۔ اس دلیرانہ حرکت سے بھی الکزیٹر رکوفو رآ جوش نہیں آیا۔ بلکہ بعض مورخ تو یہ کہتے ہیں کہ اس زمانے میں اس نے سیوونارولا کو کارڈل کے عہدہ کا لایح دلا کر نوٹ لینے کی کوشش کی تھی۔ اگر نیچیاں سچ ہو تو سیوونارولا نے اس کے علیے کوپائے حقارت سے ٹھکرا دیا اور پوپ کو مجبوراً دوسری تدبیر اختیار کرنا پڑی۔ لیکنی کا ڈومینیکن مذہبی فرقہ سیوونارولا کی استدعا پر لمبارڈی کے ڈومینیکن فرقہ سے جدا کر دیا گیا تھا۔ اس سے اسے ایسی غیر معمولی آزادی حاصل ہو گئی جس سے اس کے فرقے کے بہت سے راہبوں کو حسد پیدا ہوا۔ اس وقت الکزیٹر نے سان مارکو کی خانقاہ کو ایک جدیدہ مخلوط شکانی اور رومن جماعت سے متحد کر دیا (۲ نومبر ۱۹۱۶ء) یہ علانیہ پوپ کا اختیاری فعل تھا اور جماعت میں باہم ہم پسند بھی کیا گیا اور پوپ کو اسید تھی کہ وہ سیوونارولا راہب پر ایسی کی اخوت کے ایک بالادست کے ہاتھوں ضرب لگائے گا۔ سیوونارولانے اس کے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کی تائید سان مارکو کے تقریباً دھائی سو برادران دینی نے کی اسی کے بعد ۱۹۱۶ء کا جشن کارینول تھا۔ اس موقع پر جماعت پیاٹونی (نوحہ گروں) کا جوش و خروش انتہا سے زیادہ بڑھ گیا۔ خرد سال بچے گھر گھر گھومتے اور اسباب خود آرایش مانگتے۔ لوگ انہیں کارڈو کھلونے۔ خفیہ کرتے ہیں۔ تھپتھپاؤ پر اور دوسری دستکاری کی اشیاء دیتے۔ ان سب کی ایک عام چٹاقم کی تھی اور ہمارے منہ کی کے ساتھ پاتر زائیں نذر آتش کر دی گئی۔ یہ اور

اسی قسم کی دوسری زیادتیوں نے جن سے بدقسمتی سے انکار نہیں کیا جاسکتا، بہتوں کو منفرد کیا اور راہب کے معاندین کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ اس تحریک کے خلاف رد عمل کا نظارہ چند موقعوں پر نظر آیا۔ ایک مارچ ۱۸۹۷ء میں پرتارڈو ڈول نیرو کے گان فالوئیر کے عہدے پر منتخب ہونے کے وقت جو خاندان ٹڈیچی کا چھپا ہوا ٹیڈ تھا اور دوسرے میزڈکی ناکا سیاب کو فیش کے موقع پر جو اس نے

سیو و نارولا  
کے خلاف  
کارروائی۔

اپریل میں فلورنس کے واپس لینے کی غرض سے کی تھی تیسرے ڈوڈمو کے چمکامے کے وقت جو معراج مسیح کے دن ۴ مئی کو کامیائٹاچی یعنی سامتی جماعت نے برپا کیا تھا۔ جب کہ سیو و نارولا وعظ کہنے میں مشغول تھا۔ غالباً اسی علم سے متاثر ہو کر کہ سیو و نارولا کا اثر زائل ہو رہا ہے اب الکزیٹڈرنے اس پر ضرب لگانے کا تصفیہ کر لیا۔ باشندگان فلورنس سے انتساب کرنے کے بعد جس میں اس نے اس امر تک کا وعدہ کر لیا تھا کہ اگر انھوں نے اتحاد میں شرکت کر لی تو وہ ان کو پیادہیں دلادے گا جس کا اعتبار نہ کرنے میں اہالیان فلورنس نے بڑی عقلمندی کی تھی۔ اس نے یہ کہنا شروع کیا کہ وہ لوگ ایک بیکو راہب کی پیشین گوئیوں سے گمراہ ہو رہے ہیں۔ اور بالآخر مئی ۱۸۹۷ء میں اس نے سیو و نارولا کو دین مسیحی سے خارج کر دینے کی

پیادہ سیو و نارولا کو  
دین مسیحی سے خارج  
کر دیا ہے مئی ۱۸۹۷ء

کارروائی کی۔ اسی عرصے میں مجلس اعلیٰ نے جملہ وعظ و تعلقین کی ممانعت کر کے خواہ وہ سیو و نارولا کی جانب سے ہوتی ہو یا اس کے معاندین و مخالفین کی جانب سے فلورنس کے جوش و جنبش کو دبائے کی کوشش کی اور کچھ عرصے تک سکوت و سکون رہا۔

لیکن جولائی کے انتخاب سے جماعت پیانونی کو پھر مجلس اعلیٰ میں اکثریت حاصل ہو گئی اور اگست میں اس خبر کو شکر سارا شہر شہر در رہ گیا کہ پانچ سو آئندہ ٹھہریوں کو گزشتہ اپریل کی میڈیچی سازش میں شریک ہونے کا ملزم قرار دیا گیا ہے۔

۱۔ لیکن سیو و نارولا فلورنس و ادب کا دشمن نہیں تھا۔ دیکھو ویلاری کی تصنیف باب (۲) صفحہ (۱۳۳)۔



محرم قرار دیا جانے کے بعد دستور جدید کی مستقل شرط کے خلاف ان کو مجلس اعلیٰ میں  
مراقبہ کرنے کے حق سے محروم کر کے قتل کر دیا گیا ان مقتولین  
کا تعلق سیو و ناروولا کے مخالفین سے تھا۔ اور ان میں سے  
اکثر یا مخصوص برنارڈ ڈول نیرو اس سے کچھ ہی پہلے کسی جہد سے  
ممتاز رہ چکا تھا لہذا ان کے قتل سے سیو ناروولا کی حالت تھوڑی  
مدت کے لئے خاصی قوی ہو گئی۔ اس تاریخ سے لیکر آئندہ مارچ تک مجلس میں  
پیانونی رہی بھرے رہے۔

لہذا ولادت مسیح کے دن سیو ناروولا نے سان مارکو کے گرجا میں رہ کر کیتھولک  
فرقے کی نماز شان و شوکت کے ساتھ ادا کی۔ کاریبول کے دن اباب خود بینی کی دوسری  
چٹا جلا کی گئی اور مجلس سینوری کی جانب سے مکرر وعظ گوئی کی دعوت ملنے پر راہب  
عصائے مقدس ہاتھوں میں لئے ڈوومو کے منبر پر کھڑا ہوا۔ اور خدا سے دعا کی کہ  
اگر وہ درحقیقت دین سے خارج کئے جانے کے قابل تھا تو وہ اسے موت سے  
ہمکنار کر دے۔ ساتھ ہی اس کا بھی اعادہ و اعلان کیا کہ اگر وہ آگہ کار جس کے زیریہ  
سے خدا دنیا پر حکومت کرتا ہے اپنے کو خدا سے جدا کر لے تو وہ ایک ٹکستہ آہن  
سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا اور اس کے قابل نہیں کہ اس کے احکام کی تعمیل کی جائے۔  
لیکن سیو ناروولا نے اپنی طاقت کا غلط اندازہ کیا تھا۔ مذہبی جوش و خروش کے  
ابال کا پلٹا کھانا ناگزیر ہے چنانچہ فلورنس کے ابال نے بھی اب پلٹا کھایا۔  
سیو ناروولا کے متقلدین اور خود اس کی شدتوں اور سختیوں نے اس کے مخالفین کی  
تعداد بہت بڑھادی تھی۔ بہتیرے اشخاص کو جو ابتداءً اس کی نسبت اچھا خیال  
رکھتے تھے اس کی پوپ سے علانیہ مبارزت طلبی نیز اس ولیری پر جس کا اظہار دین  
سے خارج کئے جانے کے زمانے میں وہ کیا کرتا تھا سخت صدمہ ہوا۔ فرانسسکانی  
فرقے نے جو ڈومینیائی فرقے کا ہمیشہ سے حاسد رہا تھا اس وقت اپنے حملوں  
کو جن کی قیادت سیو ناروولا کا حریف قدیم فراماریا نو دی گیتا تزا نو کیا کرتا تھا  
الضاعف کر دیا۔ بلکہ سان مارکو کے باپٹو مینیلی فرقے کے پیروں کی کثیر تعداد  
بھی اس کے خلاف ہو گئی۔ اس کے معاندین نے اس رد عمل سے فائدہ اٹھانے

میں بہت سرعت دکھائی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مارچ ۱۸۹۵ء کی مجلس اعلیٰ کے اراکین میں اس کے متبعین کی تعداد صرف تین تک شمار ہو سکی اس پر بھی مخالفین اس و آزادی میں سے اکثر جو اپنے شش ماہی انتخاب کی

سیو و نارولا کے  
خلافت آخری  
و قطعی رو عمل

ویر سے ابھی اپنے اپنے جہدوں سے علمدہ نہیں ہوئے تھے اس کے طر فدار تھے۔ لہذا جس وقت الگزینڈر نے شہر کو یہ کہہ کر دھکی دی کہ اگر سیو و نارولا اپنے وعظ گوئی کو متوقف کر کے عفو گناہ کے لئے رومانہ آئے تو وہ شہر کو عیسائیت سے خارج کر دے گا تو اس موقع پر حکومت نے درمیانہ راہ اختیار کی یعنی اس نے راہب کو ترک وعظ گوئی کی ترغیب تو دی لیکن اس کو رومانہ چلے جانے پر مجبور نہ کیا۔

یہ امر مشتبہ ہے کہ الگزینڈر اب کسی صورت اپنے ہاتھوں کو روکتا کیونکہ سیو و نارولا نے مجلس عامہ کا تذکرہ کرنا شروع کر دیا تھا اور یہ معلوم تھا کہ چارلس ہشتم کی طرف سے اس آواز کی تائید کئے جانے کا امکان تھا۔ ساتھ ہی سیو و نارولا کے مخالفین بالخصوص سینٹا کر وے کی فرانسسکی جماعت تباہی و تخریب پر بہت کشادہ دہن جو رہی تھی بہر کیف آتش آزماش کی تجویز نے ہسنگامبر پر پاگو دیا۔ اس تجویز کی ابتدا خواہ فرانسسکی جماعت کی جانب سے ہوئی ہو یا نہیں لیکن انھوں نے اسے بہ شوق تمام اختیار کر لیا۔ فرانسسکو دی پویا علی الاعلان کہتا تھا ”مجھے یقین ہے کہ میں جل جاؤں گا لیکن خالق خدا کو اس شخص کی فتنہ انگیزی سے بچانے کے لئے میں آگ کے ذریعے سے آزمائش۔“ مرنے پر بھی آمادہ ہوں اگر سیو و نارولا نہ چلے تو تم کو اختیار ہے کہ تم اسے سچا پیغمبر خیال کرو۔

سیو و نارولا نے بدلت خود اس طرز آزمائش کے تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ لیکن اس کا سب سے زیادہ وفادار پیرو ڈومینیکو و سپیچا نے اس کے عوض مبارزت کا اعلان کر دیا۔ سیو و نارولا کے لئے اس سے انکار کرنا دشوار تھا۔ مجلس اعلیٰ بھی ایک طولانی بحث و مباحث کے بعد رضامند ہو گئی اور اپریل کو ایک جم غفیر اس غیبی آزمائش کا تماشا دیکھنے کے شوق میں پیاؤا میں جمع ہو گیا۔

اس میں شک ہے کہ آیا فریقین کو اس آزمائش کے فی الحقیقت عمل میں آنے کی توقع تھی بھی یا نہیں۔ حقیقت حال کچھ بھی ہو اعتراضات کی ابتداء خود فرانسکی جماعت کی جانب سے ہوئی۔ یہ کہہ کر کہ ان کو سیٹو و نارولا کی جانب سے جا دو گری سے کام لینے کا احتمال ہے انھوں نے اس امر کا مطالبہ کیا کہ اول الذکر کا مبارز اپنی chasuble اور Vetments اتار ڈالے اس کے بعد یہ اقرار من کیا کہ صلیب بھی نہ لینی چاہئے آخر لا مر اس پر اصرار کیا کہ عصائے مقدس لے کر آگ میں نہ اترا جائے۔ یہاں پہنچ کر سیٹو و نارولا نے مخالفین کی فرمائشات کی تعمیل کرنے سے انکار کر دیا۔ اس بحثا بحثی میں دن ڈھلتا گیا پانی بھی پڑنے لگا اور بالآخر مجلس نے آزمائش ہی ملتوی کر دی۔ عوام مایوسی کے جوش سے پاگل ہو رہے تھے۔ دوسرے دن جماعت کا مپائنا پچی (دساقبوں) نے موقع کو نہایت سمجھ کر سان مار کوپر حملہ کر دیا (۸ اپریل) اس صبح کے میں منجملہ اوروں کے دو نارولاسہ کا مستحکم ترین مویہ فرانسکو ویلوری بھی جو کسی وقت میں گال فیلوئیر کے عہدے پر بھی ممتاز رہ چکا تھا کام آیا۔ ہر تقدیر جب تک مجلس اعلیٰ نے دست اندازی نہیں کی اور سیٹو و نارولا اور اس کے دونوں یویدین نہایت یعنی فراڈو متیکو اور فراسلور لٹرو کو گرفتار نہیں کر لیا اس وقت تک اس کے براوران دینی سان مار کوپر قدم چائے کھڑے رہے۔

اب پاپا الکزنڈر نے مطالبہ کیا کہ سیٹو و نارولا راہب اس کے حوالے کر دیا جائے ایک طویل نامہ و پیام کے بعد یہ اقرار پایا کہ دو نمائندے پوپ کی طرف سے روحانی گناہوں کی تحقیق کے لئے بھیجے جائیں اور ملکی خطاؤں کی تفتیش فلورنس کے کشن کریں۔ ساتھ ہی پوپ نے مذہبی حاصل کا ۱/۲ حصہ فلورنس کو دنیا منظور کر لیا اس پر پیروان راہب میں سے ایک نے کہا کہ تین کا دس گنا تیس ہوتا ہے جس طرح حضرت مسیح تیس دینار کے معاوضے میں فروخت کر دے گئے تھے اسی طرح ہمارے آقا کو بھی لوگوں نے فروخت کر دیا اسی کے ساتھ سیٹو و نارولا کو جہاتی آزار دئے جانے لگے۔ کہتے ہیں کہ اس نے اقبال کر لیا تھا کہ وہ پیغمبر صادق نہیں تھا لیکن یہ مسلمہ ہے کہ تکالیف دے کر جو اقبال

کرائے جاتے ہیں وہ اس قابل نہیں کہ انھیں رتی برابر بھی وقت دی جائے۔ ماسوائے اس امر کے یقین کرنے کے خاصے وجوہ موجود ہیں کہ اس کے اظہار کو غلط رنگ دیا گیا۔ اس کے مخالف اس کی پایامالی کا بیڑا اٹھا چکے تھے۔ ان کی قطعی کامیابی کے لئے اب جس چیز کی ضرورت باقی رہ گئی تھی وہ صرف یہ تھی کہ ماہ مئی کے انتخابات میں ایک ایسی مجلس اعلیٰ قائم ہو جو سرتاپا اس کی مخالفت ہو۔ یہ مقصد مجلس اعلیٰ سے دو سو نو گروں کے اخراج سے حاصل ہو گیا۔ اس طرح سنیوری پر اراکینوں کا قبضہ ہو گیا۔ سیو و نارولا اور اس کے دونوں ساتھی جنھیں غائبانہ

راہب سولی پر  
چڑھا دیا گیا  
۳۳ مئی ۱۷۹۰ء

پایانے الحاد اور اس کے ہم شہریوں نے حکومت سے  
نداری کا مجرم پایا تھا۔ ۲۳ مئی ۱۷۹۰ء کو شہیدوں کے انتقال  
اور ثبات قدم کے ساتھ عروس مرگ سے ہم آغوش ہو گئے۔

سیو و نارولا اس انجام کا سزاوار تھا یا نہ تھا اس بارے میں اس عہد کے مورخین میں سخت اختلاف آراء ہیں اور یہ اختلاف اب تک قائم ہے۔ اگر نڈر کے بعد جو پوپ ہوئے ان میں سے ایک کا قول ہے کہ حینت میں داخل ہونے کے بعد جس چیز کا علم حاصل کرنے کے لئے میں سب سے زیادہ مضطرب ہوں گا وہ یہ ہوگی کہ آیا سیو و نارولا نیکو کار تھا یا بدکار۔ وہ لوگ جو اس پر زیاد کاری کا الزام لگاتے ہیں تو فتنہ ریبانی کے متعلق اس کے اعتقاد کو ادعا ہے باطل سمجھتے ہیں۔ اس کی بشارتوں کو حصول مقاصد کے بہانوں سے تعبیر کرتے ہیں وہ بلاشبہ ان لطیف و رفیق تاثرات سے لاعلم ہیں جن کے تحت چشویان دین نے ہمیشہ کام کیا ہے۔ یہ ہستیاں وہ ہیں جن کی زندگی کے ہر لمحے میں دنیا پر سرمدی حکومت کا ایک زبردست اعتقاد اور کمال یقین جاری و ساری ہوتا ہے۔ جو لوگ اسے مذہبی دیوانہ سمجھ کر ناچیز و حقیر خیال کرتے ہیں ان کے سینے شرم و گناہ کے ان شعلوں سے لگے ہیں جو مسلمان قوم کی رحوں کو تحلیل کرتے رہتے ہیں۔ یہ امر کہ اسے خیال پیدا ہو گیا تھا کہ خدا نے اسے رسالت کا امین قرار دیا ہے اور وہ اس کی بشارتوں اور وعیدوں کا پانچپانے والا ہے ہم کو اس کا یقین کر لینا چاہئے۔ رہی یہ بات کہ اس سے بعض زیادتیاں سرزد ہو گئیں یہ امر اسے صرف معمولی انسانی کمزوریوں کا مجرم ٹھہرائے گا۔

اس کی اصلی غلطی جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے صرف یہ تھی کہ اس کے قدم اپنی حدود سے متجاوز ہو کر سیاسیات کے دائرے میں بھی پڑ گئے تھے۔ اگر اس کی جدوجہد اخلاقی اصلاح تک محدود رہی ہوتی تو شاید وہ فضا و شہرت میں اتنا بلند پرواز نہ ہو سکتا لیکن ساتھ ہی وہ بہت سے مخالفت و تناقضات سے بچا رہتا اور اتنا قعر مذلت میں بھی نہ گرتا۔ وعظ گوئی اور تندہی ملک کے مناصب کی یا جدید گجراشتی آسان نہیں ہے۔ کسی سیاسی جماعت سے جب اس نے اپنی قیمت کو ایک بار وابستہ کر لیا تھا تو تفوق کامل کے علاوہ اور کوئی شے اُسے تباہی سے نہیں بچا سکتی تھی۔ مابقی امور میں سیو و نارولا کے کاموں کو مابعد کی تحریک اصلاح سے خلط ملط نہ کرتا چاہئے۔ کلیسا سے قطع تعلق کرنے یا اس کے عقائد و اصول سے چھٹڑ چھاؤ کرنے کا اسے کوئی خیال نہ تھا۔ اس کا دماغ ایک درمیانی سانچے میں ڈھلا ہوا تھا۔ اس کا شمار ان مصلحان اعظم میں سے ہے جن کی کوششوں کا محور سینٹ فرانسیس ایسی کے مساعی کے مانند صرف یہ تھا کہ انسان کو مسیحی تعلیم سے جس رنگ میں کہ وہ اس وقت سمجھی گئی تھیں قرین کر دیں لیکن جنھوں نے ان تعلیمات کے مملہ مفہوم سے کبھی مناظر ت نہیں کی وہ دہریت و الحاد کی اس روح کے خلاف دشمن بن کر سینہ سپر بنا ہوا تھا جس نے نشاۃ جدیدہ کی تحریک کو مزرینہ چایا تھا تاکہ اپنے ملک کو اس اخلاقی رسوائی پر ملامت کر سکے جو اس کی تباہی کا پیش خیمہ تھی۔

### ۳۔ لونی و دواز دہم۔ ملان اوپرپس کی جنگ



لونی و دواز دہم کی تحت نشینی پر علی الموم خیشاں منائی گئیں۔ ابتدائی عمر میں وہ شہزادی این بوزیو کے مخالف گروہ کی رہنمائی کر چکا تھا اور اس کی خاطر قید و بند کی سختیاں بھی برداشت کی تھیں۔ لیکن تھوڑے عرصے سے شاہ چارلس کا وفادار موید بنا ہوا تھا۔ جوانی میں غیر محتاط اور عیش و عشرت کا

ریا۔ اب وہ اپنی دلیر طبعی و فیاض منشی کے ساتھ ساتھ زیادہ متین و سنجیدہ ہو گیا۔  
 لوئی دوازدہم کی **داخلی حکمت عملی** تھا یہ سندنشین کے وقت اپنے جذبات کا اعلان ان الفاظ میں کیا کہ بادشاہ ان برائیوں کو بھول گیا ہے جو دُکھ ہونے کے وقت اس کے حق میں کی گئی تھیں۔ چنانچہ اس نے شہزادی این یوزیو اور اس کے شوہر کے ساتھ جن کی اس نے ایک وقت میں سخت مخالفت کی تھی بہت حسن مراعات رفعت و مدارات کا اظہار کیا۔ جب ان دونوں کی اکلوتی بیٹی سوسانا کی شادی چارلس کاونٹ مانت نیپیر کے ساتھ ہوئی تو بادشاہ نے لوئی یازدہم کے اس حکم کو منسوخ کر دیا جس کی رو سے اولاد نہ رہنے کے دہونے کی صورت میں خاندان بوربون کی قلمرو تاج کی نذر ہو جائے والی تھی، کشادہ دلی اور فیاضی کے اس سلوک نے بڑی جاگیروں کی اس آخری نشانی کو سلطنت فرانس میں ختم ہونے سے بچا لیا۔

اس عہد کا آغاز متعدد مفید و کارآمد تدابیر سے ہوا۔ محصول تیلی میں تخفیف کو دی گئی۔ عدالتی عہدوں کا فروخت ہونا ممنوع ہو گیا۔ نظام عدالت کی ثبوت ثنائیوں کو روکنے کی سعی کی گئی۔ بیرنس اور نارمنڈی کو مقامی پارلیمنٹ یا عدالت عطا کی گئی جو پیرس کی پارلیمنٹ کا پانچواں برابر کرتی رہیں ساتھ ہی حدود و اختیارات کے نامے میں جامعہ پیرس کے ناروا حقوق میں قطع و برید کر دی گئی۔ ممکن ہے کہ بعض لوگ لوئی کی اپنی پہلی بیوی جین دختر لوئی یازدہم کو طلاق دہی اور چارلس ہشتم کی بیوہ شہزادی این بریشانی کے ساتھ عقد مکرر کو سیاسی مصالح کی بناء پر جائز قرار دیں کیونکہ جین کے کوئی اولاد نہ تھی اور بریشانی فرانس سے پھر منقطع ہو جانے کی دھمکیاں دیر ہی تھی لیکن طلاق کے متعلق جو نامہ و پیام نوپ اور لوئی کے مابین ہوئے اس میں بادشاہ نے بڑی سفاہت اور کمینہ پن کا اظہار کیا۔

ملہ۔ ایک قسم کا محصول جو زمین اور آمدنی پر عائد کیا جاتا تھا اس کے ابتدا ۱۲۳۵ء میں حکومت آرنس نے جاری کیا تھا۔ امراء ارکان کلیسا شاہی عدالتوں کے عہدہ دار اور دوسرے ملازمین سرکار اس محصول سے مستثنیٰ تھے پس اس کا بار خالصتہً ادنیٰ طبقے کے لوگوں پر پڑتا تھا۔

ماسوائے اس کے شہزادی این بریٹانی نے جس شرط پر اصرار کیا تھا یعنی اس کی جاگیر کا الحاق سلطنت فرانس سے کیا جائے۔ وہ مزید مشکلات کے پیدا کرنے کا باعث بنی اگر شہزادہ فرانسس انگولیم جو بالآخر فرانسس اول کے لقب سے فرانس کا بادشاہ ہوا۔ شہزادی کلاڈ کے ساتھ جو این کے اس دوسری شادی کی اولاد تھی عقد نہ کر لیا ہوتا۔ مختصر یہ کہ اگر ہوس ملک گیری اسے چارلس کے قدم قدم چلنے اور اطالیہ میں فتوحات حاصل کرنے پر مائل نہ کرتی تو وہ اپنی داخلی حکمت عملی کی بنیاد پر ابو الرعایا کے خطاب کا جائز طور پر مستحق ہوتا۔ اگر لوئی کا غم حملہ ملان اس کی سپاہیانہ اولوالعزمی تقاضاے مبارزت کر رہی تھی تو میکسی میلین کی وہ تازہ جدوجہد جو اس نے برگینڈی اور فلینڈرس کے مغربی قطعات زمین کو جنھیں وہ اب بھی اپنے فرزند ارچ دیوک فلیپ کی میراث خیال کرتا تھا حصول کر کے لئے شروع کی تھی اس کے لئے بارحانہ پہلو اختیار کرنے اور فرانس کا نئے کو اپنی قلمرو میں شامل کر لینے کے واسطے خاصی جائز وجہ بن سکتی تھی۔ لیکن چارلس کی طرح اس کی آنکھیں بھی اٹلی کے نورانی آسمانوں اور زمہت افزا میدانوں سے چکا چوند ہو رہی تھیں۔ اور فرانسس کی ہوس ملک گیری کو صرف اطالیہ ہی کی فتح سے سکون ہو سکتا تھا۔ بہر تقدیر لوئی کے حملے کا مقصد اولیٰ نیپلس نہیں بلکہ ملان تھا۔

چارلس ہشتم کا حملہ باشندگان اطالیہ کے لئے درس اتحاد ہونا چاہئے تھا لیکن ایسا ہونا مقدور نہ تھا۔ حتیٰ کہ اتحاد ویش میں اطالوی مدبرین کے مقاصد خالصتہ خود غرضانہ تھے جو بھی ان کا مشترکہ خطرہ ہوا ہے۔ قدیم تقابلیں عود کر آئیں۔ اور اتصاف پاش پاش ہو گیا۔ اور سیو ونا رولا کو پاپا نے اس لئے قربان کر ڈالا تھا کہ فلورنس اتحاد میں شریک ہونے کے لئے تیار نہ تھا۔ لیکن جو بھی یہ کانٹا نکل گیا خود الگزنڈر ششم اتحاد سے الگ ہو گیا۔ الگزنڈر کی حکمت عملی کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ وہ پاپائیت کی دنیوی حکومت کو تقویت دے پاپا سکسٹن چہارم کے نقش قدم کی تقلید کر کے اس نے یہ خیال کیا کہ اس مقصد کو وہ بہترین طریقے پر اپنے ہی خاندان کے ذریعے حاصل کر سکے گا۔ اس غرض سے اس نے

اپنے فرزند اکبر ڈیوک آف کنیڈ یا کو پہلے اپنا آلہ کار بنایا۔ اس کا ارادہ تھا کہ وہ اسے آرٹ سینٹ پیٹر کا لارڈ بنائے اور اس طرح جماعت آرسنی کی بیخ کنی الگزنڈر اور وینس۔ اگر کے جس نے چارلس ہشتم کی تائید کر کے وجہ غنا و مہیا کر دی تھی لیکن یہ کوشش ناکام ہوئی اور ڈیوک کے قتل مخفی سے جمعیت وینس سے جو ۱۷۹۷ء میں ہوا تھوڑی دیر کے لئے ایسا معلوم ہوا تھا قطع تعلق کر کے کہ اس کی تمام امیدوں کا خاتمہ ہو چکا لیکن پوپ اس آسانی فرانس سے اتحاد کے ساتھ شکستہ دل و ناامید ہو جانے والا شخص نہ تھا۔ پیدا کرتے ہیں۔ تھوڑی ہی مدت کے بعد اس نے پھر اپنی تدابیر شروع کر دیں۔

اس بار اس کی ہنگامہ انتخاب اپنے منجھلے بیٹے یعنی مشہور بدنام سیزر بورجیا پر پڑی۔ سیزر بدقسمتی سے ڈیکن (عہدہ دار کلیسا) اور کارڈنل (رئیس کلیسا) ہر دو عہدے پر فائز تھا۔ لیکن اگست ۱۷۹۸ء میں اس کے باپ نے اس کی روحانی بہتری کے لئے اسے حلف مذہبی سے آزاد کر دیا۔ اس ابتدائی سدرہ کو اس طرح رفع کر دینے کے بعد پاپا نے پہلے اس کی شادی فیڈریکو والی نیپلس کی بیٹی شارلٹ کے ساتھ کر دینے کا ارادہ کیا جس سے سیزر کو کسی نہ کسی دن اس بادشاہت کے تاج و تخت کا انتہاق پیدا ہو جاتا تھا اس امید میں نیڈریگو کے انکار کے باعث ناکامیابی ہونے سے الگزنڈر فرانس کی طرف پلٹا۔ اپنی پہلی بیوی جنین کو طلاق دینے میں لوئی دوازہم کو پاپا سے جو حکم منظوری حاصل ہوا تھا نیز اس کے مشیر خاص جارج آمبواز کو پاپا کے رئیس کلیسا کا جو عہدہ دیا تھا اس کے معاوضے میں لوئی نے سیزر کو دلائینو اور ویوا کے اضلاع اور ڈیوک کے خطاب سے ممتاز کر دیا اور بالآخر ۱۷۹۹ء میں اپنی حسین بھتیجی شہزادی شارلٹ اکبر سے کا عقد بھی سیزر سے کر دیا نیز یہ وعدہ بھی کیا کہ رومانس کے بارے میں جو کارروائی سیزر کی جانب سے کی جائے گی اس میں بھی تائید کرے گا۔ اس طرح الگزنڈر اتحاد وینس سے علیحدہ کر لیا گیا۔

جمہوریہ وینس اور لودوویکو کے تعلقات کبھی بھی خالص اور بے ریا نہ تھے۔ فورنود کی لڑائی میں ڈیوک نے مکر و فریب سے کام لیا تھا اور



اپنی فوجوں کو فرانسیسیوں کا تعاقب سختی سے نہ کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد پشیا کی جنگ مزید ناموافقیت کا باعث ہو گئی۔ اتحاد وینس میں فلورنس کے انکار شرکت سے ناراض ہو کر بوڈوویچو اور وینس دونوں نے پشیا کو اس کی خود مختاری کی جدوجہد میں امداد دہی شروع کی۔ لیکن ہوس ملک گیری نے دونوں کو جلد ہی درغلنا شروع کیا اور چونکہ دونوں بیک وقت پشیا پر قابض نہیں رہ سکتے تھے۔ اس لئے دونوں کے درمیان ناجاتی کا پیدا ہونا ناگزیر تھا۔ بوڈوویچو نے پہلے شاہنشاہ میکسی میلین کو پہلے شہر پشیا پر قبضہ کر لینے کی دعوت دی کیونکہ اس کو امید تھی کہ بالآخر وہ پشیا کو اس سے جھین لے گا لیکن بد قسمتی سے یہ مہم اکتوبر ۱۵۹۷ء میں ناکامیاب ثابت ہوئی۔ بوڈوویچو نے پشیا کو وینس کے قبضے میں جاتا دیکھنے سے اس کو بہتر خیالی کیا کہ پشیا کی رقابت چھوڑ دی جائے چنانچہ اس نے مئی ۱۵۹۸ء میں فلورنس والوں کی روپیہ اور فوج سے مدد کرنی شروع کر دی۔ وینس فوراً لوئی کی صدارت پر آواز ہو گیا۔ معاہدہ بلوار کی تکمیل ہوئی۔ وینس نے ریاست میلان کے مطالبے میں لوئی کو فوجی امداد دینے کا اقرار کیا۔ لوئی نے میلان کے مال غنیمت کے حصے کے طور پر وینس کو کریونا اور گھیارداد دینے کا وعدہ کیا جو دریائے آڈا کے بائیں ساحل پر ایک چھوٹا سا ضلع ہے۔

اس ترکیب سے لوئی اتحاد وینس کے توڑنے میں کامیاب ہو گیا اور بوڈوویچو بے یار و مددگار رہ گیا۔ فرڈیننڈ شاہ اسپین پہلے ہی سے نیپلس پر قبضہ کر لینے کی تاک میں لگا تھا اور لامبارڈی کے معاملات میں دخل نہ دینا چاہتا تھا۔ فیڈیریکو والی نیپلس اپنے تاج کے چھن جانے کی حالت

خوف سے لرزہ برآمد تھا اور لوڈوویچو کی امداد نہیں کر سکتا تھا۔ میکسی میلین اس وقت ایک طرف سویڈن سے لڑائی میں الجھا ہوا تھا۔ دوسری جانب دستور سلطنت کے مسائل میں اس کے اور (Diet) مجلس ملی کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا تھا لہذا وہ بھی بوڈوویچو کی کوئی امداد نہیں کر سکتا تھا اس یاس واضطرار کی حالت میں اس نے ترکوں کو ابھار دیا۔ بائزید دوم نے

فرپولی میں وینس کی سرحد پر تاخت و تاراج کرنے کے لئے ایک فوج روانہ کی۔ اس سے لوڈوویکو کو کوئی مادی تائید نہیں پہنچی۔ بلکہ یہ حرکت اس کے مخالفین کی آتش فہیظ و غضب کو بھڑکانے کا باعث بن گئی۔

اگست ۱۴۹۹ء میں فرانسیسی فوجوں نے تین توہی پہلی سپہ سالاروں کی کمان میں

کوہ ایلپس کو عبور کر لیا۔ ایک لامبارڈی کا باشندہ ولزیونامی جس نے الفانسو فرمانروا سے نیپلس سے بدعہدی کی تھی اور فرانس میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

یہ وہ شخص تھا جس کی نسبت لوڈوویکو کہا کرتا تھا کہ صرف گرفتاری

کی دیر ہے وارورسن اس کا انتظار کر رہے ہیں، دوسرا اسٹورٹ دابینی جنیپلس کی معرکہ آرائیوں میں پہلے ہی شہرت حاصل کر چکا تھا۔ تیسرا لگنی کا امیر لوئی ڈی لکزبرگ بیٹا رڈ

فرانسیسیوں کا داخلہ اطالیہ میں اگست ۱۴۹۹ء

پہلوان کا مربی و سرپرست، جس کے آئندہ معرکہ آرائیوں کے دلیرانہ و اہم کارناموں

سے ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ ازمنہ وسطیٰ ابھی باقی ہیں۔ سیواس کے ڈیوک نے

پیڈمان کے راستے سے بلا تفرص گزر جانے دیا۔ اسی کے مقام پر ان سے صوبجات

سوئزرستان کی جنھوں نے لوئی سے معاہدہ کر لیا تھا روانہ کی ہوئی کئی فوج جو پانچ ہزار سو زرتان

کے فوجیوں پر مشتمل تھی آملی۔ میلان کے راستے میں ان فوجوں کو شادونا درہی کسی

مدافعت سے دوچار ہونا پڑا۔ انوکے قریب نے جس کی مورچہ بندی لوڈوویکو

نے کی تھی، البتہ مدافعت غمی لیکن اس پر دوسرے ہی دن یورش کر کے قبضہ کر لیا گیا

اور قلعے کے پناہ گیروں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اپنے انجام سے خائف

لوڈووی پر باشندگان اور ٹری ویلزویوں کے وعدوں اور رشوتوں کے فریب خوردہ

وینس کی تشقیدمی شہر اور قلعے یکے بعد دیگرے اپنے تئیں فرانسیسی فوجوں کے

حوالہ کرتے گئے۔ شہر ایل سیٹڈریا نے جس کو میلان کی فوجیں

گلگیرودی سان سیویرینیو کے زیر اثر کیجے غالباً فرانسیسیوں نے رشوت

دی تھی۔ خالی کر گئی تھیں اطاعت قبول کر لی۔ لیکن نہایت برہمی کے ساتھ

اس کا تاخت و تاراج کیا گیا اور فرانسیسی فوجیں دریائے پو کو عبور

کر گئیں۔

لوڈوویکو انسبرک  
بھاگ جاتا ہے فرانسیسی  
اور اہالیان نہیں ملان  
پر قابض ہو جاتے ہیں  
ستمبر ۱۷۹۹ء

اسی دوران میں ونس کی مشرقی فوجوں نے کاراواگیو پر قبضہ کر کے  
لوڈو کی طرف پیش قدمی کی۔ لوڈوویکو نے اب دیکھ لیا کہ شکست  
ناگزیر ہے۔ ملان کی ایک شورش سے اسے تنبیہ ہو چکی تھی اور اس کی سلطنت  
پر اسے اعتماد باقی نہ رہا تھا اس نے اپنے دونوں بیٹوں اور خزانے کو  
جرمنی روانہ کر دیا۔ سامان رسد ملان کے قلعے میں ڈال دیا اور خود  
میکسی میلین سے مدد طلب کرنے کے لئے انبرگ بھاگ گیا ۲۱ ستمبر،

لوڈوویکو کے جانے کی دیر تھی کہ باشندگان ملان شہر کی کنبیاں کے کفرانسیسیوں  
کے پاس دوڑے دوڑے آئے۔ ۴ ستمبر کو خود شہر کے قلعے نے ہتھیار ڈال دیے  
شہر جنیوانے بھی تقلید کی۔ اس طرح ایک ہی مہینے میں فرانسیسیوں اور اہالیان ونس  
کوئی مشہور لڑائی لڑے بھڑے بغیر اراضی ملان کے مالک بن بیٹھے لیکن ایک  
دوسری لڑائی لڑے بغیر وہ اپنی فتوحات پر قابض نہیں رہ سکتے تھے۔ چارلس تھم  
کی فتح نیپلس کے مانند اس موقع پر بھی فرانسیسیوں کی فتح کی سرعت اٹلی کی کمزوری  
کی واضح مثال ہے۔ فوجیوں کی غداری اور بزدلی اطالیہ کی اجمرتی طرز جنگ کی  
روایات بد کا نتیجہ تھی۔ فوج کے بھاگ جانے کے بعد اہالیان شہر چاہتے بھی تو  
مشکل سے مدافعت کر سکتے تھے اور اگر کر بھی سکتے تو نہ کرتے۔ جب الوطنی  
اور وفاداری کے جذبات سے عاری ہونے کے باعث وہ فرانسیسیوں کے  
انتقام سے خائف ہو رہے تھے اور ان کی نرم حکومت اور ہلکے ہلکے محمولات  
کے وعدوں پر بے آسانی اعتبار کر لیتے تھے لوٹی نے ان وعدوں سے ایسا کرنے کی  
فرانسیسیوں کے  
خلاف رد عمل

بہت منحوس ثابت ہوا۔ چونکہ وہ خود لمبارڈی نسل کا تھا  
اس لئے فرقہ بندی میں پھنس گیا اس کی سخت گیریوں نے ادنیٰ طبقے کے لوگوں  
کو بالکل بیگانہ کر دیا ساتھ ہی فرانسیسیوں کی سخت اور کج ادائیگوں نے اس نئی  
رعایا کی محبت کو بہت جلد زائل کر دیا۔ اہل اطالیہ جس فریب میں مبتلا ہو گئے  
تھے اس کے دور کرنے کے لئے چند مہینے کافی تھے چنانچہ جب فروری ۱۸۰۰ء میں

لوڈوویگو ایک فوج کے ساتھ جسے اس نے شمال میں جمع کیا تھا واپس آیا، تو فرانسیسی ملان کے تخیلیے پر مجبور ہو گئے اور جس سرعت کے ساتھ انھوں نے فتوحات حاصل کی تھیں اسی تیزی سے انھیں واپس بھی کر دینا پڑا معلوم ہوتا تھا کہ اب سب کچھ ہاتھ سے نکل گیا لیکن اسی اثنائیں فرانسیسی فوج فرانس لوڈوویگو کی دہری سے تازہ دم ملک حاصل کر کے قلعہ نووارا کی امداد کے لئے فروری سن ۱۶۰۱ء

جو ملان کی طرح اپنی مدافعت کے بارہا تھا اب دوبارہ آگے بڑھی۔ چونکہ لوڈوویگو کی فوج سویٹزرستان، البانیہ، اور ملبارڈی کے اجوتی پامیوں پر مشتمل تھی اس لئے اس کی فتح تو ہر صورت سے مشتبہ تھی۔ لیکن جرمانہ اور سویٹزرستان کے اجورہ دار فوجیوں کی غداری کے باعث فرانسیسی ملان کا حلقہ کر دیتے ہیں لیکن ناوار میں لوڈوویگو اسیر ہو جاتا ہے۔ مارچ اور اپریل میں فرانسیسی اور شہر ملان پر فرانسیسی پھر قبضہ کر لیتے ہیں۔

اس امر پر اصرار نہیں کیا کہ ان کے ملانی ساتھیوں اور ڈپوک کو بھی وہی شرائط دی جائیں نتیجہ یہ ہوا کہ جب ملانی فوجوں نے پیپائی کی کوشش کی تو فرانسیسی تیغوں نے انھیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ لوڈوویگو سویٹزرستان کی فوجوں میں ایک راہب کے لباس میں پکڑا گیا۔ اور مارچ اور اپریل کو فرانسیسی دوبارہ دارسلطنت میں داخل ہو گئے۔ ملان کی زرخیز ڈچی اب فرانسیسیوں کے ہاتھ لگی سوائے اس قطعہ ملک کے جو دریائے آڈا کے مشرق میں واقع تھا اور اہالیان دینس کے حصے میں آیا تھا نیز لیکن زونا کے اطراف جو ضلع تھا وہ بھی چھوٹ گیا تھا کیونکہ اس پر سویٹزرستانیوں نے جو کوئی کی فوج میں لازم تھے قبضہ کر لیا تھا چنانچہ حصہ ملک اب تک سویٹزرستان کے زیر تصرف ہے۔

فرانسیسیوں کو ابتداً اطالیہ آنے کی دعوت دینے اور پھر بد عہدی کے مرتکب ہونے میں لوڈ وویکو نے جس ہلک غلطی کا ارتکاب کیا تھا۔ خاندان سفورزا کو اس کا بہت سخت ضیاع بھگتنا پڑا۔ ویکو نے جو اپنی موٹیا ریوں پر ناز کیا کرتا تھا اپنی زندگی کا باقی حصہ ٹورین کی قسمت کا فیصلہ میں لوچر کے قید خانہ میں پورا کیا (۱۵۷۱ء) اس کا بھائی

کارڈنل ایکے نیو اور بد قسمت گان گلیرنو کا بیٹا فرانسسکو دونوں بھی فرانسیسیوں کے ہاتھوں میں پڑ گئے۔ ایکے نیو ۱۵۷۱ء میں رہا کر دیا گیا لیکن ۱۵۷۵ء میں زندگی کے قید خانہ سے بھی رہائی پائی فرانسسکو کو کلیسا میں داخل ہو جانے پر مجبور کیا گیا اس نے ۱۵۷۱ء میں وفات پائی۔ خاندان سفورزا کے قابل تذکرہ اولاد ذکر میں صرف دو ہستیاں باقی رہ گئیں دونوں لوڈ وویکو کے فرزند میکسیملین اور فرانسسکو تھے جن کو آگے چلکر ڈچی کچھ عرصے کے لئے واپس لائے گئے۔ لوڈ وویکو کی فوت کا وقتہ بیٹھ جانا اجورہ دار فوجوں کی بے کفانی اور بے اعتمادی کی نمایاں مثال ہے۔ جس معاملے کو وہ وقتہ طور پر ہاتھوں میں لیتے اس کی انھیں ذرا بھی پروا نہ ہوتی تھی۔ رشوت حاصل کرنے کے لئے وہ ہمیشہ تیار تھے اور جب ساتھ چھوڑ دینا ان کے موافق مرام ہوتا تو فوراً علیحدہ ہو جاتے تھے باقی یہ کہ فرانسسیوں کو بار دیگر اطالیہ میں آنے کی دعوت دینے کے متعلق ونیس کی پالیسی اتنی ہی مبنی بر کوتاہ نظری تھی جتنی کہ وہ قابل الزام تھی۔ اپنی اس کوتاہ نظری کے لئے باشندگان ونیس نے یہ عذر پیش کیا کہ ان کو حریص اور سازش پسند لوڈ وویکو کا خوف لگا ہوا تھا۔ لیکن لوڈ وویکو کسی حالت میں اتنا خطرناک نہ تھا جتنا کہ فرانسسی تھے۔ ماکیا ویلی نے بجا کہا ہے کہ لمبارڈی کے دوسلموں کے حاصل کرنے کی تمنا میں وہ اطالیہ کے دو تہائی حصے کے مالک بن بیٹھے میں لوئی کے دیگر جو گئے۔

علی گلیرنو سفورزا کے تین بیٹے تھے جن میں سے ایک جاکز بیٹا اور دوسرے دونو جاکز تھے گرفتار کر لئے گئے تھے اور بحالت گرفتاری ہی قید مہستی سے انھوں نے نجات پاؤ۔

طان کے مالک ہو جانے کے بعد لوئی نے نیپلس کے خلاف اپنی تیاریاں  
سرعت کے ساتھ شروع کر دیں اس راہ میں اگر کسی مخالف کے خطرناک ثابت  
ہونے کا احتمال تھا وہ فرڈیننڈ کیستھولک تھا۔ چارلس کی بیانی  
لوئی اور فرڈیننڈ کے  
مابین غرناطہ کا معاہدہ  
۱۵۰۰ء

دعویٰ تخت سے خارج کر دی جاتی تو وہ۔ جائز طور پر اپنا دعویٰ  
پیش کر سکتا تھا۔ اس کے لیلچی نے کہا ”جس طرح آپ نے طان کے بارے میں  
ویش سے معاہدہ کر لیا ہے اسی طرح اگر ہم سے بھی نیپلس کے بارے میں کسی امر  
پر موافقت کر لیں تو کینا ہو گا۔ یہ تجویز لوئی کے بہت پسند آئی اور نوبرمبر  
میں غرناطہ کے خفیہ عہد نامہ پر دستخط ہو گئے۔ اس شرمناک معاہدے کے لئے  
یہ بہانہ پیش کیا گیا کہ فیڈریریک نے اپنے اضطراب و پریشانی کی حالت میں  
ترکوں سے اتحاد کر لیا تھا۔ معاہدے کی تہدید میں مسیحی فسرمانہ داؤں کی باہمی  
نافعا قیوں پر آنسو بہانے کے بعد جنھوں نے ان کو ترکوں کے مقابلے میں ضعیف  
و کمزور بنا دیا تھا یہ لکھا گیا کہ ”شاہان فرانس و آواگان کے سوا کسی فرمانروا کو  
نیپلس کے تخت و تاج کا استحقاق حاصل نہیں ہے اور چونکہ شاہ فیڈریریک نے  
ترکوں کو اکسا کر مسیحی دنیا کو خطرہ میں مبتلا کر دیا ہے اس لئے یہ دونوں معاہدہ ویش  
مسیحی دنیا کو اس خطرے سے بچانے اور امن و امان قائم رکھنے کے لئے اپنے اپنے  
حقوق کو طے کرنے اور حکومت نیپلس کو باہمی تقسیم کر لینے پر راضی ہیں“  
شمالی صوبے جو دریائے آبر وری اور ارض لا دیر و پر مشتمل تھے بادشاہ کے  
خطاب کے ساتھ لوئی کے حصے میں آئے اور کیلبریا اور اپولیا کے جنوبی علاقے  
ڈیوک کے خطاب کے ساتھ فرڈیننڈ کو ملے۔ یہ امر کہ ترکوں کی طرف سے  
خطرہ لاحق تھا حالی از حقیقت نہیں تھا ۱۵۰۹ء کے موسم خزاں میں انھوں نے  
صرف فرمیولی کو ہی تاخت و تاراج نہیں کیا تھا بلکہ ویش کے بھری بیڑے کو  
بھی سیکی انرا سے مار بھگایا تھا اور سوریا میں مودان اور نے وارنیو کے  
ملاقاتے بھی چھین لئے تھے۔ بوہیمیا اور ہنگری کے فرمانروا ایڈسلا اور پولینڈ کے

بادشاہ کے ساتھ سن ۱۵۸۷ء کے موسم بہار میں لوئی کا معاہدے کرنا فرڈیننڈ کے طرف سے سیفولینا میں سینٹ جارج کے محاصرے کے لئے وینس کی ملک کو ستمبر سن ۱۵۸۷ء میں بحری بیڑے کا روانہ کیا جانا۔ اور سن ۱۵۸۷ء میں میٹھی لیننی پر فرانسیسیوں کا حملہ آور ہونا ان سب امور سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صلیبی لڑائیوں کا جو شور و غل برپا ہو رہا تھا وہ محض بہانہ ہی نہ تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اطالیہ کی شمالی تسخیر ہی سے وہ ترکوں کے آگے سرنگوں ہونے سے بچ گئی ہو لیکن سلطان کی پیشقدمیوں کا مقابلہ تمام یورپ کی متحدہ قوت سے زیادہ کامیابی کے ساتھ کیا جاسکتا تھا اور جیسا کہ خود واقعات نے ظاہر کر دیا متحدین کا مطلع نظر ملک گیری کی چوس تھی۔

غرض ناظر کا معاہدہ "یورپی سیاسیات میں اصول خاندانی کا پہلا علی الاعلان اقرار تھا اور ان قیمتی معاہدوں میں بھی اولیت اسی کو حاصل ہے جن کی رو سے تو میں بھی خاندانی جاگیروں کے لمحات کے طور پر ایک حکومت سے دوسری حکومت کے ساتھ وابستہ کر دی جاتی تھیں۔ معاہدہ غرناطہ صرف ایک جرم ہی نہ تھا بلکہ لوئی دوازدہم کی ہلاکت و آغوش حماقت تھی میا کیا ویلی کہتا ہے۔ معاہدات ملکی میں فرانسیسیوں کو ذرا بھی درک و دستگاہ نہیں کیونکہ پہلے جہاں لوئی اٹالیہ کا ثالث تھا وہاں اب اسنے اپنا ایک شریک کا بھی پیدا کر لیا۔ اور جہاں وہ نیکلس کے فرماز واکو اپنا وظیفہ خوار بناسکتا تھا وہاں اس نے اس کو نکال کر اس کی جگہ اسپین والوں کو بٹھا دیا جنہوں نے بالآخر خود لوئی کو نکال باہر کیا اس معاہدے کو پہلے خفیہ رکھا گیا اس لئے فیڈیریکو کو اب تک فرڈیننڈ کی طرف سے تائید کی امید تھی۔ لیکن جون سن ۱۵۸۷ء میں جب فرانسیسی شہر ڈیپنی کے زیر علم جنوب کی طرف کوچ کرتا ہوا روم میں داخل ہوا ہے تو پاپا نے اکرڈینڈ نے اس معاہدے کی علی الاعلان توثیق کر دی شاہ فیڈریریکو کو مسیحیت کا غدار ہونے کے جرم پر معزول کر دیا اور لوئی و فرڈیننڈ ہر ایک کو اپنی اپنی قوموں پر تصرف دلادیا گیا۔

اپنے دعوے سے مایوس فیڈیریکو کو فرانسیسیوں سے برسر میدان

مقابلہ کرنے کی جرات نہ ہوئی شہر کیپو اجوتن تہما مقابلہ کو کھڑا ہوا ۲۳ جولائی کو اچانک حملہ کر کے فتح کر لیا گیا اور بے رحم فوجیوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا جنہوں نے مردوں کو قتل اور عورتوں کو بے آبرو کیا۔ اپنے ملک کو مزید بربادیوں اور زلزلت و خوار یوں سے بچانے کے لئے فیڈریک جو تاج و تخت سے دست بردار ہو کر فرانس چلا آیا تاکہ وہ اگرت سے ۱۵۰۲ء تک زندہ رہا۔

بادشاہی نیپلس کے جنوبی حصے نے ہسپانیائی فوجوں کی مدافعت کسی قدر زیادہ سختی کے ساتھ کی وہاں کے لوگوں کا کہنا تھا کہ وہ فرانسیسیوں کو اپنا مالک بنانا زیادہ پسند کرتے ہیں لیکن مارچ ۱۵۰۶ء میں ٹورنٹوں کے سقوط پر جو ان سال ڈیوک آف کلیمبریا نے ہتھیار ڈال دیے۔ اور اس وعدے کے خلاف کہ وہ جہاں بیٹنگ سمائے چلا جاسکتا ہے اُسے اسپین بھیج دیا گیا جہاں ۱۵۰۶ء میں وہ انتقال کر گیا۔ اس طرح دو سال کے اندر ہی اندر وہ دونوں خاندان جن کے جھگڑوں نے اجنبیوں کو پہلی بار اطالیہ آنے کی دعوت دی تھی اپنے اپنے ملک سے نکال باہر کئے گئے۔

نیپلس اور میلان کے فتح ہو جانے کے بعد مغربی یورپ نے اپنے اوپر دو بڑے جتھوں کو حکمراں پایا۔ ایک لونی داوز دہم کا جتھا جس کا پایا اور حبرمانیہ کے بعض شہزادوں کے ساتھ لونی اور فرٹینڈ کے درمیان خاندانوں کا جتھا جو ایک خاندانی اتحاد تھا اور شہنشاہ میکسی میلین کے بیٹے آرچ ڈیوک فلپ جھگڑا۔

۱۔ فیڈریک جو کی دوسری اولاد کی قسمت کے متعلق دیکھو Hist des Rep Staliennes



اور فرڈیننڈ وازا بلا کی بڑی بیٹی جو ناکہ شادی سے مربوط ہو گیا تھا۔ اس میں انگلستان اور پرتگال بھی شریک تھے۔ اس وقت ان دونوں جھگڑوں کے باوجود متحد ہو جانے کا شائبہ نظر آتا تھا۔ ۱۵۱۵ء میں یہ طے پایا کہ آرچ ڈیوک فلپ کسے خرد سال بیٹے چارلس کی شادی دینی و وازہ ہم کی بیٹی شہزادی کلاڈ کے ساتھ ہو۔ یہ دونوں بچے ہینوز صغیر سن تھے لیکن اسپین و فرانس کی مشترکہ فتح نیپلس ان کی آئندہ محبت و اخلاص اور اس موعودہ شادی کے وقوع پذیر ہونے کی ضمانت تھی۔ اگر یہ ملاپ برقرار رہا ہوتا تو ایسا متحد ہو جاتا کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ اس قومی ملاپ سے اگر اس کا کسی قدر خطرہ بھی تھا کہ سیاسی توازن معدوم ہو جائے گا اور متحدین چھوٹے چھوٹے بادشاہوں پر بے تکان ٹوٹ پڑا کریں گے تو بھی اس سے کم از کم ترکوں کی پیشقدمیوں کا سید باب بلکہ ان کو یورپ سے نکال باہر کر دینے کے لئے صلیبی جنگ تو ممکن تھی لیکن نیپلس کے مالی غنیمت پر لوی اور فرڈیننڈ کے درمیان چشمک ہو جانے سے یہ خیال بہت جلد خواب ہو گیا۔ ابتدائی عہد نامہ تقسیم میں بیسی لیگا ٹاکیوٹینا اور پرنسائی کے ہر دو اضلاع کا کوئی قطعی تذکرہ نہیں کیا گیا تھا۔ اس نے یہ آسانی وجہ مخالفت پیدا کر دی۔ یہ مخالفت ان محصولات کے حقوق کی بحث سے اور بھی پیچ در پیچ ہوتی گئی جو بھیڑوں کے گلوں پر وصول کئے جاتے تھے جب وہ اپنی گرمائی چراگاہوں سے جو آبر وری میں مقیم اپنے

فرڈیننڈ آراگانی = ازابلا کیائی  
۱۵۱۶ء | ۱۵۰۲ء

عہد -

جان، مارگریٹ	جونا = آرچ ڈوک فلپ	میرہاماتوں پرتگالی	کیتھرائن
۱۵۹۹ء صنیہ میکسیملین	۱۵۵۵ء فرزند میکسیملین	۱۵۶۱ء	(۱) ضوب، شہزادہ آرثر
	۱۵۰۶ء		(۲) منکوہ، پرنسز ہشتم
	چارلس پنجم		

کبھی یٹنٹا کے سرمائی مستقروں کو جایا کرتی تھیں یہ جھگڑا رفع و رفع ہو گیا ہوتا اگر  
 لاک کے اندرونی اختلافات اس آگ پر تیل نہ چھڑکتے آئندہ کے قدیم طرفدار  
 ایولیا میں سب سے زیادہ طاقتور تھے اور فرانس کے مقبوضہ علاقوں میں سپانوی  
 طرفدار موجود تھے۔ یہ اختلافات بہت جلد کھلم کھلا نفاق و شقاق کا باعث بن گئے۔  
 اور جولائی ۱۵۵۸ء میں جنگ و جدل شروع ہو گئی یہ معرکہ آرائی مسروسیٹ کی تاریخ  
 میں بہت شہرت رکھتی ہے جو زیر تذکرہ اطالوی جنگوں میں آخری دفعہ چمک اٹھی  
 تھی اور جس کا نقشہ حیات بیارڈ کے نگارین صفحات میں بہت خوبی کے ساتھ  
 کھینچا گیا ہے۔ فرانسیسیوں کے لئے جاری نظریں اسپر کو پر پڑتی ہیں جس کی جنگجو  
 طبیعت کے لئے لڑائی کے موقعوں پر اطالوی آفتاب  
 نیپلس کی جنگ نصف النہار کی تمازت صبح کی فرحت بخش خنکی کا اثر رکھتی تھی  
 جولائی ۱۵۵۸ء اسی طرح پیرانہ سال لاپالیس بھی نظر آتا ہے جو معرکوں کے  
 جوش و خروش میں اپنی کہن سال کو بھول جایا کرتا تھا۔ اور خود بیارڈ بھی دکھائی دیتا  
 ہے جو مبارزہ خوش اخلاقی اور شجاعت کی روح رواں تھا۔ اسپن کی جانب  
 ڈیگودا پریڈنیر تھا جس کی بے اندازہ دلیریوں کے کارنامے متعدد مہسپانوی  
 قصوں اور افسانوں کے لئے سامان سحر نگاری مہیا کرتے ہیں۔ پیڈرودوی پاز  
 مشہور اہل اور بونا بھی تھا جو اپنے گھوڑے کی گردن کے پیچھے چھپ جاتا  
 اور مشکل نظر آسکتا لیکن جس کے چھوٹے سے قد میں شیر کا سادل چھپا ہوا تھا۔  
 ان سب کے ساتھ گان زو لوڈوکارڈو و مشہور کپتان تھا جس میں ایک جنرل کے  
 جنگی اوصاف کے علاوہ مبارزہ دار کی میرزایا نہ خوش اخلاقی اور لطافت بھی  
 پائی جاتی ہے یہ لوگ اور ان کے علاوہ بہتیرے اشخاص فتح و نصرت کے  
 واسطے آسانہ لڑتے تھے جتنا اپنی عزت اور نام و نمود کے واسطے ہوپانی  
 ایک کر دیتے تھے۔ معمولی فوجی کارروائیوں سے ان کو اپنی شجاعت و جوانمردی  
 کے اظہار کے لئے جو مواقع ملتے تھے ان پر قناعت نہ کر کے مصنوعی معرکہ لڑائیوں  
 اور نیزہ بازیوں کے لئے مبارز طلب ہو کر تے تھے۔ یہ معرکہ آرائیاں گو  
 محض نائشی چوٹیں تاہم پورے تکلف اور پابندی اور تمام فوجی رسومات کے

بد نظر لڑی جاتی تھیں۔ جب ہم اُن کی جنگ آزمائیوں کی تاریخ پڑھتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ازمنا وسطیٰ کے کسی مقابلے کا تماشہ کر رہے ہیں۔ یا ایسی لڑائیوں کا نظارہ جو مبارز انہ شان دکھانے یا کسی حسین و دل فریب خاتون کے ہاتھوں کوئی انعام یا معاوضہ حاصل کرنے کے لئے لڑی جاتی تھیں۔ لیکن ان شخصی جوان مردوں کے کارناموں سے حقیقی نتیجہ کا تعصیب نہیں ہو سکا۔ ابتداءً جنگ میں فرانسیسیوں کو اپنی افواج کے کم و کیف اور سمندر پر حکومت کرنے کے لحاظ سے فوقیت حاصل تھی۔

دسمبر ۱۵۲۰ء میں ڈوبینی کو ٹرانووا کے مقام پر ایک ایسی فوج پر فتح حاصل ہونے سے جس نے اسپین سے آکر ابھی ابھی ساحل پر قدم رکھا تھا، ساری کلیبیر یا پر قبضہ حاصل ہو گیا ہسپانوی سپہ سالار کنزولوڈی کارڈووا نے میدان کارزار میں قدم نہ جاسکتے کے باعث اداغانہ پہلو اختیار کیا اور اپنی فوجوں کو اپولیا کے قلعہ بند شہروں میں ڈال دیا۔ اُن میں سے باریٹا سب سے زیادہ اہم شہر تھا۔ یہاں نامی گرامی ہسپانوی جنرل نے خود اپنے تئیں سورچہ بند

ڈوبینی کی فتح  
ٹرانووا کے مقام پر  
۵ دسمبر ۱۵۲۰ء

کر لیا اور عقلیہ اسپین سے ملک پہنچنے کا صبر کے ساتھ انتظار کرنے لگا۔ لیکن فرڈیننڈ نے ملک روانہ کرنے میں غفلت برتی اور باریٹا کا محاصرہ اور فرانسیسی بیڑے نے سمندر کی راہ کو گھیر لیا اور عقلیہ کو کسی قسم کی فوجی اور رسدی امداد نہ پہنچنے دی گونزو لوڈی کو روڈوا کو اس نظر بندی سے اس قدر تکلیف پہنچی کہ اس نے مشکل اپنی فوجوں کو ہتھیار ڈال دینے سے باز رکھا۔ اور اگر فرانسیسی جنرل ڈیوک ڈی نیمور نے زیادہ جیتی سے کام لیا ہوتا تو ہسپانوی ملک سے باہر نکال دیئے جاسکتے تھے۔

۱۷ دیکھو خصوصاً Le Combat Singulier entre Bayard et Don Alonzo

Le Combat des treize Les tresjoyeuse Histoire des gestes du boin اور

Chevalier, c. xxii-xxiii ed. Petitot, Vol. 15.

اپریل ۱۸۵۳ء میں صلح کا ایک موقع نظر آیا۔ فرانس سے گذرتے ہوئے  
 آرچ ڈیوک فلپ نے لیون میں ٹوٹی دوازدہم سے ملاقات کی اور یہیں ایک  
 معاہدے کی تکمیل ہوئی جس کی رو سے یہ قرار پایا کہ نیپلس بالآخر چارلس اور تھنڈری  
 کلاؤ کو ملنا چاہئے۔ جن کی اپریل ۱۸۵۳ء میں نسبت ہو چکی تھی  
 معاہدہ لیا نانس۔ یہ قرار پایا کہ جب تک یہ دونوں شادی کے قابل نہ ہو جائیں  
 ۵/ اپریل ۱۸۵۳ء حکومت نیپلس کے فرانسیسی حصے کا انتظام ایک ایسے شخص کے

ذریعے سے عمل میں آئے گا جس کو لوئی نے نامزد کیا ہو۔ اور ہسپانوی حصے کا انتظام  
 یا تو آرچ ڈیوک فلپ خود کر لے گا یا فرڈیننڈ کے مفکر کردہ کسی نائب کے  
 ذریعے سے کرایا جائے گا۔ یہ عہد و پیمان کئے جانے کی اجازت خواہ خود  
 فرڈیننڈ نے محض مہلت حاصل کرنے کی غرض سے دی ہو جیسا کہ فرانسیسیوں کا  
 دعویٰ تھا یا خواہ خود فلپ نے ہی جس کے تعلقات اپنے خسر سے اچھے نہ تھے  
 اس کی ہدایات سے تجاوز کیا ہو جیسا کہ زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے،  
 بہر صورت اس کے نتائج فرانس کے حق میں مہلک ثابت ہوئے۔

معاہدہ بدستخط ہوتے ہی لوئی نے جینوا سے ملک کے بھیننے کا حکم  
 منسوخ کر دیا۔ نیز نیپلس میں بھی معاہدہ کارروائیوں کے روک دئے جانے کا  
 فرمان صادر کر دیا۔ اس دوران میں ہسپانوی فوجوں کی حالت بہت کچھ سنبھل گئی  
 فروری میں ان کے جنرل نے لومرس کی اس احمقانہ نقل و حرکت  
 معاہدہ کارروائی سے فائدہ اٹھا کر جو اس نے گیشلینڈیا کے اسپین کے خلاف  
 بغاوت کرنے کی بنا پر اس سے مکر حاصل کر لینے کی غرض سے  
 کی تھی یا لکینا سے نکل کر دعباؤ کر دیا اور رٹو کو فتح کر کے  
 لائیس کو قید کر لیا۔ مارچ میں فرانسیسی بیرے کی شکست سے اسپین کو سمندر پر  
 تسلط حاصل ہو گیا۔

اب تازہ دم ملک پہنچ جانے سے تقویت پا کر گنرولوڈ اور ڈووا  
 معاہدہ لیا نانس کا حکم کھلا اعتراض کرنے لگا اور بالآخر جارحانہ پہلو اختیار کر لیا  
 ہسپانیہ والوں کا تفوق اتنا غلبہ پا چکا تھا کہ دو ہی معرکہ آرائیاں جو ایک ہی

اٹھواڑے کے اندر یکے بعد دیگرے ہوئی تھیں انھیں سارے ملک کا مالک بنا دینے کے لئے کافی ہو گئیں۔

۲۰ اپریل کو ڈاکینی کے ہسپانوی جنرل فرڈیننڈ وڈی اینڈریڈا سے سیمی ترا میں شکرت کھا جانے کے باعث اور پھر کچھ عرصے بعد اس کے ہتھیار ڈال دینے کی وجہ سے کلیبریا ہسپانیہ کے قبضے میں آگیا۔ بالآخر ۲۲ اپریل کو نامی گرامی کپتان نے بارلیٹا کو ترک کر کے جہاں وہ اتنے عرصے تک محصور رہا تھا سے ری نولا کے مقام پر فرانسیسیوں کا متلاشی ہوا ۲۸ اپریل یہاں ایک ایسے مستحکم مقام پر اپنے کو جا کر جہاں سے اسے غنیم پر تفوق حاصل تھا اس نے سامنے کے رخ سے ایک خندق کھود کر محفوظ کر لیا اور پھر اس خندق میں ٹینکیلی میخیں گاڑ کر اور ان کے اطراف ایک فاصلہ اٹھا کر فرانسیسی حملے کا منتظر رہا۔ ڈک ڈی نورس اس محتاط فوجی کے باعث جس نے اسے اب تک اپنی بڑھی ہوئی قوت سے پورا پورا فائدہ حاصل نہ کرنے دیا تھا حملے کے خیال کو چھوڑ دینے والا تھا لیکن اپنے ایک فوجی افسر ایوس ڈا الگری کی کئی طعن سے سیمی ترا پر تیار ۲۰ اپریل ۱۸۰۸ء اور سے ری نولا پر تیار ۲۸ اپریل - کرنے کے بجائے اپنی جہیزوں پر زیادہ بھروسہ کرتے ہوئے

پاسے جائیں گے، واقعات نے اس طعنہ زنی کو سچا کر دکھایا۔ فرانسیسی خندق اور حصار کی دیوار پر بے جگری اور شجاعت کے ساتھ حملے کرتے لیکن بے سود۔ وہ غنیم کی مسلسل اور جہمی ہوئی آتش باری کا کھلا نشانہ بنے ہوئے تھے اور ہر بار پسپا ہوتے۔ خود نیومرس اور سویڈن کا قائد شان ڈیواس معرکے میں کام آئے۔ بارود کا ایک ہسپانوی مخزن آگ سے آگ لگا گیا۔ لیکن اس سے غنیم کی افواج میں اضطراب پھیلنے کے بجائے خود فرانسیسی فوجوں میں کھلبلی پڑ گئی اور گنزدہ لوہے موقع سے فائدہ اٹھا کر عام پیش قدمی کا حکم دیدیا۔ فرانسیسی جو طویل لڑائی بھرتی سے خستہ دل ہو رہے تھے منتظر ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

اس کے بعد پچیس ہسپانیہ والوں کی پیش قدمیاں بغیر کسی تعسرس اور روک ٹوک کے جاری رہیں۔ فرانسیسیوں نے اپنے تئیں اس اطالوی مقولے کی تصدیق کر دی کہ ”جیلہ کرنے میں جہاں وہ مافوق الانسان تھے وہاں پسائی میں عورتوں سے بھی گھٹ کر تھے“ ایک دن میں تیس قلعوں نے فرانسیسی فیلپس سے اس نامی گرامی کپتان کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ ۱۳ مئی کو بھنگا دئے گئے۔ فیلپس نے ہسپانیوں کے لئے اپنا دروازہ کھول دیا اور اب

فرانسیسیوں کے قبضے میں مشہور مقامات صرف گینٹا۔ ونیوسا اور سانتا سیویا رہنا ہی باقی رہ گئے تھے لوئی یازدہم نے اس مصیبت کی اصلاح کی سرٹوڈ کوششیں کیں تین بڑی بڑی فوجیں جمع کی گئیں۔ ایک فائنارے بیاگی راہ سے اسپین میں داخل ہونے کے لئے۔ دوسری اور لیان پر حملہ آور ہونے اور اس کے سرحدی مقام سالرن پر قبضہ کر لینے کے لئے۔ تیسری اٹلیا میں مکرر داخل ہونے کے لئے دو بھری بیڑے بھی ساز و سامان سے آراستہ کئے گئے ایک جینیوا میں دوسرے مارسیلز میں۔ پہلا بیڑا حملہ فیلپس کی اعانت کے لئے تھا اور دوسرا اٹلیا نوٹیا کے ساحل پر حملہ کی دھمکی دیکر روز بلان کے حملے میں ہاتھ بٹانے کی

لوئی یازدہم پھر غرض سے لیکن اس تدبیر پر تقدیر کی نظر عنایت نہ تھی۔ اسپین کا حملہ ایلن البرٹ سپردار سپاہ کی کاہلی یا غداری کے باعث تاخیر میں پڑ گیا۔ بھری بیڑا باوجود مخالف کے پھیلنے کا کھانکھانہ منظر منظر سے

دور جا پڑا۔ حملہ روز بلان بھی ایسا ہی نامعلوم ثابت ہوا۔ سالرن کا قلعہ جس کی مورچہ بندیاں اس عہد کے بہترین انجینیر پڈر و نوارنے کی تھیں اتنا مضبوط تھا کہ محض یوزشوں اور ہجوم آوروں سے فتح نہ ہو سکا۔ اور فرڈیننڈ نے اکتوبر میں ایک بہتر سپاہ کے ساتھ کوچ کر کے فرانسیسیوں کو سرحد پر دھکیل دیا۔ قیمت کی ان گردشوں سے شکستہ دل ہو کر لوئی یازدہم نے ۵ نومبر کو پانچ ماہ تک جنگ ملتوی کئے جانے سے اتفاق کر لیا بعد کو اس ہمت میں

۱۷۔ اس کے فرزند جان البرٹ نے جو اپنی بیوی کی طرف سے فرار دئے نوار تھا چھوٹی شاخ خاندان کے حقوق نوار سے مرعوب و خائف ہو کر جس کا نام مذہ اس وقت لوئی یازدہم کا بھتیجا کیسٹن ڈی وگن تھا۔ فرڈیننڈ سے اتحاد کر لیا تھا۔

اور بھی توسیع کی گئی۔ یہ بوالعجبی ملاحظہ ہو کہ بد نصیب فیڈیریکو سے اس کے دونوں قزاقوں کے درمیان صلح کرانے کو کہا جاتا ہے جنہوں نے اس کے تاج و تخت کو تاراج کیا تھا اور اب تک اس کے لئے باہد یگر دست و گریباں ہو رہے تھے۔ کیونکہ شملس مذکورہ بالا وقفہ جنگ کے عہد و پیمان میں شامل نہ تھا۔ اور فرانسیسیوں کی تیسری سپاہ نے جولائی سن ۱۸۷۱ء میں لاٹز بول کے فریر علم اس طرف کوچ کر دیا تھا۔

لیکن الکزنڈر ششم کی وفات جو ۱۸ اگست کو وقوع میں آئی تاخیر کا باعث ہو گئی۔ کارڈنل ڈی امیواز پاپائیت کا کلفی کو ایک عرصے سے لپچائی نظروں سے دیکھ رہا تھا اور لوئی کے اس حرص و آز کی پاس داری کو رہا تھا۔ اس خیال سے کہ شاید فوج کی موجودگی انتخاب پر اثر انداز ہو اس کو روما سے چند میل کے فاصلے پر ٹھہ جانے کا حکم دیدیا گیا۔ کارڈنل کو اپنے خائف کئے جانے کی یہ کوشش سخت ناگوار گزری۔ اور ایک ہسپانوی سپاہ نے جنوب کی طرف سے نقل و حرکت شروع کی نیز سیزر بورجیا بھی مع اپنی سپاہ کے سینٹ اینگلو کے قلعے میں موجود تھا۔ ان واقعات سے اہالیان کلیسا کو خوف پیدا ہوا کہ مبادا یہ حالات حرب و ضرب کی صورت نہ اختیار کر لیں اس لئے امیواز نے فوج کو کوچ کرنے کی اجازت دیدی۔ اس کے تھوڑے ہی عرصے بعد کامیابی سے نا امید ہو کر اس نے کارڈنل کو ہومونی کے انتخاب کی تائید کی اور وہ ۲۲ ستمبر کو پاپائیت سے پوپ منتخب ہو گیا۔ یہ ایک چھینے کی تاخیر فرانسیسی مقاصد کے لئے ہلکا ہو گئی ہم کو خزاں اور موسم ہرماںک ملنوی کر دیا۔ اس موسم میں اب کے غیر معمولی طویل بارش اور سردی ہوئی۔ لاری موائل بیمار ہو کر مارکوس مینٹوا کے حق میں جو ایک ادنیٰ درجہ کا جنرل تھا اپنی سپہ سالاری سے مستعفی ہو گیا اور کنز ولوڈی کارڈوا کو جدید بھرتی کرنے کے لئے مہلت دی گئی۔ ان مخالف حالات کے باوجود بھی تعداد افواج کے لحاظ سے فرانسیسیوں کو فوقیت حاصل تھی۔ اور ہسپانیہ کے نامی گرامی کپتان کوگیٹا کے محاصرے سے جو اب تک فرانسیسیوں کے واسطے سب سے پہلے تھا دست بردار ہو جانا اور دریائے گیری گانو

الکزنڈر ششم کی وفات ۱۸ اگست سن ۱۸۷۱ء اور پاپائیت کا پوپ منتخب ہونا

پرنسٹ آنا پڑا۔ فرانسیسیوں کو ایک جان توڑ معرکہ آرائی کے بعد دریا پر پل  
 گیری گانوں کی حرکت کا ڈال لینے میں کامیابی ہو گئی (۶۷ نو مبر) لیکن دریا سے ایک میل  
 پیچھے جس مقام پر ہسپانوی قدم جما چکے تھے اور جو حسب معمول  
 ڈان کلنزا لو کے ہاتھوں مورچہ بند کیا گیا تھا وہاں سے وہ  
 ان کے ہٹائے کسی طرح نہ ہٹے۔ بالآخر پل کے تحفظ کے لئے مٹی کا ایک دھس  
 کھڑا کر کے وہ اپنی قدیم جگہ پر واپس ہو گئے۔ اس کے بعد سات ہفتے بیکاری  
 میں گزرے جس میں سولے مہمولى جھڑپوں اور شخصی زور آزمائیوں کے اور  
 کوئی سکوت شکن کارروائی نہیں ہوئی۔

اسی دوران میں موسم جو پہلے ہی سے مرغوب و نمکیں ہو رہا تھا اب  
 بدتر ہو گیا اس سے ہسپانیہ والوں کو جو دلہلی اور نشیبی مقام میں تھے بہت تکلیف  
 اٹھانا پڑی لیکن گان زیلو ڈاکار ڈوانے اپنے آدمیوں میں بہر تقدیر اسی مقام پر  
 جمے رہنے کے لئے وہی ناقابل شکست استقلال پیدا کر دیا جو اس کے یسنے میں  
 بھرا ہوا تھا۔ ایک بار جب اس پر سپائی کے لئے روز ڈالا گیا ہے تو اس نے  
 جواب دیا۔ مگر ایک قدم پیچھے ہٹنے میں مجھے صد سالہ عمر مل جائے تب بھی  
 میں ایک قدم پیچھے نہ ہٹوں گا۔ فرانسیسیوں پر اس خرابی موسم کا جو اثر پڑا وہ  
 اس سے بھی زیادہ تباہ کن تھا۔ نسبتاً زیادہ اونچے اور اس لئے زیادہ خشک  
 مقام پر ہونے کے باوجود بھی ان کے سپاہ اور گھوڑے اس رطوبت اور سردی کو  
 زیادہ برداشت نہ کر سکے۔ سڑکیں بلکہ سارا ملک ایسا ناخستہ اور دشوار گزار ہو گیا کہ  
 سوارہ فوج اور اس سے بھی زیادہ تو بچانے کی نقل و حرکت میں جن دونوں فوجوں میں  
 فرانسیسیوں کو تفوق و برتری حاصل تھی سخت رکاوٹ پیدا ہو گئی۔

ان عرصہ شکن حالات میں عدول حکمی نے جو اس زمانے کی فرانسیسی فوجوں کی  
 سب سے بڑی برائی تھی اپنی صورت دکھانی شروع کی۔ یہ پھوٹا بالاغریز مارکوس شیوا  
 کے خلاف پھوٹ پڑا۔ وہ اپنی خرابی صحت کا عذر کر کے مستعفی ہو گیا۔ اور اس کی جگہ  
 مارکوس سیلنر جنرل مقرر کیا گیا۔ جنرل ٹیٹو اطالوی النسل تھا۔ اپنے مہوطن کے  
 ساتھ یہ بدسلوکی دیکھ کر بعض اطالوی فوجوں نے کنارہ کشی اختیار کی۔ اس طرح



خود زمانہ ہسپانیوں کی مساعدت میں لڑ رہا تھا۔ ادھر ہسپانوی جنرل نے اپنی چوٹیا ری کی بدولت آرسنی کو اپنا موافق بنا لیا تھا۔ چنانچہ جب اس سے کمک حاصل ہو گئی اور اس نے جارحانہ کارروائی کرنے کے لئے اپنے کو پوری طرح مضبوط دیکھا تو فوراً حملے کی تیاری کر دی۔ اس کی مدافعت بالکل کمزوری کے ساتھ ہوئی۔ ۲۸ دسمبر کی رات میں وہ ان فوجوں پر ٹوٹ پڑا جو دریا کی پاسبانی کر رہی تھیں۔ دریا میں راستہ پیدا کر لیا گیا۔ فرانسیسی جو اپنی چھاؤنیوں میں ادھر ادھر منتشر پڑے تھے اس اچانک حملے سے متعجب و سرسیمہ ہو کر ایک مرکز پر جمع ہونے کے قابل نہ ہو سکے اور ہسپانی پر مجبور ہو گئے۔ شجاعت و جانوری کے متعدد کارناموں کے باوجود یہ ہسپانی بالآخر اچھی خاصی بھگدڑ ہو گئی۔ بقید پناہ گھبراہٹ اور پریشانی کی حالت میں گائیٹا پر ٹوٹ پڑی یہاں ایک مزید جدوجہد کے بعد اس نے اس شرط پر اطاعت قبول کر لی دیکھ جنوری ۱۸۰۸ء کہ ان کو کسی فرجست اور چھیڑ چھاڑ کے بغیر واپس ہو جانے دیا جائے اور تمام قیدی جو ہسپانیوں کے ہاتھوں میں ہیں چھوڑ دے جائیں۔ دو چار قلعے جو باقی رہ گئے تھے انھوں نے اس کے بعد سہرعت تمام اطاعت قبول کر لی اور نیلیس حکومت فریڈنڈ کے حق میں فتح ہو گئی

غنییم پر سرعت و عزم صہیم کے ساتھ ضرب لگائی۔ غمگین سے غمگین حالات میں بھی وہ مایوس و شکستہ دل نہ ہوا۔ اس میں یہ قدرت تھی کہ اپنی ہمت برداشت اور اپنی زندہ دلیوں کو اپنے ماتحت فوجیوں کے سینہ و دل میں بھروسے۔ وہ شفیق اور ملنسار تھا اس کو اپنے ماتحت فوج کی محبت حاصل تھی لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ جب ضبط و نظم کو خطرہ لاحق ہو تو کس طرح ورشت مزاج اور سخت گیر ہو جاتے ہیں وہ حکمت عملی اور فن جنگ دونوں کا منتہی تھا۔ دشمنوں کے دل موہ لینے اور سب سے زیادہ فتنہ انگیز ملک یعنی اطالیہ کی فتنہ انگیزیوں کو رفع کرنے میں جو کامیابی اسے حاصل ہوئی کسی اجنبی سپہ سالار کو نہ ہو سکی تھی۔ اخلاق و عادات میں شریف۔ طرز ماند و بود میں شاندار۔ اس نے بے فکر سے باشندگان نیپلس کے دل موہ لئے۔ علم و قابلیت میں بھی گنیز بلو کار ڈوا اپنے مد مقابل سے بڑا ملہوا نہ تھا۔ باشندگان ہسپانیہ کے نیمحوں اور ڈھالوں میں جو ان کے قومی ہتھیار تھے اور جو دست بدست لڑائیوں کے لئے بہت مفید تھے اس نے لائے جو من وضع کے نیزوں کا بھی اضافہ کر دیا جس سے ان کی ممانعت کی صلاحیت میں مقدمہ اضافہ ہو گیا اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ ہسپانوی سپاہ فوج کے قیام کا سہرا اسی کے سر پر باندھا جاسکتا ہے جو اس کے ہاتھوں تھے ہتھیاروں سے مسلح اور ضبط و ترتیب سے مزین جو کہ ایک عرصے کے لئے یورپ بھر میں سب سے زیادہ مہیب اور ہیبت ناک فوج مانی جاتی رہی۔

## (۴) الکزنڈر ششم اور نیر بوجیا

جس وقت فرانسیسیوں اور ہسپانیوں کی معرکہ آرائیوں کا نیپلس میں تصفیہ ہو رہا تھا اسی زمانے میں جزیرہ نماے یورپ کے وسط میں وہ واقعات ظہور پذیر ہو رہے تھے جو اطالیہ اور یورپ دونوں کے حق میں اہم تھے۔ روماناکے خلافت الکزنڈر جو الکزنڈر ششم اور رومانہ خیالات پکارتا تھا اس میں اسے فرانسیسیوں کی تائید کی ضرورت تھی اور یہی ضرورت اس اتحاد کی بنا ہوئی جو اس نے ہلائی ہم کے

زمانے میں لوئی یا زوہم سے کیا تھا۔ اب وہ اور اس کا بیٹا دونوں ان منصوبوں کے پورے کرنے میں بشوق تمام مصروف ہو گئے۔

رومانا جو کسی زمانے میں راؤنیا کا قدیم (Exarchatic) تھا کوہ اپینائن کے شرقی ڈھلوان پر واقع تھا مشرق میں یہ بحر اڈریا تک تک پھیلتا چلا گیا تھا۔ شمال میں وینس کے علاقوں سے گھرا ہوا تھا اور جنوب میں انیکونا کے ساتھ ساتھ بڑھتا گیا تھا کہا جاتا ہے کہ یہ قطعہ ملک ابتدائے قسطنطین کی جانب سے یورپ کو عطا کیا گیا تھا۔ چارلس اعظم نے اس علاقے کی توثیق کر دی تھی اور ہسپیرگ کے ریوڈ لف نے تیرھویں صدی عیسوی میں اس کے جملہ حقوق سے قطعی طور پر دست برداری بھی کر لی تھی برہنہ شہنشاہ قسطنطین نے محض خالی خولی دستاویز شہادت استحقاق مرحمت فرمائی تھی کیونکہ ملک متعدد خاندانوں کے زیر تصرف تھا اور گو اس میں شبہ نہیں کہ روم کی سروری کو برائے نام وہ سب تسلیم کرتے تھے لیکن عملاً سب کے سب خود مختار تھے یہ

۱۔ الکزڈر کے زمانے میں ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے منجملہ اہم ترین ریاستیں سب دیلتھیا۔ فرارا کی ڈچی = جو اراکول اسٹی کے اراکوش کے زیر تسلط تھی۔ ریاست بلونا = جو گیوینی کی گلیو کے قبضے میں تھا۔ امولا اور تورنی = کی ریاستیں جو لڈ ویکو آل مور کی جھنجھی اور سکٹس چارم کے بھتیجے گرو لوموریا لوی کی بیوہ کیتھرائن سفورزا کے زیر تسلط تھیں۔

ایمی فی = جس پر نیڈ الفو میلٹاٹا حکمران تھا۔

فینا ز = اسٹوری ہنفرڈی ۔ ۔ ۔

پسارو = جو لڈ ویکو کے رشتے کے بھائی اور لگتیزیا کے پہلے شوہر جوئی سفورزا کے قبضے میں تھی۔

کیمینیو = جو گیلوزارو رانو کے تصرف میں تھی۔

ارمینو کی ڈچی = جو گڈ و بالڈ ومانٹی فلٹرو کے قبضے میں تھی۔

سینی ٹاگلیا جو ایک لڑکے فرانسکو میریا دیلا رویری کے اقتدار میں تھی اس کے علاوہ اور چند چھوٹی چھوٹی ریاستیں تھیں مثلاً اینکونا لیکن یہ کمزور اور گنہاری کے دھندلے میں چھپی ہوئی تھیں۔

ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں پر قبضہ کرنے کی تمناء عرصہ دراز سے میلان  
فلورنس اور وینس تینوں کو تھی بلکہ وینس نے تو فرار کے علاقے پر اس سے  
پہلے ہی (۱۴۸۲ء) میں فرانزہ دستی شروع کر دی تھی۔ اب فرانسیسی حملے سے  
جو کئی صورت حال پیدا ہو گئی تھی اس سے ان ریاستوں میں سے اکثر ریاستوں کا  
ان تینوں حکومتوں میں سے کسی نہ کسی میں منہم ہو جانا ناگزیر ہو گیا تھا۔ الگزینڈر کو  
توقع تھی کہ اگر پاپائیت کا تقوق جس سے کبھی باضابطہ طور پر انکار نہیں کیا گیا تھا  
از سر نو منوالیا گیا اور یہ ریاستیں پوپ کی مطیع و منقاد ہو گئی تھیں تو مذکورہ بالا  
انصاف کا خطرہ خود بخود رفع ہو جائے گا۔

ان رجواڑوں کی پائمالی کے واسطے عذریہ تراشا گیا تھا کہ انھوں نے  
عرصے سے وہ سالانہ دستور ادا نہیں کیا جو انھیں پوپ کے ماتحت ناظران کلیا  
کی حیثیت سے ادا کرنا چاہئے تھا۔ چنانچہ جونہی ۱۴۹۹ء کے موسم خزاں میں  
فرانسیسیوں نے اطالیہ میں قدم رکھا ہے۔ مینز پوپ کے حکمانہ ضبطی کی تعمیل  
کرنے کے لئے روانہ ہو گیا۔

اپنے وعدے کی ایفا میں لوئی یازدہم نے تین سو بلیم بردار ایوس الگری کی  
سرکردگی میں روانہ کئے۔ سوڈن کے چار ہزار پیادے اجورہ دار سپاہیوں کی  
حیثیت سے کرائے پر حاصل کئے گئے۔ ان فوجوں کو ساتھ لیکر سینز رامولا اور فورلی کے  
مقابلے کو روانہ ہوا (۹ نومبر) ان دونوں شہروں نے کوئی  
مدافعت نہیں کی۔ لیکن قلعوں نے عرصے تک مقابلہ کیا۔  
بالخصوص فورلی کے قلعے نے جس کی مدافعت اور محافطت  
جوری اور مردانہ دل کتھیراٹن سفورزا کر رہی تھی۔ اس اصرال ذکر  
قلعے نے ۱۵۰۰ء تک متحیا نہیں ڈالے۔

فروری میں لڈوویجو کے فرانس واپس آنے کی وجہ سے (دیکھو صفحہ)  
فرانسیسی لکی فوج کا واپس بلا لینا ضروری ہو گیا جس سے ناز کو فرید جارحانہ کارروائیاں  
آئندہ ستمبر تک ملتوی کر دینا پڑیں۔ ستمبر میں فرانسیسیوں کی تائید کر رہے قوی دست  
اور گان فیلوینز آف دی چرچ کے خطاب سے مفتخر ہو کر جو اس کے والد نے

رومانا میں سنزری  
فتوحات نومبر ۱۴۹۹ء  
تا اپریل ۱۵۰۰ء میں

اسے حال ہی حال میں عطا کیا تھا۔ سیزر نے پھر لڑائیوں کا آغاز کر دیا اور برصغیر تمام  
 ہسپانیہ اور ریوی کی ریاستوں کو مطیع و منقاد بنا لیا۔ فائتر نے جو اپنے جوان سال  
 حکمران اسٹوری مان فریڈی کے نرم دل حکومت میں خوشی و خوشی سے بسر کر رہا تھا  
 بہت سخت مدافعت کی اور اپریل ۱۵۸۵ء تک اطاعت قبول نہ کی۔ شرائط اطاعت  
 کے برخلاف بدقسمت اسٹوری کو روم بھیج دیا گیا اور آئندہ ماہ جون میں اس کی  
 لاش دریائے ٹیبر میں دیکھی گئی۔ کوئی نہیں جانتا کہ یہ کام کس کے حکم و اشارے سے  
 کیا گیا۔ لیکن ہر شخص نے بالطبع بوجہ اس پر ہی شبہ کیا۔ اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ  
 سیزر بدقسمت کے لطف و عطا کی بارش ہو رہی ہے۔ الکنڈر نے اُسے رومانا کا ڈیوک  
 بنایا۔ اور وینس کی مغرور جمہوریہ نے اس امید میں کہ ترکوں کے خلاف اس کی تائید  
 کی جائے گی۔ اس کا نام دینر (اپنے امراء و شرفاء کی فہرست میں  
 داخل کر لیا۔ اطالیہ کے بہترین (Condottiers) اس کی  
 سلک ملازمت میں منسلک تھے اور رومانا کی بقیۃ السیف  
 ریاستیں خوف سے تھرا رہی تھیں۔ اس کی آنکھیں  
 ان سریع المرتار کامیابیوں سے چکا چوند ہو گئیں اور اس کی  
 نظروں کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا۔ اب اس کی اولوالعزمیاں  
 رومانا کی بقیۃ السیف ریاستوں کے فتح کرنے ہی پر قانع نہ تھیں بلکہ اس کے  
 حوصلے فلورنس کے معاملات میں بھی مداخلت کرنے اور اگر ممکن ہو سکے تو  
 پایان کار ٹسکینی کا مختار کل بن جانے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ لیکن کچھ عرصے تک  
 اس کی یہ حوصلہ مندیاں آگے نہ بڑھنے پائیں۔ بلونا اور فلورنس دونوں فرانس  
 کے زیر حفاظت تھے۔ اور لوئس نے حکم دیدیا تھا کہ اس کے دست ہوس  
 آگے نہ بڑھنے پائیں۔ پوپ سر اسیمہ ہو گیا اور سیزر کو مجبوراً کچھ زر نقد اور  
 فلورنس کے اس وعدے پر قناعت کرنا پڑی کہ آخر الذکر اس کو  
 لوئی دوازدهم

سیزر کو بلونا اور  
 فلورنس پر حملہ کرنے  
 سے روک دیتا ہے

جاملا (جولائی) ستمبر میں جب وہ واپس آیا تو دیکھا کہ اس کی بہن لکرنیریا کی نسبت ارکول آف اسٹی کے بیٹے الفانسو سے قرار پا چکی ہے۔

یہ جن وجہاں کی دیوی لے جس کا چال چلن تقریباً اسی قدر بحث و مباحثہ کا موضوع رہا ہے جس قدر میری ملکہ اسکا چستان کا اور جو غالباً ناروا طور پر حد سے لکرنیریا بوجیا | زیادہ ناگفتہ بہ گناہوں کی مہم قرار دی گئی ہے۔ بالکل سادہ دیرے رنگ طبیعت کی عورت معلوم ہوتی ہے جو اپنے باپ

اور بھائی کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی اور ان کے منصوبوں کے پورا کرنے کا آلہ بنی ہوئی تھی۔ اس سے پہلے وہ دوبار دھن بن چکی تھی۔ پہلی شادی گیوننی سفورزا (لارڈ یسارو) کے ساتھ ہوئی تھی۔ اس سے طلاق پانے کے بعد دوسری شادی اگست ۱۲۹۵ء میں بی سگلیا کے ڈیوک کے ساتھ کی جو الفانسو دوم فرمانروائے نیپلس کا ناماںزبشا تھا۔ جس وقت یہ دوسری شادی ہوئی ہے پوپ نیپلس سے اتحاد و یکجہتی پیدا کرنے کا متمنی تھا۔ لیکن اس کے دو ہی سال بعد یہ پالیسی بدل گئی۔ نیپلس پر لونی و آزدہم کا دوسرا حملہ ہونے والا تھا اب پوپ کو نیپلس کی دوستی کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔ طبیعتوں کے اختلاف اور دونوں کی کدورتوں نے جھگڑوں کو وسعت دی اور اگست ۱۲۹۵ء میں سینر کے اشارے سے ڈیوک مارڈالا گیا۔ اس ناپاک وزبوں حرکت کے سال ہی بھر بعد اس کیس سال کی نوخیز و گلغام لڑکی کے لئے تیسرا نیا شوہر تلاش کر لیا گیا۔

یہ نسبت بھی الکزنڈر کے سیاسی مقاصد پر مبنی تھی۔ فرار کا اتحاد اپنے دامن میں بیش بہا فوائد چھپائے ہوئے تھا۔ یہ رومانا کو شمال کی طرف سے محفوظ کر دیتا تھا۔ اور بونونا پر اس سے خاصی دھمکی پڑتی تھی لیکن جن عظیم نتائج کے حاصل ہونے کی امیدیں تھیں وہ حاصل نہ ہوئیں پھر یہ شادی توقع سے زیادہ سعید و مسعود ہوئی اور لکرنیریا کو فراری مجلس میں امن و سکون حاصل ہوا اور ان

۱۔ لکرنیریا بوجیا کا بہترین بارگرنیگرو دیس کی تصنیف سینر بوجیا میں ملتا ہے اس کتاب کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں بھی ہو چکا ہے۔

انگشت نمائیوں سے نجات ملی گئی جن کی اس پر چاروں طرف سے بوجھار ہو رہی تھی۔ اسی دوران میں فرانس اور اسپین کے باہمی جھگڑوں نے سیزر کو نئے مواقع بہم پہنچا دیے کیونکہ لوئی کو پاپا کی تائید کی ضرورت تھی اور اس کی مزید مخالفت نہیں کر سکتا تھا۔ اُسے آئیزو کو واپس کر دینا تھا جس نے جون میں فلورنس کے خلاف بغاوت کر دی تھی اور سیزر کے کپتان مسمی وٹیلیر و میٹلی کو

سیزر کی فریڈ  
کامیابیاں

طلب کیا تھا لیکن ماہ جنوری ۱۵۰۲ء میں فرمو۔ جون میں آویونو۔ جولائی میں کیمبرینو پر قبضہ کر لیا گیا لپا جس نے فلورنس کے

خلاف اب تک مقابلہ جاری رکھا تھا اُسے اپنا بالادست تسلیم کرنے پر راضی ہو گیا تھا۔ اگست میں اُس نے بولونا پر حملہ کرنے کی لوئی سے اجازت حاصل کر لی۔ اس موقع پر اس کے کپتانوں کی بغاوت اُس کو دبا لینے کی دھمکیاں دینے لگی

سیزر کی سرینج افراتفر کا میا بیوں نے ان لوگوں کو خائف کر دیا تھا وہ سمجھتے تھے کہ رومانو کا مالک و مختار بن جانے کے بعد سیزر کو ان کی تائید کی ضرورت نہ باقی رہے گی اور ممکن ہے کہ خود انھیں کے خلاف ہو جائے۔ فلورنس کے

ساتھ اس وقت جو عہد و پیمان وہ کر رہا تھا اس سے یہ شبہ ناشی بھی ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی تباہی کا اس نے پہلے ہی سے قصد کر لیا ہے۔ اس سازش کے سنی گالیا کی سازش ابانیوں میں شاڈی کیٹلو کا دہشی لوز و وٹی لا۔ اوکی ویرینو۔

اگیری وینا اور پالو کا ڈیوک۔ اوسینی اور پیر و گیا کا گیسان پالو بیگ لہوتی وغیرہ شامل تھے۔ ان لوگوں نے کارڈنل ارسینی سوگنتا کے

کیچو وینی اور دوسرے لوگوں کی تائید حاصل کر لی تھی۔ یہ سب سازشی ۹ اکتوبر ۱۵۰۲ء کو میکیونی کے مقام پر جو تھرا سمین جھیل کے نزدیک واقع ہے جمع ہوئے۔ ہا ہدیگر خلوص و صداقت کی قسمیں کھائیں اور فلورنس سے طلب امداد ہوئے۔ بغاوت کی پہلی ٹانگ آرتینیو میں بھڑکائی گئی جہاں سے سیزر کی فوجیں نکال دی گئیں۔ اس کی دوسری ٹانگی فوج نے فوسمیروں کے مقام پر شکست کھائی (۱۷ اکتوبر)

ان باغیوں کو اپنے اعمال کی مکافات جلدی مل جانے والی تھی۔

لوئی نے سیز کو ملک بھیج دی۔ موڈونا کے مالدار کارڈنل کی بروقت موت نے خواہ یہ زہن خورانی کا نتیجہ تھی یا نہ تھی الگزنڈر کو اس قابل کر دیا کہ متوفی کے مال و متاع کو سیز کی فوجی ضروریات میں صرف کر سکے۔ فلورنس سیز کی کینہ نوازیوں سے خائف تھا اور امداد ہی کی جرات نہ کر سکا۔ فرڈیننڈ کے پسند و نسلخ کے باوجود کہ اٹلی کو ظالم کے جبر و ظلم سے آزاد کرانے کا جو موقع مل گیا ہے اسے ہاتھ سے دینا چاہیے۔ فرانس کی احتیاط اسے کس سے مس نہ ہونے دیتی تھی۔

سازشی اب شش و پنج میں پڑ گئے۔ مزید فوجوں کا جمع کرنا ان کے ارکان سے خارج تھا۔ چنانچہ ان میں نفاق رونما ہو گیا اور ہر سیز پوپ کے دل خوش کن وعدوں نے اپنا جال پھیلا یا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ۲۸ اکتوبر کو اس نے سنی گالیا کا قتل عام |  
۳۱ دسمبر ۱۵۵۷ء  
ثبوت میں سنی گالیا کے مقابلے کو روانہ ہو گئے۔ شہر نے تو اطاعت قبول کر لی لیکن قلعے نے ڈیوک کے سوا اور کسی کے

سامنے ہتھیار ڈالنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ ۳۱ دسمبر کو سیز سنی گالیا آیا اور اپنے کپتانوں کو خوش آئنگ الفاظ کے فریب میں لاکھ بچا یک اُن پر ٹوٹ پڑا۔ اولی ورنو اور دیو لوزو کی گردنیں اسی رات کو ناب دی گئیں۔ اولی ورنو لکھتا ہے کہ دیو لوزو نے مجھے بغاوت کی ترغیب دی دیو لوزو سیز کی منت و سماعت کرتا کہ پوپ سے کہہ کر اسے کامل معافی دلا دی جائے۔ لیکن دونوں اپنے کیفر کردار کو پہنچا دیئے گئے۔ ان کے بعد ہی پاوارسینی اور گراوینا کے ڈیوک کی باری آئی اور دونوں بھی نذر اجل ہو گئے۔ کارڈنل ارسینی روما میں گرفتار کیا گیا اور قید خانے ہی میں قید حیات سے نجات پا گیا اس کی شکل غالباً زہر نے آسان کی۔ اس سازش کے دباوئے جانے کے بعد اور کوئی چیز ایسی نہ معلوم ہوتی تھی جو

سیز کی مزید کامیابیاں |  
اس کی علالت اور الگزنڈر  
کی وفات سے دفعہ  
رک جاتی ہیں ۸ اگست  
۱۵۵۷ء  
پایا کی حوصلہ مند یوں کے راستے میں حائل ہو سکے۔ ارسینی دوبارہ فتح کر لیا گیا۔ شاڈی کیٹلو اور بروگیا نے اطاعت قبول کر لی۔ ارسینی کے اکثر قلعے مطیع و منقاد ہو گئے اور الگزنڈر اسپین کو فرانس کے خلاف اس امید میں ابھار رہا تھا کہ سیز کو تسکینی کا بادشاہ بنانے کے متعلق جو شاندار



اسکیم اس نے تیار کی تھی اس کے واسطے دونوں میں سے کسی نہ کسی کی تائید حاصل ہو جائے گی۔ لیکن تدبیر کنڈنڈہ تقدیر زند خندہ کے مصداق عین اسی رمانے میں باب بیٹے دونوں علیل ہو گئے اور اسی بیماری میں باب ۸ راگست کو دنیا سے چل بسا۔ عام خیال یہ تھا کہ دونوں اس جامِ زہر کو دوشے لذت آشنا ہو گئے تھے جو انھوں نے ایک کارڈنل کی تلخی حیات کو شیرینی مرگ سے تبدیل کرنے کے لئے تیار کیا تھا۔ گو یہ قصہ تصدیق کا محتاج ہے لیکن اس سے اور اسی قسم کے دوسرے قصوں سے کم از کم عوام کی اس رائے کا پتا چلتا ہے جو کسی جرم کو خاندانِ بوجیا کی ان دونوں ہستیوں سے منسوب کئے جانے کو ناممکن اور خلاف قیاس تصور نہ کرتی تھی۔

سینئر کی قسمت کا فیصلہ اب منتظمین کلیسا (Cardinals) کے انتخاب پر منحصر تھا۔ اگر وہ کسی ایسے شخص کا انتخاب کلیسا کی منتظمی پر کراوے جو اس کا معین ویاور ہو تو اس کو اپنے انتخاب میں کامیابی ہو سکتی ہے۔ یہ تھا وہ خیال جو سینئر کے دماغ میں چکر لگا رہا تھا۔ بوئی دوازدہم کار جان کچھ عرصے سے اس طرف پایا جاتا ہے کہ وہ بوجیا کے اپنے اتحاد کو توڑ ڈالے لہذا سینئر نے بسترِ مرض پر پڑے پڑے اس امر کی سازش شروع کی کہ ہسپانوی گر وہ میں سے کسی کا انتخاب منتظمی کلیسا پر ہو جائے۔ لیکن اس کی یہ کوشش سود مند نہ ہوئی۔ بوئی کو امید تھی کہ وہ پاپائیت کا تاج منتظم کلیسا ڈی الیوانز کے واسطے حاصل کر سکے گا۔ گیولیا نو ڈیلار ویرا اس پر تلا ہوا تھا کہ منتظمی کلیسا پر کسی اسپینی کا انتخاب نہ ہونے پائے بلکہ وہ خود منتخب ہو جائے پہلی کوشش میں کامیاب نہ ہونے سے گیولیا نو اٹالوی کارڈنل بیکو لوبی کے انتخاب سے متفق ہو گیا جس نے اپنے نامور چچا پائس ووم کی یادگار میں پائس سوم کا لقب اختیار کیا لیکن اس کی عمر نے وفات کی اور وہ اکتوبر کے چھٹے میں انتقال کر گیا۔ اور ڈیلار ویرا نے سینئر سے اتفاق کر کے وعدوں اور شہوتوں کے ہنر باغ دکھا کر خفیہ جلسے کی رائیں اپنے حق میں حاصل کر لیں۔ جیساویل منتظمین کلیسا کی جماعت میں سینئر کے اثرات کو بہت بڑھا چڑھا کر بیان کرتا ہے سینئر کو کوتاہ نظری کا الزام دیتا ہے کیونکہ اس کے خیال میں اگر سینئر اپنے نامزد کئے ہوئے شخص کا انتخاب نہیں کر سکتا تھا تو وہ اتنا تو کر سکتا تھا کہ

ڈیلا روویر کا انتخاب عمل میں نہ آنے دیتا جدید پوپ جو لیس دوم بورجیا والوں کا قدیمی دشمن تھا اسی نے چارلس ہشتم کو اطالیہ پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا تھا۔ چلیس دوم کا انتخاب اسی نے چارلس سے اصرار کیا تھا کہ الکنزڈر کو معزول کر دینے کی سیزر کے حق میں غرض سے ایک مجلس کا انعقاد کرے۔ یہ سچ ہے کہ تقدیر کے تباہ کن ثابت شدنی اور ناگزیر احکام کے سامنے وہ سر تسلیم خم کر چکا تھا اور ہوتا ہے۔ یکم نومبر ۱۵۰۳ء

خلافت وٹس کی منصوبہ بندیوں سے خائف ہو کر اس نے کچھ عرصے کے لئے سیزر کی تائید کی۔ لیکن رومانا کو وہ پاپائیت کے لئے فتح کرنا چاہتا تھا۔ خاندان بورجیا کے لئے نہیں اور جو بھی سیزر نے خود سرانہ طرز عمل اختیار کیا ہے چلیس نے اس کو فوراً روم واپس آ جانے کا حکم دیدیا۔ ۲۹ نومبر، لیکن سیزر کے کتبانوں نے ان مقامات کو جنہیں انھوں نے پاپا کی رضا مندی کے بغیر فتح کیا تھا چھوڑنے سے انکار کر دیا اور سیزر بھی قید و بند میں مبتلا ہوئے بغیر اس حکم کے تسلیم کرنے پر آمادہ نہ تھا۔ بہر تقدیر عرصے تک نامہ و پیام ہونے کے بعد ایک قرار داد ہو گئی اور سیزر نے آزادی کی فضا میں سانس لیتے ہی اپن سے امداد حاصل کرنے کے لئے ٹیمپلس کی طرف باگ اٹھا دی۔ (اپریل ۱۵۰۵ء)

پہلے فرڈیننڈ اس کی بات ماننے پر آمادہ معلوم ہوتا تھا لیکن پوپ کے یقین و لائسنے سے کہ سیزر اس کے سوا کہ اٹلی کے امن و امان کو خطرے میں ڈال دے اور کچھ نہ کر سکے گا فرڈیننڈ نے ۲۶ مئی ۱۵۰۵ء کو جب سیزر رومانا کو روانہ ہونے والا ہی تھا اس کی گرفتاری کا حکم دیدیا۔ اور برخلاف اس امر کے کہ گان زیلو نے اُسے پر وائٹ راہداری دیدیا تھا۔ اس کو کچھ ہی عرصے بعد سیزر کی سرگرمیوں اور اس کی زندگی کا حسرت سے اپنی زندگی بسر کرتا رہا اور بالآخر قید خانے سے بھاگ کر اپنے بھائی کے یہاں جو اس وقت فرمانروائے نوار تھا پناہ لی۔ یہاں مارچ ۱۵۰۵ء میں وہ ایک لڑائی میں جو

اس کے بہنوئی کے ایک باغی باجگذار سے ہو رہی تھی مارا گیا۔  
یوں اپنی عمر کے اکتیس سال میں وہ شخص دنیا سے اٹھ گیا جس کو مشاویل  
اپنی کتاب ”پرنس“ میں بدقسمتی کے سوا، اور ہر ایک بات میں ہر اس شخص  
شے لئے نمونہ اور مثال کے طور پر پیش کرتا ہے جو ایک متحدہ اطالوی حکومت کی  
بناء ڈالنا چاہتا ہو۔ اور اس میں کچھ شک بھی نہیں کہ کامیابی کے لئے جن اوصاف  
کی ضرورت ہو کرتی ہے ان میں سے اکثر وصف سبزیں موجود تھے۔ اس کی  
طبیعت میں جدت اور تخیل میں جولانی کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ کام کا دھنی  
اور عزم کا راسخ تھا۔ حکمت عملی اور تدبیر اس کی ادنیٰ چاکر تھے قوت و فراست کی  
وہ عجیب آمیزش بھی اس میں بدرجہ اتم موجود تھی جسے دلکشی اور اثر اندازی کے  
وصف سے موسوم کیا جاتا ہے اور جسے نہ صرف میثاویل بلکہ کو مانس اور  
اس عہد کے دوسرے تصنفین بھی حکمرانی کی لازمی خصوصیت بتلاتے ہیں۔

ہم کو اس کا افسوس ہے لیکن بایں ہمہ افسوس ہم کو اس امر کا بھی اقرار  
کرنا پڑے گا کہ پرائیوٹ خوش اخلاقیوں اور اچھا تدبیر ملکی دونوں ہمیشہ ساتھ ساتھ  
نہیں چل سکتے۔ یہ سچ ہے کہ رومانو کے چھوٹے چھوٹے فرمانرواؤں کے  
ساتھ برتاؤ کرنے میں تیز نے احتیاط اور رواداری کو بالکل بالائے طاق  
کر دیا تھا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ اس میں بھی کلام ہے کہ آیا ان چھوٹی چھوٹی  
ریاستوں کی خود مختاریاں اس قابل تھیں کہ بحال و برقرار رکھی جاتیں یا انھیں  
مطلق العنان بادشاہوں کے زیر اثر ہونے کے باعث ان کی سیاسی آزادی  
سلب کئے جانے کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ اریٹو کے سے ایک آدمی  
مستثنیات کو چھوڑ کر باقی تمام ریاستیں ان محائب کی آماجگاہ بنی ہوئی تھیں۔  
جو بڑی بڑی مطلق العنان حکومتوں کا طرہ امتیاز ہیں لیکن ان کے محاسب کاہن  
چہ بھی نہیں تھا ان کی تمام تاریخ فتنہ فساد قتل غارتگری اور طرح طرح کی  
سازشوں کی داستان پر نشان ہے۔ اس کا بھی اقرار کرنا پڑتا ہے کہ سبزی کے  
زمانے میں ملک کا ضبط و نظم قابل تعریف رہا اور اس کی حکومت غیر مہر و لعزیز  
بھی نہ تھی۔ مگر بایں ہمہ ہم کو اس کا یقین نہیں آتا کہ جس حکومت کی بنیاد ایسے

مظالم اور اس قسم کے جبر و تعدی پر اٹھائی گئی ہو اور جو ایسی بے آئینی اور جہالت کے ساتھ قائم رکھی گئی ہو وہ حقیقتہً مستحکم استوار ہو سکتی ہے۔ مینیاویل جو سیزر کی موقعتی خوش کامیوں کی جھک دمک کے متاثر ہو گیا تھا اس کو ایک قابل تقلید نمونے کے طور پر پیش کر سکتا ہے اور اس کو ایسا کرنا بھی چاہئے لیکن اس کے اسی فعل میں دور رس نگاہ اس حقیقت کو دیکھ سکتی ہے کہ اطالوی کس تعزیرات میں ڈوبے ہوئے تھے اور ان کو اپنی سفسطائیانہ ناامیدیوں میں اس قسم کے غیر اخلاقی تدابیر کے سوا اور کوئی تدبیریں کامیابی کی نظر نہ آتی تھیں۔ ہم کو اس کا بھی اعتقاد نہیں ہے کہ پاپائیت کے واسطے دنیاوی حکومت کے چال کرنے کا یہ خیال اپنے اندر کامیابی کا کوئی امکان رکھتا تھا۔ اگر لکنڈر کی عمر نے وفا کی ہوتی اور وہ عرصے تک زندہ رہا ہوتا تو ممکن ہے کہ مذکورہ بالا مساعی اطالیہ میں ایک اور چھوٹی سی حکومت قائم کر لینے میں کامیاب ہو گئی ہوتیں۔ لیکن یہ حکومت خاندان بورجیا کے مفاد کے لئے قائم ہوئی تھی پاپائیت کو اس سے کوئی فائدہ نہ پہنچتا۔ بلکہ پاپائیت کو دنیاوی حکومت کے دشمنوں میں اس ریاست کے قیام سے ایک دشمن کا اور اضافہ ہو گیا ہوتا۔ رومانا میں پاپائی اقتدار اگر فی الحقیقت قائم کرنا تھا تو اس کی بنیاد کسی ایسی چیز پر اٹھائی ہوتی جو پاپائی اعزہ و اقارب کی جنبہ داری سے زیادہ مستحکم ہوتی۔ جو لیس دوم کی فرامت نے اس راز کو پالیا تھا۔ چنانچہ ان شہروں میں سے اکثر شہر جو سیزر کے تصرف میں تھے یا جن پر قبضہ کرنے کی وہ دھمکیاں دے رہا تھا فوراً جو لیس کے دست تصرف میں آگئے۔ سوائے ریمینی۔ فیاترا اور سیسینا کے جن پر وینس نے قبضہ کر لیا تھا۔ اور جو بالآخر جو لیس کے قبضے میں کیمرے کی جنگ کے بعد آئے والے تھے۔ اسی عرصے میں پردیگیا اور بولونا کو جو لیس نے ۱۵۰۶ء میں فتح کر لیا اور آرمینو کی ٹوچی

۱۔ سیزر کی سیرت اور اس کی نسبت مینیاویل کے بیان کے تبصرے کے لئے دیکھو کرٹین جلد (۴) صفحہ (۶۴)۔  
 بروڈکی مینیاویل کی تہید صفحہ (۲۳، ۲۴) اور دلاری کی مینیاویل باب (۲) صفحہ (۱۵۴)۔  
 سمندس کی تصنیف "مطلق العنان بادشاہوں کا زمانہ" صفحہ (۲۷۵)۔

اس کے بھتیجے فرانسسکو ڈی بلاروبری کے قبضے میں آئی جس کو اُس کے سابقہ گیارڈ و بالڈ و نے اپنا تختی بنایا تھا۔ یہ سب علاقے پاپائی قلمرو میں داخل کر دیے گئے۔ ان کے نیم خود مختار فرمانروائوں کی تاریخ کا آخری صفحہ الٹ گیا اور الکرٹڈر کے بجائے جوگیس دوم نے رومانیس پاپائی حکومت قائم کر دی۔

## (۵) جمعیت کیمبر



فرانس اور ہسپانیہ کی اطالیہ پر حملہ آوری کے لئے جو عذر تراشا گیا تھا وہ یہ تھا کہ اس سے ترکوں کے خلاف صلیبی لڑائیاں شروع کئے جانے کے لئے بنیاد عمل حاصل ہو جاتی تھی لیکن یہ مقصد مال غنیمت پر ان لیبروں کے باہم دست و گریباں ہو جانے سے پورا نہ ہو سکا اب جمہوریہ وینس پر جو عساکر اسلام کی پیش قدمی کو روکنے کی تنہا جدوجہد کر رہی تھی، حملہ آور ہو کر فرانس و ہسپانیہ دونوں یہ ثابت کر رہے تھے کہ محاربات صلیبی کا خیال اگر کبھی دماغوں میں آیا بھی تھا تو اس وقت وہ قطعی طور پر ترک کر دیا گیا تھا۔

جن معاندانہ نظروں سے اطالیہ کا باقی حصہ وینس کو دیکھ رہا تھا ان کا آغاز پندرہویں صدی کی ابتدا سے ہوا تھا جس تاریخ سے اُس نے اطالوی براعظم پر اپنی حکومت کو قائم کرنے کی قطعی طور پر جدوجہد شروع کر دی تھی میلان وینس کے ساتھ اور پیڈوا کے خاندان کرا کے درمیان جھگڑا ہو جانے سے عداوت اطالوی اس کو کرا کی پائمالی اور پیڈوا کی تسخیر کا اچھا موقع مل گیا۔ اب اس کے فاتحانہ قدم تدریج آگے بڑھنے لگے۔ اور وینس اور درونادونوں کو یکے بعد دیگرے فتح کر لینے کے بعد آڈیگو پر بھی پیش قدمی کی گئی۔ (دشمنانہ) ۱۴۲۳ء

میلان کے ڈیوک فلیو میریادسکاوتھی سے اُس نے برسیچیا اور برگیمو بھی جھین لئے پھر ڈیوک کی وفات پر کرمیا پر بھی قبضہ کر لیا۔ اسی دوران میں اس نے اکیولیا کے

پٹری آرک سے فریولی کے ضلع بھی حاصل کر لئے تھے (۱۴۲۸ء، ۱۴۳۸ء) میں اس کے مقبوضات میں راوینا کا بھی اضافہ ہو گیا جو اب تک خاندان لونیشینی کے تحت ایک خود مختار ریاست تھی (۱۴۸۸ء) میں باگنویو کی صلح میں جس سے قیرارسی کی جنگ موقوف ہوئی تھی اس کو روڈیگو اور پو کی سائن اور وہ مقامات مل گئے۔ ۱۴۹۹ء میں اس نے لوئی یازدہم سے کریمونا اور گھیارڈی ایڈا بھی حاصل کر لئے۔ یہ اس امداد کا معاوضہ تھا جو اس نے لوئی کو لوڈوویکو کے مقابلے میں دی تھی۔ زار بورجیا کی وفات پر وینس نے فی انیزا۔ ریمی نی اور سینا کو بھی سخر کر لیا تھا۔ ادھر پولیا میں بھی فرانسیسی اور ٹرینٹو۔ گیلی پولی۔ اور برنڈیسی جا شہر اس کے قبضے میں تھے جنہیں اس نے چارلس ہشتم کی یلغار کے وقت حاصل کیا تھا۔ پون ایک صدی کے اندر اندر وینس نے بالکل ہی تبدیل ماہیت کر لی تھی۔ کہاں سمندر کی آغوش میں پانی سے چاروں طرف سے گھرا ہوا شہر اور کہاں عظیم کی سطح پر ایک وسیع علاقے کا حاصل کرنا جس کے ڈانڈے میلان فلورنس اور پاپائی ریاستوں کی حدود سے ٹکرا رہے تھے۔ وینس کی پالیسی کا یہ تغیر بالعموم ترکوں کی پیش قدمی سے منسوب کیا جاتا ہے جس سے اس کے مقبوضات کو خطرہ لاحق ہو رہا تھا جو بحیرہ ایجین اور سواحل یونان پر واقع تھے لیکن فی حقیقت ایسا نہیں ہے یہ مقصد اس کے آگے چل کر ہوا ہے۔ کیونکہ خشکی پر اس کی پیش قدمی ۱۵۰۵ء میں ہوئی اور یہ ترکوں کی تحریف وہی سے برسوں پہلے کی بات ہے۔ پس اس تغیر کے سبب ابتدائی کے لئے ہم کو دو سمتوں کی طرف نگاہیں دوڑانی چاہئیں اس کی وجہ دراصل وہ خطرہ تھا جو میلان کی بڑھتی ہوئی قوت سے پیدا ہو رہا تھا جب تک لمبارڈی کے میدان اور کوہ الپائن کے دروں کے قریبی مقامات چھوٹے چھوٹے حکمرانوں کے قبضے میں تھے اسے کوئی فکر نہ تھی بشرطیکہ اپنی تجارت کے لئے وہ کوئی نہ کوئی نکاس زور و زبر سے پیدا ہی کر لیتی لیکن اگر وہ میلان کے طاقتور اور ظالم حکمرانوں کے ہاتھوں میں پڑ گئے تو اس کے سدور ہو جانے کا خطرہ تھا۔ بلاشبہ ایک دو سہارا اسے بھی باقی تھا یعنی وہ آبنائے جبل الطارق سے گزر کر بحر اوقیانوس اور خلیج انگلستان سے ہوتے ہوئے یورپ کے

شمال میں پہنچ جائے۔ لیکن اس راستے کو باوجود اس کے کہ فلینڈرس کا ایک جہاز کچھ عرصے سے سالانہ وینس سے اسی راستے یورپ روانہ ہو ا کرتا تھا۔ ابھی کافی طور پر ترقی نہیں ہوئی تھی اور اس راستے کو ہسپانیہ بند کر سکتا تھا، اور غالباً اس نے بند کر دیا ہوتا۔ ماسوا اس کے یہ پالیسی اس کو میلان کے خطرے سے محفوظ نہیں رکھ سکتی تھی جس کے زیادہ قوی ہو جانے کی صورت میں یہ اندیشے تھے کہ وہ جب چاہے وینس کو خشکی میں گھیر لے۔ اس کے سامان رسد کو بند کر دے اور اسے پھر سمندر میں واپس ہو جانے پر مجبور کر دے۔ ان حالات میں لمبارڈی میں حکومت کے قیام کئے جانے کی جدوجہد ناگزیر ہو گئی تھی اور یہ اس قدر مبنی بر خود غرضی بھی نہ تھی جس قدر اس کے دشمن اس کو ظاہر کرتے ہیں اپنے محکوم شہروں کے ساتھ وہ جو برتاؤ کرتا تھا وہ صرف میلان ہی کے طرز عمل سے بہتر نہ تھا بلکہ فلورنس کے سلوک سے بھی بخوبی مقابلہ کر سکتا تھا۔ مقامی طور پر وہ انھیں اپنا انتظام بطور خود کر لینے کی اتنی ہی آزادی دیا کرتا تھا جتنی اس کی شان برتری کو ملحوظ رکھتے ہوئے دی جا سکتی تھی۔ پھر ان پر محصولات کا زیادہ بار بھی نہ ڈالتا تھا۔ غرض وینس اپنی رعایا کی محبت حاصل کرنے کا متمنی رہا کرتا تھا اور اس کی مصیبتوں میں اس کی رعایا کے ثابت قدم اور وفادار رہنے سے یہ بات پابین ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ اس کو اپنی اس کوشش میں کامیابی بھی حاصل تھی ترکوں کے ساتھ اس کی پالیسی کو مسیحیت کے ساتھ دغا بازی کا مترادف خیال کرنا بھی اس کے ساتھ نا انصافی کرنا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یورپ کی تائید سے ناامید ہو کر وہ ترکوں کے دوستانہ تعلقات قائم رکھنے کا متمنی تھا اور اگر ممکن ہوتا تو اس نے جنگ سے بچنے کی بھی کوشش کی ہوتی لیکن یہ پالیسی اس نے مجبوراً اس لئے اختیار کی تھی کہ یورپ کی حکومتیں اپنی باہمی رقابتوں کو نوک کر کے یکدلی وہم آہنگی کے ساتھ مذہبی لڑائیاں شروع کرنے پر تیار نہ تھیں۔ ان غرض وینس ہی وہ قوت تھی جس نے اسلام کے بڑھتے ہوئے دریا کو روکنے کی جدوجہد کی۔ اس کے باوصف بھی یورپین طاقتوں کا اس کے خلاف متحد ہو جانا

اس امر کا بین ثبوت ہے کہ محاربات مذہبی کی نسبت اس کے دشمنوں کی ملند آہنگیاں ڈھول کے اندر بول سے زیادہ وقعت نہ رکھتی تھیں۔ گنو خشکی پر ونیس کی پیش قدمی ناگزیر تھی اور اس قابل ہے کہ اس کو جائز خیال کیا جائے۔ تاہم وہ مہلک ضرورت تھی۔ اگر ونیس کے لئے یہ ممکن ہوتا کہ وہ میلان کو فتح کر لے اور فرانسینی حملہ آوری سے پہلے ہی تمام لمبارڈی پر قابض ہو جائے تو وہ کسی نہ کسی دن متحدہ اطالیہ کا دار الحکومت بن گیا ہوتا۔ لیکن اس کے لئے اس کے ذرائع کافی نہ تھے اور نہ ہی تشرین عقل معلوم ہوتا ہے کہ دول یورپ اس امر پر راضی ہو گئی ہوتیں۔ ان امور کی عدم موجودگی نے اس کے سامنے اگر صرف آرا ہو جانے سے اس کے دشمنوں کی تعداد میں اور بھی اضافہ کر دیا اور اس کے لئے تمام اطالوی حکومتوں میں سب سے زیادہ حریف و طاع ہونے کا خطاب دلایا۔ ساتھ ہی اس کی ان مساعی نے کہ وہ ترکوں کے ساتھ دوستانہ معاہدہ کر کے اپنی تجارت کو محفوظ رکھے اس کے جوائن کی فہرست میں مسیحیت کے خلاف غداری کا ایک اور جرم بڑھا دیا۔

ونیس کی حقیقی غلطی پر موزئین کی نظریں بالعموم بہت کم ٹری میں اس کے مفاد کا اقتضایہ تھا کہ اطالیہ میں اجانب کے قدم نہ آنے پائیں اور جب تک جزیرہ نمائے اطالیہ اپنی حالت پر برقرار رہا و ونیس میں اپنے قدم جمائے رکھنے کی کافی استطاعت تھی لیکن شمال کی قوی تر حکومتوں کا مقابلہ کرنا اس کے بس سے باہر تھا چارلس ہشتم کی مہم کے وقت اس جنگ کی شرکت میں اس نے جس پس پوش کا اظہار کیا تھا اور اس فعل سے غم و غصہ کی جو لہر میں اس کے خلاف دوڑی تھیں ان کو اس نے جمعیت وینس کے قیام اور چارلس ہشتم کے اطالیہ سے نکال دینے سے ایک حد تک رفع کر لیا تھا گو اس وقت بھی اپولیا کے شہروں کی تسخیر نے فرڈیناند کو اس کا دشمن بنا دیا تھا لیکن اس کی دوسری حماقت نے جومیلان کے خلاف لونی سے اتحاد کر کے اس نے ظاہر کی اس وینس کی حکمت عملی بنے بنائے کام کو پھر لگا ڈیا یہ تنگ نظر حکمت عملی اس کے حق میں کسی طرح سے مضرت ثابت ہوئی اسی کی وجہ سے



بجا طور پر وینس پر حرص ملک گیری کا الزام عائد ہوا۔ علاوہ اس کے یکمیت علی میکسی ملین کی براہ فرختگی کی وجہ بھی تھی جو لبارڈی سے بیدخل ہونا پسند نہیں کرتا تھا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کی وجہ سے مغربی سرحد فرانس کے دست طمع میں آگئی۔ اس طرح پندرھویں صدی کے اختتام کے ساتھ وینس نے نہ صرف اطالیہ کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں ہی کو اپنا دشمن بنا لیا بلکہ مغربی یورپ کے دول عظمت کی عداوت بھی مول لی۔

میکسی میلین نرپولی کی بازیابی کا متمنی تھا، لونی دوازہم ملانی حدود کی توسیع کا خواستگار تھا، فلورنس کو یہ خوف و انگیز تھا کہ وینس کہیں کوہ اپینائن کو نہ عبور کر لے۔ فرڈی نند غزم کرچکا تھا کہ اپولیا کے شہروں کو از سر نو حاصل کر لے۔ سب سے بڑھ کر پوپ جو لیس مغرب و جمہوریت کو نیچا دکھانے پر تیار ہوا تھا۔ کیونکہ رومانائیں وینس کے مفتوحہ علاقے اس کے اس دلاویز یورپین قوتوں کا منصوبے یا تدبیر کے سدراہ تھے جو اس نے اضلاع میں پایائی اشتیاق و کیمبر کی حکمرانی کے قیام کی نسبت تیار کئے تھے۔ فرانس اور سپانیہ کے جمعیت کے قیام کا باعث ہوتا ہے مابین جو میلان اور نیپلس میں قدم جمائے تھے جو لیس کو توازن قائم رکھنے اور پایائیت کی دنیاوی حکمرانی کا سکہ جما دینے کی امید قائم ہو سکتی تھی۔ لیکن وینس اور وینس کیا

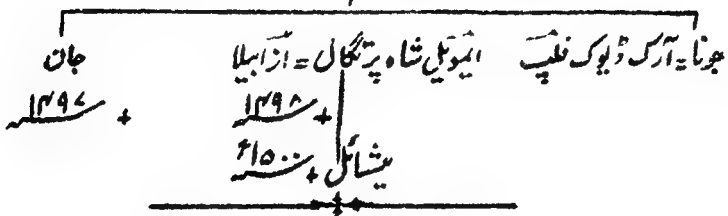
اطالیہ کی ہر ایک قوی حکومت کی جانب سے اس کی سخت سے سخت مخالفت ہو سکتی تھی۔ اس بارے میں جو لیس نے بھی اپنے پیشرو پاپاؤں کی روایتی پالیسی اختیار کی یعنی اطالیہ میں کسی مضبوط اور قوی ویسی ریاست کے نشو و نما حاصل کرنے کے خلاف اسی دیرینہ و فرسودہ روزگار عداوت کا اظہار کیا جو منذ نشینان پایائیت کا طرہ امتیاز رہی ہے۔ سونے پر ہاگ یہ کہ کلیسا کی حکومت کے معاملات میں جمہوریہ وینس خود مختارانہ طرز عمل اختیار کیا کرتی تھی۔ جس کی تازہ مثال اس وقت یہ تھی کہ وینس کے ہتف کی خالی شدہ جائداد پر جو لیس کو کسی کے تقرر کرنے کی اجازت نہ دی گئی۔ اس نے خود بین و نخت پشہ مجتہد دین کو اور بھی براہ فرختہ کر دیا اور اس نے جو بڑھ کر کہا یہ لوگ مجھ سے

اس طرح پیش آنا چاہتے ہیں گویا میں ان کے گھر کا پادری ہوں ان کو ہوشیار ہو جانا چاہئے ورنہ میں ان کو ویسا ہی ذلیل سمجھ رہا ہوں گا جیسے ذلیل چھپرے وہ پہلے تھے۔

ان حالات کی موجودگی میں وینس کی کامیابی کا دار و مدار صرف اس امر پر تھا کہ اس کے دشمن باہدگر دست و گریباں رہیں۔ ان رقابتوں سے اس نے اب تک فائدہ بھی اٹھایا تھا اور جانتا تھا کہ جس دن یہ ختم ہوئیں اس کی زندگی کے دن بھی پورے ہو جائیں گے لہذا اس کی ضرورت ہے کہ وہ یورپ کے ان باہمی تعلقات کو کسی قدر تفصیل سے بیان کیا جائے جو سولہویں صدی کے آغاز میں تھے۔

جنگ نیپلس کے اختتام پر اس اتحاد کے ٹوٹنے کا خطرہ لاحق ہو رہا تھا جو خاندان ہسپانیہ اور ہسپانیہ کے ملین میکسی میلین کے بیٹے آرچ ڈیوک فلپ کی شادی آراگان کے فرڈی نڈ اور کیسٹل کی ازبلا کی بیٹی جو ناکے ساتھ ہونے سے قائم ہوا تھا۔ ۱۴۹۷ء میں شاہ ہسپانیہ کے بڑے بیٹے جان اور ۱۵۰۰ء میں اس کے نواسے پرنسپل کے میسٹل کا انتقال ہو جانے سے جو ناکے کیسٹل اور آراگان دونوں کی وارثہ ہو گئی اور اپنی ماں ازبلا کے انتقال پر اپنے باپ کو محروم کر کے وہ کیسٹل کی ملکہ ہو جاتی۔ اس واقعے نے فرڈی نڈ کو جو ناکے شوہر آرچ ڈیوک فلپ کا دشمن بنا دیا۔ کیسٹل اور آراگان کی چند روزہ علیحدہ گی جزیرہ خائے اطالیہ کے اتحاد کو روکنے کا باعث ہوتی۔ اس کے علاوہ ہسپانیہ کا بالآخر خاندان ہسپانیہ کے قبضے میں پلا جانا بھی فرڈی نڈ کو ناگوار خاطر تھا۔

ملہ۔ فرڈی نڈ والی آراگان۔ ازبلا ملکہ کیسٹل



بنسبا براں فرڈی نینڈ نے عہد نامہ لیا نس کو، جو قلب اور لوئی دوازدہم کے مابین نیپلس کے متعلقہ تنازعات کو رفع و رفع کرنے کے لئے کیا گیا تھا۔  
 (اپریل ۱۸۵۸ء) تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس معاہدے کی رو سے یہ قرار پایا تھا کہ نیپلس کی حکومت آگے چل کر لوئی دوازدہم کی صغیر السن بیٹی کلاڈ کے حصے میں معاہدہ لیون۔ بیگی جس کی متگنی لائے گی میں آرج، یوک قلب کے چھوٹے ۵/ اپریل ۱۸۵۸ء بیٹے چارلس کے ساتھ ہو چکی تھی۔ جب قلب کو اس کے و معاہدہ بلوا خسر نے چھوڑ دیا تو اس نے فرانس کے ساتھ اتحاد کو اور بھی ۲۲/ ستمبر ۱۸۵۸ء قوی تر کرنا شروع کر دیا۔ اس میں اس کو اپنے والد کیسی میلین سے بھی تائید ملی جس کو چارلس اور کلاڈ کی مذکورہ بالاشادی میں

اپنے عظیم الشان خوابوں کی تعبیریں نظر آرہی تھیں۔ ستمبر ۱۸۵۸ء میں لوئی دوازدہم نے اپنی بی بی این ملکہ ہریٹانی کے اثرات سے متاثر ہو کر، معاہدہ بلوا کے ذریعے ہٹان جینیوا، ہریٹانی اور بلوا شہزادی کلاڈ کو جہیز کے طور پر دینے کا وعدہ کیا اور اگر وہ کسی زمینہ وارث کے بغیر انتقال کر گیا تو اس جہیز میں برگنڈی کا علاقہ بھی شامل ہو جانے والا تھا۔ آئندہ سال میکسی میلین نے بلکہ فرانس کی رضا مندی سے سیکس لاکھ تنہی کی تجویز پیش کی تاکہ شہزادی کلاڈ فریسی تخت قلب کی وارث اور اپنے باپ کی جانشین ہو سکے۔

ان واقعات سے لوگوں کو یہ توقع ہو گئی کہ نوجوان شہزادہ چارلس کسی نہ کسی دن اپنی موروثی حکومت یعنی خاندان ہابسبرگ کی قلمرو کے ساتھ، کیساٹل آراگان فرانس، ملان اور نیپلس کی حکومتوں کا بھی مالک ہو جائے گا۔ یہ توقع اگر کبھی پوری ہو گئی ہوتی تو جرمنی کی باقی ماندہ ریاستوں نے سہرا طاعت خم کر دیا ہوتا۔ اور فاقہ مست فریڈرک سوم کی اولاد براعظم یورپ کی اکثر میوٹانی اور لاطینی قوموں پر فرمانروائی کر رہی ہوتی۔ لیکن یہ دل خوش کن خواب زیاوہ ویتنک قائم رہنے والا نہ تھا۔ نومبر ۱۸۵۸ء میں ازبیل کا انتقال ہو گیا اور فرڈیننڈ نے جو

۱۔ یعنی وہ قانون جس کے ذریعے سے فرانس میں عورتیں تخت نشین نہیں ہو سکتی تھیں۔

کاسٹیل پر اپنا قبضہ نائب السلطنت کی حیثیت سے قائم رکھنے کا مصمم ارادہ کر چکا تھا لوئی دوازدهم سے صفائی کر لے نے میں عجلت سے کام لیا اکتوبر ۱۵۵۷ء میں اس نے بمقام بلو اشاہ فرانس کی بھیجی زر میں دی فوا سے شادی کر لے نے کا بلو کا معاہدہ ثانی | وعدہ کیا یہ قرار یہ پایا کہ نیپلس کے متعلق فرانسیسی حقوق شہزادی ۱۲ اکتوبر ۱۵۵۷ء | زر میں پر منتقل کر دیے جائیں اور اگر اس کے فردی نینڈ سے

کوئی اولاد نہ ہو تو یہ حقوق پھر شاہ فرانس لوئی دوازدهم پر عود کر آئیں۔ فردی نینڈ کی جانب سے لوئی کو ایک معقول رقم دینے کا بھی اقرار مزید کیا گیا۔ نیز یہ بھی طے پایا کہ نیپلس کے موافقت فرانس کو عام معافی نامہ دیدیا جائے۔ لیکن سال آئندہ (۱۵۵۷ء) کے ماہ جون میں فردی نینڈ کو کسٹیل کی نیابت فلیپ اور جونا کو جمہور اسونب دینی ریڈی۔ لیکن آرمج ڈیو ک فلیپ ستمبر کے مہینے میں انتقال کر گیا۔ جونا میں مغبوط انھو اسی کے آثار نمایاں پائے گئے۔ اور فردی نینڈ سے کارڈنل زمینیں کی تائید سے کاسٹیل کی حکومت حاصل کرتی۔ گو اس کوشش میں بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اس طرح فردی نینڈ اور لوئی دوازدهم کا تنازعہ تھوڑے عرصے کے لئے دب گیا اور فردی نینڈ کی حالت ہسپانیہ و نیپلس دونوں مفاہوں پر استوار و مضبوط ہو گئی۔

اسی دوران میں فرانس میں ایک اجنبی کے متعلق قومی عداوت کا خوابیدہ فتنہ جاگ اٹھا۔ مجلس طبقات نے تور کے مقام پر (۱۵۵۷ء میں) بادشاہ سے استدعا کی کہ کلاڈ اور چارلس کی منگنی فسخ کر کے کلاڈ کی شادی انگوئم سے فرانسس سے کر دی جائے جو فرانس کے تخت و تاج کا قیاسی وارث اور بالکلیہ فرانسیسی الاصل شہزادہ تھا۔ نیکیسی میلین نے جو اپنے منصوبوں کو یوں پائمال ہوتے دیکھ کر سخت غضبناک ہو رہا تھا فوراً لوئی سے قطع تعلق کر لیا۔ ۱۵۵۷ء میں اس نے جرمن ڈائیٹ و مجلس وضع قوانین کو کاسٹیل میں طلب کیا اور حکومت سے امداد چاہی ڈائیٹ کو مخاطب کر کے اس نے کہا "شاہ فرانس جرمنیوں کے

لے۔ جونا کی دیوانگی کے مسئلے میں دیکھو سندیں جو صفحہ ۱۴۰ کے حاشیے پر لگائی ہیں۔

سہ سے شہنشاہی کا وہ تاج چھین لینا چاہتا ہے جو دنیا کی افضل ترین عورت اور چمن قوم کی شان و شوکت ہے۔ "غرض شہنشاہی دیوان کے تسلیم کر لینے کے معاوضے میں ڈائمرٹ نے اسے ایک کمکی فوج کے دیے جانے سے اتفاق کر لیا۔ اس کے علاوہ اس نے سوئزرستان کے کچھ اجورہ دارسیا ہی بھی ملازم رکھ لئے اور دریائے برے نر کو عبور کرتا ہوا فرسوری شہنشاہ میں ٹرنٹ جا پہنچا۔ یہاں پاپائی سفیر کی منظوری سے اس نے اپنے شہنشاہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ لیکن حسب معمول میکسی میلین کے یہ دعوے بھی اس کی قابلیت سے متجاوز نکلے اور وہ بھی تسخیر انگیز حد تک۔ وینس نے اس خوف سے کہ مبادا اس کے منصوبے کہیں فریونی سے وابستہ نہوں اس کو اپنے حدود میں ہو کر غزرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا اور اس انکار کو نیز ورتشمیر معذالیا۔ ورتشمیر کے متعلق اس کی مساعی ناکامیاب ہوئیں۔ گلڈرس کے ڈیوک نے جسے لوئی دوازدہم نے ابھار دیا تھا، نیدرستان پر حملے کی دھمکیاں دینی شروع کر دیں۔ غرض مغربی یورپ کے فرمانروا کو مجبوراً گستاخ جمہوریہ کی شرائط کو ماننا اور اپنی مہم سے واپس ہو جانا پڑا۔ اس کے دل میں انتقام کے شعلے بھڑکنے لگے۔ اس پھیر چھاڑ کو تو شربت کے گھونٹ کی طرح پی گیا مگر بدلہ لے نے کے لئے دسمبر شہنشاہ میں کیمبرے کے مقام پر لوئی دوازدہم سے چند شرائط پر ملاپ کر لیا۔ ڈیوک گلڈرس سے بھی صلح ہو گئی اور کسی قدر رقم کے معاوضے میں میکسی میلین نے لوئی دوازدہم اور جمعیت کیمبرے اس کی اولاد و احفاد کو ملان کا تصرف دلانے کا وعدہ کیا۔

اور اپنے باہمی جھگڑوں کو اس طرح طے کر لینے کے بعد بادشاہ اور شہنشاہ دونوں نے وینس کے علاقے کو تقسیم کر لیا۔ اقرار کر لیا۔ جن جن بادشاہوں کو وینس یا اس کے علاقے پر دعویٰ تھا سب کو دعوت دی گئی کہ اپنے کھوئے ہوئے مقبوضات کو از سر نو حاصل کر کے وینس کی ناقابل برداشت خود غرضیوں اور طمع کاریوں کے روکنے میں بادشاہ اور شہنشاہ کا ہاتھ بٹائیں۔ فریونی غیٹ اور پوپ دونوں نے اس دعوت پر لبیک کہی۔ آخر الذکر نے کسی قدر پس و پیش کے بعد اور وہ بھی اس وجہ سے کہ وینس نے

اسے اکیڈمی اور فی انزا کے واپس دینے سے انکار کر دیا تھا مختلف چھوٹے چھوٹے  
 فوٹرواؤں نے بھی یو پ اور فرڈی نینڈ کی تقلید کی اور وٹس نے سچہ ہی عرصے  
 بعد اپنے کو ایسے جتھے سے دوچار یا جوتا رتخ میں سب سے زیادہ شرمناک  
 مانا جاتا ہے۔ لیکن فرڈی نینڈ افریقہ کے حبشیوں سے برسرِ پیکار تھا اور یہی دست  
 میکسی میلین ایک نئی جنگ کے لئے تیار نہ تھا۔ غرض صرف فرانسیسی اور پاپائیت  
 کی فوجیں جن کی تائید فراراکے ڈیوک اور دوسرے اطالویوں نے کی تھی  
 میدان جنگ میں اتر سکیں۔ وٹس کے لئے سب سے زیادہ دانشمندانہ حکمت عملی  
 غالباً یہی تھی کہ وہ تصفیہ کن لڑائیوں سے اپنے تئیں بجائے رکھتا اور صرف موقع موقع  
 سے گھات پاکر جھاپے مارنے پر اکتفا کرتا۔ اگر لڑائی کو اس طرح طول دیا جاتا تو  
 یہ لیٹرے قطعاً آپس میں ایک دوسرے سے جھگڑا بیٹھتے لیکن نا عاقبت اندیشانہ  
 مشورے غالب آئے۔ رومانیوں میں پاپائی فوجوں کی نقل و حرکت سے بے پرواہ  
 اگنا ڈولویا ویلا اور غافل ہو کر حبشی فرانسیسیوں پر ٹوٹ پڑے اور ان کے  
 حملے کو سرحد ہی پر روک دینے کی کوشش کی جس وقت دونوں  
 فوجیں دریا کے اید کی وادی میں مصروف حرکت تھیں  
 اتفاق سے عساکر وٹس کا پس لشکر جو بارٹو لومبوڈی الویا نو کے  
 زیرِ لمان تھا فرانسیسی ہراول کے بالکل زور پر آگیا۔ آلویا نو زاسپا ہی تھا جس میں عقل سے  
 زیادہ شجاعت تھی اس نے پیٹھ دکھانے سے مر جانے میں زیادہ عزت خیال کی  
 اور فوراً حملے کا حکم دیدیا۔ وٹس کی فوج ایک عجیب معجون مرکب تھی جس میں اطالوی  
 سپاہی اور اطالوی دہقان پلوپونیز اور جزائر ایجن کے یونانی سبکبار رسالے اور  
 کریٹ کے نیم وحشی تیرانداز سب ہی خلط ملط تھے اس پر بھی اس نے خوب  
 داد شجاعت دی بالخصوص اطالوی پیدل فوج نے جس میں لمبارڈی کے میدانی  
 علاقوں اور کوہ آلپس اور اپنینائن کی تراٹیوں کے دہقان شامل تھے لیکن اس پر ساری  
 فرانسیسی فوج کا دباؤ پڑ رہا تھا جس کی تائید سویڈن کی کشمیر فوج بھی کر رہی تھی  
 حبشی ہراول ٹنک لیا نو کے کاؤنٹ کی زیرِ لمان تھا۔ خواہ عداوت سے خواہ  
 اس لئے کہ وہ بہت دور پڑا تھا لڑائی میں کوئی حصہ نہیں لینا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک جان توڑ

لڑائی کے بعد وینسی فوج کے قدم اکھڑ گئے اور وہ بھاگ کھڑی ہوئی۔ پیدل فوج کا ایک بڑا حصہ میدان جنگ میں کام آیا اور آٹو یا فوگنر قتل ہو گیا جیسا کہ اجورہ دار ساہیوں کا دستور ہے شکست خوردہ فوج نے فوراً ہنگامے برپا کر دیئے شہریوں نے بھگوڑوں کو اپنے یہاں پناہ دینے سے انکار کر دیا اور اپنے دروازے فاختیں کے لئے کھول دئے۔ پیچھا چار اٹک فرانسیسیوں کی کوئی مدافعت نہیں ہوئی یہاں پہنچ کر انھوں نے پیچھا چار پر اچانک دھاوا کر کے اسے تسخیر کر لیا۔

ادھر یہ چور ہاتھ اُدھر دیش میں مدبران ملک انتہائی خوف و دہشت کے ساتھ اپنی آئندہ پالیسی پر غور و فکر کر رہے تھے کہ کیا کرنا چاہئے آخر اس امر کا تصفیہ کر گئے کہ اس بلائے بے درماں کے سامنے سر تسلیم خم کرنے اور اپنے ماتحت شہروں سے دست بردار ہو جانے ہی میں مفر ہے، انھوں نے اپنے تمام بری مقبوضات کو اطاعت قبول کر لینے کا اختیار دے دیا۔ ویرونا و سینزا میڈوالے اجازت ملتے ہی اپنی اپنی کنجیاں لوٹی کے پاس بھجوا دیں اور جب لوٹی کی طرف سے ان کی اطاعت قبول کرنے سے اس بنا پر انکار ہوا کہ یہ شہر اس کے حصے میں نہیں آئے تھے، وہ میکسی میلین کے پاس پہنچے۔ ادھر وہاں نائیں پوپ نے راوینا، ایمینی، فینزا پر قبضہ کر لیا۔ فرارا کے ٹریوک نے پولینزیہ پر ہاتھ صاف کیا۔ مانٹوا کے مارکولش نے اس علاقے کو مسخر کر لیا جس سے وینس نے اس کو محروم کر دیا تھا اٹو لیا کے قصبوں نے فرڈی نینڈ کی اطاعت قبول کر لی۔

غرض پندرھویں صدی کے دوران میں وینس نے جو کچھ حاصل کیا تھا اب سب کھو بیٹھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کی تقدیر میں پھر اپنی انھیں جھیلوں میں مقید ہو جانا لکھا ہے جن سے ابھر کر وہ اتنی بڑی بادشاہت کا فرمانرا بن گیا تھا۔ نہیں بلکہ میکسی میلین کہہ رہا تھا کہ وہ خود دار سلطنت وینس پر قبضہ کر کے اور اس کو چار حصوں میں منقسم کر کے متحدین میں تقسیم کر لے گا۔ لیکن شہنشاہ میکسی میلین نے حسب معمول اس مرتبہ بھی صاحب خانہ کو شمار ہی نہیں کیا تھا۔ فرڈی نینڈ اور جولیس دونوں میں سے کوئی بھی معاملات کو اس انتہا تک پہنچانے پر آمادہ نہ تھا بلکہ انھوں نے اب اپنے ہاتھوں کو روک لیا تھا۔ ادھر لوٹی بھی جو اپنے مقصد کو

حاصل کر چکا تھا، پہلے میلان اور پھر میلان سے فرانس کو واپس چلا گیا تھا۔ اب مفتوحہ علاقوں اور بالخصوص ان مقامات میں جن کا میکسی میلین مدعی تھا، فاتحین کے خلاف اور سینٹ مارک کی جمہوریت کی موافقت میں ایک رد عمل وقوع پذیر ہوا۔ امرائے توشیں کا ساتھ بہ آسانی چھوڑ دیا لیکن اب ادنیٰ طبقہ ویش اپنے ماتحت کے لوگ اس کی جماعت میں اٹھ کھڑے ہوئے مجلس ملیہ نے اپنی کھوئی ہوئی مقامات کی اجراءت پھر حاصل کر لی۔ ایک رائے کی کثرت سے جارحانہ وفاداریوں اور کارروائی کرنے کا تصفیہ کر لیا گیا اور ۷۷ رجوائی کو سید وائے ویش کے ویش لے لیا گیا۔ وہ قانون جس کی رو سے امرائے ویش نفاق و شقاق کی اکوڑ اعظم پر ادائی خدمت کی ممانعت کر دی گئی تھی منسوخ و جب سے بچ جاتا ہے۔ کروا گیا چہتر نوجوان امرائے ویش کے بیٹے، نورڈینو کی سرکردگی میں واپس لئے جوئے شہر چڈ وائی محافظت کرنے کو روانہ ہو گئے۔ بالآخر میکسی میلین نے خود یہ نفس نفیس آنے کا عزم کر لیا اور ایک کثیر فوج کے ساتھ جس میں نہ صرف جرمن ہی شریک تھے بلکہ ہسپانیہ اور فرانس کی ملکی سپاہ بھی شامل تھی سید وائے چیک اس کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن جرمنوں اور فرانسسوں میں کسی طرح نہ بنی۔ چنانچہ جس وقت فرانسیسی مبارزوں کو قلعہ پر پایادہ حملہ آور ہونے کا حکم دیا گیا ہے تو انھوں نے کہا کہ جرمنی کے مسلح سپاہی Men at arms بھی ان کے شریک حال رہیں اور وہ کم اصل چھینٹو (Lansquenets) کے پوش بدوش لڑنے پر مجبور نہ کئے جائیں لیکن جرمن مبارزوں نے پایادہ لڑنے سے قطعی انکار ہی کر دیا۔ بالآخر میکسی میلین حسب عادت مغرورانہ اعتماد سے دفعۃً ناامید محض تاک پہنچ گیا۔ اس نے ۳ اکتوبر ۱۵۰۹ء کو محاصرہ اٹھا لیا اور کوہ الپس کے راستے واپس ہوا اور ابھی الپس کو عبور ہی کیا تھا کہ دیچنزا کے بغاوت کر بیٹھے اور ویش کی فوج کو مکرر بلا بھیجنے کی خبر سنائی دی۔

چونکہ وہ افواج ویش کو کھلے میدان میں شکست نہ دے سکا اور اس کے شہروں کو دبد و لڑکر فتح نہ کر سکا اس لئے میکسی میلین نے اب حکم دیدیا کہ ویش کے علاقوں کو چھاپے مارا کر تاخت و تاراج کیا جائے۔ اس حکم کی بنا پر فریونی میں



۱۵۰۹ء کے کل موسم سرما میں قتل و غارت کا ایک ہنگامہ مچا رہا۔ ایک موقع پر چھ ہزار مرد عورتیں اور بچے ویجنزہ کے قریب ایک غار میں بند کر دیئے گئے جہاں سب کے سب گھٹ کر مر گئے۔ اس قسم کی سختیوں اور بیرحمیوں کا نتیجہ صرف یہی نکل سکتا تھا کہ رعایا کو وینس کی حکومت کی خوبیوں کا اور بھی یقین ہو جائے۔

اب خود غنیمت کے اختلافات ہی وینس کی حفاظت کا موجب بننے والے تھے۔ جو تیس دو ماب تک وینس کا سخت ترین دشمن تھا اس لئے جمعیت کیمبرے کی تائید صرف فوجی قوت ہی سے نہیں کی تھی بلکہ وینس کو دین سے خارج کر کے بھی جمعیت کی تقویت کا باعث ہوا تھا۔ با اس ہمہ وہ ہمیشہ علی الاعلان یہی کہتا رہا کہ ”راہ عداوت میں اس کا قدم مجبوراً اٹھنا اس لئے اٹھا کہ وینس نے پاپائیت کے جائز روحانی و مادی حقوق کو تسلیم کرنے سے انکار کیا تھا۔ اگر یہ نہ ہوا ہوتا تو ہم دونوں متحد و متفق رہے ہوتے اور اطالیہ کو پریسیوں کے ظلم و ستم سے چھڑانے کا کوئی نہ کوئی ذریعہ نکال لیا ہوتا“ سوال یہ تھا کہ ایسا اب کیوں نہ ہونا چاہیے؟ جن ملکوں کا وہ مطالبہ کرتا تھا وہ اب اس کے قبضہ و تصرف میں تھے۔ وینس پاپائیت کے روحانی ادعاؤں کو تسلیم کرنے کے لئے تیار تھا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ فرانس کو جو غلبہ و استیلا حاصل ہو گیا تھا وہ پاپائیت کے مفاد کے لئے جمہوریہ وینس سے بھی زیادہ خطرناک ہو سکتا تھا۔ اس طرح وینس کے ساتھ اتحاد کر لے نے سے صرف پاپائیت کے مفاد کو ترقی دے نے کا ہی موقع حاصل نہ ہوتا تھا۔ بلکہ بدیسوں نے اصرار کا خیال بھی جو ہر محب وطن اطالوی کے دماغ میں جکڑ لگا رہا تھا عمل میں آسکتا تھا۔ لیکن جو تیس نے اپنے دست اتحاد کو فوراً ہی آگے بڑھا دینا مناسب نہ سمجھا۔ جب تک اس بات کا یقین نہ ہو جائے کہ وینس میں اپنے دشمنوں کی موافقت کرنے کی کافی قوت موجود ہے ایسا کر تاخلاف مصلحت تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ وینس کی استدعا کو منظور کرنے سے مدت دراز تک انکار کرتا رہا اور جب بالآخر اس نے اس کو اپنی پناہ میں لیا بھی (فروری ۱۵۱۰ء)

تو اتہا سے زیادہ سخت و سنگین شرائط پر یعنی جمہوریہ وٹس نے اپنے دین سے خارج کئے جانے کے متعلق پاپائیت کے حکم کو جائز تسلیم کر لیا مقتدایان دین پر محصولات عائد کرنے کے اور پادریوں کے عہدوں پر اپنے حسبِ منشا انتخابات کرنے کے متعلق اپنے حقوق سے دست بردار ہو گیا۔ عہدہ داران کلیسا کے مقدمات کا تصفیہ مذہبی عدالتوں میں کرائے جانے کا وعدہ کیا اور پاپائی ریاستوں کے شہریوں کو بچہ ایڈریٹک میں آزادانہ طور پر جہاز رانی کرنے کے حقوق کا بھی اعلان کر دیا۔ اس میں شک نہیں کہ مجلسِ عشریہ نے بطور احتجاج ایک خفیہ معاہدہ کی تکمیل کی کہ یہ مراعات جبراً حاصل کی گئی تھیں اور بالآخر ان رعایتوں کو منسوخ کر دیا تاہم فی الوقت تو پاپائیت کو غلبہ حاصل ہو گیا تھا۔

بوتلین دوم کا تہائے نظراب یہ تھا کہ فرانسیسیوں اور جرمنوں کو وٹس اور سویزرستان کی تائید سے جس نے لوئی دوازدہم سے قطعِ تعلق کر لیا تھا اطالیہ سے نکال دے سویزرستان سے اس کے توقعات سر و دست پورے نہیں ہوئے تاہم ابتدا میں اس کو ایک نمایاں پارسی کامیابی حاصل ہو گئی۔ نیپلس اور صقلیہ جس کے دینے سے پاپائیت اب تک انکار کرتی رہی تھی فردی نیٹو کو دسکر (جولائی ۱۵۱۷ء) اسے غیر جانبدار بنا لیا گیا۔ موڈینا جو فراراکے ڈیوک کے قبضے میں تھا اور میران ڈولادونوں سے متحرک لٹے گئے۔ اول الذکر کو پوپ کے بھیجے ڈیوک آرمینو نے فتح کیا اور ثانی الذکر کو خود جنگجو نیپلس نے تسخیر کیا جو اپنے بسترِ علالت سے اٹھ کر برف سے ڈھکے ہوئے مورچوں کو طے کرنا شہر پر جا پڑا اور باجوہم کر کے اس کو تسخیر کر لیا۔ (جنوری ۱۵۱۷ء) لیکن یہاں پہنچ کر اس کی کامیابی ختم ہو گئی۔ ۱۳ مئی ۱۵۱۷ء کو فرانسیسیوں نے اس غدار سے فائدہ اٹھا کر جولائی نو مئی پر یا تھی اس پر قبضہ کر لیا اور لوئی نے پسپائی جسے فلورنس نے دو سال قبل فتح کر لیا تھا، ایک عام مجلس کا انعقاد کیا لیکن یہ کونسل ناکامیاب ثابت ہوئی کیونکہ یورپ ایک دوسرے تفرقہ کے لئے تیار نہ تھا

تاہم اس سے اتنا تو ظاہر ہو گیا کہ فرانسیسی طمان سے آسانی کے ساتھ نہیں نکالے جاسکتے لہذا جو کچھ دوم نے جو فرانسیسیوں سے انتقام لینے کا عزم کر چکا تھا اپنا رخ فردی نیٹڈ کی جانب پھیرا۔ اس رو باہ صفت ہسپانوی کو جمعیت کیمبرے سے عرصہ ہوا کہ کوئی دلچسپی باقی نہ رہی تھی۔ پولیائی تقصیوں پر تصرف حاصل کر لینے کے بعد اب وہ وٹس کو زیادہ ذلیل کرنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ نیز لمبارڈی میں فرانسیسی قوت کے بڑھ جانے کا بھی خوف و امن گیر ہو رہا تھا اسکے ماسوا اطالیہ میں نزاع پیدا ہو جانے سے اسکو نوار پر قبضہ جاسیگنے کا بھی بہانہ ہاتھ آجائے گا جس پر اس کے دانت عرصے سے لگے ہوئے تھے۔ پس اس نے یوب کی تجاویز کا خوشی کے ساتھ خیر مقدم کیا۔ اور ۵ اکتوبر ۱۵۱۱ء کو یوب فردی نیٹڈ اور وٹس کے مابین جمعیت مقدس رابطہ اتحاد قائم ہو گیا جس کو جمعیت مقدس کے نام سے ۵ اکتوبر ۱۵۱۱ء موسوم کیا گیا۔ اس جمعیت کا ظاہری منشاویہ نمایاں کیا گیا تھا کہ کلیسا کی حفاظت کی جائے تو نونا کو مکر حاصل کر لیا جائے اور وٹس کو اس کے علاقے واپس ولادینے جائیں۔ لیکن متعین کا مقصود اصلی یہ تھا کہ فرانسیسیوں کو اطالیہ سے نکال باہر کیا جائے۔ نیز معاہدہ کی یہ شرط مزید کہ ہسپانوی اطالیہ سے باہر جو فتوحات کریں گے یوب ان کی توثیق کر دے گا، صاف تیوار کی جانب اشارہ کر رہی تھی۔ متعین کو انگلستان کے فرماں روا نوجوان ہنری ہشتم کی بھی تائید حاصل ہوگئی جو کینی کے متعلق اپنے مطالبے کو تازہ کرنے اور اپنے خسر کے ساتھ اپنے اتحاد کو مستحکم بنانے کے لئے بے چین ہو رہا تھا۔ اس زبردست اتحاد کے مقابلے میں بھی ٹوٹی کو ابتدا کامیابی ہوئی۔ فرانسیسی سپاہ کی کمان گاستان دی فوا کے ہاتھ میں تھی جو بادشاہ کا بھتیجا اور فردی نیٹڈ کی بیوی کا بھائی (دسال) تھا۔ یہ نوجوان شہزادہ جس نے اپنی عمر کی ابھی صرف تیس بہاریں دیکھی تھیں اور جو سپاہی بنے بغیر ہی عظیم المرتبہ سپہ سالار ہو گیا تھا نیز جس نے اپنی نقل و حرکت کی سرعت کی بدولت اس سرکر آرائی میں اطالیہ کی برق خاطف کا خطاب حاصل کر لیا تھا

اول اول بولونا پر ٹوٹ پڑا دم / فروری) اور متحدہ سپاہ کو جو نیپلس کے  
 ویسرے ریمان دی کارڈونا کے زیر علم بند آزما تھیں واپس ہو جانے پر  
 مجبور کر دیا پھر بریجیا بغاوت کی خبر پا کر اُدھر دور پڑا، یلغار کر کے شہر پر  
 قابض ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ اس حملے میں شہزادہ قلعوں کی فصیلوں پر تنگے پر  
 چڑھنا کہ ڈھلاؤ پر اس کے قدم اچھی طرح جمے رہیں (۸ فروری) اور  
 مدافعتیوں کو اس کثرت سے تہ تیغ کیا ہے کہ نعشوں کے انبار سے  
 گھڑوں کی ٹاپیں زمین پر نہ پڑتی تھیں۔ پھر بعجلت تمام بولونا کو واپس جا کر  
 غنیمت کو سپائی پر مجبور کر دیا اور انھیں رینوینا تک واپس چلا آیا۔ یہاں پہنچ کر  
 اس نے پنجم کرکسے رینوینا کو بھی فتح کر لینے کی کوشش کی (۱۹ اپریل)۔  
 رینوینا کی محاصرہ لڑائی کارڈونا کھلے میدان میں جم کر لڑنے سے بچنا چاہتا تھا۔  
 یوم القیامہ۔ وہ جانتا تھا کہ تعویق اس کے لئے مفید ہے کیونکہ  
 میکسی میلین جمعیت میں شریک ہی ہو چکا ہوتا تھا۔ اُدھر

سوئزرستانی (Swiss) ملا تیزیر ٹوٹ پڑنے کی تیاریاں کر رہے تھے  
 پھر ہنری ہشتم کا متوقع حملہ فرانس کوئی کوکمل کی روانگی میں مانع آئے گا  
 یہ سب سوچ کر وہ فینزرا چلا گیا تھا۔ لیکن اس خوف سے کہ اگر رینوینا کی  
 مدد نہ کی گئی تو وہ فتح ہو جائے گا اسے مجبوراً پھر واپس آنا پڑا لیکن اب بھی  
 اس کی صف آراشاں صرف مدافعتی پہلو اختیار کئے ہوئے تھیں۔ اس نے  
 پڑاؤ کے آئیں بازو کی حفاظت دریا سے ہو رہی تھی۔ پیش کا بچاؤ ان متعدد  
 خندقوں سے ہو رہا تھا جن کا جال اس دلدلی شہر میں پھیلا ہوا تھا۔ اس کی  
 مزید تقویت اس نے اپنے توپ خانہ اور عربوں سے کر لی تھی جن پر  
 درانتی مائتھیار چڑھے ہوئے تھے۔ غرض اس طرح محصور ہو کر وہ فرانسیسی  
 حملہ کا انتظار کرنے لگا۔

اس میں شرک نہیں کہ کارڈونا اپنی پوزیشن کے لحاظ سے بہت  
 قوی تھا لیکن تعداد سپاہ کے لحاظ سے کسی قدر گھٹا ہوا تھا اور اگر فرانس کو  
 فتح حاصل کرنی مقصود تھی تو اس کے حصول کا یہی وقت تھا اسے فوراً حملہ

کر دینا چاہئے تھا۔ لہذا گیسٹن نے قسمت آزمائی کا فیصلہ کر لیا اور اس فیصلے میں وہ حق بجانب تھا۔ عید صبح کے دن صبح کے آٹھ بجے اس نے حملے کا حکم سنا دیا۔ اس کو امید تھی کہ اپنے توپ خانے کی مدد سے جو فرار اسکے ڈپوک کی سرکردگی میں بہت ترقی کر چکا تھا وہ دشمن کو اس کے مصنون و مضبوط مقام سے باہر کھینچ لائے گا لیکن اس کو اس میں ناکامی ہوئی۔ ہسپانوی توپوں کی آتش افشائیاں بھی اتنے ہی پرتاثر تھیں جتنی فرانسیسی توپ خانے کی اور گو متحدہ سپاہ کی سوارہ فوج کو بھی اتنے ہی کثیر نقصانات برداشت کرنے پڑے جتنے کہ فرانسیسی فوج کو کرنے پڑے تھے تاہم ہسپانوی سپاہوں نے زمین پر لیٹ لیٹ کر اپنے تئیں بچا لیا لیکن یہ طرز عمل فرانسیسی حیالات کے مطابق فوجی شان کے منافی تھا اس لئے فرانسیسی پیدل اپنی محافظت خاطر خواہ نہ کر سکے۔ تین گھنٹے کی تیز و تند گولہ باری کے بعد اب متحدین کی سوارہ اور فرانس و جرمنی کی پیادہ فوجوں کا جوش کسی کے روکے نہ رک سکا۔ چنانچہ اول الذکر فرانسیسی سواروں پر جو اس کے مقابل صف اکرا تھے اور ثانی الذکر ہسپانوی پیادوں پر ٹوٹ پڑے۔ یوں سوار سواروں سے اور پیدل پیدلوں سے ٹکھ گئے۔ اس جوش و خروش کے عالم میں فرانسیسی سوارہ فوج نے ایس ڈی الگری کی سرکردگی میں تقریباً نصف گھنٹے کی کشمکش کے بعد غنیم کی سوارہ فوج کو مار بھگا یا۔ لیکن ان کی پیدل فوج جس میں جرمنی کے Lansquenets بھی شامل تھے باوجود جان توڑ کوششوں کے کسی طرح کامیاب نہ ہوئی بلکہ خود اسی کے قدم اکھڑنے لگے۔ اسی اثنا میں ان کے سواروں کا ایک دستہ جو حملہ کر کے اور غنیم کو بھگا کر واپس ہو رہا تھا متحدین کی پیدل سپاہ کے بازو پر ٹوٹ پڑا اب فرانسیسی اور جرمن پیدل سپاہ کے اکھڑے ہوئے قدم بھر جم گئے اور وہ دشمنوں کو دوڑ تک دبا گئے لٹے چلے گئے اور بالآخر انھیں رفاؤ سے نکال دیا۔ فرانسیسیوں کو فتح ہو چکی تھی لیکن گیسٹن نے تقریباً دو ہزار ہسپانیوں کی پیاپی میں حائل ہونے کے خیال سے مسطحی بھر سواروں کو لیکر ان کا راستہ روکا اور باوجود اس کے کہ سواری کا گھوڑا باقی نہ رہا تھا وہ

یہ ایر لڑتا رہا۔ اس موقع پر اس نے جو شجاعت کا اظہار کیا ہے وہ اولیٰ لبند کی جواں مردیوں سے کسی طرح کم نہ تھیں جو آخر الذکر نے اون سوہلی کے معرکے میں دکھائی تھیں۔ لیکن تباہ کے آخر کار زخموں سے جو رچو رچو کر زمین پر گر پڑا اور اس کے ساتھ اس جنگ کا زیادہ خونیں معرکہ بھی ختم ہو گیا جو ۸ بجے صبح سے چار بجے شام تک جاری رہا۔

بیارٹو کے سیرت نگار کے اس مشرح بیان سے جو اور قلمبند چوچکا ہے ہم کو اس معرکہ آرائی کی خصوصیات سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ مسلح رسالوں کا باہم ٹکریں کھانا نیزوں اور نیچوں کا سینوں میں چھبویا جانا۔ دہشت اور عابوں پر چڑھتی ہوئی بند و قیس سب قرن وسطیٰ کی یاد گاریں ہیں۔ لیکن توپوں کی صلاحیت کا ہم کو یہ یاد دلاتی ہے کہ ہم سو لھویں صدی کی پلیٹیز پر کھڑے ہیں۔

فتح فرانسیسیوں کی رہی۔ پیڈروینو ارجو ہسپانیہ کے بہترین سپہ سالاروں میں سے تھا، پسکاراگانو جو ان مارکوس، اور کارڈنل میڈیسی جو تھوڑے ہی عرصے کے بعد منصب پایا ثبوت پر لکھو وہم کے خطاب سے فائز ہونے والا تھا، سب قید ہو گئے۔ ہسپانیوں کو اتنا کثیر نقصان برداشت کرنا پڑا جس کی تلافی سو سال میں بھی ناممکن تھی۔ اور ریونیا نے تو فوراً ہی اطاعت قبول کر لی۔ لیکن جیسی گراں قیمت اور جتنی غیر سودمند یہ فتح ثابت ہوئی دنیا کی کوئی فتح بھی نہ ہوئی ہوگی۔ اگرچہ اس جنگ میں سب سے زیادہ ہسپانوی فوجی کام آئے تھے تاہم فرانس اور جوسنی کے بھی بہت سے عہدہ دار مارے گئے تھے اور بہترے مبارز جنھوں نے اطالیہ سے اپنی قوت و مردانگی کا لوہا منوایا تھا پیوند خاک ہو گئے۔ ان میں گیسٹن کی موت سے سب سے زیادہ نقصان پہنچا۔ اگر وہ زندہ بچا ہوتا تو یقیناً بڑھا چلا جاتا اور خود روپار دباؤ ڈال کر پوپ کو صلح کرنے پر مجبور کر دیتا۔ لیکن اس کی موت سے حملے کے جاری رکھنے میں تاخیر ہو گئی اور اسی تاخیر نے تباہ ویرباد کر دیا۔ فرانسیسیوں کی برہمیوں نے اطالیوں کو ان سے متنفر کر دیا تھا۔ بریسیا اور

ایٹلیا کی لڑائیوں میں جو مال غنیمت ان کے ہاتھ آیا اس کی بہتات نے فوجوں کی اخلاقی حالت بھی خراب کر دی اور بہترے فرانس واپس چلے گئے۔ میکسی میلین اور جمعیت مقدس کے درمیان شرائط اتحاد لڑائی کے آغاز سے کچھ پہلے ہی طے ہو چکی تھیں لیکن پھر بھی اتحاد میں اتنی تقویٰ ہو گئی تھی کہ میکسی میلین نے lansquenets کو لڑائی میں حصہ لینے اور سرانسیسیوں کو خاطر خواہ مدد پہنچانے سے باز نہ رکھ سکا اب اس امر میں کہ وہ ملائیر کو اپنے یا اپنے پوتے چارلس کے لئے حاصل کر سکے گا اس نے اپنی افواج کو واپس بلا لیا اور فرانس سے کھلم کھلا قطع تعلیق کر لیا۔ ان فوجوں کی تائید کے چھن جانے سے فرانسیسیوں میں شریک ہوتے ہیں۔ اتنی سکت باقی نہ رہی کہ وہ میدان جنگ میں جسے رہتے لیکن یہ فخر سوئٹزرلینڈ والوں کی قسمت میں لکھا تھا کہ وہ فرانسیسیوں کو مار کر آپس کے پیچھے بھگا دیں۔ سابقہ معرکہ آرانیوں میں لونی کو ان پیاروں سے بہت بڑی مدد ملی تھی لیکن ان کی مقررہ امدادی رقم میں اضافہ کئے جانے کی نسبت لوگوں کے انکار کرنے اور اس سے بھی زیادہ ملائیر کے ساتھ ان کی تجارت کو روک دینے سے جو ان کو غلہ شراب اور تیل کی سربراہی کیا کرتا تھا، یہ پیارے قوم اس سے جگمگ بیٹھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سوئٹزرلینڈ میں فرانس کی مخالفت میں ایک پارلی قائم ہو گئی جس کا سرغنہ فرانس کا سنگ دل دشمن ویلے کا استقفیت تھا۔ چنانچہ مئی ۱۵۷۱ء میں ایک سوئٹزرستانی فوج ملان پر ٹوٹ پڑی۔ لاپیکس جو گیسٹن کی وفات پر اس کا جانشین قرار پایا تھا جرمن امدادی فوج کی عدم موجودگی میں ایک ایسی سیاہ کے ساتھ جس کی اخلاقی حالت بالکل خراب ہو گئی تھی ان قوی دست دشمنوں کے روکنے میں بالکل کمزور ثابت ہوا۔ چنانچہ وہ پیو یا کو واپس چلا گیا۔ ملان کے والی ٹری ولزیو نے بھی لاپیکس کی تقلید کی اور کچھ ہی عرصے بعد فرانسیسی آپس کے فرانسیسی ماؤنٹ سیس کے اس یار چلے گئے۔ قلعة میلان اس پار چلے جاتے ہیں اور بعض دوسرے قلعوں کو مستثنیٰ کر کے فرانس کے حملہ

دوسرے مفتوحہ مقامات ایک ایک کر کے سرحد کے ساتھ ان کے قبضے سے نکل گئے۔ چینٹوانے بھی فرانسیسیوں کو نکال کر گیا تو فری گو سو کو اپنا دو ڈووج "منتخب کر لیا۔ غرض رومانا کے تمام علاقے نے دوبارہ یورپ کی اطاعت قبول کر لی۔ بولونا مکر فتح کر لیا گیا۔ حتیٰ کہ پارما اور میاچینز بھی مسخر ہو گئے اور جو لیس نے دریائے پو کے جنوب میں جس قدر علاقے تھے سب کے ویدیعے جانے کا مطالبہ کیا۔

اگست ۱۵۱۲ء میں جمعیت کے اراکین کے نمائندے مینٹوا کے کانگریس میں جمع ہوئے۔ سب سے پہلے وہ فلورنس کی جانب متوجہ ہوئے۔ سٹیو نارولا کی وفات کے بعد سے جمہوریہ فلورنس کی حالت انتہا سے زیادہ کمزور ہو گئی تھی۔ حکومت کا جو آئین ۱۴۹۴ء میں قائم کیا گیا تھا اچھی طرح خاندان میڈیچی کا کام نہ دے سکا۔ چند سری حکومت کا عنصر اس میں اس قدر دوبارہ فلورنس میں غالب تھا کہ عوام میں اس کا ہر دلعزیز ہونا ممکن ہی نہ تھا۔ قائم ہو جانے کا حکم ستمبر ۱۵۱۲ء میں اس پر طرہ یہ ہوا کہ جلاوطن میڈیچی کے طرفداروں نے بھی اس کے بدنام کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی تھی حکومت کو قوی دست بنانے کے لئے ۱۵۱۲ء میں گان فیلونیر کے تقرر کو تاحیات کر کے اس پر پیساروسوڈیرلینی کا انتخاب کیا گیا تھا۔

۱۵۱۲ء میں مشاہدہ کی تحریک پر قومی فوج کی بھرتی بھی کی گئی تھی۔ لیکن یہ سارے تدابیر ان مختصیوں کے سلجھانے میں سودمند نہ ہوئے۔ چیساکے دوبارہ حاصل کئے جانے کے واسطے جو طویل کشمکش کی گئی تھی اور جس کا اختتام ۱۵۰۹ء میں ہوا تھا اس نے ریاست کے محاصل کا دیوالیہ کال دیا تھا اس کشمکش کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلا کہ خاندان میڈیچی کی سازشیں اور بھی بڑھ گئیں فرانسیسی اتحاد سے چمٹے ہوئے فلورنس نے جمعیت مقدس کی شرائط کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا تاہم دوسری طرف غیر جانبداری کی کمزور حکمت عملی اختیار کئے ہوئے تھے اس نے کوئی دوازدہم کی بھی کمک نہ کی خاصکر اس وقت جبکہ شاید اسی کمک سے کوئی کی قسمت پلٹ جاتی۔ لہذا اب فلورنس کی باری تھی۔



معاہدین کی طرف سے یہ مطالبے پیش کئے گئے کہ سوڈیرینی گان فیلوئیر کے عہدے سے دست کش ہو جائے اور خاندان میڈیچی کو شہریوں کی حیثیت سے فلورنس واپس آنے کی اجازت دیدی جائے۔ دوسری شہر پر باشندگان فلورنس راضی ہو گئے۔ لیکن اپنی جدید قومی فوج کے گھمنڈ میں سوڈیرینی کے مغزول کرنے سے انھوں نے قطعی انکار کر دیا۔ لہذا ۱۲ اگست ۱۵۱۲ء کو ریماڈوئی کارڈونا نے قصبہ پریٹور دھاوا بول دیا جو فلورنس کے مشرق میں چند میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ قومی فوج نے اگرچہ تعداد میں وہ غنیم کی فوج سے زیادہ تھی اپنے تئیں اعتماد کا اہل نہ ثابت کیا اور جو بھی اس کی ایک صف ٹوٹی وہ سہر پر سہرے کر بھاگ کھڑی ہوئی ممکن ہے کہ غداری کے عنصر شہر کے اندر اپنا کام کر رہے تھے۔ حقیقت حال کچھ بھی ہو اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ہسپانوی کسی مزید مدافعت کے بغیر شہر میں داخل ہو گئے اور اس کو اس سہرے بھی ونگدلی کے ساتھ تاخت و تاراج کیا کہ اس کی یاد کیو وانی کے جو آگے چل کر پایا جائے آخری لمحوں کو بے چین کرتی تھی۔ لیکن یہ سہرے حمیاں اپنا کام کر گئیں۔ سوڈیرینی نے جو کمزور طبیعت ہونے کے باوجود نیک نہاد بھی تھا اور جس کے متعلق مکیا ویلی نے یہ کتبہ لکھا تھا کہ اس کی احمقانہ روح دوسری دنیا میں بچوں کے ساتھ رہے گی۔

بجائے فلورنس کو مزید مصیبتوں میں مبتلا کرنے کے اپنی خدمت سے فوراً مستعفی ہو گیا یکم ستمبر کو کارل اول کیو وانی فلورنس میں داخل ہوا اہل خاندان میڈیچی شہریوں کی حیثیت سے ملک میں واپس آ گئے۔ لیکن انتظام مملکت سے ان کی کنارہ کشی محض برائے نام تھی کیونکہ ۱۶۹۹ء کا آئین حکومت بدل کر ملک کے نظم و نسق کو پھر

۱۔ اس وقت میڈیچی کے قسائدین حسب ذیل تھے:-

(۱) گیولیا نو، ڈیوگ آف یومورس اور کارڈنل گیوانی جو بعد میں لیو دہم بن بیٹھا۔ یہ دونوں تو آئرنز کے بیٹے تھے۔

(۲) لورنزو کا بھتیجا گیولیا جو بعد میں کارڈنل اور متعاقب پوپ کلنٹ ہنتم ہوا۔

(۳) لورنزو کا پوتا اور پیر و کا بیٹا لورنزو ریوگ آف اریمنو۔

اسی سابقہ ڈھڑے پر ڈال دیا گیا تھا جس پر وہ لورنزو کے عہد حکومت میں چل رہا تھا۔ اور اس طرح سارے مہات ملکی در پر وہ خاندان میڈیچی کے ہاتھوں ہی میں تھے۔ اس انقلاب میں گواہ اعدال اور میانہ روی کو ملحوظ رکھا گیا تھا، پھر بھی ان لوگوں کو جو قدیم حکومت کے طرفدار تھے اپنے اپنے عہدوں سے علیحدہ ہو جانا پڑا۔ کیا ویلی کو جو مجلس عشریہ کا مقصد رہ چکا تھا اور جس نے جمہوریت کی حکمت عملی کی مختلف تدابیر میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا تھا، پبلک زندگی سے کنارہ کش ہو جانا پڑا۔ چنانچہ اس نے اپنی زندگی کو تصنیف و تالیف کے لئے وقف کر دیا تھا اور شہزادہ و تمغلات کے نام سے دو کتابیں تصنیف کیں، ان میں سے اول الذکر تصنیف ہی نے اسے اتنا بدنام کر دیا۔ اپنے نئے حکمرانوں کے تحت شہر نے فرانس سے رشتہ اتحاد منقطع کر لیا اور جمعیت مقدس میں شرکت حاصل کر لی۔

اب متحدین کی توجہ مسئلہ میلان کی طرف منتطف ہوئی میکسی میلین چاہتا تھا کہ میلان اس کے پوتے چارلس کو دیدیا جائے لیکن اس کو پایا، وینس، سوئزرستان کسی نے بھی پسند نہ کیا حتیٰ کہ فردوسی میں نے بھی مخالفت کا اظہار کیا۔ سب کے سب میلان میکسی میلین ان وسیع مقبوضات سے خائف ہو رہے تھے جو فی الوقت سفورزا کو دیدیا گیا جو ان سال شہزادے کے قبضے میں تھے یا اسے آئندہ وراثت ملنے والے تھے۔ انجام کار تصفیہ یہ ہوا کہ میکسی میلین سفورزا کو ۲۹ دسمبر ۱۵۱۲ء واپس بلا لیا جائے جو اپنے باپ لوڈوویجو المور و کی

شکست کے بعد سے شہنشاہی دربار میں پرورش پاتا تھا۔ چنانچہ ۲۹ دسمبر کو سوئزرستان نے میکسی میلین سفورزا کو شہر کی کنجیاں حوالے کر دیں اور وہ شہر میں داخل ہو گیا۔ اس مرحمت کے معاوضے میں سفورزا نے معاہدین کو جن کے ہاتھوں میں وہ محض کٹ تیلی تھا، ولسکیا، لوکارنو اور لوگینو کے علاقے تفویض کر دیے اور ان کے متحدین کو یعنی ریشین لیگ کے ارکان کو جو بعد میں جماعت گریس کے

لے شہزادہ کی بابت دیکھو بڑی تصنیف Prince al کا دیباچہ۔ کیمبرج کی تاریخ جدید باب (۶)۔

نام سے موسوم ہوئے، ریشیا وینا، پورمیو اور وائٹلین کے علاقے ویدیکے۔ ان مقبوضات نے دل لیونٹینا جو ۱۸۰۷ء میں حاصل کیا گیا تھا اور پلینڈونا سے جو لوئی دوازوہم کی جانب سے ۱۸۰۵ء میں عطا ہوا تھا، ملکر سوئزرشانیوں اور ان کے حلیفوں کو کوہ آلپس کے چار شہور ترین دروں یعنی سنٹ گوتھارو، اسکوٹرن، ملوٹیا اور برنیتیا پر کامل اقتدار دلادیا اور ان کی قلمرو کو موکو گیتھ اور میگڈل کی جھیلوں تک وسعت ویدی غرض ۱۸۰۵ء کے اختتام پر خاندان میٹچی اور خاندان سفورزا ایسے ہی برسرِ اقتدار تھے کہ جیسے وہ چارلس ہشتم کے حملے کے وقت تھے۔ اس اثنا میں فرانس کو فرڈی نینڈ اور مہنری ہشتم کی جانب سے گین پر متفقہ حملے کا خوف تھا بلکہ انگریزی جہازوں کو لئے ہوئے توینیون میں لنگر انداز ہو چکے تھے۔ لیکن اس کو لوئی کی خوش قسمتی سمجھنا چاہئے کہ فرڈی نینڈ کی توجہ یکایک نوار کی طرف منطف ہو گئی بادشاہی نوار جو کوہ پرینیز کے ہر دو جانب واقع تھی اس وقت کیتھرائن دی نوار اور اس کے فرانسیسی شوہر جان دی آلبرے کے زیر نگیں تھی لیکن کیتھرائن کے حقوق کی ہمیشہ جھوٹے بھائی کی اولاد کی طرف سے مخالفت ہوتی رہی تھی جس کا نامائندہ فی الوقت لوئی دوازوہم کا بھتیجا گاستان دی نوار تھا گاستان کی وفات پر یہ حقوق اس کی بہن شاپرادی ٹرین پر منتقل ہو گئے تھے جو فرڈی نینڈ کی بیوی تھی۔ چنانچہ فرڈی نینڈ اس وقت ان حقوق پر مصر ہو رہا تھا۔ کیتھرائن جسے فرڈی نینڈ فرانسیسی اب فرانس کا کوئی خوف باقی نہیں رہا تھا لوئی دوازوہم سے نوار کو فتح کر لیتا ہے اتحاد کرنا چاہتی تھی۔ اس امر سے فرڈی نینڈ کو نوار پر حملہ کرنے جو لائی ۱۸۰۵ء کے لئے بہانہ ہاتھ آگیا جس کی وہ جستجو کر رہا تھا۔ اس نے اپنے حملہ فرانس کے لئے نوار سے ہو کر گزرنا چاہا، لیکن کیتھرائن نے اس کی اجازت نہ دی۔ چنانچہ اس انکار پر فرڈی نینڈ نے اس چھوٹی سی حکومت پر حملہ کر دیا حملے میں اسے ایک فرٹے سے اعانت بھی ملی جو خاندان بومبا کے

۱۸۰۷ء۔ شیا وینا، پورمیو اور وائٹلین پر ۱۸۰۷ء تک قبضہ تھا دوسرے مقامات نے ۱۸۰۷ء سے سوئزرلینڈ کے ضلع ٹیسینو میں شامل ہو گیا۔

تحت تھا۔ بزدل جان فرار ہو گیا۔ کیتھرائن نے کہا: اگر تو میری جگہ ملکہ اور میں تیری جگہ بادشاہ ہوتی تو آج اس حکومت سے ہاتھ نہ دھونا پڑتا، لیکن توی دہلی کیتھرائن کو ناپاچار اپنے بزدل شوہر کی تقلید کرنی پڑی اور جولائی کے ختم ہونے تک فروری ٹینڈ نے اس تمام علاقے پر قبضہ کر لیا جو بہار کی ہسپانوی سمیت میں واقع تھا۔ لیکن سلطنت کا وہ حصہ جو بہار کی ڈھال پر فرانس کی جانب واقع تھا ایک خود مختار حکومت کی حیثیت سے اس وقت تک قائم رہا۔ جب تک سوٹھویں صدی عیسوی میں ہنری شاہ نوار نے جو فرانس کے تحت ومانج کا بھی مالک ہو گیا تھا اسے حکومت فرانس میں شامل نہ کر لیا۔ انگریزوں کو فروری ٹینڈ کی اس کوتاہی پر جو اس نے ان کی امداد کرنے میں ظاہر کی بڑا غصہ آیا۔ پھر یہاں کی گرم آب ہوا مسلسل بارش اور ثقیل شرابوں نے جنہیں وہ بہت کثرت سے استعمال کرنے لگے تھے انگریزوں کو طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا کر دیا اور وہ مجبوراً اپنے بون سے منہ پھیر کر انگلستان واپس چلے آئے اور اس طرح فرانس کو اس سمت سے کسی فوری خطرے کا خوف باقی نہ رہا۔

۱۵۱۳ء کے ابتدائی ایام میں یہ بات صاف ظاہر ہو چکی تھی کہ جمعیت مقدس صرف چند دنوں کی مہمان ہے شہنشاہ میکسیکو کے دانت ویش کے اس علاقے پر اب تک لگے ہوئے تھے جو جمعیت کیمبرے کی رو سے اس کے حصے میں آئے والا تھا۔

جمعیت مقدس کی یہ دیکھ کر اہل ویش کی نظریں پھر فرانس کی جانب اٹھنے لگیں۔ جمعیت کی روح رواں جولیس دوم بھی اسی زمانے میں نذر اجل ہو گیا تھا۔ اس شخصیت کے پیش نظر دو مقاصد تھے

لوس دوم کی وفات

۱۵۱۲ء رومانو کو فتح کر کے وہاں پایا پائی حکومت کو مستحکم بنیاد پر قائم کر دینا۔ ۲) اگر ممکن ہو سکے تو اطالیہ کو پریسیوں سے آزاد کر دینا۔ ان میں سے پہلا مقصد دوسرے پر غالب تھا اور اس کو جولیس حاصل بھی کر چکا تھا۔ پایا پائی حکومت کے قیام کا نتیجہ خواہ اچھا نکلا ہو یا برا اس کا قائم کرنے والا جولیس دوم ہی تھا۔ پایا پائی روحانیت پر دنیوی حکومت کے جو اثرات پڑے

ان پر آج ہم کف افسوس کر سکتے ہیں لیکن اس حقیقت سے چشم پوش نہیں ہو سکتے کہ انگلینڈ پر کشم کی تدبیر سے جو لیس دوم کی تدبیر کہیں زیادہ قابل ترجیح ہے۔

الکزنڈر اس کو شکش میں تھا کہ اپنے خاندان کو برسرِ اقتدار کرے۔ جو لیس نے بااِہمیت کی توسیع کے لئے مقبوضات حاصل کئے۔ لیکن اپنے پہلے مقصد کے حصول کے لئے اس نے دوسرے مقصد کو قربان کر ڈالا۔ جمعیت کیمرے کو قائم کر کے اور بدلیوں کو اپنی مدد کے لئے بلا کر اس نے اطالیہ کی سیاسی زندگی کا بالکل ہی خاتمہ کر دیا تھا اور جب جمعیت مقدس نے ان غلطیوں کے ازالے کی کوشش کی اور فرانسیسیوں کو جو اس کی سابقہ حکمت عملی کے مخصوص آلہ کار تھے کوہ آیس کے پار بھگا دینا چاہا تو یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں کھل گئیں کہ اس کا ایسا کرنا کنوں سے نکل کر کھائی میں گرنے سے کم نہ تھا۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں البتہ اس کو یہ امید تھی کہ وہ میکسی سیلین کو چند چھوٹے چھوٹے مراعات اتنے راضی کر لے گا۔ اور پھر وٹس اور سوئزرستان کی تائید سے ہسپانیوں کو جزیرہ نماے اطالیہ سے نکال باہر کرے گا لیکن یہ خوب خیال خام سے زیادہ وقعت نہ رکھتا تھا۔ سچ پوچھئے تو جو لیس نے اطالیہ کی زنجیر غلامی کو اور بھی مضبوط کر ڈالا تھا اور وہی تھا جس کی وجہ سے آسٹری اور ہسپانوی خاندان کو اپنی قوت حاصل ہوئی تھی کہ وہ تھوڑے ہی عرصے کے بعد سارے یورپ کے لئے باعثِ خطرہ ہو گیا تھا اور ہمارے زمانے تک اطالیہ کی قسمتوں کا مالک بنا رہا۔ بااِیں ہمہ پایا جو لیس کا نام متعدد حیثیتوں سے جریدہ عالم پر ہمیشہ کے لئے ثبت رہے گا۔ وہ پایا پائی ایاستوں کا بانی تھا، اور اس نیم یامسی، انیم مذہبی کلیسا کا جس کا مغربی دنیا سے مسیحیت پر ہمہ گیر اقتدار کا دعویٰ اب ہمیشہ کے لئے رو ہونے والا تھا، وہی آخری نمائندہ تھا، علاوہ اس کے برامانتے، میکائیل اینگلو اور رائیل کا وہ سرپرست تھا جو فنون لطیفہ کی نشاۃِ جدیدہ کے بہترین مساعی و آثار یعنی سینٹ پطرس کے

نے۔ برائے جو لیس دوم کے عہد میں سینٹ پطرس کی تعمیر شروع کی مشل انجیلو نے نیو دہم کے عہد میں اس پر گنبد بنایا۔

گرچہ اسٹائن کلیسا کی دیواری نقاشی اور وطنیقاں وغیرہ کے موجود و صنادید تھے۔  
 جو لیس دوم کی جملہ تدابیر میں سے کسی کا اثر اظہار کیا اور یا پائیت کی تاریخ  
 پر اسے نہ کہ انہیں پر اجتناب فلورنس میں خاندان میڈیچی کی دوبارہ واپسی کے متعلق  
 تدبیر سے مرتب ہوا۔

لونی دوم کا انتخاب لونی و واز دوم کے ساتھ جمہوریہ وینس کا اتحاد اور اس اتحاد پر  
 اسٹائن اور ضد گرنارہی اس اسکیم کا محکم ہوا۔ لیکن یہ پالیسی  
 غلطی پر مبنی تھی۔ جمہوریہ وینس کمزور تھی اور اتنی زیادہ

اثر انداز نہ ہو سکتی تھی۔ برعکس اس کے میڈیچیوں کے تحت، چونکہ وہ  
 ہسپانیہ سے ملے ہوئے تھے، فلورنس کے دوبارہ قوی اور خطرناک  
 ہو جانے کا زیادہ احتمال تھا لیکن جو لیس کو یہ کیا معلوم تھا کہ وہ خاندان  
 جس نے مدت کی جلا وطنی کے بعد اپنی سرزمین پر ابھی ابھی قدم رکھے تھے  
 آنا فانا اتنا ذی اثر ہو جائے گا کہ اس کے بعد مسند پائی پر وہ جو لیس کے  
 جانشین کا انتخاب کر سکے گا۔ اور جو لیس پر کیا موقوفہ نوخیز کارڈنل  
 گیو وانی ڈی میڈیچی کے انتخاب سے جس نے اپنی عمر کی ابھی صرف اڑتیس ہی  
 منزلیں طے کی تھیں ہر فرد بشر حیرت سے انگشت بدنداں ہو گیا۔

اس میں شک نہیں کہ گیو وانی نے جو جلیل الشان لورنزو کا مخلصانہ بٹا  
 تھا اور جو انہوں نے سے پہلے ہی کارڈنل کے عہد سے پر ممتاز ہو گیا تھا  
 اپنے خاندان کو فلورنس میں واپس بلانے کی کارروائی میں نمایاں حصہ لے کر  
 یہ ثابت کر دیا تھا کہ وہ اعلیٰ درجے کا مدبر ہے لیکن اس کے علاوہ اس میں  
 اور کوئی بات ایسی نہ تھی جو اسے قابل اعتنا بناتی ہو۔ اس کے انتخاب کی  
 اصل وجہ یہ تھی کہ جوں سال کارڈنل، الکزینڈر ششم اور جو لیس دوم کی  
 سیاسی سرگرمیوں سے اکتا کر سکون و آرام کے خواہشمند ہو رہے تھے اور  
 ان کو امید تھی کہ اس راحت طلب و عیش پسند میڈیچی کے انتخاب سے  
 ان کا مقصد حاصل ہو جائے گا۔ گیو وانی نشاۃِ ثانیہ کی محض سطحی خوبیوں کا  
 علم بردار تھا۔ وہ شان و شوکت کا دلدادہ اور علم و فن کا عاشق زار تھا۔

لیکن اس کی زندگی کا مقصد اور اس کی سرگرمیوں کا حاصل بس یہ تھا کہ اپنے خاندان کو فلورنس میں ایک مستحکم بنیاد پر قائم کر دے۔ ان امور کے نظر انداز کر دیئے جانے کے بعد وہ صرف ہوا کا بندہ رہ جاتا ہے جدھر کا لپہ بھاری ہوا اور صحر جھبک گیا۔ لیکن اگرچہ جولیس دوم کو بار کر فزاقی اجل نے جمعیت مقدس کے سب سے زیادہ پر جوش اور سرگرم کارکن کو چھین لیا تھا تاہم پایاؤں کے اس تغیر و تبدل سے ملک کے امن و امان کی توقعات میں فی الوقت کوئی ترقی نہیں ہوئی تھی ایک طرف مفاد کی گنگناہٹ نے فرانس اور وینس کو باہم بیکر متحد و متفق کر دیا تھا۔ دوسری طرف انگلستان کا جواں سال بادشاہ ہنری ہشتم اور اس کا اولوالعزم وزیر و وکٹری جو یورپ کے ارباب نسبت و کشاد کے حلقے میں جگہ حاصل کر لینے کے لئے بیچیں تھے رات دن اس فکر میں گھل رہے تھے کہ کوئی ایسی ساز باز ہو جائے جو فرانس کی تکا بولی کر ڈالے۔ ان کی کوششوں کا نتیجہ معاہدہ مشلین کی معاہدہ مشلین شکل میں نمودار ہوا جو میکسی میلین، ہنری ہشتم، لیو دہم اور فرڈی نینڈ کے مابین اپریل ۱۵۴۵ء میں تکمیل کو پہنچا تھا۔ گوان پیمان و قاباندہنے والوں میں آخر الذکر یعنی فرڈی نینڈ اسی زمانے میں شاہ فرانس سے بھی خفیہ طور پر ساز باز کر رہا تھا۔

اغلب تھا کہ فرانس جس پر چاروں طرف سے آنکھیں نکالی جا رہی تھیں بالکل مغلوب ہو جائے اہل ملان کو کھلم کھلا دمنقاہ بنانے کے لئے جو کوششیں وہ اطالیہ میں کر رہا تھا اسے ان کا خمیازہ اہل وینس کی امداد سے ناوارا کی تباہ کن معرکہ آرائی میں جھگٹنا پڑا جہاں سوئزرستانیوں نے جو میکسی میلین سفورزا کو اپنے دامن دولت کا دالستہ خیال کرتے تھے رسالوں اور توپ خانے کی مدد کے بغیر بالکل بے سرو سامانی کی حالت میں کاہنتے تھے،

ناوارا کی معرکہ آرائی  
۶ جون ۱۵۴۳ء

سے چند فرانسسی فوجوں کو جس میں گھوڑے بھی سوار بھی تھے توپیں بھی تھیں توپ خانے بھی تھے غرض ہر طرح سے لیس تھیں، شکست فاش دیدی تھی۔ اسی اثنا میں ہنری ہشتم نے مفلس و قلاش میکسی میلین کو ساتھ لیکر میو رن کا محاصرہ کر لیا اور فرانسسی فوج کو

گوئن گیٹ کمی  
لڑائی ۱۶ اگست  
۱۵۱۳ء

گوئن گیٹ کے مقام پر ایسی آسانی کے ساتھ مار بھگایا اور بیوروں اور بڑے لشکروں کو تباہ کر دیا ہے کہ یہ معرکہ ہی ”مہینوں کی لڑائی“ کے نام سے موسوم ہو گیا۔ ستمبر کے مہینے میں سو عزرستانیوں نے خود فرانس ہی پر حملہ کر دیا اور

لوئی دوازدهم کو مجبور کر کے اس سے ایک معاہدے پر دستخط کرائے۔ اسی مہینے میں اسکاچستان کا جیمس چارم جو انگلستان سے ٹوٹ کر فرانس سے رشتہ موخات قائم کرنا چاہتا تھا اسکاچستانی اُمرائیت کے گل سرسبد کے ساتھ فلڈن کے میدان کارزار میں تداراجل ہو گیا۔

معرکہ فلاڈن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ فرانس جس نے اس کے قبل وین کی تقسیم میں سلب سے زیادہ حصہ حاصل کیا تھا اس وقت خود ہی تباہ ہوئی ہو کر تقسیم ہو جائے گا۔ لیکن ہمیشہ کی طرح

اس مرتبہ بھی دول یورپ کی باہمی رقابتوں نے کوئی دیر یا اتحاد قائم نہ ہو سنے دیا۔ فرانس کے زیادہ کمزور ہو جانے کو نہ تو فرڈی نیڈل پسند کرتا تھا اور نہ لیوڈہم ہی اس کو اپنے مفید مطلب خیال کرتا تھا۔ لیوڈہم نے اور اپنے خاندان کا سود و بیسود اسی میں مضمر سمجھتا تھا کہ اطالیہ میں فرانس اور ہسپانیہ دونوں کی قوتیں نقطہ اعتدال پر قائم رہیں نہ اس کا یہ چھکنے پائے نہ اس کا یا سوا اس کے اپنے بھائی کیو لیوڈ کو نیپلس کا حکمران بنانے کے بارے میں اس نے جو اسکیم تیار کی تھی اس کے واسطے بھی وہ فرانس کی تائید حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ان امور کے مد نظر اس نے شاہ فرانس سے صفائی کر لی اور

فرانس اپنے دشمنوں کی نا اتفاقی کے باعث تباہی سے پھر بچ جاتا جنہوں نے سپاکی رافضانہ مجلس میں حصہ لیا تھا (نومبر ۱۵۱۳ء) فرڈی نیڈل کو سب سے زیادہ اس بات کی فکر تھی کہ خاندان ہسپرگ کو نا واجب نفوق حاصل نہ ہونے پائے۔

اس نے لوئی سے پہلے ہی ایک خفیہ معاہدہ کر لیا تھا۔ اور اب شہنشاہ ایسی ملیں کو



ہنری مشتم سے توڑلے نے کے واسطے ساز باز کر رہا تھا۔ ادھر ہنری نے بھی یہ سوچ لیا تھا کہ اگر اس کے ساتھی اسے مضیبت میں پھنسا کر علیحدہ ہو جانا چاہیں تو یہ نہیں ہو سکتا۔ اس کو فرڈی ٹینٹ کی بے وفائی اور ”بندہ دم“ میکسی میلین کا ناقابل علاج تلون بہت ناگوار گزرا تھا، جو بھی بھروسوں کی خاطر کوئی کام کرنے میں بند نہ تھا۔ چنانچہ اس نے بھی لوئی سے صلح تھری (اگست ۱۵۱۷ء) قرار دادی تھی کہ ہنری کی بہن میری جس کی نسبت میکسی میلین کے پوتے چارلس سے ہو چکی تھی شاہ فرانس سے شادی کر لے لیکن مشکل یہ آپری کہ دونوں کی عمروں میں غیر معمولی تفاوت تھا۔ دولہا میاں دوہا جو اور پھر باون برس کے بڑھے پھوس دھن سولہ برس کی نوخیز لڑکی لیکن لڑکی کے قتل کوک اور اعتراضات کو یہ کہہ کر دفع دفع کر دیا گیا کہ اگر وہ اس وقت اپنے بھائی کے اغراض کو اپنے اغراض پر ترجیح دے گی تو آئندہ مرتبہ اسے اپنی مرضی کے موافق کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ غرض انگلستان اور فرانس کے مابین صلح ہو گئی۔ فرانس کو اس خطرے سے چھٹکارا مل گیا جو اس کے سر پر بند لارہا تھا اور انگلستان کو ولزی کی رہنمائی میں یورپ میں ایک ذی اثر مرتبہ حاصل ہو گیا۔ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ لوئی کی اطالوی پالیسی حماقت پر مبنی تھی میکسی میلین اس کی متین نگین غلطیوں کا نقشہ اس طرح کھینچتا ہے ”اس نے کلیسا کی قوت بڑھا دی۔ اس نے ہسپانیوں کو اٹلی آنے کی دعوت دی جو ویسے ہی طاقتور بدلیسی تھے جیسا کہ وہ خود تھا۔ اس نے اپنے بہترین دوستوں یعنی اہل وئیس کی قوت کو پائمال کر دیا“

حقیقت یہ ہے کہ فرانس کو تباہی سے بچانے والی اگر کوئی چیز تھی تو وہ دوسری حکومتوں کی باہمی رقابتیں، لیکن اس نے تو اپنے ہاتھوں اپنے پاؤں پر کلھاڑی مار لی، اور گو جان بچی مگر مال کا دیوالہ بکھل گیا ہسپانیہ نے ناوار کے نصف حصے پر تصرف کر لیا تھا۔ ٹورنے کو انگلستان نے چھین لیا تھا، اور اطالیہ پر اپنا اثر برقرار رکھنے کی کوشش نے اس کہاوت کو بالکل سچ کر دکھایا کہ اطالیہ فرانسیسیوں کا مقبرہ ہے۔

اگر لونی کی عمر نے وفا کی ہوتی تو شاید یورپ کو بھی اسن و سکون حاصل رہا ہوتا۔ لیکن دو لکھا بنتے بنتے یہ بد قسمت شخص تین ہی ماہ کے اندر مر گیا۔ بارہ بجے دن کو کھانا کھانے کا عادی شخص آٹھ بجے شب کو کھانا کھانا چھ بجے شام کو سو جانے والا بیچ رات تک جاگتا رہتا، نتیجہ طاعون تھا۔ اس کے مرنے پر اس کا اولوالعزم حجازی بھائی فرانسس آنگولیم اس کا جانشین ہوا جس نے سائنس میں باوشاۃ کی بیٹی کلاڈ سے شادی کی تھی جو اپنی ماں کی طرف سے برتھانی کی دچی کی وارث تھی۔

فرانسس اولی لونی دو از دہم کا سربراہ ٹونگ فیلڈ جو ہنری ہشتم کی جانشین ہوتا ہے جنوری ۱۵۸۸ء جانب سے میکسی میلین کے دربار میں سفیر تھا جو ال سال بادشاہ فرانسس اول کے

حالات جس نے اپنی عمر کے ابھی صرف اکیس سال طے کئے تھے اس طرح سر قلم کرتا ہے۔ وہ فتوح کار اچھو کا ہے، ہمیشہ سرفروشانہ کوششوں اور اولوالعزمیوں کے ایسے نفسے کہتا اور برہم تھا رہتا ہے۔ جو خود اس میں اور اس کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے والوں میں جوش و ہمت پیدا کر دیتے ہیں۔ اس کا عام مقولہ یہ ہے کہ اس نے عہد کر لیا ہے کہ اس کے ہنر اور پست ہمت پیشروں نے بن چڑوں کو اکھو دیا ہے ان کو وہ جرأت اور تن دہی سے پھر حاصل کر لے اور جیسا کہ قرین انصاف ہے مسیحیت کی مشہور یاری کو لوٹے فرانس کے زیر سایہ رکھے۔ اپنی ماں کی ہمت افزائیوں سے قومی بل ہو کر جو اپنے "قیصر" کو عرش پر پہنچا دینے پر تلی ہوئی تھی اس نے تخت شاہی پر قدم رکھتے ہی اٹالیہ کے بحر مواج میں اپنی کشتی ڈال دینے اور اس داغ ندامت و رسوائی کو دھو ڈالنے کا تہیہ کر لیا جو ناواری شکست سے فرانس کے فرانسس اٹالیہ پر حملہ کرنے کا واسن شہرت پر پڑ گیا تھا ہمار اور گرمیوں کے موسم میں اس نے ہنری ہشتم اور وینس سے فرانسیسی معاہدوں کی تجدید کی اور جو ال سال چارلس سے عہد و میثاق کرتا ہے۔

اور ابھی حال ہی میں لینڈولینڈ کے تاج و تخت کا مالک ہوا تھا اور جس نے امپیرشورس کے مشورے کے مطابق فرانس کی طرف اپنے اتحاد کا ہاتھ بڑھایا تھا۔ فرانسس کو لیو و ہیم کی تائید حاصل ہو جانے کی بھی توقع تھی۔ یہ فروری میں اس نے اپنی خالہ فلی پرٹا آف سیواٹے کے ساتھ پایا کے بھائی گولیا نوڈی سڈیجی کی شادی ہونے کی بھی اجازت دیدی نیرگیو لیا نو کو ایک دن ٹیلس کے تخت پر بٹھانے کی توقع بھی بندھا دی۔

مٹلون پوپ حسب معمول اب بھی ریاکاری سے کام لے رہا تھا۔ ادھر فرانس سے مجاہدہ کیا ادھر اس لیگ میں بھی شریک ہو گیا جو فرانس کے خلاف قائم ہوئی تھی اور جس میں شہنشاہ میکسی میلین فرٹھی نینڈ فلورنس امپیرلن اور سوئزرستانی وغیرہ شریک تھے۔ اگر متحدین میں ایسا قائم رہا ہوتا تو فرانس کی فرانس کے خلاف شامت آگئی ہوتی لیکن وہ خود غرضیوں میں مبتلا تھے اور لیگ کا قیام اپنی اپنی فوجیں علیحدہ کر کے جدا گانہ کارروائیوں میں مشغول ہو گئے۔ فرانسس نے یہ دیکھ کر کہ مانٹ سیٹس

اور مانٹ جفری کے دروں کے مخرجوں پر سوئزرستانی بہرہ دے رہے ہیں اس نے یہ راستہ چھوڑ کر ایک دوسرا دشوار گزار راستہ نکال دی لاربا نیر کی طرف سے اختیار کیا اور کوہ آئیس کو طے کر کے سالورینو تک چھیر چھاڑ دیا۔ یہاں سے اس نے پراسپیر ویرجولبی فرنیکا میں میلانی افواج کی کمان کر رہا تھا، اچانک حملہ کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سوئزرستانیوں کی حالت سو سائیں بالکل ہی درہم برہم ہو گئی۔ چنانچہ وہ میلان واپس ہو گئے۔ فرانسس نے موقع پا کر میریگنا نو کی طرف پیش قدمی کر دی جو ملان اور پیاچنزا کے فرانسس آلپ کو وسط میں واقع ہے یہاں ستمبر کے مہینے میں ایک دن سپر کے بعد سوئزرستانیوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ ان نڈر ہائیڈوں کو گشت مارچ اور میریگنا نو کو فتح جس کی ساری عمر فرانسس کی مخالفت میں تھی، اپنی سحر بانیوں سے ان کو سمجھ کر دیا تھا مٹھی بھر ملانی سواروں کو

ساتھ لے کر جن کے پاس مشکل سے کوئی بند و ق نکل سکتی تھی محض اپنی فوجوں کے اور ان کے لیے نیزوں کے سہارے پر وہ غنیم کے مقابلے پر تیار ہو گئے۔ فرانسیسیوں کو وہ مسلح خروگوشوں کے ذلیل نام سے یاد کیا کرتے تھے یہاں ہی دھلاؤں پر زیادہ آسانی اور سہولت کے ساتھ گزرنے کے خیال سے وہ ننگے سر اور ننگے پیر دشمن پر ٹوٹ پڑے اور یہ سمجھے تھے کہ نا وارا کی ہم کا تماشا ایک بار پھر سب کو دکھائیں گے۔ لیکن اب کی مرتبہ انھوں نے اپنے دشمنوں کی قوت کا صحیح اندازہ نہیں کیا۔ فرانسیسی فوجوں کی یہ سالاری ایسے لوگوں کے ہاتھ میں تھی جو بجا طور پر فرانس کی شہسواری کی جان سمجھے جاسکتے تھے۔ مثلاً رئیس بوربون لاپالین شہسواریا، شیطان آردین، کابلیٹا ڈی لامارک جو خود بھی "روم جو" تھے عرف سے شہور ہو گیا تھا اور ملان کارسنے والاٹراؤ لکزیو جو سترہ و ست بدست لڑائیوں میں لڑ چکا تھا۔ اس کے علاوہ ہسپانوی توپ خانے کا جنرل میڈرونا وار بھی موجود تھا۔ آخر الذکر سورماروینا کی معرکہ آرائی میں قید ہو گیا تھا اور چونکہ بجیل فرڈی نیڈ نے اس کا مذہب دینے سے انکار کر دیا تھا۔ لہذا اب وہ فرانسیسی فوج میں شریک ہو گیا تھا۔

اس معرکہ آرائی کی نسبت ٹراوڈو لویا کا یہ قول تھا کہ وہ انسانوں کی نہیں بلکہ جنات کی لڑائی تھی اور اب تک وہ جتنی لڑائیوں میں شریک ہو چکا تھا وہ سب اس کے مقابلے میں بچوں کے کھیل سے زیادہ وقعت نہ رکھتی تھیں جس وقت رات کی تاریکی نے باہم مقابل فوجوں کو لڑنے سے معذور کر دیا تو وہ دونوں وہیں میدان جنگ میں ایک دوسرے سے تھوڑے فاصلے پر پڑ گئے اور پو پھٹے ہی پھر باہم دست و گریباں ہو کر لڑنے مرنے لگے یہ معرکہ آرائی دو پہر تک جاری رہی غنیم کی فوج کے پچھلے حصے پر حملہ کرنے کی کوشش میں سویڈرستانیوں نے اپنی سپاہ کے دو حصے کر دیئے اس موقع کو غنیمت جان کر ڈی الویا نو سپاہ ویش کے ایک حصے کو لیکر ان پر عقب سے حملہ آور ہو گیا اس نے لڑائی کا تقصیر کر دیا میدان فرانسیسی کے ہاتھ رہا جس کو نائب بنانے کی رسم وہیں میدان جنگ میں شہسواریا کے ہاتھوں ادا کی گئی گو سوئڈرستانیوں کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا تھا لیکن اس سے ان میں کوئی

زیادہ انتشار اور پریشانی پیدا نہ ہونے پائی بلکہ اس کے برعکس وہ اسپینے  
مجر و چین کو لیکر بہت بے قاعدگی کے ساتھ پسپا ہو گئے۔  
مرگ نانو کی لڑائی کا نتیجہ یہ نکلا کہ ملان فرانسیسیوں کے قبضے میں آ گیا۔  
میکسی میلین سفورزا اپنے علاقے سے دست بردار ہو گیا جس پر وہ تین سال سے  
حکمرانی کر رہا تھا۔ اور چند سال تک فرانس میں قید رکھ کر اُسے وہیں وفات پائی۔  
انہی اس فتح سے فرانس نے سوئورستانیوں کی فوجی قوت کو پارہ پارہ کر دیا جو  
فتح کے نتائج اٹھوڑے زمانے سے اپنے تئیں ناقابل شکست خیال  
کرنے لگے تھے اس کے علاوہ اسی فتح سے وہ لمبارڈی کا

مالک بن گیا تھا اور بادشاہوں کو سدھار سکتا تھا۔ اس شکست کے بعد  
پھر کبھی ان اجورہ داروں کو اطالیہ میں خود مہرانہ کارروائیاں کرنا نصیب نہ ہوا۔  
اس طرح فرانس ایک ہی جہت میں فوجی شان و شوکت کی انتہائی رفعت پہنچ گیا  
اور اگر اس نے اپنی کامیابی سے فائدہ اٹھا کر لڑائی کو جاری رکھا ہوتا تو  
پاپا کو بھی نیچا دکھا دیا ہوتا اور فلیس کی کھوئی ہوئی حکومت پھر فرانس کے  
ہاتھوں میں آگئی ہوتی لیکن اس کے لئے وہ تیار نہ تھا اور توقع کے خلاف اس  
معرکہ آرائی سے کچھ دنوں کے لئے یورپ میں امن ہو گیا لیو وہم نے جو فاتح کا  
شریک حال ہو جانے کے لئے ہمہ تن شوق پورہا تھا شرائط صلح طے کرنے میں  
بڑی عجلت دکھائی اور فوراً فرانس سے ملاپ کر لیا اس معاہدے کی رو سے  
اس نے پارما اور پیاجینزا کے علاقے فرانس کو تفویض کر دیئے اس کے معاوضے میں  
فرانس نے لورنزو کے فلولنس میں اپنا اقتدار قائم کرنے میں تائید دینے اور  
بلیوکی وچچا پر پاپا کے حملہ آور ہونے کی منظوری دینے کا بھی وعدہ کیا کچھ مدت کے  
بعد فرانس نے خاندان شاہی کی ایک شہزادی سے جس کا نام مالدین وی لاتور دو ویرن  
تھا لورنزو کی شادی بھی کر دی۔

اپنے سیاسی معاملات کو اس طرح یکسو کر لینے کے بعد بادشاہ اور پاپا نے یونونا  
کے اتحاد کے بموجب فرانسیسی کلیسیا کی آزادیوں کو بھی باہم وکرتقسیم کر لینے کا ارادہ کر لیا کلیسیا نے فرانس  
کے قدیم حقوق کی توثیق و توسیع و پیدائش مقدم ہی نے بورژوا کی نظری سے کر دی تھی (۱۶۴۹ء)

اس کے ذریعے سے مجلس کلیسا کو اساتذہ اور دیہی پادریوں کو منتخب کرنے کا  
 آزادانہ حق دیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ پاپائیت کے یہ دعاوی کہ کلیسائی مجالس پر  
 بولونا کا ميثاق سب سے پہلے اسی کا اختیار ہے اور نیز یہ کہ اسی کو اپنی اغراض کی  
 اگست ۱۵۶۴ء حفاظت کے مد نظر کلیسا کے مالی عہدوں پر لوگوں کو نامزد  
 کرنے کا حق تھا سب مسترد کر دیئے گئے۔ اسی اقرار نامے کی

رو سے روم میں مرقعہ کئے جانے کے دستور کو بھی محدود کر دیا گیا اور مجلس عامہ کو  
 پاپا پر تفوق حاصل ہونے کا اعلان کر دیا گیا۔ کلیسائے فرانس کو جو مطلق العنانی  
 اس طریقے پر حاصل ہو گئی تھی وہ صرف پوپ ہی کو ناگوار خاطر تھی بلکہ خود کوئی دوازہ ماہم  
 بھی اسے ناپسند کرتا تھا جس نے خود مختارانہ منظوری کو منسوخ کر دینے کی سخت  
 جدوجہد بھی کی تھی گو یہ جدوجہد ناکام رہی۔ اب فرانسس کو موقع مل گیا اور  
 اس نے لیو دہم سے نصفاً نصفی مداخلت کر لی اس میں شک نہیں کہ بولونا کے  
 ميثاق نے روم میں مرقعہ پیش ہونے کے دستور کو روک دیا تھا اور پاپائیت کی  
 جانب سے عہدوں کو اپنے انتخاب کے لئے محفوظ رکھنے اور التوا میں ڈالنے کے  
 طریقے کو بھی منسوخ کر دیا گیا تھا اور یہ کلیسائے فرانس کے حسب منشاء تھا لیکن  
 اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہوا کہ پاپائیت کے حقوق تقدیم حاصل پھر حسب سابق اس کو  
 حاصل ہو گئے تھے اور مجلس عامہ کو پوپ پر تفوق حاصل ہونے کا حق چھوڑ دیا گیا تھا  
 دوسری طرف بادشاہ کو اساتذہ اور صدر اساتذہ کے عہدوں پر نامزد کرنے کا  
 استحقاق دیدیا گیا تھا جس پر فقط یہ شرط عائد کی گئی تھی کہ اس کی توثیق اور تصدیق  
 پاپائی دربار سے کرائی جائے یہ سمجھوتہ دراصل کلیسائے فرانس کے دستوری  
 حقوق پر ایکسپلک حملہ تھا اور پاپائیت کے جامعہ اور پارلیمنٹ کی طرف سے  
 اس کی سخت مزاحمت کی گئی لیکن پارلیمنٹ خفیف سی مزاحمت کے بعد  
 اس کے درجہ رجسٹر کرنے پر مجبور کر دی گئی اور جامعہ کو شاہی دھمکیوں نے  
 خائف کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ ميثاق قوانین فرانس میں داخل ہو گیا اس کے بعد سے  
 کلیسائے فرانس بادشاہ اور پوپ کا غلام ہو گیا۔ مذکورہ بالا نامزدگیوں کے  
 حقوق سے تاج کو جو قوت حاصل ہو گئی تھی اس کا اندازہ اس امر سے

کیا جاسکتا ہے کہ اس وقت فرانس میں اس صدر اساقفہ تر اسی پادریوں اور  
 پاتنچ سوٹھائیس ویں پادریوں کے عہدے قائم تھے۔ نامزدگی کا یہ حق بالعموم  
 امرا کی موافقت میں صرف کیا جاتا تھا اور یہی بنا تھی اس فرق و امتیاز کی  
 جو بالادست اور ماتحت عہدہ داران کلیسا کے درمیان پیدا ہو کر بڑے بڑے  
 فتنوں اور فسادوں کا باعث ہوا تھا۔ بڑے عہدہ داران کلیسا بالعموم طبقہ اُمرا  
 سے منتخب ہوئے تھے اور اکثر شاہی دربار سے تعلق رکھنے والے ہوتے تھے  
 برعکس اس کے چھوٹے اہل کلیسا کو امرا بیت اور درباریت سے کوئی تعلق  
 نہ تھا۔ غرض ان حالات و واقعات کے زیر اثر کلیسا کی حالت بھی ملک کی  
 معاشرتی حالت کا ایک نشانی بن گئی تھی کہ جس طرح وہاں طبقہ اُمرا اور طبقہ عوام  
 ایک دوسرے سے متفرق اور متمازن تھے اسی طرح یہاں بھی امیر اور غریب  
 عہدہ دار کلیسا کا امتیاز پیدا ہو گیا تھا فرید براں بادشاہ کے نامزد کئے ہوئے  
 اشرافیہ کو نامزد کر دینے کا جو اختیار پوپ کو حاصل تھا اس نے اعلیٰ تر  
 کلیسیائیوں اور متمنیان عہدہ داروں کو پوپ کا دست بگر بنا دیا  
 یوں کلیسائے فرانس جو کسی زمانے میں یورپ کے جملہ کلیساؤں سے زیادہ  
 خود مختار تھا اب بندگی و غلامی کی زنجیروں میں جکڑ گیا اور ایک دنیوی ادارہ  
 بن گیا اور اس کے حکمرانوں میں طبقہ متوسط کے ساتھ کسی قسم کا ربط باقی نہ رہا۔  
 اسی اثنا میں فرانس کی نصرت و کامیابی نے فروری ۱۷۹۲ء کی حکمت عملی پر  
 بھی بہت گہرا اثر ڈالا۔ امیر الامرا غلب کے انتقال کے بعد شاہ ہسپانیہ اپنے  
 پوتے چارلس کا دشمن ہو گیا تھا اس کو خوف تھا کہ کہیں چارلس کا سینٹن کے  
 نائب السلطنت ہونے کا دعویٰ پھر نہ کر بیٹھے علاوہ اس کے اس کو یہ بھی  
 نہ بھاتا تھا کہ آئندہ چلکر چارلس آسٹریا، نیدرلینڈ اور ہسپانیہ تینوں ممالک کا  
 بادشاہ بنے۔ اس عداوت نے اس قدر ترقی کی تھی کہ اس نے اپنی وفات پر  
 فروری ۱۷۹۲ء کی وفات اپنی وراثت کو چارلس اور اس کے بھائی فرڈینینڈ  
 ۳۳ جنوری ۱۷۹۲ء اور چارلس کا بیٹا فرڈینینڈ ۳۳ کا ارادہ کر لیا تھا۔  
 ہسپانیہ کا بادشاہ ہونا۔ لیکن اب اس خوف سے کہ فرانس کی قوت

بہت بڑھ جائے گی۔ اس نے اپنی وصیت بدل دی اور کل مملکت چارلس کے نام لکھ دی۔ یہ فریبی بڑھا جو ہسپانیہ کو بلا شہرکت غیرے اپنے قبضے میں رکھنے اور یورپ میں توازن قوت کو برقرار رکھنے کے منصوبے باندھ رہا تھا۔ جنوری ۱۵۵۸ء میں نذر اجل ہو گیا اور چارلس کو سولہ ہی برس کی عمر میں ہسپانیہ نیدرستان۔ نیپلس۔ صقلیہ اور نئی دنیا کی حکمرانی مل گئی۔

وگرنے جس کے سر کو گلاہ کر و نیالی گذشتہ سال ہی زینت ویکلی تھی اب اس فکر میں غلطان و پچان تھا کہ چارلس میکسی میلین۔ پاپا اور سوئزرستانیوں سے ایکاکر کے فرانس کی ہمہ گیر قوت کا مقابلہ کیا جائے لیکن پاپا لیو دہم نے اس وقت فرانس سے اتحاد قائم رکھنے ہی کو بہتر جانا اور چارلس ابھی فرانس سے ان بن کرنے کے لئے تیار نہ تھا کیونکہ ابھی خود اسی کی حالت مستحکم و استوار نہ تھی۔ سیکڑوں ہسپانوی اس کی مسند نشینی ہسپانیہ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔ نیدرستان پر ڈیوک یارکس گیلدر اور رابرٹ وی لمارک امیر بوٹیاں جو کسی نہ کسی بہانہ جنگ کی جستجو میں تھے، سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنے خطابات کے باوجود اسے روپیے کی بہت ضرورت تھی۔ لہذا اس کے لئے یہ کسی طرح مناسب نہ تھا کہ اس وقت قبضہ میلان کے جھگڑوں میں اپنے تئیں مبتلا کر دے پس شہنشاہ کے مشوروں پر عمل پیرا ہو کر اس نے مرگ نانو کے فاتح سے بمقام نویان صلح کر لی (۱۳ اگست ۱۵۵۱ء)۔

چارلس فرانس کے ساتھ اس صلح نامے کی رو سے چارلس کی نسبت فرانس کی ضلع نامہ نویان کی تمیل صغیر سن بیٹی لوئیز سے ہو گئی۔ میلان فرانسیسیوں ہی کے کرتا ہے ۱۳ اگست ۱۵۵۱ء اس رہا لیکن نیپلس کے متعلق وہ اپنے تمام دعوؤں سے ویکسی میلین اس صلح نامہ کو ویکس میں منتقل کر دینے کا وعدہ کیا میکسی میلین نے تسلیم کر لیتا ہے۔

ویس نے اس کے معاوضے میں میکسی میلین کو دو لاکھ دو کاکے دینار (تکے دیئے جانے سے اتفاق کیا۔ انکار کی صورت میں دونوں بادشاہوں کو اختیار



تھا کہ ونس کے معاملات میں خود چاہیں عمل کریں۔

نویان کا صلحنامہ ولزے کے حق میں ایک شدید ضرب تھا اس نے میکسی میلین، اہل ونس اور اہل سوئزرستان ہر ایک کے ساتھ اتحاد کرنے کی کوشش کی لیکن بیکار شہنشاہ میکسی میلین سادہ لوح رابرٹ ویکفیلڈ کو جو اس کے دربار میں ہنری ہشتم کے نمائندے کے طور پر متعین تھا ہمیشہ کسی نہ کسی ترکیب سے دھوکے میں ڈالے رکھتا اور یہ قدیم وضع کا سفیر جدید حکمت عملی کی فریب کاریوں کو نہ پہنچتا اور ہر بار اس کے دام تروریہ میں پھنس جاتا لیکن ولزے کے خاص ایجنٹ رچرڈ بیس نے اپنے آقا کو میکسی میلین کے تملوں اور حرص زر اور اس صاف باطن سورما کی سرخ الاعتقادی سے آگاہ کر دیا جس کے حسن ظن پر وہ ”فصل تابستان بہت سہ سبز و شاداب رہے گی“ کی بھبتی کہا کرتا تھا۔ غرض دسمبر کے مہینے میں میکسی میلین نے صلحنامہ نویان کے شرائط کو قطعی طور پر تسلیم کر لیا اور برسیچا اور ورونا کے علاقے ونس کو واپس دیدیئے۔ ولزے کو سوئزرستانیوں کے اتحاد حاصل کرنے میں بھی کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ بلکہ کچھ رویہ پیسہ لیکر انھوں نے نومبر کے مہینے میں فرانس سے دائمی صلح کر لی یہ صلحنامہ بمقام فری برگ تکمیل کو پہنچا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انگلستان پھر ایک بار بہ یک مہی و دو گوش رہ جائے گا اور اس کا کوئی یار و مددگار نہ ہوگا لیکن ہنری ہشتم نے ۱۵۱۳ء میں نورنہ کو فتح کر لیا تھا اور فرانسس اس کے سکر حاصل کرنے کے لئے بیتاب تھا اس اشتیاق نے ولزے کے لئے ایک موقع بہم پہنچا دیا اور معاہدہ لندن (اکتوبر ۱۵۱۴ء) کی رو سے ہنری نے فوراً فرانس کو واپس دیدیا جو اتحاد ان دونوں ملکوں میں اس معاہدے کی رو سے ہنری ہشتم اور معاہدہ لندن ہو گیا تھا اس کو حسب معمول شادی اور بیاہ کے (اکتوبر ۱۵۱۴ء) اس معاہدے کی قراردادوں سے اور تقویت دی گئی۔ انگلستان کی بدولت یورپ میں کچھ شہزادی میری کی نسبت جو ابھی دو سال کی بچی تھی غرض کے لئے اسن و سکون فرانس کے شیرخوار شہزادے سے جو ابھی پورے سال بھر کا بھی نہ ہوا تھا کر دی گئی یہ غرض اس

معاهدے سے کم از کم انگلستان بے یار و مددگار نہ ہونے پایا اور یورپ کو بھی امن نصیب ہو گیا۔

اگلے سال مارچ کے مہینے میں مجلس لیٹرن کو برخواست کرتے وقت پایا نے اس امر کا اعلان کیا تھا کہ فرقہ بندی و اعتزال کا خاتمہ ہو چکا کلیسا میں ضروری اصلاحات ہو چکیں اور اس کو اب امید تھی کہ امن و امان کے لطف سے پرہیز کرنے والا یورپ ترکوں کے خلاف متحد ہو جائے گا۔ چنانچہ اس نصیحت پر عمل پیرا ہونے کے متعلق دولت یورپ علانیہ اپنے ارادوں کا اظہار کر رہی تھیں تو گوں پر نوازشیں اور عنایتیں ہو رہی تھیں شفقت و امتیاز کی گرم بازاری تھی اور پایا کی طرف سے روپیہ جمع کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ ادھر زمانے کی نیرنگیاں یورپ کو ایک دوسرے جنگ میں گھسیٹنے کے لئے تیار تھیں۔ یہ معرکہ آرائی ہسپبرگ اور والوا خاندانوں کے مابین ہوئی تھی اور اس کا سلسلہ چند چھوٹے چھوٹے وقفوں کے ساتھ تقریباً اسی سال تک جاری رہا۔ علاوہ بریں کلیسے وٹن برگ کے دروازے پر تو تھوکی وہ معرکہ آرا یادداشت بھی اس سے قبل ہی چسپاں ہو چکی تھی جو ایک ایسی فرقہ بندی کا پیش خیمہ تھی جس کا روماکو خواب و خیال تک نہ ہوسکتا تھا۔

معاهدوں کے اس سلسلے کے متعلق جو ابھی ابھی ضبط بیان میں آچکا ہے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس نے اس بے ترتیب اور غیر مربوط جنگ کو ختم کر دیا تھا جس کا آغاز جمعیت کیمرے کے قیام سے ہوا تھا۔ اکثر اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ وینس کی تباہی و بربادی کا باعث یہی جمعیت تھی لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اپولیا کے وینس کے زوال پر کیمرے کی قصبوں اور ان چند اضلاع کو مستثنیٰ کر دینے کے لڑائیوں کے اثرات۔

بعد جو پایا کو تفویض کئے گئے تھے باقی وینس کے جملہ مقبوضات خشکی علی حالہ اس کے قبضہ و تصرف میں باقی تھے اور دریائے ایڈا اب بھی اس کی مغربی سرحد کا کام دے رہا تھا اس میں شک نہیں کہ اس طویل جنگ نے اس کے ذرائع آمدنی اور اس کے تباہ شدہ خزانے پر بارگراؤ ڈالا تھا لیکن یہ ممکن تھا کہ ان کی

حالت پھینادی جاتی۔ دراصل وینس کے زوال کے اسباب ہم کو کہیں اور تلاش کرنے چاہئیں۔ اولاً ملک کی سیاسی حالت تغیر پذیر ہو چکی تھی۔ یورپ کی بڑی بڑی شخصی حکومتیں خصوصاً فرانس اور ہسپانیہ مستحکم و مربوط نہ ہو چکیں تھیں اور وینس کو ان کا مقابلہ کرنے کی امید نہیں ہو سکتی تھی۔ خشکی پر اس کو جو فائدہ حاصل تھے وہ ان فوجوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے کسی طرح تکافی نہ تھے جو زوال وینس کے یہ قوی قوتیں میدان جنگ میں اتار سکتی تھیں اور اس کو لامحالہ حقیقی اسباب۔ ایک فروتر حالت میں رہنے ہی پر قناعت کرنا پڑی ہوگی۔ ہم کو اس وباؤ کو بھی یاد رکھنا چاہئے جو ترکوں کی جنگوں سے

پڑ رہا تھا وینس کو دینا کے سمیت کے ساتھ غذائی کے الزام سے ہم کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہنے والے یورپ نے اس وقت اس کی ان استدعاؤں پر اپنے کان بہرے کر لئے تھے جو وہ اعانت کے واسطے کر رہا تھا اور اس طرح وینس ترکوں سے مقابلہ کرنے کے لئے نہ پا چھوڑ دیا گیا۔ ان معرکہ آرائیوں کے اثناء میں جو سولہویں اور سترھویں صدیوں کے درمیان تقریباً پورے دو سو برس تک صرف چند وقفوں کے ساتھ جاری رہیں۔ وینس رفتہ رفتہ مغلوب ہوتا گیا۔ ۱۵۷۱ء میں اس کو قبرص سے دست بردار ہو جانا پڑا۔ ۱۶۶۹ء میں چوٹ تھکے تھے جان توڑ مدافعت کے بعد قندہ سے ہاتھ دھونا پڑا۔ ان مصارف کے ساتھ ساتھ جو اسے حال ہی میں برداشت کرنے پڑے تھے ان لڑائیوں کے اخراجات کا برداشت کرنا اس کے لئے اس حالت میں بھی دشوار ہو گیا ہوتا اگر بالفرض اس کی تجارت اس کے ہاتھ میں ہوتی، لیکن اب یہ بھی ان کے قبضے سے نکلی جا رہی تھی اس کی دولت کا زیادہ انحصار اس کی مشرقی تجارت نیز اڑبخت پر موقوف تھا جو وہ مشرق اور مغرب کے درمیان کرتی رہتی تھی مشرقی تجارت کے قدیم راستے تین تھے۔ اولاً وسط ایشیا سے بحیرہ اسود اور پھر وہاں سے بحر متوسط تک دوسرے خلیج فارس اور دریائے فرات کی وادیوں سے ہوتے ہوئے لیوانط تک۔ تیسرے بحر احمر سے قاہرہ اور اسکندریہ تک۔ یہاں سے سامان تجارت وینس کے جہازوں میں بھر کر وینس کو روانہ کر دیا جاتا تھا۔

اور بالعموم درہ برتی تر کے راستے سے آلیپ کی دوسری جانب دریا سے ان۔  
 ڈینیوب۔ بین۔ اور رائن کے راستوں سے برڈر کوروانہ ہو جاتا تھا یا پھر  
 قدیم تجارتی راستے سمندر کے راستے سے فلنڈرس کے جہازوں پر بار کر دیا جاتا  
 راس الامید کے تھا۔ لیکن سولہویں صدی عیسوی کے آغاز سے وینس کے  
 راستے کے دریافت مشترقی راستے مسدود ہو گئے۔ ۱۴۵۲ء میں قسطنطنیہ کو فتح  
 ہونے سے تبدیل کر لینے کے بعد ترکوں نے لیوانٹ کے ساتھ وینس کی تجارت کو  
 منقطع کر دیا تھا۔ دوسرے طرف پرتگالیوں کے ہندوستان کی

طرف بڑھنے سے اس کی مصری تجارت بھی پامال ہو چکی تھی۔  
 افریقہ کے مغربی ساحل پر جستجو و تفتیش کرنے والوں کے پیشرو اہل جینیوا  
 تھے۔ کناریز اور جزیرہ مہڈیر یا کوجن کا پتہ کار تھیمیا والوں کو معلوم تھا اہل جینیوا نے  
 دریافت کیا تھا لیکن ان کی عنان توجہ بحر متوسط کی جانب مائل ہو چکی تھی اور اپنے دینی  
 رقبوں سے کشمکش کرنے میں ان کی طاقت زائل ہو چکی تھی اور پرتگالیوں نے  
 چودھویں صدی میں ان جزائر پر مکرر قبضہ کر لیا تھا پرتگالیوں کی تفتیش و دریافت کی  
 پرتگالیوں کے تاریخ کی ابتدا بادشاہ منری کے زمانہ سے شروع ہوتی  
 ہے۔ ۱۴۹۲ء سے ۱۴۹۷ء جو ملاح کے لقب سے  
 ملقب تھا۔ یہ پرتگال کے بادشاہ جان اول کا بیٹا تھا

اس نے ساگریز میں راس سینٹ وینٹ میں جو یورپ کے جنوب مغرب کے  
 آخری کونے پر ہے ایک رصد گاہ تعمیر کروائی اور جغرافیہ کے علمی مطالعے اور  
 نئے مقامات کے دریافت کرنے میں اپنے ہم عصروں سے وقف کر دیا اس جدوجہد  
 اور تفتیش و تلاش میں اور مقاصد بھی مضمر تھے مثلاً شمالی افریقہ کے مسلمانوں سے  
 جو اس کے موروثی دشمن تھے انتقام لینے کا جذبہ خاک طلا حاصل کرنے کی  
 حرص بڑھ رہی تھی اس سے جلب منفعت کی ہوس یورپ میں اس تجارت کی  
 اولیت کا سہرا اسی بادشاہ کے سر سے کہتے ہیں۔ اگرچہ ایک بار ایک ہی حملے میں  
 دو سو سولہ جہازیں غلام پرتگال لائے گئے جن کا پانچواں حصہ ہنری کو اس کے  
 حصے کے طور پر نذر کیا گیا۔ مورخ کہتا ہے کہ بادشاہ کو اس کی بے اہمیت تھی

کیوں کہ اس طرح گم کردہ راہ حبشی جو بصورت دیگر دائمی ضلالت و گمراہی میں مبتلا رہتے نجات اور مکتی کے لذت یاب ہو گئے تھے۔ اسی بادشاہ کے زیر اثر پرتگالیوں نے پورٹو سینٹو اور مینڈیرا میں اپنی نوآبادیاں قائم کیں۔ آذربائیجان اور اس الجزائر کو دریافت کیا اور آفریقہ کے مغربی سواحل میں گھسنا شروع کر دیا۔ ۱۴۸۲ء میں ہنری سے پوپ مارٹن پنجم سے اس بوجارڈوسہ ہندوستان تک تمام بادشاہوں اور جاگیروں کا عطیہ نامہ حاصل کر لیا۔ ہندوستان تک پہنچنے کی امیدوں نے اس کے سمند شوق کے ساتھ تازہ کاری کا کام کیا۔ ۱۴۹۲ء میں ہسپانیہ کے فرڈیننڈ نے جواب تک غرناطہ کے مسلمانوں کے ساتھ لڑائی میں الجھا ہوا تھا ہنری کے ساتھ ایک معاہدہ کر لیا جس کی رو سے یہ طے پایا کہ آفریقہ کے مغربی سواحل پر پرتگالیوں کو تجارت اور دریافت و غنص کا حق بلا شرکت غیرے حاصل رہے گا۔ ہسپانیہ کی طرف سے ان کے اس حق میں دست اندازی نہ کی جائے گی۔ کنارے کے جزیرے ہسپانیہ کے قبضہ میں رہیں گے۔ اس معاہدے کی توثیق پوپ الکزاندر ششم نے حکم سے ہو گئی تھی اور جس کے بموجب وہ سب نو دریافت علاقے جو اس خط کے شمال میں واقع تھے پرتگال والوں کو دیدیے گئے تھے جو وہیں الجزائر کے مغرب میں اولاسوفرنسج کے فاصلے پر قائم کیا گیا تھا اور من بعد ۱۴۹۲ء میں ایک معاہدے کے ذریعے سے اس کو تین سو ستر فرسنگ وسعت دیدی گئی تھی۔

اس پاپائی حکم کے آٹھ سال قبل بارتھلومیو ڈیاز نے اس راس کے گرد و گورہ سفر کیا تھا اور اس کو اس نے ”ظوفانی“ کے نام سے موسوم کیا تھا لیکن اس کے زیادہ مشتاق بادشاہ نے اس الامید کا نام دیا تھا۔ ۱۴۹۲ء میں واپس کوڑا لگایا نے اس راس کے گرد و پناہ و مہر سفر کیا اور بحر الشرق کو عبور کر کے سواحل بلنسیا پر کالی کٹ میں لنگر انداز ہوا اس کے تجویز پر ہی عرصے بعد مانول بادشاہ پرتگال نے ۱۴۹۴ء تا ۱۵۰۱ء (۶۱۵ھ) جس ایران۔ عرب اور ہندوستان کی ملاحی فتوحات اور صنعت و حرفت کے

امیرالامرائی کا خطاب اپنے لئے مخصوص کر کے المیڈا کو اپنے وائسرائے کی حیثیت سے ہندوستان روانہ کیا حالانکہ اس وقت تک ہندوستان میں اس نے چھ بھڑ میں بھی فتح نہ کی تھی۔ اب پرتگالیوں نے ہندوستان کے مغربی سواحل کی طرف اپنے قدم استقامت کے ساتھ بڑھانے شروع کئے جن راجاؤں اور بادشاہوں نے ان سے مقابلہ کیا ان کو شکست دی اور تجارت کے اجارہ دار بننے لگے۔ ۱۵۰۵ء میں پہلا پرتگالی جہاز اینٹوریہ نگرانداز ہوا یہ جہاز مشرقی مال ان قیمتوں سے سستی قیمت پر فروخت کر رہا تھا جو برصغیر کے بازاروں میں رائج تھے جہاں وینس سے براہِ شکی مال آیا کرتا تھا اس پیش قدمی سے وینس تجارت کو جو مصر کے ذریعے سے ہوا کرتی تھی اور جو اس وقت بالخصوص عرب اور زنجی تاجروں کے ہاتھ میں تھی سخت خطرہ لاحق ہو گیا۔ ان حالات سے متاثر ہو کر ساحلِ ملیبار کے چند چھوٹے چھوٹے والیان ملک نے سلطان قاہرہ سے پرتگالیوں کے خلاف استمداد چاہی۔ سلطان نے اس کے جواب میں ۱۵۰۵ء میں شہر سوئز کے راستے سے ایک مہم پرتگالیوں کے خلاف روانہ کی جس میں وینس بھی یہ خیال کر کے کہ اس کے تجارتی مفاد اس سے وابستہ ہیں اس مہم میں شرکت کر لی لیکن ایگنو ویلیو کی معرکہ آرائی سے تین ہی ماہ پیشتر المیڈا نے ۱۵۰۵ء میں اس مہم کو ڈیو کے بندرگاہ میں شکست دی المیڈا کے جانشین البو قرق نے پرتگالی حکومت کا مرکز گواکو قرار دیا اور مرفز کو جو خلیج فارس پر ایک مشہور بندرگاہ ہے مستحکم کر لیا اس کے بعد سے پرتگالی پیش قدمی کے لئے میدان صاف ہو گیا۔

پرتگالیوں کے مقابلے میں سولہویں صدی کے اختتام تک وہ صرف افریقہ۔ مصری بیڑے کوڈیوں میں شہرت تجارت پر حاوی نہیں ہو گئے تھے بلکہ انھوں نے ہوتی ہے فروری ۱۵۰۵ء سرانذیب اور پرتگال میں بھی اپنے قدم جما لئے تھے۔

چین اور جاپان سے بھی تجارت کا آغاز کر دیا تھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ قریبی جزائر ایاز پر بھی قابض ہو گئے جو بورنیو اور سلیمین کے گرد و نواح میں ایک جھنڈکی شکل میں واقع ہیں (۱۵۰۵ء) یوں ایک ہی موسم بہاریں وینس کی فوجی قوت بھی

ایگناڈیلو کے معرکے میں پاش پاش ہو گئی اور اس کی مشرقی تجارت کے بھی پرزے اڑ گئے۔ اب قاہرہ میں کاروانوں کی آمد موقوف ہو گئی مشرقی مال کے جہاز اس الامید کے راستے آنے جانے لگے قرون وسطیٰ کے تجارتی راستے بدل گئے اور چلتولین وین وینس کے ہاتھوں سے نکل کر پرتگالیوں کے قبضے میں چلا گیا اور پھر قوڑے ہی عرصے کے بعد ڈچ اور انگریز بھی اس کے حصہ دار ہو گئے۔ بڑوٹر کی جگہ انیشورپ شمالی تجارت کی منڈی بن گئی سلطان سلیم اول کے فتح مصر نے دسلائیہ پورس کی ہی سہی مصری تجارت کو اور بھی خاک میں ملا دیا۔ غرض تجارت کے اس نقصان عظیم نے وینس کی مالی مشکلات کو پھر کبھی دفع نہیں ہونے دیا اور یہ بھی اس کے زوال کا خاص اور اصلی سبب ہوا۔

اس کا اثر ملک کی داخلی سیاسیات کے حق میں بھی سم قاتل ثابت ہوا۔ امرا جو تجارت کی بدولت مالا مال ہو گئے تھے یا تو بینک قائم کرنے شروع کئے جن کا تجارت کی امداد کے بغیر قایم رہنا دشوار تھا یا پھر اپنے اند وختوں کو زمین داری کے جھگڑوں میں الجھا کر خود کاہل اور احدی بن بیٹھے۔ افلاس کی گرم بازاری ہو گئی اور امرا خانگی جھگڑوں میں مبتلا ہو کر کمزور ہو گئے۔ جو زور دار تھے وہ حکومت کے نظم و نسق کے اجارہ دار بن بیٹھے جن کی قسمت اتنی یاور نہ تھی لیکن اس کے ساتھ ہی جن کو مجلس اعظم میں اکثریت حاصل تھی وہ ہمیشہ شورشیں برپا کر کے سازشوں اور فتنہ انگیزوں سے کام لیکر جس میں زیادہ تر اجنبیوں کی امداد حاصل کی جاتی تھی۔ حکمران طبقے کو اکھاڑ پھینکنے کی فکر میں غلطان و پیچاں رہا کرتے تھے۔ غرض وینس جس کی حکومت کی استواری اور جسکے باشندوں کی حب الوطنی اور احساس عزت کے یورپ راگ لگایا کرتا تھا وہ خود غرضیوں فتنہ پر وازیوں اور سازشوں کا آماجگاہ بن گیا اسی انحطاطی و سیاسی انحطاط میں اس دس ارکانی مجلس کی روز افزوں قوت کا راز چھپا ہوا ہے جو ملک کے یاب و سفید کی مالک ہو رہی تھی یہ عالمانہ مجلس جو دستوراسی کے چہرے پر ایک مسے کی مثل تھی ابتداء ۱۳۱۰ء میں محض ہنگامی ضروریات کے

مد نظر قائم کی گئی تھی لیکن رفتہ رفتہ مجلس حفاظت عامہ کی شکل اختیار کرتی گئی اور بالآخر ان تین مفتشوں سے ملکہ جو ۱۵۳۹ء میں غدار کی کاسد باب کرنے کے لئے مامور کئے گئے تھے اس نے حکومت کو رمزد اسرار بدگمانی اور بے رحمی کے ایک ایسے قالب میں ڈھال دیا جس کی نظیر آج تک دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔ اخلاقی انحطاط بھی اس زوال کا حاشیہ بردار تھا جب حکومت کی دولت ٹھٹی تو انفرادی اور اجتماعی فضول خیزیوں میں اضافہ ہو گیا۔ پبلک نو و نماشیں اور خانگی رنگ رلیاں کسی زمانے میں بھی اتنی مطلق العنان نہ تھیں جتنی کہ اس وقت اخلاقیات کے مسائل ہمہ میں۔ یوں تو وینس کا مرتبہ کبھی بھی بڑھا ہوا نہ تھا۔ تاہم اس وقت تو اس کی حالت بالکل ہی ردی ہو گئی تھی کہ وہ اس درجے پر بھی نہ تھی جس درجے پر کہ اٹلی پہنچی جب پبلک زندگی کا یہ معیار ہو تو خانگی مراسم کا کیا ذکر ان کی تو کوئی باز پرس ہی نہ تھی۔ یہ کہنا کہ اخلاقیات کی یہ کساد بازی کلکتہ و خالصہ وینس کے جاہ و ثروت کے زوال کا نتیجہ تھی بالکل مہمل ہے تاہم اس میں بھی کلام نہیں کہ زوال قوت نے اس کو اور بھی بڑھا دیا تھا ان سب باتوں کے باوجود وینس کا جوہ اب بھی صفو ہستی پر باقی تھا اس کا نامکں التخیل محل وقوع اور اس کے ہوشیار مدبران ملک کے مساعی حیلہ اس کی حفاظت کے ضامن تھے جو ہر شاہی دربار میں پھیلے ہوئے اپنے ملک کی دنگاتی کشتی کو یورپین سازشوں کے پریچ و تاب موجوں سے بچانے کی کوشش کر رہے تھے اور انھیں کی بدولت وینس اب بھی جہاز رانی کی ملکہ بنی بیٹھی تھی گو بحر و دم کی فوقیت کا سہرہ باقی نہ تھا وہ اس وقت بھی اپنی عمارات اپنی ٹیلی کشتیوں اپنے ارغوانی آسمانوں کے اعتبار سے دنیا بھر میں سب سے زیادہ تعریف کی مستحق تھی۔

فنون لطیفہ کی قلمرو میں اس کا سکہ اب بھی رواں تھا اور وہ اب بھی اس قابل تھی کہ دنیا اس سے کچھ حاصل کر سکے۔ سولہویں صدی عیسوی تیسٹین، متنورت اور پو لو ویر و نیز کا عہد تھا، ان نقاشوں نے اپنی تصاویر سے نہ صرف فن رنگ کاری کو اکملیت پر پہنچایا بلکہ اس میں تفصیل کے ساتھ ہم آہنگی بھی قائم رکھی اور شاندار گو کسی قدر جذبہ آورنگ آمیزی کو پایہ عروج پر پہنچایا۔



اسی طرح مطبع آلدائن نے فن طباعت میں بعض ایسے فتوحات حاصل کئے جو اس فن کے ابتدائی کارناموں میں داخل ہیں۔ ۱۶۴۷ء تا ۱۶۶۷ء دہائی ۱۶۵۱ء تا ۱۶۹۴ء (۱۶۵۲ء تا ۱۶۸۸ء)

سوٹھویں صدی کے اواخر اور سترھویں صدی کے ابتدائیں دہائیں اور پاپائیت کے درمیان جو کشمکش ہوئی اس نے دنیا پر ایک بار پھر یہ ثابت کر دیا جیسا کہ اس سے قبل زمانہ گذشتہ میں ثابت ہو چکا تھا کہ گو اس نے اپنا مذہب روم کی سرزمین سے حاصل کیا ہے لیکن کلیسائی معاملات میں اپنی آزادی برقرار رکھنے کے لئے اس میں عزم صمیم موجود ہے۔ اور اس عزم پر جمے رہنے کے واسطے اس کے دست و بازو میں کافی قوت بھی ہے۔

بالآخر ترکوں کے ساتھ طویل نبرہ آزمائیوں علی انخصوص قبرص ۱۶۷۰ء اور کینڈیا ۱۶۴۵ء تا ۱۶۶۹ء کے معرکوں میں اس نے ایسی بصالت و شجاعت کا اظہار کیا ہے کہ اس کی گذشتہ عظمت و شان کے نقشے انکھوں میں پھر گئے اور اگر یورپ نے ایسی قابل نفرت خود غرضی اختیار نہ کی ہوتی تو وینس نے اس بڑھتی ہوئی قوت کے سیلاب عظیم کو روک لیا ہوتا ملکوں کا فتح کرنا تو آتا تھا لیکن وہ یہ نہ جانتی تھی کہ ان پر حکمرانی کیونکر کی جاتی ہے یا مفتوحہ علاقوں کے ذرائع کو ترقی و تنوع کیونکر دیا جاتا ہے۔



## دوسرا باب

### فرانس اسپین اور جرمنی کی اندرونی تاریخ

۱۷۹۲ء تا ۱۸۱۵ء

کرونیال و امپراز کا نظم و نسق حکومت۔ کاسیتل اور اراکان کی سلطنتوں کا اتحاد۔ فرڈی نڈ اور ازابیلا کی حکمت علمی۔ نیمینتر افریقہ میں ہسپانوی فتوح۔ امریکہ کے وجود کا انکشاف۔ ازابیلا اور فرڈی نڈ کا طرز عمل۔ ان دونوں کی حکمت علمی کے نتائج۔ میکسیٹیلین اور شہنشاہی۔ ورس کی مجلس شوریٰ۔ اصلاحات کی بجز وجہ میکسیٹیلین کا تعرض۔ اوگسٹر کی مجلس شوریٰ۔ گیلن باورن کا عیشاق۔ مسئلہ دراشت لیڈر شٹ۔ اصلاحات کی حید وجہ کے نتائج عہد یے سوئزرستان۔ میکسیٹیلین کے ساتھ جنگ۔ صلح باسل۔ میکسیٹیلین کا طرز عمل اور اس کی حکمت علمی۔

## ۱۔ فرانس

چارلس ہشتم اور لوئی دوازدہم کے عہد حکومت میں فرانس کی اندرونی تاریخ کے

اہم ترین مسائل قبل از اس ضبط بیان میں آچکے ہیں۔ اگرچہ گھر سے باہر فرانسیسی قوم مصروفِ رزم و پیکار تھی لیکن گھر کے اندر اس کی زندگی امن و امان سے گزر رہی تھی۔ فرانس کی اندرونی امرانے جن کی تعداد اب بہت کم ہو گئی تھی اطالوی معرکہ رائیوں میں اپنی حوصلہ مند یوں کے لئے سامان سکون پالیا تھا اور

حالت

اس لئے انھوں نے اپنے باہمی جھگڑوں سے ملک کے اس سکون میں خلل اندازی نہیں کی۔ کرونیال ٹرارڈ و امبواز کے زیر حکومت جولوئی دوازدہم کا وزیر مملکت تھا ملک کو خوش حالی اور فارغ البالی حاصل ہوئی۔ ۱۴۹۸ء میں شاہ (آبادی میں تیزی کے ساتھ اضافہ ہوا اور نئے نئے قصبے اور شہر آباد ہونے لگے اس عہد کی تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک کی ایک تہائی زمین پھر زراعت و کاشتکاری کے لئے وقف کر دی گئی تھی۔ مختصر یہ کہ انگلستان کی تباہ کن لڑائیوں سے بالآخر جیج کرفرانس نے کھوئی ہوئی چیزوں کے حاصل کرنے میں اپنی صلاحیت کا کافی اظہار کیا فنون لطیفہ میں بھی اس کے قدم کسی سے پیچھے نہ تھے۔ لوئی دوازدہم کے عہد حکومت میں نشاۃِ جدیدہ کا ابتدائی طرزِ تعمیر قبل اس کے کہ وہ بے اندازہ زیبائش اور حد سے زیادہ نفاست سے گرانبہا ہو جائے خوبی و خوشحالی کے اعتبار سے پایہ عروج پر پہنچ چکا تھا۔ قلعہ بلوا کا مشرقی روکار اور قلعہ آمبواز کے روکار کے کچھ حصے اس کے شاہد ہیں۔ اس کے علاوہ فرانس میں شیشہ پر رنگ کاری کرنے والے اتنے مشہور تھے کہ جلیس دوم نے گلوادوراس کے علاوہ لیوم دی مارٹی دونوں نقاشوں کو متیقن کی کھڑکیوں پر رنگ کاری کرنے کے لئے طلب کیا تھا؛ لوئی ”پدر رعایا“ کے لقب کا مستحق تھا جدا سے ملا اور کرونیال ٹرارڈ کی ہر دلچیزی کا اندازہ ”معاملات کو جارج پرچھوڑ دو“ کی کہاوت سے لگایا جاسکتا ہے۔ لیکن باوجود ان تمام باتوں کے ملک کی دستوری آزادی کو تقویت دینے کی کوئی فکر نہیں کی گئی تھی مجلس طبقات نے اپنے حقوق میں کوئی اضافہ حاصل نہیں کیا۔ یہ سچ ہے کہ عدالتی عہدوں کے فروخت کئے جانے کے دستور کو لوئی نے روک دیا تھا لیکن مالی عہدوں میں اس پر عمل پیرا ہو کر وہ

فی الحقیقت اس دستور کو وسعت دینے کا باعث ہو گیا تھا۔ پھر بھی حکومت میں مطلق العنانی کے ساتھ رحم و مہربانی کا عنصر موجود تھا جہاں مہسولات سخت و سنگین تھے وہاں غربا کو عاجز و پریشان بھی نہیں کیا جاتا تھا۔ اگر ہم اپنے زاویہ نگاہ کو داخلی حکمت عملی تک محدود رکھیں اور اس سے متجاوز نہ ہونے دیں تو ہم یہ نتیجہ مستخرج کرنے میں قلعی پر نہ ہوں گے کہ جو ہر دلعزیزی حکومت کو حاصل تھی وہ جائز طور پر حاصل کی گئی تھی اور حق بجانب تھی۔ اگر کوئی اطالوی معرکہ آرائیوں کے خازنار سے اپنا دامن بچائے رکھتا تو اس کا عہد حکومت فرانس کی تاریخ میں انقلاب عظیم پیدا کر دیتا اور چند ہی سال میں فرانس یورپ میں سب سے زیادہ دولتمند اور سب سے زیادہ قوی دست ملک ہو جاتا۔

لیکن اس دور میں اگر ایک طرف فرانس کی اندرونی تاریخ کا دامن اہم اور قابل اعتنا واقعات سے بالکل خالی نظر آتا ہے تو دوسری طرف ہسپانیہ اور جرمنی کی داخلی تاریخ ان واقعات و حوادث سے معمور ہے۔

## ۲- اسپین



ملکہ ازابیلا کے ۱۴۷۴ء میں کاسٹیل کے تخت پر جلوہ افروز ہونے اور اس کے شوہر فرڈینانڈ کیتھولک کے ۱۴۷۹ء میں تاج آراگان کو زیب سر کرنے سے صرف یہی نہیں ہوا کہ ان دونوں حکومتوں میں کاسٹیل اور آراگان کے اتحاد کا سبب بن گیا اور فرڈینانڈ اور ایزابیل کے درمیان جو رقابت مدت سے چلی آتی تھی وہ بھی رفع ہو گئی اب ان دونوں حکومتوں کا انتظام سلطنت جداگانہ طور پر قائم رہا لیکن دونوں کی حکمت عملی بالکل ایک ہو گئی ملک میں اپنے تاج و تخت کی قوت کو بڑھانے اور بیرون ملک اپنی قوم کے رعب و داب کو چار چاند لگانے میں ازابیلا اور فرڈینانڈ کے درمیان عجیب اتحاد خیال تھا ان دونوں کے

عہد حکومت میں جو معرکتہ الآرا امور و قوع پذیر ہوئے وہ یا تو اس عہد کے پہلے ہی وقوع پذیر ہو چکے تھے جس کی تاریخ ہم سپرد قلم کر رہے ہیں یا پھر وہ ایسے ہیں جنہیں ہم اس سے پہلے ہی قلمبند کر چکے ہیں غنائے کو میلانوں نے ۱۶۹۲ء میں فتح کر لیا تھا۔ اس کے علاوہ قوم یہود کا اخراج عدالت تحقیقات مذہبی کا قیام بلکہ کولمبس کا انکشاف اسپینو نیلا سنگ اطالوی معرکہ آرائیوں سے قبل ظہور پذیر ہو چکا تھا۔

اس وقت فروری نینڈ اور ازبیلہ کی حکمت عملی خاص طور پر اس امر کی جانب مائل تھی کہ باہمی شادیوں کے ذریعے سے ایک ایسا یورپی اتحاد قائم کیا جائے جو ان کو ان کے زبردست حریف فرانس کا مد مقابل بنا دے اور جس سے جزیرہ نمائے ہسپانیہ کے التیام و استحکام میں آئندہ مدد ملے اس مقصد کو ازبیلہ اور فرڈیننڈ پیش نظر رکھ کر انھوں نے اپنی بڑی لڑکی ازبیلہ کو برنگال کے کی حکمت عملی۔ حکمران الونسو کے عقد نکاح میں دیدیا اور الونسو کی وفات پر مناکحت کے ذریعے ازبیلہ کی شادی امانوئل کے ساتھ کر دی گئی جو الونسو کا رشتہ دار سے اتحاد قائم کرنا۔ اور اس کے بعد ۱۶۹۹ء میں برنگال کے تخت و تاج کا وارث قرار پایا تھا۔ ان کی چھوٹی لڑکی کیتھرائن کی منگنی

ولی عہد انگلستان شہزادہ آرتھر کے ساتھ بھی اسی مہینے میں ہوئی تھی ۱۶۹۶ء جان آف گانٹ کے بعد سے یہ پہلا موقع تھا کہ انگلستان اور اسپین کے مابین اس معاہدے کے ذریعے سے ایسے کوئی تعلقات پیدا ہوئے تھے ان میں سب سے زیادہ اہم وہ دو طرفہ شادیوں کا معاہدہ تھا جو خاندان ہسپبرگ سے طے پایا تھا۔ اس معاہدے کی رو سے قرار پایا تھا کہ شاہزادہ جان ہسپانیہ کا ولی عہد شہنشاہ میکسی میلین کی بیٹی مارگریٹ کے ساتھ شادی کرے اور آرج ڈیوک میکسی میلین کے بیٹے اور ولی عہد کی شادی جونا کے ساتھ ہو جو تاجداران ہسپانیہ ازبیلہ اور فرڈی نینڈ کی بیٹھی بیٹی تھیں۔ لیکن ازبیلہ اور فرڈی نینڈ کے ان شادیوں سے جو توقعات وابستہ تھے وہ پورے نہ ہو سکے۔ ان کے اکلوتے بیٹے جان کے ۱۶۹۷ء میں انتقال کر جانے

نیز ان کے نواسے یعنی پرتگال کی ازبیلہ کے اکلوتے بیٹے ڈان مگوس کی بھی شہادت میں وفات پانے سے پرتگال کو ہسپانوی سلطنت میں تقسیم کر لینے کی امیدیں خواب و خیال ہو گئیں اور جو نا جو فلپ تاجدار ہسپیرگ کی بیوی اور چارلس پنجم کی ماں تھی کاسٹیل اور آراگان دونوں کی وارثہ ہو گئی اس طرح وہ اتحاد و وابستہ میں فرانس کے خلاف توازن قوت کو برقرار رکھنے کے لئے قائم کیا گیا تھا بالآخر اس توازن کو بگاڑ دینے اور خاندان ہسپیرگ کو تقویت دینے کا باعث ہوا۔

اندرونی حکمت عملی کے متعلق ازبیلہ اور فرطی نند نے جو اصول اپنے آغاز حکومت سے قائم کر لئے تھے وہ انھیں پر استقلال کے ساتھ ازبیلہ اور فرطی نند عمل پیرا رہے یورپ کے اور کسی ملک میں رعایا کے حقوق اس قدر قومی حکومت اتنی کمزور اور شاہی اختیارات اتنے محدود نہ تھے جس قدر کہ پسند رھویں صدی عیسوی میں

کاسٹیل میں تھے۔ ان قدیم دستوروں اور حقوق پر براہ راست حملہ کرنا ناممکن ایسی صورت میں کہ رعایا اتنی خود دار ہو بہت خطرناک ہوتا لہذا دونوں تاجداروں نے دستور مملکت کی ظاہری شکل و صورت علیٰ حالہ برقرار رہنے دی۔ لیکن حکومت کے کل پرزوں کو شاہی ہاتھوں میں جمع کر کے اور تاج کے ذاتی اقتدار کو تقویت دے دے کر درپردہ اپنا مقصد حاصل کر لیا مجلس شوریٰ یعنی کورٹینر کے اجلاس میں چونکہ امر کو حاضر رہنے کا زیادہ شوق نہ تھا اس لئے فرطی نند اور ازبیلہ نے اس غیر حاضری سے فائدہ اٹھا کر اب ان کو نہ صرف مجلس شوریٰ میں بلکہ مجلس حکومت میں تک طلب کرنا چھوڑ دیا اور مملکت کے موروثی عہدہ داروں کے اکثر اختیارات چھین لئے۔

طبقہ امر کی روک تھام کے لئے سب سے زیادہ کارگر آلہ انجن

”ہرمنڈاڈ“ تھی یہ جماعت جس کی بنیاد کاسٹیل کے خاص خاص شہروں نے ابتداً اس مقصد کو پیش نظر رکھ کر ڈالی تھی کہ اپنے بیس تاج اور امرا کی درازدستیوں سے محفوظ رکھ سکیں ۱۲۸۷ء میں شاہی نگرانی میں اس کی از سر نو تنظیم کی گئی ہر ایک مشہور شہر میں قزاقی رہنری اور دیگر ظلم و تعدی کی تحقیقات و تفتیش کے لئے ایک عدالت قائم کی گئی ان عدالتوں کے مرا فے عدالت العالیہ میں ہوسکتے تھے۔ جو تمام قلم و کے واسطے ایک ہی تھی عدالتوں کے تحت کو تواری کی ایک سوارہ فوج متعین کی گئی تھی جس کی تنخواہ اس چندے سے ادا کی جاتی تھی جو گھر وارہ کے طور پر وصول کیا جاتا تھا۔ امور ملکیت کا ضبط و نظم صوبہ واری جماعتوں کے ہاتھ میں دیدیا گیا تھا جو ایک اعلیٰ مقامی مجلس شوریٰ یا جینا کے تحت کام کرتی تھیں یہ مجلس عدل و انصاف کے متعلق قوانین نافذ کرتی تھی اور بعض وقت ایسے معاملات میں بھی مداخلت کرتی تھی جو ملک کی مجلس شوریٰ یا کورٹیز سے متعلق تھے۔ یہ نو منتظم جماعت اس قدر کارگر اور ذی اثر ثابت ہوئی کہ بالآخر ۱۴۹۵ء میں اس کے اقتدارات میں معتد بہ قطع و برید کرنا مناسب قرار دیا گیا اور صرف چند ماتحت عہد داروں پر اکتفا کیا گیا جو تعمیل عدالت کے لئے باقی رکھے گئے اور جن کو معمولی عدالتوں کے صیغہء مرافعہ کے تحت مہور کیا گیا۔ دوزیر تہصرہ میں امرا کو جو شاہی اراضی کی عطیات ملی تھیں ان کے دوبارہ شریک صرف خاص کر لینے کی حکمت عملی اختیار کی گئی۔ طاقتور فوجی جاگیروں کو تاج سے ضم کر دینے کی حکمت عملی جو سب سے پہلے الحاق کا لاتراوا سے ۱۴۸۷ء میں شروع ہوئی تکمیل کو پہنچائی گئی۔ ۱۴۹۲ء میں القنتر اور ۱۴۹۹ء میں سینٹ آیا گودی کو میوسٹیلان کے اختیارات فرڈی منڈ نے حاصل کر لئے۔ جو اس حکمت عملی پر چارلس پنجم کے زمانے تک پایائی مہر توثیق نہ لگی تھی جب کہ پایا ایڈرین نے اپنے فرمان کے ذریعے ان الحاقوں کو بالآخر تسلیم کر لیا تاہم فرڈی منڈ اور از ایلا اپنی اس حکمت عملی سے باریاب ہو چکے تھے۔ اس سے نہ صرف شاہی اقتدار میں قابل قدر اضافہ ہوا بلکہ تاج کو ان دولت مند اور طاقتور جماعتوں پر کامل تسلط حاصل ہو گیا جو بادشاہی اقتدار کو معرض خطر میں ڈالتے تھے۔ ازمنہ وسطیٰ میں

اسی قسم کی جماعتیں مثلاً جماعت ہا سینٹا لریز اور جماعت نائٹ ٹمپلز ز یورپ کی بعض دو کسرے بادشاہیوں کے لئے خطرہ جان تھیں۔

بادشاہی آراگان میں تاج کو چنداں مواقع نہیں حاصل تھے۔ وہاں مجلس شوریٰ یا کورٹیز کے اختیارات زیادہ وسیع تھے۔ امریکورٹیز زیادہ پابندی کے ساتھ شریک ہوا کرتے تھے۔ اور فوجی جاگیریں ایسی بھی کوئی نہ تھیں کہ شاہی سے منہم کر لی جاتیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ہیر عدل (Justiza) کو وہاں ایسے عجیب و غریب اختیارات حاصل تھے کہ وہ شاہی دست اندازیوں کی راہ میں مغل ہو سکتا تھا۔ یہ مشہور عہدہ دار جس کا انتخاب کورٹیز کی جانب سے ہوتا تھا ہر معاملے میں اختیار مداخلت کا مدعی تھا مثلاً مراعات کی سماعت، کسی گرفتاری کے جواز کی تحقیق، بادشاہ کو دستوری مسائل کے متعلق صلاح و مشورہ دینا اور اس کے علاوہ اختیارات میں شریک کار ہونا۔ لیکن یہاں بھی فردی نمٹنے امر کو سیاسی اقتدار سے حتی الوسع بدخل رکھا اور عوام کی تائید سے جن کی وفاداری پر زیادہ اعتبار کیا جاسکتا تھا حکمرانی کرتا رہا اور کاستیل کی جماعت ہر مند آڈ کو یہاں بھی رائج کر دیا۔

ان تکیو لک تاجداروں نے اصلاح کلیسا پر بھی اپنی توجہ مبذول کی ہسپانیہ میں حکومت اور گرجا کے ہمیشہ قریبی تعلقات رہے مسلمانوں کے خلاف عرصہ دراز تک صلیبی لڑائیاں لڑتے رہنے سے حکومت کو ایک خاص وقعت حاصل ہو گئی اور اس نے اس وقت سے فائدہ بھی اٹھایا۔ فردی نمٹنے اور از ایلا دونوں کا مطمح نظر یہ تھا کہ کلیسا کو اس سے بھی زیادہ حکومت کا تابع کر لیا جائے تاکہ وہ الحاد کے فرو کرنے اور حکومت کے اقتدار کو بڑھانے کا ایک آلہ بن جائے۔ ۱۲۸۵ء میں پوپ سکسٹس چہام کلیسا کے اعلیٰ عہدوں پر نامزد کرنے کا اختیار حاصل کر کے انھوں نے اس اختیار سے خاطر خواہ فائدہ اٹھانا شروع کر دیا ہسپانیہ کے سارے کلیسائی عہدوں پر جھانٹش اور وفادار انتخاب کو مامور کیا گیا اور اصلاح کا کام شروع ہو گیا۔ کرونیاں مندوزا، ٹیلا ویرا (جو ملکہ کا پہلا مستمع گناہ تھا) اور سب سے بڑھ کر مشہور فرانسسکی رہب



فرانسکو زیمینی نیز ڈی سینر شاہی حکمت عملی کے آلاکار تھے۔  
 زیمینی ملکہ کا مستمع گناہ اول اول ۱۴۹۲ء میں کرونیال منڈوزا کی  
 تحریک پر مقرر کیا گیا تھا جو طلیطلہ کا صدر اسقف تھا اسی سال۔ اس نے  
 مرنی دسریست یعنی منڈوزا کی وفات پر وہ طلیطلہ کی صدر اسقفی تھے  
 واسطے نامزد کیا گیا جو سارے یورپ میں سب سے زیادہ متمول عہدہ تھا  
 اور سہ کاسٹیل کی وزارت عظمیٰ پر بھی اسی سال فائز ہوا۔

زیمینی کا نظم و نسق | اس غیر معمولی شخص کا طلیطلہ کی صدر اسقفی کے منصب جلیلہ پر  
 مامور ہونا ہی رعایت یافتہ طبقوں کے لئے ایک کاری ضرب  
 تھا کیونکہ اب تک یہ عہدہ امیر النسب اشخاص کے لئے

مخصوص تھا۔ یہ مقرر خود فرڈی منڈ کے خواہشات کے بھی خلاف تھا جو اس  
 عہدے پر اپنے ناجائز فرزند صدر اسقف ساگو ساگو مامور کرانے کی امیدیں  
 باندھ رہا تھا لیکن زیمینی نے ملکہ کا اعتماد غلط نہ تھا کاسٹیل کے سرکش امر کو اس  
 فرانسکی راہب کی لامتناہل دیانت کے سامنے جھک جانا پڑا جس کو  
 تنجویف شیمیں زبانی یا رشیت غرض کوئی چیز اپنے مقصد سے برگشتہ نہیں کر سکتی  
 تھی پھر زیمینی کی تمام سرگرمیاں دنیا داری ہی تک محدود نہ تھیں ۱۴۹۲ء میں  
 فرانسکیوں کا صوبہ دار مذہبی مقرر ہونے پر وہ اپنی برادری کی اصلاح میں  
 تن دہی کے ساتھ مصروف ہو گیا جو تھوڑے زمانے سے اپنی سابقہ مذہبی تہمت  
 کو چھوڑ وسیع الاراضی کی مالک بن گئی تھی۔ اور تین آسائیوں اور دنیوی شان و شکوہ  
 کے ساتھ زندگی بسر کرنا شروع کیا تھا۔ اب اس کا زوایہ نگاہ وسیع ہو گیا تھا  
 اور اس کی نظر اپنے طبقے کی اصلاح سے بڑھ کر عام اصلاح پر پڑ رہی تھی اور  
 وہ چاہتا تھا کہ اپنے صوبے کے تمام خانقاہی حلقوں اور دنیا دار کلیسیوں کی  
 اصلاح کا بھی بیڑا اٹھائے سخت مخالفت کے باوجود نہ صرف فرانسکیوں کے  
 سرور کی طرف سے کی گئی دجو کاسٹیل جا کر ناکام واپس آیا) بلکہ جس میں خود  
 پایا بھی شریک تھا زیمینی کی کوششیں کامیاب ہوئیں۔ جدی مابعد کا ایک منف  
 جو کاسٹیل کا باشندہ تھا لکھتا ہے کہ وہاں کے پادری راہبیں اور برادران فرانسکی

جو ایک زمانے میں یورپ کے سب سے زیادہ کاہل الوجود اور گئے گزرے سمجھے جاتے تھے اب کسی ملک سے مقابلہ کر سکتے تھے۔ صدر اسقف کی کوششوں کا رخ وینیات اور بحر علم کی جانب بھی تھا اس لئے ایک پاپائی حکم کی تعمیل پر بھی اس نے بہت زور دیا جو ۱۶۸۱ء میں صادر کیا گیا تھا اور جس کی رو سے ادیب قانون داں اور فقہائے دین مسیحی کے واسطے کلیسیاں کریمیاں محفوظ کر دی گئیں تھیں اس نے قدیم جامعوں کی از سر نو تنظیم کی۔ اٹلا کے جامعے کی بنیاد ڈالی اور اس کو کثیر مالی امداد سے مستحکم کر دیا۔ اس کے علاوہ اس نے دوسرے مدارس بھی قائم کئے اور مشہور مختلف اللسان انجیل کو طبع کرایا۔ یہ اصل میں البتہ قدیمہ کی انجیل کا ایک مجموعی نسخہ تھا۔ اس میں توریت کا سپٹاگوئنٹ نسخہ اصل عبرانی میں موجود تھا اور اس کے ساتھ اس کا کالدی زبان میں خلاصہ اور لاطینی زبان میں ترجمہ، نیز انجیل ہل یونانی میں اور اسی زبان میں جیروم کا ولگیٹ بھی موجود تھا۔ اسی کے زیر اثر ہسپانیہ میں کینیجو لک انسانیت پسندوں کا ایک جدید فرقہ پیدا ہوا جو اتحاد سے بالکل مبرا تھا اور یہ بھی کہ وینال زمینیں اور اس کے شاہی سرپرستوں ہی کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ پروسٹنٹ مذہب کے قدم ملک میں جمنے نہ پائے اور ہسپانیہ کینیجو لک مذہب کی آئندہ رجعت کا مرکز بن گیا۔

لیکن بدقسمتی سے زمینیں کی سرگرمیاں انھیں اعلیٰ مقاصد تک محدود نہ تھیں بلکہ اعتزال والہاء کے قلع قمع کر دینے کی آرزو میں بھی اس کے سینے کو شعلہ زار بنائے ہوئے تھیں صلحنامہ غرناطہ کی رو سے جو ۱۴۹۲ء میں مرتب ہوا تھا مسلمانوں کو معتد بہ حقوق دیئے جانے کا عہد و پیمان کیا گیا تھا۔ مذہبی تعلیمی اور جسمانی آزادیاں ان کے لئے محفوظ ہو گئیں تھیں۔ وہ شرع اسلام کے تحت زندگی بسر کر سکتے تھے۔ ان کے اپنے مقرر کئے ہوئے حاکم ان پر حکومت کرتے تھے ان کے خصوصیات کا تصفیہ ایسی عدالتوں میں ہوتا تھا جس میں ان کے اپنے قاضی بھی شریک تھے۔ اس صورت حال سے مطمئن ہو کر مسلمان امن چین سے ہسپانیہ میں رہنے رہنے لگے تھے اور بہتوں نے

غزناط کے صدر استقف تالا ویرا کی سرگرمی مانہ لیکن استمالت آمیز حکمت عملی سے  
 دین مسیحی بھی قبول کر لیا تھا۔ لیکن ٹیمپنیز کی آتش نشینی تالا ویرا کی تدابیر کو کافی خیال نہ  
 کرتی تھی چنانچہ وعدے اور قدیم عہد و پیمان توڑ دیے گئے قرآن شریف کے  
 عربی نسخے اور دوسری دینی کتابیں جمع کر کے نذر آتش کر دی گئیں۔ تبدیل مذہب  
 کے لئے دہشت اور خوف کے جذبات سے کام لیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سلسلہ سے  
 سلسلہ تک بغاوتوں کا سلسلہ قائم رہا جن کے فرو کرنے میں کاسٹیل کو کافی  
 فوجی قوت صرف کرنی پڑی اور دونوں قوموں کے تعلقات تلخ و کشیدہ ہو گئے۔  
 بالآخر اس بغاوت کے پورے پورے طور سے دبا دے جانے کے بعد  
 یہ ناہادی حکم شائع ہوا کہ بدقسمت مسلمان یا تو دین مسیحی قبول کر لیں یا ترک وطن  
 کر دیں۔ اچھڑتیمپنیز کی سرگرمیاں مسلمانوں پر فتنیں ڈھارہی تھیں اور مجلس تحقیقات مذہبی  
 بیوروؤں اور ہر ایسے ہسپانوی پر حملہ آور ہو رہی تھی جس کے متعلق ملحدانہ خیالات کا  
 شبہ کیا جاسکتا تھا۔

اسلام کو جزیرہ نما ہسپانیہ سے اس طرح برائے نام خارج کر دینے  
 کے بعد ہسپانوی مینچلوں کی نظریں لازمی طور پر اس تنگ خلیج پر پڑنے لگیں جو ان کو  
 افریقہ میں ہسپانوی افریقہ سے جدا کرتی تھی۔ ہسپانوی سواحل پر مسلمان بحری  
 قزاقوں کی تاخت و تاراج۔ قومی ترقی و وسعت کی محسوس  
 ان نمایاں پیش قدمیوں کا رشک و حسد جو پرتگالی افریقہ کے

مشترقی ساحلوں پر کر رہے تھے اور وہ مجاہدانہ حوصلہ مندی جو ہسپانیہ کی گزشتہ  
 تاریخی روایات سے پیدا ہوئی تھی سب نے مل ملا کر ہسپانیوں کو اس اہر پر  
 ابھار دیا کہ وہ اپنی قلم و گو اس سیاہ فام براعظم کے شمال میں وسعت دیں  
 اور یہ کوئی تعجب انگیز بات نہیں کہ ہم نوکیمیز کو جو ایک سچا کاسٹیل تھا اس  
 حکمت عملی کی ہمت افزائی کرتا دیکھتے ہیں چنانچہ ستمبر ۱۵۰۸ء میں اس کا اشارے سے  
 بازربکیر پر (Mazarquivier) جو ساحل بربری افریقہ کے بحری لیروں کا ماں تھا  
 فتح کر لیا گیا۔ اس کے بعد ہی سلسلہ میں حوران کا سقوط عمل میں آیا۔ جو اپنی اہمیت کے  
 لحاظ سے مازربکیر کی فتح سے کہیں بڑھا ہوا تھا۔ دوسرے سال سلسلہ میں

الجبریا اور طرابلس بھی ہسپانیہ کے مملع و متقاد ہو گئے۔ لیکن گو ہسپانوی تاریخوں کے صفحے کے صفحے ان آفریقائی قوموں سے رنگے ہوئے ہیں لیکن سچ یہ ہے کہ کولمبس اور اس کے رفقا کی ہمیں جنھوں نے شاہی خزانے سے بدرجہا کم انداز حاصل کی اور جن کی طرف عوام الناس کی توجہ بھی نسبتاً بہت کم مہذول ہوئی ہسپانیہ اور یورپ کے مستقبل پر ان آفریقائی قوموں سے کہیں زیادہ اثر ڈال گئیں امریکہ کے دریافت یہ امر کہ امریکہ کے معلوم کرنے میں آنٹی ویر ہوئی مندرجہ ذیل کرنے میں آنٹی ویر امور کو ملحوظ رکھنے سے باہمی سمجھ میں آسکے گا۔

کیوں ہوئی۔ اہل کار تھیں کو جنھوں نے ساحل افریقہ کے قریب کے جزائر کو دریافت کرنے کی تھوڑی بہت کوشش کی تھی رومی حکومت نے زیر و زور کر دیا تھا۔ اہل روم میں بحری حوصلہ مندیاں موجود نہ تھیں اور یورپ خود ان کی سرگرمیوں کی جولا نگاہ بننے کے لئے کافی وسیع تھا اس سے ہٹ کر ان کی نظریں اگر کسی اور سمت اٹھ سکتی تھیں تو وہ لازماً افریقہ کی طرف پھر مشرقی ممالک پر جن سے ان کی روایات والیتہ تھیں۔ رومن شاہنشاہی کے زوال کے بعد ان کے طبوطانی فاتح حصے تک اتنے قوی اور متحد و مملوٹ نہیں ہو سکتے تھے کہ بدلیسی فتوح کے خیالات ان کے دلوں میں پیدا ہو سکیں جب اس قسم کے خیالات پیدا ہونے کا وقت آیا تو ان کی نظریں بھی لازماً مشرق ہی کی طرف اٹھیں، مشرق ان کے مذہب کی جائے پیدائش تھا۔ فاطمین ان کا کعبہ پہلے عربوں اور پھر ترکوں کے ہاتھوں میں تھا۔ مشرق دولت اور عیش و عشرت کا خزانہ تھا۔ جس کے تذکرے وہ قصوں اور افسانوں کی زبان سے سن چکے تھے۔ لہذا سب پہلے سب تاجس اور سب زائرین ہر پھر کے اسی طرف لوٹتے تھے اور جسر متوسطان کے لئے ایک عام راستہ بن گیا تھا۔

ان سب امور سے قطع نظر کر کے بھی اگر ہم دنیا کے طبعی تقسم پر نگاہ ڈالیں تو ہم کو نظر آئے گا کہ بحر ظلمات کے اُس حصے کی ہوا تھیں اور اس کا سبب جو وسط یورپ کے عرض البلد میں واقع ہے مغربی حوصلہ مندیوں کے

کسی طرح موافق نہیں وہاں مغربی ہوائیں تمام سال چلتی رہتی ہیں اور ان ہوائوں سے کہیں زیادہ تند اور تیز ہوتی ہیں جو شمال اور مشرق سے چلتی ہیں علاوہ اس کے سمندر کا وہ سیل عظیم جو گلف اسٹریم درجہ خیال کے نام سے موسوم ہے اس کے بہاؤ کا رخ ہمیشہ یورپ ہی کی طرف رہتا ہے اس عرض البلد کے شمال اور جنوب کی حالتیں اس سے بالکل مختلف ہیں شمال میں وہ سیل عظیم جو بحر شمالی کہلاتا ہے جنوب کی طرف آبنائے ڈیوس سے گرین لینڈ تک اور پھر وہاں سے امریکہ کے شمالی ساحل تک پہنچا جاتا ہے جنوب میں سیل الاسٹو اسواحل افریقہ سے برازیل تک بہتا ہے اور ادھر خط استوا کے شمال میں تجارتی ہوائیں جنوب مغرب اور جنوب میں شمال مغرب کی طرف مسلسل چلتی رہتی ہیں لہذا اس کی پیشگوئی کرنا کوئی دشواریات نہ تھی کہ امریکہ کا وجود اس وقت تک دریافت نہیں کیا جاسکتا تھا جب تک شمالی اور جنوبی عرض البلد پر کوئی ایسی منجلی قوم قابض نہ ہو جائے جس کے ذرائع اور وسائل خاصے قوی ہوں اور جو کشمیریائی سے کافی آگاہی رکھتی ہو سب سے بڑھ کر یہ کہ اس میں بحری حوصلہ مندیاں بھی موجود ہوں اور وہ سمندر کے نامعلوم خطرات کا مقابلہ دلیری و جرات کے ساتھ کرنے پر تیار ہو۔

بلاشبہ دسویں صدی عیسوی میں نارسمینوں (Norseman) نے لبریا دور نیو فاؤنڈ لینڈ اور شمالی امریکہ کے بری حصے کو دریافت کر لیا تھا جسے وہ (Wineland) یا ارض الخمر کے نام سے یاد کرتے تھے لیکن ان کی تعداد مختصر تھی اور خود یورپ ان کے لئے میدان تاخت ہونے اور ان کو بسانے کے لئے کافی وسیع تھا۔ اس ارض الخمر کی یاد صرف ان کے افسانوں ہی میں باقی رہ گئی۔ جنوبی عرض البلد میں اس قسم کی حوصلہ مند یوں کا موقع چودھویں صدی کے اواخر تک فراہم نہ ہوا اس وقت بھی جیسا کہ تحریر ہو چکا ہے پہلے اہل جینوا اور پھر پرتگالیوں نے افریقی سواحل پر قدم رکھنے شروع کئے تھے پرتگالیوں کی ٹیموں کا اصلی مقصد صرف یہ تھا کہ ہندوستان اور مشرق تک پہنچنے کا کوئی

بحری راستہ ڈھونڈ نکالیں ان ممالک کو تیرہویں صدی عیسوی کے اواخر سے جب کہ مارکو پولو کی معرکہ آرا تصنیف شائع ہوئی سونے اور مصلانوں کا مخزن سمجھا جانے لگا اور اس طرح انھیں ایک نئی اہمیت حاصل ہو گئی۔

اس وقت عام طور پر یہ خیال کیا جاتا تھا کہ افریقہ کی مہربان خط استوا کے جنوب تک نہیں پہنچی ہے لیکن چونکہ اس براعظم کی وسعت سمجھنے کے بڑھتے قدموں کے ساتھ بڑھتی گئی اس لئے یہ خیالات رفتہ رفتہ ملتے گئے۔

اور امیدیں قوی ہوتی گئیں کہ براعظم ایشیا بحر طلمات کے اس پار ہے، بحر اوقیانوس سے ہو کر اقرون وسطیٰ میں یہ خیال یورپ میں بہت کچھ زور مند وستان تک پہنچنے کے پھر چکا تھا کہ بحر طلمات کی موجیں ایشیا کے مشرقی خیال کو جسے برنگائی ترک اگناروں سے دست و بغل ہوتی ہیں۔ اس خیال کی کر ویتے ہیں تو کمبسن اختیار ہو گا۔ مکی خلیج آرائی کام ہون منت تھا اول اول روجر بیکن نے جو آکسفورڈ کے فرانسیسی لکھن میں سے تھا تیرہویں صدی میں مستقل طور پر تجدید کی۔ روجر بیکن ہی سے کرتا ہے

امیر جامعہ پیرس پیر وائی نے اس خیال کو اخذ کر کے اپنی تصنیف "خیالی دنیا" میں جگہ دی۔ اس خیال کی توثیق ان جزائر کے آثار سے ہوئی تھی جو بحر طلمات میں دور دراز مقامات پر واقع تھے اور نیران لکڑیوں اور لہنیوں سے جو گلف اسٹریم کے ساتھ بہا کر سواحل یورپ تک پہنچتی تھیں اس کا قطعی تذکرہ پیوٹوئوس کا نیکی نے جو فلورنس کا ایک ہٹیت داں تھا اپنے خط میں کیا جو لبنان کے ایک رامب کے نام مورخہ ۲۰ جون ۱۳۷۳ء لکھا گیا تھا۔ اس وقت تک برنگان والے مغربی سواحل افریقہ پر نمایاں پیش قدمی کر چکے تھے اور بالآخر ومانہ افریقہ یعنی (Cape of Good Hope) کے دریافت ہو جانے کی

وجہ سے جس کا پتہ پارٹیکلیو ڈی مار نے ۱۴۸۶ء میں لگایا تھا۔ برنگالیوں کی تمام کوششیں مشرق تک پہنچنے کا راستہ دریافت کر لینے پر مرکوز ہو گئیں برنگالیوں نے جس خیال کو نظر انداز کر دیا اسے اب کرسٹوفر کولمبس نے اپنا ملحق نظر بنایا۔ جینیوا کے اس مشہور و معروف ہستی کو تاریخ انکشاف میں کیا

مرتبہ حاصل ہے اس کا اندازہ لگانے کے لئے ہم کو یہ ذہن نشین کرنا چاہیے کہ کولمبس کسی جدید براعظم کے دریافت کرنے کا خیال نہ رکھتا تھا اس کا نشانہ اور مقصد صرف یہ تھا کہ جزائر ہند تک پہنچنے کا کوئی مختصر راستہ دریافت کر لے و پس۔ اس بارے میں اس کے خیالات بالکل وہی تھے جو اس زمانے میں رائج تھے۔ ان سے وہ ایک قدم ہی آگے نہ تھا۔ اس کا علم مذکورہ بالا معلومات پر مبنی تھا۔ اپنے ہمعصروں سے وہ صرف اس لحاظ سے ممتاز تھا کہ وہ ٹھیک مغرب کی سمت قدم بڑھائے چلے جانے کا عزم مصمم کر چکا تھا تا وقتیکہ وہ براعظم ایشیا تک پہنچ نہ جائے اس ارادے سے کولمبس کی کولمبس مختلف دربار ہائے شاہی تصنیف تو سکائی کے خطا اور موزالہ کر رہی کی جہہ سائی کرتا اور بالآخر اسپین کے ایک نقشے کو لئے ہوئے اس نے کی تائید حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

لیکن پرتگال کا تاجدار جان دوم سمندر ہی سمندر سے افریقہ کے گرد اگر سفر کرنے پر تلا بیٹھا تھا۔ چنانچہ اس نے کولمبس کی درخواست رد کر دی اس کے بعد قبض بیانات کے بموجب اس نے جینیوا اور وینس کی تائید حاصل کرنے کے لئے بھی ہاتھ پاؤں مارے لیکن یہاں بھی ناکام رہا بالآخر چاروں طرف سے ٹھک کر اس کی مایوس نگاہیں انگلستان اور اسپین کے درباروں کی طرف پڑیں۔

کولمبس کے بھائی بارٹھولومیو نے انگلستان کی طرف لوٹھا دیئے لیکن روبرٹ انگلستان میں پہنچ کر وہ بدقسمتی سے بحری لٹیروں کے ہاتھوں میں پھنسا پرتگال واپس ہو کر وہ ڈیاز کے ساتھ دماغہ افریقہ یعنی کیپ آف گودہوپ تک پہنچ گئے اور گوانام کا را اس نے ہسپانیہ کے دربار میں بھی سلسلہ جنبا فی کی جہاں اس کا استقبال پوری گرمجوشی کے ساتھ کیا گیا۔ تاہم اب

تیرکمان سے نکل چکا تھا کیونکہ کرسٹوفر کولمبس نے پہلے ہی فرڈیننڈ اور ازابلا کے ساتھ خط و کتابت شروع کر چکا تھا۔ شہر یاران ہسپانیہ نے کرسٹوفر کی دلکش اسکیم کو غور کے ساتھ سنا۔ لیکن جنگ غرناطہ سے جو اس وقت پورے زوروں کے ساتھ چل رہی تھی ہسپانیہ کے خزانے پر شدید بار عاید ہو رہا تھا۔ ماسوا اس کے کولمبس کی شرائط بھی بہت سخت تھیں۔ اس کا مطالبہ یہ تھا کہ جو جو مقامات اور جو جو جزیرے وہ دریافت کرے ان سب کا وہ شاہی امیر البحر اور موروثی نائب السلطنت تسلیم کیا جائے۔ ان مقامات میں اس کو وہی رمانٹس حاصل رہیں جو کاسیتیل کے (قسیلیہ) صدر امیر البحر کو حاصل تھیں۔ جو خزانے از قسم طلا وغیرہ دستیاب ہوں ان کا دسواں حصہ اس کو دیا جائے۔ بہر کیف غرناطہ فتح ہو جانے کے بعد اس معاہدے پر بالآخر دستخط ہو ہی گئے۔ اپریل ۱۴۹۲ء) اور اگست کے مہینے میں کولمبس پانوس کی لسنر گاہ سے اپنے یادگار زمانہ بحری سفر پر روانہ ہو گیا۔ اس کے ساتھ تین کشتیاں ایکٹاسو بیس نفوس اور بارہ چینیے کا سامان سفر تھا۔ ایک نامہ شاہی بھی تھا جو اس کے کیتھولک شہریاروں نے خاں کیتھے کے نام لکھا تھا۔ کولمبس اس دعوے کے ساتھ چلا تھا کہ وہ نہ صرف جزائر ہند کے سر زمین خزانے ہی ہسپانیہ کے لئے کھول دے گا بلکہ کافروں اور بے دینوں کے خلاف مذہبی جہاد کا راستہ بھی صاف کر دے گا۔ اس کے سفر کی تفصیلات ہم دوسروں کے لئے چھوڑے دیتے اور خود صرف ایک اجمالی خاکہ کھینچنے ہی پر کفایت کرتے ہیں۔

اپنی پہلی مہم میں کولمبس کناریز سے بالراست مغربی جانب پانچ ہفتے کی متواتر جہاز رانی کے بعد بھاما کے جزیروں میں سے ایک جزیرے میں پہنچا اور اس کے تھوڑے ہی عرصے بعد بڑے جزیرے اور پھر طویل جزیرے کولمبس کی پہلی مہم میں پہنچا۔ ان۔ ان جزائر کے باشندوں کے اشاروں سے یہ پتہ لگا کر کہ سونا صرف جنوب و مغرب کی سمت مل سکے گا وہ سواحل کیوبا پہنچا اور پھر وہاں سے وہ جزیرہ ہسپانیولا



لیا نئی کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہاں میلاد مسیح کی شب کو اس کا جہاز ریگ سے ٹکرا کر تباہ ہو گیا۔ اس کے ماتحتوں میں سے نیزان نامی ایک شخص پہلے ہی اس کا ساتھ اس امید میں چھوڑ کر واپس چلا گیا کہ ہسپانیہ میں جا کر اس خبر کو ٹیبل از نیل بیان کر دے گا آخر کار خود کولمبس بھی اسے تباہ شدہ جہاز سینٹا میریا کو ہانسی ہی چھوڑ کر نینا جہاز میں جو ایک ہی باقی رہ گیا تھا ہسپانیہ واپس ہو گیا۔ اپنے دور سے سفر میں جو ۱۴۹۳ء میں شروع ہوا تھا کولمبس نے جسکا اور مجمع البحرین کی بعض جزیرے دریافت کئے۔ تیسرے سفر میں وہ بالآخر براعظم تک پہنچ گیا۔ اور وینیزیولا کا ساحل دریافت کر لیا یہ کولمبس کے ۱۴۹۲ء کا واقعہ ہے جس سال واسکو ڈی گاما کیپ آف گود ہوپ کے گرد چکر کاٹ کر مشرقی راستے سے ہندوستان پہنچا تھا بعد کے سفر ۱۴۹۳ء ۱۵۰۲ء میں کولمبس ہونڈیوڈ اس کے ساحل پر ٹنگراندوہا اور اس طرح اس نے براعظم امریکہ کو دریافت کر لیا۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس معاملے میں اس کا موطن جان کا بوٹا اس سے گونے سبقت لے گیا تھا جہنری منہم کی ملازمت میں برشلہ سے روانہ ہو کر ۱۴۹۲ء میں مشرقی امریکہ میں سینٹ لارنس کے دہانے کے قریب پہنچ گیا تھا اور جو جنوب میں غلاباں ہی ساحل ہوتے ہوئے اس کا ڈنک کا پتہ لگاتا چلا گیا تھا۔ پس براعظم امریکہ کی دریافت کا سہرا بھی کولمبس کے سر پر نہیں رہتا علاوہ بریں وہ مرگے دم تک یہی خیال کرتا رہا تھا کہ کیوبابراعظم ایشیا کا جزو تھا اور ہسپینیولا اور ووسرے جزیرے جو اس نے دریافت کئے تھے وہ ایشیا کے مجمع البحرین میں واقع تھے اس اثنا میں کولمبس کی حکومت اپنی ہسپینیولا کی نوآبادیات میں ایسی ناکام رہی کہ انڈیا اور فرڈی نند نے اس کو ۱۴۹۸ء میں حکومت سے معزولی کر دیا۔ گو فرڈی نند اور ازبلا پر یہ الزام عاید ہو سکتا ہے کہ انھوں نے اس شخص کے ساتھ جس نے ہمیشہ والی کولمبس ناکام ہسپانیہ کے واسطے ایسی مفید خدمات ثابت ہوتا ہے۔ انجام دی تھیں بے وفائی کا سلوک کیا

لیکن اس میں بھی شبہ نہیں کہ کولمبس نے اپنے تئیں حکومت کا بالکل اہل ثابست نہیں کیا اور اس لئے ان تمام وعدوں کا پورا کرنا خارج از بحث تھا جو اس کے اقاروں نے ابتداءً اس سے اکٹھے تھے۔ ان کا جنوبی امریکہ کا دریافت کرنا ایک نامہ انستہ فعل تھا لیکن اپنے پہلے سفر میں اس نے جس استقلال اور ثابست قدمی کا اظہار کیا وہ اس کو شہرت کا خاصۃً مستحق بنا دیتی ہے۔ اس کے انکشاف کی حقیقی اہمیت کی قدر کرنا قسمت نے اس کے جانشینوں کے تفویض کیا۔

سپین میں ونڈٹ بینر جو کولمبس کے ابتدائی ساتھیوں میں سے تھا جنوب کی سمت اور بھی آگے بڑھتا چلا گیا حتیٰ کہ اس مقام کی انتہائی شمالی سرحد پر اس سنٹا گسیٹو تک پہنچ گیا جو آگے چل کر برازیل کے نام سے موسوم ہونے والا تھا۔ اور اسی سلسلے میں اس انتہائی شمالی سرحد اور وینزولہ کے وسط میں شمال مغربی سمت میں ایک جدید ساحل بھی دریافت کر لیا اسی سال کیرال جو پرتگال کا باشندہ تھا کیپ آف گوڈوہوب جاتے ہوئے باد مخالف کی زد میں آکر مغرب کی طرف ہوتا چلا گیا اور ایک بار پھر برازیل خریدنے مقامات کا جا پہنچا جس کے متعلق پرتگالیوں کا دعویٰ تھا کہ دریافت ہوتا

معاہدہ ٹارڈی سیلاز (صفحہ ۱۱۵) کی رو سے جو خط انعام قائم کیا گیا تھا وہ اس خط کی حدود کے اندر پڑتا تھا اور اس لیے ان کے زیر تصرف تھا اس کے بعد کے سال میں دسٹریکٹ امریکو و سپینگی نے سارے ملک کی تقشیش کر ڈالی۔ یہ شخص فلورنس کا باشندہ تھا اور ایک زمانے میں ہسپانیہ کے زمرہ ملازمت میں شریک تھا لیکن پھر اپنی ملازمت ترک کر کے پرتگال کی نوکری اختیار کر لی تھی۔ اب جنوب میں ریو ڈے جینیرو تک ساحل کو دریافت کرتا چلا گیا جہاں تک اب تک کسی کی رسائی نہیں ہوئی تھی اور ایک عجیب و غریب نادبی اتفاق کہ اس نئی دنیا کا نام اسی سیاح کے نام سے منسوب ہو گیا۔ اس نئی دنیا کے متعلق اب تک لوگوں کے دماغ میں یہ خیال بسا ہوا تھا کہ یا تو وہ براعظم ایشیائی

ایک کوہ پیکر اس سے یا بحر ظلمات کا کوئی زبر و دست جزیرہ۔ اس کے پانچ سال بعد کو لمبس ہسپانیہ میں ایک گننام اور غیر معروف شخص کی حیثیت سے داعی اجل کو بلایک کہہ گیا اس کی رحلت کے بعد نئے نئے مقامات کا انکشاف جاری رہا۔ ۱۸۱۷ء میں پانسے دی لیون نامی ایک شخص نے جو ہسپینولا کا ایک نوآباد تھا فلوریڈا کو دریافت کیا۔ بلکہ اس کی تفتیش بھی کی۔ اس کے کچھ ہی زمانے بعد خلیج میکسیکو دوبارہ پار کیا گیا اور شمالی اور جنوبی امریکہ کا اتصال ثابت ہو گیا۔ ۱۸۱۸ء میں واسکو نو نیرو ڈی بالیو نے ڈیرین کو عبور کیا اور کوہ کارڈی لیلاز کی چوٹیوں پر چڑھنے کے بعد اسے بحر قزقم کی موجیں نظر آئیں۔ لیکن کو لمبس کا نظریہ وماغوں پر اس قدر چھایا ہوا تھا کہ بہتر سے اشخاص اب بھی اس عظیم الشان سمندر کو محض ایک اندرونی سمندر سمجھے ہوئے تھے بلکہ

مذکورہ بالا خیال قطعی طور پر اس وقت رفع ہوا ہے جب پرتگالیوں نے ایشیا کی طرف پیش قدمی کی ہے۔ سوٹھویں صدی کی ابتدا میں پرتگالیوں نے ماگیلان کا یہ انکشاف کہ اسواصل ایشیا کے گرد بتدریج چکر لگانے شروع کر دیئے امریکہ ایک نیابراکرم ہے تھے فرمان ڈے انڈراڈے نے مجمع الجزائر ایشیا کے کچھ حصے کی تفتیش کر لی تھی اور ۱۵۱۸ء میں کنٹان

دخانقو تک جا پہنچا تھا۔ پرتگالیوں کی متذکرہ صدر مہمات کے منجملہ بعض مہموں میں ماگیلان بھی شریک رہا تھا اور ایشیا کے مشرق میں ایک عظیم الشان سمندر کے واقع ہونے کا جو علم اسے ان مہموں میں حاصل ہوا تھا اسی نے اس کے وماغ میں یہ خیال پیدا کیا کہ نو دریافت شدہ دنیا یعنی امریکہ سے ہو کر ایشیا تک پہنچنے کا ایک مغربی راستہ دریافت کیا جائے امانوئل تاجدار پرتگال نے ماگیلان کی تنخواہ میں اضافہ کرنے سے انکار کر دیا تھا چنانچہ اس انکار سے کبیدہ خاطر ہو کر اس نے جو ان سال حکمران چارلس پنجم کی ملازمت اختیار کر لی اور ماہ ستمبر ۱۵۱۹ء میں

۱۷۔ اس مسئلے کی بابت دیکھو Ruge کی Geschich te des Zeilatters der Entdichugeu

اپنے مشہور و معروف بحری سفر پر روانہ ہو گیا۔ تیسرہ مہینے تک متواتر سفر کرنے کے بعد اس نے وہ آبنائے دریافت کی جو اس کے نام سے آبنائے ماگیلان کے نام سے مشہور ہے جزائر فلپین تک پہنچنے میں اس کو تین مہینے اور لگے لیکن افسوس ہے کہ یہ جبری اور منجلا ملاح جزائر لاڈرون کے ایک جزیرے میں ۲۷ اپریل ۱۵۲۱ء اس کو شش میں ہلاک ہو گیا کہ ایک ویسی کو جو تبدیل مذہب کر کے عیسائی ہو گیا تھا اس کے دشمنوں سے بچائے۔ اس کے بیٹے میں سے جو پانچ جہازوں پر متعلق تھا صرف ایک جہاز بچ بچا کر ہسپانیہ پہنچ سکا (ستمبر ۱۵۲۲ء) آخر کار لوگوں نے کرہ ارض کے اطراف دریائی سفر کر لیا اور گو امریکہ کی وسعت کو ٹھیک ٹھیک معلوم کرنا اور ایشیا کے ساتھ اس کا صحیح تعلق دریافت کرنے میں دو صدیاں اور لگیں تاہم انجام کار یہ نئی سرزمین اب ان معنوں میں ”نئی دنیا“ ثابت ہوئی جو اس وقت تک کسی کے حاشیہ خیال میں تک نہ آئے تھے۔ اس اثنا میں کورئیر نے میکسیکو کو فتح کر لیا ۱۵۱۹ء تا ۱۵۲۱ء اور پیرارو نے پیرو کی تسخیر کی ابتدا کر دی۔

کولمبس کے اپنے آخری سفر سے واپس آنے کے تقریباً بیس دن بعد کاتیل کی ناو اور ملکہ گذر گئی۔ (۲۶ نومبر ۱۵۰۲ء) اس وقت اس کی عمر چن سال تھی اور اس کی تخت نشینی کا تیسواں سال تھا۔

از اسلام کی وفات ہسپانیہ میں اس پائے کی کوئی ملکہ پیدا نہیں ہوئی اور یورپ میں ۲۶ نومبر ۱۵۱۵ء بھی چند ہی ایسی ملکائیں گزری ہوں گی جن کو از اسلام کی ہی شہرت حاصل ہوئی ہو اس کی ہستی اپنے عہد کی نیکیوں اور کمزوریوں کا ایک عجیب و غریب نمونہ تھی اس کی دیانت سچا تھی بناوٹی

نہ تھی وہ فطرۃ مہربان تھی لیکن ساتھ ہی اس کے اس میں وقار بھی تھا۔ اپنے فرائض کی انجام دہی میں سختی کے ساتھ پابند تھی اس کی فطرت میں علو ہمت، مروت اور بے غرضی کے خداداد گوہر بھرے تھے اپنے ملک کی ضرورتوں سے باخبر وہ بحیثیت عورت کے قابل تحسین تھی اور اس کی ہستی کے ہر ذریعے میں ملکیت کوٹ کوٹ کر بھردی گئی تھی۔ اس کی اعلیٰ سیرت میں اگر کوئی نقص تھا تو وہ صرف

یہ کہ مذہبی عصبیت اس کو ظلم و تعدی کی طرف گھسیٹ لے جاتی تھی مجلس تحقیقات مذہبی بیہوشوں کا اخراج۔ مسلمانوں کے شکست مواعید، قرار و ادغرائی کی نظر اندازی یہ تمام امور اس کی اجازت و رضامندی سے عمل میں لائے گئے تھے تاہم انصاف تو یہ ہے کہ مذہبی عدم رواداری کی یہ روح اس زمانے کی بہتر سی بہتر ملکیتوں میں بھی سرایت گئی تھی، یہ یاد رکھنا چاہیے کہ مذہبی رواداری کا اس وقت تک کسی کو خیال تک نہ تھا اور ممکن ہے کہ اس پر عمل کرنا بھی اس زمانے کے لحاظ سے محال ہو۔

اس کے شوہر فرڈیننڈ کا چال چلن جو اس کے بعد بارہ برس تک زندہ رہا نفاست اور دلکشی میں اس کی سیرت کا ہم پلہ نہ تھا۔ فرڈیننڈ کا زمانہ بیباکی یا سفارتی بے وفائی کے لئے مشہور ہے اور وہ اس زمانے میں بھی عیاری کا ستر تاج تھا۔ فرڈیننڈ کا چال چلن وہ اکثر اس امر پر فخر کیا کرتا تھا کہ اس نے بہتروں کو دھوکا دیا لیکن خود کسی کے دھوکے میں نہ آیا جو لوگ اس کی بہترین خدمت کرتے ان کو بھی شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھتا اور اکثر وہ بھی اس کی بے وفائی کا نشانہ بنتے۔ طبیعت کا بے پروا۔ اس میں فیاضانہ جذبے پیدا تک نہ ہوتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ اس قابل ہی نہ تھا کہ اس کو از آب سیلابی بیوی ملے۔ لیکن ساتھ ہی ہم کو یہ درکھنا چاہیے کہ اس زمانے میں سیاسی عیاری حکمرانی کے لوازمات میں سے خیال کی جاتی تھی اور اس کے معصر حکمرانوں کو ان کی سفائی انہی کامیاب ثابت نہ ہوئی جو تاہم ایمان داری میں وہ اس سے کسی طرح بہتر یا برتر ہرگز نہ تھے ماسوا اس کے فرڈیننڈ کا تہہ بر اس کے ضروریات ملکی کے صحیح احساس پر مبنی تھا۔ اقتدار شاہی کو مستحکم کرنے کی تجویز کا وہ موہید بلکہ بافی و موجد تھا اور از بسلا کی زندگی تک وہ دونوں بادشاہیوں کے اتحاد کے لئے تندہی سے کوشاں رہا۔

لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ از بسلا کے انتقال کے بعد فرڈیننڈ کے قدم اپنی مقرر کردہ پالیسی سے بعض اوقات ڈگمگائے۔ ۱۵۰۸ء کے موسم خزاں میں اس نے اولاد نرینہ کی امید میں جو اس کے بعد آراگان کے تاج و تخت کا

از اہلبلا کی وفات کے وارث ہو سکے جرمن ڈمی فوانکس سے شادی کر لی تھی۔  
بعد اس کا مسلک - یہ ایسی امید تھی کہ اگر کہیں پوری ہو گئی ہوتی تو قسطنطینیہ

اور آراگان کی حکومتوں کا اتحاد جس کے لئے وہ اب تک

ایڑی چوٹی کا زور لگاتا جا رہا تھا خواب و خیال ہو جاتا - اس کا جواب کہ فرڈینند نے  
یہ شادی کیوں کی اس امر سے ملے گا کہ خاندان ہسپیرگ سے ایک زمانے سے  
رقابت کا سلسلہ چلے آ رہا تھا - از اہلبلا کی وفات سے قسطنطینیہ کا تاج شہزادی جونا کے  
حصے میں آیا تھا اور چونکہ جونا میں اس سے پہلے ہی ڈیو انگی کے علامات نمایاں  
ہو چکے تھے اس لئے فرڈینند نے نائب اسطنتی کا دعویٰ کیا - اس کے اس  
دعوے کی جونا کے شوہر آرج ڈیوک فلب کی طرف سے مخالفت کی گئی اور  
بالآخر فرڈینند کو ۱۸۵۷ء میں دب کر خاموش ہو جانا پڑا - اسی سال ۲۵ ستمبر کو  
فلب کے انتقال کر جانے سے فرڈینند کا یہ فوری خطرہ تو رفع ہو گیا لیکن مشکل  
یہ آپڑی کہ اب قسطنطینیہ کے حقوق آرج ڈیوک فلب سے منتقل ہو کر اس کے  
بیٹے چارلس پر عود کر آئے فرڈینند کی اس دوسری بیوی سے بھی کوئی اولاد نہ رہی  
نہ ہوئی اس سے ما یوس ہو کر اس نے اپنی آخری عمر میں آراگان کی حکومت اپنے  
چھوٹے نواسے فرڈینند پر منتقل کر دینی چاہی اس سانحہ روہ مدبر کی نکتہ رس  
نگاہوں نے اس خطرے کو اچھی طرح دیکھ لیا تھا جو چارلس کی اتنی بڑی اور وسیع  
قلمرو پر حکمران ہونے سے ہسپانیہ اور تمام یورپ کو لاحق ہو رہا تھا اگر اس کا  
ارادہ پورا ہو گیا ہوتا تو اس نے اطالیہ اور ہسپانیہ کی بادشاہیاں چارلس  
کے چھوٹے بھائی فرڈینند کے واسطے محفوظ کر لی ہوتیں اور اس طرح آئسٹریا کا  
توازن قوت ہسپانیہ اور فرانس کے مقابلے میں حاصل ہو گیا ہوتا لیکن برٹنیوں

لجہ گزرات نے (State papers) مطبوعہ لندن ۱۸۶۶ء کی پہلی جلد باب کے ضمیمہ میں جونا کی

دیوانگی سے انکار کیا لیکن اس خصوص میں دیکھو گاجرڈ کی Sur Jiaunila Foke مطبوعہ

برسل ۱۸۶۷ء Rosler Johauia die Wahusmnige مطبوعہ "ڈینا" ۱۸۷۷ء اور نیٹک کی

تصنیف موصوفہ لاطینی اور تیوتانی اقوام کتاب باب کا ماشیہ -

فرانسیس کی فتح نے (ستمبر ۱۵۸۱ء) فرانسیسی تعوق و برتری کے متعلق ان کے خطرات کو از سر نو ابھار دیا۔ زمینگیر کے مشورے غالب آئے اور فرڈیننڈ کے انتقال پر (۲۳ جنوری ۱۵۸۳ء) اس کا کل ترکہ جوں کا توں چارلس آف آسٹریا کے قبضے میں آیا گیا۔

فرڈیننڈ اور ازابیلا کے عہد حکومت سے ہسپانیہ کی تاریخ میں انقلاب واقع ہو جاتا ہے جب یہ دونوں برسرِ اقتدار ہوئے تو ملک کی یہ حالت تھی کہ وہ مدت دراز سے مشہور شہنشاہیوں اور خانگی تفاق کا آماجگاہ بنا ہوا تھا تخت پر لیکن ہوتے ہی انھوں نے ضبط و نظم قائم رکھنا اور مطلق العنان امر کی ہنگامہ بازیوں کا قطع قمع کرنا شروع کر دیا۔ ان کی حکومتیں ہولالہ سال کی پرانی فرڈیننڈ اور ازابیلا کی اقوامی رقابتوں کے باعث ایک دوسرے سے جدا ہو رہی تھیں ایسی متحد ہو گئیں کہ پھر حکومتوں کی اہمیت کبھی باہم دیگر علیحدہ ہی نہ ہو سکیں غناطہ اور سپانیوی تو آری کے فتوح سے ان کے علاقوں کی حدود راتنی و بیٹے ہو گئیں کہ

یرنگال کو مستثنیٰ کر کے اب سارا براعظم ان کے حلقہ اثر میں آ گیا۔ اطالیہ اور افریقہ کے شمالی سواحل کی فتوح نے ان کے ڈانڈوں کو اور بھی پھیلا دیا۔ نئی دنیا میں ہسپانیہ نے جو مقامات دریافت کئے انھوں نے اس کی قلمرو کو اتنا وسیع کر دیا کہ اب بقول قصے اس پر آفتاب غروب ہی نہ ہوتا تھا۔ اس کی پیادہ فوجوں اور توپ خانوں کو کان زرا اور بیڈرو نوآر نے از سر نو منظم کر کے پہلے ہی سارے یورپ کے لئے سامان پر صیغہ بنا دیا اور اسپین نے اب پہلی بار اور قطعی طور پر اپنی حالت کو بام ترقی کے زینے پر اس طرح پہنچا دیا کہ اس کا شمار یورپ کی سربراہ اور وہ قوموں میں ہونے لگا۔ لیکن ظاہری عظمت و شان کے ان دلفریب حد و خال میں آنے والی مصیبتوں کے آثار بھی نمودار ہو چلے تھے۔ دونوں حکومتوں کا اتحاد شخصی ہم آہنگی سے زیادہ وقعت نہ رکھتا تھا انتظام سلطنت میں یک رنگی اور یکا ملکت پیدا نہیں ہوئی تھی۔

۱۔ ازابیلا نے قسطنطنیہ کی حکومت اپنی بیٹی شاہزادی جونا اور اس کے بعد شاہزادہ چارلس آف آسٹریا کے حق میں چھڑ دی۔ فرڈیننڈ آراکھان کی حکومت کے متعلق بھی ایسا ہی عمل کیا لیکن زمینگیر نے یہ اعلان کر دیا کہ چارلس ایماں کے ساتھ مکران متحرک کے طور پر فرماں برداری کرنا ہے گا جونا دیوانی قیاس کا عملی نتیجہ یہ نکلا کہ مجرد چارلس ہی مکران ہو گیا۔

تو جمی رمانوں کی جڑیں بہت دور تک پہنچ چکی تھیں امر ابے ہمارے تھے لیکن ان کی قوت زایل بھی نہیں ہوئی تھی۔ اور حقیقی دستور کی آزادی کی عدم موجودگی کا نتیجہ یہ ہوا کہ چارلس پنجم کے عہد حکومت میں کومونیروز (Coimunerors) کی بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی ان سب پر طرہ یہ کہ مجلس تصدیقات مذہبی کے قیام ہو دیوں کے اخراج اور مسلمانوں کے قتل عام نے آزادی خیال کا خاتمہ کر دیا۔ بیش بہا فکرات کی جڑیں جو نئی دنیا کے انکشاف کا نتیجہ تھیں ہسپانیوں کے وماغ میں ان کی غیر معمولی قدر قیمت کا ایسا اعتقاد راسخ کر دیا کہ تجارت کی طرف سے خیالات بالکل ہٹ گئے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اس کے خاتمے کا حکم صادر ہو گیا۔ اور اس سے ملک کی صنعتی و تجارتی فوشحالی بہت جلد خاک میں لی گئی۔

## ۳۔ جرمنی

جس دور پر ہم فی الوقت مبصرہ کر رہے ہیں ۱۴۹۳ء تا ۱۵۱۹ء میں جرمنی کی تاریخ گویا شاہنشاہ میکسیملین اول کے عہد حکومت کی تاریخ ہے۔ کیونکہ یہ جرمنی کی اندلی تاریخ۔ زمانہ تقریباً سارا اسی بادشاہ کے دور حکمرانی پر مشتمل ہے۔ میکسیملین کے عہد حکومت میں رومیوں کا بادشاہ منتخب ہو گیا کچھ مدت سے علا تمام امور اس سلطنت کا انصرام کر رہا تھا چنانچہ ۱۴۹۳ء میں فریڈرک کی آنکھیں بند ہوتے ہی وہ چپ چاتے اس کا جانشین ہو گیا اس تمام دور حکومت میں ہم کو اپنی توجہ زیادہ تر نظام سلطنت کے انھیں اختلافات پر غور کرنے میں صرف کرنی پڑے گی جن کی ابتدا اور انتہا دونوں جرمنی کی کمزوری اور مختلف اغراض کے تباہ کن تصادم کی آئینہ بردار ہیں۔ جس وقت شمالی یورپ کی دوسری حکومتیں ایک تو می حکمران کے تحت متحد و مستحکم ہو رہی تھیں جرمنی میں کچھ اور ہی سامان پیش نظر تھا۔ مقدس شہنشاہ روم



شاہنشاہی دستور سلطنت اگر بظاہر وہ یورپ کا دنیوی سرچیل تھا اور اس کے بدولت اسے یورپ میں کافی عزت و مرتبہ حاصل تھا تاہم جہتیں

حقیقی اقتدار کے اعتبار سے وہ یورپ میں کمزور ترین حکمران تھا منصب شاہنشاہی اتنا رفیع المنزلت خیال کیا جاتا تھا کہ اس کا موروثی بنا دینا ممکن نہ تھا اور منصب بابائیت کی طرح جسے یورپ کی مذہبی پیشروی حاصل تھی یہ عہدہ بھی انتخابی تھا حتیٰ انتخاب سات جہتیں کو حاصل تھا ان میں سے تین صدر اسقف تھے یعنی صدر اسقف میٹر سٹائر اور کولن، باقی چار میں پہلا سکینی کا امیر دوسرا بریتہ برگ کا مارگیر لونسبرگ کا کاؤٹ پلینٹ اور چوتھا ہیمیا کا بادشاہ تھا ان میں سے تاجدار ہومبیا کو مستثنیٰ کر کے جس کو سلطنت کے انتظامی امور سے کوئی سروکار نہ تھا باقی ماندہ چھ انتخاب کنندوں سے ڈائٹ یا مجلس مقننہ شاہنشاہی کی پہلی انجمن یا جماعت بنی تھی۔ اس جماعت کے تحت دو اور جماعتیں تھیں یعنی ایک جماعت شاہزادگان جس میں مذہبی اور دنیوی دونوں قسم کے شاہزادے شامل تھے اور دوسری شاہنشاہی شہروں کی جماعت جن کو بھی محلہ ہیں مجلس میں جگہ ملی تھی یہ مقننہ مسائل ملکی میں مشورہ دیتی تھی بشہنشاہ کی منظور کردہ آئین و قوانین کا نفاذ کرتی اور باغیان ملک کے خلاف شاہی اعلانات جاری کرتی لیکن ان تینوں جماعتوں نیز شہنشاہ اور ڈائٹ کے مابین جو اختلافات اور رقابتیں پائی جاتی تھیں اس ملک کے لئے کوئی نتیجہ بخش اور کارآمد قوانین وضع نہ ہو سکتے تھے اور اس سے بھی زیادہ دشواری وضع شدہ قوانین اور مشہورہ اعلانات کے تعمیل کرانے میں پیش آتی۔

حقیقت یہ ہے کہ ڈائٹ صحیح معنوں میں ملک کی نمائندہ جماعت تھی ہی نہیں۔

۱۰۔ انتخاب ہونے کے بعد اس نے "شاہرومانیاں" کا لقب اختیار کیا لیکن اس کے بعد مقدس شہنشاہ روم کا لقب حاصل کرنے کے لئے پوپ کے ہاتھوں سے تاج پوشی کو ضروری خیال کیا۔ فریڈرک سوم آخری شہنشاہ تھا جس کی تاج پوشی رو میں ہوئی تھی۔ سیکسٹین نے سلسلہ میں منتخب شہنشاہ روم کا لقب پوپ کی اجازت سے اختیار کیا اور چارلس پنجم کے بعد جس کی تاج پوشی بولونا میں ہوئی تھی (۱۵۲۹ء) کسی شہنشاہ نے پوپ کے ہاتھ سے تاج پہننے کی کوشش نہیں کی۔

شاہی شہروں کے نائبین کو مستثنیٰ کر کے جو بالکل خال خال تھے اور کسی طرح کی اہمیت نہ رکھتے تھے باقی تمام ارکان اپنے ذاتی حقوق سے جگہ حاصل کرتے تھے کم درجہ کے امرا یا شہنشاہی مبارزوں کا اس مجلس میں گزر ہی نہ تھا۔ کثیر التعداد اور ذی اثر طبقہ شہنشاہ کے بعد پناہی مرتبہ سمجھتا تھا اور ڈائمنٹ کے مقرر کردہ محصولات کی ادائیگی سے ہمیشہ انکار کرتا مالکان موافق جن کے پاس ایک یا زیادہ گاؤں ہوتے وہ اپنے مستحکم قلعوں میں محصور ہو کر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جداگانہ بنا لیتے اپنی رعایا سے خود محصولات وصول کر لیتے خود ہی دوسرے چھوٹے چھوٹے شاہی حقوق بھی استعمال کر جاتے اور ذاتی جنگ کے متعلق جرمنی کے قدیم دستور و رعایت سے غائبہ اٹھا کر اپنے باہمی جھگڑوں اور ناخوش آوریوں سے ملک کے امن و امان میں خلل انداز ہوتے رہتے تھے۔ عدل گستری اور انصاف آرائی کے نظام کی حالت بھی کچھ بہتر نہ تھی اس کا تعلق شاہی عدالت سے تھا جو ۱۵۸۶ء سے ”دیوان خانہ شہنشاہی“ کے نام سے موسوم ہو گئی تھی لیکن اس کا دائرہ اثر اور اس کا اختیار اس لئے ناپسند کیے جا رہے تھے کہ ان پر شہنشاہ کا اثر و اقتدار ضرورت سے زیادہ تھا متعجبین کا دعویٰ تھا کہ وہ اس دیوان خانہ شہنشاہی کے اختیارات سے باہر ہیں اور وہ اس کے اختیارات کو صرف ان ہی مقدمات میں تسلیم کیا کرتے جو ان کے انکار انصاف سے متعلق دیوان خانہ میں پیش ہوا کرتے تھے۔ دوسری گریاستوں میں اس شہنشاہی عدالت کے احکام کی تعمیل محال تھی۔ نظام حکومت کی کمزوریاں اس کی فوجی تنظیم میں بھی دکھائی دیتی تھیں شہنشاہی سپاہ کے اجتماع کا طریقہ یہ تھا کہ وہ محصول کی طرح ہر انتخاب کنندہ ہر شہنشاہ اور ہر شہر پر عائد کیا جاتا تھا لیکن یہ طلبی اکثر اوقات بالکل نظر انداز کر دی جاتی تھی اور جب بھی ان کی تعمیل ہوتی تو نتیجہ یہ نکلتا کہ ایک غیر منظم گروہ اکٹھا ہو جاتا جن کے پاس نہ تو اسلحہ ہی باقاعدہ ہوتے نہ بہم رسانی سامان رسی کا کوئی

لے روئے علاوہ جن کو انفرادی رائے ہی کا حق حاصل تھا۔ اور میں مشترکہ آراء بھی تمیز میں سے ایک رائے ان پر مبنیوں کی تھی جو رئیس نہیں تھے اور باقی دوسرے میاں ادب بڑیا کے گویوں اور بیاروں کی تھی۔

مشترکہ انتظام ہوتا اور نہ ان میں اتحاد و یکجہتی ہی پائی جاتی، مختصر یہ کہ ان شاؤ و نادہوتوں کو مستغنی کر دینے کے بعد جن میں قوی روح حقیقتہً متحرک ہو گئی تھی، مثلاً ترکوں کے خلاف نبرد آزمائیوں میں یہ شاہنشاہی سپاہ جرمنی اور یورپ کے لئے مضحکہ آمیز تھی۔

ایک طرف تو یہ شاہنشاہی اقتدار جو کسی زمانے میں اتحاد و انضباط کا مرکز بنا ہوا تھا، خواہ وہ برائے نام ہی کیوں نہ تھا۔ گھٹتے گھٹتے بالکل مٹ گیا تھا۔ اور دوسری طرف اس کا کوئی نعم البدل پیدا نہیں ہوا تھا۔ ملک کے ضبط و نظم کے قائم رکھنے میں دستور شاہی کو ایسی ناکامی ہوئی تھی کہ باشندگان جرمنی نے خود باہمی جتنے قائم کر کے اپنی حفاظت اور بچاؤ کا سامان پیدا کر لیا تھا۔ اس قسم کے جتنے بالکل کسی نہ کسی خاص فرقہ یا ریاست تک محدود ہوا کرتے تھے۔ لیکن ۱۸۷۱ء میں سارے موجودہ الوقت جتوں نے سویڈیا میں آپس میں متفق ہو کر ایک عام اتحاد قائم کر لیا اس اتحاد میں شہر، میاں، اور شہزادے سبھی شریک تھے اور ان سب کے اتحاد سے ایک مشترکہ لشکر اور ایک مشترک بیت المال قائم ہو گیا جن کے انتظامات ایک متفقہ جماعت کے ذریعے سے جو دو طبقوں پر مشتمل تھی انجام پاتے تھے۔ اس شہر و سو بئی جمعیت کو شاہنشاہ فریڈرک سوم کی تائید بھی حاصل تھی۔ اس نے اضلاع و مضافات میں جواب تک جرمنی کے بے نظم ترین حصے تھے تھوڑا بہت ضبط و نظم قائم کر دیا اور حقیقت یہ ہے کہ اس کا اقتدار خود ڈائریکٹ کے اقتدار سے ہمیں زیادہ اصلیت رکھتا تھا۔

فریڈرک سوم کے عہد حکومت میں انتخاب کنندوں نے اپنے ملک کی بڑی بڑی خرابیوں کے رفع کرنے کی ایک سرتوڑ کوشش کی تھی لیکن اس وقت اس جدوجہد کو ناکامی ہوئی تھی اب یہ کوشش پھر از سر نو شروع کی گئی۔ اس جماعت مصلحین کے مقاصد جن کی سرکردگی برتھولڈ صدر استغف مینر جان آف باؤن صدر ہف ٹرائز سگری کی امیر فرڈرک دانا اور برٹن برگ کے جان سسرو و غیرہ کر رہے تھے مختصر حسب ذیل تھے۔

(۱) امن عامہ کا قیام و نفاذ۔ ذاتی اور نجی جھگڑوں اور مناقشوں کا سد باب،

(۲) فصل خصومات اور قیام امن کے لئے ایک ایسی وفاقی عدالت کی تائیس

جو شاہنشاہ کے مطلق العنانہ اقتدار سے آزاد ہو۔

(۳) ڈائریکٹ کے زیر سایہ ایک زیادہ مبنی بر مساوات نظام مہمولات کا نفاذ۔

(۴) انتظامی مقاصد کے لئے موجود الوقت ”حلقوں“ کے نظام کی توسیع و تکمیل۔  
 (۵) آخر ایک مرکزی مجلس شہنشاہی کا قیام جو ڈائیسٹ سے زیادہ موثر ہو اور جو نظم و نسق پر نگرانی رکھنے کے علاوہ خود شہنشاہ کی روک تھام کرے۔  
 قصہ مختصر انتخاب کنندوں کا مقصد یہ تھا کہ عدل و انصاف کا ایک ایسا نظام قائم ہو جائے جو نسبتاً زیادہ موثر و کارگر ہو۔ ایک ایسی حکومت وجود میں آئے جو شہنشاہ کی غیر ذمہ دارانہ فرماں روائی سے پاک اور آزاد ہو اور جس میں جرمنی کی متحدہ منظم کے پیدا کردہ جدید اتحاد و یکجہت کی پوری پوری نمائندگی ہوتی ہو۔

یہ ہیں وہ اصلاحات جن کا مطالبہ انتخاب کنندوں نے ۱۸۹۵ء میں شاہنشاہ میکسیملین سے ورس کے ڈائٹ میں اس وقت کیا تھا جب کہ آخر الذکر نے اپنی اطالوی ہم کے واسطے سلطنت سے استعانت چاہی تھی یہ سوال کہ اگر ان اصلاحات پر عمل ہوا ہوتا تو کیا اس کا نتیجہ جرمنی کے حق میں مفید ہوتا یا نہ ہوتا اگر مگر مبحثوں کا موضوع ورس ڈائٹ ارہ چکا ہے۔ وہ لوگ یقیناً غلطی پر ہیں جو اصلاحات کی اس پکار کو صرف چند خود غرض انتخاب کنندوں کے شور و شغب سے منسوب کرتے ہیں جو اپنی ذاتی ترقی اور آزادی کے خواہشمند تھے۔

تاہم اس امر میں کسے شک ہو سکتا ہے کہ اگر یہ تحریک کامیاب ہو جاتی تو اس کا نتیجہ امر کے ایک وفاقی نظام کی شکل میں ظاہر ہوتا جو اولاً منتخبین اور بڑے شہزادوں کے اغراض سے وابستہ ہوتا اور جسے اسی وجہ سے چھوٹے شہزادے مبارزین اور دوسرے طبقے نفرت اور بدظنی کی نگاہ سے دیکھتے۔ اس سوال کا جواب ہمیشہ مشکوک رہے گا کہ اس وفاقی نظام کے قیام سے انتشار کے رجحانات کس حد تک مسدود ہو جاتے اور آیا یہ کہ جرمنی کو اس سے ایک نیا مرکز اتحاد حاصل ہوتا یا نہیں۔ لیکن زمانہ مابعد کی تاریخ جرمنی ہم کو اس رائے پر مائل کرتی ہے کہ جرمنی کی خرابیوں کا علاج اس کو چے میں نہیں پایا جاسکتا تھا۔

حقیقت حال کچھ بھی ہو میکسیملین کی طرف سے اس تحریک کی مخالفت بالکل

فطری بات تھی بلاشبہ اپنے باپ کی زندگی میں میکسی میلین نے اس تحریک سے کسی قدر ہمدردی کا اظہار کیا تھا اور اصلاحات کا وہ اس وقت تک مخالفت نہ تھا جب تک میکسی میلین کی کہ وہ اس کے اقتدار کو کمزور نہ بنا دیں لیکن اب وہ اس اقتدار کی حقیقی اہمیت جانتا تھا وہ سمجھ گیا کہ یہ اصلاحیں نہ صرف مخالفت اس کے شاہنشاہی امتیاز و حقوق کو ایک دائرے کے اندر

محدود کر دیں گی بلکہ اپنے ان منصوبوں کی راہیں بھی حائل ہوں گی جو وہ اپنے خاندان کی ترقی کی غرض سے باندھ رہا تھا۔ کیونکہ گو اس کا افانہ ویش و ماخ شاہنشاہی کے شان و شوکت سے غیر متاثر نہ رہا تھا تاہم اس کی حکمت عملی شاہنشاہی نہ تھی بلکہ زیادہ تر خاندانی تھی اور وہ اس امید میں تھا کہ اصولاً نہ سہی لیکن علامہ شاہنشاہی اس کے خاندان کا منصب موروثی ہو جائے۔ اس منصب کے جاہ و جلال کو خاندان ہیسبرگ کے ذرائع و وسائل کے سہارے نفاذ و ترجیح دی جائے اور خود منصب کو ہیسبرگ کے منافع و منفعت کی تثبیت و ارتقاء میں صرف کیا جائے نیدرستان (ہالینڈ) کو ہتیا لینا مجارستان (سنگری) اور اگر ممکن ہو سکے بویمیا پر بھی مکرر قبضہ کر لینا اطالیہ کے متعلق اپنے دعوے کا اعادہ کرنا فرانس کی مخوف ہمد و قوت کا استیصال کر دینا یہ تھے منصوبے جو اس وقت اس کے دل و دماغ میں چکر لگا رہے تھے کبھی کبھی وہ ایک ایسی عالم گیر شاہنشاہی کے بھی خواب دیکھتا تھا جو مستقبل میں متواتر شاندار شادیوں اور ایک وسیع موروثی قلمرو کی بنا پر حاصل ہوا اور اس طرح اس کے باپ کا مقولہ جو کل مہائے صر فی AEIOU "آسٹریا کی شاہنشاہیت دنیا کا احاطہ کیے ہوئے ہے" اگر آئندہ ایک حد تک صادق آئے۔

تقریباً صدیوں میں اس درجہ باہمی اختلاف رکھتے ہوئے میکسی میلین اور منتجین میں حقیقی ہم آہنگی ناممکن تھی۔ جسہ مجوزہ اصلاحات میں سے جو اصلاح اسے دل سے پسند آئی وہ

۱۰ Austriae est imperare orbi universo ماحم محمد پراس سے یہ مراد لی جاتی ہے لیکن اوٹو نورنبر

Deutschland Geschichts quellen im Mittelalter باب (۲) صفحہ (۲۸۰) پر اس پر بات

یاد دلاتا ہے کہ شاہنشاہ کی ڈائری میں یہ سب مل جاتا ہے۔ Kollari Analecta Monumentorum

Vindobonensis باب (۲) صفحہ (۶۷۵)

صرف اجرائے محصولات کی تجویز تھی کیونکہ اس سے اس کے ہمیشہ خالی رہنے والے خزانے کے محمود جانے کا امکان تھا اور وہ اس قابل ہو سکتا تھا کہ اپنے تدابیر کو پورا کرنے کے لئے زیادہ کار آمد سپاہ جمع کر سکے۔ لیکن یہی وہ اصلاح تھی جس پر عمل پیرا ہونے کی انتخاب کنندوں کو سب سے کم فکر تھی۔ لہذا ان اصلاحوں پر عمل درآمد ہونے کا انحصار میکسیملین کی خوش کامیابی یا ناکامی پر تھا۔ جب تک کہ اسے فوجی اور مالی امداد کی ضرورت رہتی اس وقت تک اس کی کمزوری سے کام لیا جاسکتا تھا لیکن جب قسمت اس پر مسکرائے لگی تو وہ سر و مہر ہو گیا۔ اور ان کی تجاویز کی یا تو مخالفت کر دی یا ان کو معرض التوا میں ڈال رکھا۔

مارچ ۱۷۹۵ء میں جب اس نے ورس کی مجلس مقننہ کا سامنا کیا تو اس کو امداد کی ضرورت تھی تاکہ وہ جمیعت فرینس میں شریک ہو سکے جو عین اسی زمانے میں اس غرض سے قائم ہوئی تھی کہ اطالیہ میں فرانسیسیوں کے اثرات کو حد سے زیادہ متجاوز نہ ہونے دے لہذا ایک قسم کے محصول کے معاوضہ میں جینیوا میں مشترک رکھلاتا تھا اور جو صاحبان جائداد سے جائداد پر اور قلیل البضاعت اشخاص سے سرشماری کے طور پر وصول کیا جاتا تھا۔ اس نے ڈائٹ کو امن عامہ کا اعلان کرنے اور اس کو دوامی بنانے کی اجازت دیدی اور اس میں خلل ادا نہ ہونے والے حکومت کے مجرم قرار دئے گئے۔

ذاتی ہنگامیہ آرائیوں کے واسطے کوئی بہانہ باقی نہ رکھنے کی غرض سے مجلس شاہی کی از سر نو تنظیم کر دی گئی۔ صدر مجلس کے نامزد کرنے کا اختیار شہنشاہ کے پاس برقرار رکھا گیا اور باقی سٹول اراکین مجلس کا انتخاب منجانب ڈائٹ ہونا قرار پایا۔ عدالت کا شہنشاہ کے ہمراہ رکاب رہنا ضروری نہ تھا بلکہ اس کے اجلاسوں کے لئے ایک خاص جگہ مبین کر دی گئی اور اس کے مصارف کی پابجائی محصولات شاہی کی آمد سے کی گئی۔ اس کو جملہ ماتحت حکومتوں کے مابین نزاعات کا اختیار سماعت حاصل تھا اور ان کی عدالتوں میں جو مقدمات فیصل ہوئے ان سب کا مرافعہ وہ سن سکتی تھی اس سے وہ حکم الی مستثنیٰ تھے جن کو کمالی فیصلے کا حق حاصل تھا یعنی جن کے فیصلے کے بعد مرافعہ ممکن تھا

یہ عدالت شہنشاہ کی منظوری کے بغیر اعلانِ شہزادی کا اجرا کر سکتی تھی میکسملین نے اس مجلس مقننہ کے سالانہ اجلاس سے بھی اتفاق کر لیا تھا۔ نیز اس کو یہ حق بھی دیدیا تھا کہ محصولِ مینیشترک کی آمدنی کو جس طرح مناسب سمجھے صرف کرے۔

آگسبرگ کی ڈاٹھ | مرکزی نظم و نسق سلطنت کی نگرانی کرنے کے لئے مجلسِ نیابت کے قائم کرنے کا جو مطالبہ کیا گیا تھا میکسملین نے اس وقت اپریل ۱۸۵۶ء

اس بنا پر مسترد کر دیا کہ یہ اس کے حقِ شہزادی میں دخل و ہی کا مرادف تھا۔ لیکن پانچ ہی سال کے بعد آگسبرگ کی ڈاٹھ کے زمانے میں (۱۸۵۸ء) اس کی مشکلات اتنی بڑھ گئی تھیں اور اس کو استغاثت کی اس قدر شدید ضرورت تھی کہ اس مطالبے کے سامنے بھی اسے تسلیم خم کر دینا پڑا یہ وہ زمانہ تھا جب کہ اس کی دونوں اطالوی جہیں جو ۱۸۵۵ء و ۱۸۵۶ء میں پیش آئیں ناکام ثابت ہوئی تھیں بلکہ خاص اُس دن جس روز کہ ڈاٹھ کا اجلاس ہو رہا تھا (۱۰ اپریل ۱۸۵۰ء) لوڈویگو سفورزا فید ہو گیا تھا اور میلان دوبارہ فرانسیسوں کے قبضے میں چلا گیا تھا۔

محصولِ مینیشترک کے وصول کرنے میں جو دشواریاں لاحق ہوتی تھیں ان کی وجہ سے یہ طریقہ نامیاب ثابت ہوا اور اس کے بجائے اجتماعِ سپاہ کے لئے ایک دوسرا انتظام سوچا گیا جس کی رو سے ہر چار سو باشندگانِ شہر کو ایک سپاہی چھ ماہ کے لئے جیبا کرنا پڑا اور دایان ملک کو سواروں کا انتظام کرنا پڑا جن لوگوں نے عملی خدمات انجام نہیں دیں ان سے ایک قسم کا محصول لیا گیا اس کے معاوضے میں شہنشاہ نے مجلسِ نیابت کے قائم کئے جانے سے اتفاق کر لیا یہ مجلس ایک میر مجلس ایک انتخاب کنندہ ایک اسقف ایک شہزادہ ایک کاؤنٹ اور سول نمائندگان ملک پر مشتمل تھی۔ ڈاٹھ کے انعقاد کا اعلان اس مجلس کے اختیار میں تھا۔ مجلسِ شہزادی کے اراکین کی نامزدگی محصولات کا وصول کرنا، اندرونی امن و امان کا قیام۔ خارجی صلح و جنگ کے مسائل کا تقصیف یہ سب اسی مجلس سے متعلق کیا گیا اور ان امور میں اس کی حیثیت ڈاٹھ کی مستقل کمیٹی کی سی تھی اور گو اس مجلس نیابت کا صدر یا تو شہنشاہ یا اس کا نائب یعنی (لاٹھتھولڈ) Stadtholder

ہوا کرتا تھا تاہم مجلس کی منظوری و اجازت کے بغیر کوئی اہم کام انجام نہیں پاسکتا تھا اور اس طرح وہ عملاً بادشاہ کی عملی قوت میں سہیم و شریک ہو گئی۔

لیکن میکسیملین کو اپنے اقتدار پر اس قسم کا تسلط قائم کر لینا کسی طرح گوارا نہ تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ قبل از وقت پیدا ہو جانے والی مجلس صرف چند مہینے زندہ رہ کر خفت ہو گئی۔ اس کے بعد سے جب اسے اپنی رعایتوں کے معاوضے میں

نہایت تنگ مایہ بنائیڈ ملی کیونکہ اکبرگ میں جس رقم کی تحریک اور وعدہ کیا گیا تھا وہ کبھی کاملاً ایفا نہ ہوا تھا تو اس نے اپنے ہی ذرائع اور وسائل پر بھروسہ کرنے کا غم کیا

اور صاف صاف کہہ دیا کہ روسیوں کا بادشاہ بن کر اس کو کوئی وقت اور سوا بان روح کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوا اور اس لئے آئندہ وہ ایک آسٹریائی حکمران کی حیثیت سے

عمل کرے گا۔ اس غرض سے اس نے ایک مستقل عدالت کی اور اس طرح ان شہنشاہی اختیارات کا اعادہ کیا جو عدالتوں کی نشست سے متعلق اسے حاصل تھے۔ اس مستقل

میکسیملین کا اختلاف عدالت کو اس نے اپنے زیر نگرانی رکھا اور اس میں ان مقدمات کی سماعت ہوا کرتی تھی جو اس کے اپنے قلمرو میں پیش آتے تھے۔

۱۵۰۲ء

اس کے علاوہ اسی عدالت میں وہ مقدمات بھی پیش ہوتے تھے جن کا فیصلہ بحیثیت صدر زمیندار کے اُسے خود کرنا پڑتا تھا۔ نہ صرف یہ بلکہ اس کا ارادہ

تھا کہ بجائے مجلس نیابت کے اپنی ایک ذاتی مجلس بھی قائم کر لے۔ ادھر یہ

گلن ہاسن کا معاہدہ خیال بندیاں پوری تھیں اُدھر انتخاب کنندہ اپنے منصوبے

باندھ رہے تھے۔ انھوں نے ہتھمناہ کے خطرناک اختراعات کے مقابلے میں ایک جان دو قالب ہو جانے کے لئے

۱۵۰۲ء جون

(جون ۱۵۰۲ء) میں گلن ہاسن کے مقام پر ایک معاہدہ کر لیا، کوئی باز دہم سے

بطور خود نامہ و پیام شروع کر دیا، بلکہ ان کی ہمتیں اتنی بڑھ گئیں کہ ۱۵۰۳ء میں میکسیملین کو معزول کر لے اور اس کے بجائے اس کے حریف شاہ فرانس کو شہنشاہی کے لئے منتخب کرنے کے متعلق بات چیت ہونے لگی۔

لے ایک کونسل کا یہ فرض کہ ایک اعلیٰ تر جماعتیں نظم و نسق کی حیثیت سے کام کریں۔



لیکن اسی زمانے میں میکسیملین کی حالت سدھرنے لگی بہتر سے اویس جو شہنشاہی کی یاد اپنے دل میں تازہ رکھتے تھے، بہتر سے شہزادے شہنشاہی مبارز۔ اور دیگر اشخاص جو انتخاب کنندہ کی قوت سے خائف و ترساں تھے اس کی تائید پر کمر بستہ ہو گئے، حسن اتفاق ۱۵۵۷ء میں لینڈٹشٹ کی وراثت کا مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا جس سے اس کو اپنے سب سے بڑے دشمن یعنی پیلاٹائن کے انتخاب کنندے فریڈرک فاتح یا فریڈرک بدکردار کو جس نام سے اس کے مخالفین اس کو یاد کیا کرتے تھے لینڈٹشٹ کی وراثت کے مسئلہ ذیل کرنے کا موقع ہاتھ آ گیا تفصیل اس اجمال کی میں میکسیملین کی کامیابی سن ۱۵۵۷ء یہ ہے کہ لینڈٹشٹ کے دالی۔ امیر جارج۔ معروف یہ دو تختہ کے انتقال پر (دسمبر ۱۵۵۷ء میں) کوئی

بالراست وارث نہ ہونے کی وجہ سے تین شخصوں نے دعوے کئے ایک روپرٹ یعنی رئیس پیلاٹائن کا دوسرا بیٹا، جو جارج کا بھتیجا اور داماد تھا۔ اور جس کا دعویٰ اپنے خسر کی وصیت کی بنا پر تھا، اور تیسرا، پوریا کے امیر جن کے نام ولف کینگ اور البرٹ تھے اور جو جارج کے قریب ترین رشتہ دار ہونے کی حیثیت سے مدعی تھے لیکن میکسیملین نے بیوریہ کے دعویٰ کی پشت پناہی کی، جو حکمران پیلاٹائن کے غائبی کے مخالف تھے ان سے استمداد چاہی، اور ان کی تائید سے پیلاٹائن کو افواج کی ایک مگر آرائی میں شکست دی جہاں اس کا بیٹا روپرٹ کام آیا اور ۱۵۵۷ء میں کوہون کی ڈارٹ کو لینڈٹشٹ کا علاقہ اپنے اور بیوریہ کے دونوں امیروں کے مابین تقسیم کر دئے جانے پر مجبور کر دیا۔ روپرٹ مقتول کے بیٹے روپرٹ ثانی نے پیلاٹائن کے بالائی حصہ کے ایک چھوٹے سے ضلع کی ملکیت پر جو دریائے ڈیوب کے شمال میں واقع تھا قیامت کی۔

مینز کے برہمنوں اور ٹراونز کے ایک سرآوردہ انتخاب کنندے کی اس ہزیمت انتخاب کنندے جان باڈن کی وفات ۱۵۵۷ء

مینز کے برہمنوں کی وفات سے جو ۱۵۵۷ء میں واقع ہوئی، اصلاحی پارٹی کی قوت میں انحطاط رونما ہوا۔ یہ نو گھر کی حالت تھی باہر بھی میکسیملین کی حالت اسی قدر شاندار معلوم ہوتی تھی بلکہ معاہدے سے

(ستمبر ۱۵۰۲ء) اس کے پوتے چارلس کے واسطے ایک شاندار جوڑے کے ملنے کی امید  
**میکسیکی میں کی حالت**  
 ہو گئی اس شادی سے نہ صرف برطانیہ، ہنگری اور شمالی اطالیہ  
 کے فرانسیسی مقبوضات ہی خاندان ہسبرگ میں منتقل ہونے والے  
 تھے بلکہ جیسی کہ میکسیکی میں کو امید تھی وہ شہنشاہی اور تخت فرانس

کو باہم وگرم تہ بھی کر دینے والی تھی۔ اس کے بعد ہی ماہ نومبر میں ملکہ ازابیلا کے رحلت  
 کر جانے سے میکسیکی میں کی پوجہ قطیلیہ کی ملکہ بن گئی علاوہ اس کے (ہنگری) بوہیمیہ کے تاجدار  
 لاڈسلاز کی ضعیف العمری سے اس معاہدے کے جلد تر پورے ہونے کی توقعات بھی  
 بندھ چلی تھیں جواب سے چند سال پیشتر تاجدار مذکور نے کیا تھا اور جس کی رو  
 سے اس کی کوئی اولاد زینہ چھوڑے بغیر انتقال کر جانے کی صورت میں ہنگری خاندان  
 ہسبرگ کے حصے میں آئے والا تھا۔

اس زمانے میں جب کہ میکسیکی میں عالم گیر شہنشاہی کی منصوبہ آریٹوں سے  
 لذت اندوز پور ہا تھا اس سے اس امر کی توقع کی جاتی ہی ہے سود تھی کہ وہ اصلاً  
 جماعت کے مزید مطالبات کو سننے کے لئے تیار ہو گا اور نہ انتخاب کرنے والوں کی حیثیت ہی  
 اصلاح کی کوششیں اس قابل رہی تھی کہ وہ اپنے مطالبات اس سے پھر منوالیں۔ اس  
 طرح یہاں تک پہنچ کر اصلاح کی کوششیں عملاً ختم ہو گئیں  
**ختم ہو جاتی ہیں**  
 لیکن میکسیکی میں نے جو امیدیں قائم کی تھیں وہ بھی پوری ہو سکیں۔

ہم اسے دوبارہ ۱۵۰۶ء میں بمقام کونستینس اس کوشش میں محو دیکھتے ہیں کہ ملوں  
 کوئی دوازدہم کے خلاف مالی اور فوجی امداد حاصل کرے اس اعانت کے معاوضے میں اس  
 نے وعدہ کیا کہ وہ شہنشاہی ایوان کو دوبارہ طلب کرے گا جس کا گزشتہ تین سال  
 سے کوئی اجلاس نہیں ہوا تھا۔ اعانت ہم پہنچائی گئی اور اس کی امداد کی گئی لیکن اس  
 مرتبہ محصول پینی مشترک کے ذریعہ سے نہیں۔ اور نہ قصبوں پر معمول لگا کر بلکہ ایک قسم  
 کی فہرست اسم نویسی تیار کی گئی جس میں مختلف ریاستوں کے نام ان کے ذرائع  
 و وسائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے فہرست درج کئے گئے اور ان کے حسب مراتب امداد  
 حاصل کی گئی اس طرز عمل سے مختلف ریاستوں کی خود مختاری کی ایک طرح سے توثیق کو ہی  
 گئی اس طرح روپے اور فوج سے قوی دست ہو کر میکسیکی میں نے اطالیہ پر پھر دھاوا کر دیا

لیکن اس مرتبہ پہلے سے بھی زیادہ ذلت آمیز ہزیمت و ناکامیابی کا سامنا کرنا پڑا۔ ۱۵۰۹ء سے لے کر ۱۵۱۲ء تک جتنے مجالس مقننہ کے اجلاس ہوئے۔ وہ سب باہمی ہمت اندازیوں کا اکھاڑہ بن رہے۔ شہنشاہ کو ڈانٹ سے شکایت اور سخت شکایت تھی کہ اس نے کافی اعانت نہیں کی اور اس کے مخصوص حقوق شہنشاہی کو ضعیف و کمزور کرنے کی کوشش کرتی رہی۔ ڈانٹ پر الزامی جواب دیتی ہے کہ بادشاہ کے اتحاد۔ اس کی لڑائیاں معاہدے غرض ہر بات ڈانٹ کی رضامندی حاصل کئے بغیر کی گئی اور اس کے علاوہ میکسیملین نے اصلاحات کو کامیاب بنونے دیا اور ان کے اجرا و نفاذ کی راہ کو سد و دگر تار پایا۔

ٹریو اور کولون کی مجالس مقننہ نے البتہ کچھ کر دکھایا یعنی سلطنت کو چھ حلقوں میں منقسم کرنے کی تنظیم کو جواب ناک مجلس نیابت کے انتخابات اور شیران ایوان شہنشاہی کے تقرر تک محدود نہ تھی، وسیع کر دیا اضلاع کا انتظامی اور فوجی کام ان ہی حلقوں کے اختیار میں دے دیا گیا۔ لیکن ڈانٹ اب بھی میکسیملین کو اس امر کا اختیار دینے سے انکار کرتی رہی کہ وہ ان حلقوں کے سرگروہوں کو نامزد کر سکے یا ان کے اسیر کا حلقوں کا قیام ۱۵۱۲ء تقرر کر سکے یا ان آٹھ اشخاص کو نامزد کرے جو اس کی زیر نگرانی مجلس خاص کی حیثیت سے کام کرنے والے مخفی غرض یہ دائمی لڑائی جاری رہی میکسیملین کو ایسے اصلاحات کا مخالف نہ تھا

۱۔ جرمنی کو مختلف حلقوں میں تقسیم کئے جانے کے خیال کی ابتدا البرٹ دوم کے عہد حکومت میں ہوئی تھی۔ اس وقت چار حلقے قائم ہو سکے جن کو اب دس تک وسعت دی گئی تھی۔ یہ دسوں حلقے حسب ذیل ہیں:-

(۱) فرانکونیا۔

(۲) سویبا جو ورتبرگ کے ڈچی ہاڈن کی مارگریٹ اور تیسٹین شاہی شہروں پر مشتمل تھی۔

(۳) بایریا جس میں سالزبرگ کے صدر استقفی کی جاگیر بھی شامل تھی۔

(۴) دریائے رائن کے بالائی اضلاع معدومین کے

(۵) دریائے رائن کے نشیبی اضلاع جو تینوں مذہبی انتخاب کنندوں کی ریاستوں پر مشتمل تھے۔

جو حکومت کے عدالتی اور عاقلانہ کاموں کو زیادہ موثر و منظم بنا دیتے تاہم اپنے اختیارات میں دست اندازی کئے جانے پر وہ کسی طرح راضی نہ تھا۔ برخلاف اس کے مجلس مقننہ صرف انھیں اصلاحات کی منظوری دینے پر آمادہ تھی جن سے اس کے قوت و اقتدار میں کچھ اضافہ ہو جائے۔ بہر تقدیر اس نوازائیدہ تنظیم کے قدم گہوارے سے باہر نہ نکل سکے سرگرمیوں کا انتخاب نہ ہو سکا بلکہ خود حلقوں کا قیام ہی میکیسی میلین کی وفات سے تین سال بعد یعنی ۱۸۵۲ء تک عمل میں نہ آ سکا۔

میکیسی میلین کے عہد حکومت میں جن اصلاحات کے نفاذ کی کوشش کی گئی تھی ان کے منجملہ محمولہ مینی مشترک اور مجلس نیابت شاہی کے اصلاحوں کا اعادہ چارلس نجم کے زمانے میں پھر ہوا تھا لیکن وہ صرف چند روزہ تھا اور دونوں اصلاحیں ہمیشہ کے لئے ترک کر دی گئیں۔ دوسرے اصلاحات مثلاً ایوان شہنشاہی، مجلس آلک تنظیم حلقہ جات، نظام اجرائے محمولات اور فہرست واری حصول خراج، کابض تغیرات کے ساتھ اصلاح کی جدوجہد کے مستقل اثرات اندرونی بد نظمیوں کی روک تھام ان سے نہ ہو سکی۔ جس شکل میں یہ اصلاحیں نافذ کی گئی تھیں وہ شہنشاہ کو ایک سمجھ نہ بھائی تھیں۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ (۶) چھٹے حلقے میں ویٹ فیلیا جو پے کلوزر برگ۔ اولڈن برو کی کاؤٹی اور بے شمار چھوٹی چھوٹی اسقفوں کی جاگیریں شامل تھیں۔

(۷) بالائی میکیسی کا حلقہ یہ میکیسی اور پوئیرے نیا کے امریکی جاگیریں اور بریڈن برو کی بائیکریوٹ سے مکرنا تھا۔

(۸) زیریں میکیسی کا حلقہ یہ برنس وک۔ بیون برو اور ہوسٹن کی ڈیجوں۔ سیگل برونگٹن برو اور برین کی صدر اسقفیوں کی جاگیروں اور ہمبرگ۔ لیوپک اور گاسلر کے قصبوں پر مشتمل تھا۔

(۹) آسٹریہ

(۱۰) برگنڈی جس میں نیدر لینڈ اور فرانس کا نکت بھی شامل تھے

نوٹ :- اوپیمیا کسی حلقے میں شامل نہ تھا۔

کو قوالی اور انتخابی فرائض ایک سرگرمی کے اختیار میں تھے جس کے دو مشیر تھے ان مشیروں کا انتخاب منجانب حلقہ عمل میں آتا تھا۔

اور نہ شہزادوں نے نہ شہنشاہی مبارزوں نے بھی ان کی دل سے تائید کی عسلاوہ اس کے جن شہروں کو اس کا خوف لگانا کہ محصولات کا بار علی الخصوص ان کے باشندوں کے کا نہ صوں پر پڑے گا ان کی طرف سے یہ شکایتیں ہونے لگیں کہ یوان شہنشاہی کے مشیروں میں ان کے کوئی نمائندے نہ تھے۔ غرض ان اصلاحوں میں کامیابی نہ ہوئی اور ان کی ناکامی سے اس رائے کی توثیق ہوتی ہے کہ اتحاد شہنشاہی اور امریکی ایک وفاقہ کے قیام میں تطبیق ناممکن تھی اور یہ کہ جرمنی کے لئے صرف دو ہی راہیں کھلی تھیں یا تو وہ اپنی ہماری قوت ایک مرکز پر مستحکم کر کے ایک موروثی ملکیت کی شکل اختیار کر لے یا شہنشاہی کو پارہ پارہ کر کے چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم کر لے جن میں سے ہر ایک علیٰ سبائے خود ایک خود مختار بادشاہی ہوتی۔

شہنشاہی کی مختلف ریاستوں کی حالت خود شہنشاہی کی حالت کا شتی تھی اعلیٰ معین اور حکمرانوں کو بھی جنہوں نے قومی حکومت قائم کرنی چاہی اپنی رعایا اپنے شہر وں سے اپنے دھقانوں اور کسانوں کی طرف سے اسی طرح کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا جس طرح انہوں نے اپنے شہنشاہ کی مخالفت کی تھی۔ ان کی مقامی مجالس مقننہ میں بھی ویسے ہی اتفاق و شفاق پائے جاتے تھے جیسے کہ شہنشاہی مجلس مقننہ میں موجود تھے۔ فرق صرف اتنا تھا کہ یہاں ان حکمرانوں کا اقتدار ملکی خود مختاری کے اصول پر مبنی ہونے کے باعث شہنشاہی اقتدار سے زیادہ قوی تھا اور یہی اصول بالآخر کامیاب رہا اس قسم کے استحکام قوت کے سب سے بڑے مخالف شہنشاہی مبارز تھے جو شہزادوں کی قوت سے خائف ہونے کے باعث ان کے مافی دہمن تھے، اُدھر شہنشاہ کو بھی اپنے ان شکوک حلیفوں پر بیکہ کرتے شرم نہ آتی تھی گو وہ اپنے ماتحت و تاراج سے ملک کی تجارت کو تباہ کر رہے تھے اور بھیڑیوں کو زیادہ دست بنائے بیٹھے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک مبارز شاہی نے بھیڑیوں کی ایک ٹولی دیکھ کر جو بکریوں کے گلے پر ٹوٹ پڑی تھی ان الفاظ میں اپنے جذبات ظاہر کئے کہ ”پیارے ساتھیو بخت و اقبال تمھارا سازگار ہوا اور ہم سب بدھرجائیں خوش نصیبی ہماری مہمناں رہے،“ ان حالات میں پیارے کسانوں کی حالت ایسی خراب و مست ہو رہی تھی کہ غالباً کسی ملک میں نہو گی۔ اور اس کی وجہ سے ان میں اکثر بغاوت و سازش کا بازار گرم رہتا تھا، اس قسم کی ایک بغاوت دوکانوں کے جوئے“

کے نام سے مشہور ہے لیکن یہ ساری بغاوتیں بڑے ظلم و تشدد سے فرو کی جاتی تھیں۔  
قصہ مختصر جرمنی دم توڑ رہی تھی اور اس کا عالم سکرست تھا۔ اس کے قدیم ادارے  
زوال پذیر ہو رہے تھے اور ان کی جگہ لینے کے لئے نئے ادارے ابھی قائم نہ ہونے بائے  
تھے کہ مذہبی تشکلات اور فسادوں نے اس کے جسم سیاسی میں کمزوری و نفاق کا ایک  
اور عنصر شامل کر دیا۔

اگر پندرہویں صدی عیسوی کے اواخر میں جرمنی کی سیاسی اور عمرانی زندگی میں مزاج  
تھا تو اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا سراسر غلط ہو گا کہ وہ بربریت کی تاریکی میں پڑی تھی۔

جرمنی کی عمرانی اور جرمنی کے اکثر شہزادوں کے علاوہ خود شہنشاہ میکسیملین علم و فن  
اقتصادی حالت کا بڑا سرپرست تھا اور کم از کم شہروں کی حد تک قویہ کیا جاسکتا ہے  
کہ وہ اسی عام مزاج کی حالت سے مستثنیٰ تھے۔ مبارزوں کے تاخت

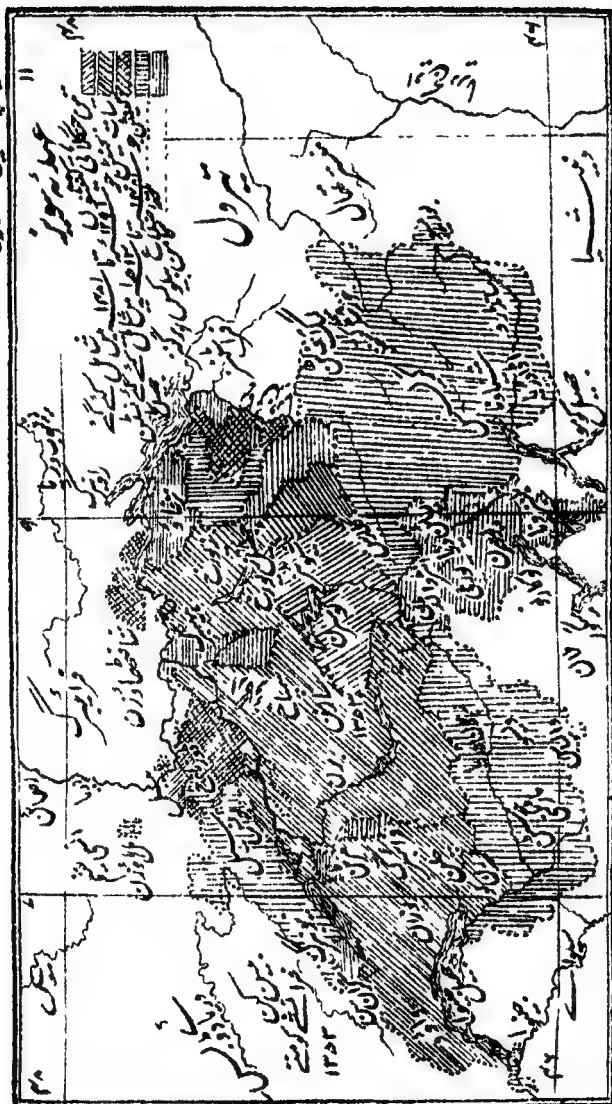
و تاراج سے انھوں نے اپنے مضبوط فصیلوں، قوی شہریوں اور جموں کے ذریعے اپنے تئیں  
محفوظ رکھا اور گوان میں بھی سخت منافقات پائے جانے تھے جو برسر حکومت طبقے اور  
غیر حقوق یافتہ طبقے کے مابین اسی بنا پر جاری تھے کہ غیر حقوق یافتہ شہری مجالس میں شرکت  
پائیں تاہم جیسا کہ اکثر ہوا کرتا ہے ان شہری فتنہ پردازوں نے اس تجارت کو تباہ نہیں  
کیا جن سے اکثر شہر اور تاجر اپنے تئیں مالا مال کر رہے تھے۔

اس کے علاوہ شہر تعلیم، ادب اور فن کے مرکز بھی تھے پندرہویں صدی کے  
اواخر میں سولہ علمی جامعے موجود تھے جن میں سے صرف نو حال ہی میں قائم کئے گئے  
تھے ہیومنسٹ (Humanist) یا آدمیت پسند فرقہ کے علما آگری کو لایا رانس ریکلون  
میلا کتھان اور بہترے اور سب انھیں جاموں کے ٹکڑے ہو گئے تھے۔ جنھوں نے السنہ قدیمہ

کے معلومات کو دوبارہ زندہ اور اپنی مادری زبان کو اپنے قلم سے مالا مال کر دیا۔ ان  
شہروں میں طباعت، فلزات پر نقاشی فلزات کی صنایع رنگ کاری کے فن بھی بہت  
دیکھ لارہے تھے اور اس ضمن میں جو لیاٹن البرٹ ڈوار، پیٹر ڈشر کے نام جمہوریت سے قابل ذکر  
ہیں آخر ان کے نیورم برگ کا عمل فلزات تھا قصہ مختصر جرمنی تغیر، بچینی اور سیاسی  
انتظار کے عالم میں مبتلا تھی اس کا سیاسی توازن برقرار نہ رہا تھا۔ مگر باوجود ان تمام باتوں  
کے اس کا داغی اذعان پورے جوش خروش کے ساتھ کام کر رہا تھا اور اسے تحریک اصلاح



یاد پرستی و تمدنی است



مقاله شماره (۱۵۰)



کی رہنمائی کرنے کے لئے تیار کر رہا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ذہنی سرگرمیاں بھی موجود تھیں جو جرمنی کو تحریک اصلاح کی رہنمائی کے لئے تیار کر رہی تھیں۔

سوئزرستانوں کا میکسیملین کے عہد حکومت میں سلطنت کو درخی نقصان بھی برداشت کرنا پڑے کیونکہ سوئزرستان کا عہدیدار انداء جرمنی کے ان متعدد جمعیوں کا ساتھ جو شہنشاہی کے زوال کے ساتھ اپنے حفظ و حفاظت

کی غرض سے قائم ہوئی تھیں اس کا آغاز یوں ہوا کہ ۱۲۹۱ء میں لوری۔ شوٹلڈاڈر تینوں صحرائی قبیلوں اور والدن کے تینوں صحرائی صوبوں نے جو لوٹرن کے تالاب کے ایک سرے پر واقع تھے اپنے تحفظ کے لئے ایک دوامی اتحاد قائم کیا۔ یہ اتحاد بالخصوص خاندان ہسبرگ کے قوی امیروں

کی دست برد سے بچنے کے لئے عمل میں آیا تھا جن کا قلعہ ہسبرگ پورے آرمے آر کے شیب میں واقع تھا اور جن کو ان صوبوں کے اندر اور ان کے نواح میں وسیع مقبوضات اور کافی سیاسی اقتدار حاصل تھا۔ اس وقت سے لے کر تقریباً دو سو برس تک

سوئزرستان کی تاریخ کا سرخیل ہم کو اس مخالفت میں ملتا ہے جو اس جنگجو خاندان اور ان تینوں متحدین کے درمیان قائم رہی کہ ان فتوحات کے ذریعے سے جو ان اتحادیوں کو مورگارٹن اور سمیلخ کی لڑائیوں میں علی الزنب سید ۱۳۱۵ء و ۱۳۸۶ء میں حاصل خاندان ہسبرگ ہوئیں انھوں نے اپنے تئیں خاندان ہسبرگ کے سیاسی نیچے اور دائرہ اثر سے چھڑا لیا اور سوائے شہنشاہ کے ان پر کسی اور وقت کا اثر نہ رہا تھا۔ ۱۲۹۸ء میں ٹیروں کے رئیس شکسند

مورگارٹن (۱۳۱۵ء) اور سمیلخ نے اراضی فروختل کے سوا جو ضلع آرگاؤ میں واقع تھی اپنے وہ سارے مقبوضات جو سوئزرستان میں واقع تھے ان (اتحادیوں) کے حوالے کر دیے۔

ان مشہور لڑائیوں کے بعد جو ان کے اور برگنڈی کے امیر چارلس معروف بہ دلیر کے باہن ۱۳۱۵ء اور ۱۳۴۸ء میں ہوئیں صرف یہی نہیں کہ ان کے زبردست پیادوں کی چارلس دلیر کے ساتھ دھاک بیٹھ گئی ہو بلکہ خاندان ساوڈا کے ان علاقوں میں بھی ان کی لڑائیاں ان کے قدم جم گئے جہاں فرانسیسی زبان بولی جاتی تھی۔

میکسیکی ملیں کی سخت نشینی کے وقت اس عہدہ کی حالت

ان تین صحرائی صوبوں کا ابتدائی عہدہ میکسیکی ملیں کی سخت نشینی تک اس درجہ ترقی کر چکا تھا کہ اب اس کی رعیت دس صوبوں پر مشتمل تھی اور اس کا راج اس سارے فضاء ارضی پر تھا جس کے مغرب میں نیو شاتیل کا تالاب اور چورا کے

پیار، جنوب میں علاقہ برن کے ایلب، اور جنوب مشرق، مشرق اور شمال میں علاقہ پاتی کے ایلب، کوئٹشن کا تالاب اور دریائے رائن واقع تھے۔ شہر کانٹین اس عہد میں شریک نہ تھا اور محض ایک آزاد شہنشاہی شہر تھا۔

عہدہ سوئزرستان کے دستور اساسی کی بنیاد ۱۲۹۱ء کے ”دو ایلی نیٹاق“ پر قائم تھی جس کی توثیق اور توسیع میٹا قہائے مابعد سے ہوتی گئی تھی بعد کے میٹاقوں میں سے اہم ترین ۱۳۴۸ء کا ضابطہ پارس ۱۳۹۳ء کا ضابطہ سپانچ اور ۱۴۸۱ء کا میٹاق اشائز تھے۔ یہ عہد ویمان تقریباً خالصتہً حلفہ اقتدار کو توالی۔ تعاون باہمی اور بیرونی قوتوں کے مقابلے میں اشتراک عمل وغیرہ کے مسائل پر

ان حلیفوں کی حکومت کی نوعیت

مختصی تھے ان کے جواز کے لئے چند مرکزی اداروں کی منظوری لازمی تھی لیکن ان عہد ویمان میں ایسے اداروں کی نوعیت کی کہیں تعریف نہیں کی گئی تھی بلکہ یہ فرض کر لیا گیا تھا کہ ان اداروں کے اختیارات اور منظوری محض حاصل ہے ان کی مجلس مقننہ (ڈائیٹ) میں ہر رکن عہدہ کے دو نمائندے اور ہر سوکیس (Socius) کا ایک گماشتہ شریک ہوا کرتا تھا اور اس کی حیثیت محض ایک مجلس سفرا سے کچھ ہی بہتر تھی خاص کر جبکہ ان نمائندوں

کے اختیارات ان کی ہدایت کی رو سے بہت محدود تھے۔ اس پر طرہ یہ کہ سوا سے ”سامن سبلی وکس“ کے اور کسی مقابلے میں قلت آرا کثرت آرا کے تصفیہ کو ماننے پر مجبور نہ تھے اس کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ گوجملہ ارکان تینوں صحرائی صوبوں سے متحد تھے تاہم یہ لازم نہ تھا کہ وہ آپس میں بھی کسی حادے کے ذریعے سے متحد ہوں مثلاً برن اور زوریخ کے مابین کوئی پاراست انشا و نہ تھا اور اسی طرح لوسرن اور گلاروس کے درمیان بھی کوئی معاہدہ نہیں ہوا تھا۔ ان مختلف حکومتوں کے داخلی دستور میں بھی باہم یکجہ بہت اختلاف و تباہی تھا بعض کی حکومتیں تقریباً جمہوری اصول پر مبنی تھیں

مثلاً صحرائی صوبوں اور زبورج کی حکومتیں، دوسری طرف برن کی حکومت شہری امراء کے ہاتھوں میں تھی اس طرح دستور اس قسم کا تھا جو کسی باہم متضاد اور منتشر عہدہ کا ہو سکتا ہے، یعنی ایسی جماعتوں کا اتحاد جو تقریباً مقتدر اعلیٰ تھیں اور جو نہ تو باہم متحد تھیں اور نہ انڈرونی نظام میں باہم مشابہ ان خصوصیات کی موجودگی میں جن پیچیدگیوں کا پیدا ہونا یقینی تھا وہ دوسرے عملداریوں کے وجود سے جو عہدہ سے کم و بیش گہرے تعلقات رکھتی تھیں اور بھی زیادہ پیچ در پیچ ہو گئی تھیں۔ یہ عملداریاں نین اقسام کی تھیں (۱)۔ ”ولایات سختی“ ان میں سے بعض مختلف ریاستوں سے متعلق تھیں دوسری جو فری آئی آرٹی (Freiorte) کہلاتی تھیں مثلاً شہر کاؤڈا اور ارکاڈیلو کسر مشترکہ کی حیثیت سے اکثر یا جملہ اراکین جمعیت کے قبضہ و تصرف میں تھیں ان اضلاع کو کوئی سیاسی حقوق حاصل نہ تھے اور جیسا کہ جمہوریت ولایات سختی کے ماتحت مقبوضات کی صورتوں میں اکثر و بیشتر ہوا کرتا ہے ان پر بہت سختی کے ساتھ حکومت کی جاتی تھی۔

اضلاع متحدہ ”اضلاع متحدہ“، ان میں سے نین ضلعوں کو یعنی سینٹ گال کے کلیسائی حلقے اور قصبہ سینٹ گال اور شہر بین کو جو جمیل بین پر واقع تھا دو سو کیٹی، کی حیثیت سے عہدہ میں شریک کیا گیا تھا اور اس کے معتقدین میں انھیں ایک ایک نمائندہ کا حق بھی حاصل تھا۔ لیکن اضلاع متحدہ میں ان کے ماسوا جن کا اوپر تذکرہ کیا گیا ہے ایک کثیر تعداد اسے اضلاع کی تھی جو عہدہ دہی کے نام سے موسوم تھے، ان اضلاع کو عہدہ میں کامل رکنیت کے امتیازات حاصل نہ ہونے کے باوجود صلح و جنگ کے معاملوں میں عہدہ کے احکام پر عمل کرنا پڑتا تھا۔

اضلاع متحدہ وہ اس کے بعد وہ اضلاع تھے جو عہدہ کی میاستیں سختے اور ان کے تعلقات عہدہ کے ساتھ اور بھی کمزور تھے۔

۱۸۹۷ء سے پیشتر کے اضلاع کی فہرست

جمعیت ویلس یا دلائے

۱۸۹۷ء گریسان

شافہاسن

مہاسن

۱۸۹۵ء جمعیت خانہ ایزوی

راویل

اپیزل

اغراض کی ان غیر معمولی پیچیدگیاں اور باہمی تضاد سے وقتاً فوقتاً داخلی و خارجی فساد اور مناقشے پیدا ہوتے تھے اب ان کی وجہ سے سوئزرستانوں کو شہنشاہی کے خلاف ایک جنگ میں مبتلا ہونا پڑا۔ جب تک شہنشاہی کا طغرایے اختیار نفرت آمیز خاندان ہسبرگ کے سوا کسی اور کو زمینت دینا رہا سوئزرستانی اپنی تقریباً کامل آزادی کے باوجود شہنشاہی کے وفادار رہے۔ لیکن فریڈک سوم کے انتخاب نے ان کے غمخیزانہ شہنشاہی کے ساتھ کو بھر بیدار کر دیا۔ ان کو یہ خوف دامنیگ ہوا کہ کہیں فریڈک سوئزرستانوں کی اپنی شہنشاہی قوت کو کام میں لا کر ان پر مکرر اقتدار نہ حاصل کر لے۔ ٹیرول کے سکسمنڈ کی جانب سے اکثر خاندانی مقبوضات سوئزرستان کو تقویض ہو جانے پر کھوٹے عرصے کے لئے

دو سالہ تعلقات قائم ہو گئے تھے اور یہ تعلقات ۱۴۷۵ء کے ودائی ٹیاق سے اور بھی پختہ و مستحکم ہو گئے تھے جس کے ذریعہ سے سکسمنڈ نے ان مقبوضہ اضلاع سے اپنی دست برداری کی توثیق کر دی تھی نیز برگنڈی کے چارلس کے خلاف اعانت کا وعدہ بھی کیا تھا لیکن سوئزرستانوں کی چونکا دینے والی فتوحات نے شہنشاہ اور سکسمنڈ دونوں کی آنکھیں کھول دیں اور انھوں نے ان سے اپنے تعلقات منقطع کر لئے اس سے وہ قدیم رقابتیں جو ٹھنڈی پٹھنی تھیں بھر اڑیں۔ نو تازہ ہو گئیں ارکان مہدیہ پسیمی جمعیت کو جو ۱۴۸۷ء میں ان کے شمال میں قائم کی گئی تھی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اس نفرت کو اس کھلی ہوئی اور علانیہ تحقیر نے اور بھی تیز و تلخ بنا دیا تھا جس سے جرمنی امر ان نو خاستہ سوئزرستانوں کو دیکھا کرتے تھے شہنشاہی شہر کانٹنیں کے اس دعوے سے کہ ضلع تھر کاویس کی عملداری میں باس و جہ شامل ہے کہ سکسمنڈ نے اسے اس کے ہاں رہن رکھا تھا۔ پس میں ناچاتی اور بڑھ گئی فریڈک سوم کی وفات کے بعد معاملات بدتر ہو گئے متجین کی اصلاحی جماعت یہ چاہتی تھی کہ سوئزرستان کو اپنا شہنشاہی کے دائرہ اقتدار میں لایا جائے اور دوسرے کی مجلس مقننہ نے (۱۴۹۵ء میں) ساری شہنشاہی پر جو معمول عائد کئے تھے اس کے ادا کرنے کو بھی مجبور کر دیا جائے میکسی میلین نے اس موقع پر دوسری چال چلی چاہی اس کو یہ توقع تھی کہ مجلس مقننہ کو ان مطالبات کے پیش کرنے کا اقتدار دے دینے سے سوئزرستانی خائف ہو جائیں گے اور پھر ان کے نافذ نہ کرنے

سے ارکان عہدہ فرانس کے خلاف اس کی اعانت کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے لیکن اس دور خج حکمت عملی کو اختیار کر لئے ہیں وہ دو غلطیوں کا قریب ہوا۔ ایک طرف تو منتخبین نے جن کی ہمیشہ یہ کوشش تھی کہ شہنشاہی تنظیم کو حقیقت کا جامہ پہنایا جائے اس امر پر اصرار کیا کہ مقننہ کے احکام پر عمل کیا جائے، دوسری طرف سوئزرستانیوں نے اس حکمت عملی کو ایک ایسی دعا باز کوشش کے مترادف قرار دیا جس کا مطمح نظر محض فائدہ انی و عادی کا اعادہ تھا۔ وہ عرصہ سے شہنشاہی اقتدار اور شہنشاہی اجراءے محصولات سے فائدہ نمانہ سہی تو عملاً برمی رہے تھے۔ مجلس مقننہ میں ان کے نمائندے موجود نہ تھے اور اس کے لئے ان کی رضامندی حاصل کی گئی تھی۔ ان کا دعویٰ تھا کہ پینی مشترک کا محصول کسانوں سے محصول وصول کرنے کے لئے حکمرانوں کی ایک چال تھی الغرض انھوں نے ان امور کو جس لفظ نظر سے دیکھا تھا وہ تعجب انگیز طریقہ پر نوآبادیات امریکہ کے اس لفظ نظر سے بالکل منطبق تھا جس سے انھوں نے اٹھارہویں صدی میں انگلستان کے اجراءے محصولات کی کوشش کو دیکھا تھا بہر کیف سوئزرستانیوں نے نہ صرف خود ان مطالبات کے تسلیم کرنے سے انکار کیا بلکہ اپنے حلیف سینٹ گال کی طرف سے اس کی خود مختاری کا دعویٰ بھی کر دیا لیکن یہ دعویٰ منظور نہ ہوا اور ۱۷۹۷ء میں شہنشاہی نے سینٹ گال کے خلاف اپنا تحدیدی اعلان نافذ کر دیا۔ میکسی میں کی دور خج حکمت عملی اب بھی قائم تھی اس نے اس تحدیدی اعلان کے نفاذ میں تعویق کی، اس کی توقع یہ تھی کہ اس طرز عمل سے متاثر ہو کر سوئزرستانی اس سے بالذات سماعت کر لیں گے اور اس کی لڑائیوں میں اس کی اعانت و امداد کریں گے لیکن اس خیال میں اسے ناکامی ہوئی اسی آئنا میں دوسرے اختلافات نے بری گھڑی کو اور بھی قریب لا دیا، عہدہ سوئزرستان کے گرد اور بھی متعدد جمعیتیں قائم ہو گئی تھیں جن میں سب سے اہم رینیٹیا کی قبیلوں جمینیں تھیں ان میں سے ایک کا نام جمعیت ”خانہ خدا“ تھا جو مقام چرکے اطراف میں واقع تھی اور اسی مقام کے گرد جے کا نام اس نے اختیار کر لیا تھا، دوسری جمعیت ضلع گریزاں کی تھی جو بالائی رائن پر واقع تھا۔ تیسری جمعیت دس راج کے نام سے مشہور تھی اور ضلع پراٹیکگاؤ اور وادی وادوس میں واقع تھی جب سگسمنڈ کے ۱۷۹۶ء میں مرجانے سے میکسی طین اپنے

خاندان کے اس شاخ کا وارث ہوا جو ٹیرول میں رومر حکومت تھی تو ان جمیعتوں کے خطرات لازماً اُبھر گئے خاص کر جبکہ اسی زمانے میں ضلع پراٹیکاؤ کا ایک حصہ میکسی ملیں کے ہاتھ آیا تھا۔ لہذا ۱۷۹۷ء میں جمیعت ضلع گریزاں اور ۱۷۹۸ء میں جمیعت خانہ خدا نے سوئزرستانیوں سے اتحاد کر لیا اور اپنا نام بھی اضلاع متحدہ میں داخل کر دیا اس طرح جدید سوئزرستان ان بے پایاں مناقشات میں شریک ہونے پر مجبور ہوا جو ان دو جمیعتوں اور ٹیرول کے مابین جو تصفیے اور حدود اختیارات کے متعلق چلے آ رہے تھے آخر کار شہر البیرک کی حکومت کے مندرجہ بالا پر قبضہ کر لینے سے جنگ کا آغاز ہو گیا یہ ان وادیوں میں سے ایک تھی جو بالائی اوج سے جاملتی تھیں۔

ابتداء میکسی ملیں صرف آسٹریا کے امپراتور کی حیثیت سے سوئس جمیعت کی اعانت کے ساتھ اس لڑائی میں شریک ہوا اور شہنشاہی نے اس جنگ میں سال باند تک کوئی حصہ نہیں لیا۔ شہنشاہ کے لئے بہترین حکمت عملی یہ ہوتی کہ وہ اپنے حلوں کے ایک مرکز پر محدود اور قائم رکھتا اور اس امر کی کوشش کرتا کہ سوئزرستانیوں کے قدموں کو اپنے موقعوں سے اکھاڑ کر ایک تصفیہ کن جنگ میں اٹھیں جس کا آغاز ۱۷۹۹ء ڈانٹا۔ کیونکہ سوئزرستانی سپاہ مختلف ریاستوں سے متعلق ہونے کے باعث مختلف ٹکڑوں میں تقسیم تھی لہذا جداگانہ اور الگ الگ

سورک آرائیوں کے لئے وہ فطرۃً موزون تھی اور اس کے افسرین جنگ سے بہت کم واقف تھے۔ اس طرز عمل کی بجائے میکسی ملیں نے اپنی قوت کو تقسیم اور منتشر کر دیا اور اس طرح غنیم کے ہاتھوں میں کھلونا بن گیا۔ سوئزرستانی فوجوں نے گنجان قطاروں میں پیش قدمی کی اور ہر ایک قطار میں تین تین دستے موجود تھے، ان کے آگے آگے نیزہ برداروں کی چار قطاریں تھیں اور ان کے نیزے چمگز لائے تھے دستوں کے عقب میں دوسرے اسلحہ بردار تھے جن کا آلہ حرب جنگی کلھڑی اور نیزے کا مجموعہ تھا، فصد مختصر یہ کہ جس جاگیری فوج اس سیلاب عظیم کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔

سوئزرستانیوں کی تائید میں بادشاہ فرانس نے روپیہ اور توپ خانہ بھیجا۔ وینس والوں نے بھی روپیہ پیسہ کی اعانت کی۔ کیونکہ وہ خاندان ہابسبرگ کے اثرات

ان اقطاع ملک میں وسیع ہونا نہیں چاہئے۔ نئے میکسی لین کا معین دیار لے دے کر ایک بوڈو ویکہ سفورزا میلان کا امیر تھا لیکن اس وقت وہ خود میلان سے نکال باہر کیا گیا تھا (۲ ستمبر) جمہیت سویا نے بوڈو ویکہ پر شکست کھائی اور باسل کے قریب ڈواناک پر بھی اسے ہزیمت اٹھانا پڑی۔ خود میکسی لین نے پہلے ضلع ٹیرول میں بمقام فراسٹنر اور پھر مولٹر تھال میں درہ کائوں پر شکست کھائی یہاں تک کہ ۲۲ ستمبر ۱۸۹۹ء کو وہ صلح جوی پر مجبور ہوا۔

صلح نامہ باسل کے ذریعے سے یہ طے پایا کہ میکسی لین اور بریٹی جمہیت کے مابین جننے اختلافات تھے ان کا فیصلہ ثالثی کے ذریعے ہو۔ سوئزرستانی عہدہ کے خلاف ایوان شہنشاہی نے جو فیصلے کئے تھے وہ سب منسوخ کر دیے گئے اور گو شہنشاہی کے ساتھ اس عہدہ کے آئندہ تعلقات کے متعلق کوئی بات قطعی طور پر ضبط تحریر میں نہیں لائی گئی تاہم سوئزرستانیوں کو شہنشاہی محصولات شہنشاہی حدود اختیار ان یا فوجی بھرتی وغیرہ کے قوانین کا تابع بنانے

صلح نامہ باسل  
۱۸۹۹ء

کی بھی کبھی کوئی کوشش نہیں کی گئی اور گو عہدہ سوئزرستان اس پر بھی برائے نام شہنشاہی کا ایک رکن خیال کیا جاتا تھا تاہم عملاً وہ خود مختار تھا اور اس کی یہ خود مختاری بالآخر صلح نامہ وسٹ فیلیا (۱۶۴۸ء) کے ذریعے بالآخر تسلیم کر لی گئی۔

۱۵۰۱ء میں اپنی شمالی حدود کو تقویت دینے کے خیال سے سوئزرستانیوں نے باسل اور شفٹ ہاؤس کو بھی اپنے عہدہ میں شریک کر لیا۔ ۱۵۱۳ء میں اینپیرل بھی شریک ہو گیا اور اس سے عہدہ کے ریاستوں کی تعداد تیرہ تک پہنچ گئی جو موجودہ صدی تک قائم رہی۔ سوئزرستانیوں نے اپنا پیشہ بحیثیت یورپ کے اچورہ دار سپاہیوں کے جاری رکھا اور اس کی دولت جیسا اوپر بیان کیا جا چکا ہے ۱۵۰۲ء اور ۱۵۱۲ء میں کوہ الپس کے جنوب میں ان کے مقبوضات کو مزید توسیع حاصل ہوئی۔ سوئزرستانی عہدہ کے مقابلے میں میکسی لین کو جو ہزیمتیں برداشت کرنا پڑیں ان سے اس نے ایک سبق لے حاصل کر لیا تھا یعنی یہ کہ اس نے سوئزرستانیوں کے اسلحہ جنگ اور کسی حد تک ان کی طرز تنظیم کی نقل کی اور اس طرح اس نے ان زبردست پیادہ فوجوں کی تشکیل میں بڑا حصہ لیا جنہوں نے مہم اطالیہ کے دوران میں چار لاکھ بیس کی آہی خدمت کی لیکن اس کا یہ کام بھی نقصانات سے مالی

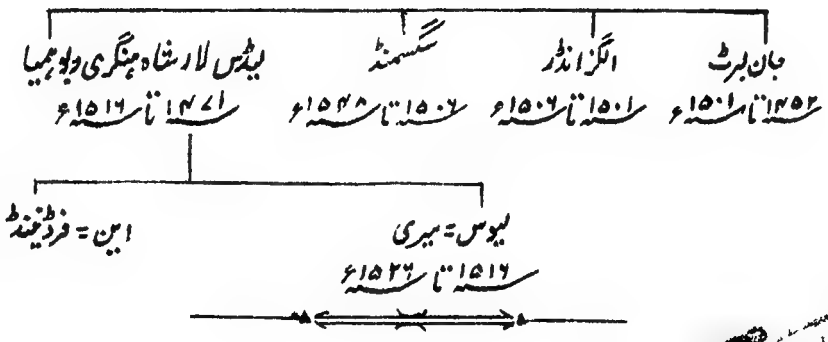
نذر رکھو نہ کہ جس جاگیر پر فوج یہ دیکھ کر کہ ان کی خدمات کی مانگ اس قدر بڑھی ہوئی ہے اکثر اوقات اجورہ دار سوئزرستانی سپاہیوں کی عادتیں اختیار کر لیتی اور اپنے ملک و قوم کے دشمنوں کی ملازمت اختیار کر لیتی تھی۔

بادشاہ اس کے سیکسی میں کو شہنشاہی کے نام سے اتنا لگاؤ تھا تاہم اس کے متعلق بھی وہی کہا جاسکتا ہے جو اس کے ایک پیشرو شہنشاہ یعنی چارلس چہارم کے متعلق کہا گیا تھا یعنی یہ کہ وہ شہنشاہی کا سونپلا باپ تھا اس کے علاوہ وہ ارباب انتخاب کو ذیل کرنے کے بھی درپے تھا۔ اس نے رئیس بالائٹائن کو لینڈ شوٹ کی وراثت سے محروم کر دیا تھا اس کے علاوہ اس نے رئیس سیکسی کو بھی دھوکا دیا اور وہ اولیٰ اس طرح کہ اس نے شادی کے ذریعے برگ اور زونخ کی وراثت رئیس کلیو کے حوالے کر دی اور ثانیاً رئیس سیکسی کو ریاست ہنس کے امیر فلپ کے جاگیر نذر و نیاز سے محروم اس طرح شہنشاہی اور اپنے خاندان میں برگ کے کیا کہ وہاں کے گھمن چہارہ سالہ امیر کے بالغ ہونے کا اعلان کر دیا۔

علاقوں کے متعلق سیکسی میں کی حکمت عملی

البرٹ تھاروشیا کے امرا تیتو تانی کا امیر علی مقرر کیا گیا (۱۵۱۲ء) لیکن ساتھ ہی اسے اس طرح ناراض کر دیا کہ معاہدہ تھورن کی توثیق کر دی جو اس کے لیے طے پایا تھا اور جس کی رو سے مبارزین کو مغربی پروشیا کا سارا علاقہ کیا امیر بادشاہ پولینڈ کے حوالے کر دینا پڑا تھا اور ان کے پاس صرف مشرقی پروشیا اس شہر پر رہتا کہ وہ اسے بادشاہ پولینڈ کا جاگیر عینہ خیال کریں صلح نامہ کی توثیق سیکسی میں نے خاندانی وجوہ کی بنا پر کی کہ اس کے بچے لیوس نے جو

کیا امیر چہارم بادشاہ پولینڈ ۱۵۴۵ء تا ۱۵۹۲ء





اس وقت پولینڈ کا حکمراں تھا میکسیملین کی پوتی میری سے اور لیوس کی بہن این نے میکسیملین کے پوتے فرڈیننڈ سے اس وعدے کے ساتھ شادی کی تھی کہ اگر لیوس بے اولاد ہو گیا تو ہنگری اور بوہیمیا کی وراثت این پر منتقل ہو جائے گی مختصر یہ کہ میکسیملین کی پالیسی تمام تر خاندانی مفاد پر مبنی تھی اس کا خاص مطمح نظر یہ تھا کہ اپنے خاندان کی قوت اور اس کے آئندہ توقعات میں اضافہ کرتا رہے اور اس مقصد کے حصول کے لئے اگر ممکن ہو تو شہنشاہی اقتدار سے کام لیا جائے۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو فتوحات حکمت عملی اور کامیاب شادیوں کے ذریعے یہ نصب العین حاصل کیا جائے۔ ان تدابیر میں اس کو کس حد تک کامیابی ہوئی اس کا اندازہ بہترین طریقے پر اس طرح ہو سکتا ہے کہ اس کے خاندان کی حالت جو ۱۶۸۵ء میں تھی اس کا مقابلہ ان حالات سے کیا جائے جو ۱۷۱۹ء میں اس کے انتقال کے وقت سے پائے جاتے

میکسیملین کی کامیابی  
ایک ہیسپرگ حکمراں کی  
حقیقت سے

تھے۔

میکسیملین کی تمنت نشینی سے ایک ہی سال قبل یعنی ۱۶۸۵ء میں تمبیاس کاروفیس نے صرف ہنگری اور بوہیمیا ہی کو تسخیر نہیں کر لیا تھا جو ۱۶۴۸ء سے ۱۶۴۹ء تک خاندان ہیسپرگ کے قبضے میں رہے تھے بلکہ فریڈرک سوم کو وائینا سے بھی نکال دیا تھا اور اس میکسیملین کے چھپرے بھائی سکسٹڈ کے قبضے میں تھے۔ آسٹریا اور کارنٹھیا کو ترک ناخت و تاراج کر رہے تھے خود میکسیملین اپنی بیوی میری کے وفات پا جانے کی وجہ سے نیدرستان کی حکومت حتیٰ کہ اپنے فرزند ملپ کی تعلیم و تربیت سے محروم کر دیا گیا تھا لیکن ۱۷۱۹ء میں صورت حالات بالکل ہی مختلف ہو گئی تھی اس وقت یہی نہیں کہ اصل آسٹریا کا سارا علاقہ وہ فتح کر لیا گیا ہو بلکہ خاندان ہیسپرگ کے جملہ مقبوضات اس کے شہنشاہی اقتدار میں متحدہ و متفق ہو چکے تھے اور ترکوں کے حملے بھی سر دست تھم گئے تھے۔ رہا سوڈرستان کا ہاتھوں سے نکل جانا یا اطالیہ میں حصول اقتدار کی کوششوں کا نفع یا دیگر طریقے پر کام رہنا تو یہ نقصانات کا اس کے

خاندان سے نہیں بلکہ زیادہ تر شہنشاہی سے تعلق تھا۔ لیکن اسے سب سے زیادہ کامیابی ان اتحادوں میں ہوئی جو اس نے شادی کے ذریعے قائم کئے تھے، لاٹوس لادوس سے جو میکسی میلین کے اتحاد جو میکسی میلین کے ذریعے قائم ہوئے اور جن کا ابھی ذکر کیا جا چکا ہے، ان کی بدولت بہت جلد ہنگری اور یوہیمیا کے علاقے دوبارہ خاندان ہابسبرگ کے قبضے میں آنے والے تھے (۱۵۲۶ء) اس

کی بیوی اور چارلس دلیبر کی بیٹی میری خاندان برگنڈی کے اکثر مقبوضات اپنے جہیز میں لائی تھی اس شادی سے چوڑا کا قلب تولد ہوا تھا اس نے ہسپانیہ کی جونا سے شادی کی تھی اور ان کا بیٹا چارلس ۱۵۱۶ء میں نیدرستان-ہسپانیہ اور نیپلز کا حکمران بن گیا تھا۔ اس کا کردار

نتیجہ کے ساتھ طویل کش مکش اور اٹالوی محاربات کی ناکامی کے باوجود میکسی میلین جرمنوں میں غیر مقبول نہیں تھا حقیقت حال یہ ہے کہ گو معاملہ کرنے میں وہ اکثر و لختی کامیاب ہو تا تھا تاہم وہ بڑے دلکش کردار کا آدمی تھا، اگرچہ وہ خوش شکل نہ تھا اس کا رنگ زرد سی مائل اور ناک چھٹی تھی جو سفید ردا مٹی کے اوپر دکھائی دیتی تھی، اس کا چہرہ مروانہ تھا، اور اس کی قوت عمل اور طاقت جسمانی غیر معمولی تھی جیسا کہ اس کے اسیر و شکار سے ثابت ہوتا ہے۔ اس کی ذہنی قوت عمل بھی کچھ کم قابل قدر نہیں تھی، وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ تھا اور سات مختلف زبانیں یا بولسیاں بولتا تھا و تھپیوں والا "زود لینڈ" اور ہردو اور اس کا داغ شجاعانہ اور بلند پرواز تھا اور وہ خود بے انتہا توانائی رکھتا تھا۔ اس کی جامع الصفاقی نے ہر طبقے میں اس کے شائقوں پیدا کر دیے تھے۔ بلاشبہ ان میں سے بعض صفات اس کی کامیابیوں میں عمل ہوئیں عظیم الشان محب ویر کا والد اور

۱۷ خاندان ہابسبرگ کی اس شادی اور دیگر شادیوں کی یادگار ذیل کے شعر میں منائی گئی ہے۔

Bella gerant alii, tu felix Austria nube Nam Quæ Mars aliis, dat

tibi regna Venus

ہونے کے باعث جن میں سے اکثر ناقابل حصول ہوتی تھیں اور خود اس کی جولانی طسبع اور تدبیر و چارہ جوئی نے اس کے آگے اتنی راہیں کھول دی تھیں کہ اس پر متلون اور متغیر مزاج ہونے کا الزام عاید کیا جاتا تھا۔ لائی یا زوہم نے اس کی بابت ایک دفعہ کہا کہ ”رات میں وہ جو کچھ کہتا ہے صبح اس پر قائم نہیں رہتا خود اعتمادی اس میں اتنی تھی کہ وہ طاقتور آدمیوں کو بے صبری کی نظر سے دیکھتا تھا اور میکسیکیاویلی کہتا ہے کہ وہ ”ہر شخص کے صلاح و مشورے سے نوازا کر تاناہم سب کے فریب میں آ جاتا تھا“ اس کے بے اندازہ اور طویل نشان مسفوبے اسے اکثر مالی مشکلات میں مبتلا کر دیا کرتے تھے جن کی بدولت وہ ذلیل تدبیر اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا تھا، اور یہ اکثر بیرونی ممالک کے تعلقات میں جو اسے ”چند بیسیوں والا“ کہتے تھے اور اسے ایک ایسے بھکاری کی نظر سے دیکھتے تھے جسے روپیہ دے کر موافق مرام بنایا جاسکتا تھا۔ لیکن میکسیکلین کم از کم اپنی ذات کو اپنے منغل و صو کا نہیں دیتا تھا۔ وہ اپنی رزمیہ نظم میں ایک عالی خیال اور جانباز مبارز کی کہانی کہتے ہوئے جس کا نام اس نے (Teuerdank) ٹائرڈانک رکھا بتلاتا ہے کہ یہ شخص کس طرح اپنی لہن کی تلاش میں نکلا، کس طرح بالآخر وہ ترکوں کے غلات لڑائیوں میں سرگرم بیکار ہوا اور گویا خود اپنی آپ بیتی بولتے ہوئے بتلاتا ہے کہ کس طرح خود بینی اور فوق جہازی کے دغیرب خطروں نے اسے گھیر لیا۔ غرض یہ کہ یہ دلکش، پیارا، سراسر خیالی اور محض خوابوں والا انسان اور وہ اس حد تک کہ ہم اس سے برہم ہو جاتے ہیں، اپنی پر زور توانائی کے ساتھ جو غلط چیزوں پر صرف ہوا کرتی تھی، اس تغیر پذیر دور کا بہترین نمائندہ ہے جو تقریباً خود اس کے دوران حکومت کا زمانہ تھا۔

۱۵۱۵ء میں فرانسس کی تاج پوشی اور ۱۵۱۹ء میں میکسیکلین کے انتقال کے

ساتھ ہم بالکل ایک جدید دور سے روشناس ہوتے ہیں۔ یہ ایک دلچسپ واقعہ ہے کہ خود اطالیہ جو اس پاپائیت کا گہوارہ تھی جس نے بربریوں کو حالت بربری سے نکالا تھا، جو ابتدائی دور میں ان کے لئے گویا شیر مار تھی اور جس نے ان کو روما کے قانون فن حکمرانی میکسیکلین کی وفات ۱۵۱۹ء سے ایک تماشگاہ بن گئی جن پر یورپ کے سیاسی مناظر بدلتے جا رہے تھے۔

جدید دور شروع ہوتا ہے

اطالوی لڑائیوں ہی میں یورپ کی بادشاہیوں نے سب سے پہلی مرتبہ اپنی اپنی قومی شخصیتوں کا احساس ظاہر کیا۔ ان ہی لڑائیوں میں باوجود باہم جانی دشمنی ہونے کے انھوں نے یہ سبق سیکھا کہ بحیثیت ایک یورپی دولت عامہ کے ارکان کے ان کے اغراض ایک دوسرے سے وابستہ ہیں، پھر پھر سے توازن قوت کا نظام قائم ہوا، جدید اصول سفارت پیدا ہوا اور قانون بین الاقوامی کی بنا ڈالی گئی مختصراً یہ کہ اسی دور میں یورپ کا وہ سیاسی نظام قائم ہوا جو آج تک قائم ہے۔ اس کے علاوہ اطالوی لڑائیوں ہی میں یورپ کے اقوام نے یہ ضرورت محسوس کی کہ بڑی بڑی فوجیں ہمیشہ تیار رکھیں اور فن جنگ میں بارود کے کثرت استعمال سے ایک انقلاب ہو گیا۔

ان لڑائیوں میں اطالیہ پر بڑے مصائب گزرے اقوام نے اپنی خود غرضی کا جس شرمناک طریقے پر ان لڑائیوں میں اظہار کیا کبھی کسی اور موقع پر نہیں کیا تھا۔ اس طرح جزیرہ نمائے اطالیہ اجنبیوں کا مال غنیمت بن گیا اور ہمارے زمانے سے قبل اسے آزادی حاصل نہ ہو سکی۔ لیکن باوجود اس عذاب عظیم میں گرفتار ہونے کے اس نے یورپ کو ایک لا قیمت تحفہ دیا، یونان کا مجددہ ادب اور فن، فن رنگ کاری جو اکیلیت کو سہیجا دیا گیا تھا، نیا طرز تعمیر، انسان کے متعلق علم اور ذوق تنقید۔ یہ اس آخری ترکے میں شامل ہیں جو اطالیہ نے تخریک مشرقیہ کے ذریعے سے جس کی نوعیت خاص طور پر اطالوی تھی یورپ کے نذر کیا۔

آئندہ سے تاریخ یورپ کی سب سے اہم غرض اطالیہ سے وابستہ تھی لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کے زرخیز اور خوشامیڈ ایلوں کے لئے کشمکش ختم ہو گئی۔ پاپائیت اب بھی اصلاح مذہب اور شہنشاہی سے اپنے تعلقات کے نسبت ہماری توجہ کا مسطابہ کرے گی۔ ان سب کے باوجود اس وقت سے اطالیہ ایک غیر اہم حیثیت اختیار کر لیتی ہے، بحر متوسط کی اب وہ اہمیت نہیں رہتی جو بحیثیت مشرق و مغرب کی تجارتی شاہ راہ کے اسے پہلے حاصل تھی۔ یہاں سے ہمارے نظر کو وہ پلس کے شمال میں ایک طرف تو اس کشمکش کو دیکھنے دوڑتی ہے جو اس آستان میں ہمیں سرگ اور دالوا کے شاہی خانہ دلوں میں ہونے لگی اور دوسری طرف ان معرکۃ الارماں کے کانٹا رکھنے والے جو تخریک اصلاح مذہب سے وابستہ ہو گئے۔

# تیسرا باب

## انتخاب چارلس سپیویا کی لڑائی تک

شہنشاہی انتخاب - چارلس اور فرانسس کی جنگ تیاریاں - لیکن جنگ میں  
 "ناخبرہ قورش کی غیر روز ( Comunerous ) درمن کی ڈاویٹ مجلس نیا بست۔  
 نشاۃ جدید اور اصلاح مذہب اور کمسن اور نو تہرہ شہنشاہی انتخاب - چارلس اور فرانسس  
 کے مابین جنگ - ان کے اتحادات - شہنشاہی مساک کی کامیابیاں - آڈریاٹ شتم لیو ویم کا نشان  
 ہوتا ہے - چارلس کے ساتھ اس کا جھگڑا بیکو کا کی لڑائی - ہڈن ہارڈنڈر لوتھراؤ مجلس نیابت -  
 پیوربرگ کی ڈاٹ - جنگ مبارزین - کانگریس - ایلسین سپیویا کی لڑائی جنگ مزارعین -

## ۱۔ شہنشاہی انتخاب

جنوری ۱۵۱۹ء میں میکسیکو میں کے انتقال پر یورپ کی قسمت تین نوجوان  
 بادشاہوں کے ہاتھ میں آئی اور یہ تینوں تین شخصیت رکھنے والے اولو غورم اور حریص تھے  
 ان میں ہنری ہشتم جو اب اٹھائیس سال کا سب سے کم عمر تھا - اس کی شخصی وجاہت کا باعث  
 جس کا اجنبیوں پر گہرا اثر تھا - غالباً ایک حد تک اس کے رنگ کی سفیدی تھی - جس کی

براعظم پر تعریف ہوتی تھی۔ اگرچہ وہ بعد میں نہایت جسم بن گیا تھا۔ تاہم اس کا سفید رنگ اس کی بڑی بڑی آنکھیں۔ اس کا دراز قد۔ اور طاقتور اور پھر تیل ڈھانچہ یقیناً قابلِ تحسین ہو گا۔ اس پر جب بازوؤں اور مقابلوں دیکھو توں پر دو بہادروں کی نمائندگی لڑائی (Joust) میں اس کی جو انفرادی۔ موسیقی اور مختلف زبانوں میں اس کی قابلیت اور سب پر طرہ اس کی تحکیمانہ سیرت کا اضافہ کر دیا جائے تو ہم غالباً اس کی نسبت کسی تخمینہ کو مبالغہ آمیز تصور نہیں کریں گے۔

فرانسس اول اُس سے صرف تین سال کا چھوٹا تھا۔ قد و قامت میں قریب قریب ہماری کے اتنا ہی تھا لیکن رنگ سیاہی مائل۔ اس کی جسامت و طویل القامتی اور پتلے پیر خصوصیت کے ساتھ اس کے ہم عصروں پر اثر کرتے تھے۔ فنون کا سرپرست اور عیش و آرام کا دلدادہ تھا۔ اور زیادہ سطحی پہلوؤں کے اعتبار سے وہ نشاۃِ جدیدہ کا فرزند حقیقی تھا۔ دور اندیشی عقل و دانش یا تدبیر سے بہت کم بہرہ یاب۔ وہ بڑا بادشاہ اور بڑا آدمی تھا۔ اس کی جرأت بے اختیار کی حد تک پہنچ جاتی تھی۔ اپنے منصوبوں میں وہ اپنے حریفوں سے کچھ کم بلند پرواز نہ تھا۔ جتنا کہ اس کے حریف تھے۔ تاہم اس میں وہ بہادرانہ وصف موجود تھا جس کا چارلس میں سراغ نہ ملتا تھا۔ اور جو اس کی ناکارہ سیرت کا نعم البدل تھا۔

اس وقت چارلس غیر معروف تھا۔ اور اس سے کچھ زیادہ توقعات بھی والہ نہ تھے۔ اس کی عمر صرف انیس سال کی تھی۔ اور وہ کلیتہً اپنے فیلیش مشیر و لمبسم دی کروا (سیوشیپور) کے زیر اثر تھا۔ متوسطِ قامت۔ ڈھیلی اور بے ڈھنگل چال۔ اس کی عمدہ پیشانی اور بڑی اور خم دار ناک کو باہر نکلے ہوئے گلے جڑے نے جو خاندان پیپر برگ کی خصوصیت متمازی تھی بکاڑ ڈالا تھا اور دانت باریک چھوٹے چوٹے اور بد نما تھے۔ اس کی ابتدائی زندگی کی مشکلات۔ اس کے باپ اس کے دادا فرڈیننڈ کے جھگڑے۔ بعد میں اس سے فرڈیننڈ کا حسد اس کی مال کی دیوانگی۔ ان تمام چیزوں نے اس کو کم سخن اور سنجیدہ بنا دیا تھا اور غالباً عالمِ شباب کے جوش کو بھی تباہ کر دیا تھا۔ ان اوصاف سے لوگوں کو خیال ہوتا تھا کہ وہ احمق ہے۔ تاہم وہ بہت جلد دنیا کو دکھانے والا تھا کہ اس کے لیے جس ظاہری پردے کے پیچھے وہ بیدار مغزی معاملہ فہمی اور عزمِ پنهان تھا۔ جو جذبات

سے لاپرواہی کے ساتھ ملکر اُسے ان تینوں میں سب سے قابل مدد بنانے والا تھا۔  
 شہنشاہی تخت کے جو میکسی مین کے انتقال کی وجہ سے خالی ہو گیا تھا۔ نو ان  
 تاجدار سب سے اہم امیدوار تھے۔ اور سارے یورپ کی توجہ اب اس واحد مسئلے کی  
 طرف مبذول ہو گئی تھی۔ میکسی مین نے انتخاب کنندوں کو اپنا طرفدار بنانے کے لئے  
 پانی کی طرح دولت لٹائی اور وعدے کئے تھے۔ اور سادہ لوحی سے یہ سمجھنے لگا تھا۔  
 کہ اپنے پوتے کے لئے اس نے پانچ راہیں محفوظ کر لی ہیں۔ لیکن اس کا مرنا تھا کہ  
 انتخاب کنندہ گوں نے اپنے وعدوں کو رو کر دیا۔ اور پھر رشوت کے لئے جھگڑے شروع  
 کر دیے۔ ہنری کوئی زیادہ زبردست امیدوار نہیں تھا۔ باقی دو میں سے استاد  
 فرانسس کا سب سے زیادہ امکان نظر آتا تھا۔ اریاناؤ کی فتح اور اس کی فوجی  
 شہرت کی حرص۔ اس کو اس صلیبی جنگ کا موزون ترین ذمہ بناری سٹی جس کا  
 یورپ ہمیشہ چاہتا تھا۔ لیکن کبھی اس پر غائل نہیں ہوا۔ اور فرانسس دعوے کرتا  
 تھا کہ اگر اس کا انتخاب ہو جائے تو وہ تین سال کے اندر ہی اندر قسطنطنیہ میں رہے گا  
 لیو دہم اگرچہ اپنی خواہش کا اعلان کرتا نہیں چاہتا تھا تاہم فرانسس کے انتخاب  
 کا متوقع تھا اگر میکسی فلورنس میں محفوظ رہنا چاہتے تھے تو فرانسس قبضہ میلان نے  
 فرانسس کے ساتھ ان کی دوستی کو ضروری بنا دیا تھا اور پاپاؤں کا تو یہ قدیم مسلک تھا  
 کہ نیپلز اور شہنشاہی کو ایک ہی ہاتھ میں جانے سے روکا جائے۔ کہ یہ تم جانتے ہو؟ لیو  
 کہا کہ روماسر مدنیلیز سے صرف چالیس میل دور ہے، اکثر و بیشتر نتیجین اور خاصکر  
 سکسنی کا فریڈرک وانا اور بریڈبرگ کا جو کم اول اصلاحات سے میکسی مین کی مخالفت اور ان کی بہت  
 اس کے عام مسلک دیکھو صفحہ ۱۷۱ کے باعث ناخوش ہو گئے تھے اضلاع رامن کے ارباب  
 انتخاب دینی میٹنی۔ ٹریوس اور کولون کے تینوں صدراستف اور انکراپالائون کو خوف  
 تھا کہ اگر انھوں نے فرانسس کے خلاف رائے دی۔ تو وہ ان سے انتقام لے گا۔ اور  
 رچرڈ کرینکلڈ انکڑ ٹریوس گلڈوس کے رئیس کا دوست تھا۔ اور یہ آخر الذکر خاندان پیپرگر  
 کا جانی دشمن تھا۔

مزید برآں فرانسس اس مطلوب عام خطاب کے حصول کا عزم کر چکا تھا۔  
 اس نے کہا کہ تین لاکھ کے طلائی سکے اس نے اس توقع میں صرف کئے کہ وہ شہنشاہ بنے گا

منتخبین کو اس نے پورے تین دہائیوں میں وہ چارلس کمبلی نہ دے سکتا تھا۔ چارلس کی کامیابی کے توقعات اتنے ضعیف تھے کہ بعض لوگوں نے اسے مجبور کیا کہ اپنے بھائی فرڈیننڈ کے حق میں دست بردار ہو جائے۔ یہ ایک ایسا تبادلہ تھا کہ جس کو چارلس نے غصے کے ساتھ اس بنا پر مسترد کر دیا کہ وہ اس کے خاندان کے مفاد کے حق میں مہلک تھا۔ اور یہ وعدہ کیا کہ اگر وہ منتخب ہو جائے تو جرمنی کو راضی کر لے گا کہ فرڈیننڈ کو اس کے جانشین کی حیثیت سے تسلیم کر لے۔ لہذا اس نے اپنے کابینہ کو ہدایت دی۔ کیونکہ وہ خود اسپین میں تھا کہ کوئی دقیقہ نہ اٹھا کر کمبلی اور کسی ایسی چیز سے انکار نہ کریں جس سے اس کا انتخاب حاصل ہو سکتا تھا۔ اس طرح اس باب انتخاب سے شرمناک تجارت جاری رہی اور اسٹی انتخاب کنندوں کو بوقت انتخاب حلف اٹھانا تھا کہ وہ سب مواعید فراداد اور بیعانی کی رقم کے بغیر اپنی رائے دے رہے ہیں۔

اگر یہ معاملہ انتخاب کنندوں پر چھوڑ دیا جاتا تو کس طرح صورت پذیر ہوتا یہ کہنا ناممکن ہے۔ لیکن پوم انتخاب جوں جوں قریب آتا گیا جرمن لوگوں کے جذبات صاف طور پر ظاہر ہونے لگے۔ نہ صرف خاص اشخاص نے چارلس کے حق میں اعلان کیا بلکہ سبھی جرمن لوگوں کے جذبات جمیعت بھی حرکت میں آئے لگی۔ اس طائفہ جمیعت چارلس کے حق میں

ظلم و تشدد اور بد عملی کی وجہ سے ڈچی سے نکال باہر کیا تھا۔ اور اب اپنے خیالات کو عملی جامہ پہنانے کے قابل تھی پوپ یا کاڈوک ولیم جس کی بہن کے ساتھ اس کے شوہر ڈوک الرچ نے یہاں تک وحشیانہ سلوک کیا تھا۔ اور مشہور شہنشاہی مبارز فرانزوان سکینچن جو پہلے ہی سے چارلس کا تنخواہ دار تھا یہ دونوں جمیعت کی سرکردگی کے فرائض انجام دے رہے تھے جمیعت کی فوج نے اس موقع پر اعلان کر دیا کہ وہ فرانسس کے انتخاب کو تسلیم نہیں کرے گی اور وہ اہل سوئزر لینڈ سے جا ملی۔ ارکان عہدہ (Confedsaks) عموماً خاندان پیسبرگ کے مخالف تھے۔ اور ۱۶۹۹ء میں صلح باسل کی رو سے جس پریسیسی لین کے ساتھ ان کی آخری جنگ کا خاتمہ ہوا تھا۔ انھوں نے شہنشاہی قوانین، عدالت اور محاصل سے آزادی حاصل کی تھی (دیکھو صفحہ ۱۶۴) تاہم سین کے کارڈینل متیاس شیر کے اثر کی وجہ سے وہ چارلس کی تائید



کرنے لگے۔

شمال میں بھی برنسوک و انفن ٹیل کا ڈیوک جرمن امیدوار کے حق میں ہتھیار اٹھانے کی دھمکی دے رہا تھا۔ جرمن جذبات کا یہ زبردست اظہار الکٹروں پر قدرتنا اثر انداز ہوا۔ لہذا انھوں نے اپنے مطالبات میں تخفیف کر دی۔ اور فرانسس کی جانب سے پیش کردہ رقم اور مواعید سے بہت کم رقومات اور مواعید چارلس سے حاصل کیں۔ اور فگگرس (Fuggars) نے جو اس زمانے کے دوسرے شائع شدہ (Rothschilds) تھے۔ شاہ فرانس کے مسودات قانون کا احترام کرنے سے انکار کر دیا۔ یوں بھی یہ دیکھ کر ڈیوار سے مرگھرا نا بلے سود ہے۔ چارلس کی مخالفت سے دست بردار ہو گیا۔

جو شہم والی بریٹنبرگ کے بھائی کی موافقت حاصل کرنا سب سے زیادہ ضروری تھی۔ وہ میانس کا صدر اسقف تھا۔ ہرمن وال ڈیر ویڈ کی رائے بھی ساتھ لانے والی تھی۔ اس کا اپنے بھائی پر بھی اثر تھا۔ اگرچہ وہ حرص کے بندے شاہ فرانس کی تائید کرنے کی ضمانت لے چکا تھا۔ صدر اسقف نے فرانسس کی جانب سے ایک لاکھ بیس ہزار فلارن اور جرمنی کی مستقل سفارت پیش کی گئی تھی۔ بہت کچھ پس و پیش کے بعد اس نے چارلس کی بہتر ہزار فلارن اور سفارت کو قبول کر لیا اور مجلس انتخاب میں جو ۸ ارچون کو مستعد ہوئی۔ اس کی خوب حمایت کی۔ یہاں الکٹروپوس نے جو فرانسس کی دینی تمیلیوں کے بارے میں دب گیا تھا۔ فرانسس کے دعاوی کی زبردست تائید کی۔ اور الکٹروں نے بالآخر چارلس مشورہ پیش کیا کہ اگر وہ قابل قبول نہیں ہے تو کسی اور کا انتخاب کیا

جرمن رئیس کا انتخاب کیا جائے۔ جو چارلس سے کم خطرناک ہو۔ یعنی بوریہ کا ڈیوک بریٹنبرگ کا مارگریو یا سیکزنی کا الکٹر۔ فرانسس کی آخری حرکت یہی تھی۔ سیکزنی کا الکٹر ہی ایک وہ شخص تھا جس نے باعزت طور پر تمام رشتہ ستانیوں سے انکار کر دیا تھا۔ اور اس کی پاکیزہ اور خدا پرست زندگی کی اس قدر شہرت تھی۔ جتنی کہ اس کی حیرت ناک عقل و دانش شہرہ آفاق تھی۔ اور اگر وہ چاہتا تو اس کا انتخاب ہو جاتا لیکن وہ اتنا ہوشیار اور زیرک تھا کہ اس قدر خطر منصب کو گوارا نہیں کر سکتا تھا۔ وطن پرست ہونے کی

حیثیت سے وہ کسی جرمن کو یہ اعزاز بخشنے کا خواہاں تھا۔ لہذا اس نے اس پیشکش سے انکار کر دیا۔ اور چارلس کا نام پیش کیا۔ اس کے طرز عمل سے اس معاملے کا تصفیہ ہو گیا۔ وہ ہمیشہ کے ہواں بادشاہ یوس جس نے چارلس کی بہن میری سے شادی کی تھی اپنے برادر نسبتی کے حق میں رائے دی کالون کا صدر اسقف ہرمن دان ڈیر وڈ نے سینس کی تقلید کی۔ اور بقیہ تین الیکٹرٹس کا صدر اسقف الیکٹرٹ لیبٹن اور بریڈ برگ کے مارگریو نے بھی انھیں کا ساتھ دیا اور چارلس بالاتفاق شہنشاہ منتخب ہو گیا۔ خطاب شہنشاہی اختیار کرنے کے لئے پاپائی تصدیق کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ اور اگرچہ بعد میں یورپ نے پون ۱۵۳۰ء میں چارلس کی تاج پوشی کی رسم ادا کی۔ اس نے فوراً شاہ رومنس نہیں بلکہ منتخب شہنشاہ کا خطاب اختیار کر لیا۔ اس طرح اس شہنشاہی اعزاز کا سب سے زیادہ قابل یادگار انتخاب ختم ہوا یہ ایک ایسا اعزاز تھا جو نہایت سرعت کے ساتھ بے خفیقت اور نمود بے بود بنتا جا رہا تھا۔ کیونکہ اس انتخاب میں شرمناک خرابیوں، رشوت ستانیوں اور سازشوں سے کام لیا گیا جیسا کہ پہلے کبھی نہیں لیا گیا تھا۔ اس کی نسبت ہنری کے کارندے پیس (Pace) نے کہا تھا کہ دو دیگر ان نرین سوداگری کا مال ہے جو خرید گیا ہے۔

فرانسس کی اس خواہش سے کہ یہ خطاب حاصل کیا جائے۔ اس میں فقدان تذبذب کا ثبوت ملتا ہے۔ اس کی کامیابی اس کے ملک کے لئے مہلک اور تباہی خیز ہوتی جرمنی بلکہ غالباً ساری یورپ کی مخالفت کی آگ سمجھ کر اٹھتی تھی اور ایک ایسی کشمکش میں جس میں حقیقتہً اس کا کوئی مفاد نہیں تھا ملک کا سارا خزانہ خالی ہو جاتا۔ چارلس کے انتخاب سے فریڈرک سوم اور میکسیملین کے خوشگوار خواب کی تعبیر جزو پوری ہوئی۔ خاندان ہابسبرگ اب جرمنی، ہندوستان، اسپین، نیپلز۔ اور نئی دنیا کے ایک بڑے حصے پر فرمانروا تھا۔ اور پھر اپنے لئے مقدس رومی شہنشاہ کا خطاب حاصل کر لیا۔ تاہم یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ آیا شہنشاہی اعزاز طرہی الخفیقت ایک ذریعہ طاقت واقعہً ہے۔ اپنے انتخاب کی قیمت کے طور پر چارلس کو تحفظات پر دستخط کرنی پڑی۔ جن کا اب سے ہر منتخب شہنشاہ سے مطالبہ کیا جانے لگا۔ تحفظات جرمنی، روم، کے خیالات کا آئینہ ہی جدید شہنشاہ کے تحفظات

اسپینی اور قلمیش ولایت کا خوف ان کے اس مطالبہ میں جھلکتا ہے کہ سرکاری زبان  
جرمن یا لاطینی ہونی چاہئے۔ شہنشاہی خدمات جرمنیوں کے لئے محفوظ کر دی جائیں  
ریاستیں بیرونی اقتدار کی سخت نہ لائی جائیں۔ اور مجلس (Diet) کی منظوری کے بغیر  
شہنشاہی جنگوں میں اپنی افواج خدمات انجام نہ دیں۔ پاپائی دعاوی کی مخالفت  
نے رڈس کو اس امر کے اصرار پر آمادہ کر دیا کہ دربار روم سے جتنی بدعات  
رواج پذیر ہوئی ہیں ان سب کو ضوخ کر دیا جائے۔ جو اس معاہدے کے خلاف تھیں وہ جینی  
اور مجلس کا سنٹس (سنٹس) کے امیں طے پایا تھا۔ بالآخر اپنے امتیازات کو برقرار  
رکھنے کی غرض سے انھوں نے مطالبہ کیا کہ چارلس ان کے حقوق فرمانروائی کی توثیق کر دے  
اور خاص امور کے غور و خوض کے لئے ایک مجلس مستقل طور پر مقرر کی جائے۔ جو حکومت  
میں برابر کی شریک ہو۔ یہ آخری مطالبات اہم نوعیت کے تھے۔ اور شدید مباحثوں  
کے محرک ہوئے۔ باقی اور اعتبارات سے چارلس کے مستعد اور غیر متجانس مقبوضات  
اور دعاوی نے ایسی مشکلات پیدا کیں جن میں مبتلا ہو کر اس کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑا  
تقریباً گینزیرتھ کا کہ چارلس پنجم کا انتخاب باب نبرد کول دے۔ چارلس کی  
جنگ ناگزیر ہو گئی ذات میں پیسبرگ خاندان اور اسپین کے استحقاقات نچجہ جمع  
ہو جانے سے فرانسیسوں کے خطرات کا چونک اٹھا خلاف  
فطرت نہیں تھا۔ اور فرانسیس کی شخصی خود غائی کو سلطنت کے لئے اس کے حریف کے  
انتخاب سے سخت ترین تھیس لگی۔

ان حالات میں جمگڑے کا موقع پیدا کرنا دشوار نہیں تھا۔ عہد نامہ نویان  
(Noyan) (۱۵۱۶ء) (دیکھو صفحہ ۱۱۲ء) کی شرائط کی دوڑوں جانب سے تکمیل  
نہیں ہوئی تھی۔ فرانس یہ شکایت کر سکتا تھا کہ اسپینی نا وادہ ہنری دی البرٹ کو ہرگز  
واپس نہیں دیا گیا۔ اور ادھر چارلس کا بیان تھا کہ ایک شہنشاہی جاگیر دار ہونے  
کی حیثیت سے طاوہ اس کا تھا۔ نیز برگنڈوی وراثت کا ایک حصے کی حیثیت  
سے برگنڈی کی نوابی کا مطالبہ کرنے لگا۔ تاہم جنگ کا التواء علانیہ چارلس کے حق  
میں بہت مفید تھا۔ اس کے سارے عہد حکومت کی طرح اب بھی اس کے علاقہ جات  
اور خطابات کی وسعت و زیادتی ہی اس کی کمزوری کا باعث تھی سپین فلمنگز (Flemings)

چارلس التوائے جنگ کی حکومت سے برہم ہو کر شورش کرنے کے قریب تھا۔ جرمنی کی کوشش کرتا ہے میں جہاں وہ انتخاب کے بعد سے اب تک نہیں گیا تھا کیونکہ وہ اب تک اسپین ہی میں تھا۔ اس کی سلسل غیر موجودگی کی

وجہ سے برہمی میں اضافہ ہو گیا مجلس (Diet) سے ابھی صفائی ہونی باقی تھی اور رابہ لوٹھر کا مسئلہ فوری توجہ کا محتاج تھا۔

اس کے خلاف فرانسس کم تر دعاوی کے باوجود ایک مستحکم سلطنت کا مالک تھا۔ اس کو اپنے حریف کے مقابلے میں بہت کم مخصوص اختیارات حاصل تھے۔ خصوصاً ایات اور فوج سے متعلق۔ اس کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ اور جب تک وہ ٹان پر قابض رہتا۔ تب تک جرمن اور اطالوی علاقوں کے مابین شہنشاہ کو رسل و مسائل کا تسلسل منقطع کر دینا پڑتا۔ ان حالات میں غالباً شیورس (Chievers) ہندوستان کی مخصوص اغراض کے قطع نظر کم از کم جنگ کو ملتوی کرنے کی خواہش میں حق بجانب تھا۔ اس کے برعکس فرانس فوراً جنگ چھیڑ دینا چاہتا تھا۔ لیکن گزشتہ جنگ کے مصارف اور شہنشاہی کے لئے فراہمی آرا کی کوشش میں بادشاہ کے اصراف کی وجہ سے خزانہ خالی ہو گیا تھا۔ اور تازہ محاصل کا اضافہ اطمینانی پیدا کر دیتا۔ مزید برآں یہ مناسب معلوم ہوتا تھا کہ اگر ممکن ہو تو سب سے پہلے انگلستان سے اتحاد قائم کیا جائے۔ یا کم سے کم اس کو غیر جانب دارینا دیا جائے۔ چارلس بھی انگریزوں کی امداد کی اہمیت کو محسوس کرتا تھا۔ اور یہ دونوں حریف اس مساویانہ درجے کے تھے۔ کہ ان میں توازن قائم رکھنے کا انگلستان کو اتنا بہترین موقع ہاتھ آیا کہ پہلے کبھی نہیں آیا تھا۔

دستی نے اس موقع سے فوراً فائدہ اٹھایا۔ کسی فریق کو ناراض کئے بغیر دونوں کے ساتھ دوستی قائم رکھنا باہمی شکوک و شبہات کی آبیاری کر کے دونوں کو علیحدہ رکھنا۔ دونوں کو اعلان جنگ سے باز رکھنا۔ تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جادحانہ کارروائی شروع کرنے والے کے خلاف انگلستان کو صف آرا ہونا پڑے۔ اور اس طریقے سے اگر جنگ کو باز رکھنا ممکن ہو تو ان میں تاخیر و التواء پیدا کرنا ہی سہی۔ اور اسی اثنا میں انگلستان کے لئے یورپ کے ثالث کی قابل فخر حیثیت حاصل کرنا۔ یہ تھے دستی کے مقاصد۔ اور یہ ایک ایسا مسلک تھا جو قریباً دو سال تک اس قدر کامیاب رہا کہ یورپ کے دو سب

سے طاقتور فرماؤ اور اس کا رڈ میں اور اس کے آقا کے بنارسہ بنے رہے  
 سنی سنہ ۱۵۸۷ء میں چارلس ہنری ہشتم سے ملاقات کرنے کے لئے ایک ایک اسپین  
 سے سفیر بھیج کر روانہ ہو گیا۔ شہنشاہ کی جانب سے یہ ایک ایسا منکسرانہ عمل تھا کہ یورپ  
 کے ہول و عرس میں حیرت و استعجاب کی لہر دوڑ گئی۔ اس کے فوراً بعد ہی (مارچ) ہنری  
 اور فرانس کے امین میدانِ تاش Field of the Cloth of gold میں جو حدود دیکھنے کے اندر

واقع ہیں ملاقات ہوئی اور پھر یہ یاد رہے، سرزمینِ انگلستان میں اس ملاقات کو بڑا ہی  
 دی گئی اس کا ثبوت نہ صرف ملاقات کی عظیم الشان ظاہری ٹیپ ٹاپ سے ظاہر ہے بلکہ اٹھ کے بڑے  
 بڑے کرتب جن میں خود بادشاہوں نے فرانسس کی توقعات کے برعکس حصہ لیا اس زمانے  
 کے مصور اور مصنفین نے اس کی نسبت جو نوٹ لکھے اس سے بھی اس کا اندازہ ہوتا ہے۔  
 اس کے بعد ہنری ہشتم گرولینس میں چارلس کی دوسری ملاقات کے لئے روانہ ہوا۔  
 (۱۰ جولائی) ان ملاقاتوں کے حقیقی نتائج مشکبہ ہیں لیکن اتنا غلبہ ہے کہ وہی نے قطعی قرار دے  
 سے اٹھا کر دیا کیونکہ اس کا مسلک ہی یہ تھا کہ خود کو کسی ایک طرف ظاہر کرنے سے بچائے رکھے۔  
 اس طرح گفت و شنید طویل پہنچتی رہی جس سے پولیوہم چیلر پار ہو رہا تھا۔ اور جس نے دونوں  
 سے معاہدات تو طے کئے تھے تاہم مضطرب تھا۔ کہ جنگ بلانا خیر شروع ہو جائے۔  
 تاکہ وہ زیادہ مفاہمت پیدا کر لے سے پیشتر یہ دیکھ لے کہ ان دونوں میں کون فائدہ  
 پہلاتا ہے۔

لیکن سنہ ۱۵۷۰ء کے اواخر میں وٹسی کی سیاسی چابا زیاں ٹوٹنے لگیں۔ فرانس  
 نے جارحانہ کارروائی شروع کر لے کا ارادہ کر لیا۔ اور وٹسی پر یہ الزام عائد کیا کہ اس  
 کشمکش کو روکنے میں وٹسی نے اس کی راز کی باتوں سے پوپ کو آگاہ کر دیا اور  
 کی حکمت عملی کی ناکامیابی چارلس نے جو عرصے سے پس و پیش کر رہا تھا کہ آیا  
 انگلستان کی میری کے ساتھ مجوزہ عقد کر لے یا نہ کرے۔  
 کی انقضا سے ہنری کو فرانس کے ساتھ ایک جنگ میں بھڑا دینے کی کوشش کی۔  
 اور مطالبہ کرنے لگا کہ وہ اپنے مواعید پورا کرے۔ لیکن وٹسی اتنی آسانی سے

قابلوں آنے والا شخص نہیں تھا۔ اور اس نے اپنے کارندے ٹسٹل کو شہنشاہ کے دربار سے واپس بلا لیا۔ تاہم چارلس ابھی جنگ چھیڑنے کے قابل نہیں تھا۔ لہذا جنگ کا حقیقی آغاز ۱۵۶۲ء تک ملتوی رہا۔ مجلس کی مشکلات۔ مجلس کی دشواریاں لوئگر کی سزا کا مسئلہ شہنشاہ کی توجہ اپنی طرف منطف کر رہا تھا۔

## ۲۔ کیمنیروز کی شورش

فرڈیننڈ کے انتقال کے فوراً بعد اسپین میں مشکلات کا آغاز ہو گیا تھا۔ اس بادشاہ اور اس کی بیوی کے مسلک کی عارضی کامیابی کے باوجود ہم آہنگی دل بستگی کا کام کسی صورت اسپین میں مکمل نہیں ہو سکا نہ صرف کیا سٹائل اور اراگان کی سلطنتیں ایک دوسرے سے آزاد تھیں بلکہ ویلنٹیا اور کٹیلوینا نے باوجود اس کے کہ وہ اراگان کے ماتحت علاقے تھے اپنی جداگانہ

پارلیمنٹیں (cortes) اور مخصوص ادارات قائم کر لئے تھے۔ اسپینی مشنری کا یہ ظاہری اختلاف گیری اور بنیادی اختلافات کی محض ایک علامت تھی۔ (وہ اختلافات جو مختلف ممالک کی طبعی خصوصیات، نسلی امتیازات اور ان کی تاریخ ماضیہ کا نتیجہ تھے) کیا سٹائل اور اراگان کی رقابتیں قدیم الایام تھیں۔ یورپ کے کسی خطے میں اس قدر بین تفاوت کہیں نہیں مل سکتا تھا۔ جتنا کہ آسٹریا کی ابتدائی اور افلاس زدہ آبادی۔ کیا سٹائلی امراء اور کٹیلوینا کے جمہوریت پسند دار الحکومت بارسیلونا کے سرگرم تاجروں میں پایا جاتا تھا۔ اور جداگانہ سلطنتوں ہی میں زیادہ وحدت تھی۔ کیا سٹائل میں سائری تعلیقات سب سے زیادہ گہری تھیں۔ یہاں کے امرلو کو منفرد و کامل امتیازی حقوق حاصل تھے۔ خصوصاً محاصل کی معافی۔ ان کے وسیع علاقوں سے جو مالگزاری حاصل ہوتی تھی۔ اس کی مقدار اتنی بڑی تھی کہ اکثر مثالوں میں تاج کی مالگزاری سے بھی زیادہ تھی۔ جاہ دشمن کی تہنائی پسند زندگی بسر کرنے کی وجہ سے وہ شہر کے برگردن اور پارلیمنٹ (cortes) کے آئینی حقوق

کے لئے ان کی کشمکش کو نفرت کی نظر سے دیکھنے لگے اور خود بھی ایک عرصے سے ان کے ملبوں میں شرکت کرنا موقوف کر دیا تھا۔

اراکان کے امراسیاسی تحریکات سے ایک طرح کا تعلق رکھتے تھے۔

پارلیمنٹ (Cortes) میں اب تک ان کی نمائندگی کی جاتی تھی اور اپنے سیاسی حقوق کی مشترک جماعت میں شہر دں کے نائبین اور نہ ہی حکام کے ساتھ شریک ہوتے تھے۔ لیکن یہاں بھی معاشری رخنے بہت گہرے تھے۔ اور دینیشیا کے حالات بھی کیا سٹائل ہی کی طرح بگڑے ہوئے تھے۔ لیکن اگر اسپین قومی اور جماعتی

رشتہ و حسد اور افتادات کا شکار تھا۔ تو ان اسباب کی وجہ سے وہ اپنے انبازری حقوق کے لئے کم سخت گیر نہیں تھا۔ اور فرمانرواؤں کی تبدیل سے اس کو اپنے حقوق قائم چارلس کی سخت نشینی پر بے اطمینانی کرنے کا موقع مل جاتا۔ لہذا چارلس اپنے دادا انتہائی درجے کو پہنچ جاتی ہے۔

اسپین آیا تو اس کی خوب کھلم کھلا مخالفت کی گئی۔ اراکان کی پارلیمنٹ اس کو اس کی

ماں کی محبت میں اس شرط پر اپنا بادشاہ تسلیم کرنے پر راضی ہوئی کہ وہ ان کی آزادیوں کی توثیق کا حلف اٹھائے۔ اور کیامیلوینا اور بانیشیا میں اس کو اسمی مل کے شہزادوں سے دو چار ہونا پڑا۔ لیکن اسی اثنا میں کیا سٹائل میں حالات اور بدتر ہو گئے۔

اہل کیا سٹائل فلیمنگ شہزادے (جس کو وہ اس کے نام کی مناسبت سے بکرا بکارتے تھے) کی حکومت سے جو چارلس کے اسپین آئے تک نظم و نسق سنبھالنا ناخوشگوار ہو گئے تھے۔

جب ان کا نیا بادشاہ آپہنچا تو ان کے غور کو اس طرح ٹھیس لگی کہ وہ ان کی زبان سے نابلد تھا۔ زمینیس کے ساتھ بے رحمانہ سلوک کر کے بہت سے لوگوں کو برا فروختہ کر دیا

کیونکہ اس کے دفا دارانہ خدمات کا یہ انعام دیا گیا کہ اس کو اپنے اسقفی علاقے کو واپس کر دیا گیا۔ جہاں وہ ۱۷ نومبر کو اس دنیا سے چل لیا۔ اور اس کے مارج

وہرانت ان فلیمنگوں کو دیکھ جن سے کارڈیل کو نفرت تھی سب کو اجنبی بنا لیا۔ ٹالیڈہ کی اسقفی پورٹ کے اسقف کو دی گئی۔ خوشنورس کا بھیجا تھا۔ اور کیا سٹائل کی چالسری

پراس کا جانن ایک اور فلیمنگ سپاچ مقرر ہوا۔ لہذا دلاؤ اللہ کی پارلیمنٹ نے

۱۵۱۸ء میں جہاں چارلس اور اس کی ماں کو مشترک فرمانرواؤں کی حیثیت سے تسلیم کیا۔ اور اول الذکر کے لیے دو سال تک سر دیو، یا رقمی امداد کی رائے دی۔ وہاں یہ مطالبہ بھی نیا کہ کسی اجنبی کو خدمات نہ دئے جائیں۔ اسپین سے سونا۔ چاندی یا گھوڑے برآمد نہ کئے جائیں۔ چارلس فوراً شادی کر لے اور اس کے اولاد ہونے تک اس کا بھائی فرڈیننڈ اس کے نائبہ کی حیثیت سے کام کرے۔ اگر ان شرائط کو منظور کر لیا گیا تو ان پر تعمیل سمجھی نہیں ہوئی، اسی زمانے میں شہنشاہیت پر اس کا انتخاب ہونے پر ان کو مزید خطرات و شبہات لاحق ہو گئے چرچا یہ ہونے لگا کہ شہنشاہ شاؤناو اسپین میں رہے گا اور جس طرح انتخاب کے مصارف ادا کرنے پڑے اسی طرح اس کے اعزاز کے لئے رفیقین ادا کرنی پڑیں گی۔ چارلس چونکہ سینیوچ میں ہنری ہشتم سے ملاقات کرنے کی غرض سے اسپین سے روانہ ہونا اور ایکس لائشیل (ایٹلی) میں تاج پوشی کی رسم ادا کرنا چاہتا تھا اس لئے ملک سے روانہ ہونے سے پیشتر پارلیمنٹ کا ایک اور جلسہ طلب کرنے پر راضی ہو گیا لیکن اس نے بڑے شہروں کو ان کی ناہر بانوں کی وجہ سے نظر انداز کر دیا اور پارلیمنٹ کو گیلیشیا میں بمقام سنٹیاگو طلب کیا (۳ مارچ) اور بعد ازاں (۲۵ اپریل) کو دنیا کو متعلق کر دیا تاکہ وہ اپنے جہازوں سے قریب تر پہنچ جائے۔ یہاں اس نے ایک بادشاہ کے ایمان پر یہ موعید کر کے تین سال کے اندر ادا کر دے گا کسی اجنبی کو خدمت نہیں دے گا۔ اور امدادی رقم کو محض کیا شائیل کے مفاد میں صرف کرے گا۔ ایک معقول رقم جبراً وصول کی پارلیمنٹ کسی حیثیت سے بھری ہوئی نہ تھی۔ سالانہ کا کے نائبین کو خارج کر دیا گیا۔ اور بعض جیسے ٹالیڈو نے سرے سے نائبین کے بھینچنے سے انکار کر دیا۔ اس کے باوجود قلیل کثرت کے ساتھ رائے منظور کر لی گئی۔

شہر ٹالیڈو کی برہمی کے خاص اسباب تھے۔ صدر اسقف کی حیثیت سے شیورس کے بھتیجے کے تقرر کو ایک خاص توہین کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ اور چارلس سے ٹالیڈو کی شورش شکایت کرنے کے لئے جو سفیر روانہ کئے گئے تھے۔ ان کو بار بار پانی سے انکار کر دیا گیا۔ لہذا اس شہر کے باشندوں نے دو امراء

۱۱ اپریل ۱۵۲۰ء

ڈان پیڈرو لاسو ڈی لادینگا اور لیوڈن کے گورنر پاسپہ سالار کے بیٹے ڈان جوان ڈی پاڈیلا کی سرکردگی میں بغاوت کر دی۔ آخر الذکر کی جو انہر اور



بے باک صورت نے اس کو ایک ایسے کام پر لگا دیا جس کا وہ اہل نہیں تھا۔ انھوں نے بادشاہ اور ملکہ کے نام سے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ شاہی کورجیبلڈ (Coriegides) کو شہر سے نکال دیا۔ اور شہر کے مختلف حصص کے نائبین کی ایک کمیونیداد (Communidad) قائم کر لی (۲۱ اپریل)

چارلس کو اب سب سے پہلی مرتبہ لیکن آخری نہیں ان تکلیف دہ اغراض و مفاد کے تضاد سے دو چار ہونا پڑا۔ جو اس کی غیر معمولی حیثیت کا نتیجہ تھے شاہ اسپین کی حیثیت سے وہاں اس کی موجودگی کی سخت ضرورت تھی۔ تاہم اس کی یورپی اغراض اس کی روانگی کی طالب تھیں۔ منہری ہشتم نے مئی یا اواخر جون میں اس سے ملاقات کرنے کا وعدہ لیا تھا۔ اگر سیویج کی کانفرنس کو خیر باد کرنا مناسب نہ تھا تو دو کچھو صفحہ ۱۷۷ دقت ضائع کرنا نہ چاہئے تھا۔ ہنس ۱۹ مئی کو چارلس قریباً ایک پناہ گیر کی حیثیت سے اسپین سے روانہ ہوا۔ اور اپنے قدمِ معلم آڈرین کو کیا سٹائل کا ایجنٹ۔ ڈان جوان دی لاٹوزا کو اراکان کا اور ڈان ڈیگو دی مندوزا کو ویلنٹیا کا واسٹرائے مقرر کیا۔

بادشاہ کی روانگی نے بے اطمینانی میں اور اضافہ کر دیا۔ اسپینی محسوس کرنے لگے کہ اسپین آئندہ سے اس کی مشاغل و مفاد کا مرکز نہیں رہے گا۔ بلکہ اس کی وسیع سلطنت اسپین سے چارلس کی روانگی ۱۹ مئی کے بعد ہی کیا سٹائل میں بغاوت

سالامینکا، ذبور۔۔۔ میڈرڈ۔ برگوس اور متعدد دیگر

شہروں نے بغاوت کر دی۔ اور بالآخر دلاڈولڈ نے جو مرکز حکومت تھا ہتھیار اٹھائے۔ اسی اثناء میں ویلنٹیا میں امرا اور عوام میں معاشری جنگ جاری تھی۔ اگرچہ وہاں کے فسادات کو کیا سٹائل سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔ جولائی کے آخر میں کیا سٹائل کی تحریکات جواب تک تھیں اور عہدِ اجداد تقسیمِ ٹائیڈ کے شہروں کے مجلسِ مشاورتی جو ناگو تخت

پر بیٹھتی ہے اگست ۱۵۲۰ء

نہیں تھا پیش قدمی کر کے چارلس کی ماں جو نا کو جو بالکل محبوظ النحوا اس (ضعیف العقل) ہو گئی تھی۔ گرفتار کیا گیا۔ اور اس کے نام سے انقلابی حکومت قائم کر دی۔ آرڈین اس زبردست شورش کا مقابلہ کرنے سے مطلقاً عاجز تھا۔ کافی رقم اور سیاہ اس کے پاس نہیں چھوڑی گئی تھی۔ اور کامل اختیار است بھی اس کو نہیں دئے گئے تھے شورش کو رفع کرنے کی لا حاصل کوشش کے بعد وہ ڈینا ڈوی دیو سیکو کو بھاگ نکلا اور جلد ہی سے چارلس کو ایک تجربہ روانہ کر کے اس کو واپس طلب کیا۔ اور اس سے جلد آنے کا مطالبہ کیا ورنہ اسپین کے ہاتھ سے نکل جانے کا خوف ظاہر کیا۔ لیکن چارلس اس کی استدعا کو قبول نہیں کر سکتا تھا۔ اور نہ اند اور وہ نہ کر سکتا تھا۔ لہذا اس نے آرڈین کو مصلحت وقت کے ساتھ عمل کرنے کا حکم دیا۔ حسب اس نے ایک پارلیمنٹ طلب کی۔ امدادی رقم Servicio سے دست بردار ہو جانے اور قدیم قوانین کے بموجب حکومت چلانے کا وعدہ لیا۔ بریں ہم تاج کے اختیارات خصوص کو ہاتھ لگانے سے انکار کر دیا۔ اسی کے ساتھ ساتھ چارلس نے ڈان فاڈریک ہنریکس صدر امیر البحر۔ اور ڈان اینگو ڈوی دیو سیکو کی سٹائیل کے ہائی کاسٹبل کو بھی اول الذکر کے ساتھ رجمنسی میں ملا دیا۔ اسی دوران میں مشاورتی مجلس جو نا کو صحیح العقل ثابت کرنے اور اس کو تخت پر بیٹھانے کی ناکام کوششوں کے بعد اپنی آزادیوں کا ایک منشور تیار کرنے میں مصروف ہو گئی۔ اس نے چارلس سے مطالبہ کیا کہ وہ اسپین واپس آ جائے۔ پرنسپل کی الفت سے شادی کر لے۔ اپنے معارف مجلس مشاورتی کا کو گھٹا دے اور اپنے اجداد کی طرح زندگی بسر کرے۔ نیز ذیل کے فیصلے صادر کئے۔ کوئی اجنبی دوبارہ خدمت حاصل نہ کرے۔ محصل منشور میں تخفیف کی جائے امر اوکی مستثنیات کو منسوخ کر دیا جائے۔

تاج کی زمینات جو علحدہ کر دی گئی تھیں واپس لے لی جائیں۔ اور آئندہ سے زمینات کی علحدگی خلاف قانون قرار پائی۔ اور آخر میں یہ کہ ایک پارلیمنٹ جو امر اعلیٰ مذہب اور برگردن کے تینوں مدارج و مراتب کی کامل نمائندہ ہے۔ ہر تیسرے سال اجلاس کرے۔ ان فیصلوں کی نسبت اعلان کیا گیا کہ وہ اساسی قوانین میں جن کو بادشاہ یا پارلیمنٹ ہرگز منسوخ نہیں کر سکتی اور چارلس کی واپسی اس شرط پر عمل میں آ سکتی تھی کہ وہ ان کو منظور کر لے۔

اس وقت تک امرائے غیر معمولی سردھری کا اظہار کرتے رہے فریڈینڈ اور ازابلا کے مسلک سے وہ بہت برا فروختہ ہوئے تھے۔ اور اگر انہوں نے باستثنائے چند لحاظات میں عمل حصہ نہیں لیا تو آرڈین کو مدد بھی نہیں دی۔ لیکن اب ان کے خطرات بڑھ گئے۔ ان میں سے بعض فیصلے ان کے امتیازی حقوق سے وابستہ تھے۔ اور کبائٹیل کی تحریک ویلنٹیا کے نقش قدم پر چلنے اور معاشری جنگ کی نوعیت اختیار کر رہی تھی۔ مزید برآں ان میں سے دو ارکان کا تقرر شاہین ریجنٹ کی حیثیت سے حکومت کے مسلک میں تغیر پیدا ہونے کا اشارہ کر رہا تھا۔ اور ان کو ایک حد تک راضی کیا گیا تھا۔ امریکی مخالفت کا ایک بار بیدار ہونا تھا کہ کمیونیز (Comuneros) کی حیثیت نازک ہو گئی۔ اور داخلی اختلافات کی وجہ سے جواب ان میں رونما ہو گئے تھے ان کی کامیابی میں مزید رکاوٹیں پیدا ہو گئیں۔

قدیم کبائٹیل کے دارالحکومت برگوز کے شہری جدید کبائٹیل کے دارالحکومت ٹولید وپراس لئے حسد کرنے لگے کہ وہ سب سے نمایاں حصہ لینے لگا تھا اور ادھر مجلس مشاورت کا صدر رہتا سو جو زیادہ اعتدال پسند جماعت کی نمائندگی کر رہا تھا۔ یہ سب کے انتہا پسند خیالات کا مخالف ہو گیا۔ ریجنٹ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر برگوز کو مجلس مشاورت سے علیحدہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ (اکتوبر ۱۵۲۱ء) اور ڈسمبر میں کونٹ ڈی بیرد نے جو کانسٹیبل کا بیٹا تھا۔ ہارڈ سلاس کو واپس لے لیا۔ اور جو نا کو حاصل کر لیا۔ ان کامیابیوں کے باوجود خطرہ دور نہیں ہو چکا تھا۔ امرائے آپس میں نا اتفاقی کا اظہار کیا۔ اور حتیٰ کہ کانسٹیبل اور امیر البحر نے جھگڑا کر لیا۔ اس کے برعکس باغیوں کو قیمتی تائید مل رہی تھی۔ نہ صرف کونٹ ڈی ساوٹیرا کی جانب سے جو شمال کا ایک طاقتور امیر تھا بلکہ زاتورا کے اسقف اکیونا کی طرف سے بھی۔ اس پوشار اور حریص مذہبی شخص نے تحریک کو ایک وسیع تر اہمیت دینے اور ایک عمومی تائید کرنے کی کوشش کی۔ اور اس کو توقع تھی کہ ٹالید و کی صدر اسقفی اس کو مل جائے گی۔ جو شیورس کے بھتیجے کے انتقال کی وجہ سے ابھی ابھی خالی ہوئی تھی۔ ان منصوبوں میں اس کو فرانسس کی تائید حاصل تھی۔ اور یورپ اس میں غیر جانب دار تھا۔ اپنی جماعت میں ان سربراہان اور وہ افراد کے متوال سے جو اس میں اگر کمیونیز

کمپونیز کی نئی قوت  
مارچ ۱۵۲۱ء

نئی قوت کے ساتھ مصروف عمل ہو گئے۔ پیڈیا ویلا ڈولڈ کے قریب ٹارپوٹین پر مشقہ می کر کے اس کو لے لیا اور اس کو تباہ و برباد کر دیا (۳ مارچ ۱۵۲۱ء) اور برگوز کے شہر نے اپنے

سوا عید کی توثیق سے شاہ پسندوں کے انکار پر چراغ بام ہو کر دوبارہ ہتھیار اٹھائے۔ دوبارہ شاہ کے مقاصد تباہ ہوتے نظر آئے اس کے ریجنٹوں کی جانب سے کچھ دن پہلے جو مراعات پیش کی گئی تھیں ان کو باغیوں نے مسترد کر دیا تھا۔ اور اس امر کا غم کر چکے تھے کہ یا تو سب کچھ حاصل کریں گے یا سب کچھ کھو بیٹھیں گے۔ لہذا چارلس اپنے سابقہ مسلک پر عود کر آیا اور معاملات میں حتی المقدور دخل اندازی چھوڑی اسے اپنے مخصوص امتیازات میں سے ایک رتبہ برابر بھی کم کرنے سے انکار کر دیا۔

عدم مداخلت کی اس حکمت عملی کو بس کی سختی کے ساتھ پابندی کی گئی، بغیر منوعہ طور پر خوب کامیابی نصیب ہوئی، تمام بغاوتوں کی یہ مشترکہ قسمت ہے کہ اگر زبردست شخصیت کے قائدین اس کی رہنمائی نہ کر رہے ہوں تو ان کا خود بخود خاتمہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ بغاوت کی ناکامی اسپین میں بھی اب یہی ہوا۔ بغاوت کے قائدین حقیقی قوت سے معرعاتھے۔ پیڈیا ایک بے عمل جوشیلا انسان تھا۔ اس

میں نہ بروائیاء نفس کا کامل فقدان تھا۔ مجلس مشاورتہ تمام اقتدار کو چکی سختی۔ پیڈرولا صو صدر نشین تغیر پذیر واقعات سے بیزار ہو کر نذبذب کے عالم میں رہ گیا اور بہت سے لوگوں نے اس کی تقلید کی جن میں عدم حکومت کا خوف پیدا ہو گیا تھا۔ امرائے بالآخر پوری گھبراہٹ پیدا ہونے کے بعد اپنے جھگڑوں کو بھلا دیا۔ اور ایک ایسا اتفاق ظاہر کیا جو اگر ابتدا میں ظاہر کیا جاتا تو یہ بغاوت کبھی کے مٹ جاتی۔ بالآخر کوئٹ ڈی ہیارد ونا دار سے سے ناجیر کے کوئٹ کو بھیجی ہوئی فوج سے تقویت حاصل کر کے کمپونیز کی فوج کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا۔ جو ٹارپوٹین کی تسخیر کے بعد سے قابل تھی۔ دلاس کے میدان میں ان سے مقابلہ کر کے جبکہ وہ ٹورڈ کو پسپا ہونے کی کوشش کر رہی تھی اس پر فیصلہ کن کامیابی حاصل کی باغی جو خصوصاً سوارہ فوج میں دلاس میں ان کی شکست بہت زیادہ فائدہ میں تھے بھاگ نکلے۔ اور اپنے سپہ سالار پیڈیا کو دشمن کے ہاتھ میں چھوڑ گئے۔ دوسرے

۲۳ اپریل ۱۵۲۱ء

دن اس کو قتل کر دیا گیا۔ دلاس کی شکست اور ان کے فائدہ کی موت یہ معاملہ ختم کرنے کے لئے کافی تھی۔ زیور کے اسقف کو ایسے وقت میں گرفتار کیا گیا جبکہ وہ فرانس کو راہ گزیر اختیار کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور مجلس کے منتظم (Governor) کو قتل کر کے اس کو سٹولی پر چڑھایا گیا۔ تمام شہروں نے یکے بعد دیگرے خود کو حوالہ کر دیا۔ اور ۲۷ اپریل ۱۵۲۱ کو نائب ریجنٹ (Vice Regent) اولڈ دلف میں داخل ہوئے۔

ٹالیڈو میں جس نے سب سے پہلے شورش برپا کی تھی میڈیلا کی جو انگریزوں کے ہاتھوں سے مارا گیا تھا، اس نے اب تک برابر قدم جمائے رکھے۔ لیکن انکو بر میں شہریوں پر قابو رکھنا ممکن پا کر وہ پرتگال کو ہجرت کر گئے۔ اور شہر اور گڑھی نے اپنے دروازے کھول دیے۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد زیادہ تر امراء ہی کی جانب سے ویلنٹیا کی بغاوت فرو کر دی گئی۔

اس شدید بغاوت کی ناکامی کے اسباب کو صرف ایک لفظ میں بیان کیا جاسکتا ہے یعنی عدم اتفاق۔ یہ بغاوت سلطنت کی سٹائیل ٹاک محمد دہلی۔ نہاراگان نے حرکت کی اور نہ کیٹ لونیانے۔ اور ویلنٹیا کے باغی اپنی ذاتی مفاد کے لئے برسرِ پیکار تھے۔ اس لئے انہوں نے کوئی مدد نہیں دی۔ اور نہ کیا سٹائیل کے دیکھو شبہ و ڈر ہی بغاوت کی ناکامی ہم خیال تھے۔ ان کے مقاصد مختلف تھے۔ اور انہوں نے اپنی کے اسباب

ان کے مفاد کو انہیں کے فائدہ میں کی قابلیت اور رشک و حسد نے کمزور بنا دیا۔ اعزاز شہری کو جس میں فرڈیننڈ اور ازابلا کے مسلک سے بڑی ترقی حاصل ہوئی تھی اس قدر عظمت حاصل تھی کہ اس کو شہر نہیں جاسکتا تھا حقیقت حال یہ ہے کہ اگر چارلس کو پوری مشکلات درپیش نہ ہوتیں اور امراء میں سرد جہری نہ ہوتی (ایک ایسا طرز عمل جس کو زیادہ تر ان کی بے اطمینانی پر محمول کیا جاتا ہے) تو یا تو یہ بغاوت سرے سے رونما نہ ہوتی یا فوراً دبا دی جاتی۔

چارلس ۱۵۲۲ء سے قبل اسپین نہ آسکا۔ بعض باغیوں کو قتل کیا گیا۔ دوسروں کی جائیدادیں ضبط کر لی گئیں۔ اس کے بعد اس نے ایک پارلیمنٹ کو طلب کیا۔ اور حکم چارلس کے متغایب تدابیر دیا کہ شکایات کی سماعت سے پیشتر امدادی رقم Servicio

عطا کی جائے اور صدر نشین کی غیر موجودگی میں تمام مباحث کو منظوری رکھنے کا حکم دیا۔ جو اس کا نامزد ہوا کرے گا۔ اس کے بعد سے نائبین کو حکومت نامزد کرنی اور کثرت سے رشوت دینی بنی۔ اور پارلیمنٹ کی نشست اس قدر قیمتی بن گئی کہ ۱۵۳۴ء میں ہم ایک نائب کو اپنی نشست کے لئے چودہ ہزار ڈیو کاٹ ادا کرتا دیکھتے ہیں جو امراب تک حاصل سے مستثنیٰ ہونے کی بابت اپنے امتیازی حقوق پر مصر تھے۔ انھیں برابر پارلیمنٹ سے بے دخل کیا جاتا رہا۔ اور وہ سرعت کے ساتھ سیاسی اثر کھولنے لگے۔ اسپین میں فوجی قوت کے زوال کے بعد اعلیٰ طبقہ امراریکا میں ہومبرس، بحیثیت کابلی میں پڑ گیا۔ کمتر درجہ کا طبقہ امراء، ہڈالگو (Hidalgos) اور مبارز یا دیبا بلیر اس (Cabelleros) تاج کی خدمات میں داخل ہونے لگے۔ اور اس کا آزاد کار بن گئے۔ عوام امریکہ خطبات کی ریس کرنے لگے تاکہ وہ بڑے بڑے عہدوں کے اعزازات سے سرفراز ہو سکیں۔ اور امریکہ دیگو امتیازی حقوق سے فائدہ اٹھائیں کلیسا بھی جو مختار تھا۔ اذناق کے لئے نامزدگیوں میں تاج اپنے اقتدار سے کام لینے لگا۔ ان پر اپنے متنبین کو بھرنے لگا۔ اور کلیسا کو اپنی حلقہ جوشتی میں رکھا۔ لیکن تاج کے ہاتھ میں سب سے زیادہ موثر ہتھیار عدالت تحقیقات مذہبی (Inquisition) تھی۔ وہ بالکل بادشاہ کی ماتحت تھی۔ سرایندہ کی جائیداد کا مالک تاج ہوتا تھا۔ اور کوئی رعایا خواہ وہ مذہبی ہو یا عام شخصی اس کی حدود ارضی سے آزاد نہیں تھی۔ چارلس نے حقیقت میں براہ راست کیا سٹائل کے آئین میں دست اندازی نہیں کی۔ اور ارکان کے معاملات میں تو زیادہ خسر دار رہتا تھا۔ پارلیمنٹ کے اجلاس اب تک جاری تھے۔ اور چارلس بھی ان کی عرضداشتوں کو سننے سے انکار نہیں کرتا تھا۔ تاہم تاج کی دفتری حکومت کے اقتدار میں اضافہ ہوتا گیا۔ اور اسپین چارلس کی جنگوں سے ٹھک کر فلپ کی استبدادیت کے لئے تیار ہو رہا تھا۔

۳۔ مجلس وارن ۱۵۲۱ء

چارلس اسپین میں کمیونیزم کی بغاوت کو اپنی حالت پر چھوڑ دینے کے لئے اس لئے

۱۔ اس کی بات آرس اسٹریٹنگ تصنیف چارلس پنجم باب ۳) کو دیکھو۔

مجبور تھا۔ کہ وہ آسٹریا کے ایک رئیس اور ایک شہنشاہ کی حیثیت سے پیچیدہ مسائل میں مبتلا تھا۔ اوائل جولائی میں ہنری ہشتم سے گروئنس میں ملاقات کرنے کے بعد مجلس وارس - ۱۵۲۱ء - تاج پوشی کے لئے جرمنی چلا گیا تھا۔ کچھ تو رسمی اختیاج کی وجہ سے اور کچھ ایکس لائٹنیل (ایشن میں طاعون کی وجہ سے اس میں تاخیر ہو گئی۔ اور اگلے جنوری ۱۵۲۱ء سے پیشتر وہ

سب سے پہلی مرتبہ مجلس وارس کو منعقد نہ کر سکا۔ اسی اثنا میں اس نے آسٹروی علاقوں کی قسمت کا تصفیہ کر دیا۔ اس کا اہدائ خیال تھا کہ ان اراضی میں سے ایک حصہ اپنے اقتدار میں رکھے لیکن آخر الامر پندرستان اور فرانش گالت اپنے لئے رکھ کر باقی کل سوروئی آسٹروی زمینات اپنے بھائی فرڈیننڈ کو دے دیں۔ اس پر منگری اور پومیریا کے استحقاقات دعاوی کا اضافہ کیا گیا۔ جو فرڈیننڈ کے ساتھ شہزادی این کی شادی پر مبنی تھے۔ اسپین اور آسٹریا جو دو سال سے چارلس کے ہاتھ میں تھے۔ دوبارہ اس طرح جدا ہوئے کہ پھر کبھی نہیں ملنے پائے۔ اس مجلس کے آگے جو مسائل پیش کئے گئے ان میں سے زیادہ اہم تین تھے۔

۱) شہنشاہی دستور کا تصفیہ۔

۲) فرانس کے ساتھ جنگ۔

۳) لوٹھر کے ساتھ کیا طرز عمل اختیار کیا جائے۔

۱۔ شہنشاہی دستور کی اصلاح کے سوال نے پھر ان مباحث کو زندہ کر دیا جس پر ہم نے میکسی ملین کے بیان میں بحث کی ہے۔ یہاں بھی پھر اسی قسم کے نتائج برآمد ہوئے تھے۔ چارلس نے اپنے تحفظات کے معاہدے میں وعدہ کیا تھا (دیکھو صفحات ۱۷۳، ۱۷۴) کہ مجلس پینسی جو صرف دو سال تک (۱۵۰۲ء تا ۱۵۰۴ء) قائم رہی پھر بحال کر دی جائے گی۔ لیکن یہاں پھر وہی قدیم تنازع فیہ مسائل رونما ہو گئے۔ الگروں کی خواہش تھی کہ داخلی اور خارجی امور میں یہ مجلس اعلیٰ انتظامی جماعت پر مشتمل ہو۔ حتیٰ کہ اس وقت بھی جب چارلس جرمنی میں موجود رہا۔ اور یہ کہ اس کے ارکان کا انتخاب باستثنائے صدر طبقات (States) کی جانب سے عمل میں آئے۔ اور اس آخر الذکر کی نامزدگی شہنشاہ کی طرف سے کی جائے۔ لیکن چارلس اپنے شہنشاہی انبیازات خاص کی حفاظت

کا حزم صمیم کہ چکا تھا۔ شہنشاہی مرتبے کی نسبت اس کے خیالات اپنے دادا کے خیالات سے بھی بلند تر تھے۔ بشرطیکہ ان کا ارکان ہو۔ ۲۸ جنوری کو اپنی افتتاحی تقریر میں (بہ وہ دن تھا جو چارلس عظم کی یادگار میں مقرر کیا گیا تھا) اس نے اعلان کیا کہ رومانی سلطنت سے کسی سلطنت کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ ساری دنیا اس کی اطاعت کیش تھی۔ اور خود حضرت عیسیٰ نے اس کو اعزاز بخشا اور اس کی اطاعت کی تھی۔ بد قسمتی سے اس کی عظمت رفتہ کا اب صرف ایک سایہ سا باقی رہ گیا ہے۔ لیکن اس کو توقع ہے کہ خدا نے جو زبردست ممالک اور اتحادات اس کو عطا کئے ہیں ان کی مدد سے اس کو پھر قدیم عظمت پر پہنچا دے گا۔ میرا ارادہ اس نے بعد میں کہا یہ ہے کہ متغدون نہیں بلکہ ایک آفاقی ہو جو سلطنت روم کے روایات کے سزاوار ہے۔ تاہم چارلس کی احتیاجات بہت عظیم الشان تھیں اور اگر مجلس ہم خیال ہوتی تو وہ اپنے خیالات کو اس سے مخیر منوالینتی لیکن قدیم ریشاک و حسد ابھی باقی تھا۔ اور چارلس نے ان سے کام لے کر اس کو اپنے مطالبات میں تخفیف کرنے پر مجبور کیا۔ لہذا یہ طے یہ پایا کہ شہنشاہ نہ صرف صدر بلکہ دو ایسروں کو بھی نامزد کرے۔ دیگر میں ارکان کے سنبھلے ساؤن الکرٹ ایک ایک کر کے سات ارکان روانہ کریں۔ چھ ملحقہ آسٹریا اور نیدرلینڈز (Netherlands) کے ایک ایک رکن۔ شہنشاہی شہروں میں سے مزید دو ارکان آئین۔ اور ایک الکرٹ باری باری سے ایک دینی اور ایک دنیاوی رئیس ہمیشہ ایک ایک نشست قائم رکھے۔ اس طرح جو مجلس مقرر کی گئی اس کو خارجی اتحادات کے لئے گفت و شنید اور جاگیریں مسائل کے تصفیے کی ہدایت کا حق حاصل تھا۔ لیکن ان کے لئے شہنشاہ کی تصدیق ضروری تھی۔ اس کا اقتدار کم از کم سرودست۔ صرف چارلس کی غیر موجودگی میں قائم رہا۔ اسی کے ساتھ ساتھ شہنشاہی ایوان (Reichs Kammagericht) میں خیف سارو بدول کیا گیا شہنشاہ اور دو ایسروں کو نامزد کرے۔ باقی ارکان کا انتخاب الکرٹوں اور حلقہ جات کی جانب سے عمل میں آئے۔ اور دو ارکان خاندان پمبرگ کے موروثی مقبوضات کی نمائندگی کریں ان میں سب سے دشوار مسئلہ ابھی باقی تھا۔ ان مجالس کے ارکان کا مشاہدہ کس طرح ادا کیا جائے۔ اگر کوئی مستقل مکان عاید نہ کیا جائے تو خواہ بھی جاری رکھنا ناممکن ہو جائے گا۔ اور اگر شہنشاہ ادا کرے تو حقیقی اقتدار اس کو حاصل ہو جائے گا۔ لہذا



پھر وہی قدیم مباحث شروع ہو گئے عام پینی (Common Penny) کی تجویز ناما کام ہونے کی وجہ سے (صفحہ ۱۲۸) یہ نیا خیال پیش کیا گیا کہ سلطنت کے اندر داخل ہونے والی تمام درآمدوں سے محاصل جنگی حاصل کرنے کا نظام قدامت کیا جائے۔ اگر یہ تجویز منظور ہو جاتی تو ایک قسم کا اتحاد جنگی (Zollver lim) پیدا ہو جاتا۔ جو ایک وقت گہری سیاسی اتحاد کا راستہ پیدا کر لیتا۔ لیکن شہروں اور تاجروں نے نہایت سختی کے ساتھ اس کی مخالفت کی اور پہنچنے لگے کہ سارا بوجھ ان پر پڑ جائے گا۔ اور تجارت تباہ ہو جائے گی۔ لہذا مجلس کو میٹرکولا (Matricula) کے قدیم نظام پر خود کرا پڑا۔

۲۔ فوج کے مسئلے میں بھی دشواریاں پیدا ہوئیں۔ فرانس کے ساتھ جنگ چھڑ چکی تھی۔ اور فرانسیسیوں نے اسپینی ناوہ پر چڑھائی کر دی تھی۔ اور رابرٹ ڈی لارک ٹو بیلین کے لارڈ کنگز مبرگ پر حملہ آور ہوا تھا۔ چارلس بھی اٹلی میں داخل ہونے کا متنازع تھا۔ تاکہ وہ اس سے پہلے جنگ فیصلہ طلب کرے کہ آیا وہ ایک نہایت غریب شہنشاہ بنے یا فرانسیس ایک ریجیدہ بادشاہ۔ تاہم ساری مجلس جو سمجھ فراہم کر سکتی تھی۔ وہ یہ تھی کہ کوئی چار ہزار سوار اور بیس ہزار پیدل تھے جو میٹرکولا کے نظام کے مطابق ہر طبقے سے حاصل کئے گئے تھے۔ نیز یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ ہر دستہ اپنے اپنے افسروں کے تحت رہے۔ اور سپہ سالار اعظم کو شہنشاہ کی جانب سے مقرر کیا جائے گا لیکن اس کا جرسن ہونا ضروری ہے یہ میٹرکولا یا شہنشاہی فوج سب سے آخری تھی جو مرتب کی گئی تھی۔ بعد میں شہنشاہی افواج کے لئے اس لئے نمونے کا کام دیا۔ ۳۵۰ سالہ کے بعد سے رفتہ رفتہ آدمیوں کے عوض اتنی رقم ادا کی جانے لگی جتنی کہ اس دستہ فوج کے لئے ادا کرنی پڑتی۔ اور ۱۵۲۱ء کی سمجھوتہ کے مطابق واجب الادا رقم مختلف طبقات کے لئے مقرر کر دی جاتی تھی۔ ان امدادوں کا نام رومانی شہور (Roman Months) رکھا گیا تھا۔ کیونکہ ان کی ابتدا ۱۵۲۱ء کی رومانی فوج کی رائے کے ساتھ ہوئی تھی۔

ان آئینی کشمکشوں میں چارلس نے آخر کچھ حاصل کر لیا۔ وہ کم سے کم مجلس کینسی اور شہنشاہی ایوان پر اپنے دادا سے زیادہ اختیار حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ بریں ہم مجلس کو بھی بہت کچھ حاصل ہوا۔ اب وہ سلطنت کے انتظامی اور عدالتی نظم و نسق میں حقیقی معنوں میں شریک ہونے لگا۔ اور خصوصاً اس لئے کہ چارلس کو

عموماً شرکت سے فاصلہ رہنا پڑتا تھا۔ باقی اور اعتبار سے یہ اصلاحات حسب سابق رکنوں اور باب انتخاب اور طاقتور روسا کے حق میں مفید ثابت ہوئیں اگرچہ کہ کونسل میں شہروں کی نمائندگی کی جاتی تھی۔ لیکن آسانی کے ساتھ کثرت رائے سے ان پر غلبہ پایا جاسکتا تھا۔ اور وہ باوجود فوری احتجاجات کے شہنشاہی ایوان میں مبعوث کی نشست حاصل کرنے میں ناکام رہے۔ عوام کی تائید سے محروم ہونے کی بدولت شہنشاہی ایوان اپنے عدالتی اختیارات کے نفاذ میں ناکام رہا۔ اور اگلے چند سالوں نے قطعی طور پر ثابت کر دیا کہ مجلس قیام صلح و امن میں غیر موثر ہے۔

۳۔ سب سے آخری مسئلہ دینی کو تھر کے ساتھ مجلس کا طرز عمل ان تمام مسائل سے جو حیطہ خیال میں آسکتے تھے۔ زیادہ سخت ثابت ہونے والا تھا۔ اور ایک ایسا مسئلہ تھا۔ جو نہ صرف سلطنت کی بلکہ ساری یورپ کی تاریخ مستقبل پر گہرا اثر مرتب کرنے والا تھا۔

عہد اصلاح دو قوتوں کا نتیجہ تھا۔ جو فی الاصل ایک دوسرے سے جدا تھیں اور جو کبھی آپس میں اتفاق نہیں پیدا کر سکیں۔ یعنی نشاۃ جدیدہ اور اعتقاد و عمل میں اصلاح کی خواہش اول الذکر اٹلی میں عالم وجود میں آئی۔

نشاۃ جدیدہ اور عہد اصلاح اگرچہ وہ مادی راحت و خوش حالی میں دوسری اقوام سے افضل تھے عہد مافیہ کا مطالعہ شروع کر دیا۔ روم کی روایات اور زبان

کے ساتھ انھیں جو برابر تعلق رہا تھا اس کے باعث وہ اس کام کے لئے بہ نسبت دوسری اقوام کے زیادہ سوزوں تھے۔ یہ تحریک پندرہویں صدی کے ابتدائی دہوں میں شروع ہوئی۔ اور اس کے اختتام تک نیز رفتاری سے بہت آگے نکل گئی۔ اس تحریک کی مختلف نوعیتیں تھیں۔ فون بن وہ آئنا قدیمہ کی تحقیق کی طرف واپس آئی۔ ادب میں نظم و نثر کا ایک نیا شوق پیدا کیا۔ جو اس قدیم کے نئے پر قائم ہوا تھا۔ علم و فضل میں قدیم علمی مخطوطوں کی دریافت اور تجدید تنقید اس کے ہمراہ رہی۔ فلسفہ میں وہ فلاطون کے علم کی تجدید کا باعث۔ علم طبیعی میں نوعیت ارض اور نظام کائنات کے ہاتھ اس کے تعلق کی تجدید کا موجب ہوئی۔

لیکن ان مختلف قوتوں کے تحت جو بنیادی اصول تھے۔ اور ان کا موجب بھی ہوئے۔ وہ باجم ایک ہی تھے۔ عہد متوسط کے تخیل نے انفرادی قربانی کی جدوجہد کی تھی اس کی تعلیم تھی کہ خواہشات نفسانی کو مذاکیا جائے۔ خود مختاری اور انفرادیت کے لئے جو باغیانہ جذبات پیدا ہوں ان کو رد کا جائے۔ اس نے لوگوں کو حکم دیا تھا کہ بے چوں و چرا کلیسیائی اور دینی اقتدار کو قبول کر لیں۔ نئی روح نے ان تمام اصول کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ وہ عظمت انسانی اور حیات موجودہ کی تبلیغ کرنے لگی۔ نفس کشی کی نیکی و فضیلت پر اعتراض کرنے لگی۔ اور خیال و عمل میں دنیا کے لئے حریص ظاہر ہونے لگی۔ اس نے اعلان کیا کہ ہر فرد کو سوچنے اور محسوس کرنے اور اپنی عقل کے مطابق اپنا ایک مذہب گھڑ لینے کا حق حاصل ہے۔ اس نے تحقیقات انتقاد اور اصول فطرت کے اسباق کو بار بار دل نشین کرایا۔ اس طرح تخیل کے آگے ایک نئی بہشت کا دروازہ کھل گیا۔ اور لوگ آزادی کا ایک دل خوش کن احساس لئے ہوئے اس کی طرف بے تحاشا پھینکے گئے۔ اس تحریک آزادی میں بہت سی باتیں قیمتی اور نثری کے لئے فی الواقع ضروری تھیں یہ تحریک صحیح تر مشاہدے۔ محافظانہ نقد اور افزونی احترام ادب نیز انفرادیت کے فرد کا باعث ہوتی۔ تاہم اس کا ایک تاریک پہلو بھی تھا۔ ہنگامہ فساد اور زیادتی و بے لگامی بھی اس کے ہمراہ رکاب تھی۔ صورت اور رنگ کی حسی بہت نے بعض لوگوں کو شہوات نفسانی میں مبتلا کر دیا۔ دنیاوی اشیاء کے ساتھ نامناسب دل بستگی نے ایک دنیا دارانہ غیر سچی روح پیدا کر دی۔ اور انتقاد نے تشکیک و بے دینی نشاۃ جدید کی نفسانی تحقیقت سچی زندگی کے لئے مضر تھی۔ تاہم باستثناء چند اہل اولوں نے کلیسیا پر براہ راست حملے نہیں کئے۔ اہل ادب ایک ایسے ادارے کو متباہ چھوڑنے پر قانع تھے۔ جو ان کے روایات ماضیہ اور اس وقت کی عام تہذیب کا حامل تھا۔ یہ قدیم ادارے ان اہل ادب کی ہر طرح سرپرستی کرتے تھے جب تک کہ ثنائی الذکر اپنے طرز کے ذریعے ان کے طریق تسلط اور عقاید پر حملہ نہیں کرتے تھے۔ لیکن فلاسف اس کو اور حقیقت سے دیکھتے تھے۔ تاہم وہ بھی کلیسیا سے زیادہ عیسائیت اور اس کی فلاطینیت پر حملے کرتے تھے۔ اور اگر تیسینوں نے عیسائیت اور فلاطینیت میں مفاہمت پیدا کرنے کی کوشش کی۔ یا پانیزی بقاءے روح پر اعتراض کرنے لگا تو سبھی ساتھ

ان فضلا نے مذہب اور سائنس میں امتیاز پیدا کرنے کا بھی حیلہ کیا۔ اور جہاں فلسفیوں کی حیثیت سے غور و خوض کرتے تھے ان میں وہ عیسائیوں کی حیثیت سے اپنے اعتقاد پر قائم رہنے کا دعوے کرتے تھے۔ اس طرح اگر ہم لائبریس والاکو مستثنیٰ کر دیں تو مشکل ہی سے کوئی شخص ایسا مل سکتا ہے جس نے دیوہی امور میں پوپ کی مداخلت پر یا اس روایت پر کہ حواریوں کے عقائد حواریوں کے اعمال ہیں۔ حملہ آور ہوا ہو۔ اور حتیٰ کہ یہ شخص بھی پاپائی حفاظت و نگہداشت کی غرض سے آسانی کے ساتھ اپنی غلطیوں کو واپس لے لیتا تھا۔ بقیہ لوگوں میں اطالوی انیسٹین (humanists) کلیسا کی اصلاح میں کوئی دیکھسی نہیں لے رہے تھے۔ ان کی طبیعت میں اگر یہ مذہب سے حرب کرنے کا شوق نہ تھا، پھر بھی ایک طرح کی بے دینی ضرور پائی جاتی تھی اور ان کی زندگی باسٹنٹائے چند اتنی ہی عیاں شانہ تھی جتنی کہ ان اہل کلیسا کی جن کی وہ بھجوا کر دے تھے۔ اٹلی میں بلاشبہ اصلاحات عمل میں آئے۔ لیکن ان کو انیسٹین سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ وہ سیوٹارو لاکو قسم کے لوگ تھے جن کی اصلاح کا خیال اخلاق اور حیات تک محدود تھا۔ اور جنہیں عقائد یا تعلیم کلیسا سے کوئی جھگڑا نہیں تھا۔ جو ہی نشاۃِ جدیدہ کو وہ ایسے کو عبور کر کے سنجیدہ دماغ جرموں کے ہاتھ میں پہنچی۔ اور وہ بہت سنجیدہ اور دینیاتی بن گئی۔ کٹر فلسفیانہ اور زیادہ تر اعتقادی بن گئی۔ اب وہ کلیسا پر دوسرے معنوں میں انجیل پر تنقید کرنے لگے لیکن عیسائیت کو نبواہ کرنے کے ارادہ سے نہیں بلکہ اس کی ابتدائی پاکیزگی قائم کرنے کی غرض سے پندرہویں صدی کے اواخر میں جرمنی میں جو متعدد باکمال علماء پیدا ہوئے ان میں اس عہد کے سب سے زیادہ شخصیت رکھنے والے دو نمائندے جان ریوچلن (۱۴۵۵ء تا ۱۵۲۲ء) اور ڈیوڈ پلیرس (۱۴۶۶ء تا ۱۵۳۶ء) ریوچلن اور ارسٹس تھے۔ ریوچلن زیادہ تر عبرانی زبان کی تحقیقات کی تجدید کے لئے مشہور ہے۔ اس تحقیقات کو اس نے انجیل کے لاطینی ترجمے کی تنقید میں صرف کیا۔ اور اس سے اس کی یہ بھی کوشش تھی کہ کس متعصب ڈاکٹر ہائینر Dominican Itochstraten نے تیزری سے یہودیوں کے نوشتوں کو مہربانہ نہ کر دیں۔ گو وہ بجائے ایک فاضل دینیات کے زیادہ صحیح طور پر ماہر سائنات تھا۔ تاہم اس کو انجیل قدیم کی تنقید کا مورث اعلیٰ کہا جاسکتا ہے۔ اور یہودی ادب کی

تحقیقات کی جدوجہد کے اثناء میں قدیم اور جدید خیالات کی ہیکار پر نہایت شد و مد کے ساتھ زور دیا گیا ہے۔

لیکن جرمن احیاء کا سب سے مشہور فرزند اراسمس ہے۔ اس نے مدرسہ ڈیونٹر میں تعلیم پائی جو اپنی ابتدا کے لحاظ سے انوان جیٹشر (Brethern of the Common life)

کا رہن منت تھا۔ اور مجلس دارمس کے زمانے میں اپنے عصر کا سب سے بڑا عالم متبحر سمجھا جاتا تھا۔ اور اس کو وہ نیک نامی حاصل تھی۔ کہ اس کے بعد پھر کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ اگر یوٹیلن کو انجیل قدیم کی تنقید کا بانی قرار دیا جائے تو اراسمس کو انجیل جدید کی تنقید اور سائنٹفک دینیات کا۔ ۱۵۲۵ء میں اس نے انجیل جدید پر والا کی یادداشتوں کو دوبارہ شائع کیا۔ جو انجیلی تنقید کی واحد تصنیف تھی۔ جو اٹلی سے حاصل ہوئی تھی۔ اس کے بعد ۱۵۱۶ء میں انجیل جدید کا یونانی نسخہ لاطینی ترجمہ اور یادداشت کے ساتھ نمودار ہوا۔ ان تصانیف کا غشاء یہ تھا کہ اصل کتب کے علم کا احیا کیا جائے۔ اور ان قلمی نسخوں کے مقابلے سے جو قابل حصول تھے۔ انجیل کا ممکن سے ممکن صحیح ترجمہ کیا جائے۔ یادداشتوں میں اراسمس نے انجیل جدید کی تنقید کے معمولی قوانین استعمال کئے۔ اور اس کے وسیلے سے جدید انجیلی علم کی بنیاد ڈالی۔ اس کی تیسری تصنیف انجریٹن پلیٹس کرٹھی کا مقصد اس کے اس خطا سے معلوم کیا جاسکتا ہے جو اس کی جانب سے اس کے دوست سنٹ پال کے ڈین سسی سالٹ کے نام لکھا گیا تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ میں اس غلطی کا علاج کر لے کے لئے لکھتا ہوں جو مذہب کے صحیح تقوے کو نظر انداز کر کے مراسم اور جسمانی ریاضت کی پابندی پر منحصر کرتی ہے۔ ان خیالات کی وجہ سے اراسمس قدرۃ اشیاء کی موجودہ اداروں کا سخت ناقد تھا وہ متعدد علمائے کلیسا کی جہالت پر نالاں تھا جو جدید تعلیم سے بے سمجھے و جھمبے ہی گھبر گئے تھے اور جنہوں نے یہاں تک کہ عبرانی اور یونانی کو مردود ٹھہرایا کیونکہ وہ دگلیٹر کی زبانیں نہیں تھیں۔ اس کا مقصد یوٹیلن کے مباحث میں نمایاں طور پر ظاہر ہوا۔ وہ راہبوں کی کاہلی اور ملاؤں کی غیر روادارانہ تنگ خیالی اور لاعاصل محبت کرنے کے لائق ہی سلسلے کو نفرت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ وہ اس کی کلیسا کی غلطی پر ملامت کرتا تھا جو ظاہری اور اعتقاد کے ہر نام پر تو مصر ہوتی تھی۔ لیکن عملی تقوے کو نظر انداز کر جاتی تھی اس کی

پریڈ آف فالی میں (Praise of folly) جو ۱۵۹۰ء میں انگلستان میں لکھی گئی تھی اس حیرت ناک ہجو میں حماقت خود کو مسرت کا سرچشمہ اصلی بتاتی ہوئی خود کو تمام تشکیک قاعدہ پرستی (Pedantry) کا ہل - ریا کاری کی جو دنیا میں اس قدر کامیاب ہیں پاتی ہے۔

اس زمانے میں صرف ایک اراکس ہی کی ہجو نہیں نکلی تھی، وہی شپ آف فوس مصنفہ سبائین برنیٹ بابۃ ۱۲۹۲ء اور زیادہ مشہور ہجو (Epistolal obeerorum Vinorum) بھی جو ریوچلن کی حماقت سے پیدا ہوئی تھی۔ قریب قریب ان ہی برائیوں سے بحث کرتی ہیں۔ اگرچہ وہ شمالی فاصل کی ادبی لطافت سے خالی ہیں۔ اور شپ آف فوس (جمعا زحمقا) کی نسبت صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابتدائے تجربہ میں لکھی گئی۔ لہذا عوام کے لئے لکھی گئی تھی نہ کہ علماء و فضلا کے لئے۔ لیکن اگرچہ یہ اور دیگر تحریرات سے پتہ چلتا ہے کہ جس کلیسا کی خرابیوں سے کسی قدر متاثر ہو گئی تھی۔ اور اگرچہ انھوں نے صرف راستہ صاف کرنے میں بہت کچھ کوشش کی تھی۔ تاہم یہ خیال اب تک نہیں پیدا ہوا تھا کہ کلیسا سے قطع تعلق کر لیا جائے۔ لوگ اب تک مجلس یا کسی اور طریقے سے داخلی اصلاح کی توقع کر رہے تھے۔ عام طور پر اراکس پر یہ الزام عائد کیا جاتا ہے کہ مذہبی معاملات میں وہ بے دلی سے کام لیتا تھا، اپنی خانگی زندگی میں لاپرواہی اور عام روش میں زمانہ سازی برتتا تھا۔ یقیناً اس جملے میں کچھ صداقت ہے۔ اور یہ بھی یقینی ہے کہ وہ ایسا شخص نہیں تھا۔ کہ علانیہ علم بناوت بلند کرتا۔ جیسا کہ وہ خود اعتراف کرتا تھا کہ وہ اس سرشت کا آدمی نہیں تھا جس سرشت کے کہ شبہ ہوتے ہیں۔ وہ ایک عالم اور فاضل تھا جو صلح اور امن کا دلدادہ تھا۔ اور اس میں ایک مذہبی سرگرم انسان کی سی کوئی علامت نہیں تھی۔ اس کے کردار سے ماسوا اس کی ذہنیت تحریک اصلاح کے اصول سے بالکل جدا نہ تھی۔ خاص کر اصلاحی تحریک سے پروٹسٹنٹ لوگ جو مراد لیتے ہیں اس سے وہ بہت دور تھا۔ اراکس ان وسیع الحیال اہل کلیسا کے گروہ میں داخل ہے جو یہ نہیں باور کرتے تھے کہ اس وقت کی برائیوں کا علاج نئے اعتقادات کی تصدیق میں مفہم ہے۔ ان کا خیال تھا کہ پہلے ہی سے ضرورت سے زیادہ اعتقادات پر زور دیا جا رہا تھا۔ اس کا زیادہ حصہ عوام الناس کے لئے قابل فہم تھا۔ اگر اس کو بدلنا تھا تو یہ فاضلانہ تنقید

کے دیر اثر حمل کی بدولت وہ اصلاح کی تدریجی تغیر خزاں سے تعبیر کرتے۔ جو ماضی سے یک بیک منقطع ہوئے بنیہ عالم ظہور میں آتا ہے۔ اور سب لوگوں کی جانب سے تسلیم کردہ اصول اخلاق کو نافذ العمل کرنا اور ان کو زیادہ حقیقی بنانا چاہئے۔ مختصر یہ کہ اگر اسس جو جو وہ زمانے کی مذہبی وسیع المشربی اور بائبل تنقید کا بانی تھا۔ اس کی طبیعت شدت پسند طریقوں سے گریز کرتی تھی۔ اور وہ ان کے نتائج سے خوف کرتا تھا۔ اس نے دور اندیشی سے ان کی بے اعتدالیوں مباحثات اور شکافات کو معلوم کر لیا تھا۔ جو اگر یہ طور پر نمودار ہوتے ہیں اور عقلی دینیات کی کامیابی میں تاخیر پیدا کرنے والے تھے۔ وہ سوچوں صدی کے اصلاح مذہب کی رہنمائی نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن یہ بجا طور پر کہا گیا ہے کہ یہ آنے والی اصلاح اپنی تاریخ ماضی کو اگر اسس تک لی جائے گی۔

روما سے قطعی انقطاع مشہور عالم فضلا سے نہیں بلکہ تھوڑی مزارع کے بیٹے کی جانب سے عمل میں آنے والا تھا جو ناظم داغ کا شخص ہونے کے باوجود یونانی زبان کا بے غرض فاعمل اور عبرانی زبان سے نا آشنا تھا۔ مارٹن لو تھر پر بحث کرتے ہوئے مارٹن لو تھر ۱۸۳۳ء تا ۱۸۴۶ء اس کی زندگی کے مختلف دوروں کو پیش نظر رکھنا نہایت اہم ہے۔

بائیس سال کی عمر میں احساس گناہ۔ روحانی امن اور آسائش کی تمنا میں آفریٹ کی آگسٹینی راہبوں کی جماعت (Order of Augustinian Friars) میں اپنے باپ کی مرضی کے خلاف شامل ہو گیا (۱۵۰۵ء) یہاں اس نے سخت ترین ریاضت اور وہاں کے قواعد کی پوری پوری پابندی کی۔ لیکن کچھ حاصل نہیں ہوا۔ اگر کسی راہب نے رہبانیت کی بدولت آسمان تک رسائی حاصل کی ہے تو وہ یہی ہوتا۔ اس نے بعد میں کہا۔ کیونکہ ایک راہب جو کچھ کر سکتا ہے میں وہ سب کچھ کر چکا۔ نفس کشی کی مسلسل ریاضت نے اس کو نفس مارہ (شہوت نفسانی) سے نجات نہیں دلائی اور خدا اس کی نظروں میں ایک بے رحم قاضی کی حیثیت سے باقی رہ گیا تھا۔ جو ایک ناممکن العمل قانون کی پابندی چاہتا ہے۔ لو تھر کو اس مایوسانہ حالت سے اس کے گردہ کے دکار جنرل (صد درگہبان کلیسا) اسٹار نے نجات دلائی جو انجیل اور خاص کر سینٹ پال اور لاطینی پادری سینٹ آگسٹینی کے نوشتوں کا گہرا مطالعہ کیا کرتا تھا۔ یہاں آگسٹینی کے اصول

دعویٰ بالایمان (Justification by Faith) میں اس کو بالآخر اطمینان نصیب ہوا۔ انجیل کی آیت در استغفار بالایمان رہیں گے، اس کی دشواریوں کا حل نظر آئی۔ گنہگار اپنے اعمال اور ریاضت و محنت سے نجات نہیں حاصل کر سکے گا بلکہ ایک محبت والے خدا کا رحم و کرم کا بھروسہ کرنے سے۔ اس طرح رحمت و آمرزش الہی حاصل کرنے کے بعد اس سچے صاحب ایمان کے حق میں ریاضت اور محنت کوئی تکلیف دہ چیز نہیں رہی۔ بلکہ ایک خود کارانہ عمل محبت اور اعمال و حیات صرف خدا کے لئے آسان ہو گئی۔ بعد میں اس کو اس خیال میں ایک یونانی لفظ (u e Favola) سے مزید تقویت حاصل ہوئی جو قارئین کے لئے دریافت کیا گیا تھا۔ یہ الفاظ دیگر نو بہ ریاضت اور استغفار کا اثر خارج میں کلیسائی سناؤں پر نہیں بلکہ باطن میں تیسرے قلب پر منحصر ہے۔ اس طرح آگسٹینی کے اصول دعویٰ بالایمان کی تصدیق کرتے ہوئے پوچھ رہی خیالات کا اجاگر کر رہا تھا جو ابتدائی کلیسا کے متعدد پادروں کے عقائد رہے تھے۔ اس اصول کے مقابلے میں عقیدہ نجات بالاعمال کو فضیلت حاصل ہو گئی تھی۔ تاہم اول الذکر کو کبھی بالکلیہ ترک نہیں کیا گیا تھا۔ بلاشبہ یہ صحیح ہے کہ ان باہمی مخالف و متضاد اعتقادات میں کامل اتفاق نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ان میں سے کسی کو اس کے منطقی نتیجے تک آگے بڑھانا چاہئے کیونکہ اگر خدا کے رحم و کرم ہی سے عفو و نجات حاصل ہو سکتی ہے تو اعمال صالحہ کی کیا ضرورت ہے اور اگر ہم صرف اعمال ہی سے بچ سکتے ہیں تو کسی نجات و ہندہ کی کیا ضرورت ہے۔ اگر اصول دعویٰ بالایمان کو اس کی انتہائی حد و تک پہنچایا جائے تو بلاشبہ سودائیانہ تقدیریت اور غیر اخلاقیات (Antinomianism) تک پہنچا دے گا۔ اور درحقیقت اس نے وہاں تک پہنچا یا بھی ہے۔ پوچھو کہ خیال تھا کہ اصول مخالف اختیار کرنے سے جو قباحتیں پیدا ہوں گی وہ اس سے بدتر ہوں گی۔ گو یا کمزور اور آلودہ دامن انسان بلا امداد غیر اپنی ذاتی جدوجہد کی بنا پر ایذا و توانا سے نجات منوا سکیں گے۔ اس قسم کا خیال اس روحانی تکبر و سرکشی کی پرورش کرتا تھا جو اس وقت کی خرابیوں کا باعث تھا۔ اخلاقی اصلاح کی توقع بس اسی بات پر منحصر تھی کہ انسان کو یہ یاد کرنے پر مائل کیا جائے کہ خدا کی نظر میں اس کی کوئی وقعت اور قدر و قیمت نہیں ہے۔ محض اس طرح وہ عاجزی کو اختیار کرے گا جو دیدارِ اہل اور تقیانیہ زندگی کے لئے سب سے مقدم اور لازمی ہے۔



۱۵۸۰ء میں اسٹاپٹرن نے لوٹھر کو طلب کیا تاکہ وہ جامعہ ڈنبرگ میں تعلیم دے جو ابھی ابھی سیکڑنی کے فریڈرک وانا کی جانب سے قائم کیا گیا تھا۔ ۱۵۸۱ء میں اس نے روما کی سیاحت کی اور اس سیاحت نے اس کے اس یقین کو مزید تقویت پہنچائی کہ روحانی غورہری جو نشاۃِ جدیدہ کا مخصوص نقص تھا ایک اسیادِ شمن ہے جس کا مقابلہ کرنا ضروری ہے۔ اور کلیسا کے ان رسوم کی نفرت انگریزی میں اور گہرائی پیدا کر دی جس نے اعمال کی قوت و تاثیر کے یقین کو واجبِ انقضاء بنا دیا تھا۔ لوٹھر اپنی تعلیم جاری کرنے کے لئے ڈنبرگ واپس آ گیا تھا۔ لیکن اس موقع پر ایک ڈائیکل مسی ٹیٹل جرمی آیا۔ اور ان لوگوں کے لئے پادریوں کے خاص حقوق پیش کئے جو روما کی سینٹ پیٹرس کی عمارت کے لئے چندہ دیں اس کی اس بات نے لوٹھر کو بھڑکاتا دیا۔ یادریوں کے خاص حقوق کا اصول (Doctrine of Indulgence) اس خیال سے پیدا ہوا جو غیر فطری نہیں تھا کہ گو توبہ و استغفار لکنا گناہگار کو خدا سے ملا دیتا ہے۔ لیکن انسان کے ساتھ جو خطا کی جاتی ہے اس کی سزا تو پھر بھی بھگتنا ہی پڑتا ہے۔ اور سزا کو دنیاوی امور کی طرح جسم مانے میں منتقل (Commuted) کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس نظام کو نہایت شرمناک طریقے سے استعمال کیا گیا۔ کلیسا نے اعلان کیا کہ دینہ ایوں کے امور و افلاں میں اس نے ایک خزانہ قائم کر رکھا ہے جن میں سے وہ سزاؤں کی معافی کے لئے رقوم حاصل کر سکتی ہے۔ اور وہ پوپہ حاصل کرنے کی خواہش میں نہایت فراخ دلی کے ساتھ پادریوں کے خاص حقوق عطا کرنے لگی۔ اور قبل از قبل تائب ہونے پر خطا کار سے اصرار نہیں کیا۔ وہ یہاں تک دعوے کرنے لگی کہ اعراف (Purgatory) میں رہنے والوں کی سزا معاف کرنے کی بھی اس کو قدرت حاصل ہے۔ پادریوں کے ان خاص حقوق (Indulgence) کی مدافعت میں خواہ کچھ ہی کہا جائے۔ لیکن اس امر سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کہ ان کی مبالغہ آمیز صورت میں سخت ترین عکاسیاں نمودار ہوئیں۔ اور ان میں رحمتِ حاضر و ش الہی کی ضرورت سے علانیہ انکار دیکھنا۔ لہذا لوٹھر نے علمی حلقوں کے رواج کے مطابق ڈنبرگ کی کلیسا کے دروازے پر اپنے مشہور پانچوے مقالے (Thesis) آویزاں کر دیے جن میں اس نے خاص حقوق (Indulgence) کے نظریے کو رد کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور تمام کلیسا میں آنے والوں کو چیلنج دیا گیا تھا کہ اس کے بیانات کی صحت کو غلط ثابت

کردیں وہ ۱۷ اکتوبر ۱۵۱۷ء

بوتھر کے خیالات کچھ نئے نہیں تھے۔ اس سے پہلے بھی بہت سے علمائے دینیات حتیٰ کہ کارڈنیل زیمنس نے خاص حقوق (Indulgence) کے مضحکہ خیز غلط استعمال کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے۔ اور صرف بوتھری ماد کلیسا سے بغاوت کرنے کا خواب نہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ خاص حقوق (Indulgence) کی قدر و قیمت سے یک نحت انکار نہیں کر رہا تھا۔ لیکن اس بات کا اعلان کرتا تھا کہ اس کی رائے میں پوپ اس طریقے سے گناہ کی معصیت کو عفو نہیں کر سکتا۔ اور نہ ان لوگوں کی سزاؤں میں تخفیف کر سکتا ہے۔ جن کا حساب و کتاب ہو چکا ہے۔ مزید برآں وہ دعوے کرنے لگا کہ وہ جس حد سے محتاج اور خیالات سے برسرِ پیکار ہے سب کے سب مدرسین کی ایجاد ہیں۔ نہ کہ کلیسا کی۔ اور آخر اندہ کرنے انھیں کبھی نہیں قبول کیا تھا۔ لہذا اس نے پوپ اور کلیسا سے ان پر اظہار خیال کا مطالبہ کیا۔ بوتھر نے مباحثہ اور استدلال طلب کیا۔ لیکن اس کا جواب ادعا اور تہدید و الزام دہی سے کیا گیا۔ ٹٹزل اپنے جواب میں (Indulgence) کے مسئلے کو زیر بحث لانے ہی پر اظہار نفرت و حقارت کرنے لگا۔ اور پوپ کے اس دعوے کی تصدیق کی کہ اس کو یہ حق حاصل ہے کہ رائے کا تشخیص و یقین اور انجیل کی ترجمانی و توجیہ کرے۔ ڈائمنکی پیریاز (Prierias) نے اظہار یقین کیا کہ اگر کوئی ایسی مجلس جو پوپ کی صدارت میں منعقد ہو یا خود پوپ کوئی سرکاری فیصلہ کرے تو ہرگز ان سے غلطی کا ارتکاب نہیں ہو سکتا۔ اور ان پر انکاؤ کا الزام عائد کیا۔ جو ایک قاعدہ ایمان کی طرح کلیسا یا پوپ کے اصولوں کو قبول نہیں کرتے۔ کارڈنیل کا جٹین جو ۱۵۱۸ء میں پاپائی سفیر (Legate) کی حیثیت سے مجلس اگسبرگ (Diet of Augusburg) روانہ کیا گیا تھا۔ اگرچہ (Indulgence) کی خواہیوں اور غلط استعمالیوں کی نسبت خفیہ طور پر بوتھر کا ہمنوا تھا۔ لیکن تمام مباحث و مناظر سے اٹھا کر دیا۔ اور ان خیالات کو واپس لینے اور آئندہ چپ رہنے کا مطالبہ کیا۔ بوتھر نے بعد میں یہ وعدہ کیا کہ اگر دوسری شرط سے متعلق اس کے سکوت کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو وہ اس کی پابندی کرے گا۔ لیکن اس وعدے کو برقرار رکھنا ناممکن تھا۔ اور مناظرہ بہت جلد از سر نو شروع ہو گیا۔

اسی اثنائیں بنائے مباحثہ بدل گئی۔ اب وہ صرف ایک (Indulgence) کا

سوال نہیں رہا تھا۔ بلکہ پاپائی اقتدار اور سندروایات کا حامیان پوپ کے مبالغہ آمیز بیانات کا خیر مقدم کو تو تھر کی جانب سے زیادہ بر ملا۔ زیادہ شدت اور زیادہ نازیبا الفاظ میں کیا گیا۔ وسیع تر مطالعے نے اسے یقین دلادیا کہ اس کے خیالات نئے اور انوکھے نہیں تھے۔ بلکہ سابق میں جان پہچان رسال اور حتیٰ کہ انسی لارنٹیس والا کے سے لوگوں کے خیالات بھی یہی تھے۔ اور ساتھ ہی ساتھ جرمنی کی ترقی پذیر تائید سے اسے تقویت پہنچتی گئی۔

الریچ وان ٹین نے جس کی بھوپسندی ذوق سلیم پر غالب آگئی تھی۔ اپنے دو اڈسکس (Vadiscus) ۱۵۱۷ء کے دل شکن لطائف سے مباحث میں اور تلخی پیدا کر دی تین چیزوں نے روم کے اعزاز و وقار کو برقرار رکھا ہے۔ پوپ کا اقتدار اولیٰ کے تبرکات خاص حقوق (Indulgence) کی فروخت روم میں تین چیزوں سے خوف کیا جاتا ہے۔ مجلس عمومی اصلاح کلیسا۔ جرمنوں کی بیداری۔ تین چیزوں کو روم سے خارج کر دیا گیا ہے۔ افلاس۔ ابتدائی کلیسا۔ تبلیغ حق۔ بالآخر کو تھر نے اپنے خطاب بہ عیسائی امرائے قوم جرمنی (جولائی ۱۵۲۰ء) اور اس سے زیادہ اپنے رسالہ اُسیری بابل (اکتوبر ۱۵۲۰ء) میں نہ صرف پوپ کے اقتدار سے انکار کر دیا۔ بلکہ مقدس ادارہ کہانت اور سند صہبت و روایات پر اعتراض کرنے اور ازمنہ وسطیٰ کے ہولِ امتحان و تبدیلِ جسم (tantiationoin) پر حملہ کرنے لگا۔ اس امر سے اختلاف نہیں کیا جاسکتا کہ کو تھر اب قطع طور پر کلیسا سے باہر ہو گیا تھا۔ تاہم کم از کم اتنا پیش نظر رکھنا چاہئے کہ اس نے یہ آخری قدم اس بات کے معلوم کرنے کے بعد اٹھایا کہ اس سے پیشتر ہی اس کو مردود ٹھہرایا جا چکا ہے۔ اور مذہب سے اخراج کا فرمان جون ۱۵۲۰ء ہی میں جاری ہو چکا تھا۔ گو جرمنی میں اس کی اشاعت متعاقب عمل میں آئی۔ لہذا کو تھر نے تمام مفاہمتی تدابیر سے مایوس ہو کر اعلان کیا کہ یہ فرمان جعلی تھا۔ اور اس کا لکھنے والا مخالف مسیح اور ۱۰ دسمبر ۱۵۲۰ء کو اس نے منظر عام پر اس کو جلا دیا۔

بجا طور پر سوال کیا جاسکتا ہے کہ کو تھر کی سیرت اس کا بھد اپن اس کی بے وفائی اس میں عالمانہ شائستگی کے فقدان اور اس کے تشدد کا محاذ کرنے پر اس کے مخالف اس سے زیادہ مفاہمت آمیز طریقے سے اسکا انسداد کر سکتے تھے یا یہ کہ۔ اگر اس کے ساتھ مفاہمت کر لی جاتی تو آیا جرمن احساس کے موجودہ جوش میں کوئی اور شخص تو نہیں پیدا ہوتا

لیکن کم از کم اتنا ضرور ہے کہ پاپائی عدالت کا طرز عمل اس سے زیادہ نا عاقبت اندیشانہ اور اس سے کم تر غیر مدبرانہ نہیں ہو سکتا تھا۔ ایسے معاملات میں خود بپو دہم کا اپنی سرودھری کے باوجود دوسرا طریق عمل اختیار کرنا بالکل ناممکن تھا۔ لیکن (Indulgence) پر جو حملہ کیا گیا تو تمام پاپائی نایات و انتظام کو خطرے میں ڈال دیا اور کوریا (Curia) کے حکام نے اسے مجبور بنا دیا (Drove him on) ہم اظہار افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جو کلیسا بقائے روح جیسے اصولی مسائل میں بدعت و الحاد کے ساتھ لامنت سے پیش آئی۔ (Indulgence) سے متعلق اپنے نظام کی تنقید کو سماعت کرنے سے انکار کر دے۔

خصوصاً جب ہمیں یہ معلوم ہو کہ یہ نظام بہر حال اپنی بگڑی ہوئی صورت میں اس کی وفادار ترین اولاد کے خیمہ میں بے حد غفلت پیدا کر دے گا اس کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ لو تھر کا طرز عمل قابل الزام ضرور تھا۔ اس نے نہایت بے پروائی کے ساتھ کلیسا کے روایات کو ترک کر دیا۔ اور اس کو پختہ یقین تھا کہ حصول نجات اور تنظیم کلیسا کے لئے جو کچھ درکار ہے وہ انجیل ہی میں مل سکتا ہے۔ یہ کہ اس کے اکثر اصول میں مبالغہ آفرینی کی گئی ہے۔ اور اس میں بہت سی خرابیاں پیدا کر دی گئی ہیں۔ یہ کہ فوری اصلاح مذہب نہ تو ترقی تعلیم کا باعث ہو سکتی ہے اور نہ جذبہ رواداری کی نرنی کا۔ ان سب چیزوں سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ہمارے لئے باعث افسوس ہے کہ اس طرح جو انقلاب پیدا ہوا وہ وحدت کلیسا کی شکست لاقتنا ہی بربادی اور دنیا میں جنگ و جدال کا موجب ہونے والا تھا۔ لیکن کم سے کم رومانے عزم کر لیا کہ ایسا ہی ہو۔ اور ہم بجا طور پر شبہ کر سکتے ہیں کہ آیا اس خسرابی کی اصلاح جو اس کے نظام کو کھوکھلی بنا رہی تھی۔ اس سے کم قیمت میں عمل میں آ سکتی تھی۔

مجلس دارس کے انعقاد کے موقع پر صورت حالات بس یہ تھی۔ سوال یہ تھا کہ آیا مجلس فرمان کو نافذ العمل کرے گی اور لو تھر کو سلطنت سے خارج کر دے گی۔ یہ ایک ایسا سوال لو تھر اور مجلس

تھا جس میں عظیم الشان نتائج مضمحل تھے۔ لیو دہم مدافعت ذات میں لو تھر کا بیان سے بغیر ہی فرمان کے نفاذ پر چارلس کو مجبور کر رہا تھا۔ لیکن باوجود اس کے کہ خود تھنشاہ اس طرز عمل کا حامی تھا۔ اور اس معاملے میں اس کا مستمع گناہ گلاب میں بھی اس کی تائید کر رہا تھا۔ اس کے متقد و مشیر جن میں شیورٹس، اور گاکٹینارا اس کا چیلنر قابل ذکر ہیں۔ اس کے خلاف تھے۔ جرمنی میں کم تر درجے کے امرا و شہزادے

اور فضلاء کی جانب سے لوتھر کی جس طرح تائید کی جا رہی تھی۔ اس سے وہ باخبر تھے۔ اور یوب کے ایک گماشتہ ایلیا ڈر سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ حاجت کس نوعیت کی تھی۔ دس میں فوجیہ جرمنی لوتھر کے لئے شور مچاتی ہے اور بقیہ ایک حصہ اگر لوتھر کی پروا نہیں کرتا ہے تو کم سے کم یہ شور مچا رہا ہے کہ دربار و ما کوفا کر دیا جائے۔ اور یہ مطالبہ کر رہا ہے کہ جرمنی میں ایک مجلس منعقد کی جائے۔ اس بات کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی کہ مجلس (Diet) اس عام احساس کو نظر انداز کر دے گی۔ مزید برآں اگرچہ غالب تعداد لوتھر کے اصولی خیالات کی مخالف تھی۔ اس کے اکثر ارکان حکومت و آداب و قواعد کلیہ میں اصلاح کی خواہش سے ہمدردی کا اظہار کر رہے تھے۔ لہذا مجلس (Diet) نے مطالبہ کیا کہ لوتھر کا بیان سماعت کیا جائے۔ اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی اعلان کیا کہ اگر وہ اپنے لمحہ انہ خیالات پر اڑا رہا جو ان کے آباد اجداد کے اصول و ایمان کے منافی ہو تو وہ اس کو مردود ٹھیکر کرنے کے لئے تیار ہیں۔ علاوہ ازیں چارلس کے شیراز سیاسی فائدے سے بے خبر نہیں تھے۔ جو اس صورت حال سے رونما ہونے والے تھے میکسیٹیس نے ایک مرتبہ کہا تھا۔ ڈینرگ کے راجہ کی خاطر خواہ ہنگداشت کی جائے ممکن ہے ہیں ایک دن اس کی ضرورت پڑے۔ اور وہ دن آچکا تھا۔ یوچارلس اور فرانسس کے اتحاد کے مابین اب تک پس و پیش کئے جا رہے تھے۔ اور یہ ممکن تھا کہ اس سارے مسئلے کو ایک مجلس عمومی کے روبرو پیش کرنے کی دھمکی اس کو کسی ایک طرف مائل کر دے۔

لہذا لوتھر کو داس طلب کیا گیا۔ اور اس کی حفاظت کے لئے بد رتے کا وعدہ کیا گیا۔ اگر وہ اس موقع پر اصول متعلقہ ایمان سے دست بردار ہو جاتا۔ اور خود کو داخلی اصلاح کے مسئلے تک محدود رکھتا تو غالباً مجلس گرجوشی کے ساتھ اس کی تائید کرتی لیکن یہ اس کے ارادے سے بہت بعید تھا۔ اور اس کا غیر مصالحت آمیز کردار کچھ دیر کے لئے روما کے اشارے پر عمل کرنے لگا۔ وہ متوقع تھا کہ اس سے اپنے خیالات کی مدافعت کا مطالبہ کیا جائے گا۔ بخلاف اس کے اس کو حکم دیا گیا کہ اصول سے متعلق وہ لمحہ انہ خیالات سے باز آجائے۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ ان مطالبات کا کہ وہ اپنے اصول کے چوں کی حیثیت سے مجلس اور شہنشاہ کو تسلیم کرے۔ اس نے جواب دیا کہ وہ انسان کو کلام الہی کے فیصلے کی اجازت نہیں دے گا۔ اس نے ایک مجلس عمومی کے

فیصلوں کو بھی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ تاؤفنگہ انجیل یا معقول استدلال سے اس کے خیالات کی تردید نہ کر دی جائے۔ اس طرح وہ چارلس کی نظروں میں نہ صرف ایک لمحہ معلوم ہونے لگا بلکہ اس سے بھی بڑی معنی ایک باغی اور اب جبکہ خفیہ طور پر پوپ کے ساتھ اتحاد قائم ہو چکا تھا۔ سیاسی اغراض کے لئے لوتھر کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔ چارلس مضطرب تھا کہ اس کے اخراج کا حکم نامہ شائع کر دے۔ اور ایک حکم جاری کرے کہ اس لمحہ کی کت میں جلادی جائیں۔ لیکن مجلس اس فعل کی بدنامی مول لینے سے اس قدر ناراض تھی کہ چارلس مجلس کے صرف آخری اجلاس (۲۵ مئی) میں اس کی منظوری حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ جبکہ سیکزنی کا فریڈرک اور الکٹرپالیشن واپس ہو گئے تھے۔ اسی اثناء میں لوتھر نے سیکزنی میں دایٹرگ کی گڑھی میں جاپناہ لی۔ جہاں وہ فریڈرک دانا کے زیر صیانت چھپا رہا۔ اس کو اب خارج کر دیا گیا تھا۔ اور مجلس نے اخراج کی توثیق بھی کر دی تھی مستقبل کو یہ دیکھنا باقی تھا کہ آیا شہنشاہ مجلس کے فیصلے کو جرمی میں نافذ کر سکا یا نہیں۔

## ۴۔ جنگ ۱۵۲۲ تا ۱۵۲۳ء۔

اس موقع پر چارلس کی توجہ فرانسس کے خلاف جنگ چھیڑنے کی طرف مبذول تھی۔ اپنے حریف کو زیر اثر اور اٹلی کو فتح کرنا دو ضروری چیزیں تھیں۔ ان کے حصول تک لوتھر کے معاملے کو نظر انداز کیا جاسکتا تھا۔ فرانسیسیوں نے ہارماتہ کارڈائیوں میں اقدام کیا۔ مئی میں انھوں نے، ناوار پر چڑھائی کر دی تھی اور پچھلے مارچ میں بونیلیں کالا رڈرابرٹ ڈی لامارک نے لکزمبرگ پر حملہ کیا تھا، لیکن یہ دونوں مہمات ناکام رہی تھیں اور اب چارلس نے نہ صرف تنزل پوپ کا اتحاد حاصل کر لیا تھا بلکہ ہنری ہشتم سے بھی اتحاد قائم ہو رہا تھا۔ لوتھر کے خلاف اخراج کا حکم شائع کر کے لیوڈہم کو خوش کر دیا گیا تھا اس نے خود کو یقین دلادیا تھا کہ اٹلی میں فرانسیسیوں کی فتح چارلس کے مقابلے میں زیادہ تباہ کن ثابت ہوگی۔ لہذا

لیوڈہم اور ہنری ہشتم  
چارلس پنجم سے اتحاد قائم  
کر رہے ہیں

۲۵ مئی کو شہنشاہ کے ساتھ شریک ہو گیا۔ پوپ کو قرارا اور پارما واپس دینا پڑا۔ نیز لیوڈوکیو اور مکیٹیا فرانسیسکو اسفورزا سلطنت کی حیثیت سے

طمان پر قابض ہو۔ فرانسیسی جینیوا سے نکال دئے جائیں۔ اور انٹونیو دورنے کو Doge کی حیثیت دی جائے۔ شہنشاہ نے فلائش کی ٹڈیسی کی حفاظت اور لوہقر کے اتحاد کی بیخ کنی میں پوپ کے ساتھ شریک ہونے کا وعدہ کیا۔

نومبر میں ویتھی کانفرنس کیلئے میں اپنے مسلک ثالثی کو قائم رکھنے کی ہام کام کوشش کے بعد اعلان جنگ کرنے پر مجبور ہو گیا۔ وہ شہنشاہ اور پوپ کی جمعیت میں شریک ہو گیا اور فرانس پر ایک مشترکہ چڑھائی اور چارلس کی امداد کا وعدہ کیا۔ اور اس کے معاوضے میں شہنشاہ نے شہزادی میری کے ساتھ اس کی نسبت مقرر کر دی۔

انگریزوں نے نقل و حرکت نہیں کی۔ لیکن اٹلی میں شہنشاہی اور پاپائی عساکر کامیاب رہے۔ فرانسیسی سپہ سالار لاٹزک سوئٹس پاپیوں کی امداد سے محروم اٹلی میں شہنشاہی اور پاپائی ہو کر جنیوں نے اس بنا پر اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا افواج کی کامیابی کہ سوئٹزرلینڈ کے حکام نے اپنے ہوطنوں کے خلاف لڑنے کی مخالفت کر دی تھی۔ باستثنائے گڑھی (۱۹ نومبر)

طمان کا تخلیہ کرنے پر مجبور ہو گیا۔ اور پارما اور پیا سنزا بھی بہت جلد حوالے کر دئے گئے۔

عین اس موقع پر جبکہ لیو دوم کے اقبال کا ستارہ چمکتا نظر آ رہا تھا بجا سے اس کا انتقال ہو گیا۔ یکم دسمبر اس کے پاپائی رتبے کی نوعیت اس قسم کی ہے جیسی لیو دوم کا انتقال۔ کہ ہم لارنر وادوالعزم (Magnificent) کے بیٹے سے توقع یکم دسمبر ۱۵۲۱ء کر سکتے ہیں۔ اس کا نام رفیل کی ہنرمندانہ کامیابیوں سے ہمیشہ وابستہ رہے گا۔ اور ادب کی سرپرستی کے لئے

ہمیشہ یادگار رہے گا۔ لیکن اس میں عزت و فضیلت کے قابل بس ہی ایک چیز تھی۔ اس کی سیرت کی توضیح اس کے اس قول سے ہوتی ہے جو اس نے اپنے انتخاب کے موقع پر کیا تھا۔ ”اب جبکہ میں پاپائیت مل چکی ہے میں چاہیئے کہ اس سے لطف و لذت ہوں“ اگرچہ وہ خود بدکردار نہیں تھا لیکن اس نے دوسروں میں بدکرداری پیدا کر دی اور اس کے زمانے میں روما بمیاعیش و عشرت کا گہوارہ بنا رہا۔ اور زندگی غیر محتاط رہی۔ کسی اور کے زمانے میں نہیں ہوئی۔ معیشت و نشاط کے لئے زندہ تھا۔ اور اپنے عہدہ جلیلہ کے فرائض میں کوئی دھبہ نہیں لیتا تھا۔

اس نے ثابت کر دیا کہ اپنے زمانے کے اہم اور سنجیدہ مسائل کو محسوس کرنے کی صلاحیت ہی اس میں نہیں تھی۔ اگر ایک طرف اس کی بے پروا اور غیر محتاط فیاضی نے اس کو نیک نام بنادیا تو دوسری طرف پاپائی خزانے پر اس کی وجہ سے بے حد بار پڑنے لگا۔ اور اگر اس کے انتقال پر مطلع صاف اور شفاف نظر آ رہا تھا تو وہ آنے والے طوفان کا پیش خیمہ تھا۔ اور یہ ایک ایسا طوفان تھا جو اس کی عدم سنجیدگی، فقدان بصیرت و تدبیر کا نتیجہ تھا۔

یہ دیکھ کر سب کو حیرت ہوئی کہ اس کے جانشین کی حیثیت سے اسٹاک کا آرڈین منتخب کیا گیا۔ جو کبھی چارلس کا تالیق اور رزاں بعد اسپین میں اس کا دوسرا نمونہ تھا۔ اس کا انتخاب اس وجہ سے عمل میں آیا کہ انتخابی حلقے میں کافی آراء حاصل کرنے کے لئے کسی اور کو پیش کرنا ناممکن تھا۔ ولسی جو ایک اہم امیدوار تھا صرف آرڈین ششم کا انتخاب سات آراء حاصل کر سکا۔ گیلیو ڈی ڈیسی اور الگزینڈر جنوری سلسلہ ۱۸۷۶ء فارمیسی جن کی قسمت میں بالآخر کلیمنٹ ہیمز اور پال سوم کی حیثیت سے تاج پاپائی زیب سر کرنا تھا۔ دونوں ناکام

رہے۔ طویل ظلم کو خطرناک خیال کیا گیا اور کارڈنیل ڈی ڈیسی نے جو شہنشاہ کی سرگرم تائید کے باوجود کامیابی سے باہوس ہو گیا تھا اپنی رائیں آرڈین کے حق میں منتقل کر دیں اس طرح دو فلمنگ جو اس وقت تک باہم متعلق تھے۔ اب عالم عیسائیت میں علی ترین مدارج پر پہنچ گئے۔ اور ایک ایسے عظیم انسان واقعے سے بہت کچھ توقعات وابستہ ہو سکتی تھیں۔ لیکن ان توقعات کو پورا ہونا نہ تھا۔ جدید پوپ اور اس کے جانشین میں حیرت ناک تفاوت تھا۔ لیکن اس تفاوت ہی نے اس کی دشواریوں میں اضافہ کر دیا۔ اہل روم ایک وحشی، کے انتخاب پر ناراض ہو گئے۔ ان کے ان خطرات کا کہ ممکن ہے کہ آرڈین پاپائیت کو دیا سے اسپین میں منتقل کر دے۔ ایک طنز آمیز اشتہار میں اظہار کیا گیا۔ جس کو دیا لیکن، کی دیواروں پر چسپاں کیا گیا تھا۔ کارڈنیل جو اپنی جان کے خوف سے ابتداً روڈینی آبادی سے بچ بچے تھے۔ اپنے فیصلے پر بہت جلد مستاسف ہوئے۔ اور اس سخت اصلاح پسند پوپ سے نفرت کرنے لگے۔ جس نے ان کے مشاہروں اور دھیموں میں تخفیف عمل میں لانے کی کوشش کی۔ اور اپنے ظلمش نمین کے ساتھ اظہار نوازش کرنے لگا۔ اہل ادب تعلیم جدید میں اس کی ہمدردی نہ پا کر



اس سے بیزار ہو گئے۔ حتیٰ کہ اس کی راستبازی و پاکبازی اور اس کا زہد و ورع بھی ان لوگوں میں سے کسی کو دوست نہیں بنا سکا۔ جو اصلاح مذہب کے خواہشمند تھے اس کی تنقیف اخراجات کو بجات پر محمول کیا جانے لگا۔ اس کی تنہائی پسند عادت جتنی ہدایت و تخلیق اور پسندیدہ اخلاق و سیرت کے فقدان کی وجہ سے وہ اس تائید سے محروم رہا۔ جو بصورت دیگر اس کو پہنچ سکتی تھی۔ اور نہ لو تھرا اور اس وقت کے سیاسی مسائل کی طرف اس کا انداز زیادہ خوش قسمتی پر مبنی تھا۔ داخلی خرد پیوں کی اصلاح کا کامل یقین رکھنے کے باوجود وہ جدید دینیات کی ہمدردی سے سہرا تھا۔ اسپین میں حاکم عدالت مذہبی رہ چکنے کی حیثیت سے اس نے اسپینی خیالات کو اختیار کر لیا تھا۔ اور سمجھتا تھا کہ اصلاح پر استیصال اتحاد مقدم ہے۔ اور جب متحدین کا قلع قمع ہو جائے تو پوپ اپنے گھر کی اصلاح شروع کر سکتا ہے۔

اس نقطے پر شہنشاہ کو اس سے اتفاق تھا۔ آرڈین نے اٹالین اور زان بعد اسپین میں اس کے دیرائے کی حیثیت سے اس کی خاطر خواہ خدمت کی تھی۔ اور اب جبکہ اس کا ٹکڑا پاپائی تحت پر شکن ہوا۔ تو اس کو اسی خدمت گزاری کی توقع تھی۔ اس نے چارلس کے ساتھ یہ حقیقت فراموش کر دی تھی کہ آرڈین بحیثیت دیرائے اٹالینی کے اسباب شاہ اسپین اور آرڈین بحیثیت پوپ ہیں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ اور نہ ان دونوں کے خیالات میں یکسانی تھی۔ چارلس اٹلی کا مالک بن بیٹھنے کا پختہ ارادہ کر چکا تھا۔ اس کے لئے نہ صرف لو تھرا کا مسئلہ بلکہ ترکوں کے خلاف جنگ کو بھی غنوی کر دینا ضروری خیال کیا گیا۔ اگرچہ اس موقع پر سلیمان کا رویہ تنویرانہ تھا۔ اس کے برعکس آرڈین شہنشاہ کو اٹلی میں حد سے زیادہ طاقتور بننے دیکھنے کے لئے مضطرب نہیں تھا۔ اور تمنی تھا کہ سابقہ پاپائوں کی وجہ سے پاپائیت سیاسی امور میں جس طرح پابجلاں ہو گئی ہے اس سے اس کو نجات دلائی جائے۔ آرڈین یہ غلٹو اور غاب دیکھ رہا تھا کہ دونوں حریفوں میں اتحاد پیدا کیا جائے اور اس کے بعد ترکوں کے خلاف صلیبی جنگ کے لئے سارے عالم عیسائیت کو جمع کیا جائے۔ اس مقصد سے ان سے غیر جانب داری اختیار کی اور ثالثیت کا کام انجام دینے لگا۔ اس مسلک کے نتائج انتہا درجہ بد قسمت ثابت ہوئے۔ اٹلی کی فرانسیسی جماعت

نے ابراٹھایا۔ فرار کے امیر ڈیوک نے نقل و حرکت شروع کر دی۔ (دفروری ۱۷۹۲ء)  
فلورنس ادرینا کے ڈیپٹیوں کے مخالفین نے فرانسس کے ساتھ سازشات شروع  
کر دیں۔ سوئٹزرلینڈ کے باشندے فرانس کی ملازمت کرنے لگے اور اٹلی کو ایک دستہ روانہ  
کیا۔ جس کے ساتھ ضمیمہ فوج ویش سے آئی۔ واقعات کچھ ایسے خطرناک نظر آنے لگے۔  
کہ ڈان میاؤل نے روما سے کھتے ہوئے فرانسس سے التوائے جنگ کا مطالبہ کیا لیکن  
اس موقع پر فتح بکو کا چارلس کی قسمت کے موافق ثابت ہوئی۔ مارچ میں لاٹزک نے  
ملان کے خلاف پیشقدمی کی تھی۔ جس پر اس وقت شہنشاہ کی طرف سے کارڈناٹا لیں  
تھا۔ اسفورزا کا رونا کو نجات دلانے کے لئے فوراً روانہ ہوا۔ اور کچھ دنوں گھات کے  
جنگ بکو کا۔ بعد شہر سے چٹیل کے فاصلے پر دلاکو کا میں مورچہ بند ہو گیا۔ یہ مقام  
۲۷ اپریل ۱۷۹۲ء نہایت مضبوط تھا۔ لیکن سوئٹزرلینڈ کی سپاہ غیر مطیع ہو گئی۔ اور  
اصرار کرنے لگی کہ دھوا د بول دیا جائے۔ جس سے لاٹزک انکار

نہیں کر سکتا تھا۔ سوئس سپاہ نے اپنی طاقت کا غلط اندازہ کیا تھا۔ لہذا اس کو پسپا  
ہونا پڑا۔ لاٹزک جس نے اپنی فرانسیسی سپاہ کے ساتھ اس لئے جھکنا راستہ طے کیا  
کہ ٹخن پریشیت سے اگر حملہ آور ہو کیونکہ صرف اسی طرف سے راستہ نکالنا ممکن معلوم ہوتا  
تھا۔ لیکن اس کو راستے میں تاخیر ہوئی۔ اور اب دشمن کی متحدہ افواج سے مقابلہ کرنے  
پر مجبور ہونا پڑا۔ جو سوئز پر فتح مند ہونے کی خوشی میں پرجوش بن گئی تھیں۔ اس کو  
شدید نقصان کے ساتھ پیچھے ہٹا دیا گیا۔ اور اس جنگ کی سب سے پہلی لڑائی میں میدان  
شہنشاہی افواج کے ہاتھ لڑا۔ اس شکست نے فرانسیسی اغراض و مقاصد کو تباہ و برباد  
کر دیا۔ وہ اب تک ملان کی گڑبٹی اور ناداری کے شہر پر قابض تھے۔ لیکن ان  
میں ملان کا بقیہ حصہ کا تحلیہ کرنا پڑا اور اس کی تھوڑی مدت کے بعد (۳۰ مئی) جنووا سے  
ان کو نکال دیا۔ دوڈر (Doge) دیو بولہ فرنگو سو کی جو فرانسیسی جماعت کا قائد تھا۔  
فرانسیسی ملائیوں کا نیزادلو العزم اسپینی جنرل پیڈر ونا واری کو جو فرڈینند کے بھل  
تحلیہ کرتے ہیں کی وجہ سے فرانس کی خدمت اختیار کرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ قید  
کر لیا گیا۔ انٹونیو ڈور نے کو چارلس کے باغداد کی حیثیت سے  
دوڈر بنایا گیا۔ اور اس طرح فرانس کے ہاتھ سے وہ اہم بندرگاہ نکل گئی۔ جس کے ذریعے

سے اس وقت تک اٹلی میں بہ آسانی داخلہ ہوتا رہا۔ چارلس کی فتح نے آرڈین کو صلح کا اور زیادہ خواہشمند بنا دیا۔ لیکن حریفوں میں سے کوئی بھی اس کی بات ماننے کے لئے عہد نامہ ونڈسمر تیار نہیں تھا۔ جون ۱۵۲۲ء میں چارلس نے اسپین جاتے ہوئے عہد نامہ ونڈسمر پر دستخط کر دئے۔ ہنری اور شہنشاہ نے اس امر پر اتفاق کیا کہ ترکوں کے خلاف جنگ شروع کرنے سے پیشتر

عہد نامہ ونڈسمر  
جون ۱۵۲۲ء

اس کی ضرورت ہے کہ فرانسس کو زیر کیا جائے۔ لہذا انھوں نے وعدہ کیا کہ فرانسس پر ایک مشترکہ حملہ کیا جائے۔ اور اس کے لئے پوپ اور وینس سے اتحاد کی استدعا کی جائے۔ ہر چند کہ رعوڈس کی تسخیر، جو اس سے پیشتر مسلمانوں کے خلاف ایک اہم پردنی چوکی کی طرح استعمال کیا جاتا تھا، اور جس پر بحردوم کے نبرد آزما سینٹ جان قابض تھے، یورپ میں انتہائی خوف دہرا اس اور آڈرین کے سخت قلق کا باعث ہوئے۔ پھر بھی دونوں عظیم اشران زور آرا اپنے جھگڑوں سے باز آنے پر راضی نہیں ہوئے۔ اور بالآخر اگست میں آڈرین اٹلی کے فرانسیسی اگست ۱۵۲۳ء کی جمعیت آڈرین باشندوں (Partisans) کی سازشوں کا انتقال ۱۴ دسمبر ۱۵۲۳ء سے آگاہ ہو کر کہ ناشی کا خیال بے سود ہے۔

اور یہ کہ اگر فرانسیسی فتح مند ہوں تو پاپائی طبقات خطرے میں پڑ جائیں گے شہنشاہ کے ساتھ ایک مدافعت جمیعت میں شریک ہو گیا۔ اس جمیعت میں انگلستان۔ ملان۔ جنوا۔ فلارنس اور وینس شامل تھے۔ اس کے چھ مہینوں کے بعد آڈرین کا انتقال ہو گیا ۱۴ دسمبر ۱۵۲۳ء۔

اس کی کوتاہ اندیشی اور فقدان تدبیر سیاست کے باوجود آڈرین ایک اچھا آدمی تھا۔ اور اصلاح کا دل سے خواہاں تھا۔ تاہم اس خواہش نے تمام کارڈنیوں اور روما کے بلوائیوں کو اس سے سخت متنفر کر دیا۔ اور آخر الذکر نے اس کے معالج کے دروازے کو ایک بار سے آراستہ کیا جس کو اس کے ملک کے نجات دہندہ کے نام سے معنون کیا گیا تھا۔ پوپ آڈرین کی دردناک ناکامی شاید لوستھر کی سرتابی و سرکشی کی بہترین توجیہ ہے۔

## ۵۔ لو تھر اور کو نسل ریجنی

اسپین میں چارلس کا قیام جہاں اس نے سات اہم سال بسر کئے (جولائی ۱۵۲۲ء تا اگست ۱۵۲۹ء) اس بات کو نہایت قوت کے ساتھ ظاہر کرتا ہے کہ اس کے اغراض کس ملک سے وابستہ تھے۔ باوجود اس کے کہ شورش کیونرڈز میں حصہ لینے والوں کے ساتھ اس نے بے رحمانہ سکوک کیا تھا۔ تاہم ۱۵۲۱ء میں شیورس کے انتقال کے بعد سے وہ ہمدردی میں پکا اسپینی بن گیا۔ اس سال اس نے بالآخر اپنے خاندان کی آسٹریا والی زمینوں کو فرڈیننڈ کے حوالے کر دیا۔ اور اس وقت سے اسپین کو اپنی سلطنت کے مرکز کی حیثیت سے دیکھنے لگا۔ اسپینیوں کی غور شکنی۔ الحاد کی بیخ کنی اور سب سے زیادہ ساری دنیا پر غلبہ حاصل کرنے کے جذبے میں وہ برابری کا وعدہ کرتا تھا۔ اور اس کو اپنی جنگوں میں اعتماد بھی تھا۔ تو اسپینی افواج اور اسپینی رقم پر۔ اس چارلس سات سال اسپین نے اپنی زندگی کا عظیم تر حصہ اسپین ہی میں بسر کیا۔ ۱۵۲۲ء تا ۱۵۲۹ء ۶ اس نے وہیں سلطنت سے کنارہ کشی اختیار کی راہوں میں وفات پائی۔

اس حقیقت میں اور اس کی شہنشاہی حیثیت میں نیولین کے اس لمحے کا جواب نیولین کے طعنے ملتا ہے کہ چارلس احمق تھا۔ کہ اس نے پراسٹنٹ مذہب اختیار نہیں کیا۔ اور اس اساس پر ایک طاقتور شاہی نہیں قائم کی۔ یہ امر قوی طور پر مشتبہ ہے کہ آیا یہ مسئلہ چارلس کے حق میں مفید ثابت ہوتا یا نہیں وہ اپنے مقابلے کے واسطے رئیسوں اور ارباب انتخاب کی اکثریت کو صاف آرا پاتا خواہ ان کے مذہبی خیالات کچھ ہی ہوں۔ سب سے زیادہ ایک طاقتور شاہی حکومت سے خائف تھے۔ اور اگر ہم سی سالہ جنگ کے اثنائے کیتھولک جمعیت کے آئندہ مسلک کو پیش نظر رکھیں تو ہمارا شبہ اور بھی قوی ہو جائے گا۔ لیکن یہ سب خواہ کچھ ہی ہو نیولین نے چارلس کی سیرت کو پسند نہیں کیا۔ چارلس کو یہ کہنا کہ وہ ان تمام چیزوں کے خلاف ایک جرمن قومیت کی تحریک کی قیادت کرے۔ جن کو

اسپین کے شہنشاہ اور تاجدار عزیز کہتے تھے بالکل ایسا ہی تھا کہ چینیوں کو حکم دیا جائے کہ وہ اپنی کھال کے دھبوں کو بدل دے۔

تمام ممکنہ تبدلات کو اخذ کرنے کے لئے بس اس امر کی ضرورت ہے کہ جرمنی میں کن سیاسی | جرمنی کی سیاسی حالت کو یاد کریں جن کا ذکر صفحہ ۱۳۲ میں حالات کا اسکان تھا آدھکا ہے ہم نے دیکھا تھا کہ غلبہ و تفوق کے لئے چار قوتیں کشمکش کر رہی تھیں۔

۱۔ ارکان ہسپیرگ کے مقاصد خاندانی جو ایک مرکزی شاہی کے قیام پر مائل تھے۔

۲۔ ارباب انتخاب کے دستوری خیالات جو ایک اشتراقی عہدہ (Aristocratic Confederation) کی طرف راغب تھے۔

۳۔ عناصر جن کا اظہار مسلسل خانہ جنگی و بشتو ہے (Bundschuhe) یا انجمنہائے فزارعین کے معاشرتی ہنگامہ و فساد سے ہوتا ہے۔

۴۔ علاقہ داری و خود مختاری کی خواہش، جن میں اکثر و بیشتر رؤسا شریک تھے۔

اس سوال پر کہ ان میں سے کونسی قوت غالب آئی۔ جرمنی میں اصلاحات کی قسمت کا ایک بڑی حد تک انحصار تھا۔ بلاشبہ پہلی قوت کی فتنہ دہی استیصال الحاد اور مذہبی اور سیول مطلق العنان حکومت کے قیام کا موجب ہوتی اگر دوسری قوت کامیاب ہو سکتی تو اصلاح یافتہ پراسٹنٹ کلیسا کی کچھ توقع تھی، جو ایک اصلاح یافتہ سلطنت اور یورپ اور شہنشاہ کے خلاف جرمن قومیت کی جدت پذیر روح پر مبنی ہوتی۔ تیسری قوت کو اگر دبا دیا نہ جاتا یا اس کی رہنمائی نہ کی جاتی تو یقیناً مذہبی جوش و جنون اور مذہبی اور سیاسی انتشار و بے ترتیبی پیدا ہو جاتی اور آخری قوت نے جس کو ہم آئندہ سب پر غالب آئی پائیں گے پراسٹنٹ مذہب کو اصول کبجو و ریجسوری ایجس ریجسوری قائم کیا۔

۵۔ جرمنی میں اصلاح مذہب کے آئندہ طرز عمل کو معلوم کرنے کے لئے نقشہ کا مطالعہ کرنا اور امرویل

چارلس کی غزیت اسپین نے ایک حد تک توقع پیدا کر دی کہ اصلاح سلطنت

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ذہن نشین رکھنا ضروری ہے۔

(الف) سرداریوں کی غیر معمولی تعداد جن پر جرمنی منقسم تھی۔

(ب) زیادہ میل انقدر رؤسائے علاقوں کی تقسیم اسی خاندان کی شاخوں میں جن میں سے اکثر اہم مخالف فریق بن جاتے تھے۔ ذیل کے جدول سے بہترین پیرایہ میں اس کا علم ہوگا۔

پراسٹنٹ

سیکڑنی کا خاندان ویٹن

بیس کا آلبرٹین

آلبرٹ ۱۸۸۵ء تا ۱۸۹۵ء

ڈیوک جارج ۱۸۵۰ء تا ۱۸۵۳ء

اس کا بھائی ہنری ۱۸۳۵ء تا ۱۸۴۱ء پراسٹنٹ نہیں  
اختیار کرتا ہے۔

اریس ۱۸۴۱ء تا ۱۸۵۲ء الکٹریٹ (حلقہ انتخابی)  
حاصل کرتا ہے۔

ارنٹن، ویٹنبرگ کی انتخابی شاخ

ارنٹن ۱۸۶۳ء تا ۱۸۶۸ء

فریڈرک ۱۸۸۶ء تا ۱۸۹۵ء

اس کا بھائی جان، ۱۸۲۵ء تا ۱۸۳۲ء

جان فریڈرک ۱۸۳۲ء تا ۱۸۵۲ء

ہونہر لرن

انتخابی شاخ

شاخہائے اصغر

(۱) آلبرٹ آف پریشیا، گرنڈ ماسٹر آف ٹیوٹانک آرڈر آلبرٹ آچیس ۱۸۷۰ء تا ۱۸۸۶ء

۱۸۱۲ء تا ۱۸۶۸ء اپنی ڈیچی کو دنیا دہی جیت

سنبھتا ہے۔ ۱۸۲۵ء۔

جان سیرود ۱۸۸۵ء تا ۱۸۹۹ء

(۲) آلبرٹ السبیاڈس، مارگرٹ آف کلہاش

۱۸۳۶ء تا ۱۸۵۴ء

جو کم اول ۱۸۹۹ء تا ۱۹۳۵ء

(۳) جان آف کسٹرن، مارگرٹ آف نیو مارک

برادر جو کم دوم ۱۸۴۱ء

چارلس کی غیور جو دگی کے ساتھ ساتھ اصلاح کلیسا بھی عمل میں آئے گی۔ اس کی میں کونسل ریجنسی - غیور جو دگی میں اقتدار مجلس ریجنسی کے ہاتھ میں چلا جاتا تھا۔ اور

بقیہ مائیت صفحہ گزشتہ -

پراسٹنٹ

جو کم دوم ۱۵۳۵ء تا ۱۵۴۱ء - ۱۵۳۹ء  
میں پراسٹنٹ مذہب اختیار کرنا ہے، اگرچہ  
وہ شہنشاہ سے کبھی اتحاد نہیں ٹوڑتا۔  
کیتھولک

ویلیامشس

(۱) یوہان، بیوٹخ  
ابرٹ دوم ۱۵۴۰ء تا ۱۵۵۰ء  
اس کا بیعتی غلبہ ۱۵۴۶ء  
تا ۱۵۵۰ء

ولیم اول ۱۵۵۰ء تا ۱۵۵۶ء  
(۲) بیلیٹینٹ  
فریڈرک فاتح ۱۵۴۶ء تا ۱۵۴۹ء  
لیوس پنجم ۱۵۵۰ء تا ۱۵۵۴ء  
فریڈرک دوم اس کا بیعتی  
۱۵۴۳ء تا ۱۵۵۶ء پراسٹنٹ  
مذہب اختیار کرنا ہے۔

ولف

والفٹیل کا ڈیوک ہنری چہارم

یونیورسٹی کا ڈیوک ارنسٹ  
۱۵۳۲ء تا ۱۵۴۱ء

ورٹمبرگ

الرج یکم ۱۵۵۳ء تا ۱۵۵۰ء پراسٹنٹ مذہب اختیار کرنا ہے

(ج) مذہبی ریاستوں کی تعداد - ٹریوس، میٹس، کوہن کی صدر استقیاں (مد استقیاں نیز واقع مائل ورٹر برگ وارس)، ہالائی رائن اور اس کی شاخوں پر اس قدر غلبہ پا چکی تھیں کہ ان کا نام ہی پریٹ اسٹریٹ پڑ گیا۔ اسٹریٹ، برمین، فیسٹر، اور پاڈربان کے استقنی ضلع شمال مغرب میں ایک - لیول سلسلہ میں پھیلے ہوئے تھے۔ ان میں ہیں ہڈشیم، ہالرشاڈٹ، مگڈیبرگ، ورزبرگ، ہامبرگ واقع وسطی جرمنی، اور جنوب میں سالزبرگ

اس کی صدارت پر فروٹینڈ فائز ہوتا تھا جس کو چار اس نے اپنے اسٹیٹ ہولڈر (State holder) کی حیثیت سے نامزد کیا تھا۔ ارکان مجلس میں بعض ایسے افراد بھی شامل تھے جو آغاز کردہ سیاسی اصلاحات کی ترویج کے خواہاں تھے۔ اور لو تھر کے موافق بھی تھے۔ لیکن زیادہ تر اسے اعتراضات مجلس نیورمبرگ جماعت باوجود اس کے کہ اس کو اکثریت حاصل تھی۔ لو تھری خیالات کی ترقی پذیر شہرت و مقبولیت سے اس بنا پر سید خائف ہو گئی تھی کہ کہیں وہ فیصلہ کن طرز عمل اختیار نہ کرنے پائے۔ لہذا آڈرین کی ترغیب کے باوجود کہ نسرمان وار س (Edict of Worms) کو نافذ کر دیا جائے جس نے ایک ملو خان خیز مباحثہ کے بعد فیصلہ کیا کہ اس معاملے کو مجلس (Diet) میں پیش کیا جائے جس کا دور سراجلاس، ارنومبر کو نیورمبرگ میں منعقد ہوا۔ مجلس میں بھی شکش شروع ہو گئی۔ اور وہی نتائج برآمد ہوئے۔ راسخ الاعتقاد جماعت اب بھی اکثریت اپنے حق میں پائی تھی۔ لیکن باستثناء جو کم انتخاب کنندہ بریڈنبرگ صدر اسقف ٹریوس اور جارج امیر (Duke) سیکرنی دیگر تمام ارکان ملکی مذاہیر اختیار کرنے پر رضامند نہیں تھے۔ شہنشاہی شہروں کے نائبین لو تھر کے حامی تھے۔ نیورمبرگ جہاں مجلس کا اجلاس ہو رہا تھا۔ شدت کے ساتھ اس کا طر فذا رکھا۔ اور متعدد غیر متعلق روسا اپنی رعایا کے جذبات کی مخالفت کرنے لگے۔ لہذا بہت سے مباحثوں اور کشمکشوں میں پیش ہونے کے بعد مجلس نے پوپ کو حسب ذیل جواب دیا۔۔۔ انھیں لو تھری تحریک کی بدولت رونما شدہ اضطراب و انتشار پر افسوس ہے۔ لیکن خانہ جنگی کے خوف سے انھوں نے فرمان (Edict) کو نافذ عمل کرنے سے

بغیر حاشیہ صفر گزشتہ کی صدر اسقفی اور ٹرنٹ کی اسقفی کا بھی اضافہ کرنا چاہئے۔ ان متعدد مذہبی سرداروں کا وجود دو گانہ اثرات کا موجب تھا۔ اس کی وجہ سے پاپائی جبری محاصل کے خلاف جن کا اسقفیاں یا نونشکار بنی ہوئی تھیں یا گاشتوں کا کام انجام دیتی تھیں جرمنی میں شدید احساس پیدا ہو گیا۔ اور دوسری طرف روسا کی یہ خواہش کہ ان مذہبی ریاستوں کو دنیاوی حیثیت بخش کر اپنے مقبوضات کی ترویج عمل میں لائی جائے بہت سے کیتھولک اور پروٹسٹنٹ انتخاب کنندگان اور روسا کے دلوں پر قوی اثر پیدا کرنے لگی۔ علاوہ ازیں اکثر صورتوں میں اسقف روسا کے رشتہ دار بھی ہوتے تھے اور ان کے مسلک کی رہنمائی خانہ فانی اعراض یا رقابتوں سے ہوتی تھی۔



اختر کیا ہے۔ خود لوپ نے کلیسا کی خرابیوں کو تسلیم کر لیا تھا۔ اور ان کی درستی و اصلاح لازمی تھی۔ لہذا انھوں نے مطالبہ کیا کہ ایک آزاد عیسائی مجلس جس میں عام اور غیر متعلق لوگ نیز ارباب مذہب نمایندگی کریں، شکایات پر بحث و تحقیق کرنے کے لئے جرمنی میں طلب کی جائے۔ لیکن اس اثنا میں نہ تو کوئی ایسے لو تھری مذہب کی کتابیں طبع کی جائیں اور نہ خطبات ہی کی اجازت دی جائے۔ جن سے لوگوں میں شور و برپا ہونے کا اندیشہ ہو۔

اسی موقع پر دنیاوی طبقات نے اپنے ایک سو گراوا مینا (Gravamina) پیش کیے جن میں ان اہم پائائی غرایبوں کو گنوا گیا تھا جن کا جس سرستی کو شکار ہونا پڑا۔  
**نشو الزام** یہ کہنا جیسا کہ کہا گیا ہے صحیح نہیں ہے کہ مجلس نے لو تھر کے حق میں اعلان کر دیا تھا کیونکہ اس کو مرود و مٹھیا کر خاموش کر دیا گیا تھا اور مجلس (Diet) کا ارادہ رومائے شقلے ہو جانے کا نہیں تھا لیکن فرمان کے نفاذ میں تاخیر کی گئی۔

اور اس کے مقاصد کے لئے صرف تاخیر اور التواء ہی کی ضرورت تھی۔ اس کے متبعین میں تیزی کے ساتھ اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ اور جیسا کہ فرڈیننڈ نے کہا ہزار میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں جو لو تھری اتحاد سے کم و بیش متاثر نہ ہوا ہو۔ اور یہ اس امر کی توضیح کر دیتا ہے کہ مجلس نے اس کے خلاف کہوں کوئی کارروائی اختیار نہیں کی۔ فی الحقیقت اگر مجلس (Diet) اور زیادہ خصوصیت کے ساتھ مجلس پینسبی عام خیال کی ترجمانی کرتی۔ تو اصلاح مذہب کی تحریک قومی وضع پر صورت پذیر ہوتی۔ لیکن مجلس کے دستور نے اس کی مزاحمت کی۔ مزید برآں جرمنی کی جانب سے مجلس (Council) کی جو قدر و منزلت کی جاتی تھی وہ اب اس وجہ سے باقی نہیں رہی تھی کہ جنگ میارزین کو دبانے میں ناکام رہی تھی۔

مشہور شہنشاہی مبارزہ فرانز وان سیکینگن (Franz Von Sickingen) جس نے چارلس کے انتخاب میں اس قدر نمایاں حصہ لیا تھا۔ المرتج وان ہٹن (Ulrich Von Hutten) کی رہنمائی میں جو کیشیت ایک عجیب ادبی مناظر ہونے کے صلح کا طرفدار تھا۔

لو تھر کے خیالات کو اختیار کر لیا تھا۔ اس کے طریقہ کے مطابق سیکینگن

کونسل ریجنسی اور خلیفہ انخاب کنندگان رؤسا اور شہروں سے متفرق ہو گیا تھا۔  
 سبارزین ستمبر ۱۵۲۲ء

آزاد یوں کی سجالی۔ تجارتی اجاروں کی تئیں۔ خارجی قانون کی تئیں۔ پادریوں اور  
 راہبوں کی تعداد میں تخفیف (Indulgences) اور دیگر پاپائی محاصل کے ذریعہ  
 سے تحقیق رقم کے موقوف کئے جانے کا مطالبہ کیا۔ کونسل کی کمزوری سے فائدہ  
 اٹھا کر سنگھن سے الکٹر ٹریوس (Trives) کے مقبوضات پر حملہ آور ہونے کا عزم  
 کر لیا۔ اور تائید کے لئے ایک مختصری جماعت پر اعتماد کرنے لگا۔ جو وہاں قائم ہوئی  
 تھی۔ اگر وہ ملک کو فتح کر لے سکتا تو وہ فوراً اصلاح یافتہ خیالات کو برقرار کر دیتا اور  
 خود ایک زبردست علاقے کا مالک بن بیٹھتا۔ لہذا ستمبر ۱۵۲۲ء میں اس نے ٹریوس  
 کے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ کونسل نے اس کو محاصرہ اٹھانے کا حکم دیا۔ لیکن اس کا  
 کچھ اثر نہیں ہوا۔ تاہم شہر مدافعت کرتا رہا۔ اسی اثنا میں رؤسا خطرہ محسوس کرنے  
 لگے۔ کہ اس کے بعد ان کی باری آئے گی۔ اس لئے انھوں نے اس معاملہ کو اپنے  
 ہاتھوں میں لے لیا۔ کونسل کی جانب سے قیام امن کے احکام کے باوجود وہ جنگ  
 برآمد ہو گئے۔ اور فلپ لینڈ گریو ہسی (Philip Landgrave of Hesse)  
 کی سرکردگی میں کچھ شکست دی۔ جو چند دنوں کے بعد اپریل ۱۵۲۳ء میں اپنی اہرن برگ  
 والی کی گڑھی کی مدافعت کرتے ہوئے مارا گیا۔ کونسل نے بھی کوشش کی کہ  
 جمیٹ باشندگان ہولیا کو ان مبارزین کی سرکوبی کا کام اپنے ذمہ لینے سے باز رکھے۔  
 جو اس علاقے سے سنگھن کے ساتھ شریک ہو گئے تھے، لیکن ناکامی ہوئی۔

قیام امن اور اطاعت حاصل کرنے میں ناکام رہنے سے کونسل نے تمام تائید  
 ضبط کر لی بعضوں نے اس کی ناکامی کی وجہ سے اس کی مخالفت شروع کر دی اور  
 بعضوں نے اس خیال سے کہ آئندہ وہ کیا صورت اختیار کرے گی۔ کونسل نے کبھی عوام  
 کے خیالات کی غائذگی نہیں کی اور اب خود مجلس (Diet) بھی اس سے بیزاری  
 کونسل ریجنسی کی کا اظہار کرنے لگی۔ شہری جمعی محاصل کی وجہ سے ہمیشہ اس کی  
 مخالفت کرتے رہے۔ اکثر رؤسا محاصل کی ادائیگی میں بہت پیچھے  
 ناکامی

تھے اور ڈور ہے تھے کہ شاید کونسل ان کے خلاف کارروائی اختیار کرے گی۔ مستی کے انتخاب کنندگان بھی اپنی مجوزہ اصلاحات سے باپوس ہو گئے۔ انگریزوں کا انتخاب کنندہ پیاٹین نے جو نائب صدر مقرر ہوا تھا۔ اس کو خیر باد کہہ دیا۔ اور ڈورس کے انگریز سیکرٹری کے جارج اور ہسی کے فلپ نے اس کے خلاف اعلان کر دیا۔ آخر کار مجلس نیو ہمبرگ نے اپنے تیسرے اجلاس (مارچ تا اپریل ۱۵۲۳ء) میں فیصلہ یہ کیا کہ کونسل کے ارکان کو دوبارہ منتخب کیا جائے۔ اور موجودہ ارکان کو اس نئے انتخاب ہونے کی اجازت نہ دی جائے۔ جدید کونسل کو بھی کچھ زیادہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ اور اگرچہ کہ اس کا وجود ۱۵۳۱ء تک باقی رہا۔ لیکن اس کو کوئی اختیار حاصل نہیں رہا۔ خود مختاری اور علاقہ داریت (Territorialism) کی روح کو بہت تقویت حاصل ہو چکی تھی۔ اور ان تمام توقعات کا کہ سلطنت کی دستوری اصلاح کی بنیاد پر قائم شدہ قومی تحریک کے ساتھ ساتھ تجدید مذہب (Reformation) بھی جاری رہے گی خاتمہ ہو گیا۔

لیکن مجلس میں صرف یہی ایک سوال نہیں پیش تھا۔ آڈرین ششم کا انتقال کلیمنٹ ہفتم اور مجلس نیو ہمبرگ مارچ تا اپریل ۱۵۲۳ء کا رٹل جیلیو ڈی ٹریسی کہ جس نے کلیمنٹ ہفتم (منتخب شدہ ۱۵۲۳ء) کا لقب اختیار کیا تھا۔ اپنے سفیر کیمپو (Caupeggio) کو روانہ کر کے واکس (Edict of Worms) کی تعمیل کا مطالبہ کیا۔ باوجود اس کے کہ کامیابان روم کو اکثریت حاصل تھی پوپ کے حکم کی تعمیل کا مل کے لئے اپنے اندر کافی طاقت محسوس نہ کرتے تھے۔ انھوں نے اتحادہ ضروریہ کیا کہ جہاں تک ممکن ہو قسمران کو نافذ العمل بنایا جائے گا۔ اور لحدانہ کتب کا اسناد لیا جائے گا۔ لیکن مبادا کہ شر کے ساتھ خیر کی بھی بیج کنی ہو جائے۔ انھوں نے دوبارہ مجلس عمومی کو جرمنی میں طلب کرنے پر اصرار کیا اور اسی دوران میں مشورہ پیش کیا۔ کہ مذہبی امور کے تصفیہ کے لئے اسپائیٹس میں ایک اور مجلس کیریہ (Diet) طلب کی جائے کلیمنٹ قدرۃً ناراض ہو گیا۔ اور اس کو سب سے زیادہ چارلس کی تائید حاصل تھی۔ جس نے جولائی میں ایک فرمان جاری کیا کہ فرمان وارسس کی سخت پابندی کی جائے۔ شہنشاہ نے سخت ترین الفاظ میں لوٹھر کو مردود ٹھہرایا۔

اسپائرس میں مجلس کبیرہ کے انعقاد کی مخالفت کر دی۔ اور اعلان کیا کہ اگرچہ وہ ایک مجلس عمومی کو طلب کرنے کا کلیدینہ مخالف نہیں ہے اس معاملے کے تصفیے کا حق اس کو اور پوپ کو حاصل ہے۔ کیونکہ جرمنی کی گستاخی ہوگی کہ احکام عیسوی میں اپنے اختیار سے رد و بدل کرنے بیٹھے۔ اسی کے ساتھ ساتھ اس نے کلیمنٹ کو لکھا کہ صرف دو تبدلات ان کے آگے ہیں۔ یا وہ (چارلس) جرمنی جائے اور باستعمال فٹ لحدین کا قلع قمع کرے حالانکہ یہ طرز عمل نہ صرف خطرناک تھا بلکہ ناممکن بھی۔ یا یہ کہ ایک مجلس عمومی کو طلب کیا جائے۔ اس نے یہ تجویز پیش کی کہ یہ مجلس ٹرنٹ میں طلب کی جائے۔ اور وہاں سے روما کو منتقل کر دی جائے۔ لیکن کلیمنٹ یہ راہ عمل اختیار کر لے پر رضامند نہیں تھا۔ اور کپیچو نے پیشتر ہی سے ان رؤسا کے ساتھ گفت و شنید عہد و پیمان شروع کر دیا تھا۔ ریشمین کی کیتھولک کانگریس جو لوئٹھر کے سب سے کم طرفدار تھے اور ان رؤسا نے ۱۵۲۴ء میں بمقام ریشمین (Ratisbons) ایک کانگریس منعقد کی۔ عیسوی قواعد و احکام اور

کانگریس کی کیتھولک کانگریس  
جون ۱۵۲۴ء

معافی ناموں کے جاری کرنے کی تدبیریں خرابیوں کی اصلاح عمل میں لانے کا فیصلہ کرنے کے بعد انھوں نے لوئٹھر کی کتابوں کا مطالعہ کیا اور ڈیونرگ کے الحادی جامہ میں طلباء کی شرکت کو ممنوع قرار دے دیا۔

ریشمین کی یہ کانگریس مباحث و مناظر کو ایک منزل آگے بڑھا دیتی ہے۔ اس وقت تک لوئٹھر کے مسئلہ کو ایک قومی مفاد کے مسئلہ کی حیثیت دی جاتی رہی لیکن ہم یہاں پہلی مرتبہ ایک مخالف جماعت کی تنظیم سے دوچار ہوتے ہیں۔ پیروان لوئٹھر بھی اسی طرز عمل کو اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے اور جرمنی دو مخالف حصوں میں تقسیم ہونے لگی۔ اس طرح وحدت سلطنت کو تباہ کئے بغیر مذہبی مسئلہ کے تصفیے کی تمام توقعات پر پانی پھر گیا۔ لیکن آخر اس میں بھی ایک بات تھی کہ خرابی کی اصلاح کا مسئلہ قطعی طور پر پیش ہوا تھا۔ اور اگر پوپ اور شہنشاہ آپس میں متفق ہو جاتے تو پھر بھی کچھ تعجب برآمد ہوتا۔ لیکن سیاسی مسائل نے ان کو اس سے باز رکھا۔ جس کی وجہ سے دوبارہ ان میں جھگڑا مائل ہو گئی۔ اور چارلس کی توجہ کو اس قدر کامل طور پر اپنی جانب مبذول کر دیا کہ اس نے کہا کہ لوئٹھر کے ذکر کا یہ موقع نہیں ہے۔

## ۶۔ فتح میویا

چارلس کی بہت سی توقعات کلیمنٹ ہفتم کے ساتھ وابستہ تھیں لیکن اس نے یہ فراموش کر دیا تھا کہ اسے ایک ڈیسی سے سابقہ پڑا ہے کلیمنٹ کا مشا یہ تھا کہ پاپائی کلیمنٹ ہفتم کی تائید کی نسبت چارلس کی توقعات پر پانی نمیچر جانا ہے

نگرانی گورنر کی حیثیت سے روانہ کیا تھا۔ اغراض و مفاد کی توسیع کی جائے۔ ان مقامات کے حصول کے لئے وہ لیو دوم کی طرح فرانسس اور چارلس میں توازن قوت قائم رکھنے کا متوقع تھا اگرچہ وہ بظاہر صلح کے لئے بے چین نظر آتا تھا۔ لیکن ان قوتوں کے مشترکہ سمجھوتہ کے عواقب سے خائف تھا۔ اسی اثنا میں اس نے توقف و انتظار تاہم اطالیہ میں اس کو ابستادہ کامیابی حاصل ہوتی ہے ۱۵۲۵ء

اور وہ پاپائیت کو قعر ذلت میں پہنچایا چاہتا تھا۔

نہشت نے ابتدا چارلس کی یادری کی۔ ۱۵۲۳ء میں ڈیوک آف بوربان نے جو تاج فرانس کا سب سے طاقتور جاگیردار ہائی چیمبرلین اور کانسٹیبل آف فرانس تھا۔ اپنے بادشاہ سے جھگڑا کر کے شہنشاہ سے آغا تھا۔ اب وہ اطالوی فوج کا سپہ سالار

۱۔ وہ دوسروں میں، دڈچیوں چارکوینیون۔ دودو سیکونیون اور سات امیریوں کا مالک تھا۔ دیکھو نقشہ فرانس۔

فرانسس اور بوربان کے جھگڑے کی وجہ۔ لوئی دوازہم کی جانب سے چارلس کو نہشت، مائیسیر کو اجازت دی گئی تھی کہ وہ ڈیوک پیئر آف بوربان کی وارثہ سپوزنا سے شادی کر لے۔

مقرر ہوا۔ مئی میں فرانسسوں کو جنھیں متعدد سرکہ آریوں میں شکست نصیب ہوئی تھی جن کے منجملہ ایک میں شیو بیریئرڈ نے موت کو ایک مبارز کے شایان شان قرار دیا تھا۔ لبارڈی کے غلبہ پر مجبور ہونا پڑا۔ چارلس کی کامیابی نے ہنری کو متحدہ بادشاہ بنائے کر دیا جس سے وہ بھی خوف زدہ ہو گیا۔ کیونکہ یہ چاہتا تھا کہ انگلستان کو بالکل غلبہ رکھے۔ اور کسی رقیب کو بہت زیادہ غلبہ و اقتدار حاصل کرنے نہ دے۔

چارلس کے ساتھ ہنری ہشتم  
کے اتحاد کی تجدید  
چارلس کو بھی امداد پہنچانے کا وعدہ کیا۔ جس کی چارلس کو سخت ضرورت تھی۔ ادھر یہ طے پایا کہ بوربان

شاہ فرانس کی حیثیت سے شاہ انگلستان کی اطاعت و تسلیم کرے۔

جولائی میں بوربان نے آپس کو مجبور کیا اور پراونس پر چڑھائی کر کے مارسیلز پر حملہ آور ہوا۔ دیر ایک اہم بندرگاہ تھی۔ جو بحرہوم  
مارسیلز پر بوربان کے حملے کی  
ناکامی جولائی ۱۵۶۳ء  
تکے فرانسیسی بیڑے کام کر رہے تھے، یہاں سے وہ اسپین اور اٹلی کے مابین شہنشاہ کی مراسلت کو دھکی دینے لگا۔

خلاف توقع مارسیلز نے برابر مدافعت کی مارکوئیس آف پسکارا نے جس کو دوسرے درجے کی سپہ سالاری حاصل تھی بوربان کو مشورہ دیا کہ شہر پر بیڑے کرنے کی کوشش نہ کرے۔ اور ادھر اس کے سپاہیوں نے عدم ادائی تفتواہ اور قلت غذا کی وجہ سے انکار کر دیا۔ اسی اثنا میں دوسری انگریزوں کے حملے پیکارڈی کا مخالف تھا۔ چارلس اسپین کے ساتھ اشتراک عمل پیدا کرنے سے قاصر تھا۔ اور فرانسس اپنی فوج کے ساتھ آئے بیچتے ہی بوربان کو تقریباً اپنے کل قوت ہٹانے کا نقصان برداشت کرنا اور آپس کو مجبور کر کے عجلت کے ساتھ پسپا ہونا پڑا۔ فرانسس نے قریب سے اس کا تعاقب کیا اور وادی ڈورنس

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ بحالت لادلی اس کی بیوی کے انتقال کے بعد راج مانا لوئیس آف سیوگے  
ڈیوگے کی (niece) کی حیثیت سے اس کے بعض مقبوضات کی دعویدار بن بیٹھی۔  
فرانسس نے بہتر حقوق کی بنا پر ڈیوگے کی بیوی کے اس ابتدائی عہد کے بموجب دیگر مقبوضات کی بحالی کا  
مطالبہ پیش کیا کہ اولاد زینہ نہ ہونے کی صورت میں وہ تمام قابل انفکاک مقبوضات کو تاج کے لئے چھوڑ جائیگا۔

فرانسس الپس کو عبور کرنا کی راہ سے کوہ الپس کو عبور کر کے، ۱۷ اکتوبر ۱۵۲۲ء اور ملان میں داخل ہونا ہے۔ ۲۹ اکتوبر ۱۵۲۲ء

شہنشاہیت پسندوں نے یوہا کے قبضہ کے لئے انٹونو ڈی یوہا کی سیادت میں چھ ہزار آدمیوں کی ایک جمیعت روانہ کی۔ کچھ سپاہیوں کو اس کی گھٹی میں متعین کر دیا۔ اور لپکارا اور لیناے کی قیادت میں یوہا کو پسپا ہونے اور ادمر بوربان تازہ افواج کی اجنباع کے لئے جلدی سے جرمینی چل کھڑا ہوا۔

۲۹ اکتوبر کو فرانسیسی ایک دروازے سے ملان میں اس وقت داخل ہوئے جبکہ آخری شہنشاہی پسند دوسرے دروازے سے روانہ ہوئے اگر فرانسیس اس موقع سے فائدہ اٹھاتا تو وہ غالباً عثمانی کا قلع فتح کر دیتا۔ لیکن ایک ٹھلک موقع پر فرانسیسی سپہ سالار اڈمیرل بونیوٹ نے اس کو یوہا پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا لپکارا کو رنکوٹ بھرتی کر کے اپنی گھٹی ہوئی فوج کی کمی پورا کر لینے کا موقع ہاتھ آگیا۔ ہم شکست خوردہ ہیں۔ لپکارا نے کہا، ”لیکن ہم بہت جلد فاتح بن جائیں گے“ تاہم ۱۵۲۲ء کی طرح اب بھی معلوم ایسا ہوتا تھا کہ چارلس ملانیوں کو دوبارہ کھودے گا۔ کلیمنٹ نے فرانسیسیوں کے انتقام سے گھبرا کر سب کلیمنٹ، سقتم چارلس کا سے پہلے ہاتھی کی کوشش کی۔ اس نے تجویز پیش ساتھ چھوڑ دینا ہے۔ اس کی کہ چارلس ملان کو فرانسس کے حوالہ کر دے۔ اور خود

نیمپلس پر قناعت کرے۔ چارلس کے ویسٹلر نے غیل لیناے نے جب ایسی ذلت بخش تجویز سے انکار کر دیا تو پوپ نے فرانس کے ساتھ اتحاد قائم کر لیا۔ اور دینس فتح کرنے کی کوشش کی۔ اس نے اس طرز عمل کو ضرورت کی بنا پر حق بجانب قرار دیا۔ اس نے شہنشاہ کو یہ اعلان بھیجا کہ وہ سچے دل سے صلح واس کا خواہاں ہے۔ اور اپنے محرکات کی صداقت کے ثبوت میں خدا کو گواہ کیا۔ لیکن چارلس نے دھوکا نہیں کھایا۔ اور عہد کر لیا کہ وہ اس بزدل پوپ سے انتقام لے گا اور یہ کہ ممکن ہے کہ مارٹن لوتھر کسی دن قابل قدر بن جائے۔

شہنشاہ کی حالت فی الواقع خطرناک نظر آتی تھی۔ وہ انگلستان کے اتحاد پر بھروسہ نہیں کر سکتا تھا۔ جرمنی میں شورش مزارعین کی ابتدا ہو چکی تھی۔ خود وہ

پیرس کی خوش قسمتی کی  
بیمالی فتح ہو یا کی وجہ سے  
۲۴ فروری ۱۵۲۵ء

اسپین میں بخار سے طویل تنہا اس پر طرہ یہ کہ وہ یہ نہیں جانتا  
تھا کہ اپنی مقررہ سپاہ کی تنخواہ ادا کرنے کے لئے رقم کہاں  
سے حاصل کرے حتیٰ کہ لینا نے اسے متنبہ کیا کہ وہ ایک  
نوابی کو بچانے کی کوشش میں تاج کھولنے کو بیٹھا ہے۔

دو ماہ کے بعد فتح ہو جانے سارا مرقع بدل دیا۔ اور چارلس ایک ایسی حیثیت میں  
بہنچ گیا جس کا وہ خواب تک نہیں دیکھ سکتا تھا۔ جنوری ۱۵۲۵ء میں یوربان جرمنی سے  
اتنی سپاہ لے کر واپس ہوا کہ شہنشاہی پسندوں کی فوج قریب قریب فرانسیسی فوج  
کے برابر ہو گئی۔ سوائے ٹوپ خانہ اور مسلح آدمیوں کے لیکن اس کے پاس اپنے  
آدمیوں کی تنخواہ ادا کرنے کے لئے روپیہ نہیں تھا۔ اس نوبت پر پیکارا اس کی مدد  
کو آہنچا۔ وہ سپاہیوں کو اس بات پر راضی کر لے میں کامیاب ہو گیا کہ اگر فروری  
تک صبر کریں۔ کیونکہ اس تاریخ تک ہو یا کو نجات دلائی جائے والی تھی۔ اور  
مقدمہ الجھش سیادت فوراً اس کے ماتھے میں اٹھی۔ انٹونیو ڈی لیویا اب تک شہر پر  
قابل تھا لیکن فرانسیسی فوج کی حالت و شہر کو محاصرہ کئے ہوئے تھی اس قدر اسٹوار  
تھی کہ لیناے حملہ کرنے میں پس و پیش کرنے لگا۔ لیکن تفریق پیدا کر کے فرانس  
کو محاصرہ اٹھانے پر مجبور کرنے کی تمام کوششیں رائگاں گئیں۔ اور قلعہ بندوستے کی  
ایسی اہتر حالت ہو رہی تھی۔ کہ بہت جلد شہر کو چالہ کر دینا لازمی تھا۔ لہذا تین ہفتوں کی تاخیر  
کے بعد یہ دستہ قسمت آزمائی کی غرض سے جان و کھوں میں ڈال کر نکل جانے پر تل گیا۔  
۲۳ فروری کی شب میں میرا بیلو (Mira bello) کے پارک کی دیواروں میں فرانسیسی  
مورچوں کے شمال ناکس پھیلنا چلا گیا تھا۔ ایک رخنہ بنایا گیا۔ اور دوسری صبح کو حملہ کا حکم  
دیا گیا۔ فرانسس اب بائیوٹ سے دھوکہ میں آکر غلطی سے اپنے مستحکم مورچوں کو چھوڑ کر  
باہر نکل آیا۔ اور لڑائی کے پیام کو قبول کر لیا۔ کھلا میدان ابتدا میں اس کے ٹوپ خانہ  
اور مسلح سواروں کے لئے مواتی رہا۔ شہنشاہیت پسند پہلے حملہ میں تفرزل ہو گئے اور  
بادشاہ فتح کا یقین پا کر چھینے لگا۔ آج میں اپنے آپ کو ڈیوک لان کے نام سے پیکاروں کا  
لیکن پیکار نے اپنی پیدل فوج کی اصلاح کی۔ جرمن لینڈ سکیٹشوں (landsknechts)  
نے فڈلبرگ کی ماتحتی میں اس فوج کی تائیہ کی۔ فرانسیسی مسلح سواروں کو بھگا دیا۔ اس کے



بعد پیدل فوج لے کر لگائی تو فرانس کے تختہ دار سوئٹزرلینڈ سے پہلے پیچھے ہٹے۔ اور اطالوی سوارہ فوج نے کم زور تائیڈ دی۔ فرانسیسی فوج کے لینڈ ٹیکنیشنٹ مخموری دیر تک ثابت قدم رہے۔ یہاں تک کہ محصور شہر کے اندر سے یو ا محاصرین کے عقب میں اچانک آیا۔ اور فرانسیسی فوج کی ترتیب ٹوٹ گئی۔ فرانسیسی لڑائی کو اپنے موافق کرنے کی کوشش شروع کی تو اس کے سواروں کے گھوڑے کو گولی کا نشانہ بنا دیا گیا۔ اور اس کو اسیر بنالیا گیا۔ اگر ہوربان کے آدمیوں میں سے ایک شخص اس کو نہ پہچان جاتا تو وہ بھی قتل عام میں مارا جاتا۔ فرانسیسیوں کو شدید نقصانات برداشت کرنے پڑے۔ کیونکہ ایک چوتھائی سے زیادہ اسیر نہیں بنائے گئے۔ فرانسیسی سپہ سالار بونیوٹ (Bonnivet) لاپالس اور لائبرٹیل جو اطالوی حکمرانوں میں بوڑھے ہو گئے تھے۔ لاپالس کا فرانسس اور بہت سے اور مشہور آدمی مارے گئے اور بہتری واکٹرٹ اسیروں میں شامل تھا۔

چارلس کی پیچیدگیوں میں سالگرہ کے دن جو لڑائی ہوئی اس سے میکسی ملین کے انتہاویج و حشیانہ خوابوں کی تعبیر پوری ہوتی نظر آ رہی تھی۔ چارلس اعظم کے زمانہ کے بعد سے مغرب میں قیام سلطنت کا خیال کبھی اس قدر پورا ہوتا ہوا نظر نہیں آیا۔ نہ صرف اٹلی بلکہ فرانس بھی چارلس کے رحم و کرم پر منحصر معلوم ہوتا تھا۔ اور اگر فرانس اس کی حکومت کی سخت آجانا تو یورپ مشکل ہی سے غلامی سے نجات پاسکتا۔ لیکن فتح ضرورت سے زیادہ مکمل ثابت ہوئی۔ یورپ اپنی حفاظت کے خاطر گھبرا کر مدافعت کے لئے متحد ہو گیا۔ جس سے میکسی ملین کے خواب کی ناامیدی جلد بے نقاب ہونے والی تھی۔

## ۱۔ جنگ مزارعین

جس وقت اطالیہ میں یہ اہم واقعات پیش آ رہے تھے جرمنی ایک شدید بغاوت کا منتظر بنی ہوئی تھی۔ جس سے سوسائٹی کی ساری تعمیر کو خطرہ لاحق ہو رہا تھا۔ ابتداً جنگ مزارعین شورش مزارعین کے اسباب عمرانی نوعیت کے تھے۔ وٹھر کے کے اسباب ظہور سے پیشتر ہی ہم ’بنڈ شوہے‘ اور مزارعین کی دیگر تنظیمات اور زمینداروں کے خلاف ان کی شورش کا حال سن چکے ہیں ان کی وہی

شکایات تھیں جو عام طور پر جاگیر کی جماعتوں اور مائنتی رعایا میں مشترک ہوتی ہیں۔ یعنی سخت خدمات اور بھاری محاصل خالصتاً شکاری حقوق اور مشترک اراضی پر زمینداروں کا احاطہ واقعہ یہ ہے کہ شروع ہی سے اعلیٰ پادریوں کو بطور خاص حملہ کے لئے منتخب کر لیا گیا تھا۔ اسقف اور رئیس خانقاہ کی ذات کے اندر روحانی بزرگ اور رئیس جاگیر کی حیثیتیں بھی شامل تھیں۔ رئیس جاگیر کی حیثیت سے وہ محاصل وصول کرتے تھے۔ خدمات دیتے تھے۔ اور اپنی عدالتوں میں مجرمین کی تحقیقات عمل میں لاتے تھے اور مذہبی افسر کی حیثیت سے بطور خراج کے دسویں حصہ کے مدعی تھے (tithes)۔ مذہبی جرائم کی تحقیقات اپنی مذہبی عدالتوں میں کرتے تھے اور نائب نہ ہونے والوں اور سرکشوں کو مذہب سے خارج کر دینے کی دھمکی دیتے تھے۔ مزید برآں رومانان سے جن گراں رقوم کا مطالبہ کیا کرتا تھا اس کی وجہ سے وہ جی کھول کر لگان عاید کرنے تھے۔ تاہم شروع میں ان عمرانی شکایات اور مذہبی بے چینی میں کوئی تعلق نہیں تھا۔ لیکن یہ ناکرہ تھا کہ رفتہ رفتہ یہ دونوں ایک ہو جائیں۔ جدید اصول کے زیادہ جو شیلے معلم مثلاً کارسٹاڈ اس تحریک کی طرف متوجہ ہونے لگے۔ انہوں نے اس بغاوت کو انجیل کی رو سے حق بجانب قرار دیا۔ اور ہزار عین کو تعلیم دی کہ انجیل کے روحانی احکام کے غیر مجازی اور نفوی معنی لئے جائیں اور ایک ہی علم کے تحت مذہبی اور سیاسی آزادی نیز سوشل مساوات کے لئے جگ کریں۔ اس طرح جرمنی میں دیگر مقامات کی طرح مذہبی محرک سب سے پیش پیش ہو گیا۔ اور ان مصائب و تکالیف کا اظہار کیا جانے لگا۔ جن کو اب تک زبان پر نہیں لایا جاتا تھا۔ اور اس طرح غیر قانع اور بے صبر لوگوں کو ایک نئی تعلیم ملنے لگی۔

بلیک فارسٹ کے مشرقی اضلاع نے جو دریائے رہائن اور ڈینیوب کے دہانے کے

بلیک فارسٹ میں اور میان واقع تھے۔ سب سے پیش قدمی کر کے مئی ۱۵۲۲ء میں شورش بغاوت مئی ۱۵۲۲ء کر دی۔ ان کے خیالات نسبتاً معتدل تھے۔ اور بعد میں ان ہی کو دہشتاں عشرہ قرار دیا گیا۔ اس دہشتاں میں اپنے

مطالبات کے حق بجانب ہونے کی نسبت انجیل کا حوالہ دے کر وہ اپنے وزراء کا انتخاب آپ عمل میں لانے کے حق کا دعوے کرنے لگے۔ جو بے موٹے محصولات کی تسخیر شکار ماہی گیری اور لکڑی کاٹنے کی آزادی۔ زمین کے ساتھ کاشتکاروں کے فروخت ہونے کے قاعدے کی تبدیلی

علامہ خدمات اور محاصل (Dues) کی تخفیف اور فرقہ داری حقوق کی بحالی کا مطالبہ کیا۔ یہ شورش اس موقع پر بھی تشدد سے خالی نہیں تھی۔ لیکن اگر امرامفا ہمانہ جذبہ کے ساتھ اس کا خیر مقدم کرتے۔ اور حکومت استقلال و ثابت قدمی سے کام لیتی تو غالباً اس کو رفع دفع کیا جاتا۔ لیکن امرامفا نے اپنی انتہائی حقوق پر اڑے ہوئے تھے کہ اس نااہل تھی۔ اور فرقہ بندی اپنی ساری توجہ اطالوی محاربہ کے لئے سپاہی اور روپیہ کی فراہمی میں صرف کر رہا تھا۔

لہذا ۱۵۲۴ء کی خزاں میں فسادات میں ہینری کے ساتھ اضافہ ہو گیا اور ۱۵۲۵ء تک ساری جو مینی میں پھیل گئے تھے دریائے رہائن کے بائیں کنارہ سے نائیرل تک اور کانٹنٹین کی جمیل سے تھورنجا اور سیکزنی تک۔ کاشتکاروں کے شورش پھیلتی ہے | مطالبات انتہائی صورت اختیار کرنے لگے۔ زیادہ اعتدال پسند اختیار کھو بیٹھے۔ اور جو شیلے کارکنوں نے جوئے طر ق عمل اختیار کرنے تھے قیادت اپنے ہاتھ میں لے لی۔

فرینکینا میں انتہائی تشدد کے درمیان ہم عمرانی اصلاح کے مطالبات بھی پاتے ہیں۔ جو ایک عمومی کے اساس پر سلطنت کی تعمیر و ترقی کی تجویز سے متعلق تھے۔ فرینکینا اور تھورنجا | یہ ایک ایسی تجویز تھی۔ جو زیادہ تعلیم یافتہ دماغ کا نتیجہ تھی۔ نئے باغی لیکن تھورنجا اور کوہ ہنز کے نواحی اضلاع میں زیادتی انتہائی درجہ کو پہنچ گئی۔ اس کا قائد ٹامس منر ایسے اصول کی تعلیم دیتا تھا۔ جو کلیسا اور مملکت کے تمام اختیار نیز سوسائٹی کے رواجات اور

موجودہ حالات کے حق میں تباہ کن تھے، ٹھاسن واقع تھورنجا میں اس قائد کا پیغمبر کی حیثیت سے استقبال کیا گیا۔ لہذا اس نے اسی شہر کو اپنے اقتدار و حکومت کا مرکز بنانے کی تجویز پیش کی۔ جہاں سے وہ وحی و الہام کے موجب اپنی سلطنت پر حکومت کر سکتا تھا۔ مخفی دیہ کے لئے تو جرمنی کے اجتماعی تار و پود کے بکھر جانے کا سخت خطرہ لاحق ہو گیا۔ ہر طرف کاشتکاروں کو سرخ روئی نصیب ہو رہی تھی امرامفا کو یا تو ان کے استعمالات سے ہٹا دیا گیا۔ یا ان کو انخوان کی حیثیت سے لیگ میں شریک ہونے پر مجبور کیا گیا۔ چھوٹے شہر جن میں اکثر کاشتکاروں کی طرح جبر و تشدد

کا شکار بنے ہوئے تھے۔ (بلکہ بعض کمزور درجہ کے شہنشاہی شہر) اس تحریک میں شریک ہو گئے اور ٹمبرگ کے الریج نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اپنے ان علاقوں کو دوبارہ حاصل کرنے کی کٹھان لی۔ جو اس کی بد عملی کی وجہ سے (دیکھو صفحات ۱۷۶، ۱۷۷) ہاتھ سے نکل گئے تھے۔ اور باغیوں کو اپنی امداد کے لئے طلب کیا۔

جرمنی کو فی الواقع نراج اور افراتفری کا خطرہ لاحق تھا۔ تاہم یہ مشکوک ہے کہ آیا کاشتکاروں کو مستقل کامیابی کا کوئی موقع تھا کہ نہیں۔ قائمین اکثر خیالی اور انیٹھ شورش کی ناکامی کے اسباب

باغیوں نے کوئی موثر تنظیم نہیں کی تھی۔ لہذا ہتھیار استعدا و اعتدال و مفاہمت پسندی کی تعلیم دیتا رہا۔ اس نے کھومتوں کے خلاف بغاوتوں کو قانون الہی کے خلاف ٹھہراتا ہوا۔ روساء اور امراء کو چور و ظلم کے خلاف دھکی دیتا رہا۔ اور ان سے مصرع تھا کہ اپنے اپنے زرعی علاقوں کی شکایات کو دور کرے۔ لیکن کاشتکاروں کی زیادتیوں نے اس کو بہت جلد متضرر اور خائف بنا دیا۔ وہ ان کے خیالات کو ناپسند کرنے لگا۔ اور ڈرنے لگا کہ کہیں اس کے اپنے کام اور اپنی حالت خطرے میں نہ پڑ جائے۔ وہ بتانے لگا کہ عیسائیت کے روحانی اصول ممکن ہے۔ کہ بغیر خطرے کے سوسائٹی اور سیاسیات میں منتقل نہ ہو سکیں۔ نیز یہ کہ اگر انجیل روح کی آزادی کا مطالبہ کرتی ہے تو وہ جسم کو قانون کی نگرانی سے آزاد نہیں کرتی۔ وہ اپنی معمولی سخت کلامی کے ساتھ شورشیوں کو مردود ٹھہراتا تھا۔ اور حکام سے کہتا تھا کہ کسی امر میں تامل نہ کریں۔ اور بے رحمی کے ساتھ ”مجرور“ کر دیں۔ مار ڈالیں اور گلا گھونٹ دیں۔“

اس نوبت پر فتح پیو یا کی خبر نے اس مذہبی برادری کی اغراض کو تقویت پہنچائی۔ جمیعت سوپیا (Suabian League) نے ڈیوک الریج کے خلاف ہتھیار اٹھائے باشندگان سوڈر لینڈ نے جنھوں نے ابتداءً ہزار عین کے ساتھ کچھ اظہار ہمدردی کیا تھا۔ اور ڈیوک کی تائید کی تھی۔ کچھ تو اس وجہ سے کہ داخلی فسادات پیدا ہو گئے تھے۔ اور کچھ چارلس کے انتقام کے خوف سے اپنے فوجی دستہ کو بلایا۔ اور الریج کو عاجلانہ پسپائی کے لئے پھیلیم کی شکست

مجموعہ کر گیا۔ ۴ اپریل کو جمیعت (League) کی فوج نے Ulm کے قریب پھیلیم میں مزاحمت کو ایک فیصلہ کن شکست دی۔ ۵ اپریل کو روسا

نے بارڈیچ فلپ آف ہیمے کی سرکردگی میں مننزر (Munzer) کی فوج کا قریب لاس کے قریب استنبیصال کر دیا۔ مننزر کو اسیر بنایا گیا۔ اور لہاسن میں اس کو پھانسی دے دی گئی۔ لارین کے ڈیوک نے آسپس میں زمین کو فتح کیا۔ اور واسکس (Vosges) میں امن و امان قائم کر دیا۔ سوہین لیگ (جمعیت اہل سوہیا) الکٹر (انتخاب کنندہ) ٹیوس، اور الکٹر (انتخاب کنندہ) پیالین کی متحدہ جمعیاتوں کی جانب سے چون کوورزبرگ (Wurzburg) کی تسخیر نے فرینکوینا کی قسمت کا فیصلہ کر دیا۔ اور اس کے بعد ہی بالائی رائین اور بلیک فارسٹ کے مزارعین نے یافو عہد و پیمان کر لیا۔ یا ان کا پوری طرح قلع قمع کیا گیا روسا اور امرا جو دوبارہ آبن بھیجے۔ ظلم و تشدد میں باغیوں کی ہمسری کرنے لگے۔ بد قسمت مزارعین کی ایک بڑی تعداد کو بے رحمی کے ساتھ نہ تیغ کیا گیا۔ اور باقی ماندہ مزارعین کے شکایات، باستغاثے چند صدیوں بعد ابھر کر رہ گئے۔

اگرچہ مزارعین کی کوششیں ناکام رہی۔ لیکن اصلاح مذہب پر اس شورش کا گہرا اثر مرتب ہوا۔ کونسل کی قطعی ناقابلیت پھر ظاہر ہوئی۔ اور اسی اثناء میں مزارعین اصلاح مذہب پر کی ناکامی نے جرمنی کو مذہبی اور عدم حکومت سے بچا لیا۔ لوتھری شورش کا اثر

چارلس اپنی حکومت کو دوبارہ قائم کرنے میں کامیاب ہو گا۔ یا علاقہ واریت کی روح اس کے حق میں بہت قوی ثابت ہوگی۔ روسا کے اغراض و مقاصد کو فی الواقع تقویت حاصل ہوئی۔ انھوں نے جنگ سبارزین کی طرح اب کے بھی اپنے اقتدار کو ثابت کر دکھایا اور جمعیت سوہیا (Suabian League) کے ساتھ انھوں نے خود کو ملک کا حقیقی مالک ظاہر کیا۔ لوتھر ایک مذہب ادنیٰ تر طبقات کی تائید کو چکا تھا۔ اور پہلے سے زیادہ روسا کی طرف مائل ہونے پر مجبور تھا۔ بریں ہم شہنشاہ کی حیثیت انتہا درجے کی محدود شش تھی۔ لوتھر کے مخالفین نے بشکل ہی کافی انصاف کی بنا ان تمام فسادات کی ذمہ داری اس پر عاید کی۔ اور دیگر متعدد ڈیوک اور شائستہ افراد نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ خود چارلس کو مزید یقین حاصل ہو گیا۔ کہ اتحاد اور بغاوت ایک ہی چیز ہیں۔ لہذا اس نے اتحاد کے استنبیصال کا

غرم صمیم کر لیا۔ اور معلوم ایسا ہوتا تھا کہ فتح پیو یا کی بدولت اس کو اس بات کا نہایت اچھا موقع ہاتھ آگیا تھا۔ سب کچھ اس پر منحصر تھا کہ اس فتح کے کیا نتائج مترتب ہوں گے۔



# چوتھا باب

## عہد نامہ میڈرڈ سے عہد نامہ کرسپی تک

عہد نامہ میڈرڈ جمعیت کا گینک - رو اکاناخت و تاریخ فلانرس  
سے میڈ میسون کا فروج جنگ آورسا معاہدہ باریلونا صلح کبرے شہنشاہ چارلس کی  
ساج پوشی مجالس اسپائرس و انگبرگ - شملکا لڈ سے - زونجکل سوٹزر لینڈ میں -  
صلح نیورمبرگ - باربروسا الجوزائری - چارلس اور فرانسس کے مابین تھریٹنگ -  
نیمس کا التوائے جنگ - بنادت گھنٹ کی سرکولی - ہسٹری ۱۶ مایٹسٹ -  
مجلس ریٹسین ۱۵۵۲ء کی لٹائی - عہد نامہ جات کرسپی و آردورس -

## ۱۔ عہد نامہ میڈرڈ جمعیت کا گینک -

چارلس نے اپنی فوج قسمتی کی خبر پا کر وہی ریسکون استقلال قائم رکھا جس کا اظہار  
وہ اس زمانے میں بھی کرتا رہا جب کہ شکست اس کو آگھیں دکھا رہی تھی اس نے تمام  
سرکاری جتن و شادمانی کو منع کر دیا اپنی تمام کامیابیوں کو خدا کے فضل پر محمول کرنے لگا۔

فتح پیویا کے بعد چارلس کا اور اعتراف کرنے لگا کہ اس کی بس ہی ایک خواہش ہے کہ دائمی طرز عمل اور مشکلات صلح واسن قائم رہے تاکہ وہ عالم عیسائیت کی قیادت و تفنگ کو نزکوں کے خلاف استعمال کر سکے۔ لیکن اس نے قبل ازیں یقین ظاہر کیا تھا کہ صلح واسن کی توقع فرانس کی اطاعت کیشی میں مضمر ہے اور اس نے اپنا یہ خیال نہیں بدلا تھا۔ لیکن یہ متابعت کس طرح عمل میں لائی جائے؟ اس موقع پر جنگ بعید از بحث تھی۔ چارلس کے پاس روپیہ نہیں تھا حتیٰ کہ افواج کی تنخواہ باقی داد تھی۔ جرمنی میں اب تک جنگ مزاحمت جاری تھی اور فرڈیننڈ مدد دینے سے قاصر تھا۔ البتہ ہنری تھم کو شاید فرانس پر چڑھائی کرنے پر راضی کیا جاسکتا۔ بشرطیکہ شہنشاہ اس کے دعوئے تحت و تاج فرانس کو تسلیم کر لیتا۔ لیکن چارلس انگلستان کو اس طرح سرفراز کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اور اسی لئے تمام قطعی مواعید سے انکار کر دیا۔ لہذا ولسی کو موقع مل گیا اور اس نے ماہ اگست میں فرانس کے ریمینٹ (نائب السلطنت) کے ساتھ ایک معاہدہ اتحاد طے کیا جس کی رو سے ہنری نے سالانہ وظیفے کے معاوضے میں اس مطالبے کا وعدہ کر لیا کہ باعزت شرائط پر شاہ فرانس کو رہا کر دیا جائے۔ اٹلی اپنے ملک کی حفاظت کے لئے اتحادیوں کو فراہم کر رہی تھی اور کلیمنٹ اگرچہ وعدے کئے چلا جا رہا تھا لیکن مشہور ہو چکا تھا کہ وہ دھوکا دے رہا ہے۔ فرانس اگرچہ اپنی ایک فوج اور شاہ کو کوچکا تھا پھر بھی فرانس ہی تھا اور مصمم ارادہ کر چکا تھا کہ جب تک ملک میں آخری کوٹمی اور آخری خطرہ خون باقی ہے۔ تب تک وہ قہلے روکنے میں ثابت قدم رہے گا۔ لہذا جنگ کا خیال بے سود تھا۔ اور نہ چارلس کو معاہدے کی بدولت حصول مقصد کی کوئی بہتر صورت نظر آتی تھی اس کے یہ مطالبات کہ اس کے علاقے سے برگنڈی اور آرتوا کا الحاق کر دیا جائے اور بوربان فرانس سے آزاد ہو کر پیردانس پر قابض ہو جائے، غصے کے ساتھ نامنظور کر دئے گئے۔ فرانسیسی اپنے علاقے کی قطع و برید کو منظور نہیں کر سکتے تھے اور شاہ فرانس نے اعلان کر دیا کہ وہ ایسی بے عزت خلاصی خریدنے کے عوض بہت جلد مر کر امیری سے نجات حاصل کر لے گا۔ لیکن فرانسیسی اپنے حریف کی قوت عمل سے معرتھا اور چند ہی دنوں بعد اپنی گلو خلاصی اور صیڑن میں رہنے لگا۔ یہ سن کر کہ ایک امیر کی میت سے اس کو فیملز روانہ کرنے کی تجویز ہوئی ہے اس نے لینائے کو رہا مندر کیا کہ بجائے



مقام اول الذکر کے اسپین بھیج دیا جائے (جون) کیونکہ چارلس کی ملاقات سے اس کے بہت سے توقعات وابستہ تھے جس شخص سے اس کو واسطہ پڑنے والا تھا اس سے اس نے نہیں سمجھا۔ چارلس میں سب سے زیادہ غیر معمولی بات یہ تھی کہ جب وہ کوئی فیصلہ کر لیتا تھا تو نہایت استقلال کے ساتھ اس پر قائم رہتا تھا اور یہ روش اکثر ضد کے درجے تک پہنچ جاتی تھی۔ وہ آرتاے اور برگنڈی کے مطالبات کو درست تصور کرتا تھا، برگنڈی خصوصاً اس کی نسل کا گہوارہ تھی اور اس کی دادی میرچی سے نا جائز طور پر چھین لی گئی تھی۔ لہذا اس کا داپس ہونا اس کے نزدیک ضروری تھا فرانس اور سفرائے فرانس نے اس کے مطالبات کی تخفیف کے لئے لاف حاصل عزرات پیش کئے۔ چارلس اس سے غیر متاثر رہا۔ اور حتیٰ کہ شاہ فرانس سے اس وقت تک ملاقات کرنے سے انکار کرتا رہا جب تک کہ شدید سجاد نے اس قیدی کی جان کو خطرے میں نہیں ڈال دیا۔ اس خبر نے کہ کلیمنٹ اور اہل اٹلی فرانس کے ساتھ اتحاد قائم کر رہے ہیں اور طان کا فرانسس کو میریا اسفورزا سے جو خود اس کا تخلیق کردہ تھا برگشتہ ہو رہا ہے۔ نیز میلانی چارلسس مورون کی جانب سے اس کے بہترین جنرل اسکالا کی عزت و ناموس کو برباد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اگرچہ پیجاہ نے وفاداری یا خود غرضی کے احساسات سے مجبور ہو کر اپنے آقا کو تمام رازوں سے آگاہ کر دیا تھا۔ ان سب باتوں نے چارلس پر کوئی اثر نہیں کیا۔ مورون کو گرفتار کر لیا گیا، اسفورزا کی نسبت اعلان کیا گیا کہ وہ اپنی ریاست کو چکا اور شہنشاہی افواج نے اس کو اپنی گرفتاری میں محصور کر لیا۔

فرانسس نے سخت بیماری سے صحت پانے کے بعد فرار ہونے کی کوشش کی لیکن اس منصوبے کا انکشاف ہو گیا۔ اس کی پاداش میں بجز برگنڈی سے دست بردار ہونے کے کوئی اور صورت باقی نہیں رہی اور فرانسس کی راج مانا سپوائے کی یوگیسی نے بھی اس کو اسی پر مجبور کیا۔ اور اس وجہ سے فرانسس کو یہ بات تسلیم کرنے ہی جی

لیکن یہ یقین دلاتے ہوئے کہ صرف وہی اپنی رعایا کو اس الحاق پر رضامند کر سکتا ہے اپنے دونوں بڑے بیٹوں کو کفیل کی حیثیت سے چھوڑ کر خود رہا ہونے کی کوشش کی اور وعدہ کیا کہ اگر اپنی رعایا کی منظوری نہیں حاصل کر سکا تو اسییری میں واپس چلا آئے گا چارلس اس کی بھی اجازت دینے سے سخت ناراض تھا اور اس کا چھانسلر کٹینار جس نے نتیجہ کو دوہرہ بینی سے معلوم کر لیا تھا اس کی تائید پر تھا۔ لیکن اٹلی کی حالت خطرناک اور لاعلاج ہو چکی تھی۔ ہسپانیہ نے ۳۱ دسمبر کو انتقال کیا۔ لیکن آخری دم تک اپنے آقا سے اصرار کرتا رہا کہ اگر وہ اٹلی کو بچانا چاہتا ہے تو فرانس سے صلح کر لے، اس کے اور سب مشیر بھی اسی رائے پر متفق تھے۔ لہذا چارلس مان گیا اور معاہدہ میڈرڈ پر رضامندی ظاہر کی۔

اس معاہدے کی رو سے فرانس کو ٹور نے حوالے کرنا، تمام شاہی اختیارات کے ساتھ برگنڈی کو واپس کرنا اٹلی پر اپنے تمام استحقاقات کی دعاوی نیز فلیمینڈرس اور آرتوا پر اپنے حقوق آقائی سے دست بردار ہونا پڑا۔ نیز فرانس کو اپنے اتحادیوں کی حفاظت سے عہد نامہ میڈرڈ دست کش ہونا چارلس کے قرضہ انگلستان کو خود ادا کرنا اور ترکوں کے ۴۴۰۰۰ جوروں کی ۱۵۶۲ء

غلاف اس کو مدد دینے پر راضی ہونا پڑا۔ بوربان کو اپنے ضبط شدہ مقبوضات اور میلان کی ڈچی ملنے والی تھی۔ فرانس نے وعدہ کیا کہ یقینی معاہدہ کی بنا پر وہ پرتگال کی بیوہ ملکہ ڈیونہشاہ کی پیشکش پر فوراً سے عقد کر لے گا اس معاہدے کی تکمیل کے لئے اپنے دو لڑکوں کو کفالت میں چھوڑ دیا۔ لیکن اس معاہدے کی قیمت ایک کاغذ کے پرزے سے زیادہ نہیں تھی۔ اگرچہ چارلس نے فرانس کو اپنے اعزاز مبارزت اور انجیل کی قسم کھانے پر مجبور کیا تھا کہ وہ معاہدے کی تکمیل کر کے رہے گا یا اسییری میں واپس آ جائے گا۔ لیکن جو بھی اس کو خلاصی نصیب ہوئی اس نے معاہدے کی تکمیل سے انکار کر دیا۔ معاہدے پر دستخط کرنے سے ایک دن پیشتر اس نے خود اپنے سفر سے احتجاج کیا کہ اس طرح جبر منوائے ہوئے معاہدہ کی پابندی کو وہ آپ پر لازمی نہیں سمجھتا اور انھیں صاف اطلاع دے دی کہ ان معاہدہ کا پابند نہیں رہنا چاہتا۔ جس جبرت ہے کہ یورپ میں اس پر کوئی اظہار تعجب نہیں کیا گیا۔ ڈیسی نے فرانس کو یطرز عمل اختیار کرنے پر اصرار کیا۔ اور کلیمنٹ نے اس کو حلف سے

بریت دے دی۔

لہذا شاہ فرانس کی بریت نے چارلس کے دشمنوں میں جرأت پیدا کر دی اور ۲۲ مئی کو پوپ، فرانس وینس اور فلارنس نے، ہنری انگلستان کے تحفظ میں مقدس جمیعت کا کنک قائم کی۔ اس کا منشاء یہ تھا کہ اسفورزا کو میلان کا قبضہ ملے تمام اطالوی جمیعت کا کنک | ریاستیں قبل از جنگ حیثیت پر عود کریں، چارلس کچھ رقم لے کر ۲۲ مئی ۱۵۲۶ء نو جوان شہزادگان فرانس کو رہا کر دے اور تین ماہ کے اندر ہی اندر انگلستان کا قرضہ ادا کر دے۔ ارکان جمیعت نے ایک

داعی صلح واسن کی خواہش کا اعلان کیا۔ لہذا چارلس اور دیگر تمام روسا کو جمیعت میں شامل ہونے کا موقع دیا گیا۔ لیکن اگر شہنشاہ نے انکار کیا تو اس کو نہ صرف میلان سے جدا کر کے بھوکا دیا جائے گا بلکہ نیپلز سے بھی نکال دیا جائے گا۔ جس کے بعد مقام آخر الذکر کو پوپ اپنے قبضے میں لے لے گا اور فرانس کو سالانہ محصول ادا کرے گا۔

اب چارلس کو ایک ایسا اتحاد ملکی و بیہ لگا جو تمام سالف اتحاد و اشتراک سے کہیں زیادہ ہمت شکن مخفیہ سلسلہ ہیں تاکہ ختم نہیں ہوا اس کی فوج تخواہ اور غذا کے لئے باغیانہ صورت اختیار کرتی جا رہی تھی، اطالیوں کی بالاستقلال مخالفت کی وجہ سے خطرے میں پڑ گئی تھی۔ اس کے دو بہترین جنرل کارونا اور سپکارا فوت ہو چکے تھے، اور بوربان نے لیما سے ویسرائے نیپلز کے ساتھ جھگڑا کر لیا تھا۔ ہنگری میں سلیمان جنگ موہیکس (۲۸ اگست ۱۵۲۶ء) میں فتح و نصرت سے دوچار ہو رہا تھا اور یہ ایک ایسی فتح تھی جس کی بدولت اس ملک کا ایک جز اعظم اس کے ماتھے آجوا لا تھا۔ فرانس اس دشمن عالم عیسائیت کے ساتھ گفت و شنید صلح میں مصروف تھا اور حتیٰ کہ وینس نے اعلان کر دیا تھا کہ وہ شہنشاہ کی ماتحتی پر اس ترک کے ماتحت رہنے کو ترجیح دیتا ہے۔

چارلس کی فوش قسمتی سے ارکان جمیعت اپنے مقصد مشترک میں ولی گرد ہوئی کا اظہار نہیں کر رہے تھے۔ فرانس ناگوار ایام قید و بند کی تلافی پر مائل تھا اور اپنا وقت صید و شکار اور دگر عیش و عشرت کے سامان میں بسر کرنے لگا۔ وہ یوں پوری عمل کی ضرورت پر انتہائی حیرت انگیز جذبات کا اظہار کرتا رہا اور جمیعت کو ترغیب و تلبہ

کہ چارلس سے آسان ترین شرائط حاصل کرے لیکن خود کچھ نہیں کیا۔ ولسی چارلس سے علانیہ بگاڑ پیدا کرنا نہیں پسند کرتا تھا اور ہنری ہشتم کو اس پر رضامند کر لیا کہ جمیعت کی سرپرستی سے انکار کر دے مسئلہ طلاق تو پیدا ہو ہی چکا تھا، اور اگر اس نے اسی کو ایک طرف پوپ اور شہنشاہ کو باہمی مفاہمت سے باز رکھنے کا موقع دیا تو دوسری طرف اس کو بلا ضرورت چارلس کو برا فروخت نہ کرنے کے زبردست اسباب ہاتھ آگئے۔

بالآخر ڈیوک آف اربینوسہ سالار افواج و مینشیا تو ناقابلیت کی وجہ سے یا پوپ کے اقتدار میں غیر سوجھا اضافہ نہ کرنے کی خواہش سے جنگ کو شدت و تیزی کے ساتھ جاری رکھنے میں قاصر رہا۔ لہذا شہنشاہیت پسند لوگ اپنی جدوجہد کو صرف میلان کی شہنشاہیت پسندوں کو اگر طبعی تنگ محدود رکھنے میں کامیاب ہوئے اور ۲ جولائی میلان کی جنگ ۲۴ جولائی کو اسفورزا کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کیا گیا۔ کالونیسی لوگ اسکا ڈیوئل یا پیشوا کی سرکردگی میں اب اٹھ کھڑے ہوئے اور

۱۵۲۶ء

۲۲ اگست کو انھوں نے صلح کرنے کا جیل کیا لیکن کلیمنٹ نے جو بھی اپنی فوج کو برطرف کیا سونکا ڈا اور کارڈینل فرانسس کی دغا بازی کی ہم سہمی کر کے کالونیسیوں کے لشکر کے ساتھ رڈما کی فصیلوں کے سامنے نمودار ہوئے۔ شہریوں نے اس اطمینان دہی پر کہ کالونیسی انھیں صرف پوپ کے جور و ظلم سے نجات دلانے کے لئے آئے ہیں اور اس دھمکی کی بنا پر کہ اگر انھوں نے ذرا بھی نقل و حرکت کی تو تباہ و برباد کر دئے جائیں گے، مدافعت نہیں کی، پوپ کا قصر، دینی و دنیوی سفر کے اکنہ تاخت و تاراج کر دئے گئے، سینٹ پیٹر کی کلیسا کو لوٹ لیا گیا اور ہوٹل (Host) کی سخت توہین کی گئی، کلیمنٹ ایک سخت بے پناہ ہونے کی وجہ سے شرائط کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گیا (۲۱ ستمبر) اس نے وعدہ کیا کہ لہارڈی سے اپنی فوج کو واپس طلب کر لے گا، شہنشاہ کے ساتھ چارہاہ تک جنگ ملتوی رکھے گا اور کالونیسیوں کو معافی دے دے گا لیکن اس خبر نے جمیعت (لیگ) کے شکر نے کرمیو کو مسخر کر لیا ہے اس کے دل میں عہد شکنی کی تحریک پیدا کر دی۔ اس نے کالونیسیوں کے علاقوں کو تاخت و تاراج کرنے کے لئے اپنا لشکر بھیج دیا۔ اور سکاڈینل پامپیو کو جاہ و مراتب سے محروم کر دیا۔

فساڈا نے شہنشاہ سے کہا تھا کہ وہ اس امر سے انکار کر دے کہ روم پر اس نے حملہ کیا تھا۔ چارلس نے ایسا ہی کیا لیکن ساتھ ہی کارڈینلوں کی جمیعت کو متنبہ کیا کہ کوئی بات عالم عیسائیت پر پیش آئی تو اس کا الزام یورپ پر رہے گا جس نے جمیعت میں شرکت کر کے اعزاز مسیح اور اس کے متبعین کی رفاہ کی کوشش کی بجائے اپنے ذاتی خواہشات کی تکمیل کی کوشش کی۔ شہنشاہ نے چھ ہزار اسپینی سپاہیوں کو اٹلی روانہ کیا فرڈیننڈ حکم دیا کہ فرڈینرگ کی سرکردگی میں آٹھ ہزار جرمنوں کو روانہ کرے۔ نومبر میں اس دشمن پابائیت نے اپنے روم کی بربادی | شکر کے ساتھ جس کا بیشتر حصہ جرمنی کے بیابانی لیٹروں سے فراہم کیا گیا تھا جس میں اکثر سپردان پوٹھر بھی تھے، کوہ آپس کو عبور کیا۔ اور آخر دسمبر تک وہ پیا سنر اپنچ گیا باجوہ یکہ جمیعت (لیگ) کی افواج نے مزاحمت کی کمزور کوششیں کیں اسی اثنا میں لینا نے اسپین سے فراہم کردہ فوج کے ساتھ ٹسکنی میں سینٹ اسٹیفانو میں داخل ہوا ایک شاہد عینی کا بیان ہے کہ کلینٹ اب اس قدر جو اس باخستہ ہو گیا تھا کہ وہ نہیں جانتا تھا کہ خود کہاں ہے، کبھی وہ لینا کے ساتھ شرائط صلح کے ایک ایک لفظ پڑھتا کرتا اور کبھی اس کی فوج کو کلیسا سے خارج کرنے کی دھمکی دیتا۔ بالآخر ۵ مارچ کو اس نے آٹھ ماہ کے لئے جنگ ملتوی کر دی لیکن اس انتوائے اس کو پناہ نہیں دی۔ فروری میں فرڈینرگ بوربان اور اس کی طانی افواج سے آٹا۔ اُن کا سب سے پہلا خیال فلارنس پر حملہ آور ہونے کا تھا۔ لیکن یہ سن کر کہ یہ شہر مدافعت کے لئے تیار ہے اور ڈلوک آف اُرمینو کی جمیعت (لیگ) کی فوج اس کی حفاظت کر رہی ہے، بوربان نے رومانو کا رخ کیا اور یہ اعلان کیا کہ اس کی فوج باغی ہو گئی ہے اور روم چلنے پر مجبور کر رہی ہے۔ جتنی جتنی پیش قدمی یہ کرنے لگا اٹلی کے باشندے لوٹ اور غارت کے ارادے سے جوق در جوق آنے لگے۔ ۶ مئی کو دو مرتبہ سپاہی ہونے کے بعد اس ابدی شہر کے استحکامات مسخر ہوئے اگرچہ بوربان کام آیا۔ اور آٹھ روز تک رومانو اچیوں کے ہاتھ میں تھا۔ اگرچہ قدیم وحشیوں کے ہاتھوں اس شہر کو بہت کچھ صدمہ پہنچا تھا لیکن غالباً اب کی طرح وہ کبھی عیسائیوں کی وحشیانہ لے رچیوں کا شکار نہیں ہوا تھا۔ بوربان کی ہلاکت اور فرڈینرگ کی غیر موجودگی نے یہ کہہ کر کہ وہ بمقام بولونا ہلک مرض میں مبتلا تھا انھیں

اشخاص کو دُور رکھا جو افواج کو غیظ و غضب اور ہلاکت خیزیوں سے باز رکھ سکتے تھے۔ اسپینیوں نے سفاکی کی انتہا کر دی اور پیرواں کو تھکے کفر و الحاد اور توہین و تذلیل میں انمول نے بلاتیا۔ دو ست و دشمن ٹوٹ اور غارتگری کی۔ ایک ہمعصر کا قول ہے کہ روما میں کوئی مکان۔ کوئی گرجا یا خانقاہ خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی۔ رومیوں کی ہوا چنبیوں ان کی تباہ کاریوں سے نہ بچ سکی۔ ایک اور شخص کا بیان ہے کہ کارڈنل ہنری درویش پادری، پورحیثیت، شیرخوار بچے، مغز و خواتین خاص برادر، ملازمین، حسنی کہ مفلس ترین لوگ بھی عظیم النظیر مظالم اور بے رحمیوں کا شکار ہوئے ان میں سے اکثر تو تین تین مرتبہ مشق ستم بنے، پہلے اطالوں کے ہاتھوں، اس کے بعد اسپینیوں کے اور پھر نیزہ بردار مبارزوں کے ہاتھ اخیر میں شہر النفس کا لونسی جو فاقوں سے جاں بلب تھے نہ ہوا رہ گئے اور وہ سب کچھ لوٹ لیا جس کی طرف دوسرے سپاہیوں نے نظر تکی نہیں ڈالی تھی، کہا جاسکتا ہے کہ بربادی روما نے اٹلی کے دورِ عظمت کا خاتمہ کر دیا۔ اور وہ جدید علوم و فنون کی قیادت سے بھی محروم ہو گئی۔

اسی اثناء میں بد نصیب پوپ سینٹ انجیلو کی گرجا میں محصور رہا۔ وہ شہر کی تاراجی کے دوران میں راہ فرار اختیار کر سکتا تھا، لیکن اس نے تاخیر کی اور اعتماد کرنا رہا کہ جمعیت کی فوج اس کی تائید کے لئے پہنچ جائے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ بالآخر فوج پہنچی، لیکن ڈپوک آف اربینو اس امر کا اعلان کرتے ہوئے کہ اس میں حملے کے لئے کافی قوت نہیں ہے وہاں سے چل کھڑا ہو۔ رچون کو سیلینٹ اطاعت قبول کرنے پر مجبور ہو گیا۔ اس نے رقوم مطالبہ ادا کر لے کا وعدہ کیا، ضمانت کی حیثیت سے چھ شہر حوالے کئے، اور پہلی قسط کی ادائیگی اپنے تیرہ کارڈنلوں کے ساتھ اسیری میں رہنے پر راضی ہو گیا۔ بعض لوگوں نے شہنشاہ کو مشورہ دیا کہ اراضی پاپائیت چھین لی جائیں اور اس کو صرف مذہبی وظائف تک محدود کر دیا جائے، یا کم سے کم پوپ کے دربار کی حیثیت اتنی گھٹا دی جائے کہ وہ اس سے ہمیشہ جس طرح چاہے پیش آ سکے اور اس پر اپنی حکومت قائم رکھ سکے، اگرچہ چارلس نے تباہی روم کو قہر الہی سے تعبیر کیا لیکن غالباً سچے دل سے اس پر متاسف تھا۔ اور اگر وہ انتہائی انتقام

۱۔ تخریب روما کی بابت چارلس کی ذمہ داری پر آرٹسٹانگ کی تاریخ چارلس پنجم باب صفحہ ۱۷۱ کا مطالعہ

کو بھی روا رکھتا تو ایسی حرکت اس سے سرزد نہ ہوتی۔ حقیقت حال یہ ہے کہ پوپ کی گرفتاری سے اس کو اتنا ہی فائدہ پہنچنے کی توقع تھی جتنا کہ شاہ فرانس کی گرفتاری سے پہنچا۔ روسا کی برہادی کی خبر نے عیش پسند فرانس کو چونکا دیا اور انگلستان کو اپنی مدد پرانے لیے علی کا مسلک بدلنے پر مجبور کیا۔ ولسی کو بھی ایسے متشکرو پر دعوت آقا کے خلاف یہی صورت اختیار کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ ہنری ہشتم پاپا فرانس کی بھوئی ملک کی تعمیر این کو طلاق دینے کا سہم ارادہ کر چکا، لہذا نہ صرف فرانس ہتھیے ساتھ فرانس کی تائید حاصل کر لیا اس کے لئے اہم ہو گیا تھا بلکہ ہنری ہشتم کا اتحاد پوپ کی منہویت بھی۔ لہذا ۳۰ اپریل ۱۶۹۳ء میں عہد نامہ جات کی رو سے ہنری ایک دائمی ولیفے کے معاہدے میں تخت فرانس کے دھجے سے دست بردار ہو گیا۔ شیرخوار

شہزادی میری شاہ فرانس کے دوسرے فرزند کے ساتھ منسوب کر دی گئی اور اس کو اطالوی جنگ کے لئے انگلستان نے رقم دینے کا وعدہ کیا۔ اگلے اگست میں ولسی نے سینٹس میں شاہ فرانس کے ساتھ ایک سوئٹزرلینڈ کی۔ لے پایا کہ پوپ کی حراست کے آسمان میں اپنے اپنے علاقوں میں کوئی ایسا فرمان جاری نہ کیا جائے جو کسی فریق کے اغراض و مفاد کے حق میں مضر ہو۔ فرانس اور انگلستان کے کلیساؤں کا انتظام اپنے ملک کے اسقفوں کے ہاتھ میں رہے اور یہ کہ ولسی نے اپنے سفر اور صدر اسقفوں کی عدالتوں میں جو فیصلے صادر کئے ہیں ان کو پوپ کی ممانعت کے باوجود نافذ عمل کیا جائے۔ فریقین معاہدہ نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ چونکہ پوپ اسیری میں ہے۔ لہذا اس سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ اپنے اقتدارات کو کسی اور شخص کے تفویض کر دے تاکہ وہ موجودہ ضروریات کے مناسب حال کارروائی اختیار کر سکے۔ ولسی نے یہ بھی تجویز کی کہ خود اسی کو پاپائی و کار مقرر کیا جائے۔ یہ عجیب تباہی از اس خطرے پر مبنی تھیں کہ کریں چارلس اپنے قیدی کے اقتدارات کو ان کے مفاد کے خلاف استعمال نہ کرے لیکن اس میں کچھ شبہ نہیں کہ ولسی کو یہ توقع تھی کہ اس طرح اس کو مسئلہ طلاق کے فوری تعفیہ کا اختیار بھی حاصل ہو جائے گا۔

فرانسیسیوں کا انگلی میں اسی اثناء میں ایک جدید فرانسیسی فوج لونزک کی سرکردگی میں دوبارہ داخلہ ۳ جولائی ۱۶۹۳ء کو اٹل پر حملہ آور ہوئی اور قلیل مدت میں باسٹفائے میلان

کل لمبارڈی کو حاصل کر لیا جس کی مدافعت انٹونیو ڈی لیونے نہایت شدت کے ساتھ کی اگر لونزک اسٹورز اور ڈپوک آف ارنیو کے اصرار کے بموجب اپنے تمام سامعی شہری پر صرف کر دینا تو وہ یقیناً مسخر ہو جاتا، کیونکہ لیوا کے پاس صرف چند آدمی تھے اور نقد رسم و رسم کم تھی۔ تاہم یہ مشہور تھا کہ لیوا آخری دم تک لڑے گا۔ اور لونزک چونکہ اپنی قوت کو ایسی خطرناک لڑائی سے کم زور کرنے پر رضامند نہیں تھا لہذا وہ کلیمنٹ کی نجات کے لئے جنوب کا رخ کیا (اکتوبر ۱۵۲۷ء)۔ پوپ کی حالت حقیقت میں قابل رحم تھی۔ رقم اس کے پاس سطلق نہیں تھی، اور فدیہ ادا کئے بغیر وہ اپنی بریت حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ اسی دوران میں روم بے رحم سپاہیوں کا لشکار بٹا رہا۔ ڈپوک آف فرار لے ریگیو اور سوڈینا کو مسخر کر لیا۔ حتیٰ کہ اہل و عیال باوجود اس کے کہ وہ پوپ کے حلیف تھے اپنا اور سرویا پر قابض ہو گئے اور عذر یہ کیا کہ انھوں نے فرار پوں کی دست برد سے شہروں کو بچانے کے لئے یہ طرز عمل اختیار کیا ہے۔

مڈسی کا فلارنس سے دوبارہ | اس سے بڑا یہ ہوا کہ اہل فلارنٹین نے سٹی میں مڈسی کے اخراج۔ ۱۷ اگست ۱۵۲۷ء | خلاف دوبارہ سرکشی کی پوپ کے دو فوجیوں آلیسانڈرو اور پولو کو شہر سے نکال دیا اور دیرینہ تجربہ کار نکولو

کیا پونی کی تخت ایک جمہوریت قائم کر لی۔ کلیمنٹ نے کلیسا کے اغراض و مفاد کو اس جدوجہد میں قربان کر دیا تھا کہ دینی طاقت میں تقویت پہنچائے اور اپنے فائدہ ان کو فروز کرے جس کا نتیجہ آخر میں یہ نکلا جس کا ابھی مذکور ہوا۔ لیکن لونزک روم پہنچنے سے پیشتر پوپ نے بالآخر ہائی حاصل کر لی۔ چارلس نے محسوس کر لیا کہ کلیمنٹ کی اسبری سے اس کو کچھ فائدہ نہیں پہنچ رہا ہے، لہذا وہ خلوص نیت سے اس بات کا خواہشمند ہوا کہ اس سے صلح کرے اور اسحاق کی بیچ کنی کی طرف متوجہ ہو۔ لہذا اس نے ماکیڈا کو حکم دیا کہ شرائط صلح طے کر لے لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی تنبیہ کی کہ وہ اس امر سے باخبر رہے کہ جس طرح خود اس نے فرانسس سے سو کا کھایا تھا کہیں وہ بھی اسی طرح دھوکے میں نہ آجائے۔

لہذا ۲۶ نومبر کو حسب ذیل معاہدہ کیا گیا پوپ فوراً ایک معینہ رسم ادا کرے اور مزید رقم کا وعدہ کرے۔ اس نے وعدہ کیا کہ اٹلی سے متعلق شہنشاہ کے مقاصد کی مخالفت نہیں کرے گا۔ اسپین کے محاصل امور مذہبی سے ایک کر ونا ڈالو اور فیلز مذہبی خراج کا



کلبمنت چارلس کے ساتھ صلح کر لیتا ہے۔ ۲۶ نومبر لیکن روپو کو قرار ہو جاتا ہے۔ ۶ دسمبر

نصف حصہ ادا کرے گا۔ اوسٹیا سوٹیا دیجھا اور سوٹیا کا سیٹلانا ضامتوں کی حیثیت سے چارلس کے قبضے میں دے دئے جائیں گے نیز پانچ کارڈنیل بھی حوالے کئے جائیں گے۔ پوپ اگلے مہینے کی

ساتویں تاریخ کو رہا ہونے والا تھا۔ لیکن وہ ایک رات پیشتر اس خوف سے کہ کہیں پھر نہ قید کر دیا جائے مجلس بدل کر آرڈوٹو کے پاپائی استحکام میں جاپناہ لی۔ بالکل اسی طرح چارلس کے معاملات بچوتے گئے۔ اور فلارنس اگرچہ اس

نے ڈیسی کو خارج کر دیا تھا جمعیٹ (League) سے دست بردار نہیں ہوا۔ لیوا نا حال میلان پر قابض تھا اس نے چارلس کو اطلاع دی کہ دھدا ہردن اعجاز نہیں دکھاتا، اور یہ کہ اگر اعلانہ مدد نہ کیجی جائے تو اس کی فوج اگرچہ خود کو حوالہ نہ کر دیتی لیکن فاقے ضرور کرنے لگے گی انڈریا ڈوریا نے جنیوا کو فرانس کے حق میں فتح کر لیا۔ لینائے والیر لے نیپلز بھی اسی زمانہ میں طاعون سے فوت ہوا۔ فرانسیسی فوج نے لوٹزک کی سرکردگی میں شہنشاہی فوج کو محصور کر لیا۔ جینیوا کو مخلصی دلانے کے لئے پرنس آف آرنج کی سرکردگی میں روانہ کی گئی تھی۔ معلوم ایسا ہوتا تھا کہ نیپلز کی بربادی کا وقت آگیا ہے اور ادھر فرانسس خوشیاں منانے لگا۔

لیکن جیسا کہ اس طویل جنگ و جدال کے ہر اہم اور نازک موقع پر پیش آیا، فرانسیسی فوج زیادہ متیقن ہوتے تھے اسی قدر شکست سے قریب تر ہوتے تھے۔ اگرچہ شہنشاہی فوج کا حال تنخواہ اور غذا کے اعتبار سے بُرا تھا اور اس وجہ سے وہ نامتبادلہ اور لوٹ کھسوٹ کے لئے تیار رہتی تھی تاہم عمل و برداشت کے اعتبار سے اور میدان جنگ میں فرانس کی افواج سے یقیناً بہتر تھی۔ اس وقت تک دشمنوں کی فوجیں شمار میں شہنشاہی فوجوں سے بہت زیادہ تھیں، لیکن آخر الذکر کے تحمل و استقلال نے فرانس اور ڈوریا دشمنوں کی طاقت زائل کر دی اور وہ بہت جلد میدان کارزار میں ان کے مقابلے کے قابل ہو گئی۔ نیپلز کی قسمت سمندر پر قابو رکھنے والوں کے ہاتھ میں تھی۔ اور اس وقت اس پر

انڈریا ڈوریا اور اس کے پیچھے فلیپینو کی فرانوائی تھی۔ انڈریا ڈوریا نے اس

انقلاب کی قیادت کی تھی جس کے دوران میں جینیوا فرانسیسیوں کے ہاتھ آ گیا تھا۔ لہذا وہ بہت جلد اپنے کثرت پر نام و ناموس ہوا۔ فرانسس نے انڈریا ڈوریا کی جن کشتیوں سے کام لیا تھا ان کی مناسب قیمت اور اپنے قیدیوں کا فدیہ ادا کر کے ان سے انکار کر کے نہ صرف شخصی طور پر اس کی توہین و تذلیل کی بلکہ جینیوا سے بے اتفاقی برتنے اور سیونا کو جس کو فرانس نے حال ہی میں حاصل کیا تھا جینیوا کا تجارتی حریف بنانے کی کوششیں لے اُس کے جذباتِ حب الوطنی کو متحرک کر دیا ڈوریا کی غزوہ اربوں پرفرانسس نے ایک باشندہ برجنی کو روانہ کیا کہ وہ بحیرہ روم کے فرانسیسی بیڑے کی کمان مائل کرے اور یہاں تک کہ جینیوا کے حقیقی جیسٹریٹ کی گرفتاری کا خیال باندھنے لگا۔ لہذا ڈوریا نے برجنی آج کے دل فریب پیش کش اور تجاویز کو قبول کر لیا اور چونکہ جولائی کو اپنے بیعتیہ کو حکم دیا کہ سمندر کی راہ سے نیپلز روانہ ہو جائے اُس کی روانگی کے ساتھ ہی اس شہر کو سسلی سے اشیائے مانعاج کے فراہم کرنے میں سہولت پیدا ہو گئی اور قحط کا خطرہ دور ہو گیا۔ اس نازک موقع پر فرانسیسی فوج جو یوں بھی قلتِ رسد کی وجہ سے معائب برداشت کر رہی تھی شدید طاعون میں مبتلا ہو گئی۔ لوزنک اور اس کے متعدد افسر اس کا شکار ہوئے اور سپاہِ انہی بڑی تعداد میں ہلاک ہو گئی کہ مارکوس آف سانوزو نے اس فوج کی کمان حاصل کرنے کے بعد آدرسا کو واپس ہو جانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ (۲۸ اگست)

چونکہ فرانسیسی اس موقع پر لڑائی آغاز کرنا چاہتے تھے اس لئے فوج کے عقبی حصے کو جو پڑوینوار کے سخت تحفظ دشمن نے آیا اور جو الگی پر مجبور کر دیا پرنس آف آرنج نے اپنی کامیابی کے بعد ہزیمت خردہ دشمن کا تعاقب کیا اور اس کو مجبور کیا کہ خود کو اپنی فوجی سے حوالہ کر دے۔ مارکوس آف سانوزو پڑوینوار اس کے ساتھ قید ہو گیا لیکن اُس کے بعد بہت جلد یہ دونوں فوت ہو گئے باقی سپاہیوں کو اس اقرار پر اپنے گھر واپس ہونے مجاہد اور سا ۲۸ اگست کی اجازت دی گئی کہ سردست وہ شہنشاہ کے خلاف طرزت فرانسیسیوں کی جانب سے تحلیہ نیپلز ۲۸ اکتوبر کو (ٹراٹو لزو) کو گورنر جینیوا کو حوالگی پر مجبور

بالآخر فرانسیسیوں کی جینوا کی گیا اور ڈوریا ایک کامیاب کھومت کے قیام میں سے بے دخلی ۲۸ اکتوبر

خبر ساری حکومت تھی کم از کم شہر کو فرقہ واری نفاق و شقاق سے محفوظ کر دیا اور ۱۶۹۶ تک اس کی خود مختاری قائم رہی۔ اس کے بعد ڈوریا نے سپونا کو زیر کیا۔ اور فرانسیسی ساحل لائیگوریا سے نکال دئے گئے۔ لبارڈی میں کچھ مدت تک کشمکش جاری رہی یہاں جمیعت کا لشکر اسفورزا کی سرکردگی میں وین کی سپاہ ڈپوک آف ارمینو کی قیادت میں اور کونٹ دی سینٹ پول فرانسیسی ملازموں کے جدید لشکر کے ساتھ لیاوا کی جواب تک بلان پر قابض تھا مخالفت کر رہے تھے۔ افواج جمیعت نے پادیا کو دوبارہ حاصل کرنے کے بعد بلان کو محصور کر لیا تھا لیکن باہمت لیاوا پر حملہ آور ہونے میں پس و پیش کرتی رہیں۔ اگلے جون میں کونٹ ڈی سینٹ پول نے بے احتیاطی سے جو بھی جینوا پر ٹوٹ پڑنے کی کوشش کی محاربہ لاندیریا نو لیاوا جس نے اول الذکر کی نقل و حرکت کی اطلاع پا چکا تھا اس کو اچانک آگیا اور ہنگام لاندیریا نو اس کو شکست فاش دی (۲ جون) محاصرے کی فوج بھاگ نکلی اور بلان محفوظ ہو گیا۔

چارلس ابھی تک اٹلی کا پورے طور پر مالک نہیں بنا تھا۔ آستی اور آلسیا لاندیریا تھا حال فرانسیسیوں کے ہاتھ میں تھے۔ لودی کرہونا اور پویا اسفورزا کے قبضے میں تھے۔ فلارنس کی جمہوریت نے اب تک ٹڈیسی کو بے دخل ہی رکھا اور وینس منوراپولیا کے مشرقی ساحل سے چمٹا ہوا تھا۔ تاہم جمیعت کی جانب سے مزید مدافعت اس وقت تک محال تھی جب تک کہ اس کے زیادہ اہم ارکان اس کی تائید نہ کریں۔ لیکن یہ علیل عنقریب اس سے دست کش ہو جانے والے تھے۔ انگلستان نے جنگ میں کبھی قاید کی حیثیت سے حصہ لینے کا ارادہ نہیں کیا تھا اور فی الحال ایسا کرنے سے یقیناً قاصر تھا۔ اور سارا ملک شدید ”سوٹینگ سکس“ (ایک قسم کے پسینہ آور بخار) کی وجہ سے کم زور ہو گیا تھا اور شاہ کی توجہ مسئلہ طلاق کی جانب مبذول تھی۔

شہنشاہ کے ساتھ کلیمنٹ کی مفاہمت جمیعت کی اغراض کے حق میں اس سے زیادہ ہلک ثابت ہوئی۔ روم سے فرار ہونے کے بعد سے کلیمنٹ کی حقیقی خواہش یہ تھی

کہ اعلان صلح تک غیر جانب داری قائم رکھے۔ لیکن یہ دشوار تھا کیونکہ وہ وقت کن عظیم جمیعت اور چارلس سے محصور تھا۔ علاوہ ازیں کلیمنٹ زیادہ تر پاپائیت تھے دنیوی مفاد اور اپنے خاندان کی ترقی و بہبود کا خواہاں تھا۔ اُس کے مقاصد بجائے آزادی اٹلی یا استیصال الحاد کے محروم کردہ مقبوضات کی واپسی اور فلارنس میں ٹیسی کے دوبارہ قیام پر کلیمنٹ اور شہنشاہ میں | شتمل تھے۔ چونکہ جمیعت کی مدد سے ان چیزوں کا حصول مفہمت اور عہد نامہ بارسیلونا ناممکن تھا اس لئے پوپ نے سخت پس و پیش کے بعد فیصلہ یہ کیا کہ شہنشاہ کے ساتھ صلح کر لی جائے اور اس

کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ بالآخر چارلس کی کامیابی ہی یقینی معلوم ہوتی تھی۔ اور اس سے انکار کیا جاسکتا ہے کہ کم سے کم کلیمنٹ کے ذاتی اغراض کلیسا کے اغراض سے ملتے جلتے تھے کیونکہ چارلس کے ساتھ مفہمت ہی کی بدولت خطرناک ہوتے جھگڑے سے مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کو صرف یہی ایک خطرہ لاحق تھا کہ ممکن ہے کہ چارلس ایک مجلس عامہ طلب کرے جس کی دھمکی دی گئی تھی اور یہ دھمکی تھی جس کو علی جامہ پہنانے کے لئے بہ ماہ جون ۱۵۲۹ء اسپائرس کی مجلس میں عہد و پیمان کئے تھے شہنشاہ کے گماشتے پوپ کے ان خطرات کو دور کرنے میں کامیاب ہوئے اور بہ مقام بارسیلونا ۲۹ جون ۱۵۲۹ء کو طے شدہ عہد نامہ میں اس مجلس کے متعلق کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ اس عہد نامہ کی دوسری پوپ نے چارلس کو نیپلز کی سلطنت دینے اور بذریعہ تاج پوشی شہنشاہ بنانے کا وعدہ کیا۔ چارلس نے پٹرہ اٹھایا کہ پاپائی ریاستوں سے ڈپوک آف فرازا اور وینس نے جو مقامات چھین لئے تھے ان کو واپس کر دیا جائے۔ اس نے یہ بھی وعدہ کیا کہ فلارنس میں دوبارہ ٹیسی قائم کر دی جائے گی۔ آخر کار دونوں نے رضامندی ظاہر کی کہ دونوں کی متحدہ افواج سے منکرین مذہب اور متحدین کے خلاف کام لیا جائے۔ بایں ہمہ یہ عہد نامہ ایک اور نفاق کی جانب رہنمائی کرنے والا تھا۔ ۱۶ جولائی کو کلیمنٹ نے چارلس کی خواہش کے بموجب اُن اقتدارات کو منسوخ کر دیا جو اس نے انگلستان میں ہنری کے مسئلہ طلاق کی تحقیقات کے لئے ولسی اور کمپیگیو (Compeggio) کو عطا کئے تھے اور اس مسئلے کی نسبت روم سے رجوع کرنے کا مطالبہ کیا۔ پاپائی منظور ہی حاصل کرنے کی نسبت ولسی کے خواب کی تعبیر غلط ثابت ہوئی۔ اور ہنری اس معاملے کو

اپنے ہاتھ میں لینے اور پلٹائی اقتدار کو مسترد کرنے پر تیار ہوا تھا۔ صلح کی بابت اسی اثنا میں شہنشاہ اور فرانسس کے مابین گفت و شنید جاری تھی۔ تاہم دونوں حریف نے ایک سال پیشتر تنہا ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے کا مطالبہ کیا تھا اور ان کے اعزاز نے شخصی طور پر مراسلت کرنے سے باز رکھا۔ لہذا گفت و شنید دو عورتوں کی جانب سے جاری رکھی گئی جن میں سے ایک مارگریٹ، گورنر ندرلینڈ میں چارلس کی خالہ تھی اور دوسری لوئسی آف سیواے شاہ فرانس کی ماں جو صلح کے لئے مضطرب تھیں۔ فرانسس پیش کردہ مطالبات کو تسلیم کرنے سے سخت ناراض تھا، لیکن وہ کسی حالت میں جنگ جاری رکھنے کے قابل نہیں تھا۔ اور شہنشاہ اور یورپ کے مابین مفاہمت نے اس کو صلح کبہ سے تامل و پس و پیش ترک کرنے اور ۳ اگست ۱۵۲۹ء کو صلح کبہ سے ۳ اگست ۱۵۲۹ء یا دو صلح نسوانی پر دستخط ثبت کرنے پر مجبور کر دیا۔

شاہ فرانس کو الحاق برکندی کی ضرورت سے خلاصی نصیب ہوئی۔ اور اس کے دونوں فرزند اس سے آئے جو ایک معینہ قسم کی کفالت میں چارلس کے حوالے کر دیے گئے تھے۔ لیکن دوسرے شرائط یقیناً تلبیل آمیز تھے۔ فرانس نہ صرف اٹلی کے تمام حقوق اور آرنو اد فلینڈرس کی آقایت سے دست کش ہو گیا، بلکہ اس کو اپنے ملیغوں سے بھی دست بردار ہونا پڑا۔ اس نے اس بات کا بھی ذمہ لیا کہ اگر ضرورت لاحق ہو تو اہل وینس کو مجبور کرے گا کہ انھوں نے مال میں ساحل نیل پر جو فتوحات حاصل کی تھیں ان کو واپس کر دیا جائے اور شاہی عزت و وقار برحقی اقتدار کیا کہ آئندہ وہ جو کوئی عہد نامہ طے کرے گا اس میں ان علاقوں کو شامل کیا جائے گا۔ لیکن اس امر کا اعتراف کرنا چاہیے کہ ایک بادشاہ کے قول و قرار کی اس کی نظر میں بہت کم وقعت تھی۔ جس شادی کا انتظام عہد نامہ میڈرڈ میں کیا گیا تھا اس کی توثیق کی گئی اور توثیق یہ تھی کہ اگر چارلس کی میوہ بہن ایلینور کا عقد فرانسس سے ہو جائے تو ممکن ہے کہ یہ خاندانی رشتہ ان دونوں فرمانرواؤں کے ذاتی عداوت کو دور کر دے۔ جن کی مخالفت نے یورپ کو آٹھ سالہ جنگ میں مصروف رکھا۔

گفت و شنید کے کامیاب انجام کو پہنچنے سے پیشتر چارلس اسپین سے روانہ ہو گیا۔ اس کی دلی خواہش تھی کہ خود ہی جنگ کا خاتمہ کر دے اور یورپ کے ہاتھ سے

چارلس کی اسپین سے اٹلی  
کو روانہ کی گئی اگست ۱۵۲۹ء

تاج شہنشاہی اپنے سر پر رکھے۔ لہذا اس نے بالآخر  
سپین میں عہد نامے کی توثیق کی۔ اٹلی اب چارلس کے  
رحم و کرم پر تھی۔ لیکن وہ دشمنی سے اٹلی کی تمام

ریاستوں کے ساتھ بائستنا ہے جمہوریت فلانس مفاہمتی مسلک اختیار کرنا چاہتا تھا۔  
ویش کوئی الحقیقت جمہور کیا گیا کہ ساحل فیلیپر حاصل کر وہ فتوحات کو چارلس کے ہاتھ  
کر دیا جائے اور ریونا اور سرویا پوپ کو واپس کر دئے جائیں۔ لیکن مزید سزا نہیں دی  
معاہدات طالبہ گئی۔ بائستنا نے مونزا (جو انٹونیو ڈی لیو) کو جو چارلس کا بہادر  
جنرل تھا عطا کیا گیا تھا) ملان کی ڈچی فرانسس میریا سفورزا کو  
کا تصفیہ دی گئی۔ علاوہ ازیں میلان اور کو موکی گریسیاں بھی چارلس نے اپنے لئے

محفوظ کر لیں۔

اس بحث عملی کے اچھے ثمرات بھی پیدا ہوئے۔ عہد نامہ بات ۲۳ دسمبر ۱۵۲۹ء  
کے رومی وینس اور سفورزا چارلس کے ساتھ ایک مدافعتی اتحاد میں پوپ کے شریک  
ہو گئے، اور قسمت آستی حاصل کر کے سیولے کو فرانس کے خلاف ایک خارجی چوکی کی حیثیت  
سے تقویت پہنچائی گئی۔ فلانس کے معاملات ہنوز تصفیہ طلب تھے۔ چارلس ایک درمیانی  
راستہ دریافت کرنے میں خوشی کے ساتھ راضی ہو جاتا، لیکن اہل فلانس نے ڈیسی کو  
خانگی شہریوں کی حیثیت سے بھی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور کلیمنٹ مصر تھا کہ اس کا  
اقتدار بحال کیا جائے۔ شہر فلانس جس کو میکائیل انجیلو کے خاکے کے مطابق استعمکات سے  
تقویت پہنچائی گئی تھی اور جس کی مدافعت میکا وپلی کے مشورے پر مرتب کر وہ فوج کے  
ہاتھ میں تھی آٹھ ماہ تک محصور رہا، جس کے دوران میں چارلس کا جنرل ڈیوک  
آف انجیلو مارا گیا۔ لیکن کسی نے اس پر نصیب جمہوریت کی مدد کے لئے قدم نہیں اٹھایا۔  
اور اس کو جمہور کیا گیا کہ پوپ کے ایک بھائی ایسا نڈرو کو جس نے شہنشاہ کی ناجائز  
دختر سے عقد کیا تھا ڈیوک کی حیثیت سے قبول کر لے۔

۱۵۳۵ء میں فرانسکو کی وفات پر شہنشاہ نے ڈچی کا الحاق کر لیا۔

(۲) ایسا نڈرو کے قتل کے بعد (۱۵۳۷ء) ڈیسی کی شاخ اصغر کا کو سیو ڈیوک بن بیٹھا۔

اسی زمانے میں پوپ نے ۲۳ فروری کو بمقام بولونا چارلس کی بحیثیت شہنشاہ تاج پوشی کی۔ اور دوسرے دن اس کی سالگرہ اور فتح پویمانے اٹلی کا تاج پہنیں پیش کیا۔ بولونا میں چارلس کی بحیثیت شہنشاہ اس طویل جنگ کے دوران میں جو آٹھ سال تک تاج پوشی ۲۳ فروری ۱۵۳۰ء جاری رہی ہم ایک ہی داستان کو بار بار عود کرتے پاتے ہیں۔ فرانسیسی تین مرتبہ کامیابی سے دوچار

ہوتے نظر آئے لیکن ہر مرتبہ فاش شکست کھانی پڑی جس میں تمام ان کے متفق کردہ علاقے چھین لئے گئے۔ شہنشاہی افواج نے خواہ جرم ہوں یا اسپینی جن کی خواہ ورسہ غیر کتنی تھی اکثر بناوٹیں کیں اور بوٹ کھسٹ اور تمام قسم کی بے رحمیوں کی بدولت اپنے جوہر شمشیر کے کارناموں کو داغدار کیا؛ لیکن جو بھی ان کو دشمن کے مقابلے کے لئے طلب کیا گیا انھوں نے خواہ مدافخانہ خواہ چار جہانہ کارروائی میں خود کو دشمن سے بہتر ثابت کیا، اور یہ قاعدہ بندھا ہوا تھا کہ ایسے موقع پر ان کی سرکردگی بھی بہتر طریقے سے کی گئی۔

فرانسس پویمانیں اسیر ہونے کے بعد سے پھر کبھی میدان کارزار میں نمودار نہیں ہوا اور اگرچہ مقابلہ چارلس اٹس کے ماتحت لوگوں کی جانب سے رقم کی بے انتہا بہتر سربراہی کی جاتی تھی لیکن وہ اس بلا کا کوتاہ اندیش اور شل پسند واقع ہوا تھا کہ موقع کے کمال فائدہ اٹھانا نہیں جانتا تھا چارلس کی بابت یہ ہے کہ اس نے ہنر و آزمائیوں میں کوئی عملی حصہ نہیں لیا۔ اسپین سے باہر ہنر اور اپنی وسیع سلطنت کی شکلات میں گھرارہنے اور رقم کا ہمیشہ سخت اور دردناک طور پر حاجتمند رہنے کی وجہ سے بعض اوقات ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ جنگ کی تیاریوں اور اپنی فوج کی طرف سے بے پروائی برت رہا ہے۔ لیکن اس غیر اثر پذیر ظاہر کی تہ میں اس بلا کا تصحیم قلب اور استقلال و استحکام یہاں تھا کہ کوئی چیز اس کو متزلزل نہیں کر سکتی تھی اور اگرچہ یہ بعض وقت سفاهیت محض معلوم ہوتی تھی لیکن پایان کار کامیابی کا سہرا انھیں کے سر ہوتا تھا۔

جب عساکر چارلس اٹس کے عیسائی حریف سے اٹلی فتح کرنے میں مصروف تھیں، معلوم ایسا ہوتا تھا کہ دائینا عنقریب ایک غیر عیسائی کے ہاتھ میں چلا جائے گا۔ ۱۵۲۹ء میں سلیمان پر شکوہ نے مالڈیویا کے گورنر جان زاپولیا۔ اور

دائیوٹڈ سے آف ٹرانسلوینیا کے ساتھ، جو اہل میسبرگ کا قدیم اور کٹر دشمن تھا، اتحاد قائم کیا اور ہنگری پر چڑھائی کی۔ اس کے دعاوی غیر محدود تھے۔ اس نے مخدو سبالات ہنگری پر سلیمان کی اسکے ساتھ یقین دلایا کہ جس طرح آسمان پر ایک خدا چڑھائی گئی ۱۵۲۹ء ہے اسی طرح زمین پر بھی ایک ہی آقا ہونا چاہئے، اور وہ آقا سلیمان ہے، اور یہ ایک ایسی نقلی تھی جس کو وہ شہنشاہ

کے جرم علاقوں کو فتح کر کے حقیقت کا جامہ پہنانا چاہتا تھا۔ اہل ہنگری ہنگری فوج کی وفاداری پر اعتماد کرنے سے گھبرا کر اس نرک کا مقابلہ کرنے سے قاصر رہے۔ اور اپنے ملک سے پسپا ہو گئے۔ سلیمان تاج ہنگری پر قبضہ کرنے کے بعد جس کو ایک بشارت نے اس کے دل پر لکھا تھا آسٹریا میں شمس آیا اور ۲۰ ستمبر کو وائنیا کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن باوجود اس کے کہ جرمنی میں تفریق پیدا ہو گئی تھی وہ اس قدر جفا باخت نہیں تھی کہ آسٹریا نہیں ہر کی فسیلوں پر پرچم ہلال لہراتا دیکھتے۔ مصلحین نے اگرچہ ۱۵۹ اسپائرس کی مجلس ثانیہ کے طرز عمل سے براہِ رختہ تھے۔ دیکھو صفحہ (۲۴۶) فرڈیننڈ کی درخواست اور اسے ہنگری وائنیا کا محاصرہ اٹھالیا ۱۵۲۹ء ہدایات کو لبیک کہا۔ وائنیا کی بہادری کے ساتھ مدافعت کیا۔ ۴ اکتوبر ۱۵۲۹ء کی گئی، اور سلیمان بعدِ فراہم شدہ لشکر سے گھبرا کر جو وائنیا کی مدد کے لئے آ رہا تھا چوپیس روز کے لا حاصل

محاصرے کے بعد پسپا ہونے پر مجبور ہو گیا۔ وائنیا اس طرح بچا لیا گیا، لیکن زاپوینا ہنگری پر قابض تھا اور کروٹیا اور بوہیمیا کو دھمکی دی جا رہی تھی۔

## (۲) جرمنی میں تحریک اصلاح مذہبی کا فرغ

اطالوی جنگ کی شکلات اور یورپ کی غاصت کے خطرات کے باعث مصلحین کے خلاف کوئی فیصلہ کن کارروائی خارج از بحث تھی۔ کم از کم تناظرِ دور تھا کہ اس کو معرضِ انہویں ڈال دیا جائے۔ لہذا مجلس اسپائرس (اگست ۱۵۲۹ء) میں شہنشاہ نے اپنے نمایندوں کے توسط سے وعدہ کیا تھا کہ ایک مجلس عامہ کو طلب کیا جائے گا، لیکن اسی اثنا میں "ادیکٹ آف وارس" کی تعمیری دفعات کو بھی مجلس اسپائرس اگست ۱۵۲۹ء اور اس مجلس فیصلوں کا نام اس غم کو قہر کیا کہ اگر مجلس عامہ طلب نہ کیے جائے گی



وجہ سے عیسائی جمہوریت کو نقصان پہنچے تو اس کا الزام اُس پر عائد ہو گا۔ خود مجلس میں بجز شہنشاہی شہروں کے کیتھولک ارکان کو تمام ایوانات میں غلبہ حاصل تھا تاہم وہ انتہائی تدابیر کی حمایت کرنے پر تیار نہیں تھے۔ ریس (Reich) مجلس، مجلس کے فیصلوں کے مجموعے کا نام، سعلن تھا کہ مجلس عامہ کے انعقاد تک ہر ریاست ایڈبکٹ آف دارم سے متعلقہ امور کی نسبت اس طرح رہے حکومت کوے اور خود کو چلائے کہ وہ خدا اور ہر امپیریل میجسٹی کی صد اکولیک کہنے کے لئے تیار ہوئے یہ دعویٰ کرنا غلطی پر مبنی ہو گا کہ مصلحین کو اس کی رو سے اختیار دیا گیا وہ اپنے جدید مذہبی تنظیمات جاری کریں۔ یہ منطوری عارضی تھی اور وہ شہنشاہ کے سامنے اپنے افعال کے جوابدہ تھے۔ تاہم ارباب انتخاب سیکرٹری اور غلبہ والی مہیسی اپنی ایک بونفیری کلیسا قائم کرنے اور اس مقصد کے لئے خانقاہ کی جائداد کو اپنے تصرف میں لانے لگے۔ یہ ایک ایسا مسلک تھا کہ دوسرے اس کی جلد تقلید کرنے لگے جن میں پریشیا کا البرٹ بھی شامل ہے۔ یہ وہ شخص ہے جو ۱۵۲۵ء میں ٹیولڈائی مبارزین کی ریاستوں کو دنیاوی حیثیت دے چکا تھا اور اپنی آقا کی کو نوانی میں متفصل کر دیا تھا۔

اس طرح مجلس اسپائرس تاریخ تجدید مذہب میں ایک اہم ترقی کا باعث ہے۔ اگر اب ایک طرف یہ واضح تھا کہ جرمنی بالکل پیروان بونفیری نہیں ہے، تو دوسری طرف اصول ضلع بندی کی تحریک کو اگسٹا گیا جس کے مطابق بالآخر جرمنی کے مذہبی نصف کی بنیاد پڑنے والی تھی۔ تین سال کے بعد ان امور کی حیثیت مادی طور پر تبدیل ہو چکی تھی، اصلاح یافتہ خیالات کی نمایاں ترقی نے کیتھولک فرقے کے خطرات کو مشعل کر دیا تھا۔ اور ادھر اٹلی میں شہنشاہ کی کامیابیاں اور پوپ کے ساتھ اُس کی مفاہمت نے کیتھولک فرقہ کی اغراض و مفاد میں تقویت پہنچائی۔ جرمنی کے جنوب میں زونگی خیالات (ایسے خیالات جو بونفیری کو غیر پسند تھے) کی علامت نشوونما نے ایوان مجلسی جماعت کو کم زور بنا دیا اور مہیسی کے غلبہ کی جانب سے اس کے ہم خیال لوگوں کے خلاف ایک معروفہ سازش

۱۔ ریس (Reichsabseis) مجلس کیریہ کے ان فیصلوں کے مجموعے کا نام تھا  
جن کو شہنشاہ کی منطوری مل چکی تھی (Reichsschbesse)

کی مدافعت کے لئے ہتھیار سے چارہ چوٹی کرنے کی درخواست نے رؤسا کو برا فروختہ کر دیا۔  
 مجلس اسپائیٹس کے دوسرے اجلاس میں خیال کے اس رد عمل نے اپنا ظہور  
 دکھایا۔ ۱۵۲۶ء کا ریسس (Recess) منسوخ کر دیا گیا تھا مگر مزید بدعتوں کو منسوخ  
 قرار دیا گیا اور پیروان زونگل کے فرقہ کے ساتھ ہر طرح کی رواداری سے انکار کیا گیا۔ اصل  
 مجلس اسپائیٹس کا دوسرا اجلاس فروری ۱۵۲۹ء میں قلیل التعداد جماعت نے ان فیصلوں کے خلاف  
 شائع کردہ اعتراض نامہ (Protest) کی بدولت مستعین  
 (پروٹسٹ) کا نام حاصل کیا۔ اس اعتراض نامہ پر

شمال کا لٹے کا اجلاس جان، الکر سیکزنی، ہیسپی کے فلپ، جارج، برینڈ برگ کے  
 مارگرٹ، یوسپونبرگ کے جارج، آہنٹ کے دولفینگ  
 اور چودہ شہنشاہی شہروں نے دستخط ثبت کئے۔ لیکن مجلس

اور خود شہنشاہ نے اس اعتراض نامہ کو مسترد کر دیا۔ اور یہ بات کہ چارلس ایک  
 فیصلہ کن کارروائی کے موقع کا طالب ہے اس قدر میں طور پر معلوم ہو گئی اور شمال  
 کا لٹے میں ایک جلسہ منعقد کر کے مدافعت کے حق پر جاب ہوئے پر بحث کی گئی۔ لیکن  
 لوٹھر کے پس دیش کی وجہ سے ہر دست اس تجویز کو ترک کر دیا گیا۔

چارلس گسبرگ کے ۳ جون ۱۵۲۳ء کو آٹھ سال کی غیر موجودگی کے بعد جب مجلس  
 اجلاس میں جون ۱۵۲۳ء گسبرگ میں شخصی طور پر شرکت کی تو معلوم ایسا ہوا تھا کہ اس کی مشکلات  
 کے آخری تھیفے کی گھڑی آچکی ہے۔ اٹلی اپنے پیر پاپ گھڑی چوکی تھی فرانس

نے آخر کار اس کی شرائط منظور کر لی تھیں اور پوپ نے وعدہ کر لیا تھا کہ اتحاد کو دوبانے  
 میں شہنشاہ کا شریک رہے گا، اور اس کی شہنشاہ کی حیثیت سے تاج پوشی بھی کی،  
 اور اگر مگر سی سلیمان کے ہاتھوں میں تھی تو کم سے کم جرمنی اس کے حملے سے محفوظ تھی۔  
 پراٹسٹ لوگ اپنی کمزوری کو محسوس کر کے مصالحت کے خواہاں تھے۔ میلانٹس نے  
 شہدہ کے ساتھ اس کی حمایت کی اور، اقرار نامہ (Confession of Augsburg)

کی ہر سطر میں جس کو مجلس میں چارلس کی اس خواہش کی بنا پر پیش کیا گیا کہ پراٹسٹ  
 اپنے خیالات کا اظہار تحریر میں کہیں اسی کا دم بھرا گیا ہے اس مشہور و معروف  
 اقرار نامہ (Confession) میں مسئلہ عفو کو محدود و مناسب الفاظ میں بیان کیا گیا،

اولیاء کی تعظیم کو کامل طور پر ممنوع نہیں قرار دیا گیا۔ اگرچہ اس کے اسباب بتائے گئے کہ تبعین کو منحرف عوام کو پیالہ شراب اور پادریوں کے گروہ کو شادی کی اجازت کہوں دی، کلیسا کی اراضی کو دیوخی حیثیت کہوں دی گئی اور مٹنوں اور عشائے ربانی سے متعلق خاص رسوم کہوں مسترد کر دیا گیا، لیکن مذہبی رسوم کی تعداد کو کہیں بیان نہیں کیا گیا تھا، اور دیگر متنازع فیہ مسائل کا فیصلہ مجلس عامہ کی رائے پر موقوف رکھا گیا۔ اس دستاویز کا لہجہ صاف طور پر مدافعت تھا، اور اس کا منشاء کلیسا کے اصول پر حملہ کرنا نہیں تھا بلکہ یہ کہ لوٹھری اصول بدعت آمیز نہیں ہیں۔

چارلس کا اصلی ارادہ ثالث کی حیثیت سے کام کرنے اور مذہبی اختلاف کا تصفیہ عادلانہ اور طایم ذرائع سے عمل میں لانے کا تھا۔ اس نے اپنی عملی ضاعت سے کہا تھا کہ اپنے خیالات کا اظہار کرے۔ اب اس نے یہ خواہش ظاہر کی کہ اس جماعت کے مخالف لوگ مصلحین کے خلاف ایک واضح اور صریح نالاش پیش کریں تاکہ وہ ایک حکم کی حیثیت سے اس میں حصہ لے سکے۔ لیکن مجلس کے کیتھولک ارکان نے انکار کر دیا، انھوں نے اعلان کیا کہ وہ کوئی نئی تجویز پیش نہیں کرنا چاہتے؛ لہذا انھوں نے ایک تردید مرتب کی جس میں اصول عفو کی نسبت لوٹھری خیال کی جانب ایک حد تک رسائی کی گئی۔ لیکن دوسرے اعتبارات سے قدیم اصول ہی پر مصر رہے، اور مطالبہ کیا کہ پراسٹنٹ وحدت ایمان کی طرف لوٹ آئیں۔ شہنشاہ نے اب اپنی جانب سے اختیار کردہ ثالثی کو خیر باد کہہ دیا اور متمدن پر رعب ڈالنے کی کوشش کی۔ تاہم پراسٹنٹ رؤسا کے غیر متزلزل اور باعزت طرز عمل سے گھبرا کر مجلس نے مضامینت کی ایک دوسری کوشش کی اور ایک مختصر سی کمیٹی قائم کر دی۔ اعتقاد کے مسئلے میں ملا بقت کی کچھ صورت نظر آنے لگی، اور ممکن تھا کہ ایک مجلس عامہ کے ذریعے پراسٹنٹ فرقے کی مخالفت ختم کر دی جائے۔ اگرچہ شہنشاہ کی یہ دلی خواہش تھی لیکن یوب کا خیال نہیں تھا کہ اس کی خواہش پر عمل کرے۔ اورادھر کلیسا کے آئین اور رسوم سے متعلق

کئی مسائل پر مصلحت غالباً بعید از توقع تھی۔ کیتھولک فرقہ اس کو آسمانی قانون پر مبنی خیال کرتا تھا۔ اور اس کے برخلاف پراٹسٹنٹ اس کو انسانی قواعد سمجھتے اور اسی واسطے قابل ترمیم بھی سمجھتے تھے۔ آرمسٹس اپنے خطوط میں سختی کے ساتھ شکوکہ کرتا ہے کہ جانین میں اعتدال کی قلت ہے۔ تاہم یہی ایک موقع نہیں ہے جبکہ سنجیدہ مذہبی سال میں باہمی مفاہمت کی کوشش ناکام رہی بالآخر چارلس نے کثرت آرا کو اختیار کیا اور ریسس آف آگسبرگ نے ریسس آف آگسبرگ اعلان کر دیا کہ اس کا ارادہ، ڈکٹ آف وارنس کو نافذ العمل کرنے کا ہے۔ پراٹسٹنٹ فرقے کو اگلے اپریل تک

اس امر پر غور کر لینے کا موقع دیا گیا کہ آیا وہ اپنی رضامندی سے کیتھولک کلیسا میں عود کر آئیں گے۔ اس تاریخ کے بعد سے اس فرقے کے استنبصال کی تدابیر عمل میں لائی گئیں اگرچہ کثرت مجلس نے خود کو مصلحین کا مخالف ظاہر کیا تھا تاہم وہ ایڈکٹ کے نفاذ کے لئے شہنشاہ کے ہاتھ میں ہتھیار دینے میں پس و پیش کرتے رہے، بلکہ انھوں نے اس غرض کی تکمیل کے لئے ایوان شہنشاہی سے کام لینے کی تجویز کی۔ لہذا اس عدالت ایوان شہنشاہی کی تنظیم جدید کی تنظیم جدید عمل میں لائی گئی، اور تعداد ارکان میں اضافہ کیا گیا، جن ایسیسروں میں نو تفری رجحانات موجود ہونے کا شبہ تھا ان کو متنبہ کر دیا گیا اور ایوان کو ریسس کے نفاذ کا حکم دیا گیا۔

اس کے جواب میں پراٹسٹنٹ رڈسا اور نائبین شہر نے ۲۲ دسمبر ۱۵۲۶ء کو شمل کا لٹے میں ایک جلسہ منعقد کیا۔ اور ایوان شہنشاہی کے روبرو اپنی اغراض جمعیت شمل کا لٹے کا اسفاد کی نگرانی کے لئے مختاروں کو مقرر کیا۔ انھوں نے قیام ۲۲ دسمبر ۱۵۲۶ء اس بات پر اتفاق کیا کہ ریسس آف آگسبرگ کے نفاذ کے خلاف باہمی حفاظت کی کوشش کی جائے۔

اور پویل بحث و تمحیص کے بعد طے پایا کہ اگر شہنشاہ زور و قوت اپنی بات منوائے تو اس کا مقابلہ کرنا بھی جائز ہے۔ اس وقت تک پراٹسٹنٹ اور علمائے مذہب نے تعاون معمول کی تلقین کی تھی لیکن شہریوں نے اس بات کے ثبوت میں دلائل پیش کئے کہ شہنشاہ کے اختیار است قانوناً محدود ہیں۔ اس کا لقب انتخابی ہے نہ کہ موروثی۔

اس نے اپنے انتخاب کے وقت اختیارات عطا کئے تھے، لہذا اگر وہ ناجائز عمل اختیار کرے تو اس کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ ان دلائل سے قائل ہو کر وہ مان گیا اور حاضرین میں سے بہت سے لوگوں نے اس کی تقلید کی لیکن بیرنڈ برنگ کے مارگریو اور شہر جو ربرگ مستقبل پر ہے۔ اس طرح جمیٹ شمل کا لٹے کی ابتدا ہوئی جس کا قیام مارچ ۱۸۷۷ء میں قطعی طور پر ہوا اور بالآخر اگلے دسمبر میں اس کی تنظیم عمل میں آئی۔ اس کے ارکان مجلس میں غائب کی کرنے والے تھے۔ ان تمام نے ایک مشترک مد میں رقم دینے کا وعدہ کیا اور اپنی تمام افواج کی قیادت جان ابیکر سیکرٹری اور ہیسی کے لینڈ گرو فلپ کے ہاتھوں میں دی گئی جمیٹ شمل کا لٹے کا قیام جدوجہد میں ایک دور جدید کا موجب ہے۔ لوٹھر کے فنکوک و شہادت کے باوجود اس تحریک نے ایک سیاسی تحریک اختیار کر لی۔ اس کے بعد سے جرمنی کو دو مخالف چھاؤنیوں میں منقسم کرنا پڑتا ہے ہر چھاؤنی کا ایک علیحدہ مرکز تھا۔ اور پراٹسٹنٹ فرقے نے مذہب اختیار کی تحقیر کے اگر ضرورت ہو تو مشترک مد اخذ کی جائے۔

ایک دوسرا مشکل سوال یہ تھا کہ آیا اس جمیٹ میں سویٹزر لینڈ اور بالائی جرمنی کے ران لوگوں کو بھی شامل کر لیا جائے جنہوں نے زونگل کے خیالات کو اختیار کیا۔ زونگل

تھا۔ اگرچہ پیشہ ہو سکتا ہے کہ لوٹھر کے ظہور کی بدولت اصلاح کے شور و غوغا میں تحریک نہ پیدا ہوتا تو اس مصلح کا نام تک کسی کو معلوم ہو سکتا تھا تاہم یہ دونوں تحریکات ایک بڑی حد تک ایک دوسرے سے غیر متعلق اور جدا تھیں اور ابتدا ہی سے اصلی اختلافی امور پیش کرتی تھیں۔ زونگل ایک دیہاتی عہدہ دار کا بیٹا تھا اور کسٹمر میں سیرٹ کال کے قریب موضع ولڈ ہاس میں لوٹھر کی پیدائش کے چند ہفتوں بعد پیدا ہوا۔ ابتدائی محرم اس پرائیسیٹن کی ادبی تحریک کا اثر پڑا اور وہ تعلیم یونیورسٹی اور لاطینی ادب کا فاضل تھا۔ لٹریچر میں گلاوس کی کلیسا کے نائب پادری کی حیثیت سے منتخب کیا گیا اور بعض اطالوی جموں میں اپنے ملک والوں کے ساتھ گیا تھا اور خصوصاً اس مہم میں شریک تھا جس کا فائدہ نہایت بری طرح سے مارگنا نو میں ہوا۔ اور اس کے بعد سے وہ زر کے خاطر جنگ و جدال کے اخلاق سوز اثرات کے خلاف اہل شہر کو متنبہ کرتے رہنے سے کبھی باز نہ آیا۔

لیکن ایک مصلح کی حیثیت سے اس کی زندگی زیورج کا نائب پادری مقرر ہونے کے بعد سے ۱۵۱۹ء تا ۱۵۲۵ء شروع ہوئی۔ لوٹھر کی طرح اس نے بھی پادریوں کے حقوق کے غلط استعمال کے خلاف جنگ شروع کر کے بہت جلد ایک مختلف نیا قائم کی۔ لوٹھر نے عشاءے ربانی میں مسیح کے گوشت اور خون کی حقیقی موجودگی سے انکار نہیں کیا، لیکن زونگل عشاءے ربانی کو محض ایک تقریب یادگار سمجھتا تھا اور عفو و بریت کی نسبت لوٹھر کے خیال کو اس کے منطقی نتائج یعنی مسئلہ انتخاب و قدر تک پہنچایا۔ لوٹھر ہر اس چیز کو ماننے کے لئے تیار تھا جو اس کی تاویل و تفسیر انجیل کے خلاف ثابت نہ ہو، لیکن زونگل کوئی ایسی چیز کو تسلیم نہیں کرتا تھا جو انجیل میں نہ پائی جائے۔ لوٹھر کے دل میں عالم گیر کلیسا کا زبردست احترام تھا، لیکن اس خیال سے وہ جدوجہد کے بعد باز آگیا تھا، زونگل نے مذہبی امور میں ہر کلیسا کی آزادی عمل کے حق کو موضوع کی جمہوری تنظیم پر قائم کیا۔ لوٹھر نے مذہبی مسائل کو سیاسیات سے الگ رکھنے کی کوشش کی تھی، اور بالآخر جب اس حیثیت پر قائم نہ رہ سکا تو دوسا کی نمائندہ حکومت کا سہارا ڈھونڈنے لگا۔ زونگل کے مذہبی خیالات سویٹزرستان میں ایک نہایت مکمل اور نیابتی جمہوریہ کے قیام کی تجویز کے ساتھ وابستہ تھے جن میں جنگلاتی کینٹنوں (صوبوں) سے وفاقہ میں دوسرے اور زیادہ بڑے صوبوں کے برابر رائے مہرے کے امتیازی حقوق چھین لئے جانے والے تھے۔ غلط فہمی ۱۵۳۱ء تک زونگل کے خیالات کو نہ صرف زیورج، بیل، برن، اور شاہنہاسن، نیز ایسنینرل، گلیرس کے دیہاتیوں اور اہل گیس نے تسلیم کر لیا بلکہ جنوبی جرمنی کے اکثر شہروں میں ان کو درج قبولیت حاصل ہوا جن میں خصوصیت کے ساتھ کانسٹنس، اُلنم، گسبرگ اور اسٹراسبورگ کے شہر قابل ذکر ہیں۔ عام اور مشترک خطرے نے ان دونوں مصلحین کے متغیر کو ایک مرکز پر جمع کر دیا تھا تاکہ اسپائرس کی مجلس ثانی کی ریس کے خلاف اپنی اپنی حفاظت کی جائے۔ لیکن اس قدر وسیع الاختلاف اور متباہن خیالات میں مستقل اتحاد کا قائم ہونا تقریباً ناممکن تھا۔ مہرے کے فیلے جو زونگل کے خیالات کی طرف اُلٹ تھا ۱۵۲۹ء میں اپنی کوٹھی میں مصالحت پیدا کر کے کوشش

کی یہ کوشش لاکھاں گئی (کیونکہ لو تھمر نے عثمانی رہائی سے متعلق زونگل کی اصول کی نسبت ناقابل مصالحت اختلاف کا اظہار کیا) اور کچھ مدت کے بعد زونگل کو خود اپنے ملک میں رد عمل سے دوچار ہونا پڑا۔ دیگر تمام مصلحین کی طرح اس کا جہاز بھی سیاسیات کے ساحل پر تباہ ہوا۔ جنگلاتی صوبے ابتدا ہی سے اس عہد تعلیم کے مستقل مخالف بنے رہے نہ صرف اس لئے کہ وہ سوئیز لینڈ میں زونگل کی سختی کے ساتھ کیتھولک تھے بلکہ اگر زونگل کی سیاسی اصلاحات کے خلاف رد عمل کو عملی جامہ پہنایا جاتا تو وفاقیہ میں ان کی حیثیت جو انھیں اس وقت تک حاصل تھی تباہ ہو جاتی۔ اس کے سیاسی

خیالات کی وجہ سے ان صوبوں میں اس کے طرف دار بھی برگشتہ ہو گئے! ان پیسیر برگ ان تفرقوں اور اختلافات کو بڑی ہوشیاری کے ساتھ تقویت پہنچانے لگے، جنگ چھڑ گئی اور آخر کار کیسل کی لڑائی میں زیورچ کی فوج کو جس نے آخر تک زونگل کا ساتھ دیا تھا شکست ہوئی اور خود زونگل قتل ہو گیا (اکتوبر ۱۵۳۱ء)۔

کیسل کی لڑائی اور دوسرا کیسل کے عہد نامہ ثانی کے رو سے اتفاق کیا گیا کہ صوبے کو اپنے مذہب پر قائم رہنے کی آزادی حاصل ہے بلیفوں کے مشترک علاقوں میں مذہب کا تصفیہ کثرت آراء پر

منحصر ہو گا۔ لیکن کوئی جبر نہیں کیا جائے گا، اور شہری صوبے خارجی اتحاد سے دست بردار ہو جائیں۔

سوئیز لینڈ اب قطعی طور پر کیتھولک اور پراٹسٹنٹ صوبوں میں منقسم ہو چکا تھا۔ کیتھولک فرقے کی کوئی ہوئی طاقت نمود کرانی اور مجلس میں منجملہ انٹیس آرا کے سترہ حاصل ہو گئیں۔ ایونجیلی جماعت کے قیضے میں زیورچ، برن، بیسل اور شافھاؤن آئے، اور تھم گا، گلیس، اور اپنیرل منقسم ہو گئے۔ ان توقعات کا کہ سوئیز لینڈ جرمنی کے پراٹسٹنٹوں کی حمایت کرے گا سرے سے خاتمہ ہو گیا، تاہم جنوبی جرمنی کے شہر سویس متحدین سے محروم ہو کر لو تھمری جماعت میں شریک ہو جانے اور جمعیت شمل کالڈے کی تعداد کو بڑھانے پر مجبور ہوئے۔ اس طرح ۱۵۳۱ء کے آغاز تک جرمنی میں پراٹسٹنٹوں کی حیثیت میں اصلاح ہو چکی تھی۔

اگر چارلس کو ذرا ابھی فرصت ہوتی تو وہ بلاشبہ تلوار کی ٹانگی سے چارہ جوئی

کرتا۔ لیکن اب کے بھی سیاسی مجبوریاں سدرہ تھیں فرانس کی صلح کسی حالت میں محفوظ چارلس پوروی کی مشکلات کی وجہ سے براشٹنٹوں کے خلاف چارہ بجوئی کرنے سے باز رہتا ہے

دوبارہ اس کے مقبوضات پر چڑھائی کرنے کی دھمکی دے رہا تھا۔ اسپین حسب عادت اس کی غیر موجودگی کا شاک تھا۔ آفریقہ میں باربروسہ کی بحری قزاقی اس کی توجہ کی محتاج تھی۔ اور نہ چارلس کیتھولک رؤسا کی ناقابل اعتماد حمایت پر بھروسہ کر سکتا تھا۔ جون ۱۵۳۱ء میں اس نے پانچ ارباب انتخاب سے بڑی مشکل کے ساتھ اپنے بھائی فرڈیننڈ کو شاہ روما کی حیثیت سے منتخب کروایا تھا۔ لیکن سیکزنی کے جان نے اس کے خلاف احتجاج کیا اور پوریا کے دو ڈپوک اور دیگر اشخاص اس سے مل گئے جو اپنی کیتھولک ہمدردیوں کے باوجود میسبرگ کے ترقی پذیر اقتدار سے خائف ہونے لگے تھے۔ مذہبی مشکلات کے تصفیے کے توقعات سے مایوس ہو کر چارلس اس مسئلے میں لیت و لٹ کرنے لگا۔

عہد نامہ نیورمبرگ دغہ جولائی ۱۵۳۲ء میں اس نے وعدہ کیا کہ ایک عہد نامہ نیورمبرگ مجلس عامہ کے انعقاد تک ایوان شہنشاہی کی کارروائیوں کو ملتوی کر دیا جائے گا۔ اور مجلس رئیس بن میں جو اس کے بعد منعقد ہوئی، اس نے ذمہ لیا کہ اگر پوپ چھ مہینوں کے اندر مجلس عامہ منعقد نہ کرے تو مذہبی مشکلات کے تصفیے کے لئے وہ ایک جنرل اسمبلی کو طلب کرے گا۔

چارلس کو کم از کم ترکوں کے خلاف براشٹنٹوں کی وفادارانہ حمایت کا پھل ملا۔ اس کا لشکر جس میں اسپینی، اطالوی اور اہل ندرلینڈز کے سربراہیدہ داخل تھے اتنا بڑا تھا کہ اس سے پہلے اس کی قیادت میں کبھی اتنی بڑی تعداد فوج نہیں آئی تھی۔ اور سلیمان گنس کے بہادر مدافعين کے قوت و نفعنگ سے پسپا ہو کر واپس ہو گیا اور ایک آدھ گھڑی تک میدان کی لڑائی کی تاب نہ لاسکا۔ باایں مہم شہنشاہ اپنی فوج سے فائدہ اٹھانے کے قابل نہیں تھا۔ اٹلی اور اسپین کے معاملات شدت کے ساتھ اس کی موجودگی کے طلب گار تھے۔ لہذا ۱۵۳۲ء کے خزاں میں اس نے آپس کو عبور کیا



لیکن دوبارہ اس کو یورپی پیچیدگیوں میں مبتلا ہونا تھا۔ اور مزید سات سال تک پراٹھٹ مذہب کو کسی نے ایذا نہیں پہنچائی۔

عہد نامہ نیورمبرگ کے تحت پورے عرصے کے بعد سیکزنی کے جانِ راسخ کا انتقال ہو گیا۔ وہ اپنے بھائی فریڈر ایک دانا (جس کا جانشین وہ ۱۵۲۵ء میں ہوا تھا) سے بھی بڑھ کر پراٹھٹ مذہب کی جانب مائل تھا۔ فریڈر ایک روما سے کبھی بے تعلقی نہیں ہوا تھا۔ جانِ جمعیت شمل کالڈے کے قائدین میں سے ایک تھا۔ اور اپنے علاقے کے اندر ایک ایوینچلی کلیسا قائم کی تھی۔ تاجم آخر دم تک اس نے ایک درمیانی سلک قائم رکھنے کی کوشش کی نیز سلطنت میں تفریق پیدا کئے بغیر اور شہنشاہ کی اطاعت گزاری سے دست بردار ہوئے بغیر پراٹھٹ کلیساؤں کے لئے موقع نکالنا چاہتا تھا۔ اعلیٰ درجے کے قوائے ذہنی سے بے بہرہ ہونے (اور بہت جیسیم ہونے اور سریع الفہم نہ ہونے) کے باوجود اس کے کردار کی سادگی اور راستناری اور اپنے معتقدات کے ساتھ دلیرانہ وابستگی، یہ تمام چیزیں اس کو ایک ہیرو بنا دیتی ہیں۔ اور شاہ لوٹھر اور پراٹھٹ جرمی اس سادہ اور بے ریا انسان کے سب سے زیادہ احسان مند ہیں۔

### ۳۔ یورپ کی مجھنیں اور پراٹھٹ کی خوش قسمتی ۱۵۳۲ء سے معاہدہ کر سپی تک

چارلس پنجم کے اپنے عہد فرزانہ دانی میں سخت تناقضات و مشکلات ہیں گھرے رہنے کی مثال ۱۵۳۲ء سے عہد نامہ کر سپی تک کی مدت میں جس توضیح کے ساتھ ملتی ہے کسی اور زمانے میں نہیں ملتی۔ اگر عادی کم تر وسیع ہوتے تو وہ زیادہ چارلس کی یورپی کا مایاب ہوتا، لیکن اسی کے دعاؤں کی شان و شوکت ہی نے ایک کو بھی بدرجہ انم پورا ہونے نہ دیا۔ مقدس سلطنت روما کے سردار کی حیثیت سے اس کا فرض تھا کہ کلیسا کی وحدت کی حفاظت کرے، اتحاد کی بیج کنی کرے اور پاپائی اقتدار کی حمایت کرے۔ تاہم شاہ جرمنی کی حیثیت سے اس کو اتحاد کے دبانے میں تاخیر کرنے پر اس لئے

مجبور ہونا پڑا کہ ترکوں کے خلاف پراسٹنٹ فرقے کی حمایت حاصل کرنا از حد ضروری تھا۔ بحیثیت شاہ جرمنی اس کا مشاء تھا کہ شاہی اقتدار میں اضافہ کیا جائے اور اتفاق و اتفاق کے میلانات کو دبایا جائے۔ اور آسٹروی علاقوں کے فرمانروا کی حیثیت سے خاندان ہابسبرگ کے اغراض و مفاد میں وسعت دی جائے، لیکن ان دونوں آخر الذکر مقاصد نے بہت سے کیتھولک رؤسائیک کے دلوں میں عداوت و خصومت کی لہر دوڑا دی۔ شاہ اسپین اور آقائے اٹلی کی حیثیت سے اس پر لازم تھا کہ اپنے علاقوں اور بحیرہ روم کو مسلمانوں کے حملوں سے محفوظ کیا جائے۔ لیکن اس میں اور دیگر ہرام میں اس کا مستقل حریف ہمیشہ مزاحمت کرتا رہا، جس نے نہ صرف اس کے خلاف پوپ سے ساز باز کی بلکہ جس زمانہ میں اپنے ملک کے مصلحین پر جبر و تشدد کرتا تھا عین اسی زمانہ میں جرمنی کے پراسٹنٹوں سے انگلستان کے بدعتی بادشاہ اور غنی کہ غیر مذہبی (سلیمان) سے اتحاد قائم کیا۔

اس عہد کے امور واقعی کو ہمیں نہایت اختصار کے ساتھ بیان کرنا چاہئے۔ جو بذات خود اعلیٰ اہمیت نہیں رکھتے۔ بہ استثنائے آفریقہ شکل ہی سے کوئی نیا مسئلہ پیدا ہوا اور یورپی معاملات کی حالت میں کوئی مادی تغیر واقع نہیں ہوا۔ چارلس نے سردست تو مشرق کی جانب سے مسلمانوں کے حملوں کو روک دیا۔ اور اب اسے اپنی توجہ ان کی جنوب مغربی نقل و حرکت کی طرف مبذول کرنی پڑی۔ فرڈیننڈ کیتھولک کی فتوحات کی بدولت اسپینیوں سے آفریقہ کے شمالی ساحل پر ملایا سے لے کر طرابلس تک مقبوضات حاصل کئے تھے اور الجزائر اور تیونس کے فرمانرواؤں کی حیثیت گھٹا کر ان کو تابع بنایا۔ بربروسہ کے ساتھ لڑائی اچھا تھا۔ تاہم ۱۵۱۷ء کے بعد سے اسپینیوں کو متعدد جون تا اگست ۱۵۳۵ء انقلابات اور گردشوں میں مبتلا ہونا پڑا۔ خصوصاً دونوں باربروسوں (Barbarosas) کے عروج کے زمانے سے

یہ دو شخص جو ایک یونانی یا ایک البانی مغرور سپاہی کے بیٹے تھے الجزائر کے مالک بن بیٹھے تھے۔ یہو راک فرزند کھلاں ۱۵۱۸ء میں مقتول ہوا۔ لیکن بہرہ دین اس کے چھوٹے بھائی نے تیونس کے حکمران خاندان کے متنازع میں مداخلت کی اور ۱۵۳۳ء میں اس ملک کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ سلیمان کی تائید حاصل کرنے کی غرض سے

اس کی فتوحات پر قبضہ رکھنے پر رمانندی ظاہر کی، اور ۱۵۳۳ء میں ترکی پڑے کی کمان بھی حاصل کی۔ اسی شنائیں خود اس کا بیڑا بحیرہ روم کو دھکی دے رہا تھا، اور لوٹ مار کر کے سواحل اسپین و اٹلی کا ناک میں دم کر دیا تھا، اور عیسائیوں کو ابھار لیا کہ آفریقہ کے بردہ فروشی بازاروں یا مشرق میں فروخت کر دیا جاتا تھا۔ آفریقہ میں ایک جدید اسلامی اقتدار کا عروج جس کی دجھائی سے فرانسس شرماتا نہیں تھا فوری توجہ کا طلبکار تھا۔ لہذا چارلس نے جدید پوپ پال ثالث (فارنسیس) کے ساتھ اپنے اتحاد کی تجدید کر کے، اور حتی الامکان معاملات اٹلی کا تصفیہ کر کے اسپین کو رد نہ ہوا۔ وہاں سے اندریا ڈوریا کے تخت ایک بیڑے اور ایک لشکر کے ساتھ جس میں سپاہ کو نہ صرف اس کی سلطنت کے مختلف حصوں سے بھرتی کیا گیا تھا بلکہ مالٹے کے مبارز بھی آئے تھے وہ آفریقہ کو روانہ ہوا (جون ۱۵۳۵ء) اور نام مولا حسن کی تائید کا تھا جو سلطنت نیوٹس کے دعویداروں میں سے ایک تھا۔ اس مہم کو شاندار کامیابی حاصل ہوئی۔ سلیمان امداد نہیں سمجھ سکا اور فرانسس امداد دینے سے یا تو گھبرا گیا یا شرمندہ ہو گیا تھا۔ بندرگاہ غالیطہ پر زبردست دھاوا کر کے ایک ہی حملے میں لے لیا، اور بربروسہ کی فوج کو میدان جنگ میں شکست دی۔ نیوٹس میں عیسائی اسیروں نے اپنے قید کرنے والوں کے خلاف بغاوت کر دی، اور بربروسہ کو اس ملک کے تھیلے پر مجبور ہونا پڑا۔ جس کو اسپین کی آقائی کے تحت مولا حسن کے حوالے کیا گیا۔ (اگست ۱۵۳۵ء) اگرچہ اس مہم نے بے حد جوش پیدا کر دیا اور شہنشاہ کی شہرت میں بھی اضافہ ہوا لیکن یورپ میں اس کی توقعات میں کوئی متغیرہ اضافہ نہیں ہوا۔

فرانسس کا ہرگز ارادہ نہیں تھا کہ عہد نامہ کبرے کی پابندی کرے اور غم مہم کر چکا تھا کہ کم سے کم میلان کی ڈچی واپس لے لے۔ لہذا وہ ایک عرصے سے جرمنی اور اٹلی میں سازشیں کر رہا تھا۔ کلیمنٹ ہفتم کی حمایت حاصل کرنے کی غرض سے اس نے اپنے دوسرے بیٹے ہرنری آریان کا کیتھولک ڈی پلوسی سے اس شرط پر عقد کر لے گا وعدہ کیا تھا کہ اٹلی میں ڈیوک کو ایک صوبہ عطا کیا جائے گا یہ وہ صوبہ تھا جس میں غالباً پلان بھی شامل تھا۔ لیکن پوپ کی وفات (۱۵۳۴ء) نے اس کی توقعات پر پانی پھیر دیا۔ فرانسس

فرانسس کی  
سازشیں

نے جمعیت شمل کا ڈے کے ارکان کے ساتھ بھی گفت و شنید چھیڑ دی تھی (لیکن جمعیت مذکور نے ایک ایسے شخص کی تائید سے انکار کر دیا۔ جو خود اپنے ملک میں پراٹھٹٹ جاعت پر دست تعدی دراز کر رہا تھا) نیز اس نے سلیمان کے ساتھ ایک تجارتی معاہدہ طے کیا جس میں یہ تجویز بھی زیر بحث لائی گئی تھی کہ میلانیوں پر متحدہ حملہ کیا جائے۔ فرانسس نے اس کے بعد فرانسسکو اسفورزا کے ساتھ ایک ناکام سازش شروع کی، اور اپنے خفیہ گماشتے مراویگلیا کے قتل کی وجہ سے اس رئیس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ میلانیوں تک رسائی نہ کرنے کے لئے ڈپوک سیووائے کے علاقے میں سے گزر پڑتا تھا۔ فرانسس کے چارلس ہشتم کے زمانے سے سیووائے فرانس کا دوست رہا اور اس کی افواج کو آمد و شد کی اجازت دے رکھی۔ لیکن موجودہ ڈپوک چارلس سوم نے پرتگال کی بیٹرکس سے عقد کیا تھا جو شہنشاہ کی سالی تھی، لہذا اس نے اب اپنے ملک کے اندر سے فرانسیسی افواج کو گزرنے کی مخالفت کر دی تھی۔ لہذا فرانسس نے ارادہ کر لیا کہ سیووائے اور بیڈمنٹ پر قبضہ کرے۔ اسی اثنا میں اس نے جنیوا کے کالونیوں کی تائید کی جو سیووائے کے ڈپوک اور اسقف سے بغاوت کر رہے تھے، اور برن کے سویسوں کو ضلع دادا پر حملہ آور ہونے کی ترغیب و تحریص دلائی۔

اس موقع پر سلیمان کے اسفورزا کی وفات (۲۴ اکتوبر ۱۵۳۵ء) نے اس کے معاملات کی حیثیت بدل دی۔ اسفورزا اپنے خاندان شاہی کے آبائی سلسلے کا آخری رکن تھا۔ لہذا میلان اب بحیثیت آقا کے چارلس کے تحت چلا گیا۔ شہنشاہ نے اسفورزا کی وفات (۲۴ اکتوبر ۱۵۳۵ء) کو کہ ابھی ابھی برس برس کی مہم ختم کی تھی اس لئے فرصت کا طالب تھا۔ لہذا اس نے شاہ فرانسس کے ساتھ گفت و شنید شروع کر کے اس کو باتوں میں بہلا لئے لگا۔ فرانسس اپنے دوسرے بیٹے ہنری

ڈپوک آریان کے لئے میلان کا مطالبہ کرنے لگا۔ چارلس نے کہا کہ اس کے تیسرے فرزند ڈپوک آگولیم کے حوالے کیا جائے گا بشرطیکہ وہ ایک آسٹریائی شہزادی سے عقد کر لے۔ فرانسیسی کو وہ آپس عبور کرتے اس دوران میں فرانسیسیوں نے درہ سوسا کی راہ سے اوپر پورن پر قابض ہو جاتے کوہ آپس کو عبور کر کے ٹیورن پر قبضہ کر لیا (اپریل ۱۵۳۶ء) پس یہ ہونا ہی تھا کہ چارلس نے اپنی نقاب الٹ دی۔

اور شاہ پیر الزام عائد کرنے لگا کہ وہ یونفا ہے اور محمدوں اور بے دینوں کے ساتھ اتحاد قائم رکھتا ہے، لہذا اس کو شخصی مقابلے کی دعوت دی اور یہ تجویز پیش کی کہ برگنڈی اور سلیمان فتح کا انعام قرار دے جائیں۔ اس سے انکار کر دیا گیا تو انٹونیو ڈی لہوا نے شہنشاہی لشکر کی سرکردگی میں لیبیا کو عبور کیا (دسمبر ۱۵۳۶ء) مارکوٹس آف سالوزو جو پے مون میں فرانسیسی فوج کی قیادت کر رہا تھا شہنشاہ سے جا ملا اور چارلس پنجم کے قبضے سے بے پروائی برت کر پراونس پر دباؤ ڈالنے لگا اور توقع یہ تھی کہ فرانس کو ایک فیصلہ کن لڑائی پر مجبور کیا جاسکے گا۔ فرانسیسیوں نے اپنی قدیم عادت کے خلاف چارلس کا پراونس پر ناکام فیصلے کا سہارا لیا اور واپس ہوتے ہوئے حملہ جولاہی (ستمبر ۱۵۳۶ء) تک کوتاہ و برباد کرتے گئے اور اوگٹن اور ویلنس کے مستحکم مقامات میں خود کو پہنچا دیا۔ شہنشاہی افواج

ان مقامات پرورش کرنے سے قاصر رہیں اور قلت غذا اور مرض سے تباہ حال ہو گئیں۔ خود ڈی لہوا بھی اسی کا شکار بنا۔ (ستمبر ۱۵۳۶ء)۔ چارلس کامیابی سے ناامید ہو کر اس ملک کا تخلیہ کرنے پر مجبور ہوا (۲۳ ستمبر) اور اسپین کو واپس ہوا تاکہ وہاں اپنے اس اعزاز و وقار کو دفن کر دے جس کو اس نے پراونس میں بے جا کر دیا تھا۔ حامیان شہنشاہ نے پیکار ڈی اور لینگیڈاک پر جو حملہ کیا وہ بھی اسی طرح ناکام رہا اگرچہ پیکار ڈی میں بدوران کارزار فرانسس نے رابرٹ دی لامیک کی چھوٹے ایجوکیشن کو تھکوا دیا جو عالم شباب سے اس کا فوجی رفیق اور اس کی سرگزشت کا مصنف بھی تھا۔

پیکار ڈی، لینگیڈاک | ۱۵۳۷ء میں فرانسیسیوں نے آرتو اپر چڑھائی کی پے مون ارٹائے او پے مون کی جنگ انک جاری تھی اور سلیمان اپنے حالیہ معاہدے کی تعمیل میں نیپلز پر حملہ آور ہونے کے لئے بربروسہ کو روانہ کر چکا تھا سمجھوتہ کے بعد بذات خود ہنگری پر چڑھائی کی سلیمان اور ایسک میں فرڈیننڈ اور ایسک میں فرڈیننڈ کو شکست دی (۸ اکتوبر) کو شکست دیتا ہے۔ اکتوبر ۱۵۳۷ء سلیمان کے ساتھ فرانسیسیوں کے اس اتحاد

لہ ہوا اس میں ہوس کے انتقال کے بعد فرڈیننڈ کو شاہ ہنگری کی حیثیت سے تسلیم کر لیا گیا

نے یورپ کے طول و عرض میں آتش غضب بھڑکا دی پال سوم نے جو اس وقت تک غیر جانب دارانہ طرز عمل اختیار کیا تھا اب ایک ثالث کی حیثیت سے مداخلت کی۔ فرانس معاہدے سے ناراض نہیں تھا اور جنگ کے جاری رکھنے سے چارلس کی کوئی توقع وابستہ نہیں تھی۔ گھنٹ کی بغاوت ۱۵۳۷ء کا حملہ پینڈلر شہنشاہی اقتدار کو دھمکی دے رہا تھا اور ادھر شمال میں گھنٹ کے لوگوں نے نیندر لینڈز کے ایمینٹ (نائب السلطنت)

کی جانب سے عائد کردہ محاصل کے خلاف بغاوت کر دی تھی (۱۵۳۷ء) ہند انیس میں دس سال الٹوائے جنگ کا معاہدہ طے کیا گیا (۸ جون ۱۵۳۸ء)۔ اس الٹوائے جنگ سے عہد نامہ کیمبرجے کی توثیق ہوئی۔ حربوں نے اپنے متحدین کا ساتھ چھوڑ دیا اور ہر فریق کے فتح نیس کا الٹوائے جنگ کردہ علاقے اسی کے قبضے میں دے دیے گئے۔ اس طرح اس کا ۱۸ جون ۱۵۳۸ء وبال سیوائے کے ڈیوک پر پڑا۔ فرانس سیوائے اور پئے مون کے دو ٹکٹ حصے کو اپنے قبضہ میں لے آیا سیویوں نے اس کے بعد

سے ضلع واد پر قبضہ کر لیا اور بقیہ علاقے شہنشاہ کے قبضے میں آ گئے اور صرف نیس بدعیب ڈیوک کے لئے چھوڑ دیا گیا اس کے بعد انگیس مورٹس میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی (جولائی ۱۵۳۸ء)۔ فرانس نے اس توقع میں کہ اسلحہ سے جو چیز حاصل نہیں ہو سکتی تھی وہ ممکن ہے کہ مصالحت سے دستیاب ہو جائے چارلس کے ساتھ انتہا درجہ دوستانہ طرز عمل اختیار کیا۔ مارشل ڈی مائٹرنسی نے جس نے پروانس کی لڑائی میں بے انتہا شہرت حاصل کی تھی فرانس سے اصرار کیا کہ چارلس کے ساتھ اتحاد قائم کر لے اور یہاں تک مشورہ دیا کہ انگلستان پر مشترکہ چڑھائی کی جائے جہاں پوپ کے خلاف مہمیں ہشتم کی تہا اور اسقف فشر اور سرٹامس مور کے قتل نے رعایا میں بیزاری و بے صبری کی ہر دوڑ اُدی تھی۔ اگرچہ فرانسس نے اس کو رد کر دیا لیکن گھنٹ کے باشندوں نے امداد کے لئے ایک عرضداشت روانہ کی پھر بھی اس کے کان پر جوں نہیں چلی اور اس کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ (دیکھو صفحہ ۲۳۲) لیکن زاپولیا، وائیڈوڈے آف ٹرانسلوینیا نے اس کے دعویٰ کی مخالفت کی اور اس کی تائید سلیمان کر رہا تھا۔

کچھ عرصے کے بعد شہنشاہ کو فرانس کی راہ سے گھنٹ جانے کا موقع دیا۔  
 چارلس کی آمد پر شہر گھنٹ نے فرانسس کی امداد کی توقع سے مایوس ہو کر اطاعت قبول کر لی  
 چارلس گھنٹ کی بغاوت (۶ فروری ۱۵۶۴ء) اور اپنے تہوہ و میہب کی بجلی  
 کو دبا تا ہے ۶ فروری ۱۵۶۴ء قیمت ادا کی۔ چودہ سربراہ اور دہ شہروں کو قتل کی  
 سزا دی گئی۔ شہری مراعات چھین لئے گئے زبردست

جرمانہ عاید کیا گیا اور شہر کی دیواروں کے اندر ایک فوج دستے کو جگہ دی گئی اس واقعے نے  
 اس قدیم شہر کی تباہی کو مکمل کر دیا اور اس کی تجارتی افضلیت بروجن کی طرح کپ کی اطراف  
 تجارتی راستہ دریافت کرنے کی بدولت اینٹورپ کو منتقل ہو گئی تھی۔

ایک لمحے کے لئے تو کچھ ایسا معلوم ہوا کہ شاہ اور شہنشاہ اپنی طویل رقابت کو  
 بالائے طاقت رکھیں گے اور ٹھہریں اور نزکوں کو رکے اور باز رکھنے کے لئے آپس میں  
 متحد و متفق ہو جائیں گے۔ یہ قابل تعجب نہیں ہے کہ چارلس نے اپنے دل میں ایسے خیالات  
 جرمنی میں مذہب باندھے تھے۔ سلیمان فرانسیسی اتحاد سے جرأت پیدا کر کے ازسرنو  
 پراسٹنٹ کا عروج ہنگری کو دھکی دینے لگا اور بربروسہ الجزائر سے اب تک بحیرہ روم  
 کو خوف و لاہ پانگھا۔ اندر دن ملک بھی خطرات کچھ کم نہیں ہو گئے

تھے۔ پراسٹنٹ مذہب عہد نامہ میوربرگ بابت ۱۵۳۲ء سے ترقی پائی تھا ۱۵۳۲ء  
 میں وٹمبرگ کے ڈپوک الریج کو ریاست واپس مل گئی جہاں سے اس کو بموجب جمعیت  
 سویٹیا ۱۵۱۹ء میں نکال دیا گیا اور اُس ملک کو چارلس کے بھائی فرڈیننڈ کے حوالہ کر دیا  
 گیا تھا۔ اس ریاست کی واپسی میسی کے فلپ کی جانب سے عمل میں آئی جس نے فرڈیننڈ  
 کی افواج کو جنگ لافن (مئی ۱۵۳۳ء) میں شکست دی تھی لیکن جان الکٹرٹریوس نے بھی  
 اس کو منظور کر لیا اور اگرچہ وہ رومن کیتھولک تھا لیکن فاڈان ہیمپسبرگ کی پستی کو دیکھ کر  
 خوش ہوا۔ الریج کے ڈپوک نے فوراً اپنی ریاست میں پراسٹنٹ مذہب قائم کر دیا۔ جامو  
 شیوٹنگن مصلحین کی جائے پناہ بن گیا، اور جنوبی جرمنی کی کیتھولک ریاستوں کے اتحاد و محکم میں  
 مستقل رخنہ ڈالا گیا۔

شمال میں زبر سرکردگی جان لیڈ نیسٹر میں اناپسٹول کا جو انقلاب ۱۵۳۳ء کے  
 موسم بہار میں رونما ہوا اسکا پتھر کی جماعت کے ساتھ قیام مصالحت کی دھمکی دے رہا تھا۔

اس مذہبی سودائی نے جس نے بے نظام عیاشی و بدکاری کو عجیب طرح کے مذہبی خیالات کے ساتھ متحد کیا تھا۔ ایک اشتراکی نوعیت کی ریاست کے قیام کی کوشش کی اور خود منسٹر میں انا پیسٹ پیغمبر اور بادشاہ ہونے کا اعلان کر بیٹھا لیکن انتہا درجہ پر جوش طرفداری ہی تھیں اور اس مذہبی مجنون کے خیالات میں کوئی تعلق

۱۵۳۹ء

نہیں کر سکتی تھی۔ جس طرح کہ شورش مزارعین میں پیش آیا تھا ایسی کے فلپ نے جو جمعیت شغل کا لڑے کے نہایت سربراہ اور وہ ارکان میں سے تھا قیام امن کی غرض سے فوج کو جمع کیا جان لیڈنی مارا گیا اور اس کے بدن میں منتشر ہو گئے۔ نیز منسٹر اس کے اسقف کو واپس دلا دیا گیا (۱۵۳۹ء) بغاوت کی سرکوبی کی بدولت انا پیسٹوں کے اشتراک و سازش سے میرا ہو کر لوٹھریوں نے شمال جرمنی میں تبلیغ مذہب کے کام کو جاری رکھا۔ ۱۵۳۵ء میں جو کم اول الکٹر بریڈبرگ نے، اور ۱۵۳۹ء میں سیکرٹری کے ڈپوک نے (جو اس خاندان کے آلبرٹینی شاخ کا رکن تھا) اور جن میں سے دونوں کے دونوں بچے کیتھولک تھے، انتقال کیا۔

جارج ڈپوک آف سیکرٹری ان کے جانشینوں میں سے پہلی نے تو لوٹھری مذہب اختیار کر لیا اور جو کم ثانی نے مصباحی مسلک اختیار کیا اور اس کا چھوٹا سبھا کی جان تیو مارک کا مارگرٹ جو جدید خیالات کا سرگرم پیرو بن گیا اور بہت سے چھوٹے چھوٹے روٹس نے ان کی پیروی کی۔ اور اختتام ۱۵۳۹ء تک اہم کیتھولک ریاستوں میں صرف آسٹریا، بوریہ۔

جارج ڈپوک آف سیکرٹری اور جو کم اول الکٹر بریڈبرگ کی وفات اور ان کے جانشین پہلی اور جو کم ثانی ۱۵۳۹ء

پلاٹینی۔ برٹوک۔ دالمن ٹیل اور تین مذہبی الکٹریاں رہ گئی تھیں۔ مزید برآں، الکٹر کوٹون ہرمین دآن ڈیروید کی نسبت یہ شہور تھا کہ اس کی حالت بھی متزلزل ہے۔ کچھ دنوں کے بعد وہ اور الکٹر پلاٹین نے پراسٹنٹ مذہب کو اختیار کر لیا۔

چارلس آزادی حاصل کرنے کی غرض سے فرانسس کو ماکام شراٹ پیش کرتا ہے اس خطرے نے فوری کارروائی کا مطالبہ کیا لیکن یہ اس وقت تک ناممکن تھا جب تک کہ فرانس کی غیر جانب داری کا اطمینان نہ ہو جائے۔ لہذا چارلس نے اپنی سب سے بڑی بیٹی کو فرانسس کے



تیسرے بیٹے سے چارلٹس کی لڑائی کے دوران میں ولی عہد فرانس کے مارے جانے کے بعد آئینس کا ڈیوک بن گیا تھا۔ بیاہ دیئے پر رضا مندی ظاہر کی۔ اس نے وعدہ کیا کہ ڈیوک کے علاقہ سے فرینچ کو مٹی اور زہرینڈز کو تختی کر دے گا بشرطیکہ فرانسس اپنی طرف سے اس کو برگنڈی کی ڈچی عطا کر دے۔ میلان کے تمام استحقاقات اور فلیبنڈرز کی آفاقی سے دست بردار ہو جائے اور سپوائے اور پیئے مون کے مفتوحہ علاقوں کو سپوائے کے ڈیوک کے حوالے کر دے اس کا مطلب برگنڈی کی قدیم ریاست ڈیوک کی تجدید ہوتا، لیکن سلطنت کی جنگی خدمت کے لئے عطا کردہ جاگیر (Fief) کی حیثیت سے۔ اور بدستبہ ہے کہ آیا فرانسس کسی بھی صورت میں نہ صرف پیئے مون کے فئوج کو بلکہ ملان کو بھی قطعی طور پر رکھو بیٹھنے کو منظور کر لیتا۔ حاصل کلام یہ کہ اٹلی کے دعاوی نے سمجھوتے سے باز رکھا بالآخر ایک دن کی بحث و تمکار کے بعد کہ آیا آریان کا ڈیوک فوراً قبضہ کر لے اور آیا ڈیوک لاوڈمر نے کی صورت میں یہ علاقے چارلس کو عود کریں چارلس نے اپنے بیٹے فلپ کو ملان کی ڈچی دے دی (اکتوبر ۱۵۴۷ء) اور فرانسس نے دوسری مرتبہ اسلحہ سے چارہ جوئی کرنے کا ارادہ کر لیا۔

جنگ کو پیش نظر رکھتے ہوئے شہنشاہ نے پراسٹنٹوں کے خلاف استعمال اسلحہ کے عدم امکان کو محسوس کیا۔ سوائے اس کے اور کوئی چارہ کار باقی نہ تھا کہ آپس کے سمجھوتے سے معاملے کو طے کیا جائے۔ اور اس مقصد کے لئے اس نے ۱۵۴۱ء کے موسم بہار میں مجلس ریائین کو طلب کیا۔

مجلس ریائین میں پراسٹنٹوں کے ساتھ مصالحت کی کوشش

۱۵۴۱ء

کچھ عرصے تک تو امکانات مصالحت کی امید فرا حالت بری کچھ دنوں سے اٹلی میں اصلاح دین کی ایک جماعت نمودار ہوئی تھی جس کی قیادت ریچناڈ پول انگلستان کا ایک مفسر و

وینشین کشا رہی، جو اس وقت جرمنی میں پایائی وکیل تھا اور مورول اسقف ماڈینا کے ہاتھ میں تھی یہ جماعت فضلا و جس نے اس ارتیا بی جذبے کے خلاف رد عمل کی نمائندگی کی تھی جو لیو دہم کے عہد میں اٹلی میں غلبہ پا چکا تھا، مسئلہ عفو و معافی میں لو تھر کے خیالات کے قریب آچکی تھی اور ان خرابیوں کی اصلاح کے لئے جنہوں نے روما کے

کلیسا کی ہیئت بدل دی تھی اسی طرح ہمیں تھی جس طرح کہ خود لو تھرتھا۔ حتیٰ کہ پال سوم نے اعلان کیا کہ وہ بھی کچھ نہ کچھ کرنے کا متہنی ہے۔ ریپٹن میں علمائے مذہب کی ایک کانفرنس زیر صدارت گرینول منعقد کی گئی، جس میں میلان میں، پوینا اور ڈاکٹر ایکٹ بھی جو لو تھرتھے قدیم مخالفین تھے نمودار ہوئے۔ اور بین تنازع فیہ مسائل گناہ، شفاعت، اور نجات پر ایک سمجھوتہ کیا گیا خود مجلس میں مختاروں اور شہروں کے ایمین کی کثرت نے اس سمجھوتے کی موافقت میں اعلان کیا۔ اور پول نے امن و اتفاق پر اظہار مسرت کیا لیکن ان توقعات کو پورا ہونا نہ تھا ایوان رؤسا میں زبردست اختلاف پیدا ہو گیا۔ پوپ نے اصرار کیا کہ اس کو اقتدار حاصل رہے، اور عثمانیے ربابی کی نسبت رومی خیال کو تسلیم کر لیا جائے لیکن وہ کھینچو لک کی صداقت و صاف دلی کو ماننے سے قاصر تھا۔ اگر اس مسئلے میں سیاسی اعتبارات سے رکاوٹ نہ بھی پیدا ہوتی تو یہ نہایت مشتبہ ہے کہ آپا کسی اطمینان بخش نتیجے پر پہنچنا ممکن تھا اور سیاسیات خارج نہیں کی جاسکتی تھی۔ پراٹسٹنٹ فرقے مجھے ساتھ چارلس کی مصاحبت اس کو دوبارہ متحد شدہ جرمنی کے آقا کی حیثیت سے بھید طاقتور بنادینی اور سلطنت کے اندر اور باہر زبردست مخالفت کو برداشت کرنے کی ضرورت نہ پڑتی فرانسیس اور پوپ نے روسا کے ساتھ جن میں سے اکثر ہیپیبرگ کے اثر سے حد کرتے اور اپنے سیاسی مراعات کے کھو جانے کا خطرہ محسوس کرتے تھے سازشیں شروع کر دیں شہنشاہ نے ناکام تجویز پیش کی کہ سردسٹ ان شرائط کو قبول کر لیا جائے جن پر علمائے مذہب نے اتفاق کر لیا ہے اور یہ کہ دوسری شرائط کی نسبت دونوں جانب سے رواداری برقی جائے۔ ایوان رؤسا نے سمجھوتے کو مسترد کر دیا جس سے چارلس نہایت برا فروختہ ہوا۔ اس طرح ان دونوں مذہبی جماعتوں کے مابین جو سیاسی مخالفت کی وجہ سے تباہ حال ہو گئی تھیں مصاحبت کا آخری موقع بھی ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور یہ ایک ایسی مصاحبت تھی کہ اگر وہ مادی صورت اختیار کرتی تو جرمنی بلکہ یورپ کی بھی تاریخ بدل جاتی تاہم پراٹسٹنٹ فرقے کو بہت کامیابی ہوئی چارلس نے آئندہ کشمکش میں ان کی تائید حاصل کرنے کی فکر میں ایک

۱۔ (۱) لیکن ایک (Eck) شروع سے آؤنک اس کی مخالفت کرتا رہا۔ چانسلر گرینویل اور کلبھونک پادری گراہر اور فلک اس کی تائید میں تھے۔

اعلان جاری کیا جس کی رو سے "سینس آف آکسبرگ" کے نفاذ کو مزید مدت کے لیے ملتوی کر دیا گیا۔ جن اشخاص نے مذہبی جائیداد کو دنیاوی حیثیت بخشی تھی انہیں اس سبب امداد کو قطعی سمجھو نے تک اپنے قبضہ میں رکھنے کی اجازت دی گئی، تو پھر کے قلعین کو شہنشاہ ہی ایوان میں اسپیروں کی حیثیت سے شریک کر لیا گیا اور ایک مجلس عام کے انعقاد تک کسی کو پوچھری مذہب اختیار کرنے کی ممانعت نہیں تھی۔ پرنسٹنٹ فرقہ کو اپنی غرض و غایت کی طاقت پر اتنا اعتماد ہو گیا تھا کہ ڈیوک آف برنسوک نے جب اس دوریسس کے خلاف شہنشاہی ایوان کے فیصلوں کو سکا سلر سے بوجہ سنوا نا چاہا تو جمعیت فٹمل کالڈے نے اس کو اپنی ڈچی سے نکال باہر کر دیا (۱۵۶۲ء) کا موسم گرما) اور اس طور پر سٹیوکل فرٹے نے شمالی جرمنی سے ایک غیر متعلق اہم ریاست کو بھی کھو دیا۔

فرانسس ادھر جان توڑ کو شش کر رہا تھا کہ جرمنی میں مذہبی اختلافات مستقل طور پر پیدا کر دے اور ادھر جنگ کی تیاری میں مہم نمن مصروف تھا۔ مارشل مون مورانسی کی جس نے چارلس کی دوستی کا مشورہ دیا تھا تو پین وندیل کی کئی اتحادیوں فرانسس دوبارہ اعلان کی جستجو نہایت سرگرمی کے ساتھ ہونے لگی اور بالآخر جنگ کرتا ہے جولائی ۱۵۶۲ء فرانسس کی گماشتہ کے قتل سے جب کہ وہ قسطنطنیہ جاتے ہوئے طانی علاقے سے گزر رہا تھا (۱۳ جولائی ۱۵۶۲ء)

سینس کے انتوائے جنگ کو منقطع کرنے کا مقول بہانہ ہاتھ آگیا۔ لیکن (۱۵۶۲ء) تک کھلم کھلا اعلان جنگ نہیں کیا گیا۔ اس وقفے میں چارلس کو مسلمانوں کے ہاتھوں دونبا ہیاں نصیب ہوئیں۔ ہنگری میں سلیمان زیبولیا (جس کی وفات ۱۵۶۴ء میں ہوئی تھی) کے بیٹے کی حمایت کے لئے پیش قدمی کر کے سبقام بودا فردینڈ کو ایک تباہی خیز شکست فاش دی (۳ جولائی ۱۵۶۲ء) اور اکتوبر میں شہنشاہ خود اپنی قیادت میں ایک مہم بربروسہ کے خلاف الجزائر لے گیا لیکن زیادہ تر ساحل افریقہ کے طوفان خیز موسم کی بدولت اس میں بھی ناکامی ہوئی۔

انجادوں کے فراہم کرنے کی کوشش میں فرانسس کو خاطر خواہ کامیابی نہیں نصیب ہوئی۔ ہنری ہشتم جو اس وقت جیمس پنجم کے ساتھ جنگ میں مصروف

اور جس کا خاتمہ سالوے ماس میں اسپکاٹوں کی شکست پر ہوا (دسمبر) اپنے فرانسیسی اتحادیوں کو امداد دینے پر مائل نہیں تھا۔ مزید برآں تاجدار انگلستان اور شہنشاہ کے مابین کیتھرائٹ آف آراگن کے طلاق کے مسئلے میں جو وجہ مخالفت پیدا ہو گئی تھی اب وہ اس کے انتقال کے باعث ایک مذہبک رنج ہو چکی تھی اور اس آف کلیوس اتحادیوں کی فراہمی کے لئے کی طلاق اور ۱۵۳۵ء میں کرامول کی برطرفی کے بعد فرانسس کی کوششیں

تُرک ہو گیا۔ لہذا ہنری نے فرانسس کی درخواستوں کو مسترد کر دیا اور چارلس کے ساتھ از سر نو اتحاد قائم کرنے لگا جرمنی کے پراسٹنٹ شہنشاہ کی مراعات سے مطمئن ہو کر خاموش ہو رہے پوپ پال سوم سلک، غیر جانب داری بر قائم رہا۔ لہذا اب صرف سلیمان، تاجدار ان ڈنمارک و سویڈن اور کلیوس کا ڈیوک فرانسس کے اتحادیوں میں رہ گئے تھے ان میں سے کرسٹین سوم تاجدار ڈنمارک، چارلس سے اس بنا پر براہِ رخت ہو گیا تھا کہ چارلس نے تاج ڈنمارک کے لئے مازان و ٹلباش کی پلاٹینی شاخ کی حمایت کی تھی۔ گیسٹوس واسا ناہ سویڈن نے یہ آفتکار کیا تھا کہ چارلس کی مہربانیوں کی بدولت اس کے کاشنکاروں نے بغاوت کر دی تھی۔ اور کلیوس کا ڈیوک شہنشاہ کے اس دعویٰ پر مغرض تھا کہ گلڈرس کے چارلس کی وصیت کے بموجب جو ۱۵۳۸ء میں لاؤلفوت ہوا تھا گلڈرس اس کو واپس لے۔

فرانسس نے اپنی معمولی چالبازیوں کے برعکس اہل طمان پر راست حملہ آور ۱۵۴۲ء کی لڑائی ہونے سے احتراز کیا اور اگرچہ وہ پچھلے عرصے میں مافت پر کاربند رہا لیکن اپنی پوری توجہ نیدرلینڈز اور روزیلین پر مبذول رکھی پہلی لڑائی (۱۵۴۲ء) سے اہم نتائج مترتب نہیں ہوئے لکن مبرگ ساتھ تو آیا پر چین جانے کے لئے۔ اور روزیلین پر چڑھائی کی کئی توپریکیں کی مزاحمت کی وجہ سے ناکام رہی۔ تاہم ۱۵۴۳ء کے آغاز میں چارلس کی حیثیت کا فی تشویشناک تھی۔ سلیمان

لے (۱) چیمس نے (۱) فرانسس اول کی بیٹی ماکٹیلین (۲) میری آف کائر سے شادی کی تھی۔

ہنگری کے ایک بڑے حصے کا مالک بن بیٹھا تھا اور ایک فیصلہ کن ضرب لگانے کی تیاری میں مصروف تھا۔ بربر دوسرے پئے مون پر حملہ کرنے کے لئے فرانسیسیوں سے ملا چاہتا تھا۔ پوپ اس لئے برجم ہو کر کہ چارلس نے پوپ کے پوتے ایڈویو فارنیس کو مان عطا کرنے سے انکار کر دیا، پراٹسٹنٹ فرقے کو مراعات دے دئے۔ اور ایک مجلس عامہ کا مطالبہ کر رہا تھا، فرانس کی طرف مائل ہو گیا ڈنمارک نے آبنائے ساؤنڈ کا راستہ جرمن جہازوں کے لئے بند کر دیا۔ مزید برآں پشنبہ تھا کہ آیا ہبسی کا فلپ اور سیکزنی کا جان فریڈرک کلبوس کے ڈپوک کی پامالی کو گوارہ کریں گے اور خاص کر اس لئے بھی کہ ڈپوک جان فریڈرک کا برا در نسبتی تھا اور یہ مشہور تھا کہ اس کو پراٹسٹنٹ مذہب کے ساتھ خاص مہر دی ہے۔

تاہم شہنشاہ انگلستان کے ساتھ گفت و شنید صلح میں کامیاب ہوا۔ ۱۵۴۲ء میں جیمس پنجم اسکاٹ لینڈ کے انتقال پر اس کی ریجنٹ (تائب اسطنت) میری گائز نے شاہ انگلستان کی تمام شرائط کو مسترد کر دیا اور فرانس سے اتحاد جاری رکھا۔ لہذا ہنری دوبارہ چارلس کی طرف متوجہ ہوا۔ ۱۱ فروری ۱۵۴۳ء کے عہد نامہ کی رو سے شہنشاہ اور تاجدار انگلستان نے اس امر پر اتفاق کیا کہ فرانس سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ ترکوں کے اتحاد سے دست بردار ہو جائے، ترکوں کی جنگ ہنری کا اتحاد چارلس کے کی وجہ سے سلطنت پر جو مصارف عائد ہوئے، ان کو ساتھ فروری ۱۵۴۴ء بطور ہرجانہ ادا کرے، اور شاہ انگلستان کو ادا شدہ فی حق جات کی ضمانت کی حیثیت سے بولون اور دیگر

شہروں کو حوالے کر دے اگر فرانس نے ان شرائط سے انکار کر دیا تو متحدین اس وقت تک جنگ جاری رکھیں گے جب تک کہ برگنڈی چارلس کو واپس نہ مل جائے اور انگلستان نارمنڈی اور گینی نیز تاج فرانس کی نسبت اپنے استحقاقات کو ثابت نہ کر دے۔

ماہ مئی میں چارلس عجلت کے ساتھ اسپین سے روانہ ہو گیا اور جرمنی میں وارد ہوا جان فریڈرک نے سیکزنی کی غیر جانب داری حاصل کر لی۔ ڈپوک آف کلبوس کے علاقے میں داخل ہوا اور گلڈرس کے دعویٰ سے اس کو دست بردار ہو جانے پر مجبور کیا (اگست)

ستمبر میں بربروسہ اور کونٹ انگیمین نے فرانسیسی افواج کی سرکردگی میں غیس پر مشترکہ حملہ کیا لیکن ڈوریا کی سرکردگی اسپینی بیڑہ اور میلانی فوج کی آمد سے انھیں ہزیمت ہوئی۔ ایک مسلمان کے ساتھ اتحاد قائم کر کے جو نفرت پیدا کی گئی اس کا عوض کرنے کے لئے فرانس

۱۵۶۴ء کے  
خونی واقعات

کو فتوح کا دلا سا بھی کافی نہیں تھا۔ ہنگری میں فی الحقیقت سلیمان بے روک پیش قدمی کئے جا رہا تھا اور اواخر اگست تک ہنگری کا قریباً سارا ملک مفتوح ہو چکا تھا۔ لیکن اس مجلس اسپائرس فروری

۱۵۶۴ء چارلس فرانس کے خلاف سلطنت کی تائید حاصل کرتا ہے

کامیابی کی بھی فرانس کو گران قیمت ادا کرنی پڑی۔ مجلس اسپائرس میں جو فروری ۱۵۶۴ء میں منعقد کی گئی، چارلس نے شاہ فرانس پر عالم عیسائیت کے دشمن ہونے کا الزام عاید کیا۔ اس نے پراسٹنٹ جماعت کے سامنے اس واقعے کا انکشاف کیا کہ فرانس نے

۱۵۳۹ء میں سلیمان کے سامنے یہ شرط پیش کی تھی کہ اگر اس نے میلان کو ملحق کر لیا تو وہ اس کی مدد کرے گا۔ لہذا اس نے نہ ہی امور سے متعلق مزید مراعات عطا کئے۔ اس نے وعدہ کیا کہ ایک عام عیسائی مجلس طلب کیجائے گی اور اگر پوپ نے اس میں تاخیر کی تو وہ نہ ہی مسائل کے قطعی تصفیے کے لئے آئندہ سال ایک اور دوسری مجلس طلب کرے گا۔ پراسٹنٹ فرقہ نے ترک کے ساتھ ناپاک اتحاد کے قیام پر ہزیمت و نفرت کا

اظہار کیا اور شہنشاہ نے ایک اور مرتبہ فرانسیسیوں کے خلاف جنگ میں سلطنت کی تائید حاصل کی۔ اسی موقع پر ڈینیارک نے فرانس کے اتحاد کو خیر باد کہہ دیا۔ فرانس کو اب ایک اہم اتحاد و اتفاق دھکیل دینے لگا۔ پے ملوں میں کونٹ انگیمین نے مارکویس

ڈی گسٹو اور میلان کی فوج پر بمقام سربوس (۱۱ اپریل) ایک فیصلہ کن فتح حاصل کی

حامیان شہنشاہ لیکن جون میں شہنشاہی پسندوں نے لکزمبرگ کی تسخیر کے پیشین چڑھائی کی اور مارن تک پیش قدمی کرتے چلے گئے اور ادھر انگریز ساحل پر اتر پڑے۔ اگر ہنری پیرس پر ایک متفقہ چڑھائی کرنے میں چارلس کے ساتھ اشتراک عمل کے لئے اپنے قول و قرار کی پابندی کرتا تو پائے تخت مسخر ہو جاتا لیکن اپنی خاص تجاویز میں مشغول رہ کر اس نے بولون

کی کامیابی

کے محاصرے میں تاخیر کی، اور پہ شہر ستمبر تک مسخر نہیں ہو سکا۔ اس عہد دیہان نشکئی سے برا فروختہ ہو کر فرانسس اور ترک کے مابین خطرناک استخاد کو توڑنے کی فکر میں اور جہنی میں پراسٹنٹوں کے ساتھ پیش آنے میں آزادی حاصل کرنے کی غرض سے چارلس نے جو علاوہ ازیں رقم کی سخت ضرورت محسوس کر رہا تھا شرائط صلح پیش کر دیں۔

فرانسس زیادہ تر اپنے غیر معتدل طرز زندگی کی وجہ سے سخت علیل تھا

اس کی (محبوبہ) میڈیم دے اسٹاپ کو یہ خوف پیدا ہو گیا کہ شاہ کی وفات کے بعد تمام اثر اس کے ہاتھ سے نکل کر اس کی حریف اور دشمن پائیشیرس کی دینا کے ہاتھوں میں چلا جائے گا۔ جو ایک دفعہ خود شاہ کی داشتہ تھی اور اب ولی عہد فرانسس پر جس کا دور بہت چلتا تھا، لہذا اس نے شاہ کو مجبور کیا کہ شہنشاہ کے شرائط کو منظور کر لے فرانسس نے اس کے کام آئے لہذا اس نے شاہ کو مجبور کیا کہ شہنشاہ کے شرائط کو منظور کر لے فرانسس نے اس کو مان لیا اور ستمبر ۱۵۶۴ء کو عہد نامہ کرپسی کی بدولت دونوں حریفوں کے مابین آخری جنگ کا خاتمہ ہو گیا۔ اس کی رو سے طے یہ ہوا کہ نیس کے انوائے جنگ کے بعد سے بنتی فتوحات عمل میں آئی ہیں اُن سے دست برداری حاصل کی جائے شہنشاہ نے برگنڈی سے اپنے حقوق کو واپس لے لیا۔ اور فرانسس نیپلز کے حقوق اور فینڈرس اور معاہدہ کرپسی | آرٹاے کی آفاقی سے دست کش ہو گیا۔ شہنشاہ نے سمجھ وعدہ ۱۵۶۴ء کیا کہ اگر ڈپوک آف آرنیس نے اس کی بیٹی سے عقد کر لیا تو بندر لینڈ زاو فرنج کو مٹی اس کو دے دیگا یا اگر اس کی بھتیجی

فرڈیننڈ کی بیٹی سے عقد کر لے تو میلان کی نوابی دے دیگا۔ لیکن چارلس نے اس فیصلے کا حق کہ ان میں سے کس کے ساتھ شادی کی جائے اپنے لئے محفوظ رکھا اور عہد نامہ کی تکمیل پر سبوائے اور پئے مون ڈپوک چارلس سوم کو واپس کئے جانے والے تھے۔ بالآخر دونوں حریفوں نے اس شرط کو تسلیم کر لیا کہ ترک کے خلاف عالم عیسائیت کی مدافعت اور کلیسا کے اتحاد و امن کے لئے متحد و متفق ہو جائیں۔

ہنری نے چارلس کے ترک رفاقت کی سخت شکایت کرتے ہوئے۔ فرانسس کے ساتھ اپنی جنگ ۱۵۶۴ء کے گراناٹک جاری رکھی۔ اس کے بعد اس نے وعدہ

عہد نامہ آرڈر س  
۱۵۴۶ء جون ۱۵

کیا کہ اگر فرانسس ایک معینہ رقم آٹھ سال میں ادا کرے اور  
۱۵۴۶ء اور ۱۵۴۷ء کے اقرار کے بموجب مدامی وظیفہ دے تو  
بولون واپس کر دیا جائے گا۔

آرینس کا عقد جس کے ساتھ تاجدار فرانسس کی اتنی ساری توقعات وابستہ تھیں  
اسی ڈپوک کے انتقال کے باعث عالم ظہور میں نہ آسکا (۱۵۴۷ء)۔ لہذا فرانسس اب  
یقیناً پئے سمون اور سیوائے میں فتح کردہ علاقوں کی واپسی پر مجبور نہیں تھا لیکن کہا  
جاتا ہے کہ یہ علاقے چار تباہ کن جنگوں کا جس میں کہا جاتا ہے کہ فرانس کے دو لاکھ  
آدمی کام آئے نہایت ناکافی معاوضہ تھے۔

فرانسس عہد نامہ کرسی کے بعد ڈھائی سال تک زندہ رہا۔ لیکن یہ زمانہ صرف  
فرانس میں ہیوگینٹس کے جو رد ظلم کے لئے قابل ذکر ہے، جس پر آگے بحث کی جائے گی۔  
فرانسس اول کا انتقال ۱۳ مارچ ۱۵۴۷ء کو وہ ٹھیک اسی وقت ایک  
۱۳ مارچ ۱۵۴۷ء  
ایسے مرض کا شکار ہوا جو بے اختیار زندگی کا نتیجہ  
تھا جب کہ وہ بارہویں جرمنی کے معاملات میں مداخلت

کرنا چاہتا تھا۔ فرانسس کے بعض ہی تاجدار اپنی زندگی کے دوران میں اس قدر مشہور  
ہوئے اور تاریخ میں یہ مقام پایا، تاہم اس میں شبہ کیا جاسکتا ہے کہ آیا فرانسس اس  
شہرت و نیک نامی کے لائق تھا۔ اُس کا کردار اگرچہ بعض سطحی دل کشیوں اور  
دل ربا یوں سے قاصر نہیں تھا، لیکن بلند اور اعلیٰ اصول سے یکسر معرا تھا۔ اس کی فیاضی  
نے اسے بے انتہا فضول خرچی اور ذلیل بے اعتدالیوں میں ڈال دیا تھا۔ اس کی  
بہادری میں لطافت و سنجیدگی اور اخلاق کے فقدان کی وجہ سے خرابی پیدا ہو گئی  
تھی۔ اس کی شجاعت، رشید و شکار اور مردانہ بازیوں، حتیٰ کہ اُس کے ادبی اور  
فن لطیف کے ذوق میں بھی، اگرچہ وہ بذاتِ خود قابلِ تعریف ضرور ہیں، اکثر ناکارہ  
اوصاف کو شامل کرتی ہے اور نہ یہ آسانی سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے ہر فن و  
ادب کی سرپرستی اور اُس کی تعلیم کے لئے کایچ فرانسس کے قیام سے  
اپنے ملک کو کس طرح فائدہ پہنچایا۔ بلاشبہ اُس کے عہد میں نشاۃِ جدیدہ کے  
فن تعمیر کا ایک عظیم الشان دریا منڈا جس کی بہترین مثالیں لوڈاور اور اُس کے بعض محلات



ہیں۔ ادب میں رابلیے نے، مصوری میں دونلی کلوٹیوں نے، پست تراشی میں جین گوچوں نے سارے یورپ میں شہرت و ناموری حاصل کی ہے، اور انجینیوں میں سے لیونارڈو ڈاؤنسی اور انڈریا ڈل سارٹو دو مصوروں کا اور فلزات پر نقش کندہ کرنے والا اور بت تراش بونیکو سلیس کا دربار میں خیر مقدم کیا گیا۔ تاہم یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ آیا یہ تجدید فہون لطیفہ شاہی سرپرستی کی بدولت عمل میں آئی، مگر یہ نہیں اور کم سے کم حکومت اور نظم و نسق کے زیادہ اہم امور میں فرانسس کا نام اصلاح کی اہم تدابیر کے ساتھ وابستہ نہیں ہے۔ اس کے عہد میں سرکاری خدمات کو فروخت کرنا ایک رواج میں داخل ہو چکا تھا، شاہی افسروں کی رشوت ستانی میں ترقی اور محاصل میں اضافہ ہو گیا۔ فرانسیسی کلیسا کی آزادی یورپ اور حکومت فرانس کے مابین سمجھوتہ ہو جانے کی وجہ سے سلب ہو گئی۔ اسٹیٹس جنرل کو صرف تین مرتبہ طلب کیا گیا، لیکن کوئی مزید استحقاقات حاصل نہیں کئے گئے۔ یہ امر واقعی ہے کہ امراء کو وادوں میں رکھا جاتا تھا اور بیرونی ممالک کی لڑائیوں میں اور خود دربار شاہی میں خوش رکھا اور بھلایا جاتا تھا۔ ان کا بہت سارا اقتدار کھو گیا لیکن وہی دفتری حکومت کو حاصل ہو گیا۔ اور اس اقتدار کے کھوجانے سے ان کی فائدہ مندی بھی زائل ہو گئی۔ انھوں نے اپنے حقوق کو قائم رکھا، دربار کی بھوٹ اور نا اتفاقیوں کو اٹھارتے اور سمجھوتے رہے اور شدہ شدہ ان کی ایک ایسی فتنہ انگیز اور مفسدہ پرداز جماعت بن گئی کہ اس نے فرانس کو سا لہا سال تک پریشان رکھا۔ حقیقت میں ادنیٰ طبقات سرکاری خدمات کی بدولت ایک حد تک سر بلند ہوئے۔ لیکن ان کا اقتدار صرف ملازمین شاہ اور دفتری حکومت کے ارکان کی حیثیت سے قائم تھا، جس نے تمام مقامی زندگی اور دستوری آزادی کا گلا گھونٹ دیا تھا۔ حاصل کلام یہ کہ فرانسس کے عہد حکومت میں حکومت کی مطلق العنانی میں بہت اضافہ ہو گیا، اور یہ اس صورت میں جائز ہو سکتا ہے جب کہ نظم و نسق فائدہ بخش ہو، لیکن یہی چیز مفقود تھی۔ اور نہ اس کی خارجی حکومت عملی ہی قابل تحسین ہے۔ اگرچہ یہ درست ہو سکتا ہے کہ اس نے یورپ میں اسپینی مسیہ برگ کے شاہی خاندان کی فضیلت و برتری کے قیام میں چارلس کی کوششوں پر پانی بھیر دیا لیکن دولت عثمانیہ کے ساتھ اتحاد قائم رکھنے کی وجہ سے ہم اس کو بشکل ہی معاف کر سکتے ہیں۔

جب ہم ہیوگینٹس پر اس کے جبر و تشدد کو یاد کرتے ہیں تو جرمنی میں پروان لوتھر کی تائید کو حق بجانب قرار دینا دشوار ہے۔ چالیس کے غلبہ و تسلط پر حسد کر کے اس نے اپنے ملک کو اسی لاپرواہی اور بے مضطرب پن سے جنگ کی آگ میں جھونک دیا جیسے کو قدیم زمانے کا مبارز اکسارے یا میدان میں اتر آتا تھا۔ اور کچھلے تجربوں کے باوجود مارے آپس کی سلطنت کے کھلونے سے کیلتا رہا اور خود اپنے ملک کی حقیقی سرحدوں کی توسیع و تقویت کو نظر انداز کر دیا۔ وہ نسبت ایک جنرل کے ایک افسر کی حیثیت سے اچھا تھا۔ ایک خوش مزاج اور ہشیار انسان لیکن ایک بڑا ناجدار تھا۔ یہ عاشق مزاج بادشاہ اپنے پیچھے ایک مطلق العنان حکومت چھوڑ گیا جس کو کسی نظام دستوری کی تائید حاصل نہیں تھی، سمجاری محاصل عائد کئے گئے، تختے، حکومت فزمنے سے زیر بار تھی حکام ناقص اور راشی، دربار فتنہ و فحش سے آلودہ، طبقہ امراء مفسدہ پرداز تھا، اور قوم قتال و جدال سے بھری ہوئی اور مذہبی منافرت سے مضطرب اور درہم برہم تھی۔ اس کے انتقال کے بعد فرانس پر جو مصیبتیں نازل ہوئیں ان کو ہم ایک حد تک اس کی حکمت عملی سے منسوب کر سکتے ہیں۔ لیکن باوجود ان سب خرابیوں کے مورخوں نے اس کے عہد حکومت پر جو رائے ظاہر کی ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جس کا وہ دراصل مستحق ہے۔

# پانچواں باب

## جنگِ شمل کالڈے سے عہد نامہ کیٹھو کبیر سیس تک

چارلس اور پرائسٹنٹ۔ مجلس ٹرنیٹ کا اجلاس دوم۔ ماریس کی حمایت حاصل کی گئی۔ لو تھر کی وفات۔ جنگِ شمل کالڈے کا آغاز جنوبی جرمنی میں چارلس کی کامیابی۔ کونسل کی بوتنا کو منتقلی۔ جنگِ بلبرگ۔ مجلس آگبرگ۔ چارلس اور پال ٹالٹ وقفہ۔ چارلس اور جولیس سوم۔ کونسل ٹرنٹ کے اجلاس دوم کا خاتمہ۔ ماریس پرائسٹنٹوں سے جاملتا ہے۔ عہد نامہ فریڈ والڈ۔ فرڈی نیڈ کا مسلک چارلس کا فرار انبرگ سے۔ عہد نامہ پاساؤ ماریس کی وفات۔ مجلس صلح آگبرگ۔ دریلز کی عارضی صلح۔ تخت سے چارلس کی دست برداری اور وفات۔ فرانس اور اسپین کے مابین آخری جنگ۔ گریونکس اور سنٹ کونٹن کی جنگ۔ کیٹھو کبیر سیس کا عہد نامہ۔

### ۱۔ جنگِ شمل کالڈے اور بلبرگ کی لڑائی

صلح نامہ کرسی پر دستخط ثبت ہونے کے ساتھ ہی جرمنی کے پرائسٹنٹوں کیساتھ بیٹنے کے لئے بالآخر شہنشاہ کو موقع مل گیا اس نازک موقع پر چارلس کے طریقہ عمل کو معلوم کرنے کے لئے اس کے اصلی مقصد زندگی کو پیش نظر رکھنا بالآخر چارلس کو پرائسٹنٹوں کیساتھ ضروری ہے۔

پیش آنے کی آزادی ملتی ہے میکسی ملین سے اس کو یہ خیال ورثہ میں ملا تھا کہ

مغربی یورپ میں ایک عالمگیر شہنشاہی اور سیادت قائم کی جائے۔ اور اس کی وادی اس بلا سے اسے راسخ الاعتقادی ملی تھی جو اسپینی قوم کا امتیاز خصوصی ہے۔ ایسے خیالات رکھنے والے شخص کے حق میں تو تھری تحریک خواہ سیاسی ہو خواہ مذہبی دونوں نقطہ ہائے نظر سے مساوی طور پر ناپسند تھی۔ اور اگر وہ اپنے پختہ اعتقادات پر عمل کرنے کے قابل ہوتا تو ۱۵۲۱ء میں جدید خیالات کی بیخ کنی کے لئے فوری تدابیر اختیار کرتا۔ لیکن چارلس سو دائی یا مجنوں نہیں تھا، اور اس موقع کی شدید سیاسی ضروریات نے اس کو دیر کا مشورہ سننے پر مجبور کر دیا تھا، اور خاص کر گاٹی نارا کی وجہ سے جس نے اس کو زمانہ سازی سے کام لے کر مصالحتی تدبیر کے ساتھ پیروان کو تھر کو اپنا طرفدار بنالینے کی تاکید کی تھی۔ اس وقت سے آج تک اس کو اسی راستے پر چلنا ضروری تھا، لیکن کچھ عرصے سے وہ ایک قومی مجلس کے ذریعہ مذہبی اشکال کے تصفیے کے امکان اور مفاہمت کے خیال کو دل میں رکھتا تھا۔ [صفحات ۲۵۲-۲۶۱-۲۶۶]

اگرچہ اس ملک نے شہنشاہ کے سیاسی مقاصد کی تکمیل میں مدد دی۔ اور پیروان کو تھر کو میدان جنگ میں دشمنوں کے ساتھ جاملنے سے باز رکھا، لیکن انھیں ملا لینے میں ناکام رہا۔ شہنشاہ کبھی اس عزم سے نہیں ٹلا کہ اگر ضرورت لاحق ہو تو بزرگ شمشیر ہی اختلافات کا خاتمہ کیا جائے۔ کچھ دنوں خصوصاً گاٹی نارا کے انتقال ۱۵۲۱ء کے بعد سے اس نے زیادہ تر اپنی ذات پر اعتماد کرنا سیکھا تھا، اور اب آخر کار عمل کی ساعت آچکی تھی۔ اسی اشار میں چارلس کے اسپینی میلانات میں شدت پیدا ہو چلی تھی۔ ۱۵۲۱ء میں آسٹریا کی اراضی سے فرڈی نینڈ کے حق میں دست بردار ہونے کے بعد سے اسپین کو اپنی حکومت کا مرکز خیال کرنے لگا اور کلیسا اور حکومت میں اسپین کی اغراض و مقاصد کو اپنا مطمح نظر بنالیا۔ اسپین ہی تھا جس نے اسے پوری کشمکش اور جدوجہد میں مدد دی تھی، اور اب وہ شاہ اسپین اور شہنشاہ مغرب کی حیثیت سے نہ کہ ایک جرمنی رئیس کی طرح کلیسائے قدیم اور سلطنت کا اتحاد قائم کرنے کا خواب دیکھنے لگا تھا۔ لیکن وہ اتنا زبردست مدبر تھا کہ عجلت سے اپنے مقصد کو

برباد کرنے کا اندیشہ نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے پراسٹنٹوں کی قوت کو محسوس کیا اور یہ بھی سمجھ لیا کہ نہایت احتیاط کے ساتھ اس کو قدم بڑھانا ہے۔ جرمنوں نے اکثر ایک مجلس عامہ کے لئے درخواست کی تھی، اور اگر اب ایک مجلس طلب کی جاسکے تو وہ چند اصلاحات عمل میں لاسکتی ہے جس کی بدولت زیادہ اعتدال پسندوں میں مصالحت اور اس کو تقویت حاصل ہو سکے گی۔ اس کے لئے پوپ کی پوپ کے ساتھ سمجھوتہ رضامندی ضرور تھی۔ لہذا چارلس نے پال کے پوتے ایٹیو یو فارنسی کو پاراما اور پیاسنزا د سینے کا

وعدہ کیا اور پوپ نے مارچ ۱۵۴۵ء میں کونسل کو دوبارہ بمقام ٹرنیٹ طلب کرنے سے رضامندی ظاہر کی۔ اسی اثناء میں شہنشاہ نے وارس میں مجلس منعقد کی۔ کونسل کی نسبت شہنشاہ کی توقعات میں کامیابی نہیں ہوئی اور اس نے مجلس کا اجلاس دسمبر تک نہیں منعقد کیا۔ کونسل میں کم اراکین نے شرکت کی۔ کونسل ٹرنیٹ کا دوسرا اجلاس دسمبر ۱۵۴۵ء اور اسپینوں کی تعداد یقیناً غالب تھی۔ لہذا پراسٹنٹوں نے اس کو ایک آزاد اور عام کونسل کی حیثیت سے

تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور زیادہ تر اس وجہ سے کہ فیصلہ یہ کیا گیا تھا کہ اراکان افراد کی حیثیت سے رائے دیں نہ کہ اقوام کی حیثیت سے، اور یہ ایک ایسا طرز عمل تھا جس سے پاپائی جماعت کی فتح یقینی تھی۔ مزید برآں چارلس کی یہ خواہش کہ کونسل اعتقادات پر غور و خوض کرنے کو ملتوی کر دے اور خرابیوں کی اصلاح پر توجہ مبذول کرے مسترد کر دی گئی۔ تصفیہ یہ ہوا کہ دونوں موضوعوں پر ایک ساتھ غور کیا جائے اور سند روایت کے مسئلے اور اصول شفاعت کی نسبت روم کے خیالات قائم رہیں۔

اس اثناء میں چارلس نے جرمن رڈسا کو اپنا طرفدار بنانے کی کوشش میں جرمنی میں زیادہ کامیابی حاصل کی۔ ڈیوک ویسٹم والی بویریا جو

۱۔ اس کو ۱۵۴۶ء ہی میں طلب کیا گیا تھا لیکن کونسل ملتوی ہو گئی تھی۔

چارلس جرمنی میں اکثر  
روسا جرمنی خصوصاً  
سیکزی کے ماریس کو  
اپنا طر فدار بنانے میں  
کامیاب ہوتا ہے۔

اپنے بھائی کے انتقال (۱۵۲۵ء) کے سبب نوابی کا  
واحد حکمران بن بیٹھا تھا۔ اگرچہ خود روسن کیتھولک تھا  
لیکن اب تک جمیعت شمل کا لڈے کے ساتھ چولے کرتا  
رہا۔ اس کو یہ وعدہ کر کے ملا لیا گیا کہ فرڈی ننڈ کی بیٹی  
اس کے بیٹے سے بیاہ دی جائے گی۔ اور اگر فرڈی ننڈ  
اولاد نرینہ کے بغیر مر جائے تو بوبیمیا اس کو واپس

دے دیا جائے گا۔ اور یہ توقعات بھی دلائی گئیں کہ اگر الکٹر پیالیٹن پر اسٹنٹ مذہب  
پراڑا رہے تو الکٹری کا مرتبہ پیالیٹن سے خاندان وٹکباش کی بویریائی  
شاخ کو منتقل کیا جائے گا۔

برنیڈنبرگ کسٹرن کا جان نیومارک کا مارگریو، اور برنیڈنبرگ کلساچ  
البرٹ آلسی بیڈاس خاندان ہونز لرن کے دو کم عمر ارکان بھی ورٹمبرگ  
کے ڈیوک کی بجالی سے خفا ہو کر (صفحہ ۱۲۸ ملاحظہ ہو) شہنشاہ سے جا ملے۔ مزید یہ کہ  
چارلس جو کم الکٹر برنیڈنبرگ فریڈرک الکٹر پیالیٹن اور بعض شہسروں کو جو  
جمیعت کے ارکان تھے غیر جانب دار بنانے میں کامیاب ہوا۔

اس کے تمام اتحادیوں میں سیکزنی کے ماریس کو دوسروں سے  
کہیں زیادہ اہمیت حاصل تھی۔ سیکزنی کے خاندان دینن کی تاریخ جرمنی روسا  
کے اس عام رواج کے قبیح نتائج کی کہ وہ اپنے علاقوں کو اپنے لڑکوں میں تقسیم  
کر دیتے تھے بین مثال پیش کرتی ہے۔ ۱۵۲۵ء میں سیکزنی کا فریڈرک دوم فوت ہوا  
اور ملک کو اپنے دونوں لڑکوں ارنسٹ اور آلبرٹ کے لئے چھوڑ گیا اور اس  
روز سے ان دونوں خاندان میں انتہائی بغض و حسد کی آگ مشتعل ہے۔ تو قہر  
کی تحریک کے ابتدائی دور میں الکٹر فریڈرک وانا، الکٹر جان اور الکٹر جان فریڈرک  
جو بڑے بھائی یا ارنسٹ کے خاندان کے نمائندے تھے، اپنے دارالسلطنت  
وٹمبرگ میں اصلاح کی سچے دل سے حمایت کرتے رہے، اور جارج جو البرٹن  
کے سلسلے کا نمائندہ تھا میلکن میں قدیم مذہب کا پکا حامی تھا۔ یہ وجہ اختلاف  
ایک حد تک اس وجہ سے رفع ہو گئی کہ ہنری براور ڈیوک جارج نے جو ۱۵۳۳ء میں

اپنے بھائی کا جانشین ہوا تھا تو تھرکا مذہب اختیار کر لیا تھا۔ اریس نے ۱۵۵۳ء میں اپنے باپ کا جانشین بننے کے بعد اپنے پرائسٹنٹ ہونے کا اعلان کیا اور لینڈ گریو فلپ والی بیسی کی لڑکی سے عقد کر لیا۔ تاہم اس نے اپنے کتھولک چچا جارج کے بعض وزراء کو جن میں کارلوڈز بھی شامل تھا واپس بلا لیا تھا۔ نیز اس نے جمعیت شمل کالڈے میں شریک ہونے سے اس وجہ سے انکار کر دیا کہ وہ بغض و حسد کی وجہ سے کم زور اور منقسم ہو چکی تھی اور اس نے ہمیشہ اپنی خود مختار حیثیت قائم رکھنی تھی اور اس بات سے اس کے بھائی ناخوش تھے۔ اس طرح اس میں اور جان فریڈرک الکٹر میں جو مغائرت بڑھتی گئی۔ وہ رفتہ رفتہ جھگڑے کے شخصی اسباب کی بنا پر اس میں اور اضافہ ہوا۔ جرمنی کے رؤساء میں سے کسی نے مذہبی جائداد کو دنیاوی حیثیت بخشنے کی چیخ پکار سے اتنا فائدہ نہیں اٹھایا جتنا کہ سیکسن رؤساء نے اٹھایا اور اس بات نے ان دونوں چچازاد اور تایازاد بھائیوں میں جدید اختلافات پیدا کر دیے۔

نامبرگ کی اسقفی کو جان فریڈرک نے دنیاوی حیثیت دے دی۔ ادھر اریس بھی مضطرب تھا کہ مربرگ کی اسقفی کے ساتھ بھی یہی طرز عمل کیا جائے۔ انھوں نے اپنے حقوق کی نسبت میسن کے پادری کے علاقے کے اندر ہی جو دونوں شاخوں میں مشترک تھا جھگڑا کر لیا۔ حالانکہ دونوں ماگڈیبرگ اور ہالبرسٹاڈ کی اسقفیوں کو حاصل کرنے کے لئے متردد تھے۔ اور ان دونوں اسقفیوں نے پرائسٹنٹ مذہب اختیار کر لیا تھا اور ایک دوسرے سے قریب واقع تھیں۔

شہنشاہ نہایت ہوشیار سی کے ساتھ رشک و حسد کی ان رقابتوں میں دھوکا دے کر اوزنطاہری وعدے کر کے اریس کی حمایت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے اس امر سے اتفاق کیا کہ اس کو ہالبرسٹاڈ اور ماگڈے برگ کی اسقفیوں کا ولی مقرر کیا جائے یہ تجویز پیش کی کہ مربرگ اور میسن کی اسقفیاں اس کو موروثی طور پر دے دی جائیں اور آخر میں یہ بھی وعدہ کیا کہ انتخابی مرتبہ جو اس وقت جان فریڈرک کو حاصل تھا ان کے نام مستقل کیا جائے گا۔

مذہبی مسئلے میں سیکسن ڈیوک کے خوف و خطر کو دور کرنا کوئی دشوار کام نہیں تھا۔ وہ اپنے عالم جوانی میں مختلف اثرات سے متاثر ہو چکا تھا۔ اس کی ماں کیتھرائن آف میک لینبرگ سچی پراسٹنٹ تھی۔ اس کے چچا کیتھولک جارج نے اس کو اپنا دوست بنائے اور اس کے مذہبی خیالات پر اثر ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ لہذا یہ کوئی تعجب خیز امر نہیں ہے کہ اگرچہ وہ کسی معنی میں لا مذہب نہیں تھا لیکن اعتقادی امور میں اس کو کسی چیز پر پکا یقین نہیں تھا، اور یہ کہ وہ واقعات و معاملات کو ایک مدبر کی حیثیت سے دیکھتا تھا نہ کہ ایک مذہبی شخص کی طرح۔ اس نے تو تھری مذہب اس وجہ سے اختیار کیا تھا کہ اس کی رعایا اسی کی خواہاں تھی اور معلوم ایسا ہوتا تھا کہ شہنشاہ کے مواعید اس کو وہ سب کچھ دیدیں گے جس کی اس کو حاجت تھی۔ مذہبی معاملات کے قطعی تصفیے تک جس کو کنسل میں پیش کیا جانے والا تھا ماریس نے مزید بدعات کی اجازت نہ دی، اور اگر سر دست بعض امور تصفیہ طلب رہ جائیں تو ماریس کو کوئی خطرہ نہیں تھا۔ حقیقت حال یہ ہے کہ یہ شرائط مبہم اور غیر معین تھیں۔ لیکن جب لوگ مطمئن ہو جانا چاہتے ہیں تو یہی شرائط کچھ زیادہ کٹری نہیں معلوم ہوتیں۔ لہذا ان شرائط پر ماریس نے الگ لگ جان فریڈرک پر شہنشاہ کے حلقے میں شریک ہو جانے کا وعدہ کر لیا۔ لیکن اس نے اس کی رو سے لینڈ گریو کے اتحاد کو نہیں توڑا اور نہ جمعیت شل کالڈس کے خلاف اعلان جنگ کیا۔

جس زمانے میں یہ گفت و شنید جاری تھی چارلس مجالس منعقد کرتا اور مصالحت باہمی کی تجاویز پیش کرتا رہا۔ لیکن یہ کوئل یا مجلس کی وساطت سے چارلس کی حکمت عملی آخر کار نبرد آزما کی گھڑی آپہنچی تھی۔ سلیمان کیا تھا پر اسٹنٹوں کے خلاف

پوپ کے دوستانہ تعلقات قائم تھے، اور چارلس کے مراعات نے بہت سے مخالفین کو رام کر لیا تھا۔ لہذا اس نے گرینویل کی خواہش کے برعکس حقیقت کو بے نقاب کیا اور راتش بن میں ان لوگوں کے خلاف اظہار ملامت کیا جنہوں نے



شہنشاہی ایوان کے اختیارات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

اب بھی اس نے اس کو مذہبی جنگ نہیں بنایا؛ اس نے کارروائی بخروج کی اور اعلان کیا تو وفادار رعایا کے خلاف نہیں بلکہ ان کے خلاف جو شہنشاہی قوانین کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ وہ نافرمانی اور سرکشی کی سزا دینا چاہتا تھا نہ کہ الحاد کی۔ اس کی ضرورت نہیں ہے کہ ہم چارلس پر دیدہ و دانستہ جھوٹ بولنے کا الزام عائد کریں؛ فی الحقیقت جب تک مائیس اس کا طرفدار رہا مشکل کہا جاسکے گا کہ یہ جنگ پرائسٹنٹوں کے خلاف تھی۔ اور نہ اس کے برعکس پرائسٹنٹوں پر یہ الزام لگانا درست ہے کہ انھوں نے سیاسی محسرات کی بناء پر اصلاح کا سوال اٹھایا تھا تاکہ شہنشاہ کے خلاف اپنی قدیم جدوجہد قائم رکھی جاسے۔ تاہم مذہبی آزادی کی اغراض اب ملک داری خود مختاری سے اس قدر مل جل گئی تھیں، اور وحدت کلیسا چارلس کے دماغ میں سلطنت کے ساتھ اس درجے وابستہ اور متشابہ ہو گئی تھی کہ مذہبی اور سیاسی معاملات میں تفریق واقیانوس ناممکن ہو گیا تھا۔ مسئلہ زیر بحث یہ تھا کہ آیا جرمنی کو ایک سلطنت اور کلیسا کے نظام ازمنہ وسطیٰ کو قبول کرنے پر مجبور کیا جائے، یا رُسا سیاسی اور مذہبی خود اختیاری برقرار رکھیں؟

اس موقع پر ایک عجیب اتفاق یہ پیش آیا کہ لو تھر جو منافرت و مخالفت کا موجب اصلی تھا لیکن تاہم جس نے اس مدت تک مذہبی مسائل کو سیاسیات سے بے تعلق رکھنے کی زبردست کوشش کی تھی۔ اور جس نے بادل ناخواستہ بزرگ شمشیر چارہ جوئی کرنے کی اجازت دی تھی، آغاز جنگ سے پہلے ہی اس کو تھر کی وفات - کو چوسٹھویں سال کی عمر میں انتقال کر گیا۔ اس مصلح کے ۱۸ فروری ۱۵۴۶ء

اس کی عظمت و بزرگی کی کم قدری کرنے کی سعی اتنی ہی لغو اور مہمل ہے جتنی کہ اس کی پیدا کردہ تحریک کی اہمیت کو کم کرنے یا کھٹانے کی کوشش ہو سکتی ہے۔ اس کی غلطیوں کے منجملہ اور اس نے بہت سی غلطیاں کیں، بعض اس کے طبقے

اور زمانے کی پیداوار تھیں اور بعض خود اس کی ذات سے متعلق تھیں۔ تو تھر ایک سیکن کسان کا بیٹا تھا، اور اپنے ابتدائی ماحول کی خانگی خامیوں اور ناشائستگیوں سے کبھی نجات نہیں حاصل کر سکا۔ مباحثے میں سخت گوئی اور بدزبانی اس زمانے کے رواج میں داخل تھی، اور تو تھر عام معیار سے بلند نہیں ہو سکا، اور قدرت نے اس کو مفاہمت سے نا آشنا بنایا تھا وہ حاکمانہ اور مطلق العنانہ طبیعت اور کسی قدر تندہرشت تھا۔ تاہم زیادہ پسندیدہ اور ہر دلخیز اوصاف کی اس میں کمی نہیں تھی۔ اس کی ہمان نوازی، کشادہ دلی، اور عالی ہمتی، اس کی خوش مزاجی اور محبت و دوستی نے اہل وطن اور دوستوں کو اس کا گرویدہ بنالیا تھا۔ اس کے سنگین اور متعل جانک (اس کی راستبازی۔ اس کا زہد و ورع، اس کی انتھک جانفشانی، اور سب سے زیادہ اس کی بے باکانہ شجاعت و جرات) ایسے اوصاف تھے کہ مخالفین بھی ان خوبیوں سے انکار نہیں کر سکتے تھے۔ نیز یہ خیال کرنا کہ وہ لطافت و شائستگی سے معرا تھا، غلطی ہے۔ اس کے مقدس گیت، جن میں سے اکثروں سے ہم آشنائیں، اور اس سے بھی زیادہ انجیل کا جو منی ترجمہ اس کی کافی شہادت ہیں۔ یہ عظیم الشان کام جس نے جو منی کے ادبی طرز تحریر کے معیار کو ایک بڑی حد تک بلند کر دیا تو تھر کو ارباب علم و فضل میں ایک بلند درجہ عطا کرنے پر مجبور کرتا ہے۔

جمعیت شمل کالڈے کی | شہنشاہی لعن کے اعلان کے بعد سے جمعیت شمل کالڈے کی حیثیت نازک ہو گئی۔ اس نے شہنشاہ کے مواعید پر نازک حالت

جنگ کے لیے تیار نہیں پاتی تھی۔ چارلس کی مراعات نے اس کے ارکان کی تعداد گھٹا دی تھی اور جن ارکان نے فی الواقع ہتھیار اٹھائے وہ صرف جان فریڈرک، الکٹر سیکزنی، فلب، ہیمی کالینڈ گرو، ورنبرگ کاڈوک، المرچ اور شہر ہائے آگبرگ، اسمٹا سبرگ، آلم اور کالٹنس تھے۔ تاہم اگر پراسٹنٹ جارجانہ کارروائی اختیار کرتے تو ممکن تھا کہ، ابران، اور نکاس برنرپاس، ہاتھ آجاتے، اور افواج اٹلی کی روانگی کو روک دیا جاتا جن کے بغیر شہنشاہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ یا یہ کہ ریٹسبن میں اس کو محصور کر لیا جاتا جہاں اس کی سپاہ نہایت قلیل التعداد تھی۔

لیکن جمعیت کی تنظیم بالکل ناقص تھی، اس میں اختلافات و مناقشات کی آگ بھڑک رہی تھی، اور جان فریڈرک نہ تو مدبر تھا اور نہ سپہ سالار۔ لہذا جمعیت کے لشکر نے نہایت کمزور مدافعتانہ طرز عمل اختیار کیا اور دریائے ڈینیوب اور دریائے رہائن کے مابین مورچہ بند ہو گیا۔ چارلس نے اپنے دشمنوں کی سستی سے فائدہ اٹھا کر اسپین اسمٹی اور ڈرلینڈ کی سپاہ کو ایک مرکز پر جمع کر لینے کا موقع پیدا کر لیا، اور اس کے بعد بہتر فن سپہ گری سے کام لے کر جس میں آلا بھی حمد و معاون تھا، ایک فیصلہ کن جنگ سے اس وقت تک گریز کرتا رہا جب تک کہ شمال کی حالت نے اس کے دشمنوں کو واپس ہو جانے پر مجبور نہیں کر دیا۔

مارس نے ارباب انتخاب سے عہد و پیمان کرنے کے بعد ۲۷ اکتوبر کو اپنے ارادے کا اعلان کر دیا۔ چارلس کے حکم سے مسلح ہو کر کہ جان فریڈرک کی ضبط کردہ جائداد پر قبضہ کر کے وہ اپنی رعایا کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے انھیں عدم اطاعت کے خطروں سے متنبہ کر دیا اور ان سے حتمی وعدہ کیا کہ ان کے مذہب میں کسی قسم کی دخل اندازی نہیں کی جائیگی۔ بالآخر اس نے ان کی رضامندی حاصل کر لی۔ پھر جب جان فریڈرک نے الکٹری پر خاموشی کے ساتھ قبضہ کرنے کی اجازت دینے سے حقارت و تذلیل کے ساتھ انکار کر دیا تو اس نے اپنی افواج کو فرڈی لینڈ کی سپاہ کے ساتھ شامل کر لیا اور سرعت کے ساتھ سارے علاقے پر باستثناء ڈیٹن برگ، ایسناک، وگوٹھا، قابض ہو گیا (نومبر ۱۵۵۶ء) اس خبر نے ارکان جمعیت میں مارس اعلان جنگ کرتا ہے پریشانی و اضطراب پیدا کر دیا، لینڈ گریوولپ اور ۲۷ اکتوبر ۱۵۵۶ء اور الکٹری پر قابض ہو جاتا ہے جان فریڈرک شمال کی طرف جھپٹے اور باقی اتحادیوں نے کوشش کی کہ حتی الوسع اپنے اپنے ملک کو بچانے کے لئے موقع پر پہنچ جائیں۔

اس بات نے شہنشاہ کو موقع دیا کہ مخالفین کا ڈٹ کر مقابلہ کرے اور خود جنوب کا مالک بن بیٹھے۔ جمعیت کے شہروں پر تیزی کے ساتھ قبضہ کر لیا گیا۔ ورٹمبرگ کے ڈیوک اور الکٹر پالیٹین نے جو اگرچہ خود جنگ میں شریک نہ تھا لیکن جمعیت کو سپاہ سے مدد دی تھی، اطاعت قبول کر لی۔ ان دونوں نے مجلس (ڈائیٹ)

اور شہنشاہی ایوان کے فیصلوں کی تعمیل اور تاوانات ادا کرنے کا اقرار کر لیا۔ اور چارلس نے اپنی جانب سے وعدہ کیا جیسا کہ ماریس سے کیا تھا کہ مذہبی معاملات میں آخری تصفیے تک انھیں کامل آزادی دی جائے گی۔ اسی موقع پر ہرمینڈانڈریڈ اسقف کو لون نے اپنی اسقفی سے استعفیٰ دے دیا (جنوری ۱۵۷۱ء) اور ایک کیتھولک اس کا جانشین ہوا۔

سیکرنی میں جان فریڈرک  
لیکن ہر طرف چارلس کو اس طرح سرخرو دی نصیب  
نہیں ہو رہی تھی۔ جان فریڈرک نے واپس ہو کر  
صرف اپنے ملک کو آسانی کے ساتھ چھین لیا بلکہ ماریس

کے علاقے پر چڑھائی بھی کر دی اور وہاں اس کا خیر مقدم کیا گیا مڑی بند بوسہیا کے پر اسٹنٹوں کی شورش کی وجہ سے وہاں چلا گیا اور اس کو امداد دینے سے قاصر رہا۔ ماریس چند ہی روز کے اندر اپنے تمام علاقے بہ استثنائے یسپرگ و ڈریڈن کھو بیٹھا، ان دونوں علاقوں میں اس قدر سختکام انتظامات تھے کہ آسانی سے نہیں فتح ہو سکتے تھے۔ اور نہ چارلس نے ہی ماریس کے مطالبے پر اس کو فوری امداد دی۔ قرآن سے معلوم پال سوم کے ساتھ چارلس کا ہوتا تھا کہ پوپ کے ساتھ اس کا اتحاد ختم ہونے والا ہے۔ پال سوم کی اغراض و مقاصد ایک اطالوی حاکم جھگڑا ماریس کی امداد سے ذی اقتدار کی حیثیت سے اس امر کے مقتضی تھے کہ نہ تو فرانس اور نہ اسپین ضرورت سے زیادہ طاقتور

بنے؛ اور ایک فارنسی کی حیثیت سے اس کا مقصد تھا کہ اپنے خاندان کے اقتدار کو بڑھائے۔ لہذا مارچ ۱۵۷۱ء میں مارکوئیس ڈی گواسٹو کے انتقال پر اوٹیو فونازری کو میلان کا صوبہ دار مقرر کرنے سے چارلس کے انکار اور گونزا؛ جو فارنسی خاندان کا ایک قدیم دشمن اور اٹلی میں شہنشاہی استحقاقات کا زبردست حامی تھا، کے تقرر نے پوپ کو برا فروختہ کر دیا تھا لیکن شہنشاہی کامیابیوں نے اب اسے خائف کر دیا۔ نیز کونسل ٹرنیٹ کی نسبت بھی شہنشاہ اور پوپ میں اختلاف تھا۔ چارلس اہتمام پر متفکر تھا کہ کونسل میں اعتقادات کی نسبت مزید بحث نہ اٹھائی جائے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ معتدل پر اسٹنٹ کے خطرات میں بہت جلد اشتعال پیدا ہو جائے۔

پال جرمنی میں چارلس کی حیثیت کی نسبت کم تو جہی برتتے ہوئے پوپ اور کلیسا کے منہ عن الخطا ہونے کو قایم رکھنا چاہتا تھا؛ اور داخلی اصلاح کے پیچیدہ مسئلے کو چھڑنے میں پس پیش کر رہا تھا۔ اس کو یہ بھی خوف تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ شہنشاہ جو شمال میں ظفر مند تھا ٹرینیٹ کو پہنچ کر صدارت کا دعویٰ کر بیٹھے۔ لہذا پاپائی حکمت عملی اور روایات کے مطابق پال تذبذب میں پڑ گیا۔ جس مدت کے لئے اس نے اپنی سپاہ مستعار دی تھی وہ ختم ہونے پر (ڈسمبر ۱۵۴۶ء) واپس بلالی اور دوبارہ روانہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے اسپین سے مذہبی محاصل کی وصول یا بی کی جس کا چارلس نے جنگ کے لئے مطالبہ کیا تھا۔ اجازت دینے سے انکار کر دیا، اور چونکہ ٹرینیٹ آسٹریائی علاقوں میں گھرا ہوا تھا۔ لہذا کونسل کو مارچ کے مہینے میں کونسل ٹرینیٹ کی بولونا بولونا کو منتقل کر دیا۔ پوپ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ اس نے حتیٰ کہ فرانس کے ساتھ بھی سازشیں شروع کر دیں جو ڈیوک آف کینیس کے انتقال (۱۵۴۶ء) کو منتقلی۔ مارچ ۱۵۴۹ء

کے باعث ملان کی واپسی سے مایوس ہو کر دوبارہ جمعیت شکل کا لڑے سے سلسلہ جنبا بی کر رہا تھا، اور جنیوا، اور سینا، اور نیپلز میں بغاوت پھیل رہا تھا۔ چارلس کی خوش قسمتی سے جان فریڈرک کی سستی اور بودی سپہ سالار نے ماریس کو فرانسیس اول کے انتقال (مارچ ۱۵۴۷ء) تک تباہی سے بچا لیا، چارلس شمال کی طرف روانہ شہنشاہ کو فرانسیسی حملے کے خطرے سے بے فکر کر دیا جس سے ہوتا ہے۔ اپریل ۱۵۴۴ء اس کو موقع مل گیا کہ گھٹیا کامریض ہونے کے اور جسم میں خون کی کمی کے باوجود وہ اپریل ۱۵۴۵ء میں شمال کی جانب

روانہ ہو۔ اس وقت بھی شہنشاہی لشکر کی تعداد کوئی سو ہزار آدمیوں سے زیادہ نہیں تھی جن میں اکثر اطالوی، اسپینی اور ہنگو دی تھے؛ لیکن الکٹر کی قیادت میں ایک بہت بڑی فوج تھی۔ تعداد سپاہ کی قلت کا معاوضہ اس طرح ہوا کہ چارلس کے نبرد آزما سپاہی کہیں بہتر تھے اور اس کے دشمن میں سپہ سالاری کا فقدان تھا۔ الکٹر نے نہ صرف فردی نند کے خلاف اہل بوسنیا کی امداد کے لئے فوج کا ایک زبردست دستہ روانہ کر دیا بلکہ اس نے کھلے شہروں پر قبضہ رکھنے کی کوشش میں اپنی قوت کو

اور زیادہ کمزور کر دیا۔ جب چارلس جنوبی سمت سے سیکزنی میں داخل ہو کر سرعت کے ساتھ ان تمام مقامات کو مسخر کر لیا تو اس کی کامیابیوں نے الکر کو بالآخر اپنی توجہ بلبرگ پر مرکوز کرنے پر مجبور کر دیا۔ یہ شہر دریائے الب سے جانب شمال ہے اور ڈرسڈن سے کچھ زیادہ دور نہیں ہے۔ یہاں بھی اس نے دریائی راستے کے تنازع میں اپنی پوری سپاہ سے کام نہیں لیا جہاں غالباً چارلس کی کامیابی کے ساتھ مزاحمت کی جاسکتی تھی۔ جب شہنشاہ دریا کو عبور کر چکا تو الکر نے مراجعت کی ناکام کوشش کی۔ اور اس کو لڑنے پر مجبور کر دیا۔ جہاں اس کی اور اس کی ملبرگ کی لڑائی | سپاہ کی ذاتی شجاعت و دلاوری دشمن کی کار آزمودہ سپاہ کی ترتیب و تربیت کے مقابلے میں کچھ پیش نہ آسکی مختصر سی لڑائی کے بعد سیکسنوں کو مغلوب کر لیا۔ الکر محصور و مجروح

۲۴۔ اپریل ۱۵۴۷ء

ہو گیا، اور بجز ہتھیار ڈالنے کے کوئی چارہ کار باقی نہیں رہا اور چارلس اور اس کی بیرونی افواج نے کوئی پچاس آدمیوں کے نقصان سے ایک فیصلہ کن فتح حاصل کی۔ اب نہایت سرگرمی کے ساتھ اس امر پر مباحثہ کیا گیا کہ آیا جان فریڈرک کو بغاوت کا جواب دہ ہونے کی حیثیت سے اپنا سر دے دینا چاہیے یا نہیں۔ چارلس کے دکنفسر پڈر وڈی سوٹونے اصرار کیا کہ ایسی مناسب و موضوع سزا نہایت عمدہ اثر مرتب کرے گی۔ لیکن ڈنبرگ طاقتور تھا، اور ضرورت سے زیادہ سختی سے مزید اختلاف پیدا ہونے کا امکان تھا۔ لہذا اگر فوہل اور آلوا کے مشورے سے اس کو جان کی سلامتی دے دی گئی۔ لیکن شرائط کافی سخت تھیں یہ کہ شہر و ڈنبرگ فوراً حوالے کر دیا جائے، جان فریڈرک اپنے مرتبہ الکر کی اور اپنے ملک کے ایک بڑے علاقے سے دست بردار ہو جائے، جن میں سے بوسیمیا کے علاقے فرڈی ہنڈ کو عود کریں۔ وہ شہنشاہی ایوان کے فیصلوں کی تعمیل کرے اور زندگی کے بقیہ دن اسیری میں کاٹے۔ ان شرائط پر شہر کو تھا اور اس کے اطراف کا علاقہ اور ایک وظیفہ جو دوسرے علاقوں سے ادا کیا جانے والا تھا اس کے ورثہ کے لئے محفوظ کر دیئے گئے۔ اور خود اس کی وجہ معاش کے لئے بھی انتظام ہونا تھا۔

جان فریڈرک کی اسیری کے کچھ دن بعد ہی لینڈ گریو کو مطیع کر لیا گیا۔ اب تک تو اسنے چارلس کی جانب سے پیش کردہ شرائط کو مسترد کر دیا تھا۔ اب جبکہ مقابلہ مایوس کن نظر آیا تو فریڈینڈ اور ماریس نے اس کو ترغیب دی کہ وہ شہنشاہی کی شرائط کو مان لے اگرچہ وہ بہت سخت اور کڑی تھیں۔ ہمیشی کے اکثر پناہ گیر مقامات حوالے کر دے جائیں، ان کے استحقاقات کو منہدم کر دیا جائے۔ لینڈ گریو شہنشاہی اقتدار کو تسلیم کرے اور شہنشاہی ایوان کے فیصلوں کے آگے سہر تسلیم خم کرے۔ برنسوک کے ڈیوک کو رہا کر دے، تادان ادا کرے اور خود کو شہنشاہ کے ہاتھ میں دے دے۔ کہا جاتا ہے کہ چارلس نے جو ایک زمانے میں لینڈ گریو کے وجوہ کا مالک تھا سمجھوتے کے بعض نقایص سے فائدہ اٹھایا اور فریڈینڈ اور ماریس کے واضح قول و قرار کے برعکس اس کو آزادی دینے سے انکار کر دیا۔ اور یہ اعلان کیا کہ اس نے صرف اتنا وعدہ کیا تھا کہ اس کو ہمیشہ کے لئے قید و بند میں نہیں رکھا جائے گا۔ لیکن معلوم نہیں ہوتا کہ اس نے فی الواقع اپنے قول و قرار کو توڑ دیا۔ اور اس غلطی کا زیادہ تر الزام فریڈینڈ اور ماریس پر عائد ہونا چاہیے جنہوں نے کامل اختیار کے بغیر فلپ کے ساتھ من مانے وعدے کئے۔ تاہم ماریس چارلس کے دوسرے رخ کو بھی سمجھ چکا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ اس کو دھوکا دیا گیا اور جرمنی کے طول و عرض میں یہی خیال جاگزیں تھا۔ ماریس نے شہنشاہ کو کبھی نہیں معاف کیا اور جرمنی نے کبھی نہیں بھلایا۔

## مجلس آگسبرگ سے صلح آگسبرگ تک

غزہ ستمبر ۱۵۴۷ء کو چارلس نے آگسبرگ میں جب اپنی مجلس کا اجلاس منعقد کیا

۱۔ یہ سوال کہ چارلس نے آیا الفاظ Nicht einiges (کوئی) یا Nicht curges (دوامی) Gefang niss استعمال کئے تھے یا نہیں بعد کی خیالی پیداوار معلوم ہوتی ہے مقابلے کے لئے دیکھو آر مشرنگ باب صفحہ ۱۵۶۔

تو معلوم ہوتا تھا کہ وہ کلیسا کی وحدت کے از سر نو قیام کی نسبت اپنے خواب کی تعبیر پوری کر رہا ہے۔ اس کے سب مخالفین یا تو شکست کھا چکے تھے یا اس کے مجلس آگسٹ ۱۵۶۷ء  
تاجون ۱۵۶۷ء

دوبارہ ٹرینٹ میں طلب کیا جائے۔ ایوان رؤساء نے مزید یہ اصرار کیا کہ کونسل کی جانب سے قبل ازیں شائع شدہ فیصلوں پر از سر نو غور کیا جائے غیر متعلق الکٹروں نے کہا کہ اعتقادی امور میں انجیل ہی واحد سند رہے، اور خواہش ظاہر کی کہ کلیسا کی تنظیم کی اصلاح کی جائے؛ شہنشاہی شہروں کے نائبین نے استدعا کی کہ یہ کونسل تمام مذاہب کے فاضل اشخاص پر مشتمل ہو۔ بعض لوگوں نے یہ آرزو ظاہر کی کہ کونسل شہنشاہ کی صدارت میں منعقد ہو، اور اگرچہ کامل مجلس نے اس کا مطالبہ نہیں کیا لیکن پاپائی منظوری کی ضرورت کی نسبت بھی کچھ نہیں کہا گیا۔

شہنشاہ نے اس تائید سے سلج ہو کر پال سے استدعا کی کہ کونسل کو بلون سے ٹرینٹ واپس طلب کرے۔ اس نے صاف طور پر بیان کر دیا کہ پاپائی اقتدار کے خلاف جو کچھ کہا گیا تھا اس کو اس نے منظور نہیں کیا، لیکن پوپ اور شہنشاہ کے پوپ سے اصرار کیا کہ جرمنی کی غیر متوقع اطاعت سے فائدہ اٹھائے۔ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ مابین از سر نو جھگڑا

اس استدعا سے ایک اہم اصولی سوال پیدا ہوتا تھا۔ اگرچہ شہنشاہ نے حق صدارت کا قطعی طور پر دعویٰ نہیں کیا تھا، تاہم اس مطالبے سے کہ کونسل ٹرینٹ کو واپس آئے، جہاں اب تک اسپین اور سلیزیہ کے بعض اسقف موجود تھے، عملاً یہ مترشح ہوتا تھا کہ بلونما کی کونسل حقیقی کونسل نہ تھی۔ چارلس کے مطالبے کی تکمیل روحانی اقتدار پر دنیاوی اقتدار کے غلبے کے اظہار کا باعث ہوتی اور کلیسا کی آزادی کو ختم کا یہ دعویٰ ہے کہ روح القدس اس کی رہنمائی کرتے ہیں، ایک ضرب لگتی۔ تاہم اگر پوپ دوسرے امور میں



حقیقت شہنشاہ کا کامل ہم خیال ہوتا تو منڈوزا شہنشاہی سفیر مقیم روما کے دانشمندانہ تدبیر سے پیش کردہ مصالحتوں کے منجملہ کسی ایک کو بروئے عمل لاتا۔ بد قسمتی سے معاملات اٹلی دوبارہ شہنشاہ اور پوپ کی مصالحت میں سد راہ ہوئے اور کلیسا کی ہیبودمی کے لئے اس کی بے حد ضرورت تھی۔ ۱۵۲۶-۱۵۲۷ء کے موسم سرما و بہار میں وہ شہنشاہ کے خلاف تمام سازشوں کا شکار ہو گیا۔ ۱۵۲۶-۱۵۲۷ء کے موسم سرما و بہار میں وہ شہنشاہ کے خلاف تمام سازشوں کا مرکز و مرجع بنا ہوا تھا۔ اور گوئناگ شہنشاہی گورنر میلان نے جس نے شہنشاہ کی اجازت سے سازش کی تائید کی تھی، اگرچہ قتل کی نہ کی ہو، فوراً پیا سنزا پر قبضہ کر لیا، جو بظاہر قیام امن کے لئے تھا لیکن فی الحقیقت شمال میں شہنشاہی اقتدار کی توسیع کے حریصانہ خیالات سے تھا۔ غضب آلود پوپ نے فوراً فرانس کے ہنری دوم کے ساتھ صلح کے لئے سلسلہ جنباہی شروع کر دی۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے یہاں تک کہا کہ اپنے دشمن کا انتقام لینے کے لئے وہ دوزخ تک کو طلب کرے گا۔ اس موقع پر یہ تسلیم کرنا چاہئے کہ بولون کے صدر اسقفوں نے زیادہ مستحسن محرکات سے متاثر ہو کر شہنشاہ کے مطالبے کا اس طرح جواب دیا کہ ان علمائے مذہب کو بھی بولون طلب کر لیا جو ٹرینٹ میں باقی رہ گئے تھے، تاکہ یہ ظاہر کیا جاسکے کہ جرمنی شہنشاہ کے احکام کی تعمیل کرنا چاہتی ہے۔ یہ ہو سکتا تھا کہ چارلس اب ٹرینٹ میں اپنی ایک خاص کونسل قائم کرے، لیکن وہ اتنا پکا کیتھولک تھا کہ اس کے دل میں افتراق کے خیالات نہیں پیدا ہو سکتے تھے۔ لہذا اس نے یہ اعلان کرتے ہوئے کہ کلیسا کی حفاظت کے لئے جس کو پوپ نے نظر انداز کر دیا ہے تدابیر اختیار کرنا اس پر لازم ہے معاملات کا اپنے طریقے پر تصفیہ کرنے کا عزم کر لیا۔ اس کے کنفسر پیٹر وڈی سوٹونے مشورہ دیا کہ وہ تمام لوہری تبلیغ کو ممنوع قرار دے دے جس جاؤاد کو دنیاوی حیثیت بخشی گئی ہے اس کے اور کیتھولک رسوم کے عود کرنے پر اصرار کیا جائے اور اس کے بعد ہر شخص کو اپنے اپنے طور پر اجتہاد کا حق دے دیا جائے۔ لیکن فرڈیننڈ نے کہا کہ اس کے لئے ایک اور جنگ کی ضرورت ہوگی۔

لہذا شہنشاہ نے اپنے بھائی فرڈیننڈ کی بات کو مان لیا کہ پوپ کے تعلق کے بغیر جرمنی میں قیام اتحاد کی کوئی صورت نکالنے کی کوشش کی جائے۔ اس کے بعد کچھ وقفہ۔ ۱۹۔ مئی ۱۵۴۸ء | درمیان میں وقفہ آگیا۔ جانین کے اہل مذہب کی طرف سے ایک دستاویز مرتب کیا گیا اور مجلس نے بلا بحث و محیس

۱۹۔ مئی کو منظور بھی کر لیا۔ اس میں تصدیق کی گئی کہ کلیسا صرف ایک ہے جس کا صدر اسقف پوپ ہے؛ لیکن اقتدار کلیسا روح القدس کی نگرانی میں ہے نہ کہ پوپ کی نگرانی میں؛ کیتھولک مفہوم میں ہفت اصول اصطلاح پر اصرار کرتے ہوئے مجلس نے کسی قدر مبہم الفاظ میں اصول و نجات بالایمان پر اتفاق کیا، اور اعلان کیا کہ پادریوں کے فرقے کے تجرد اور دونوں نوعیتوں کی عشاء ربانی کے مسائل آئندہ کی آزاد عیسائی مجلس تک تصفیہ طلب حالت میں چھوڑ دیئے جائیں گے۔ یہ ہرگز فرض نہ کیا جائے کہ چارلس اس تصفیہ کو مستقل حیثیت بخشنا چاہتا تھا۔ اس نے اس کو صرف ایک عارضی تدبیر سمجھا تا کہ یہ پراٹسٹنٹوں کو دوبارہ کلیسا اور سلطنت کی فرماں برداری کی ترغیب دے سکے۔ علاوہ ازیں اگر کل سلطنت، یعنی کیتھولک اور پراٹسٹنٹ اس وقفہ کو منظور کر لیتی تو بجائے پوپ کے شہنشاہ کے اختیار و اقتدار میں ایک قومی کلیسا کے قیام کی نسبت قطعی تدابیر اختیار کی جاتیں۔ لیکن کیتھولک ارکان کے اس انکار سے کہ اپنی رعایا کے ساتھ پیش آنے میں وہ وقفہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس نوعیت کے نتائج برآمد ہونے نہیں دیئے۔ اور اب یہی ایک سوال رہ گیا تھا کہ چارلس کس حد تک پراٹسٹنٹوں کے ساتھ کامیاب رہے گا۔

دوبارہ اقتدار قائم کرنے کی بابت چارلس کی مساعی مذہبی دنیا تک محدود نہیں تھیں۔ اس نے شہنشاہی اقتدار کو تقویت پہنچانے کے لئے بھی مجلس میں تجاویز پیش کی تھیں۔ لیکن اس کو اپنی تمام آرزوں میں کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ اس کی اس خواہش کو کہ مجلس سویٹیا (جو چند دنوں سے ناپید ہو چکی تھی) کی تنظیم تجدید بلکہ ممکن ہو تو اس کی توسیع بھی کی جائے۔ اگرچہ چھوٹے رؤسا نے منظور کر لیا۔ لیکن بڑے رؤسا میں سے اکثروں نے حتیٰ کہ خود چارلس

اس کی سخت مخالفت کی، لہذا اس کو ترک کر دینا پڑا۔ تاہم چارلس کو فائدہ بہت حاصل ہوا۔ اس کو شہنشاہی ایوان کی اس میقات کے لئے جہاں تک کیتھولک فرقے کا تعلق ہے ایسے سردوں کو اپنی جانب سے منتخب کرنے کی اجازت دی گئی اور آئندہ ناگزیر ضروریات کے لئے ایک فنڈ کے طور پر رومی ماہ (Roman Month) عطا کیا گیا۔ اس نے نیوزی لینڈ کی نسبت بھی اپنا فضا حاصل کر لیا، جو اب قطعی طور پر حلقہائے سلطنت میں سے ایک کی حیثیت سے منظم ہو چکے تھے۔ ان کو شہنشاہی نگرانی میں لے لیا گیا۔ اور ان پر لازم ہو گیا کہ شہنشاہی محصولات میں حصہ دیں۔ چارلس کو اگرچہ اس طرح اپنے مورد ثقیبوضات کے لئے سلطنت کی تائید حاصل کرنے کی توقع تھی۔ تاہم ان کو اپنے حقوق قائم رکھنے کا بھی اختیار حاصل تھا۔ اور باوجود اس کے ان کے حاکم کو ایک نشست ملی تھی لیکن وہ اس مجلس کے اختیار و شہنشاہی ایوان کی حدود سے خارج تھے۔ جون ۱۵۴۹ء میں مجلس کو برخاست کر دیا گیا اور چارلس نے پراٹسنٹوں کو مجبور کیا کہ وہ اس وقفے (Interim) کے دوران میں عملی سرگرمیوں سے باز رہیں۔ جنوب میں جہاں پچھلے سال کے واقعات نے اسے مالک بنا دیا تھا وہ کچھ تو تو تھری بلینین کے خروج کی بدولت اور کچھ اسپینی سپاہ کی بدولت اطاعت حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ شمال میں اس کو زیادہ مشکلات سے دوچار ہونا پڑا۔ لیکن یہاں بھی باستثنائے میگلے برگ اور بعض شہنشاہی شہروں کے اس نے ایک مرممہ شکل میں وقفے کی عام منظوری حاصل کر لی جس کو میلانکشی نے مرتب کر کے وقفہ لیپزگ نام دیا تھا۔

نومبر ۱۵۴۹ء میں پال سوم کے انتقال کی وجہ سے شہنشاہ کی حیثیت کو بہت تقویت حاصل ہوئی۔ پوپ نے اس لا حاصل توقع میں کہ پارما اور پیاسنرا پال کی وفات درماہ نومبر ۱۵۴۹ء و انتخاب جولیس سوم چارلس کی حیثیت کو تقویت پہنچائے ہیں

جائے گا، ایک لمحے کے لئے مصالحت آمیز رویہ اختیار کیا اور وقفے کی توثیق اور کونسل کو ٹرینٹ واپس طلب کرنے کا خیال کیا۔ ردما کے اکثر لوگوں نے

ان مراعات کو خطرناک سمجھا اور اس نوعیت کے مسلک کی مخالفت کی اور پارما اور پیا سنزا کی بابتہ چارلس نے پوپ کے مطالبات کی تکمیل کرنے سے انکار کر دیا تو اس پر اس نے بھی پاپائی علاقے سے اس کے الحاق کا اعلان کر دیا اور مدد کے لئے فرانس کی طرف نظر دوڑائی۔ لہذا اس کی موت چارلس کے حق میں مبارک ثابت ہوئی؛ بالخاصہ کہ اس وجہ سے بھی کہ کارڈینل مانٹے نے جو فروری ۱۵۵۷ء میں جولیس سوم کے خطاب سے اس کا جانشین ہوا تمام توقعات کے خلاف شہنشاہیت پسندوں کی حمایت کا اعلان کیا۔ اس نے کونسل کو ٹرینٹ واپس طلب کر لینے اور مجلس آگسبرگ کا اجلاس دوم وقفے سے متعلق سمجھوتہ کرنے کا وعدہ کیا۔ اس غیر معمولی اتحاد سے مستحکم ہونے کے بعد چارلس کو مجلس پر (جس کو جولائی میں بارشانی بمقام آگسبرگ طلب کیا گیا تھا) اس بات کا اثر ڈالنے میں کہ کونسل ٹرینٹ کی ماتحتی کو منظور کرے کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔ یہاں تک کہ پراٹشٹنٹوں نے اس میں شرکت کرنے اور اپنے مقاصد کی وکالت کرنے کا ذمہ لے لیا۔

امور مذہبی کے مسلک کی کامیابی نے چارلس کو اس قابل بنادیا کہ سلطنت مغرب پر خاندان ہیببرگ کی موروثی حکمرانی کے عزیز خیال کی طرف پلٹ آئے۔ لیکن اس سلطنت کا مرکز جرمنی نہیں بلکہ اسپین اور اٹلی ہونے والا تھا۔ اور اس کی وفات کے بعد اس کا نایندہ فرزند بلکہ خود اسی کا بیٹا فلپ ہو گا۔ جو منصوبہ مدت سے دل میں تھا اس کی تکمیل کی طرف قوت و استقلال کے ساتھ آگے بڑھایا جا رہا تھا۔ ۱۵۵۴ء میں فلپ کو میلان کے ڈیوک کی حیثیت سے تسلیم کر لیا گیا۔ چارلس نے ۱۵۵۳ء میں جب اسپین چھوڑا تو حکومت کو اپنے فرزند کے تفویض کر دیا تھا اگرچہ اس وقت اس کی عمر صرف سولہ سال کی تھی۔ ۱۵۵۵ء میں اس نے فلپ کو جرمنی اس غرض سے طلب کیا تھا کہ وہ جرمنی میں معروف ہو جائے، اور دشواریاں پیش آنے کے باوجود نیدرلینڈ کی اطاعت و وفاداری کا حلف لیا گیا۔ اسی اثناء میں آپس کی مراسلت نے فلپ کو اپنے باپ کے خیالات سے پورے طور پر ملو کر دیا۔ شہنشاہ کو اب یہ توقع پیدا ہوئی کہ

اپنے بیٹے کے لئے سلطنت کی جانشینی حاصل کر کے اپنی تجویز کو پایہ تکمیل تک پہنچائے۔ اس نے ابتداءً یہ خیال کیا تھا کہ اس مسئلے کو مجلس کے رد و برد میں کرے، لیکن اس کے لئے پہلے ضرورت اس امر کی تھی کہ فرڈیننڈ کی مخالفت پر جو غیر قدرتی نہیں تھی غالب آجائے۔ سخت مشکل سے دونوں بھائیوں میں بالآخر کچھ طے ہو گیا (۱۵۱۳ء) تصفیہ یہ ہوا کہ چارلس کی وفات پر فرڈیننڈ شہنشاہ بنے لیکن فلپ کو شہنشاہی گھبانا کلیسا مقرر کیا اور اہل روم کے بادشاہ کی حیثیت سے اس کے انتخاب میں مدد دی۔ فلپ نے اپنی طرف سے وعدہ کیا کہ فرڈیننڈ کے بیٹے میکسیملین کے ساتھ ہی سلوک روا رکھا جائے گا جب کہ شہنشاہی تخت و تاج اس کو حاصل ہو۔ اگرچہ چارلس نے اپنے تمام ارادوں میں کامیابی حاصل نہیں کی (کیونکہ سلطنت کو خاندان کی دو شاخوں میں باری باری سے حصہ لینا تھا) لیکن فلپ کی شاہی اسپین کے ساتھ سلطنت کے اتحاد مستقبل کی تجویز میں کامیابی کی تمام ظاہری علامات موجود تھیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس نے فرڈیننڈ کی بدظنی کو مشتعل کر دیا، جس نے الٹراڈس کے ساتھ سازش کی کہ اس نے جس تجویز کو آگے بڑھانے کا وعدہ کیا تھا اس کو ناکام کر دیں، اور اب سے اس نے اپنے بھائی کو مدد دینی جس طرح کہ وہ اب تک دیتا رہا چھوڑ دی۔ اس طرح خاندانی جھگڑے پیدا ہوئے تو اس کی بھاری قیمت چارلس کو ادا کرنی پڑی۔

نومبر ۱۵۱۷ء میں جب چارلس انبرگ کو اس لئے روانہ ہوا کہ ستمبر میں اس نے ٹرنیٹ میں دوبارہ جو کونسل قائم کی تھی اس پر نگرانی رکھے، تو اس کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کامیابی حاصل کر لے گا۔ معلوم ایسا ہوتا تھا کہ کلیسا کا اتحاد بھی قریب قریب دوبارہ قائم ہو چکا ہے اور شاہی اسپین کی ٹرنیٹ کی کونسل سے تعلق پوپ کیساتھ از سر نو ہے۔ لیکن آئندہ چند ماہ اس توقع کی ناکامی کا مرقع پیش کرنے والے تھے۔ کونسل کی ناکامی منظم مذہبی کوناقابل عمل ثابت کرنے والی، یورپ کی مخالفت کا باعث، اور اس کے سیاسی اختیار اعلیٰ

جھگڑا۔ ستمبر ۱۵۱۷ء تا اپریل ۱۵۱۸ء۔

کی تجویز کا موجب تھی۔ چارلس نے پوپ کی دوستی اور ٹرینٹ میں کونسل کی واپسی کی امید سے بہت سی اہم توقعات وابستہ کر رکھے تھے۔ ایک مدبرانہ کہ ایک عالم مذہب ہونے کی حیثیت سے اس نے ان مشکلات کو محسوس نہیں کیا جو مسئلہ روم مذہبی کا حلقہ کئے ہوئے تھے۔ اور نہ ان کو جو ایک تنظیم ادارہ مقدس کی حیثیت سے کلیسا کی خود مختاری سے وابستہ تھیں۔ اگرچہ وہ سخت مذہبی آدمی تھا لیکن اس نے مسئلے کی مزید تعریف کی ضرورت نہیں دیکھی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہتا تھا جو پراسٹنٹوں کی برہمی کا باعث ہوتا و قتیقہ کونسل اصلاح کے مسئلے کو حل نہ کر دے۔ اس کو معلوم تھا کہ کلیسا کے خرابیاں ہی لو تھر کی بغاوت کا اصلی موجب تھیں اور وہ باور کرتا تھا کہ ان چیزوں کی حقیقی اصلاح اس کو جرمنی کی تمام مزید مخالفت پر کامیابی کے ساتھ غالب کر دے گی۔

لہذا اس نے پراسٹنٹوں کے اس مطالبے کی تائید کی کہ ان کی رائے کو وقعت دی جائے اور گزشتہ اجلاس کے فیصلوں پر دوبارہ غور کیا جائے اور ساتھ ہی اس نے جولیئس سے اصرار کیا کہ فوراً اصلاحی تدابیر اختیار کرے۔ اس کی توقع نہیں تھی کہ یہ مسلک زیادہ راسخ الاعتقاد لوگوں میں مقبولیت حاصل کرے گا اور اس سے بھی کم یہ کہ پوپ اس کو منظور کر لے گا۔ آخر کار جنوری ۱۵۵۲ء میں جان کی سلامتی کا وعدہ لینے کے بعد پراسٹنٹ کونسل میں نمودار ہوئے تو ان پر فوراً مشکف ہو گیا کہ ان کے لئے نہ تو مسئلہ اعتقاد میں مفاہمت کی گنجائش ممکن ہے اور نہ کونسل کے مجوزہ دستور اور اس کے طریق کار ہی کو وہ تسلیم کر سکتے ہیں۔ مصلحین کے یہ مطالبات کہ انجیل ہی واحد معیار صداقت ہو، غیر پادری کو بھی رائے وہی کا حق حاصل رہے، پوپ نہ تو کسی استحقاق صدارت کا دعویٰ کرے اور نہ اسے اختیار امتناع ہو، کیونکہ ایک کونسل پوپ سے افضل ہے، راسخ الاعتقاد لوگوں کی نظر میں نہ صرف بے دینی پر مبنی معلوم ہوتے تھے بلکہ گستاخانہ بھی۔ اور جولیئس نے یہ غم صمیم کر لیا تھا کہ پاپائی حیثیت پر اس سخت حملے کی ہر طرح مزاحمت کی جائے۔ اور نہ چارلس اور اس کے اپنی اسقفوں کے مطالبات ہی زیادہ قابل پذیرائی تھے۔

شہنشاہ کا خیال اصلاح اسپین کے امور نہ ہی کی تنظیم پر مبنی تھا۔ اس ملک میں کلیسا تاج کی خدمت گزار تھی، جس کے قواعد کی اصلاح زمینیس نے کی تھی۔ اور اس کو توسیع اقتدار شاہی بلکہ پاپائی دعوے استحقاقات کی مزاحمت میں حربے کی حیثیت سے استعمال کیا جاسکتا تھا۔ خاص کر اس استدعا کی کہ اسقف مقامی سکونت اختیار کریں اور یہ کہ پوپ پادریوں سے معاش حاصل کرنے کے استحقاق سے مستعفی ہو جائے جو گلیس نے سخت مزاحمت کی۔ اور اس نے کہا کہ اس کو گوارا کرنے کی بجائے ہم ہر طرح کی بدستی کو گوارا کریں گے۔ پاپائی دربار کی گذراوقات بیرونی معاشوں پر منحصر تھی کیونکہ اٹلی کے استقفاء مفلس تھیں۔ قومی کلیساؤں کی خود مختاری پاپائی اقتدار کو تباہ و برباد کر دیتی علاوہ ازیں کونسل کو تسلیم کرنے سے یا فرانسیسی اسقفوں کو اس میں شرکت کی اجازت دینے سے ہنری دوم کے انکار اور اسی تاجدار کی جانب سے اٹلی میں تجدید جنگ کی تیاریوں نے پوپ کو مضطرب کر دیا۔ لہذا ظاہر ہے کہ کونسل سے کوئی توقع وابستہ نہیں ہو سکتی تھی۔ اس نے تو صرف پوپ اور شہنشاہ کے متضاد اغراض و مقاصد اور پراسٹنٹوں کے ساتھ کسی قسم کی مصالحت کی ناامیدی کو نمایاں کرنے کا کام انجام دیا تھا۔ لہذا ان حالات میں جرمن اسقفوں نے اس کو بہت جلد خیر باد کہہ دیا، اور اس وقت تک لیت و لعل میں گزارتے رہے جب تک کہ جرمنی کے سلسلہ واقعات نے اس کو دوبارہ معطل نہیں کر دیا (۲۸۔ اپریل ۱۵۵۲ء)۔

جس اثنائیں چارلس کی مذہبی حکمت عملی ناکام ہو رہی تھی اسی زمانے میں اس کی سیاسی تجویز کی ساری عمارت جس کا ایک جزو مذہبی اغراض چارلس کی سیاسی بھی تھیں، لڑکھڑا کر نیچے آ رہی۔ اگرچہ ہنری دوم تاجدار فرانس چارلس کے بڑھتے ہوئے ادعاؤں کو تجاویز کی ناکامی خوف کی نظر سے دیکھتا تھا لیکن عملی مخالفت کے لئے

اب تک اپنے تئیں کافی طاقتور نہیں خیال کرتا تھا۔ تاہم ۱۵۵۱ء کے موسم گرما میں پارا اور پیا سنٹر کے نامتناہی مسئلے کی بابت اٹلی میں فحاصمت رونما ہو گئی

اور اس میں ہنری دوم نے اڈیٹوفا ریسی کے مقاصد کی تائید کی۔ لیکن چارلس کے پاس گونزاگاکو بھیجنے کے لئے رقم نہیں تھی، جولیس سوم اسن و سکون قائم رکھنے کے لئے بے انتہا متردد تھا اور ہنری نے جو جرمنی پر چڑھائی کرنے کے لئے تیار تھا التوائے جنگ پر رضامندی ظاہر کی (اپریل ۱۵۵۲ء) جس کی رو سے پارما کو دو سال تک کے لئے اڈیٹو یو کے قبضے میں دے دیا گیا۔

ہنری دوم نے بالکل ٹھیک اندازہ کیا کہ امرتنازع فیہ کی بابت شمال میں جنگ کی جائے۔ یہاں اسپینی حکومت اور چارلس کے مسلک کے خلاف غیظ و غضب کی آگ سرعت سے بھڑکنے لگی تھی۔ کیتھولک رؤسا میں ”وقفے“ (Interim) کو مقبولیت حاصل نہیں تھی؛ اس کو کلیسا کی رضامندی کے بغیر منظور کیا گیا تھا، اور پروان لو تھر کے ساتھ مراعات کو اتحاد اٹلی اور جرمنی میں ہنری دوم کی مداخلت۔

۱۵۵۱ء - ۱۵۵۲ء

اس کو نافذ العمل کیا گیا تھا اس پر چراغ پاتھے۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ لینڈ گریو کے ساتھ چارلس کا طرز عمل سب کی برہمی کا باعث تھا۔ چارلس نے نہ صرف اس کو اسیری میں رکھا تھا بلکہ اس کو چارلس کے خلاف مجبور کر رکھا تھا کہ امور ترقی میں اس کے نقش قدم پر چلے۔ وہ علانیہ اس کے ساتھ حقارت کا برتاؤ کرتا تھا حقیقت میں چارلس کی سیرت بدل چکی تھی۔

کامیابی کے یقین نے اس کے دل سے مفاہمت کا تمام خیال نال دیا تھا، اور نقرص اور دیگر امراض کی سخت تکلیفوں کی وجہ سے پہلے سے زیادہ تند مزاج، اور حاکمانہ طرز کا انسان بن چکا تھا۔

فروری ۱۵۵۲ء ہی میں کسٹرن کے جان اور کلہا ش کے آلبرٹ و سیباؤس نے مشترک مقاصد کی حفاظت کے لئے ایک جمیعت قائم کر لی تھی اور فرانسسی تاجدار تک رسائی کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اسی اثنائیں شہنشاہ



اور ماریس کے مابین تعلقات روز بروز کشیدہ ہوتے جا رہے تھے فتح بزرگ  
پرائسٹنٹوں کے ساتھ | کے بعد سے چارلس ماریس کو ضرورت سے  
زیادہ طاقتور بنانا نہیں چاہتا تھا، لہذا اپنے  
مواہد کی تکمیل میں پس پیش کر رہا تھا۔ مگڈیبرگ

ماریس کی سازشیں

اور ہالبرٹاٹ کی حفاظت کا استحقاق اس کو نہیں دیا گیا، جان فریڈرک  
کے نمائندوں کو مجبور نہیں کیا گیا کہ اپنے جدید آقا کو تسلیم کریں، اور کہا جاتا  
ہے کہ شہنشاہ نے کہا کہ جان فریڈرک ایک ریچھ ہے جس کو ماریس کے خلاف  
چھوڑا جاسکتا ہے، اس کے برعکس اس کم عمر الکٹر نے معلوم کر لیا کہ پرائسٹنٹوں  
میں اور خود اپنے مقبوضات میں اپنی حیثیت روزانہ دشوار تر ہوتی جا رہی  
ہے۔ شہنشاہ کی غیر مقبولیت اب اس کے حق میں منتقل ہو چکی تھی۔ اولینڈرگو  
کے ساتھ جو سلوک روا رکھا گیا تھا اس کا الزام اس کے سر تنہو پایا گیا۔ اور اس کو  
بڑا انکم ام سمجھا جانے لگا جس نے پرائسٹنٹ اغراض و مقاصد کو تباہ کر دیا۔  
تجارتی پیش تھیں کہ فرانس کی مدد سے اس کو اپنے ناجائز مقبوضات سے  
نکال باہر کر دیا جائے۔ اب ماریس گھبرانے لگا کہ اس نے ابھی جو الکٹری  
حاصل کی تھی اس کو یا شہنشاہ چھین لے گا یا پرائسٹنٹ رؤسا۔ ان شخصی  
محرمات کے قطع نظر جو قوی تھے، اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ماریس  
پرائسٹنٹ اغراض کا حامی بھی تھا، جو اس صورت میں شدید خطرے میں  
پڑ جاتیں جب کہ چارلس مکمل طور پر سب کا مالک بن بیٹھتا۔ لہذا ماریس کے  
ہم مذہبوں کے اور خود اس کے مقاصد متقاضی تھے کہ وہ رؤسا کے ساتھ  
اس شرط پر اتحاد قائم کرنے کا وعدہ کر لے کہ اس کے لئے مفتوحہ علاقوں پر  
امن پسند قبضے کی ضمانت دی جائے گی۔ لہذا ۱۵۵۷ء کے موسم بہار ہی سے  
اس نے پیش قدمی شروع کر دی تھی۔ تاہم پرائسٹنٹ رؤسا قدرتا اس کو  
اشتباہ کی نظر سے دیکھنے لگے خاص کر اس وجہ سے بھی کہ چارلس نے اس کو  
ذمہ دار بنایا تھا کہ شہر مگڈیبرگ کو ”وقف“ کے تسلیم کرنے پر مجبور کیا جائے۔  
لہذا ۲۰ فروری ۱۵۵۷ء سے پہلے ماریس پرائسٹنٹوں کے خطرات کو رفع

نہیں کر سکا۔ اس نے اسے یقین دلایا کہ اس شہر کے مذہب میں کسی طرح کی بھی مداخلت نہیں کی جائے گی اور یہ کہ وہ پراشٹنٹ مذہب کا پابند رہے گا۔ دو عہد ناموں کے ذریعے (فروری ۱۵۵۱ء) روسا نے وعدہ کیا کہ پراشٹنٹ مذہب اور جرمنی کی آزادیوں کے لئے مشترکہ مدافعت میں سب شریک و متحد ہو جائیں گے اور ماریس کے لئے ارنسٹ شاخ کے تمام دعاوی کے مکڈیبرگ کی ماریس کو اختلاف الکٹری محفوظ کر دی گئی۔ اب مکڈیبرگ کا محاصرہ شروع ہوا۔ نومبر ۱۵۵۱ء میں شہر نے خود کو ماریس کے حوالے کر دیا۔ شہریوں نے وعدہ کیا کہ وہ شہنشاہ سے معافی کی التجا کریں گے، تاوان ادا کریں گے، وقفے کو تسلیم کر لیں گے۔ اسی کے ساتھ ساتھ ماریس نے انھیں خفیہ طور پر یقین دلایا کہ وہ مذہبی حقوق سے محروم نہیں کئے جائیں گے اور نہ ان کے مذہبی رسوم کی تکمیل میں حائل اندازی کی جائے گی۔ نیز انھوں نے ماریس کو اپنا 'برگرو'، ایک خطاب جو عموماً سکسی کے الکٹری خاندان میں مقرر تھا، منتخب کیا جس کی رو سے اس کو شہر اور اس کے تحتانی علاقوں پر بہت سے اختیارات حاصل ہو گئے۔

اسی اثناء میں اس مسئلے پر بحث جاری تھی کہ آیا جمعیت صرف مدافعت جاری رکھے اور جرمنی تک خود کو محدود رکھے یا خارجی امداد کی طرف نظر دوڑائے۔ ماریس نے اصرار کیا کہ اگر پراشٹنٹوں کو فتح حاصل کرنا ہے تو وہ فرانسس کی تائید حاصل کریں۔ جان کسٹرن کی مخالفت کے باوجود جس نے یہاں تک پیڑھیلانے سے انکار کر دیا، ماریس کے مشورے پر عمل عہد نامہ فرڈ والڈ۔ کیا گیا اور اکتوبر ۱۵۵۱ء میں گفت و شنید شروع کر دی گئی جو جنوری ۱۵۵۲ء میں عہد نامہ فرڈ والڈ کی صورت میں ختم ہوئی۔ ہنری دوم نے بے حیائی اور شوخی سے استدعا کی کہ جرمنی کے مذہبی امور اس کی حفاظت میں دیدیئے جائیں۔ لیکن پراشٹنٹوں نے اپنے مذہب کی حفاظت و صیانت ایک ایسے شخص کے حوالے کرنے سے جس نے اپنے ملک میں ان کے

اسی اثناء میں اس مسئلے پر بحث جاری تھی کہ آیا جمعیت صرف مدافعت جاری رکھے اور جرمنی تک خود کو محدود رکھے یا خارجی امداد کی طرف نظر دوڑائے۔ ماریس نے اصرار کیا کہ اگر پراشٹنٹوں کو فتح حاصل کرنا ہے تو وہ فرانسس کی تائید حاصل کریں۔ جان کسٹرن کی مخالفت کے باوجود جس نے یہاں تک پیڑھیلانے سے انکار کر دیا، ماریس کے مشورے پر عمل عہد نامہ فرڈ والڈ۔ کیا گیا اور اکتوبر ۱۵۵۱ء میں گفت و شنید شروع کر دی گئی جو جنوری ۱۵۵۲ء میں عہد نامہ فرڈ والڈ کی صورت میں ختم ہوئی۔ ہنری دوم نے بے حیائی اور شوخی سے استدعا کی کہ جرمنی کے مذہبی امور اس کی حفاظت میں دیدیئے جائیں۔ لیکن پراشٹنٹوں نے اپنے مذہب کی حفاظت و صیانت ایک ایسے شخص کے حوالے کرنے سے جس نے اپنے ملک میں ان کے

ہم مذہبوں پر ظلم و ستم برپا کر رکھے تھے، انکار کر دیا۔ اور عہد نامے میں مذہبی معاملات کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ ہنری دوم نے وعدہ کیا کہ لینڈ گریو کی اسیری سے رہائی دلانے میں اور جرمنی کی آزادیوں کی مدافعت میں مدد دے گا۔ اس کے لئے شاہ فرانس کو بھاری قیمت ادا کرنی پڑی۔ اس کو سلطنت کے 'دکار' کی حیثیت سے کیمبرے، میٹز، ٹول اور ورڈون پر قبضہ کرنے کا اختیار دیا گیا (لیکن شہنشاہی اقتدار کو محفوظ کر لیا گیا) اور روسا نے وعدہ کیا کہ اگر شہنشاہ کی گدی خالی ہوئی تو اس صورت میں اس کو امیدداری کا موقع دیا جائے گا یا کسی ایسے شخص کو امیدوار بنایا جائے گا جو اس کی مرضی کے مطابق ہو گا۔ میٹز، ٹول، اور ورڈون کی اسقفیوں کے الحاق پر جو لارین پر غالب تھیں اکثر اور نہایت سختی کے ساتھ الزام لگایا گیا ہے۔ لیکن ہمیں کم سے کم اتنا یاد رکھنا چاہئے کہ فرانسیسی ان اضلاع کی مشترک زبان تھی، جو من قومیت کا ذوق جو ان میں کبھی تقویت نہیں حاصل کر سکا تھا، اصلاح مذہب کی کش مکش میں کم زور پڑ گیا تھا، نیز اگر جرمنی کو ایک بیرونی اسپینی حکومت کے تحت نہیں رکھنا تھا تو کامیابی کے ساتھ چارلس کی مدافعت کے لئے فرانسیسی اتحاد کی ضرورت تھی۔ لیکن ماریس فرانسیسی اتحاد سے مطمئن نہیں ہوا۔ فرڈیننڈ نے اس سے وعدہ لیا تھا کہ جانشینی سلطنت کی نسبت وہ چارلس کے منصوبے کی مزاحمت کرے گا۔ اس طرح دونوں میں جو دوستانہ تعلقات قائم ہوئے ماریس نے ان سے فائدہ اٹھایا۔ اور فرڈیننڈ کو یہ یقین دلاتے ہوئے کہ اس پر کوئی حملہ نہیں کیا جائے گا خود کو آسٹریا ریس کی عملی مداخلت سے محفوظ و مامون کر لیا۔

جس اثنائے ماریس شہنشاہ کے خلاف اس قدر زبردست اتحاد قائم کر رہا تھا ان دونوں میں اس کے اور شہنشاہ کے درمیان بہت گہرے تعلقات قائم تھے۔ تاہم یہ فرض کر لینا غلطی ہے کہ چارلس ان تمام باتوں سے بے خبر تھا۔ لیکن اس موقع پر چارلس علیل تھا اور بے استقلال اور سستی کا دورہ اس پر عمل کر رہا تھا۔ جنگ لبرگ کے بعد سے اپنی کامیابی پر اترانے لگا اور اس سازش کو بہت سرسری نظر سے دیکھنے لگا اور موقع تھا کہ ۱۴۴۷ء کی طرح

اب کے بھی اپنے مخالفین کی خبر لے۔ وہ باور کرتا تھا کہ یا تو مارس کو مزید مراعات دے کر اپنی طرف کر لیا جائے گا یا جان فریڈرک کو آزاد کر کے الگٹری علاقے اس کو دے دیئے جائیں گے اور اس کو تباہ اور تاراج کر دیا جائے گا۔ شہنشاہ کو یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ ۱۸۷۱ء سے حالات و واقعات میں کیا کیا تغیر و تبدل واقع ہوا ہے، اس نے اس کو محسوس نہیں کیا کہ اس کی اسپیننی حکومت، اس کا جبر و تشدد اور اس کی تجویز جانشینی جرمینی میں اور خود اس کے بھائی کے حق میں کسی قدر نامقبول ہو چکی تھی، فرانسیسی اتحاد اس کے شمار میں نہیں تھا، اور سب سے اخیر یہ کہ جس شخص کے ساتھ اسے پیش آنا تھا اسی کے نسبت غلط فہمی ہو گئی تھی۔ عزت و شہرت کی خواہش کے باوجود مارس کو پراسٹنٹ مذہب کا حقیقی معنوں میں خیال تھا اور وہ مہم ارادہ کر چکا تھا کہ اپنی رعایا کے مذہب کی حفاظت کرے گا۔ یہ غیر اغلب ہے کہ وہ کبھی بھی شخصی منافع پر اپنے مذہب کو قربان کرتا۔

چارلس نے اس کو بھی بھلا دیا کہ اس نے سیاسی چال بازیوں کا جو سبق پڑھا یا تھا وہ اس کے شاگرد کو خوب یاد تھا، کیونکہ وہ خود استاد و تدریس تھے۔ اور اکتیس سال کے فوجوان نے اس کو اچھی طرح ہر ادیا۔ ایس نے اخیر دم تک ظاہری نمائش قائم رکھی، اور حتیٰ کہ شہنشاہ کی اس استاد عالیٰ تعلیم کا بہانہ کیا کہ اس صورت حال پر بحث کرنے کے لئے الینبرگ آئے گا۔ اس کے بعد اپنی افواج کو مجتمع کر کے جس کو اس نے محاصرہ گلڈیبرگ کے بعد سے روک رکھا تھا، ایک ایک جنوب کی طرف روانہ ہوا اور پیشات شیم میں ہنسی کے فوجوان ولیم سے جا ملا۔ عین اسی وقت ہنری دوم نے لارین پر چڑھائی کر دی۔ شاہ فرانس نے اعلان کیا کہ وہ جو من آزادی کی حفاظت کے لئے آیا ہے، اور روسا نے ایک اعلان جاری کیا جس میں انھوں نے لینڈ گریو کی ماریس کا اعلان جنگ اور اسیری کی رسوائی اور ناداجیت اور بیرونی ملک کی حیوانوں (Vichische) کی سی موردنی غلامی کو خواہ مذہبی ہو یا سیاسی، مردود ٹھہرایا

جنوب کی طرف روانگی  
۱۸۷۱ء پانچ ہنری دوم کا حملہ لارین پر

جس کو چارلس جرمنی پر جبراً عاید کرنا چاہتا ہے۔ راتھنبرگ میں ماریس سے کالم باش کے البرٹ اسپاڈس آٹا، اور آلبرگ کی جانب پیش قدمی شروع کر دی جو شہنشاہی اقتدار کا بنیاد دیدبان تھا، شہنشاہی فوجی دستے نے نہایت سرعت کے ساتھ اس کا تحلیلہ کر دیا۔

یہی موقع تھا جب کہ فرڈیننڈ نے اس طرز عمل کو اختیار کیا جو چارلس کے ساتھ رقابت کا، اور ماریس کے ساتھ سابقہ گفت و شنید کا نتیجہ تھا، اور فرڈیننڈ کا مسلک یہ وہ طرز عمل تھا جس کو وہ اپنے بھائی کی دست برداری تک قائم رکھنا چاہتا تھا۔ اپنے اور

اپنے خاندان کی اغراض و مقاصد کی حفاظت کے لکڑیں فرڈیننڈ نے ثالث کی حیثیت سے مداخلت کرنے، پر ایشنوں کے ساتھ مصالحت کر لے سنے اور ایک متحدہ جرمنی کی حمایت و پشت پناہی سے چارلس کی تجویز توارث کو شکست دینے اور ترکوں کی طرف سختی کے ساتھ متوجہ ہونے کی تجویز پیش کی۔ لہذا اس نے ماریس کو ترغیب دی کہ لینن میں ایک کانفرنس منعقد کی جائے لینن میں کانفرنس (۱۸۷۱ء اپریل) جس میں انھوں نے صلح آئینہ کی نسبت عام شرائط پر اتفاق کیا اور ماریس نے ۲۶ مئی کو جنگی کارروائی ملتوی کرنے پر رضامندی ظاہر کی، اور

اس تاریخ کو پاساؤ میں دوبارہ گفت و شنید کا آغاز ہونے والا تھا۔ چارلس نے اپنے بھائی کو اختیار دے رکھا تھا کہ گفت و شنید شروع کر دے اور اس سے فشار یہ تھا کہ وقت لمبا ہے، لیکن کانفرنس کے نتائج کلیتہً اس کے ذہن میں نہیں تھے، اس طرح ماریس نے ایک اور مرتبہ سیاسی فتح حاصل کی۔ فرڈیننڈ کی غیر جانب داری عملی طور پر حاصل ہو گئی، اور ماریس کو ۲۶ تاریخ سے بیشتر کارروائی شروع کرنے کے لئے فرصت مل گئی۔ ابھر نبرگ پر پیش قدمی کر کے اس نے اس گڑھی پر قبضہ کر لیا جو دژہ انسبرگ کی حفاظت کرتی تھی۔ اور جہاں شہنشاہ مقیم تھا۔ اور چارلس جو نقص سے شہنشاہ کا فرار و لاج کو اس قدر غلیل تھا کہ سواری تک کرنے سے قاصر تھا،

شمالی جانب نیدر لینڈس کی طرف راہ گریز اختیار کرنے کی ناکام کوشش کی اور اس کے بعد ایک ڈولی میں سوار ہو کر برنز کو عبور کر کے ولاج کی جانب بچ نکلا، ماریس سے اقرار لیا گیا کہ خود شہنشاہ کو گرفتار کر کے ساری باتوں کا خاتمہ ہی کر دے۔ اس نے جواب دیا میرے پاس اتنا بڑا پیغہ نہیں ہے کہ اتنے بڑے طائر کو قید رکھوں، لہذا اس نے جنگ کو ترجیح دی۔

جون کے مہینے میں پاساؤ میں فرڈیننڈ اور ماریس کے مابین از سر نو عہد نامہ پاساؤ **۲۰ اگست ۱۵۵۲ء** گفت و شنید شروع ہوئی، جہاں الکٹر شہروں کے متعدد مبعوثین اور اکثر بیشتر رؤسا حاضر تھے۔ بعض وقت کہا جاتا ہے کہ چارلس نے مایوسی کی حالت میں گفت و شنید

کو فرڈیننڈ کے حوالے کر دیا اور واقعات کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا۔ لیکن یہ دور از حقیقت بات ہے۔ اس کی سیرت کی ضد اور اس کی ثابت قدمی اس موقع پر جس توضیح سے نمایاں ہوتی ہے اتنی کبھی نہیں ہوتی، اور خصوصاً جب ہمیں یہ معلوم ہو کہ وہ کس شدت سے علیل تھا۔ اتحاد کلیسا کے قیام اور شہنشاہی اقتدار کی مرغوب خاطر تجویز سے دست بردار ہونے پر راضی نہ ہونے کے باعث ہر رعایت کے ایک ایک فقرے کے ساتھ جھگڑا کیا، اور ہمیشہ انتقام لینے کا خواب دیکھتے ہوئے اس نے وقت حاصل کرنے کے لئے سجان توڑ کوشش کی اور ساتھ ہی ساتھ ہر طرف مخالفانہ تنظیم کی سازشیں شروع کر دیں۔ لیکن یہ سب کچھ لا حاصل تھا۔ جرمنی اس کی حکومت سے اس قدر صدمہ اٹھا چکی تھی کہ اب دوبارہ اس کی حکومت کے خاطر لڑنے کے لئے تیار نہیں تھی۔ سیاسی رجحانات وقت کلیسا اور ریاست کی حکومت خود اختیاری کی جانب سختی کے ساتھ مائل تھے، اور عہد نامہ پاساؤ ایک درمیانی جماعت کے دجو کا نتیجہ تھا، جو ان کیتھولک اور پراسٹنٹ دونوں فرقوں پر مشتمل تھی جو جنگ سے بیزار اور چارلس کی سیاسی تجاویز سے متنفر تھے، اور مصالحت کی ضرورت محسوس کرتے تھے۔ یہ ایک ایسی جماعت تھی جو خارجی علاقوں میں بھی جرمنی کے وجدانیات کا اظہار کرتی تھی لیکن ایک نقطہ پر چارلس بری طرح اڑ گیا۔

اس نے کانفرنس پاساؤ کے اقتدار کو قطعی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کا فرض ہے کہ صرف مجلس کے فیصلوں کے آگے تسلیم خم کرے اور پاساؤ میں جو شرائط عطا کی گئیں وہ تو صرف عارضی ہوں گی۔ ماریں جس نے چارلس کی ضد سے مایوس ہو کر دوبارہ ہتھیار اٹھائے تھے اور ولفینگفورٹ آن دی مین کا محاصرہ کر لیا تھا (۱۷ جولائی) اپنی حیثیت کو اس درجے محفوظ اور مستحکم نہیں سمجھتا تھا کہ اس سے انکار کر دے اور ۲۲ اگست کو شہنشاہ کے پیش کردہ شرائط کو منظور کر لیا۔ یہ طے ہوا کہ متحدین ۱۲ اگست سے بیشتر جنگ ختم کر دیں گے۔ کیونکہ اسی تاریخ لینڈ گریو کو رہائی ملنے والی تھی اور چھ ماہ کے اندر ایک مجلس منعقد ہونے والی تھی جس میں متنازع فیہ مسائل کا قطعی تصفیہ ہونے والا تھا اور اگر کوئی فیصلہ نہ کیا جائے تو موجودہ انتظامات حسب حال رہیں اسی اثناء میں جو ارکان معاہدہ آگبرگ میں شامل تھے ان کو کسی طرح سے پریشان نہ کیا جائے اور پراسٹنٹ اسیروں کی حیثیت سے شہنشاہی ایوان میں شریک ہوں آخر تک بھی چارلس نے اپنے وعدے کو ٹالنے اور بزدل شمشیر چارہ جوتی کرنے کی سوچتا رہا۔ لیکن فرڈیننڈ کی منت و سماجت سے مغلوب ہو کر جس نے متنبہ کیا کہ اس کو متعدد پراسٹنٹ اور کیتھولک رؤسا سے لڑنا پڑے گا اس نے بالآخر عہد نامہ کی توثیق کر دی (۱۵ اگست) اور الکساندر فریڈرک اور لینڈ گریو کو رہا کر دیا۔

عہد نامہ پاساؤ کے ذریعے بلاشبہ جرمنی کی عام خواہش کی ترجمانی ہوئی۔ اس میں کیتھولک اور پراسٹنٹ دونوں شریک تھے۔ اس کو باستنا چند کٹر کیتھولکوں اور ان کے جو جان فریڈرک کی طرح اپنے کھوئے ہوئے علاقوں کے بازگشت یا البرٹ آسییا ڈس والی کلم باش کی طرح تسلسل جنگ سے فائدہ اٹھانے کے متوقع تھے، سب کے سب نے دل سے منظور کر لیا چارلس جتنا صلح سے متنفر تھا غیر متاثر رؤسا کو شریک کرنا بھی اتنی ہی دیوانگی ہوتی۔ تاہم اس قدر تند مزاجی کے باوجود جو عمر کے ساتھ ساتھ ترقی کرتی نظر آرہی تھی اس نے اپنی توقع کو جانے نہ دیا۔ فرانسیسیوں کو عہد نامے میں

شامل نہیں کیا گیا اگر ان کے خلاف ایک کامیاب جنگ کی جائے تو اس کی کھوئی ہوئی شہرت واپس آجائے گی اور اس کو اس قابل بنا دے گی کہ ایک اور مرتبہ ان سب چیزوں کے حصول کی کوشش کی جائے جو اس کو اتنی عزیز تھیں۔

پرائسٹنٹ مذہب کے مقاصد اور جرمینی کی اغراض کی خوش قسمتی سے چارلس کی ہمت ناکام رہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کلم باش کے البرٹ سے چارلس کی خام کامیابی اس نے مدد حاصل کی اور اکتوبر ۱۵۵۲ء میں میٹز کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن گائبر کے ڈیوک کی ہمارت و توانائی نے جس نے نہیں اپنی فوجی شہرت حاصل کی، چارلس کو اپنی جدوجہد میں کامیاب ہونے نہ دیا۔ موسم سرما شروع ہو گیا اور اسپینی اور اطالوی افواج کو سخت تکالیف سے دوچار ہونا پڑا۔ دسمبر ۱۵۵۲ء میں چارلس نے اس کوشش کو ترک کر دیا اور سخت ریخ کے عالم میں شکایت کرنے لگا کہ اقبال و دولت بھی عورتوں کی طرح ایک بوڑھے شہنشاہ سے منہ موڑ کر فوجوان بادشاہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور نہ اٹلی ہی میں اس کی شمشیر نے کچھ جوہر دکھائے۔ سلن کی جمہوریت نے داخلی اختلافات کی ابتریوں سے تنگ آکر خود کو شہنشاہ کی حیانت میں دے دیا تھا۔ اور مینڈوزا کے تخت جو روما کا شہنشاہی سفر تھا ایک جمیعت سپاہ کو اپنے ملک میں داخل ہونے کی اجازت دے دی تھی۔ لیکن مینڈوزا کی سخت گیری سے اہل سین بہت جلد عاجز آ گئے۔ فرانس سے مدد کے لئے درخواست کی، اسپینی افواج کو ملک سے باہر نکال دیا۔ اور فرانس کی برتری قبول کر لی اور سلیمان نے دوبارہ فرانسیسیوں کی تائید سے ایک بحری بیڑہ روانہ کیا، جس نے باوجود ناکام رہنے کے نیپلز کو دھکی دینا شروع کر دیا۔ ۱۵۵۳ء میں شہنشاہ جو نیڈرلینڈ کی طرف بڑھ گیا تھا کسی قدر زیادہ خوش قسمت رہا۔ اور ٹیروٹینے لاشرمخ کر لیا۔ لیکن اٹلی میں نیپلز کے وائسرائے اور کاسیمو کے وائسرائے ڈیوک آف فلانس کی کوششیں سین سے فرانسیسیوں کو نکالنے میں ناکام رہیں نیپلز کو



دوبارہ ترکی بحری بڑے خوف دلارہا تھا۔ ہنگری میں اسابلایٹوں زاولیا اور اس کے بیٹے نے ترکی تائید کی طرف مائل ہو کر بالآخر ٹرانسلوے نیا کو حاصل کر لیا، اور اگر سلیمان کو ایک ایرانی جنگ کی طرف متوجہ ہونا اور خانگی جھگڑوں میں الجھنا پڑتا جن میں خود اس کا عزیز بیٹا مصطفیٰ قتل کر دیا گیا تو دائیہ پر تک دوبارہ حملہ کر دیا جاتا۔

اس موقع پر ماریس کا انتقال ہو گیا اور یہ ایک ایسا واقعہ تھا کہ زیادہ موافق حالات میں ممکن تھا کہ چارلس کو ایک آخری فتح کا موقع دے دیتا۔ خارجی علاقوں کی جنگ کے دوران میں چارلس غیر مطمئن روسا کے ساتھ سازش کرنے سے باز نہیں آیا تھا۔ جن میں زیادہ خصوصیت کے ساتھ کلمہ باش کا ڈیوک قابل ذکر ہے۔ میٹز سے پیشتر اس رئیس نے جو مدد کی تھی اس نے اس کے نام پر ان رقمی عطیات اور ان اراضی کو مستقل کر دیا جن کو البرٹ نے بامبرگ اور ورزبرگ کے اسقفوں سے جبراً حاصل کیا تھا۔ البرٹ نے اب ان دعاوی کو شہنشاہی ایوان کے حکم کے باوجود زور مسلح منوانے کی کوشش کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فروری ۱۵۵۵ء میں فرڈیننڈ اور ماریس نے جنھوں نے عہد نامہ پاساؤکے نفاذ کے لئے جنوبی جرمنی کے دیگر روسا کے ساتھ ہیڈلبرگ کی جمعیت مقرر کی تھی، اس کے خلاف پیش قدمی کی اور بمقام لیور شاسن جولیون برگ کی نوابی میں واقع ہے اس کو شکست دی (۱۹ جولائی) لیکن اس فتح کی بھاری قیمت ادا کرنی پڑی کیونکہ ماریس مجروح ہونے کے دو دن بعد انتقال کر گیا۔

ماریس کا انتقال لیور شاسن میں ۹ جولائی ۱۵۵۶ء

اس طرح بتیس سال کی عمر میں ایک ایسا رئیس دنیا سے چل بسا جس نے ۱۵۴۶ء کے بعد سے جو سنی کی تاریخ میں سب سے نمایاں حصہ لیا تھا۔

آج تک اس کے اغراض و مقاصد اور اس کی سیرت کی نسبت بحث و تحقیق کا بازار گرم ہے۔ بعض لوگ اس کو میکیلوپی کا شاگرد سمجھتے ہیں، یعنی وہ مذہبی یقین یا ذاتی اغراض کو سوچنے کے سوا کسی اور اصول سے معرا تھا۔ دوسرے لوگ اس کو سب سے بڑا مدبر وقت خیال کرتے ہیں۔ اور ایک ایسا شخص جو سب سے پہلی مرتبہ چارلس کے مقاصد کو تاثر کیا تھا، اور جس کی دغا بازی

۱۵۴۶ء میں فی الحقیقت پراسٹنٹ مذہب کے قیام و حمایت کی جانب سب سے پہلی اور ضروری تحریک تھی، جو اس ضرورت سے اس میں پیدا ہو گئی تھی کہ شہنشاہ کی مزاحمت ملی توقع سے پہلے اپنی حیثیت کو مضبوط بنا لے۔ جیسا کہ پرچوش فریقوں میں پیش آتا ہے صداقت ان دو انتہائی خیالات کے بن بن ہے۔ اگرچہ ماریس کو دونوں مخالف مذاہب کے متنازع فیہ مسائل پر یکا یک نہیں تھا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ حرص ملک گیری سے متاثر تھا۔ اس پر یہ الزام عائد کرنا نا درست ہے کہ اس نے اپنی رعایا کے مذہب کو اپنی ذاتی اغراض پر قربان کر دیا۔ بہر حال، ہم اس کی نیت کی نسبت خواہ کچھ بھی خیال کریں، اس کے مدبر سیاست کی قابلیت تو لا کلام ہے۔ چارلس سے ایک دفعہ وہ صو کا کھانا ہی تھا کہ اس نے اس کو معلوم کر لیا اور دو اڈگھات میں استاد سیاست پر بازی لے گیا۔ پراسٹنٹ مذہب کو اپنے آخری قبول و تسلیم کی بابت اور جرمنی کو چارلس کے اسپینی ظلم و استبداد سے نجات حاصل کرنے کی نسبت کم سے کم ماریس کا مرہون منت ہونا چاہئے۔ سکسنی کی انکڑی کو بھی اس سے کوئی صدمہ نہیں پہنچا۔ اس ملک پر اچھی حکومت کی گئی اور تعلیم میں ترقی دی گئی بلکہ اگر ماریس زیادہ عرصے تک زندہ رہتا یا اسی دماغ کے لوگ اس کے جانشین ہوتے تو سکسنی منترھویں اور اٹھارھویں صدی میں اپنے ہمسایہ یعنی برمنڈنبرگ کے ہونہرزولزن انکڑوں کے آگے ماند نہ بڑ جاتی۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ آیا یہ صحیح ہے کہ وہ اپنی موت کے وقت زیادہ عظیم انسان چیزوں کا خواب دیکھ رہا تھا۔ اور فرڈیننڈ سے مل کر فرانس کے ساتھ اس لئے سازش کر رہا تھا کہ مرتبہ شہنشاہی خود اپنے لئے حاصل کرے ماریس اتنا زبردست مدبر سیاست تھا کہ فیصلہ کن ساعت سے پہلے اس کے مدعا کو معلوم نہیں کیا جاسکتا تھا۔ لیکن ہم کم سے کم اتنا باور کرتے ہیں کہ اگر وہ شہنشاہ بننا بھی تو جرمنی کو اس کی تحت کوئی نقصان نہیں برداشت کرنا پڑتا۔

ماریس کی موت سے نہ تو البترٹ کو کوئی فائدہ پہنچا اور نہ چارلس کو اول الذکر مقررے دن بعد جرمنی سے نکال دیا گیا تا کہ ایام زندگی شاہ فرانس کی

امیری میں کاٹ دیے۔ اور فرینکونیامیں اس کے جو مقبوضات تھے اس کے رشتے کے بھائی جارج فریڈرک والی انسیاش کے حوالے کر دئے گئے، اور چارلس نے جرمنی کے متحدہ ارادے کے مقابلے سے مایوس ہو کر ناگزیر حالات کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ اس نے جانشینی کی تجویز کو خیر باد کہہ دیا اور مذہبی شکلات کے مستقل تصفیہ کی مخالفت ختم کر دی۔ اس طرز عمل کی طرف وہ زیادہ تر اس لئے مائل ہوا تھا کہ اب اس کا خیال تھا کہ فلپ کا عقد میری کیتھولک ملکہ انگلستان کے ساتھ کر دے، اور اس طریقے سے انگلستان کو اسپین کی سلطنت سے متحد کر دیے اس تغیر مسلک کے ساتھ اس کے اور اس کے بھائی کے مابین حریفانہ مخالفت کا بھی خاتمہ ہو گیا، اور فریڈینڈ کو جرمنی میں آزادی عمل دے دی گئی۔

اس کے بعد اس کی معاملات سب سے پہلے توجہ کے محتاج تھے۔ جان فریڈرک کے شکوے شکایت کے باوجود اس کو بعض علاقہ واری حقوق و مراعات دے کر جبراً چپ کر دیا گیا۔ اور بقیہ علاقے مع حقوق الکٹری گیس برادراریں کو مل گئے۔ اس مسئلے کو اطمینان بخش طور پر طے کر چکنے کے بعد فریڈینڈ نے اپنے بھائی کو مجبور کیا کہ مجلس کو فروری ۱۵۵۵ء میں بمقام آگسبرگ طلب کرے لیکن چارلس مجلس آگسبرگ فروری تا ستمبر ۱۵۵۵ء اور فریڈینڈ کو اجازت دے دی کہ وہ اس کی صدارت کرے۔ اور اپنی مرضی کے مطابق معاملات کا تصفیہ کرے، لیکن متنبہ کیا گیا کہ کوئی چیز اس کی ضمیر کے خلاف عمل میں نہ لائی جائے۔

باستثناے چند جرمنی کے تمام کیتھولک اور پراسٹنٹوں نے بالاتفاق مذہبی مسائل کے تصفیے کی اور ایک ایسی صلح کے قیام کی خواہش ظاہر کی جو انھیں البرٹ والی ہرنڈنبرگ جیسے مفدہ پرداز سے امن دلا سکے۔ تاہم ان دونوں مذاہب کے متضاد اغراض و مقاصد میں مفاہمت پیدا کرنے کی کوشش میں (جو ہمیشہ ایک دشوار امر تھا) شہنشاہی دستور اساسی کی پیچیدہ جوئیس سوم کا انتقال مارچ ۱۵۵۵ء معاملات جوئیس گفٹ و شنید کا آغاز ہوا اختلافات ظاہر ہو گئے۔

اور پاپائی جماعت نے ان کی آبیاری کی۔ خوش قسمتی سے مارچ میں جولیس سوم کی وفات کی بدولت اس کے وکیل کارڈینل مورون کو مجبوراً آگبرگ سے واپس ہو جانا پڑا۔

دوسرا پوپ مارسیس دوم صرف بیس دن رہا اور اس کے جانشین پال چہارم (کرافا) نے اگرچہ راستے میں ہر طرح سے روڑے اٹکانے کی کوشش کی لیکن وہ صرف پرائسٹوں کو عطا شدہ مراعات کو محدود کرنے میں کامیاب ہو سکا۔ دو لفظوں پر اتفاق کرنا مقابلۂ آسان تھا۔ اعلان کیا گیا کہ آئندہ سے تمام مذہبی تنازعات کا تصفیہ اس پسند ذرائع سے عمل میں لایا جائے۔ اور اس مقصد کے پیش نظر کیتھولک اور لوتھری مذہب کی بابت ہر معاملے میں دو طرفہ فیصلے کے ایسے مساوی تعداد میں شہنشاہی ایوان میں شرکت کریں۔ دوسرے مسئلے میں زیادہ دشواریاں حائل تھیں۔ پیروان لوتھر نے ابتداء خواہش کی تھی کہ ہر فرد کو موقع دیا جانا چاہئے کہ وہ آگبرگ کے اقرار نامے کو تسلیم کرے خواہ وہ پرائسٹ ریاست کی رعایا ہو یا نہیں۔ لیکن وہ کیتھولک رؤسا اس سے خائف ہو گئے جن کے علاقوں میں لوتھری مذہب نے عظیم الشان ترقی کر لی تھی اور مصلحین کو اس عہد و پیمان اور قول قرار پر قناعت کرنے کے لئے مجبور کیا گیا کہ ہر دنیاوی رئیس یا شہنشاہی شہر کو خود اس بات کا فیصلہ کرنے کا موقع دیا جائے کہ وہ اپنی حدود کے اندر کس مذہب کو اختیار کرنا پسند کرتا ہے۔ اور جو اس بات کو نہ مان سکے اس لئے اسباب سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ مذہبی جائداد کو دنیوی رؤسا کے اقتدار کے تحت دنیوی حیثیت بخشنے کی نسبت بھی ایک مصالحت کی گئی۔ وہ تمام جائداد جو عہد نامہ پاساؤ (۱۵۵۲ء) سے پیشتر دنیوی حیثیت اختیار کر چکی تھی اس کو اسی حالت پر برقرار رکھا گیا لیکن اس حق کے مزید استعمال کی اجازت نہیں دی گئی۔ پرائسٹوں نے اس امر کو تسلیم کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ مذہبی رؤسا کو دنیوی رؤسا کی طرح اجازت دی جائے کہ وہ اپنی حدود و ارضی کے اندر جو مذہب چاہیں قائم کریں اور جو مذہبی رئیس یا بشپ لوتھری مذہب کو قبول کرے اس کے مراتب و محاصل برقرار رہیں۔ یہ بات ساری سلطنت کی

عمارت کو منہدم کر دیتی، لہذا کیتھولک فرقہ اور خود فرڈی نینڈ نے اس کی زبردست مخالفت کی۔ پیروان لو تھر ڈٹے ہوئے ہونے کی وجہ سے فرڈی نینڈ اس مسئلے کی بابت غور و خوض کو ملتوی کرنے کی فکر میں پڑ گیا، تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بقیہ عہد نامہ پر بھی پانی پھیر جائے۔ لہذا آخر الامر ایک غیر اطمینان بخش مصالحت کی گئی۔ شرائط یہ منظور ہوئی تھیں کہ اگر کوئی مذہبی شخص آئندہ اپنے کیتھولک مذہب کو خیر باد کہے تو وہ اپنی خدمت سے اور اس سے متعلقہ محاصل اور سرپرستی سے بھی دست بردار ہو جائے۔ پیروان لو تھر نے عہد نامے میں اس فقرے کو داخل کرنے کی اجازت تو دے دی۔ لیکن احتجاج یہ کیا کہ وہ اس شرط کو اپنے اوپر لازم نہیں تصور کرتے۔ اور مزید یہ رعایت حاصل کی کہ مذہبی رؤسا کی اس رعایا کو جس نے پہلے ہی سے پراسٹنٹ مذہب اختیار کر لیا ہے ایذا نہ پہنچائی جائے اور جو لوگ بعد میں لو تھری مذہب اختیار کریں انھیں ترک وطن کی اجازت دی جائے۔

صلح آگبرگ نے چارلس کی اس کوشش پر کہ مجددہ سلطنت مغرب کی بنیاد پر کلیسا میں دوبارہ وحدت قائم کی جائے، آخری ہلک ضرب لگائی۔ اور مذہبی امور میں اصول خود اختیار کی کو قطعی طور پر تسلیم کر لیا گیا۔ اگر چارلس اپنے بیرونی دشمنوں پر فتنمند ہوتا (اور بہت اغلب ہے کہ کم سے کم کچھ دنوں کے لئے وہ ایسا کرتا) تو وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہتا۔ اگر اس میں حوصلہ مندی کی امنگ نہ ہوتی اور وہ اپنی توجہ جرمنی تک محدود رکھتا تو کم از کم پیروان لو تھر کو پیس دینے میں کامیاب ہو جاتا۔ لیکن اس کی اولوالعزمی اور بلند نظری ہی اس کے مقصد و منشا کی تکمیل میں مزاحم ثابت ہوئی۔ بار بار جب اس نے ہتھیار اٹھانے کی کوشش کی سیاسیات کی کوئی نہ کوئی فوری ضرورت درمیان میں حائل ہو کر رکاوٹ پیدا کرتی رہی۔ اور آخر کار مقامیت کے اصول نے قوت پکڑ لی اور غیر ملکی امداد کی بدولت وہ اس کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہو گیا۔ تاہم پراسٹنٹوں پر اس بات کا الزام عاید کرنا درست نہ ہو گا کہ انھوں نے سیاسی اغراض کی ترقی کے لئے مذہبی شور و غل برپا کر رکھا تھا۔ یورپ کے دوسرے مقامات کی طرح جرمنی میں بھی مذہبی عنصر ناگزیر طور پر سیاسیات

کے ساتھ شامل ہو گیا تھا۔ اصلاح دین نے سابق سے موجودہ سیاسی خواہش و آرزو کے لئے ایک ملکہ اور ایک نیا جوش فراہم کر دیا اور بالآخر کامیابی کا پہرا ان سیاسی میلانات کے سر رہا جو سب سے زیادہ زبردست تھے۔ اگر چاہیں جداگانہ سرشت کا انسان ہوتا تو وہ غالباً پراسٹنٹ مذہب اختیار کر لیتا اور جرمنی میں ایک سلطنت متحدہ قائم کر لیتا۔ لیکن اس کی سیرت اور اسپین کی ہمدردی نے اس سے باز رکھا، اور اس کو مکمل فتح مندی کہیں بھی حاصل نہ ہوئی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہرگز روز بروز کمزور ہوتا گیا۔ اس کے بعد سے جرمنی ایک مجلس عمومی یا ایک مجلس قومی منعقد کر کے دونوں مذاہب میں مصالحت پیدا کرنے کی توقع سے ہاتھ دھو چکی۔ لو تھری کلیسا نے قانونی منظوری حاصل کر لی اور پراسٹنٹ ریاستیں اس کی دعویٰ داری تھیں کہ وہ کسی بھی خارجی مذہبی اقتدار کی مداخلت کے بغیر راہ عمل اختیار کر رہی تھیں۔ اس طرح ازمنہ و سطی کے تصور کلیسا و ریاست میں کامل انقلاب پیدا ہو گیا۔ اور دنیاوی اقتدار نے ایک ایسی خود مختاری حاصل کی جس سے وہ پہلے نا آشنا تھا۔ تاہم یہ تصفیہ قطعی اور آخری نہیں تھا۔ اور اسی میں آئندہ منافرت کا تخم بویا گیا تھا۔ انفرادی اصول رواداری کو تسلیم نہیں کیا گیا۔ اگر روئے انسانی اپنی رعایا کی غالب تعداد کا مذہب اختیار کیا تو اقلیت رکھنے والے فریق کے حقوق کا احترام نہیں کیا جاتا تھا۔ اتنا یقین تھا کہ مذہبی شرائط محفوظ شدہ تنازعات کا باعث ہوں گے۔ علاوہ انہیں کا کوئی فریق کے لوگ جو مستقبل قریب میں سب سے زیادہ پر جوش مصلحین بننے والے تھے اس صلح میں شریک نہیں کئے گئے تھے۔ ان کے اور پیروان لو تھر کے مابین جو مذہبی مناقشات رونما ہوئے ان کی بدولت موجودہ سیاسی رقابتوں میں اور زیادہ تلخی پیدا ہو گئی۔ کیتھولک فریق نے اس سے فائدہ اٹھایا اور مذہبی مسئلے کے آخری تصفیے سے پیشتر جرمنی کو ابھی جنگ سی سالہ کے ہولناک دور میں سے گزرنا تھا۔

جس وقت جرمنی کو ان عظیم الشان مسائل میں مستغرق رکھا گیا عین اسی وقت فرانس کے ساتھ نیدرلینڈ کی سرحد پر اور اطلی کے اندر جنگ

جاری رکھی گئی جس سے مختلف نتائج مرتب ہوئے۔ اپریل ۱۵۵۵ء میں  
 ورسیلز کی عارضی صلح۔ اکاسموڈیوک فلپس نے شہنشاہ کے حق میں  
 سینا کو دوبارہ فتح کر لیا۔ دوسرے مقامات میں  
 جنگی کارروائیاں غیر اہم تھیں۔ اور ۱۵۵۶ء میں  
 فروری ۱۵۵۶ء

بمقام ورسیلز عارضی صلح کی گئی جس کی وجہ سے ایک مختصر مدت کے لئے ہتھیار  
 رکھ دئے گئے۔ لیکن اسی تاریخ سے چارلس اسپین کے تخت و تاج سے  
 دست بردار ہو گیا۔

اپنی تمام تجاویز میں نامراد رہنے اور نفرس، ضیق النفس اور دیگر امراض  
 کا شکار بن جانے کی وجہ سے مایوس ہو کر اس نے عزم کر لیا کہ لمحد جو منی کو  
 فرڈی ننڈ کے حوالے کر دے اور اپنے بقیہ علاقوں کی حکومت سے اپنے  
 بیٹے کے حق میں دست بردار ہو جائے۔ چارلس سادہ لوحی سے توقع  
 چارلس کی تیاری  
 کرتا تھا کہ فلپ ملکہ انگلستان کے ساتھ رشتہ جوڑنے  
 اور جو انی کی قوت و توانائی کی بددلت ایک  
 دست برداری  
 عظیم الشان کیتھولک بادشاہی قائم کرنے میں

کامیاب ہو گا۔ اور اپنی سلطنت کا مرکز اسپین ہی کو قرار دے گا، نیز اتحاد کی  
 خطرناک نشوونما کی مزاحمت کرے گا۔ نہ صرف یہ بلکہ یہ بھی کہ وہ آخر  
 ایک نہ ایک دن تاجداروں کو عاجز کر کے رہے گا اور یورپ میں اسپین کے  
 غلبہ و اقتدار کا سکہ بٹھا دے گا۔ میری کے ساتھ فلپ کی شادی ہی کے  
 موقع پر ملان اور اٹلی کو فلپ کے علاقے سے ملحق کر دیا گیا تھا، لیکن  
 تفریق اقتدار نے اس میں مشکلات پیدا کر دئے اور بعض باتوں میں باپ  
 بیٹوں میں جھگڑا بھی ہو گیا۔ لہذا اکتوبر ۱۵۵۳ء میں عہد نامہ آگسبرگ سے  
 ایک ماہ پیشتر ملکہ میری والی ہنگری نیدرلینڈز کی نائب السلطنتی سے  
 مستعفی ہو گئی اور ان علاقوں کی حکومت جو ابھی ابھی دوسری مرتبہ سلطنت  
 سے جدا ہوئی تھی فلپ کے حوالے کر دی گئی۔

اس پر بھی چارلس بظاہر کچھ اور دن تک حکومت اسپین کو اپنے

ہاتھ میں رکھنا چاہتا تھا لیکن اٹلی اور نیدرلینڈز کی مدافعت اسپینی سپاہ و قہم جنوری ۱۵۵۶ء میں فلپ کو شاہ اسپین کی حیثیت سے تسلیم کر لیا گیا۔

میں فلپ کو شاہ اسپین کی حیثیت سے تسلیم کر لیا گیا۔

بالآخر اسی سال کے ستمبر میں چارلس شہنشاہی سے متعفی ہو گیا، اگرچہ بعض اصلاحی امور کے باعث فرڈی نند دو سال تک منتخب نہیں ہوا۔

اس عمل سے اس بلند خیال پر جس نے سب سے پہلے میکسی لین کے دماغ میں جگہ پائی تھی کہ اسپین،

اٹلی اور نیدرلینڈز کو جرمنی کے ہیسپرگ والے خاندانوں کے علاقوں کے ساتھ ایک حکومت کے تحت کیا جائے پانی پھر گیا اور فرڈی نند کو کیتھولک کے زیادہ معقول مسلک پر واپس آنا پڑا۔ اس کے بعد سے سنہ ۱۵۵۶ء میں اسپینی خاندان کے شے تک ہیسپرگ دو شاخوں میں منقسم رہا۔ ان میں سے آسٹریوی خاندان جنوبی جرمنی کے خاندانی علاقوں پر حکمران رہا اور سلطنت کے انتخابی تاج کو حاصل کیا۔ اور اسپینی خاندان اٹلی، فریج کو مثلی، نیدرلینڈز اور نئی دنیا کے مفتوحہ علاقوں پر حکومت کرتا تھا۔ غالباً اسپین کے حق میں مناسب ہی ہوتا کہ کبھی کوئی جرمنی شہنشاہ اپنا بادشاہ نہ ہوتا، اور ادھر نیدرلینڈز جو آرج ڈیوک فلپ کی تنہا موروثی ملک کی حیثیت سے باقی رہ گیا تھا اسپین کی کمزوری اور تحقیر دولت کا ذریعہ ثابت ہونے والا تھا۔

چارلس نے بار حکومت کو خسر و سال شانوں پر منتقل کر کے بمابہ ستمبر ۱۵۵۶ء صوبہ آسٹریڈ ورامیں پوسٹے کی جرمنی خانقاہ میں عزلت نشینی اختیار کر لی۔ اس کی خانقاہ والی روایاتی زندگی کسی قدر صحت کی محتاج ہے۔ وہ خانقاہ چارلس پوسٹے میں

ستمبر ۱۵۵۶ء تا

ستمبر ۱۵۵۸ء

اس کے لئے قریب تر مقام میں تعمیر کیا گیا تھا۔ اگرچہ وہ مذہبی زندگی بسر کرتا اور کلیسا کی نمازیں برابر شریک رہتا تھا، حتیٰ کہ سزائے نازیبانے کے



کفارے کو برداشت کرتا تھا تاہم اس کی روزانہ زندگی سخت ریاضت کی نہیں تھی۔ غذائیں وہ نہ صرف صحت کی بنا پر روزہ رکھنے سے منع دیتا تھا بلکہ نقصان کے باوجود مرغن اور غیر صحت بخش اغذیہ کا ہمیشہ کی طرح اب بھی دلدادہ تھا۔ اس نے کسی صورت میں بھی تمام دنیاوی تعلقات سے کنارہ کشی اختیار نہیں کر لی تھی، بلکہ اپنے بیٹے اور اپنی بیٹی جوینا جس نے فلپ کی غیر موجودگی میں کیا سٹیائل کی نائب السلطنت کی حیثیت سے کام انجام دیا تھا کے ساتھ بہت مراسلت کرتا تھا۔ ۱۵۵۶ء اور ۱۵۵۷ء کی لڑائیوں کے لئے فراہمی حاصل میں اس نے سب سے زیادہ عملی حصہ لیا۔ اس کے آخری کاموں میں ایک یہ بھی تھا کہ چارلس پنجم کی وفات | اس نے نائب السلطنت سے اصرار کیا کہ وہ تو تھری اتحاد کو جو اسپین میں نمودار ہو گیا تھا علیا میٹ ۲۱ ستمبر ۱۵۵۸ء -

کروے اور اس کی گوشہ نشینی میں بھی وہی اصول اس سے چمٹے رہے جنھوں نے اس کی ساری زندگی میں رہنمائی کی تھی۔ اور چارلس بالآخر ۹ سال میں ان امراض کا شکار ہو گیا جو کچھ دنوں سے اس کو تار ہے تھے (۲۱ ستمبر ۱۵۵۸ء)

شہنشاہ کا ذکر اتنی مرتبہ آچکا ہے کہ یہاں اس کی نسبت بہت کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اس کی سیرت کے خدوخال بہت عرصے بعد اجاگر ہوئے۔ اور ۱۵۲۱ء کی مجلس دارمیں تک اس نے اپنی قوتوں کا اظہار نہیں کیا لیکن اس لمحے سے اپنے مقام کی اضطراب انگیز مشکلات کی طرف التزام مقصد کے ساتھ جھکا۔ یہ بات اس وقت اور زیادہ قابل تعریف ہو جاتی ہے جب ہم اس کی بے پروائی اور بے استقلالیت کو پیش نظر لاتے ہیں۔ اس کی ان تین صفات یعنی اس کی ضد، اس کی سستی اور اس کی بے استقلالیت کے باہم جو پیکار جاری رہی وہی ہے جو اس کی راہ و روش کے تناقضات کی توضیح کرتی ہے۔ مستقل مزاج اور کم سخن تھا، لیکن بعض وقت اپنی بلند متعل ہوئے والی طبیعت کو پوشیدہ نہیں رکھ سکتا تھا۔ اس کے دو وزرا گائینارڈ اور گرنویل اور اس کا کنفریڈر وڈی سوٹو کے سوا شاید ونا در ہی کسی کو

اپنے مشورے میں شریک کرتا تھا۔ اگر ہم اس کی بیوی ایسا بلا پر نگاہی کو جس کا  
۱۵۴۹ء میں انتقال ہو گیا اور اس کے بیٹا اور اس کی بہنوں کو مستثنیٰ کر دیں تو  
بہت کم افراد سے اس کو گہری انصیت پیدا ہوئی۔ اس کو جو بھی صدمہ پہنچا  
کبھی نہیں بھلایا گیا، اس نے نادراوقات میں فیاضانہ سلوک کیا ہے۔ وہ خوف  
بلکہ قدر تجسین پر حکومت کرتا تھا لیکن محبت بڑھانے کے لئے نہیں۔ اگرچہ وہ  
ابتداءً نیدرلینڈز والا تھا اور جرمن ہرگز نہیں بن سکا لیکن بہت جلد پکا اسپینی  
بن گیا اور اسپین کو ایک نمونہ سمجھتا تھا جس کو وہ یورپ کی تقلید کے لئے پیش  
کرنا چاہتا تھا۔

## ۳۔ فرانس اور اسپین کے مابین آخری جنگ

چارلس کی یہ خواہش کہ اپنے جانشین کے لئے چند سال کی مہلت حاصل  
کرے پوری نہیں ہوئی۔ گائیز کے ڈیوک جو فرانس کی جنگی جماعت کا نمائندہ تھا،  
اس کے بھائی لارین کے کارڈینل اور خاص کر پاپا چہارم کی جانب سے  
پاپا چہارم غلبہ کے خلاف اس میں رکاوٹیں پیدا کی گئیں۔ وہ آتش کا پیر کا لا  
اسقف جواب اسی سال کا لڑک بارال دیدہ تھا کیتھولک رول کا قائد  
ہونے کے باوجود ساری عمر اٹلی میں اسپینیوں کا زبردست  
فرانس کیساتھ اتحاد مخالف رہا۔ نینلز کے ایک خاندان (دکرائنا) کا رکن  
قائم کرتا ہے۔ جولائی ۱۵۵۶ء

انجوسی (Angevin) جماعت کا حامی و طرفدار رہا۔ اس نے ابستہابی میں  
چارلس کو ناراض کر دیا تھا جس سے اس نے اس کا نام حکومت کی مجلس سے  
خارج کر دیا اور نینلز کی صدر اسقفی کے لئے اس کے انتخاب کی مخالفت کی۔  
ان حالات میں یہ تعجب کا امر نہیں کہ پوپ کی حیثیت سے وہ اسپین کی مخالفت  
کے اس مسلک کو اختیار کرے جو اب پاپائیت کی روایات میں داخل

ہو چکا تھا اس کو اطالوی آزادی کے دن یاد تھے اور وہ اسپینوں کو اس آزادی کے حق میں سب سے خطرناک دشمن سمجھتا تھا۔ فرانسیسیوں کو اس نے کہا آئندہ آسانی کے ساتھ نکال باہر کر دیا جاسکتا ہے، لیکن اسپینی بہتر لہ جنگی گھاس کے ہے جو جہاں گرے وہیں جڑیں نکال لیتا ہے، ان محرکات سے متاثر ہو کر اس نے ۱۵۵۵ء میں فرانس کے ساتھ ایک معاہدہ طے کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ اسپینوں کو اٹلی سے نکال دیا جائے اور اب وہ ہنری دوم سے اصرار کرنے لگا کہ اسپین کے ساتھ جنگ کا خاتمہ کر دے۔ اہل گائیز نے جنگ کی طرف داری میں اپنا اثر صاف کر دیا اور جولائی ۱۵۵۷ء میں فرانسیسی حقوق نیپلز کی تجدید کی ایک خیالی تجویز کے زیر اثر ایک عہد نامہ مرتب کیا گیا جس کے بموجب طے پایا کہ نیپلز کو فلپ سے چھین لیا جائے اور ہنری کے لڑکوں میں سے کسی ایک کو عطا کیا جائے لیکن اس کا ایک حصہ علیحدہ کر دیا جائے جو مال غنیمت کے ایک حصے کے طور پر پوپ کو ملے گا۔

پال مخصانہ کار روایتوں کے آغاز یا کالونیوں کی سرزاد ہی کے لئے جو ہنشا ہی اغراض کے حامی تھے اس اتحاد کا منتظر نہیں تھا۔ اس کے جواب میں آلوکا ڈیوک جو ابھی نیپلز کا گورنر مقرر ہوا تھا پاپائی ریاستوں میں گھس گیا۔ اور فرانسیسیوں کی غیر موجودگی میں کیگنا کے اہم مقامات پر قبضہ کر لیا۔ آلوکا کے ڈیوک کی حقیقت یہ ہے کہ اگر ڈیوک یا اس کے تاجدار آقا کو تامل اور پس و پیش نہ ہوتا تو خود روم کو مسخر کر لیا جاتا لیکن فلپ کے احکام یہ تھے کہ پوپ کو مطیع کر کے اس سے شرائط منظور کروائے جائیں نہ کہ اس کا بالکل خاتمہ کر دیا جائے۔ لہذا آلوکا نے پوپ کی ریاکارانہ شرائط

آلوکا کے ڈیوک کی  
چڑھائی پاپائی  
ریاستوں پر۔ ستمبر  
۱۵۵۶ء

کو تسلیم کر لیا اور مزید جنگی کارروائیوں کو ملتوی کر دیا یہاں تک کہ دوسرے سال کے آغاز میں گائیز کے ڈیوک کی سرکردگی میں فرانسیسی فوج نے پیش قدمی کی اور اس کو جنوب کی طرف پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ آلوکا نے اب توقف و انتظار کی مصلحت پر عمل کرنا شروع کر دیا اور فرانسیسیوں کے ساتھ کھلے میدان میں نکل کر لڑنے سے انکار کر دیا اور جیسا کہ گنز آلود نے ۱۵۵۶ء میں کیا تھا گھٹات میں لگا ہوا اور

رفتہ رفتہ ان کی تعداد کو چھانٹنے لگا۔ دائمی گائیز شہر سیولٹا کی تسخیر کی کوششوں پر  
 نیپلز پر فرانسیسیوں کی  
 چڑھائی لیکن سینٹ  
 کونٹینی کی شکست کی  
 وجہ سے ان کی واپسی  
 جنوری تا اگست ۱۵۵۷ء

کلیسا کی اس سے کم اور اپنی شہرت و نیک نامی کے لئے کچھ بھی نہیں کیا۔ پال نے  
 جب دیکھا کہ اتحادیوں نے اپنا ساتھ چھوڑ دیا ہے تو پیش کردہ شرائط کو منظور کر لینے  
 پر خود کو مجبور پایا۔ لیکن یہ شرائط اتنی فائدہ بخش تھیں کہ آوائے افسوس کے ساتھ  
 نے پال آلو کی شرائط بیان کیا کہ یہ شرائط ایک شکست خوردہ شخص کی پیش کردہ  
 معلوم ہوتی ہیں نہ کہ ایک فاتح کی۔ اس کی رو سے  
 کو مان لیا ہے۔

جائیں۔ بقیہ فرانسیسی افواج کو فرانس واپس ہونے کے لئے راستہ دیا جائے  
 اور کالونیوں کے معاملے کو فلپ اور پوپ کی ثالثی کے روبرو پیش کیا جائے۔  
 آلو اکاڈوک معافی مانگے اور پوپ سے شفاعت حاصل کرے۔ اس لئے کہ اس نے  
 پوپ کے خلاف ہتھیار اٹھانے کی جرات کی۔

قبضہ اٹلی کے لئے یہ آخری جنگ جو ایک مدت دراز سے جاری تھی  
 حیرت انگیز نتائجات پیش کرتی ہے۔ نہ صرف یہ کہ متعصب ترین پوپ متعصب ترین  
 بادشاہ کی مخالفت کرتا ہے بلکہ اپنی امداد کے لئے غیر عیسائی اور جرمی کے  
 تحوہ دار پر اسٹنٹوں کو طلب کرتا ہے اور اس کا مخالف اپنے آقا  
 فلپ کے حکم کے بموجب پوپ کے ساتھ جنگ تو کرتا ہے لیکن قدم قدم پر  
 ہر طرح کے اظہارِ تعظیم کے ساتھ اور جب شرائط صلح پیش کرتا ہے تو پوپ  
 کے قدموں کے آگے اظہارِ عجز و نیاز کے ساتھ۔ تاہم ہر رخصت صورت و وضع  
 کے باوجود پال کو ٹھیس خزر رہی۔ فرانسیسیوں نے اس کے بعد سے

سسلی، نیپلز اور ملان اسپین اٹلی کے لئے کشمکش کرنی چھوڑ دی۔ سسلی، نیپلز اور ملان اسپین ہسپیرگ کے خاندان کا چراغ بن گئیں۔  
 فتح ہوئے نہیں۔  
 گل ہونے تک اس کے ارکان کے ہاتھوں میں رہے۔

اس اثنا میں فرانس کی مشرقی سرحد پر جو جنگ چھڑ گئی تھی اس میں اس ملک کی قوت و بے بسی صاف طور پر نمایاں تھی۔ جاگیریں سپاہیوں نے نہایت کم زور مدافعت کی صوبہ داری پسیدل دستے جن کی تنظیم فرانس اول نے ۱۵۲۲ء میں کی تھی کبھی نہیں کامیاب ہوئے اور فرانسیسی کاشتکاروں میں صرف اہل گلیکینی قابل لحاظ تعداد میں نمودار ہوئے۔ لہذا فرانس کو چھ ہزار جرمن، نچوہ دار سپاہ کا سہارا ڈھونڈنا پڑا۔ ڈیوک سیوائے ایسا نول فلبرٹ جس کے قبضے سے اس کے علاقے چھین لئے گئے تھے ایک انتیس سال کا جوان تھا۔ اور فلپ کی فرانس کی مشرقی سرحد افواج کا سپہ سالار ہونے کی حیثیت سے اپنی حکومت کے مختلف مالک سے ایک بہت بڑے لشکر کو فراہم کیا تھا اور اس کی مدد کو ایک انگریزی دستہ بھی آیا جس کو بڑی مشکل سے

راضی کیا گیا تھا کہ اپنی ملک کے شوہر کی مدد کرے۔ دونوں جنگی فریق قریب قریب سادی طور پر مالی مشکلات میں مبتلا تھے لیکن چارلس کی قوت عمل نے سینٹ پوسٹ کی گوشہ نشینی میں اہل اسپین سے گراں قدر رستم ہیا کرنے میں کامیابی حاصل کی تھی۔ سیوائے کے ڈیوک کی آمد پر کالگنی نے شہر سینٹ کوٹن میں جا کو پناہ لی (۲ اگست) اس شہر کو فرانس اور لوگنیریز کے مابین تجارتی مرکز ہونے کی حیثیت سے اہمیت حاصل تھی مارشل ڈی ماتھرنی نے جس کے اختیار میں اسلی کمان دی گئی تھی اس شہر کو نجات دلانے کی غیر محسوس اور شباب کارانہ کوشش کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کو شکست فاش نصیب ہوئی (۲ اگست)۔ خود مارشل امرار اور ہزاروں معمولی سپاہ اسیر بنائے گئے اور ان سے بھی زیادہ تعداد میں مارے گئے۔ حاصل کلام یہ کہ پوپ یا کلبہ

بے فرائس کو کبھی ایسی تباہ کن شکست نہیں ہوئی تھی۔ اس فتح کی خبر پا کر چارلس نے پوچھا "کیا میرا لٹر کا پیرس میں نہیں ہے؟" اور اس وقت اگر خود چارلس سالار فوج ہوتا تو پیرس یقیناً مسخر ہو جاتا۔ لیکن فلپ نے جو ہمیشہ جنگ سے زیادہ صلح کی گفت و شنید کا دلدادہ تھا سینٹ کونٹن پر کامل قبضہ ہونے تک تاخیر کی۔ یہ شہر کالگنی کی تابلیت و توانائی کی وجہ سے مدافعت کرتا رہا اور ۷۰ روز تک اس پر کوئی یلغار کامیاب نہیں ہوئی۔ اور اس تاخیر نے فرائس کو بچالیا۔ اس کے بعد ہی اسپینی چھاؤنی میں جھگڑا فساد برپا ہو گیا جسکا انجام انگریزوں کی پسپائی ہو۔ جرمن سپاہ تنخواہ نہ پانے کی شکایت کرنے لگی اور اکثر فرانسیسی افواج میں شامل ہو گئی۔ بعض اور مقامات کی تسخیر کے بعد فلپ کی افواج اپنے سرمائی مرکزوں کو واپس ہو گئیں۔ جنوری میں گائیز کے ڈیوک کے اچانک حملے نے کم از کم فرانسیسیوں کی رائے میں سینٹ کونٹن کی تباہی کا بدل کر دیا۔ انگریز اپنے اعتماد کی خود بینی کی وجہ سے کچھ دنوں سے شہر کی مدافعت میں غفلت برتنے لگے تھے اور موسم سرما میں اپنی افواج کے ایک حصے کو واپس بلا لیتے تھے کیونکہ باور کیا جاتا تھا کہ اس موسم میں گائیز کا ڈیوک کیلے **ادلدل نا قابل عبور ہوتی ہے۔** ڈیوک اس واقعے سے باخبر ہو کر یک بیک شہر کی فصیل کے سامنے نمودار ہوا اور یورش کر کے نیومن برج اور اسپینک کے دو قلعوں کو مسخر کر لیا۔ یہ وہ قلعے تھے جو علی الترتیب ۸ جنوری ۱۵۵۸ء

سمندر اور ساحل سے کیلے کی حفاظت کرتے تھے۔ شہر اپنے قابو سے نکل چکا تو لارڈ ونٹور تھ نے اس کی حفاظت سے مایوس ہو کر ۸ جنوری کو اس کو حوالے کر دیا۔ اس شہر کی بازیافت جو اوڈر ڈسوم کے زمانے سے انگریزوں کے ہاتھوں میں تھا، قدرتی فرانسیسیوں کی انتہائی مسرت کا باعث ہوئی۔ جون میں گائیز کے ڈیوک نے تیون دیل لے لیا۔ اور جولائی میں مارشل ڈی ٹرس لے جو کیلے کے دستے کا افسر تھا ڈنکرک اور بارڈیک حاصل کر لئے۔ لیکن مارشل غیر دانشمندی سے دشمن کے ملک میں بہت آگے نکل گیا تھا اور پیچھے

گراویلینس میں فرانسیسیوں کی  
شکست ۳ جولائی ۱۵۵۹ء

گراویلینس کو بری حالت میں چھوڑ آیا تھا۔ اس نے جب واپس ہونے کی کوشش کی تو ایک طرف سے گراویلینس کے دستے نے اور دوسری طرف سے فلبی فوج نے جس کو کونٹ الگنٹ نے فراہم کیا تھا اس کو درمیان میں گھیر کر تھس تھس کر دیا، اور خود مارشل دشمن کے ہاتھ میں آگیا (۳ جولائی)۔

یہ اس جنگ کی آخری لڑائی تھی۔ تجدید محاصرت فلپ کی خواہش و ارادہ سے نہیں ہوئی تھی۔ اور وہ اب صلح کے لئے دو وجہ سے بیقرار تھا۔ بہم رسانی رقم کی دشواری جو ہمیشہ ایک دشوار معاملہ تھا اب تو اس قدر مشکل ہو گئی تھی کہ فلپ نے اپنے دزرا کے سامنے اقرار کیا کہ وہ تباہی کے کنارے پہنچ چکا ہے۔ ۲۱ ستمبر کو اس کی باپ کی وفات اسپین میں اس کی موجودگی کی طلبگار تھی اور جنگ کے جاری رکھنے میں انگلستان کی امداد سے اعتماد اٹھ چکا تھا۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ ان دنوں میری سخت علیل تھی اور نہ فرانس ہی کی کوئی توقع تسلسل جنگ سے وابستہ تھی خاص کر اب جب کہ پوپ نے فلپ کے ساتھ صلح کر لی تھی اس کی مالیات کا خاتمہ ہو چکا تھا اور اس کے لوگ ایک ایسی پیکار سے تنگ آ گئے تھے جس سے ملک کو کوئی مادی فائدہ نہیں پہنچتا تھا۔ علاوہ ان فرانس اور اسپین کے درمیان اتحاد قائم ہو چکا تھا۔ لہذا ہنری دوم نے مائٹرنسی اور لارین کے کارڈنیل کا مشورہ مان لیا۔ اہل الذکر نے خواہش صلح کی تو اس میں ان کی ذاتی غرض یہ تھی کہ وہ اسیر تھا اور گائیئر کے ڈیوک کا رقیب بھی تھا۔ اور آخر الذکر ہنری سے مصر تھا کہ استیصال اتحاد کی جانب اپنی کامل توجہ مبذول کرے۔

گفت و شنید اکتوبر میں شروع ہوئی لیکن نومبر میں میری انگلستان کے انتقال اور ملکہ الزبتھ کے کیسے کی حوالگی سے انجام کرنے کے سبب تاخیر ہوئی۔ عہد نامہ کیسٹو کمبرجس فلپ نے اپنے ساتھ شادی کر لینے پر رضامند کرنے کی امید میں ملکہ انگلستان کی حمایت کرنے اور ۳۱ اپریل ۱۵۵۹ء گفت و شنید منقطع کر دینے کی تجویز پیش کی لیکن اس شرط پر کہ جب تک جنگ جاری رہے میری اپنی پوری قوت کے ساتھ اس کی

تائید کرے گی۔ یہ شرط اس محتاط اور از حد جزر س ملکہ کو پسند نہ آئی۔ بالآخر کیلے کو آٹھ سال تک کے لئے فرانس کے حوالے کر دینے پر راضی ہو گئی۔ نیز شہنشاہ فریڈرک نے فرانس کو اجازت دیدی کہ تین کو تھر بجی اسقفیوں یعنی میٹروپولیٹن اور ورڈن کو اپنے قبضے میں رکھے لیکن باستثنائے کورن، سالوزو، پلگیزال اور بعض اور اہم مقامات پیسے مون اپنی دیگر تمام فتوحات کو فلپ کے حوالے کر دیے۔ اور ان مقامات کو فرانس اس وقت تک اپنے زیر نگین رکھے جب تک کہ ہنری کی داوی لوئیس والیہ سیواسے کے توسط سے اس کی اس صوبے کے استحقاق کا فیصلہ نہ ہو جائے۔ اور یہ ایک ایسا دعویٰ تھا جس کو وہ زیادہ اہمیت نہیں دے رہا تھا۔ اس طرح فلپ کو وہ شہر واپس مل گئے جن کو فرانس نے لکزمبرگ کے علاقے میں چھین لیا تھا۔ مانتفرٹ ماہیچو کے ڈیوک کو واپس کر دیا گیا اور جینیوا کو دوبارہ کارسیکا ہاتھ آگیا۔ اس کے برعکس فلپ نے ان بعض مقامات کو حوالے کر دیا جو بکارڈے میں اس کے زیر نگین تھے۔ ان دونوں تاجداروں نے خود کو پابند گردانا کہ ایک مجلس عامہ کے انعقاد کے لئے اپنی پوری قوت صرف کریں گے جو نہ صرف خرابیوں کی اصلاح کے لئے بلکہ کلیسا میں اتحاد و یکسانی کے قیام کے لئے بھی ضروری تھی۔ اس عہد نامے کی تصدیق دو شادیوں سے ہونے والی تھی۔ فلپ ہنری دوم کی سب سے بڑی بیٹی الزبتھ سے جس کی اس وقت عمر سولہ سال تھی اور جس کو ابتدائاً اس کے بیٹے ڈان کارلوس کی دلہن بنانے کا خیال کیا جاتا تھا شادی کر لے۔ مارگیرٹ ہمشیر تاجدار فرانس امیا نول فلبرٹ ڈیوک سیولے سے عقد کرے فرانسیسی شہزادی کے ساتھ فلپ کی شادی کی تقریب میں ایک ٹورنٹ قائم کی گئی تھی جس میں ہنری دوم کے مہلک چوٹ آئی اور فرانس دوم اس کا جانشین ہوا۔ یہ سولہ سال کا نوجوان تھا اور شہنشاہ میں میری ملکہ اسکاٹلینڈ سے شادی کی تھی۔

عہد نامہ کیٹو کمبرس جس کے رو سے فرانس نے اتنے ہی صوبے کھو دیے جتنے اس نے شہر فتح کئے تھے، سینٹ کونٹن گریونس کی شکستوں کے مقابلے میں فوجی حیثیت سے کہیں زیادہ غیر مفید ثابت ہوا۔ لہذا اکثر فرانسیسی مصنفین



اس کو قدرتِ ایک عہد نامہ سمجھتے ہیں۔ یہ واقعہ ہمیں دوبارہ میکولبی کے طنز کو یاد دلانا ہے کہ فرانسیسی سیاست کے مشاق نہیں ہیں۔ اور یہ غالباً خاندان ہائے دیالائے و ہیمبرگ کی طویل کشمکش ہی کا، موزوں انجام ہے جس کا آغاز چارلس ہشتم کی اہتمام مہم سے ہوا تھا جو فرانس کی مسلسل جارحانہ کارروائیوں کا باعث ہوا تھا، فرانس کو مستقل طور پر صرف کیلے اور تین لو تھرخی استغیاں ہاتھ آئیں اور یہ چونکہ اپنی ناداری کے ہاتھ سے نکل جانے کے باعث متوازن ہو گئے تھے، خزانے کے خالی ہونے اور رعایا کے مفلوک الحال ہو جانے کے بعد ہاتھ آئے۔ بلاشبہ فرانس آسٹری و اپنی خاندان کے خطرناک تسلط کی مزاحمت میں اور یورپ میں ایک عالمگیر شاہی کے قیام کے لئے چارلس کی کوششوں پر پانی پھیرنے میں سب سے پیش پیش رہا۔ تاہم سوال یہ کیا جاسکتا ہے کہ کیا فرانس اٹلی سے بے تعلق رہ کر ہی روزین اور فرنج کو مٹی کو فتح کر کے اپنی سرحدوں میں وسعت و تقویت پہنچاتا اور رہائین کی جانب آگے بڑھتا تو اس سے زیادہ موثر پیرائے میں کامیابی نہیں حاصل کر سکتا تھا۔ خاندان ہیمبرگ کی رقابت میں نہ صرف اس نے جرمنی میں مصلحین مذہب کی کامیابی اور ہنگری میں ترک کی پیش قدمی میں مدد دی بلکہ خود اپنے ملک میں پر اشتیاقوں کو مستقل طور پر قدم جمائے کا موقع دیا اور چھوٹے امرا و روسا میں فوجی روح کی نشوونما اور آبیاری بھی کی جنہوں نے فرانس کی مذہبی کشمکش میں بعض بہترین خصوصیات پیش کیں۔

اس طویل جدوجہد کے اثناء میں نہ تو حکومت فرانس کو تقویت پہنچائی گئی اور نہ اس کی دستور کی زندگی کی ترقی کے لئے کچھ کیا گیا۔ جنگ کے بعد بادشاہی کا دیوالہ نکل چکا تھا اور حکومت رقیبانہ فسادات کا شکار بن گئی۔ یہ ایسے فسادات تھے کہ اگرچہ مذہبی جنگ کا باعث نہیں ہوئے پھر بھی کم سے کم ان کے باعث اس جنگ نے طویل کھینچا اور فرانس غیر صافی اور مذہبی جنگ و جدال کی بدولت متفرق و ناکارہ ہو گیا اور یورپی معاملات میں حصہ لینے کے لئے جس کا وہ اپنا مرکزی مقام، اپنی رعایا کی قابلیت اور اپنے عظیم الشان قدرتی ذرائع کی بدولت مستحق تھا، اس کو ہنری چہارم کے عہد تک منظر رہنا پڑا۔

اسپین کی حالت بھی کچھ زیادہ اطمینان بخش نہیں تھی۔ فلپ کی قوت اور اس کا اقتدار بظاہر نہایت غالب اور زبردست نظر آتا تھا۔ وہ باسٹناٹس پر میگل<sup>۱۵</sup> سارے جزیرہ نمائے اسپین کا تاجدار تھا۔ نیپلز اور سیلی کا بادشاہ اور ملان (جس نے جزیرہ نما کو قابو میں رکھنے کے قابل بنا دیا) کا ڈیوک اور فرینچ کو مٹی اور نیدرلینڈز کا آقا تھا۔ افریقہ میں اس کا تسلط تیونس اور ادران<sup>۱۶</sup> بربرمی ساحل جزائر کیپ ڈی ورڈ و کنریز پر قائم تھا اور بحیرہ کانگاہل میں جزائر فلپین اس کے زیر نگیں تھے۔ امریکہ میں اسپین ایک طویل ساحلی علاقے پر

۱۔ اٹلی میں اسپینی حکومت کی نوعیت معلوم کرنے کے لئے آرٹسٹانگ کی تاریخ چارلس پنجم کا صفحہ ۲۹۱ دیکھو۔  
۲۔ چونکہ اس کے بعد اٹلی کا نہایت مختصر سا ذکر آئے گا، لہذا مناسب ہو گا کہ اہم ماتحت اور خود مختار ریاستوں کے نام بالا مختصراً بتائے جائیں۔

(۱) اپیدمانٹ، جو ایسا فوٹ فلپارٹ آف سیوائے کے ہاتھ میں تھا۔

(۲) جینیوا اور دینیس ماتحت جمہوریتیں۔

(۳) پاراما اور بیاسنزا جو اکیٹیو فارمی کے زیر حکومت تھے۔ ان کے من جلد پاراما پال سوم کی جانب سے اس کو واپس دیا گیا تھا، اور بیاسنزا ۱۵۵۳ء میں فلپ دوم کی جانب سے۔

(۴) ماتو جو فریڈریک ڈیوک اول ماتوا کے ہاتھ میں تھا، اس کو دیم پنٹم (Paleologus) مارکوئس آف مانٹفرٹ کی وارثہ سے شادی کر کے دجے ۱۵۳۲ء میں چارلس پنجم سے حاصل کیا گیا تھا۔

(۵) فلارنس ڈیوک کو سیموڈی ڈیسی کے تحت تھا، جس نے ابھی ابھی سینا حاصل کیا تھا اور ۱۵۶۹ء میں گورنر ڈیوک آف ٹسکنی کا لقب اختیار کیا تھا۔

(۶) ڈیچی آف ارینو جو ایک پاپائی فاف (hef) (جاگیر بنظر خدمت جنگی تھی) گیڈ بالڈو دس لار دووائے کے قبضے میں تھی۔

(۷) فساراموڈینا اور ایجیو کی ڈچیاں جو ایسٹے کے اراکول دوم کے قبضے میں تھیں۔ ۱۵۶۹ء میں راست سلسلہ درثا ختم ہو جانے سے پوپ کلیمنٹ پنجم نے فراراک کی تفسیر کر لی۔ اس پر مزید یہ کہ موڈینا اور ایجیو چارلس آف ایسٹے کے حوالے کئے گئے۔

باستثناء برائیل، جس پر پرنگال قابض تھا، نیز خلیج میکسیکو اور بحیرہ کیریبین کے تمام جزائر اور سلطنتہائے میکسیکو و پیرو کا جو چارلس کے عہد میں فتح ہوئے تھے مالک تھا۔ اسپین کی پیدل فوج یورپ میں سب سے زیادہ باہمت سمجھی جاتی تھی، اور بادور کیا جاتا تھا کہ خزانہ ہائے انڈیز لادال ہیں۔ اس کے باوجود اسپین کو طویل کشمکش سے سخت نقصان پہنچا اس کے وسائل و ذرائع دولت پر بھی فرانس کی طرح برا اثر پڑ گیا تھا۔ اس کی حکومت اگر زیادہ منظم تھی تو اس کی طرح متبدل بھی تھی اور تمام مذہبی آزادیوں کو لیا میٹ کر دیا گیا تھا، اور غریب صوبجات متحدہ کی بغاوت کو فرو کر لے میں اکام رہے اور انگلستان کے چھوٹے چھوٹے جہازوں سے جنگی بیڑے کی تباہی کی وجہ سے اپنی کمزوری کا غمگین ثبوت پیش کرنے والی تھی۔

صلح کیٹو کمبریس سے ایک دور ختم ہوتا اور دوسرا شروع ہوتا ہے۔ منظر گاہ پر نئے ایکٹ نمودار ہوتے ہیں یہ غلبہ و اقتدار کی جدوجہد تھوڑے عرصے کے لئے ملتوی ہو جاتی ہے۔ جرمنی اور اسپین ہمیشہ کے لئے جدا ہو جاتے ہیں۔ ترکی حکومت بہت جلد جارحانہ کارروائیوں کو ختم کر دیتی ہے اور داخلی نفاق و شقاق سے اس میں زوال پیدا ہو جاتا ہے۔ بقیہ ۳۹ سال زیادہ تر مخالف اصلاح مذاہب اور اس تحریک سے رہنما شدہ تنازعات میں بسر ہوتے ہیں۔ فرانس میں مذہبی جنگیں ہوتی ہیں اور اسپین کے سیاسی و مذہبی استبداد کے خلاف نیدرلینڈز میں سازش برپا ہوتی ہے۔

# پچھلے باب

## تحریک اصلاح مذہب کے خلاف ردِ عمل اور کالونینیت

اسپین اور اٹلی میں ردِ اصلاح مذہب - تعینات - چیزٹ - مجلس ٹرینیٹ  
کا آخری اجلاس - محدودوں پر مقدمہ چلانے کی عدالت جان کالون اور  
جینیوا - کالونینیت کی خصوصیات -

اصلاح مذہب کے خلاف ردِ عمل - چارلس پنجم کی دست برداری اور وفات  
کے بعد تاریخ یورپ سے وہ وحدت فنا ہو جاتی ہے جو اس کے ملک کی وسعت اور  
اس کی حیرت انگیز شخصیت نے بخش رکھی تھی۔ تاہم اصلاح مذہب کی مخالفت کی  
تحریک ہمارے سامنے دلچسپی کا ایک مرکزی نقطہ پیش کرتی ہے جو کل یورپ کو متاثر  
کرتی اور آئندہ تیس سال یا زائد مدت تک تمام سیاسی تحریکات کو مرکز کرتی رہی۔  
اسپین ردِ اصلاح مذہب کے خلاف ردِ عمل کی تحریک بھی کلیسا سے  
بے اطمینانی کے اس گہرے احساس سے پیدا ہوئی جو  
پرائسٹس مذہب کا بھی نقطہ آغاز تھا۔ تیرھویں صدی کی  
ڈائمنیگن اور فرانسیسکن فرقوں کی طرح یہ تحریک بھی اسپین  
اور اٹلی میں پیدا ہوئی۔ سکندر ششم کے زمانے میں جب پاپائیت دنیوی

اغراض و مقاصد میں غرق تھی اور سرعت کے ساتھ یورپ کے احترام سے محروم ہوتی جا رہی تھی فرڈی نند اور اسابلانے اسپین کی کلیسا میں ایک زبردست اصلاح عمل کی بنیاد ڈالی اور کارڈینل زینکس کی قوت و توانائی اور اہمک و شغف کی بدولت کامیاب رہی۔ ان اثرات کے تحت علمائے مذہب کی ایک جماعت قائم کی گئی جس نے تیرھویں صدی کے اولو العزم ڈائینکن طاس اقواناس کے اصول کی تجدید کی اور تعلیم کو باصف اور پر جوش زندگی سے متحد کر دیا۔ ابتداءً اس تحریک کو پاپائیت سے بہت کم تائید پہنچی۔ شاہان اسپین مذہبی معاملات میں اپنی خود مختاری قائم رکھنے کا معصم ارادہ کر چکے تھے اور آزادانہ بلکہ بعض وقت پوپ کی خواہش کے خلاف عمل کرتے تھے۔ اس کے باوجود روح اصلاح اٹلی میں نشوونما پانے لگی تھی۔ اڈرین ششم اسپین کا نائب السلطنت تھا اس وقت وہ تحریک سے متاثر ہو چکا تھا اور پوپ کی طرح (۱۵۲۲ء تا ۱۵۲۳ء) اس تحریک کو تمام کلیساؤں تک وسعت دینے کی ناکام کوشش کی تھی۔ کرافا (۱۵۵۵ء تا ۱۵۵۹ء) (جس نے پوپ بننے سے پہلے کچھ دن اسپین میں بسر کئے تھے) کی قیادت اور اس سے بھی زیادہ لایولا، لینز اور زیویر (جو یسوعی فرقے کے اسپینی بانی تھے) کے تحت ردِ اصلاح کو پاپائی اقتدار کی زبردست تائید حاصل ہونے والی تھی۔

اٹلی اس سے پیشتر کبھی تو تھر کے تخیل کی مشکلات کی طرف اس قدر متوجہ نہیں ہوئی تھی۔ بلاشبہ اور پیری آف ڈیواین لوناٹی یہ تحریک اٹلی میں پھیلتی ہے۔

فضلا کی ایک مختصر سی جماعت کنٹارینی کی قیادت میں مسئلہ نجات بالایان کو اختیار کر لیا تھا۔ لیکن ان کی جماعت قلیل التعداد تھی اور اٹلی کے گہی اہم فرقے کی نمائندہ نہیں تھی۔ ان کی اولاد میں سے جن لوگوں نے مذہبی مسئلے تک رسائی حاصل کی ان کو آگے بڑھایا اور اس کو نظر تعمق سے دیکھا۔ انھوں نے عیسائیت کی صداقت یا بقائے روح پر اظہار شک کیا۔ اسی اثنائے زیادہ سنجیدہ دماغ لوگوں نے کلیسا کے اصول و عقائد سے مطمئن اور جذبہ اصلاح (جو اسپین سے پیدا ہوا تھا) سے متاثر ہو کر

ساؤنار دولا کی طرح اس مسئلے کو زندگی اور چلن پر محمول کرنے کی کوشش کی۔  
تھینٹن فرقہ | اس مقصد کے لئے سولہویں صدی کے اوائل میں اٹلی میں متعدد

انجمنیں قائم کی گئیں جن میں سے تھینٹن سب سے زیادہ دلچسپ  
ہیں۔ اس اخوت کے ارکان، جس کے بانیوں میں (۱۵۲۳ء) کرافا آئینہ پوپ

پال چہارم بھی شامل تھا، راہب نہیں بلکہ باقاعدہ دنیا دار اہل مذہب تھے۔  
انھوں نے خود کو وعظ و تلقین، عشائے ربانی کے اداسہ رسم اور مضیوں کی تیمارداری

کے لئے وقف کر دیا۔ اور سوائے غریبانہ زندگی بسر کرنے کے عہد کے اور کوئی  
عہد و پیمان نہیں کیا تھا یہاں تک کہ فرانسسکنوں سے جو قدیم مذہبی فرقوں میں

سب سے زیادہ بگڑا ہوا فرقہ تھا کاپوچینوں کا اصلاح شدہ فرقہ پیدا ہوا۔  
جو انجمن آئینہ تحریکات اور تاریخ مستقبل میں سب سے زیادہ عظیم الشان

حصہ لینے والی تھی اس کا بانی ایک اسپینی تھا۔ اگنیشیر لایولا (ڈان اینگو لوپس  
ایکا لڈے لایولا) جو ایک بڑے خاندان کا کیڈٹ تھا ۱۵۴۱ء میں پیدا ہوا

اور ادا اکل عمر میں پیشہ سپہ گری کا دلدادہ رہا۔ اور ہمت اور مردانگی کا اظہار  
جزیٹ فرقہ | کرتا رہا۔ محاصرہ پامپی لونار (۱۵۲۷ء) میں ایک شدید جرات

نے اسے ہمیشہ کے لئے اپنا بیچ بنا دیا اور لایولا فوجی زندگی  
سے ہر طرح مایوس ہو کر اپنی سر بیچ الحس اور بیڑا فسانہ خیالی فطرت کے جوش

میں لو تھر کی طرح اخلاقی خطرات اور اس کی نازک صورت حال سے خود بھی  
ذاتی طور پر آگاہ ہونے کے بعد کنواری مریم اور اس کے شیر خوار بچ کی خدمت

کی طرف متوجہ ہوا۔ بیت المقدس کی زیارت (۱۵۲۳ء) کے بعد اسپین واپس ہوا  
اور وعظ و نصیحت شروع کر دی۔ لیکن ساتھ ہی اس پر الحاد کا شبہ کیا گیا اور اس کو

حکم دیا گیا کہ وہ پہلے کتب بینی کا نصاب ختم کر لے اور بعد وعظ و تلقین شروع کرے۔  
۱۵۲۵ء میں وہ تعلیم کے لئے پیرس آیا۔ یہاں اس نے تین آدمیوں سے شناسائی

پیدا کی جن پر اس نے اپنا گہرا اثر ڈالا ان میں سے ایک پیٹر فیبر تھا جو ساؤ یارڈ  
کے گڈریسے کا بیٹا تھا۔ دوسرا فرانسسکو زیویر اور تیسرا ایانگو لیز تھا۔ دونوں

آخر الذکر اسی کے ہم وطن تھے۔ اگست ۱۵۲۷ء میں ان چاروں دوستوں نے

نے جن میں سے اس وقت صرف فیبر بر سر خدمت تھا ایک انجمن قائم کی انھوں نے پارسیانہ زندگی بسر کرنے کا عہد کیا اور خود کو اس بات کا پابند گردانا کہ تکمیل تعلیم کے بعد بیت المقدس میں غریبانہ زندگی بسر کریں اور خود کو عیسائیوں کی خیر خواہی میں وقف کر دیں یا غیر عیسائیوں میں تبلیغ مذہب کریں۔ یا اگر یہ ناممکن ہو تو اپنی خدمت پوپ کو پیش کریں تاکہ وہ جہاں چاہے ان سے خدمت لے سکے۔ تین سال کے بعد (۱۵۳۷ء) اس انجمن کے ارکان جن کی تعداد اب دس تک پہنچ گئی تھی ارض مقدس کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے اور اپنے اس مقصد کو مقرر معین کر لیا۔ لیکن وینس اور ترکوں کے مابین جنگ چھڑ جانے سے وہ روانگی سے باز رہے، اور لایولا اور اس کے اخوان نے کرائنا اور ٹھیسٹن سے شناسائی پیدا کر لی۔ اور اس کے بعد اپنے مقصد کو بدل دیا۔ اور اپنی قوت عمل کو عالم عیسائیت میں صرف کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اب بھی ان کے مشکلات کا خاتمہ نہیں ہوا۔ ان پر الحاد کا الزام عاید کیا گیا اور اگرچہ بری کر دیے گئے، لیکن ۱۵۴۱ء سے پہلے وہ پوپ پال سوم سے اس انجمن کے جماعت مسیح ہونے کی تصدیق حاصل نہ کر سکے جس کے لئے بڑی دقتیں پیش آئیں۔ گنیشیس سب سے پہلا صدر منتخب ہوا۔ یہ انجمن چھ جماعتوں میں تقسیم کی گئی نو آموز تلامذہ، علماء، دنیا دار شہر کا جن کے ذمے مذہبی حلقوں کے محاصل کا انتظام تھا کہ بقیہ ارکان انجمن اس نوعیت کے افکار سے آزاد رہیں، روحانی شہر کا اور وہ لوگ جو تین اور جو چار موعید کر چکے تھے۔ ان میں سے روحانی شہر کا انجمن کے معمولی کارکن افراد تھے، اور انھیں میں سے کالج کے ریکٹروں کا انتخاب ہوتا تھا۔ تین موعید والے وہ لوگ تھے جو مستثنیٰ اسباب کی بنا پر بغیر ادنیٰ تریدارج کے طے کئے ہوئے اس جماعت میں داخل کر لئے جاتے تھے، اور روحانی شہر کا سے ملتی جلتی حیثیت پاتے تھے۔ حار موعید والوں ہی کو اس انجمن کے تمام اختیارات حاصل تھے۔ صدر کا انتخاب صرف انھیں کے اختیار میں تھا۔ صدر انھیں میں سے ان علاقوں کے علاقے داروں کا انتخاب کرتا تھا۔ جن میں عالم عیسائیت کو منقسم کیا گیا تھا۔ اور بھی وہ لوگ تھے جو غریبی، پاک دامنی، اور اطاعت کے علاوہ پوپ کی

خاص فرمانبرداری کا ایک چوتھا عہد بھی کرتے تھے، اگرچہ صدر کے اقتدارات کی وجہ سے اس کے مبلغین کو بھیجنے اور واپس طلب کرنے کے اختیارات محدود ہو چکے تھے۔ اس اعلیٰ ترین درجے پر پہنچنے کے لئے ہر شخص پر لازم تھا (تا وقتیکہ اس کو تین مواعید والی جماعت میں نہ شریک کر لیا گیا ہو) کہ ششماہی فرائض کو دنیا دار تمام مدارج کو یکے بعد دیگرے طے کرے۔ اس امید واری کا زمانہ آئیں سال کا تھا، اور تا وقتیکہ وہ روحانی شریک نہ بنیں ان سے مواعید نہیں لئے جاتے تھے۔ اس انجمن کا افسر اعلیٰ ہی صدر ہوتا تھا جس کا انتخاب علاقے کے علاقہ دار اور ددارکان کی جانب سے چار مواعید والوں کے حلقے میں سے عمل میں آتا تھا۔ اہل عظیم الشان انجمن کے قواعد کچھ ایسے مرتب کئے گئے تھے کہ اطاعت مطلق کے ساتھ انتہائی آزادی عمل کے اصول میں مطابقت پیدا کی گئی۔ ارکان تھیٹون کی تقلید میں جن کے خیالات کو انھوں نے بہت دور تک پہنچایا، جزیٹ نے بھی خانقاہوں کی رسوم کو مسترد کر دیا، اور مذہب کی انتہائی ریاضت اور نفس کشی اور جو گناہ مشقوں سے نجات حاصل کر لی۔ انھیں روزوں اور شب بیداریوں سے اپنے جسم کو ضعیف بنانے کی مانفت کر دی گئی اور روزانہ صلوٰۃ اور زہادانہ مشقوں سے مستثنیٰ کر دیا گیا۔ اور نہ عہد کردہ ارکان نے اپنے اوپر کوئی خاص فرائض واجب کئے۔ لیکن اگر اس طریقے سے ارکان انجمن کو ایسی آزادی حاصل تھی جس سے دوسری مذہبی انجمنیں محروم تھیں تو یہ آزادی پورے طور پر خود انجمن کے اختیار میں تھی۔ ان کو اجازت نہیں تھی کہ صدر کی اجازت خاص کے بغیر کوئی مذہبی منصب و مرتبہ قبول کریں۔ ان کو ذاتی جائداد رکھنے کی اجازت نہ تھی، ان پر لازم تھا کہ اپنے خویش و اقارب سے منقطع ہو جائیں۔ اور اپنے بالادستوں، علاقہ داروں اور اپنے صدر کے احکام کی خواہ ان کی عقل اور ان کے ضمیر کے خلاف ہی کیوں نہ ہو بے چون و چرا پوری پوری اطاعت کریں۔ تمھارا فرض ہے کہ اپنے بالادست کے حکم کی بے چون و چرا اطاعت کر دے، خواہ اس طرح عمل کرنے میں حدود نبی کا ایک حرف ہی تحریر ہونے سے کیوں نہ رہ جائے۔ اگر گنہشیس نے کہا، وہ میرا ضمیر کسی بات کے ماننے کی مانفت کر دے تو



میں کم از کم اپنے فیصلے کو ایک یا زیادہ بالادستوں کے آگے پیش کروں گا ورنہ میں کمال سے متراہوں، انھیں اپنے انتہائی راز پر بھی اختیار حاصل نہیں تھا۔ اپنے بالادست کی نظر کے سامنے ہی کوئی رکن خط لکھ یا پڑھ سکتا تھا ورنہ نہیں۔ اور ان کے گناہوں کا اقرار سننے والے کا اور ہر رکن کا فرض تھا کہ اپنے صدر کے رد و بدو ہر اس عمل اور خیال کا انکشاف کر دے جس کو وہ معلوم کرنا چاہے۔ خود صدر اگرچہ وہ انجمن کے قواعد کے اندر مطلق العنان تھا، اور بالادست ارکان اور علاقہ داروں کی نامزدگی اور واپس طلب کرنے کا حق رکھتا تھا، تاہم وہ ایک مجلس عامہ کے مشورے کے بغیر انجمن کے دستور کو بدل نہیں سکتا تھا۔ اس پر اس کے مددگاروں کی جو اسی مقصد کے لئے منتخب ہوتے تھے اور ایک مشنبہ کرنے والے کی مسلسل نگرانی ہوتی تھی اور عہد کردہ ارکان کا ایک عام اجتماع اس کو معزول بھی کر سکتا تھا۔ اس طرح تمام فردیت اس جماعت میں ضم ہو گئی تھی اور اطاعت نے عقل، محبت، اور وجدان کی جگہ پھین لی تھی۔ اطاعت و فرمانبرداری کی اس آہنی زنجیر میں جو جاسوسی کے دوسری کیلوں سے اور بھی مضبوط بن گئی تھی جکڑ بند ہونے کے بعد اس حیرت ناک انجمن نے نوع انسان کی رہنمائی اور حکمرانی کے لیے آگے قدم بڑھایا۔ کم عروں پر انھوں نے تعلیم سے اثر ڈالا، اور بوڑھوں پر پند و نصائح سے اور گناہ کا قائل کر کے، وہ جماعتیں آہستہ آہستہ گھس پڑے اور پروفیسروں کی کرسی سنبھالی اقرار گناہ کو لوگوں کے ضمیر کی رہنمائی کا ایک موثر اعلیٰ بنانے کی غرض سے انھوں نے بہت جلد اعمال کے حسن و قبح کو اخلاقی معیار سے جانچنے کے سوسطائی نظام کو ترقی دی جس میں لوگوں کے گناہوں کا عہدگی کے ساتھ موازنہ کیا جاتا تھا، اور اخلاقی راہ و روش کے اصول سے کم از کم اس مشورے کی بدولت کہ مقصد وسائل و ذرائع کو جائز قرار دیتا ہے، سارا راس چوس لیا۔ لیکن جزیئوں نے خود کو تعلیمی و روحانی وظائف تک محدود نہیں رکھا۔ وہ نہ صرف شاہوں کے گناہوں کا اقرار سننے لگے بلکہ معاشرت و سیاسیات میں بھی دخل دینے لگے، یورپ کے ہر دربار میں راسخ الاعتقاد لوگوں کی تائید کرتے اور

جو انھیں ناپسند تھے انھیں تباہ کرنے کی سازشیں کرتے نظر آتے تھے۔ اس جماعت کی نشوونما بھی اس کے اصول کی طرح حیرت انگیز تھی۔ لایولا نے نائیس انجمن کے سولہ سال بعد جب ۱۵۵۶ء میں انتقال کیا تو اس کے معمولی ارکان کی تعداد دو ہزار اور حلیف ارکان کی تعداد پینتالیس تک پہنچ چکی تھی۔ بارہ علاقے مقرر ہو چکے تھے اور ایک سو سے زائد کالج اور مکانات تھے۔ بینز کی تخت جو ہمیشہ صدر لایولا کا جانشین ہوا۔ یہ نظام تکمیل کو پہنچ گیا اور اس کی رفتار ترقی خاص کراٹلی اور اسپین میں اور بھی تیز ہو گئی۔ اس کے بہت جلد بعد نہ صرف یورپ میں بلکہ ہندوستان اور امریکہ میں بھی اس کے مبلغین پہنچنے لگے۔ اس انجمن کی جیسا کہ توقع کی جاسکتی ہے ابتداءً سخت مخالفت کی گئی جس میں علی الخصوص خانقاہ والے اور درویش شریک تھے بعد میں اس نے جو انداز خود اختیاری پیدا کر لیا اس کے باعث اکثر پاپائیت سے بھی سخت اختلاف رونما ہو جاتا تھا۔ تاہم کم سے کم تھوڑے زمانے تک پاپائیت جان نثار سپاہیوں کی ایک فوج حاصل کرنے میں کامیاب ہوتی رہی۔ اب کلیسا کا کام یہ رہ گیا تھا کہ اپنی شرائط جنگ کی تفسیر کرتے رہے اور زیادہ موثر اسلحہ فراہم کرے پچھلا کام مجلس ٹرنیٹ اور دوسرا محمدین پر مقدمہ چلانے والی عدالت انجام دیتی تھی۔

مجلس ٹرنیٹ کا دوسرا اجلاس ۱۵۵۲ء میں ماریس والی سیکسنی کی انبرگ پر اضطراب و انتشار انگیز پیش قدمی کی وجہ سے برخواست ہو گیا تھا۔ جنوری ۱۵۶۲ء میں پیرس چہارم نے اس کے چوتھے اور آخری اجلاس کا مجلس ٹرنٹ کا تیسرا اجلاس جنوری ۱۵۶۲ء میں افتتاح کیا۔ اس دفعہ پرائسٹس مبعوثین کے داخلے کا کوئی سوال ہی نہ رہا تھا، تاہم اس کا کام کیتھولک اقوام تک محدود تھا نہ غیر اہم تھا اور نہ آسان اس کا کام یہ تھا کہ پوپ اور کلیسا کے مابینی تعلق کو معین کرے،

شرائط عقائد کا فیصلہ کرے جو اب تک متنازع فیہ رہ گئے تھے، اور وہ داخلی اصلاحات عمل میں لائے جس کی ضرورت سمجھوں نے تسلیم کر لی تھی۔ جیسا کہ خیال تھا، ان مسائل کی وجہ سے شدید تنازع پیدا ہوا۔ شہنشاہ فریڈنڈ اور چارلس ہم

تاج دار فرانس کی خواہش تھی کہ کلیسا میں ایسی اصلاح عمل میں لائی جائے کہ مصالحت کا امکان پیدا ہو جائے یا کم سے کم پراسٹنٹوں کے ساتھ باہمی مفاہمت ہو جائے۔ لہذا انھوں نے مطالبہ کیا کہ پادریوں کو شادی کی اجازت دی جائے عوام الناس کو دونوں طریقوں سے عشاءے ربانی دی جائے اور ان کی کلیساؤں میں صلواتا ملکی زبانوں میں ادا کی جائے۔ فرانسیسیوں نے لارین کے کارڈینل کی قیادت میں ایک قدم اور آگے بڑھایا اور مجالس کانسنس (۱۵۴۱ء تا ۱۵۴۹ء) دباہلے (۱۵۴۹ء تا ۱۵۶۲ء) کے مطالبات کو نئے سرے سے اٹھایا کہ پوپ پر ایک مجلس عامہ کو افضلیت حاصل ہے۔ اسپینیوں نے جہاں جرمنوں اور فرانسیسیوں کے اکثر مطالبات سے اختلاف کیا اور اصول میں ہر طرح کے تغیر کو روکنے کی فکر میں رہے وہاں پاپائیت کے انتہائی اعداوں پر معترض تھے اور اس بات کو منوانے کے خواہشمند تھے کہ اسقف اپنا روحانی اقتدار ادارہ مقدس کی جانب سے قائم رکھ رہے ہیں نہ کہ محض پوپ کے مبعوثین کی حیثیت سے۔ اس کے برعکس پاپائی جماعت پوپ کی افضلیت و سیادت کی تصدیق کرنے کے لئے متفکر تھی، تاکہ اس کے بعد کونسل جلد سے جلد برخاست کر دی جاسکے۔ اگر مخالفین ان سے اتفاق کر لیتے اور اگر جرمن اور فرانسیسی مبعوثین تعداد میں زیادہ ہوتے تو کچھ کچھ کیا ہی جاتا کیونکہ سب کے سب پاپائی نگرانی سے کونسل کی بے نیازی کو منوانا چاہتے تھے، نیز ان کی یہ خواہش تھی کہ پوپ کے اقتدار کو محدود کر دیا جائے اور اکثر خرابیوں کی اصلاح کی جائے اس کا اہتمام کیا جائے کہ پاپائی دربار زیادہ ستانی نہ کر سکے۔ بد قسمتی سے ان کے اختلافات نے پوپ کو ایک اور موقع دے دیا جس سے اس نے فوراً فائدہ اٹھایا اور کارڈینل مورون نے جو ۱۵۶۲ء میں صدر مقرر ہوا تھا، خاطر خواہ نتائج نکالے۔ اسپین اور فرانس کے مبعوثین کے مابین ترجیع و توافق کے جھگڑے پیدا ہوئے تو نہایت جانفشانی کے ساتھ ان کی آبیاری کی گئی۔ فرمینڈ اور چارلس کے مابین علیحدہ گفت و شنید شروع کی گئی۔ دونوں اس خطرے سے متنبہ تھے جو پادریوں کے زبردست اقتدار سے پیدا ہو سکتے تھے، اور یہ بھی یاد دلایا جاتا تھا کہ کیتھولک فرقوں میں فسادات کا سلسلہ الحاد کے

نشوونما میں مدد دے گا؛ اور ان سے اصرار کیا گیا کہ وہ جن اصلاحات کی ضرورت محسوس کرتے ہیں ان کی تکمیل کے لئے پوپ کی طرف نظر ڈالیں نہ کہ کونسل کی جانب۔ چونکہ کونسل نے اعلان کر دیا کہ عوام الناس کو پیالہ عطا کرنے کا مسئلہ پوپ کے فیصلے پر چھوڑ دیا جائے، لہذا فرڈیننڈ سے وعدہ کیا گیا کہ جیسے ہی کونسل برخاست ہوگی اس کو قبول و منظور کر لیا جائے گا۔ اور ردیوں کے بادشاہ کی حیثیت سے اس کے بیٹے میکسیملین کے انتخاب کی تصدیق بھی کر دی جائے گی۔ لاریں کے کارڈینل سے جو فرانسیسی کلیسا کی جانب سے مجلس میں صدر مبعوث تھا، فرانس کی سفارت کا وعدہ کیا گیا، بلکہ یہاں تک کہ پاپائی تخت ہی اس کو نصیب ہوگا؛ اور وہ اپنے خاندان کا نژدہ کے مسلک کے بموجب پاپائی جماعت میں شریک ہو گیا اور دربار فرانس کے طرز عمل پر اپنا اثر ڈالنے لگا۔ نیز تاجداران یورپ سے مصالحت پیدا کرنے کی غرض سے بعض شرائط جو منظور کر لی گئی تھیں، اور جو دنیاوی اقتدار سے متعلق تھیں منسوخ کر دی گئیں۔ اس طرح فرانس اور شاہ کا اختلاف جزئی طور پر دور ہو جانے کی بدولت پاپائی مسلک محفوظ ہو گیا۔ اطالوی جو اوروں سے تعداد میں بہت زیادہ تھے تقریباً بالاتفاق پوپ کے طرفدار تھے اور جزیٹ لینیز اور میلان کے ولی صفت صدر اسقف کارلویار دیو کی پر زور سفارش بھی پوپ کی بامی بھر رہی تھی۔ اسپینی نمایندوں کی مدد سے جو اس وقت تک ان کے ساتھ متفق تھے، اطالویوں نے اپنے ذاتی خیالات کے مطابق بعض زیادہ اہم اصولوں کی تعریف میں اور بجز چند داخلی اور معسولی اصلاحات کے سب اصلاحات کی مزاحمت کرنے میں کامیابی حاصل کر لی۔

تمام متوقع امور کو حاصل کر چکنے کے بعد پوپ مجلس برخاست کرنے کی فکر کرنے کا صرف ہسپانوی ہی معترض تھے۔ فلپ مضطرب تھا کہ ہر متنازع فیہ مجلس برخاست اس کے نتائج میں آنے تک مجلس برابر اجلاس منعقد کرتی رہے گی۔ یہاں بھی دوبارہ پاپائی جماعت فتح مند رہے گی۔ پوپ کی سخت بیماری کی اطلاع فلپ کی مخالفت پر غالب آگئی؛ کیونکہ اس کو خوف

پیدا ہو گیا کہ اگر مجلس کے اجلاس کے دوران میں پوپ کی جگہ خالی ہو جائے تو شدید مشکلات رونما ہو جائیں گی۔ لہذا تین دسمبر ۱۵۶۳ء کو مجلس آخر کار درخواست ہو ہی گئی۔ اگرچہ اس اصول سے متعلق بعض امور تصفیہ طلب چھوڑ دے گئے تھے تاہم پادریوں کے حقوق، اعتراف، عشاء، ربانی اور اولیا کی دعا اور مناجات کی جدید تحقیق کی روشنی میں دوبارہ تصدیق کی گئی۔ متنازع فیہ مسائل کی بجائے اعتقادی مسائل اور مشتبہ روایات کے عوض قطعی مسائل مقرر کئے گئے، اور ایمان کے معاملات میں ایک ایسی یکسانی قائم کی گئی جس سے لوگ اب تک نا آشنا تھے۔ اگر اصلاحی امر میں زیر دست پادریوں کی تادیب و تربیت کا نفاذ کیا گیا، اور تعددیت کی خرابیوں کا سدباب کیا گیا تو پوپ یا کارڈینلوں کے حقوق و اقتدارات کو اچھوتا چھوڑ دیا گیا۔ کہا جاسکتا ہے کہ مجلس ٹرینٹ نے رد اصلاح کی شرائط کی تعریف کی ہے۔ مغرب کی کیتھولک کلیسا اب سے منقسم ہو جانے والی تھی اور کلیسائے روم کی ابتدا یہیں سے ہوئی۔

اہلی، برنگال اور پولینڈ کی اہم ریاستوں نے مجلس ٹرینٹ کے فیصلوں کو بلا تحفظ شرائط منظور کر لیا۔ جرمنی میں کیتھولک روم نے مجلس آگسبرگ بابت ۱۵۶۷ء میں ان شرائط کی تصدیق کر دی۔ فلپ نے بھی تاج کے اختیارات بھونک کر تے ہوئے ان کی توثیق کر دی۔ فرانس میں امتیاز پیدا کیا گیا، اعتقادات سے متعلق جتنے فیصلے تھے ان کو تسلیم کیا گیا، اور بعد میں اعلان کیا گیا کہ وہ کسی دنیاوی اقتدار کی توثیق کے محتاج نہیں ہیں، لیکن جن شرائط میں تادیب و تربیت کا حوالہ تھا اور جو فرانسیسی کلیسا میں مداخلت کرتی تھیں ان سے پارلیمنٹیں، اور بعض کم درجے کے پادریوں نے اختلاف کیا۔ اگرچہ رفتہ رفتہ ان پر عمل شروع ہو گیا اور حتیٰ کہ ۱۶۱۵ء کی سیٹس جنزل میں پادریوں نے تسلیم بھی کر لیا، لیکن تاج نے باضابطہ طور پر ان کی کبھی توثیق نہیں کی۔

اس جدید تنظیم یافتہ کلیسائے اصول کے نفاذ کے لئے ایک آلہ پہلے ہی عدالت تحقیقات سے موجود تھا۔ جولائی ۲۱ دسمبر کو پوپ پال سوم نے مقدمہ ہائے مذہبی کارڈینل کرانا کے مشورے کے بموجب ایک فرمان کے ذریعے

حکم دیا کہ، مقدمہ ہائے مذہبی کی تحقیقات کے لئے ایک عدالت عالیہ، قائم کی جائے اس کی تنظیم اس عدالت کے مطابق تھی جس کو اسپین میں فردینی نڈا اور اسابلا نے ۱۵۸۳ء میں منظم کیا تھا۔ چھ کارڈینل آپس کے دونوں جانب عالم گیر تحقیقات کے لئے مقرر ہوئے اور انھیں اقتدارات دیے گئے کہ اپنے اختیارات کو دوسرے پادریوں کے بھی تفویض کر سکتے ہیں۔ اعلان کر دیا گیا کہ اعلیٰ سے لے کر ادنیٰ ترین تک سب کے سب ان کے اختیارات کے تحت رہیں؛ کوئی کتاب ان کی اجازت کے بغیر طبع نہیں ہو سکے گی؛ وہ قید بھیطی جائیداد ہوت کی مراد سے لے سکتے ہیں۔ اور ان کے فیصلے کے خلاف پوپ کے سوا اور کسی کے رد و مرافعہ نہیں ہو سکتا۔ یہ ہولناک اختیارات ممالک یورپ میں کسی حد تک عمل پذیر ہوں بلاشبہ دینومی حاکم کے طرز عمل پر منحصر تھے لیکن اٹلی میں تو کچھ شکل نہ تھی۔ اسپینی عدالت نے خوشی سے اشتراک عمل کیا اور مجلس کے منظورہ اصول و ضوابط کو بے رحمانہ ظلم و تشدد کے ساتھ نافذ کیا گیا۔

ردِ اصلاح کے ردِ اصلاح کا اثر پادریوں کے زہد و ورع اور مبلغین کے جوش و خروش میں پایا جاتا ہے، اور پیس چہارم کے بھتیجے کارلو بورمیو ملان کے صدر اسقف (۱۵۳۸ء تا ۱۵۸۳ء)

پوپ

جیسے لوگ، اور پاپاؤں کی تغیر یافتہ سیرت اس کی مثال ہیں۔ ان پاپاؤں کے من جلد جن میں پاپا چہارم (۱۵۵۵ء تا ۱۵۵۹ء)، پیس پنجم (۱۵۶۶ء تا ۱۵۷۲ء)، سیکشن پنجم (۱۵۸۵ء تا ۱۵۹۹ء)، صبح نائند گان وقت ہیں، اور دوسرے پوپ، پیس چہارم (۱۵۵۹ء تا ۱۵۶۵ء)، اور گرگری ہشتم (۱۵۶۲ء تا ۱۵۸۵ء) اگرچہ ان میں قابل قدر جوش و خروش عمل نہیں تھا، لیکن اپنے زمانے کے میلانات کی مزاحمت بھی نہیں کر سکتے تھے۔ ان پاپاؤں کا مسلک قریب قریب ایک ہی تھا۔ انھوں نے بالفاظ حق و قابلیت اپنے رشتہ داروں کی ترقی و پرویش کے مضرت بخش نظام کو خیر باد کہہ دیا اور پیس پنجم نے کلیسا کی جائیداد کی علیحدگی کو قطعی طور پر ممنوع قرار دے دیا؛ انھوں نے دربار روم کی اصلاح کی کلیسا میں بہتر تادیب و تربیت کو نافذ کیا، اور اس کی صلوٰۃ میں اصلاح کی، کارڈینلوں

میں ترتیب و ضابطہ قایم رکھا، استغفوں سے اصرار کیا گیا کہ وہ اپنے علاقوں کے اندر سکونت کریں، اور بقیہ امور کے لئے پاپائی ریاستوں کو ایک منظم نظام حکومت و مالیات عطا کیا جس سے وہ اب تک محروم تھے۔ اٹلی میں اپنا اقتدار کڑھانے کے خیال کو ترک کر کے وہ اسپینی حکومت کے ساتھ نبرد آزمائی سے باز آ گئے۔ اگرچہ ان کو دنیاوی فرمانرواؤں کے ساتھ مشکلات و پیش تھیں تاہم انہوں نے اقتدار اور راسخ الاعتقاد کی اغراض کی تائید کی۔ راسخ الاعتقاد تاجداروں اور روسا کے ساتھ اتحاد قایم کیا، ان کے چھوٹے لڑکوں کو پادریوں کے علاقوں پر مقرر کیا اور مذہبی محاصل کے عنوان سے ٹیکس ادا کئے اس طرح روم کی کلیسا نے اپنے عقائد و ایمان کا اظہار کیا، اس کی بعض نہایت زبوں خرابیوں کی اصلاح کی، اپنے حدود کے اندر ملازمین کی ایک جمعیت قایم کی اور عدالت تحقیقات کو ہولناک اختیارات سے مسلح کیا۔ اس طرح تقویت حاصل کرنے اور زمانہ ماضی کے تعلقات اور دل سوزیوں کی تجدید کے بعد کلیسا نے شاہان یورپ سے اتحاد و اتفاق قایم کرنے اور ان کی بدولت اتحاد کی ترقی کو روکتے اور اگر ممکن ہو تو اپنی غفلت کی وجہ سے کھوئی ہوئی زمین کو دوبارہ حاصل کرنے کی طرف قدم بڑھایا۔

رو اصلاح کے دینی سیاست میں دو ادوار العزم نمائندے ہوئے ہیں فلپ تاجدار اسپین اور فرانس کا خاندان گاسٹریفلپ کا منشا یہ تھا کہ اپنے باپ کی تجاویز پر ایسی ترمیمات کے ساتھ عمل کرے جس کے تغیر یافتہ حالات طلب نگار تھے۔ سلطنت اور جرمنی ہاتھ سے نکل جانے کے باعث وہ پوری طرح اسپین کی طرف مائل ہونے پر مجبور ہوا۔ جرمنی اور انگلستان میں پراسٹنٹوں کی فتح نے ان کو بحر استعمال قوت کے دوبارہ اپنے تحت لانے کے تمام توقعات پر پانی پھیر دیا، اور یہ ابتدا میں ناممکن تھا۔ لیکن فلپ کیتھولک کلیسا کے اختیار نئے دوبارہ قیام کی امید سے کبھی مایوس نہیں ہوا۔ اور وہ سمجھتا تھا کہ اسپین کی اتنی وسیع شاہی اس کی مدد کے لئے موجود ہے۔ خاندان گاسٹری کی حریمانہ سیاسی بلند نظری اور اس کی اس کشش نے کہ تخت انگلستان پر میری ملکہ اسکاتلینڈ کو

مسئلہ کیا جائے فلپ کے خطرات کو منتقل کر دیا جو اس ملک کو اپنے لئے حاصل کرنے کی لو لگا رہے بیٹھا تھا اور ابتداءً خاندان گائزر کی اس کوشش میں فلپ غلصانہ اشتراک عمل کرنے سے قاصر تھا۔ اس لئے کہ اسے اندیشہ تھا کہ وہ فرانس کو زیر کر لیں گے۔ لیکن شدہ شدہ یہ خطرات دور ہوئے اور بالآخر کیتھولک روم کے ان دونوں نمائندوں نے ایک جمعیت قائم کی اور اپنی فرمانروائی کا سکہ یورپ پر بٹھانے کی عرض سے متحد و متفق ہو گئے۔ یہی واقعہ ہے جو نیدرلینڈز کی بغاوت اور فرانس کی سول جنگوں کی درمیانی کڑی کا کام دیتا رہے اور اس دور کے آخر تک تاریخ میں وحدت پیدا کرتا رہے۔

## ۲۔ جان کالون اور جینیوا

جس زمانے میں روما کا کلیسا اپنی جمیعتوں کی صف آرائی میں مصروف تھا عین اسی زمانے میں اس نوعیت کا پراسٹنٹ مذہب جو آئندہ اس کا سب سے زیادہ خطرناک دشمن بننے والا تھا جان کالون کے ہاتھوں سے تنظیم پا رہا تھا۔ لو تھری مذہب کی یہ ایک حیرت انگیز حقیقت ہے کہ لو تھری مذہب نے ناکامی کے اسباب جرمنی اور ریاستہائے اسکاٹڈی نیویا کے باہر کبھی کوئی مستقل فتوحات نہیں حاصل کیں، اور خود جرمنی میں سولہویں صدی کے وسط کے بعد سے اس کے پیروں کی تعداد گھٹنے لگی۔ اس کے تین وجوہ بتائے جاسکتے ہیں :-

- (۱) لو تھر کے اکثر اصول جن میں قابل ذکر عفو اور عنائے ربانی ہیں، ایسی لطیف مغاہمت باہمی پر مشتمل تھے کہ خود جرمنوں میں معمولی دماغ والوں کو پسند نہ آئے، اور سخت مباحثوں اور افسوسناک نا اتفاقیوں کا باعث ہوئے۔
- (۲) مزید برآں جرمنی کی سیاسی حالت کی وجہ سے اس تحریک نے روسا کی اغراض اور ان کے اقتدار کے ساتھ اتنا قریبی اتحاد قائم کر لیا تھا کہ اس کی نسبت عوام میں کوئی دلی ہمدردی باقی نہیں رہی۔ ادنیٰ طبقات کو اپنا گرویدہ کرنے اور ان پر اپنا قابو رکھنے میں لو تھری مذہب کی ناکامی کی مثال خود



جرمنی میں شورش مزارعین، انقلاب انا لیٹسٹ، اور اصلاح زد نگل کی عارضی کامیابی میں ملتی ہے۔ لو تھران کی بے اعتدالیوں سے ہیبت و نفرت کے ساتھ کنارہ کش ہو گیا اور روز بروز زیادہ قدامت پسند بنتا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زیادہ جو شیڈل اور جزیرس لوگوں کی ہمدردی اس کے ساتھ باقی نہیں رہی۔

۳۔ سب سے آخر میں یہ کہ استعمال قوت کے مسئلے میں لو تھر کو سخت پس و پیش رہا اور اگرچہ اس نے آخر کار ہتھیار سے چارہ جوئی کرنے کی اجازت دی، لیکن یہ کہا کہ جنگ مدافعت کی غرض سے ہو، جنگ صاحب حکومت اور فرمانرواہی اپنے طور پر کریں، نہ کہ باغیوں کے اتحاد و اتفاق سے ہوا کرے۔ لو تھر کو مذہبی اور سیاسی جنگ صلیبی کا یا جرمنی کے باہر مشنریوں کی جدوجہد کو کامیاب بنانے کا خیال نہیں ہوا۔ ان باتوں کے لیے دنیا کو دوسری جنگ تلاش کرنا پڑا۔

فرانسیسی ہمیشہ سے یورپ کے آگے جدید خیالات کی کامیاب ترجمانی کرتے رہے ہیں۔ ان کی منطقی ذکاوت، ان کا کمال اسلوب بیان ان کا جو ہر تنظیم اور ان کی زبان نے جس میں لاثانی صفائی و پاکیزگی اور یکجہ ہے، انہیں اس خدمت کے لیے موزوں بنا دیا ہے اور اب ان خداداد جوہروں کا اظہار بد رجہ غایت ان کے ایک ادولو العزم ہم وطن جان کالون کے ذریعے سے ہونے والا تھا۔

یہ شخص جو پیکار ڈی میں دینی و رہبرانویوں کے مصدق کا بیٹا تھا ۱۵۰۹ء میں پیدا ہوا۔ بارہ سال کی عمر میں وہاں کے بڑے گرجا میں جان کالون | چاپلین مقرر ہوا جہاں رسمی طور پر اس کا میٹنڈن ہوا، اگرچہ وہ متعاقب 'کیورے' بنایا گیا لیکن اس نے دینی عہدہ حاصل کرنے میں اس سے آگے ترقی نہیں کی۔ کیونکہ اس کے باپ نے یہ خیال کر کے کہ قانونی پیشے سے زیادہ توقعات وابستہ ہو سکتے ہیں، اس کو آرنلٹس بھیج دیا، اور پھر وہاں سے قانونی تعلیم کے لئے سر جس روانہ کیا۔ (۱۵۲۹ء تا ۱۵۳۱ء)۔ یہی زمانہ تھا جب کالون لو تھری مذہب کے اساتذہ

سے متاثر ہوا، جن میں خصوصیت کے ساتھ جیکوس لیفیورے قابل ذکر ہے۔ یہ بھی اس کی طرح پیکار ڈی کا باشندہ تھا۔ اور فرانسیسی پراسٹنٹ مذہب کے بانیوں میں سے ایک تھا۔ ۱۵۳۳ء میں فرانسس اول کی ظلم و تعدی نے اسے اپنے ملک سے نکال دیا اور اس نے باسلے میں پناہ لی۔ یہاں پچیس سال کی عمر میں اس نے اپنی موکرۃ الاثر تصنیف دی انسٹی ٹیوٹس، جو عیسائی مذہب پر ایک مستند تصنیف ہے، پہلی مرتبہ شائع کی۔ اگرچہ اس کتاب میں بعد کو اضافہ کیا گیا لیکن اس میں اس کے مذہبی نظام کا مکمل خاکہ ہے، اور غالباً اس کتاب نے ان تمام کتابوں سے زیادہ اثر مرتب کیا ہے۔ جو اتنی کم عمری میں تصنیف کی گئی ہیں۔ ۱۵۳۷ء میں جب وہ جنیوا میں سے گذرے تو ویسٹ سارل جنیوا کی حالت | باشندہ ڈافینی نے جو خود بھی فرانسیسی تھا اور جلا وطن ہو چکا تھا، اس کو سنجیدگی سے تاکید کی کہ وہ اس مطالبے کو ترک کر دے جس کا وہ اس قدر دلدادہ تھا اور خود کو مسیحین کی جدوجہد میں سرگرمی کے ساتھ شامل کر دے۔ جنیوا کے شہنشاہی شہر کو اس لئے اہمیت حاصل تھی کہ وہ وادی رھون میں پھیلا ہوا تھا اور وہاں جو تجارتی راستے آتے تھے ان پر اس کو قابو تھا؛ اس کو بلدیاتی حکومت خود اختیاری حاصل تھی، لیکن اپنے اسقف کے مذہبی اختیارات کے تحت تھا اور رسوائے کاٹویک جو فوجی علاقوں پر مسلط تھا اور خود اس شہر کے اندر اس کو بعض عدالتی اختیارات بھی حاصل تھے، اس کو دھکی دے رہا تھا۔ جنیوا کے مہمان وطن کا برابر مقصد یہی تھا کہ دنیاوی اور مذہبی حکومت کی دو عملی سے زیادہ مکمل طور پر آزاد ہو جائیں، اور اس خیال سے انھوں نے ۱۵۱۹ء میں فریبرگ کے کینٹن سے اور ۱۵۲۶ء میں برن سے اتحاد قائم کر لیا تھا۔ تھوڑے تھوڑے وقفے سے کشمکش جاری رہتی تھی لیکن اس میں زیادہ تلخی اس وجہ سے پیدا ہو گئی کہ فیمل کے مشورے سے شہر نے ۱۵۳۵ء میں لو تھر کے اصول کو اختیار کر لیا تھا۔ ۱۵۳۶ء میں برن کے ڈیوک اور کینٹن کے مابین جنگ چھڑ گئی جس میں اہل سوئزرلینڈ ولایت ورڈ کو فتح کرنے میں کامیاب ہو گئے

اور اس طرح جینیوا کو ڈیوک سے فوری اور براہ راست خطرہ باقی نہیں رہا۔  
**کالون جینیوا میں** ۱۵۳۶ء تا ۱۵۳۸ء  
 ۱۵۳۱ء تا ۱۵۶۲ء  
 ہوئی تو اس نے فوراً، انسٹی ٹیوٹس، نصب العین کے موافق ایک کلیسا کی بنیاد لینی شروع کر دی۔ لیکن اس کے نظام کی سختی نے ردِ عمل کیا اور ۱۵۳۸ء میں

اس کے اور فیمل کے خرد ج کا باعث ہوئی۔ تین سال کے بعد (ستمبر ۱۵۴۱ء) اس شہر نے داخلی نفاق و شقاق سے کمزور ہو کر اور اس خوف سے کہ کلیسے ڈیوک حدود شہر کے اندر رہنے والے کیتھولک فرقے کی مدد سے یا خود برن جو پراسٹنٹوں کی حمایت کر رہا تھا انھیں مفتوح نہ کرے، اس مصلح کو واپس طلب کیا اور اس کی حکومت کلیسا کے نظام کو قبول کر لیا۔ اس نے بلدیاتی حکومت کو اچھوتا چھوڑ کر اس کے مقابلے میں ایک مذہبی مجلس قائم کی جو مذہبی نگہبانوں اور بارہ ارکان پر (جو پادریوں کی نامزدگی کے بعد شہر کی دونوں مجلس میں منتخب ہوتے تھے) مشتمل تھی۔ اس مجلس کے اختیارات امور اخلاق اور کلیسا کے معاملات تک برائے نام محدود تھے۔ اس کو صرف اس سزا کا حق حاصل تھا کہ توبہ و استغفار کر دائے۔ یا عشاءے ربانی سے محروم کر دے، لیکن چونکہ مجلس کے فیصلوں کے نفاذ کا فرض دنیاوی اقتدار پر عائد ہوتا تھا لہذا ہر گناہ ایک جرم بن گیا، اور اس کے لیے سخت ترین سزا تجویز کی جاتی تھی۔ سب کو قانوناً مجبور کیا جاتا تھا کہ عام عبادت میں شریک ہوں اور عشاءے متبرک میں حصہ لیں۔ ممنوعہ پارچے کا لباس پہنا، شادی بیاہ میں رقص کرنا، کالون کے خطبات کا مضحکہ کرنا ایسے جرائم قرار دیے گئے جو قانوناً مستوجب سزا تھے۔ حرام کاری کی سزا جلا وطنی، قید، اور بعض وقت موت ہوتی تھی، اور اگر بچہ اپنے والدین پر دست درازی کرتا تو اس کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ جب اس نوعیت کے جرائم کے لئے ایسی سخت سزائیں مقرر ہوئیں تو ہم اس بات پر تعجب نہیں کر سکتے کہ الحاد اپنے قدم نہیں جاسکا۔ ۱۵۴۲ء میں گرویتھ کو قتل کر دیا گیا، اور ۱۵۵۲ء میں سرویس کو نذر آتش کیا گیا۔

یہ ظلم و استبداد جو ہمیں شدت کے ساتھ ساؤنار والائی حکومت کو یاد دلاتا ہے، بلا مزاحمت نہیں قائم ہو سکا۔ ایک جماعت موسوم بہ لبرٹنس قائم کی گئی جس نے اس تادیب و تربیت کی سختیوں کو کم کرنے اور دینی اقتدار کی خود مختاری قائم رکھنے کی جدوجہد شروع کی۔ بایں ہمہ کالون نے فرانسیسی جلاوطنوں کی مدد سے جو جنیوا میں جمع ہو گئے تھے۔ اور جنہیں شہر کی آزادی اور حکومت میں حصہ مل گیا تھا، اپنی وفات تک جو ۱۵۶۴ء میں واقع ہوئی، کامیابی کے ساتھ اپنی فوقیت اور اپنا غلبہ و اقتدار قائم رکھا۔ جس کے بعد اس کا شاگرد تھیوڈورے بیزا اس کا جانشین ہوا۔

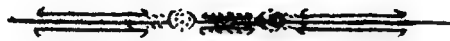
۱۵۶۳ء میں فرانسیسیوں نے ڈیوک سیو اے کا ملک مفتوح کر لیا تو اب جنیوا کو اس کے حملے کا خطرہ باقی نہیں رہا، اور اگرچہ اسی سال ماہ اکتوبر میں جس سال کالون کا انتقال ہوا۔ ڈیوک نے برن سے جنیوا کی جھیل کے جنوبی علاقے کو جس کو ۱۵۳۶ء میں لے لیا گیا تھا واپس حاصل کر لیا، لیکن اس نے خود اس شہر کو لینے کی کوشش نہیں کی۔ ولایت جنیوا بدستور خود مختار جمہوریت رہی، اور ۱۸۱۵ء تک سویٹزرلینڈ کے کسی نہ کسی کنفیڈن کے ساتھ اتحاد قائم کرتی رہی، جس کے بعد وہ بالآخر عہد یہ سویٹزرلینڈ کی ایک رکن بن گئی۔

کالونیت کی خصوصیات

کالون کی تعلیم کی نمایاں خصوصیت اس کو انتخابیت میں مضمر ہے۔ اس کے اصولی خیالات میں، تقدیر، عشائے ربانی، انداد و آیات کی بابت انجیل کی لاکھام سند کی نسبت اس کے عقائد بمقابلہ لوتھر کے زونگل سے زیادہ ملتے جلتے تھے لیکن اگر وہ اس طرح تعلیم و مائیک انتہا درجے غیر مصالحت آمیز اور علانیہ مخالفت کی نمائندگی کر رہا ہے تو اس کے باوجود اپنے اس بختہ یقین سے کہ کلیسا کے باہر نجات نہیں ہے، اور پھر اس کو جو انتہا درجے کے اختیارات بخشا ہے اس کی رو سے وہ کیتھولک مذہب کے تمام غیر معمولی عقائد کی تصدیق اور ہر ایت کی تجدید کرتا ہے۔ یہ کہ اس نے جو مذہب

قائم کیا اگر بالکل یہ نفس کشی نہیں تھا تو حد سے زائد اُداس اور دلگیر ضرور تھا، یہ کہ اس نے شاید بجز اوب کی بعض خاص صورتوں کے کسی فن میں بھی جان نہیں ڈالی؛ یہ کہ حکومت کلیسا سے متعلق اس کے اصول اگرچہ جمہوری اساس پر قائم کئے گئے تھے لیکن انھوں نے عملاً انفرادی آزادی کو تباہ و برباد کر دیا؛ یہ کہ رد اداری کی ترقی و آبپاری کے عوض اس کے اصول میں ظلم و جبر پایا جاتا تھا؛ ان سب کو یقیناً تسلیم کر لینا چاہئے۔ اگر اس کے تقدیری خیالات سے منطقی نتائج نکالے جاتے تو جذبہ تقدیریت پیدا کر دیتے جو اخلاق کے حق میں انتہا درجے خطرناک ہیں۔ لیکن بہت کم ہوشمند لوگ ایسے گزرے ہونگے جنھوں نے خود کو دو امانیکیوں سے معرا سمجھا ہو یا اس طرح عمل کیا ہو کہ اس سے مترشح ہو سکے کہ وہ اختیار کے قائل نہیں ہیں۔ لہذا کالونیست کے عملی نتائج یہ ہوئے کہ اس مذہب کے بانی کی طرح جہاں ناکس اور تھیوڈور سے بیزا جیسے لوگ بھی پیدا ہوئے۔ جن میں حیرت انگیز قوت ارادی، غیر معمولی جوش و سرگرمی، اور کم نہ ہونے والی قوت عمل اور توانائی تھی، اور جنھوں نے ایک ایسا مذہب پیدا کیا جو رد ما کے سخت ترین اور انتہا درجہ غیر دوست دارانہ طبقے کے حق میں قابل قبول تھا۔

اس کے بعد سے جینیو مصلحین کی گڑھی کا کام دینے لگا؛ غیر مالک کے پناہ طلبوں کا مادی اور چھاپے خالوں کا وطن تھا۔ جہاں سے بے شمار رسائل و اشتہارات شائع کئے جاتے تھے؛ ایک مدرسہ قائم تھا جہاں سے مبلغین تبلیغ کے لئے روانہ کئے جاتے تھے؛ جمہوری اساس پر پرائیڈنٹ مذہب کی انتہا درجے کی فوجی صورت کا نمائندہ تھا؛ رد اصلاح جو جزیٹ فرقی کی حلیف ہی کا دشمن اور اسپین کی قیادت میں کیتھولک یورپ کی شاہ پسند جمیعتوں کا قدرتی اور ناگزیر مخالف بننے والا تھا۔



# ساتواں باب

## فلپ اور اسپین

پراسٹنٹوں پر ظلم و تشدد۔ ڈان کارلوز کارائز۔ موروس اور ترکوں کے خلاف جنگ۔ مالٹا کی آزادی۔ اسپینی موروس پر جبر و تشدد اور ان کی شورش۔ جنگ لیپانٹو۔ فتح پرتگال۔ اسپین کی داخلی حکومت اور فلپ دوم کے تخت اس کے تحتانی علاقے۔

(۱) پراسٹنٹوں پر جور و ظلم۔ عدالت تحقیقات مقدمہ ہائے مذہبی۔ محکمہ احتساب مذہبی۔

عہد نامہ کیٹو کمبریس (۵ اپریل ۱۵۵۹ء) کے وقت فلپ کی عمر تیس سال کی تھی۔ اس وقت تک وہ دوشادیاں کر چکا تھا اور دونوں بی بیوں کو کھو چکا تھا۔ اس کی پہلی بیوی کا انتقال ۸ جولائی ۱۵۴۵ء کو ایک لڑکا ڈان کارلوز پیدا ہونے کے بعد ہوا اور دوسری بیوی میری ملکہ انگلستان، ۱۵۵۴ء کو فوت ہوئی حکومت نیدرستان کا تصفیہ کرنے کے بعد فلپ اسپین کو روانہ ہوا۔ ایک شدید طوفان نے اس کی آمد کا خیر مقدم کیا؛ اس کے بیڑے کے نوجواں تباہ فلپ اسپین میں داخل ہوتا ہو گئے۔ اور خود شاہ اپنی سلطنت کے ساحل پر (جس ہے۔ ۲۹ اگست ۱۵۵۹ء) کی حدود سے پھر باہر نکلنا اس کے مقصوم میں نہ تھا)

ایک چھوٹی سی کشتی کے ذریعے سے پہنچا۔

فلپ نے اس وقت تک ان متعصبانہ خیالات کا اظہار نہیں کیا تھا جن کو وہ اب سے ظاہر کرنے لگا۔ انگلستان میں مختصر سے قیام کے دوران میں اس نے انگریزوں سے مصالحت کرنے کی ناکام کوشش میں اپنی بد قسمت بیوی کے مسلک جوہر ظلم کی مخالفت کی یا مخالفت کا جیلہ کیا تھا اس نے شہزادی ایلزبتھ کی حفاظت کے لئے مداخلت کی تھی اور اس کی تاج پوشی کے بعد سب سے پہلے اس سے شادی کرنے کی تجویز پیش کی تھی اور جب اس سے انکار کیا گیا تو اس کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم رکھے۔ حتیٰ کہ اس نے میری والیہ گائز اور اس کی بیٹی کے خلاف اسکاٹلینڈ کے کالوینی فرقے کو خاموشی کے ساتھ مدد دی۔ لیکن وہ پراسٹنٹ مذہب کی بیخ کنی میں مصروف ہو جاتا ہے۔

تھا۔ اور فلپ نے نہایت شوق کے ساتھ اس ملک کے خیالات کو اختیار کر لیا۔ اس کے بعد سے اس کے ذاتی اقتدار کا اضافہ اور کیتھولک مذہب کی ترقی باہم ایک ہو گئے۔ اس کی نظروں اصلاح یافتہ خیالات ایک صحیفہ بغاوت اور حریف اقتدار معلوم ہونے لگے اور اس فاسد اتحاد کو اپنی مطلق العنان فرمانروائی سے کپل ڈالنا اس کی زندگی کا مقصد قرار پایا۔

چارلس پنجم کے ابتدائی زمانے میں، بیرونی مقامات میں رہنے والے صرف بعض اسپینوں سے مثلاً فرانسس ڈی انریٹاس، مترجم انجیل جدید زبان اسپنی اور بعد ازاں جامعہ آکسفورڈ میں پروفیسر سان یونان (۱۵۲۷ء تا ۱۵۶۲ء) مخالفت تشکیث سرڈیس ۱۵۵۳ء میں جس وقت جنیوا میں مصیبتیں جھیل رہا تھا عین اسی وقت اس نے اصلاح یافتہ خیالات کو اختیار کیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ۱۵۵۱ء کے بعد ہی سے پراسٹنٹ مذہب خود اسپین میں ترقی کرنے لگا۔ لیکن اس وقت تک اسپین میں نہ صرف انجیل جدید اور پراسٹنٹ مذہب کی مختلف کتابوں کی نشر و اشاعت جاری تھی بلکہ مصلحین کی ایک قابل لحاظ

خفیہ جمعیت قائم کی گئی تھی جن میں خصوصیت کے ساتھ سیویلی، ولاؤ دلد اور زامورا کے شہروں اور ریاست اراگوں کی جمعیتیں شامل تھیں۔ لمحدین کے اس نئے مرکز کی خبر پا کر پوپ پال چہارم نے ایک فرمان جاری کیا (فروری ۱۵۵۰ء) جس میں صدر حاکم عدالت دینی سے اصرار کیا گیا کہ اس برائی کی بیخ کنی میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھے۔ اور لب مرگ شہنشاہ نے پاپائی مداخلت کی ناپسندیدگی کو فراموش کر کے ریجنٹ (نائب سلطنت) جونّا اور خود فلپ سے التجا کی کہ پوپ کے اصرار کی تعمیل کریں۔ فلپ کو اصرار کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ اس نے نیدرلینڈز سے ایک قانون حاصل کر کے شایع کیا جس میں ممنوعہ کتب کی خرید و فروخت اور ان کے مطالعہ کرنے والوں کو سزائے موت قرار دی گئی اور اس قانون کی تجدید کی گئی کہ الزام دہندہ کو مجرم کی جائداد کا ایک چوتھائی حصہ دیا جائے گا۔ پال نے اس قانون کو اپنے فرمان بابت ۱۵۵۱ء کے ذریعے نافذ العمل کیا اور تمام گناہوں کا اقرار سننے والوں کو حکم دیا کہ اپنے روبرو گناہوں کا اقرار کرنے والے اور نائب افراد کو اس امر کا ذمہ دار بنایا جائے کہ مشتبہ اشخاص سے آگاہی بخشا کریں۔ نیز اس نے عدالت تحقیقات امور دینی کو اختیار دیا کہ انھیں بھی جو پختہ یقین کی بنا پر نہیں بلکہ سزا کے خوف سے خطاؤں سے دست بردار ہو جاتے ہیں دنیوی اقتدار کے حوالے کر دیا جائے اور اسپین کے مذہبی محاصل سے امدادی گئی تاکہ اس سے محکمہ احتساب مذہبی کے مصارف برداشت کئے جائیں۔

یہ ہولناک محکمہ جو ۱۵۴۵ء میں فرڈی نڈ اور اس بلا کی جانب سے مستقل طور پر قائم کیا گیا تھا اور روم کو مرافعہ کرنے کی ضرورت سے ۱۵۴۹ء میں بری کر دیا گیا تھا ایک مجلس اعلیٰ پر مشتمل تھا جس میں قانونی مشیر اور علمائے دین شریک تھے جو زیادہ تر پیردان صنف ڈامنک تھے اور یہ ایک ایسا فرقہ تھا جو فلپ کا منظور نظر تھا۔

عدالت تحقیقات  
مقدمہ ہائے مذہبی

صدر حاکم اس مجلس کا بڑا ہوتا تھا جس کو خود بادشاہ مقرر کرتا تھا اور متعدد ماتحت عدالتیں بھی قائم کی جاتی تھیں جن کی حفاظت مسلح محافظ با شوں سے ہوتی تھی



راز میں تحقیقات عمل میں لاتی تھیں۔ اشخاص کو ترغیب و تحریص دلائی جلتی تھی یا دھمکیاں دیکر مجبور کیا جاتا تھا کہ اپنے دشمن اپنے دوست بلکہ اپنے عزیز و اقارب پر بھی لعنت لامت کرتے رہیں یا اس طرح ایک نظام جاسوسی قائم کیا گیا؛ ملزمین کو اقرار جرم پر مجبور کرنے کے لئے سخت تکالیف دی جاتی تھیں؛ اور انتہا درجہ بے ضرر الفاظ سے ڈانسی کی مذہب کے علما لطیف باریکیاں پیدا کر کے کھینچ تان کر اکثر الحاد کے معنی نکال لیتے تھے۔ یہ لوگ کئی طرح کی سزا دیتے تھے، مال ضبط کر لیتے تھے، نفس کشی کراتے اور کفارہ دلاتے تھے، قید کر دیتے تھے، اور آخری چارہ جوئی یہ ہوتی تھی کہ مذہبی عدالت سے منزائے موت کا حکم سنایا جاتا تھا اور مجرم کو دنیاوی حکام کے حوالے کر دیا جاتا تھا تاکہ اس کو نذر آتش کر دیا جائے۔ پوپ اور بادشاہ کے مابین اس نامانوس یکساںی سے تقویت حاصل کر کے صدر حاکم عدالت مذہبی ڈان فرڈی منڈ والڈے صدر استقف سیویلی، شد و مد کے ساتھ کام کرنے کی جاتے مائل ہوا خود سیویلی میں پہلے ہی دن آٹھ سو آدمیوں کو گرفتار کیا گیا، اور ۲۱ مئی ۱۵۵۹ء کو دلاؤ ولینڈ کی گلیوں میں سب سے پہلی مرتبہ منزائے موت دی گئی، یہی رسم اسپین میں فلپ کے ورد کے موقع پر ادا کی گئی، اور ۱۵۶۰ء میں فرانس کی الزبتھ کے ساتھ اس کی تیسری شادی کی شادمانیوں کے اشنا میں تیسری مرتبہ منزائے موت دی گئی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ کچھ سال کوئی رسم اس وقت تک مکمل نہیں تصور کی جاتی تھی جب تک کہ مذہبی عدالت سے کسی کو منزائے موت نہ دی جائے، اور اسپینی سیلوں کی لڑائی پر اس کو ترجیح دی جاتی ہے۔

مکن ہے یہ سچ ہو کہ مذہبی عدالت کے جو دستور میں مبالغہ کیا گیا ہو، تاہم کم از کم ان خیالات کو جن کے ساتھ دوسرے ممالک میں رد و اداری برتی جاتی ہے، یہاں بے رحمی کے ساتھ دیا گیا۔ نہ صرف یہ کہ تمام سائیفک غور و خوض اور استغراق کو مذہباً ممنوع قرار دیا گیا، اور اسپینی فضلا کو دوسرے ممالک جانے سے روکا گیا بلکہ سخت ترین راسخ الاعتقاد میں سے انحراف کی بھی خوب خبر لی جاتی تھی۔ یہ مذہبی عدالت اہل کلیسا کے خلاف بھی کارروائی اختیار کرتی تھی۔

اگرچہ پادریوں اور راہبوں کی تعداد بہت کثیر تھی اور ان کی دولت خصوصاً کلیساؤں میں بے حد تھی، تاہم یورپ کا کوئی کلیسا اس سے زیادہ کامل طور پر شاہی اقتدار کے تحت نہیں تھا۔ مذہبی خدمات کی نام زدگی بالکل شاہ کے ہاتھ میں تھی، اس کی اجازت کے بغیر پاپائی مداخلت کی سختی کے ساتھ مزاحمت کی جاتی تھی، اور اگر کلیسا دولت مند تھا تو کم سے کم اس کے ایک ثلث محاصل شاہی خزانہ مذہبی عدالت میں داخل ہوتے تھے۔ شاہی اقتدار میں اس وجہ سے اور اور اسپینی کلیسا بھی اضافہ ہو گیا کہ جزیٹ فرقہ نہایت جوش و سرگرمی کے ساتھ شاہی اغراض و مقاصد کا حامی تھا۔ تاہم فلپ کو اکثر ڈیفیکی فرقے پر اعتماد تھا۔ اس فرقہ درویشاں کے ارکان کی جہالت اور تعصب اور اندھی گرم جوشی بادشاہ کے ارادہ و مرضی کی اعانت اور کورانہ تقلید کا حق پورا پورا ادا کرتی تھی۔ مقدس عدالت مذہبی میں انھیں غلبہ حاصل تھا اور اس کی تادیب و تربیت کے تابع نہ صرف تھریسا کو کر لیا گیا، جو اسپین کے اولیا میں سے ایک تھا، بلکہ طاقتور انجمن مسیحی کے ارکان اور حتیٰ کہ حکام مذہبی کا اجلاس بھی اس کے ماتحت آگیا۔ کم سے کم نو اسقفوں کو کفارہ اور توبہ و استغفار کی سزا دی گئی، اور ٹوٹی ڈوڈ کے اسقف کورانزا بھی ان کے حملے سے محفوظ نہ رہا۔ اس فاضل اور گرم جوش صدر پادری پر جس نے مجلس ٹرنسٹ کے اجلاس میں اہم حصہ لیا تھا اور جس کے زانو پر چارلس پنجم کی روح پرواز ہوئی تھی اگست ۱۵۵۹ء میں ملحدانہ خیالات کا الزام عائد کیا گیا۔ اس کی تحقیقات کوئی سات سال تک جاری رکھنے کے بعد پیس پنجم نے اصرار کیا کہ اس کا مقدمہ روما کو منتقل کر دیا جائے۔ لیکن پوپ کی وفات نے اس میں مزید تاخیر پیدا کر دی اور اپریل ۱۵۵۹ء سے پیشتر پوپ کی طرف سے قطعی فیصلہ نہ ہو سکا۔ اس صدر اسقف پر جرم عائد کیا گیا کہ اس نے اصول بھی تو تھر سے ملتے جلتے ہیں، لہذا وہ ان سولہ مسائل کو ترک کر دے جو اس کی تحریرات میں پائے جاتے ہیں۔ بعض کفارے ادا کریں، مزید پانچ سال کے لئے مذہبی وظائف سے معطل رہے، اور اس اشائیں ڈامنی کی

فرقے کی خانقاہ میں جس کو خود اس نے آرٹھیوں میں قائم کی تھی بند رہے۔  
 مذہبی عدالت کی مساعی اسپین میں پرائسٹس مذہب کی سرکوبی میں  
 کامیاب ثابت ہوئی، اور یہ کامیابی بدقسمتی سے اس تسلی بخش مسئلے کی تردید کرتی  
 ہے کہ پختہ یقین کے آگے جبر و تشدد کی کچھ بھی نہیں چلتی۔ لیکن اس کامیابی میں  
 ذہنی خود مختاری کی بربادی یہاں تھی۔ اسپین کی حالت بہت جلد یورپ  
 میں سب سے زیادہ پست ہو گئی۔ اور اگر ہم ڈان کوٹیکز اس کے مصنف  
 سر دیمینٹس اور کالڈان شاعر سے قطع نظر کر لیں تو اس ملک میں کوئی مشہور  
 صاحب قلم نہیں پیدا ہوا۔ اور اس مقدس دینی عدالت کا کام صرف الحاد  
 کی بیخ کنی یا پادریوں کی سخت نگرانی ہی تک محدود نہ تھا۔ بالکل تاج کے  
 مذہبی عدالت سیاسی نام زدہ ارکان پر مشتمل ہونے کی حیثیت سے مالیاتی  
 جرموں کی بھی سزا | استحصال با بجر اور سیاسی مجرمین کے تعاقب کے لئے  
 شاہی ہاتھ میں یہ ایک آلہ کار بن گیا۔ اس طرح کوڈریگیا  
 تجویز کرتی تھی۔ کے عہدہ داروں کو مذہبی عدالت میں اس الزام  
 میں کھینچا جاتا تھا کہ انھوں نے گھوڑوں کو سرحد سے گذرنے کی اجازت  
 دے دی اور یہاں یہ کیا جاتا تھا کہ وہ ہیو گیاٹوں کی خدمت کر رہے ہیں؛  
 انٹونیو پرنز فلپ کا بدنام سکریٹری ارکان کی مذہبی عدالت سے ملزم قرار دیا  
 گیا، اور فالک خارجہ کے سفر پر بھی اس کے احکام کی تعمیل لازمی تھی۔ پوپ  
 نے بعض وقت اس منصب مقدس کی خرابیوں کے خلاف عذرات و دلائل  
 پیش کیں جن سے پاپائی استحقاقات میں مداخلت ہوتی تھی۔ لیکن فلپ نے  
 جواب دیا کہ ہر ہولی نس اپنے تردد و دسوا سے مذہب کو تباہ کر دیں گے

- ۱۔ فلپ کے عہد حکومت میں صدر حکام عدالت تحقیقات مذہبی Grand Inquisitors حسب ذیل تھے۔  
 (۱) ڈان فرنانڈو والڈیس، صدر اسقف سیول ۱۵۲۷ء تا ۱۵۶۶ء  
 (۲) اسپینوزا، بادشاہ کا سکریٹری، اسقف سیگونکا اور کارڈینل ۱۵۶۶ء تا ۱۵۷۳ء  
 (۳) کوئیرگا صدر اسقف ٹولیدو ۱۵۷۳ء تا ۱۵۹۶ء

اور فلپ کے بعد بھی ایک طویل مدت تک یہ مذہبی عدالت اور کلیسا شاہی اختیارات کے مطیع و منقاد بنی رہیں۔

## ۲۔ ڈان کارلوز کی پر اسرار شخصیت

بعض سندوں کے بموجب فلپ کی گرم جوشی نے اس کے خاص بیٹے ڈان کارلوز <sup>۱۵۴۵ء</sup> اور دارش ڈان کارلوز کو بھی نہیں چھوڑا۔ اس بد قسمت شہزادے کے باپ فلپ کے دشمنوں نے خود اسی کے حین حیات میں اس کے واقعات کی صورت

اتنی بدل دی اور غلط ترجمانی کی ہے اور اس کے بعد سے افسانہ نویسی کا ایک ایسا دل پذیر موضوع بن گیا ہے کہ بعض باتوں میں حقیقت تک رسائی کرنا دشوار ہو گیا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ باپ بیٹے میں یہ مناسبت باپ کے اس گمان کے باعث پیدا ہو گئی تھی کہ شہزادے اور اس کی سوتیلی ماں فرانس کی الزبتھ کے درمیان عشق و محبت کے تعلقات تھے۔ اور یہ ان لوگوں کی رائے ہے جنہوں نے شیلر کی طرح ڈان کارلوز کو ایک رومانی المیہ کا ہیرو بنایا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ عہد نامہ کمیونیکر سیس میں تجویز پیش کی گئی تھی کہ ڈان کارلوز فرامیسی شہزادی سے شادی کرے۔ اس خیال کو ترک کر دیا گیا، اور بعد میں خود اس نے باپ نے اس شہزادی سے عقد کر لیا۔ بایں ہمہ کہا جاتا ہے کہ الزبتھ نے بیٹے ہی سے محبت کرنا سیکھا تھا۔ اور ڈان کارلوز نے اپنی دلہن کے سرقہ کئے جانے پر باپ کو ہرگز نہیں معاف کیا۔ اور اس شکی شوہر نے اپنے بیٹے کو قید کر کے انتقام لیا۔ اور آخر کار زہر کھلو کر نہ صرف اپنے بیٹے کا کام تمام کر دیا بلکہ اپنی

اسباب اسیری  
جنوری ۱۵۶۸ء

۱۔ ڈان کارلوز کے راز کے بارے میں پر سکاٹ کی تاریخ فلپ دوم بے فورنیروں کی تاریخ فلپ دوم بے گیکپارڈ کی ڈان کارلواٹ فلپ ثانی کو دیکھو۔

میوفا بیوی کا بھی خاتمہ کر دیا۔ لیکن اس درد بھری داستان کو یقیناً باطل کر دینا چاہیے۔ ڈان کارلوز عہد نامہ کیٹو کبریسس کی تاریخ میں صرف بارہ سال کا تھا۔ اور کسی ہم عصر سند نے اس داستان کی تائید نہیں کی ہے۔ حتیٰ کہ ولیم دالٹی آئرنج جو اپنی 'ایالوجی' میں فلپ پر دونوں کو زہر کھلانے کا الزام عاید کرتا ہے۔ اصلی وجوہ کے متعلق سکوت اختیار کرتا ہے۔

یہ حکایت اس سے بھی کم تر اغلب ہے کہ ڈان کارلوز کو فلینڈرس کے لوگوں سے جو اسپین کی حکومت سے تنگ آگئے تھے یا کم از کم پرائسٹنڈنٹ کی جانب مائل تھے، خفیہ طور پر ہمدردی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اس سے اس امر کی توضیح ہوتی ہے کہ ڈان کارلوز نیدرلینڈز کا نظم و نسق اپنے ہاتھ میں لینا چاہتا تھا۔ نیز یہ کہ فلپ اپنے بیٹے کے ساتھ اختیار کردہ طرز عمل کی وجوہ بتانے سے ناراض تھا، اور اس نے اپنی پھوپھی ملکہ پر نکال کے خط میں لکھا کہ اپنے ہی تخت جگہ کی قربانی دینا خدا کی خوشنودی اور انسان کے ہر نقطہ نظر سے اپنی رعایا کی ہیود کے حق میں قابل ترجیح ہے۔ لیکن یہ اظہار تیسرے اور زیادہ اغلب مفروضے کے کہ ڈان کارلوز دیوانہ تھا زیادہ مطابق معلوم ہوتے ہیں اس کے دونوں بھائیوں نے مرض صرع سے انتقال کیا تھا۔ ڈان کارلوز جو جولائی ۱۵۴۵ء میں پیدا ہوا تھا۔ مریض لڑکا تھا۔ اور ہمیشہ بخار اور صفر کی شکایت میں مبتلا رہتا تھا۔ ترقی عمر کے ساتھ ساتھ وہ کسی قدر بیباکانہ فیاضی اور بعض افراد سے حد سے زیادہ انس رکھنے کے باوجود شکر زنج، تندخو اور غمیدہ مطیع بنتا گیا۔ اپریل ۱۵۶۲ء میں وہ زینے سے سر کے بل گر پڑا۔ جس کی وجہ سے اس پر عمل جراحی کیا گیا اور اس کی کھوپڑی میں سوراخ کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس وقت سے وہ زیادہ سرکش ہو گیا اور پاگل پن کی حرکتیں اس سے سرزد ہونے لگیں اور وہ دشنام آمیز اور نفرت انگیز الفاظ سے بڑے درجے کی عورتوں کی توہین کرتا تھا۔ دو مرتبہ قیمتی جواہر است نکل گیا۔ ایک چار کو اس نے مجبور کیا کہ ایک جوڑی جوتیوں کے اگلے ہوئے ٹکڑوں کو کھالے۔ کیونکہ وہ اس کے پیر میں برابر نہیں آئے تھے۔ ایک مرتبہ

اس نے آلو اے ڈیوک پر شدید حملہ کر دیا، اس واسطے کہ بجائے اس کے اس ڈیوک کو نیدرستان کو بھیج دیا گیا تھا حتیٰ کہ ایک دفعہ وہ ڈان جان پر حملہ آور ہوا جس کے ساتھ اسے گہرا افس تھا۔ اس نے ایک مرتبہ دعویٰ کیا کہ وہ ایک شخص کو قتل کرنے کی فکر میں ہے لہذا اس لیے قبل از قتل ہی معافی حاصل کرنے کی کوشش کی۔ ایک مرتبہ اس نے غالباً اپنے باپ کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کے لئے اسپین سے فرار ہونے کی کوشش کی۔ دس کے سفیر کو اس کی دیوانگی کا یقین تھا لہذا اس راز کی پہی تو ضیح ہے۔ فلپ کے اس خط سے جو پوپ کے نام لکھا گیا تھا مزید تصدیق ہوتی ہے۔ اگرچہ اصل خط مفقود ہے لیکن اس کا ترجمہ محفوظ ہے۔ اور اس میں بتایا گیا ہے کہ شہزادے کے ساتھ جو سلوک کیا گیا اسی کا موجب اس کی دیوانگی ہے۔ اور اس بات پر تعجب نہیں کیا جاسکتا کہ فلپ اس حقیقت کو یوں پر وہ راز میں رکھنا چاہتا تھا کہ جو ناکی دیوانگی اس کے پر پوتے میں نمودار ہو رہی ہے۔ اور جہاں تک ہمیں علم ہے ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ مجلس میں ڈان کارلوز کے ساتھ بیرحمانہ سلوک ردوار کھا گیا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس پر سخت ترین نگرانی قائم تھی۔ اس کو سیاسیات پر گفتگو کرنے یا عالم خارجی کی کوئی خبر رکھنے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔ اس کو صرف ایسی کتابوں کی اجازت تھی جن سے مذہبی گرم جوشی پیدا ہو سکے۔ لیکن اس کے محافظ اچھے خاندان کے لوگ تھے۔ انھیں حکم دیا گیا تھا کہ اسیری کے بوجھ کو ہلکا کرنے کے لئے اس سے گفتگو کیا کریں اور اس کو نہ تو کوئی تکلیف دی جاتی تھی، اور نہ وہ ناقہ کشی کرتا تھا۔

ہیں ابھی اس الزام پر بحث کرنا ہے کہ اس بد نصیب شہزادے کو باپ کے حکم سے زہر کھلا دیا گیا تھا۔ اس کی تصدیق سادہ طور پر آرنج کے ڈیوک اور انٹونیو پیریز (جو ڈان کارلوز کی موت کے وقت شاہ فلپ کی خدمت میں تھا) کی جانب سے کی گئی تھی، کھلایا گیا؟ جس کو بہت سے ہم عصروں نے باور کر لیا تھا لیکن جب

ولیم خاموش اور پریر نے قلم اٹھایا تو شاہ کے ہلک دشمن ثابت ہوئے۔ اور اگرچہ فلپ بد قسمتی سے ایسا شخص نہیں تھا کہ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے ہر خورانی سے اجتراز کرے، کم از کم اس معاملے میں ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یہ الزام اس پر ثابت نہیں ہوتا۔

ڈان کارلوز کی وفات ۲۲ جولائی ۱۵۶۸ء کو انتقال کیا اور اس تاریخ سے تین ہفتوں کے اندر ہی اندر ۳ اکتوبر ۱۵۶۸ء کو اس کی سوتیلی ماں الزبتھ نے بھی انتقال کیا۔ دو سال کے بعد فلپ نے آسٹریا کی بہن سے چوتھا عقد کیا۔ جو اس کی بھتیجی اور شہنشاہ میکسیملین کی لڑکی تھی۔ اس عورت نے ۲۶ اکتوبر ۱۵۸۰ء کو انتقال کیا۔ اس کی اولاد میں سے فلپ کے علاوہ جو باپ کا جانشین ہوا، باقی سب کے سب کم عمری ہی میں فوت ہو گئے۔

### ۳۔ موروں اور ترکوں کے خلاف جنگِ سپینی مورونکی شورش

غناطہ میں موروں کی بغاوت کو فرو کرنے کے بعد (دیکھو صفحہ ۱۲۹) ۱۵۰۲ء میں فرڈی نند کی جانب سے جو فرمان شایع کیا گیا اس کے رو سے موروں کو بپتسمہ یا ترک وطن کا متبادل پیش کیا گیا، شہنشاہ چارلس کے عہد کے ابتدائی زمانے میں اس کو اراگان اور اس کی ماتحت ریاستہائے ویلینسیا و کٹالونیا تک وسعت دے دی گئی تھی۔ تبدیل مذہب کے کام کو مزید تقویت پہنچانے کی غرض سے ان اضلاع میں کلیسائیں تعمیر کی گئیں۔ جہاں مور بکثرت آباد تھے۔ اور وہاں مبلغین کو بھی بھیجا گیا لیکن ان مساعی میں نہایت ادنیٰ کامیابی حاصل ہوئی۔ ماضی کی یادگار گہری نسلی منافرت، موروں کی زبان کی نسبت مبلغین کی خام معلومات اور رسم و رواج کے اختلافات نے ناقابل حل مشکلات

اسپین میں موروں کی حالت

پیش کیں۔ لہذا ۱۵۲۶ء میں جبر و تشدد کی کوشش کی گئی۔ ایک قانون نافذ کیا گیا۔ جس میں موردوں کو حکم دیا گیا کہ اپنے قومی رسم و رواج، لباس، اور زبان کو خیر باد کہیں، اور اس قانون کے نفاذ کا کام مذہبی عدالت (محکمہ احتساب مذہبی) کے تفویض کیا گیا۔ لیکن سردست زیادہ دانشمندانہ مشورات غالب آئے۔ قانون کو نافذ نہیں کیا گیا۔ اور حکومت ظاہری اطاعت پر مطمئن ہونے کی طرف مائل تھی۔ اور یہی ایک چیز تھی جس کی وہ ان حالات کے تحت آرزو مند ہو سکتی تھی۔ نوعیائی، یا اسپینی مورد (کیونکہ موردوں کو اسی نام سے پکارا جاتا تھا) کم از کم نقص امن کا باعث نہیں ہوئے۔ عہد نامہ غرناطہ کی عجب دفعہ سے فائدہ اٹھا کر جس کی رد سے وہ ان محاصل سے مستثنیٰ قرار دیے گئے تھے۔ جن کو بربری سال سے تجارت کرنے والے عیسائی ادا کرتے تھے وہ اس ملک سے تجارت کرنے میں ہمت نہ صرف ہو گئے لیکن وہ سبقت لے گئے تو کاریگروں کی حیثیت سے اور پیشہ زراعت میں کاریگروں کی حیثیت سے انھوں نے بہت سی دستکاریوں میں فنی اعتبار سے کمال پیدا کیا اور آبپاشی اور ن زراعت کی بدولت غرناطہ کی ناہمواریاؤں کی سطح مرتفع کے ڈھلوانوں کو اسپین کے سب سے زیادہ زرخیز اور سرسبز و شاداب خطوں میں تبدیل کر دیا۔ انجیر، انار، سنترہ، اور انگور اناج اور سن کے ساتھ ساتھ پیدا ہونے لگے۔ ان کے ملائم اور باریک اون والے میٹھے لگے مشہور تھے، شہنشاہ کے درخت ابریشم کی وسیع صنعت کا اساس تھے۔ ہمیں اظہار رنج و افسوس کرنا چاہیے کہ اس مسلک کو خیر باد کہہ دیا گیا اور بریں ہم پر اٹکنٹوں کے خلاف جاری کردہ مذہبی جنگ سے جو مذہبی جوش و جنون سردوں پر سوار ہوا اس کے پیش نظر حیرت تو یہی ہے کہ یہ مسلک اتنے عرصے تک بھی جاری رہا تو کیونکر۔ اس کے علاوہ اس موقع پر بحیرہ روم میں افریقہ کے موردوں اور ترکوں کی تجدید کشمکش نے قدرتاً اسپینی موردوں سے قومی مخالفت کو از سر نو تازہ کر دیا۔

بربری ساحل کے بحری قزاقوں کے متواتر حملوں نے نہ صرف سمندر کو بربری بحسری ڈاکوؤں غیر محفوظ بنا دیا تھا بلکہ اٹلی اور اسپین کے سواحل کے خلاف مہم ۱۵۶۰ء تا بھی ویران ہو گئے تھے۔ لہذا ان کے خلاف نیپلز ۱۵۶۴ء



سے دو مہینے روانہ کی گئیں، جن کو خاطر خواہ کامیابی نہیں حاصل ہوئی پہلی مہم میڈینا سیڈونیا کے ڈیوک واسکواسے نیپلز کے تحت طرابلس کے خلاف روانہ کی گئی جو اس وقت ایک یونانی مسیٰ بہ دروغوت کے زیر حکومت تھا۔ اس شخص کو بحری لوٹروں نے ابتدائے عمر میں اسیر بنالیا تھا۔ اور اس کے بعد مسلم بنالیا تھا۔ ڈیوک کو خرابی موسم کی وجہ سے پیچھے ہٹ جانا پڑا اور بعد میں اس کے جہازوں کو ایک ترکی بیڑے کے آگے جو ایک اور مرتد پیاکی کی سرکردگی میں نمودار ہوا تھا راہ گریز اختیار کرنی پڑی۔ یہ شخص دروغوت کی امداد کے لئے آیا تھا اور ترکوں کے حق میں جزیرہ جوبہ (گلوز) پر قبضہ کر لیا (۲۹ جون ۱۵۶۱ء) دوسری مہم جو ۱۵۶۲ء میں روانہ ہوئی تھی آندھ کی بدولت قریب قریب تباہ ہو گئی۔ اسپینیوں کی بربادیوں سے الجزائر کے دسے کا حوصلہ جو بڑھا تو دوسرے سال (اپریل ۱۵۶۳ء) اس نے انھیں ازان اور اس کے نزدیک کے قلعہ مرث الکبیر سے بھاگ دینے کی کوشش کی۔ بس یہی دو مقامات جن کو کارڈنل زیمینس نے فتح کیا تھا اور تیونس کے قریب میں غالیہ اور مراکش میں علیہ ساحل افریقہ کے اسپینی مقبوضات میں باقی رہ گئے تھے۔ مرث الکبیر تو بس ہاتھ سے نکل ہی چکا تھا، لیکن آخر کار ایک اسپینی بیڑے نے آٹھویں جون کو اسے بچالیا اور بعد کے دو سالوں میں (۱۵۶۴ء و ۱۵۶۵ء) اسپینیوں کی مساعی کسی قدر کامیاب رہیں۔ ستمبر ۱۵۶۳ء میں پنن ڈی ویلز کے قلعہ جزیرہ کو جو اسپینی مقبوضات کی مغربی جانب واقع تھا ڈان گریشیا ڈی ٹالیڈو نے جو بحیثیت واسکواسے نیپلز ڈی نیا سڈونیا کا جانشین بنا تھا حاصل کر لیا، اور اگلے سال دریائے طیطوان کے دہانہ کو جو سمندر کے ڈاکوؤں کا ایک اور مرکز تھا مسدود کر دیا گیا۔ اور اس کو بیکار بنا دیا گیا۔ ساحل افریقہ پر مزید مہموں کو اس خبر کی وجہ سے موقوف کر دیا گیا کہ ترکوں نے مالٹا کو برسی طرح سے گھیر لیا ہے۔ رہوڈس کے ہاتھ سے مالٹا کی رہائی نکل جانے کے بعد جارج پنجم نے سنٹ جان کے مبارزین کو جزیرہ مالٹا عطا کر دیا تھا (۱۵۶۳ء) اس وقت سے یہ ستمبر ۱۵۶۵ء لوگ مشرقی سمت سے ترکوں کے خلاف حصار کا کام انجام

دیتے رہے بربری ساحل کی اکثر آخری ہموں میں شرکت بھی کی۔ سلیمان اول سے اس اہم مقام کی تسخیر کے لئے بار بار اصرار کیا جاتا تھا، لہذا اس نے بالآخر مئی ۱۵۲۵ء میں اس کے خلاف ایک زبردست بیڑہ روانہ کیا۔ قیادت و سرکردگی میں پیالی مصطفیٰ کا (جو ایک ستر سالہ آزمودہ کار سپاہی تھا) شریک تھا، اور طرابلس کے دروغت نے بھی ایک امدادی بیڑہ روانہ کیا۔ گرینڈ ماسٹر جین ڈی لاویلٹ نے حملہ آوروں کو پسا کرنے کے لئے حصول امداد کی ناکام کوشش کی۔ کیپتھرن دی ٹیسی اس موقع پر ترکوں کے ساتھ سازش کر رہی تھی، اور وینس سلطان کے غیظ و غضب کو مشتعل کرنے سے گھبراتا تھا۔ خود فلپ امداد دینے پر مائل نظر نہ آتا تھا۔ نیدرلینڈز اور فرانس کے معاملات اس کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ رہے تھے۔ شاید وہ ایک ایسی جماعت کو مدد دینا نہیں چاہتا تھا جو اس وقت زیادہ تر فرانسیسیوں پر مشتمل تھی۔ آخر کار اس نے ڈان گریشیاڈی ٹولیڈ کے اس انتہائی کم سن لیا کہ اگر مالٹا ترکوں کے ہاتھوں میں چلا گیا تو ہرگز واپس نہیں لیا جاسکے گا، اور بیچرہ روم کا وہ علاقہ سلطان کے زیر اثر آجائے گا۔ ۱۸ ستمبر ۱۵۲۵ء کو ڈان گریشیا نے مالٹا کو ایسے وقت میں نجات دلائی جب کہ وہ اپنی زندگی کی آخری سانسیں لے رہا تھا۔ ان واقعات کے باعث اپنے ہم وطن موروس سے منافرت پیدا ہونا، اور ان کے اور افریقہ کے موروس کے مابین بعض میرا سلتوں سے شلوک و شبہات پیدا ہونا کوئی تعجب خیز امر نہیں۔ اور نہ ان حالات کے تحت

۱۵۶۰ء سے ۱۵۶۶ء ابتدائی دو قوانین کے خلاف ۱۵۶۱ء کے فرمان، جس کی رو سے اسپینی موروس کو حبشی غلاموں کے تک کے شاہی فراہم حاصل کرنے سے اس بنا پر مانعت کی گئی تھی کہ

اس طرح غیر مذہب والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا تھا، یا ۱۵۳۶ء کے فرمان کے خلاف جس کے بموجب انھیں کیتان جنرل سے اجازت نامہ حاصل کئے بغیر ہتھیار رکھنے سے منع کیا گیا تھا، کوئی سخت اعتراض نہیں کیا جاسکتا تھا۔ لیکن ان تدابیر نے ڈان پیڈرو گریو صدر اسقف غرناطہ کو اور اس کے علاقے کے پادریوں کو مطمئن نہیں کیا۔ اور ان کی جانب سے پیش شدہ

یادداشت کی بنا پر حکومت نے حسب ذیل حیرت انگیز قانون نافذ کیا اور فرمان  
 بابت ۱۵۶۶ء کے نامساعد شرائط کی تجدید کی گئی۔ اسپینی مورون کے قومی گیتوں اور  
 رقص کو ممنوع قرار دیا گیا اور حکم یہ دیا گیا کہ ان کا عقد عیسائی رسوم کے مطابق عوام  
 کے رد برد عمل میں آئے۔ اور اس تقریب کے دن ان کے مکانوں کے دروازے  
 کھلے رکھے جائیں تاکہ لوگ گھروں میں داخل ہو سکیں اور دیکھ سکیں کہ کوئی ممنوعہ  
 رسم تو ادا نہیں کی گئی۔ ان کی عورتیں باہر بے نقاب نکلیں، اور سب سے آخر میں  
 یہ کہ مورون کے حمام جن سے وہ بہت لطف اٹھاتے تھے اس وجہ سے تباہ  
 کر دیے جائیں کہ وہ عیاشانہ اغراض کے لئے استعمال کئے جاتے تھے۔ اس پر  
 طرہ یہ کہ بظاہر مورون کے احساسات کو ٹھیس لگانے کے لئے یہ فرمان غرہ جوڑی  
 کو جو دارالحکومت غرناطہ کی تسخیر کی یادگار کا دن تھا شائع کیا گیا تھا۔ معلوم ہوتا  
 ہے کہ اکثر مقامی امرانے اس ظالمانہ وجاہرانہ فرمان کی تعمیل کے خلاف مدائے احتجاج  
 بلند کی۔ اور مارکوئس ڈی مانڈیجر کینٹن جنرل غرناطہ اور خود الواسس کے  
 کے مخالف تھے۔ اس بات کی توقع کرنا کہ اسپینی مور اپنے عزیز ترین رسوم و رواج  
 میں اس نوعیت کی مداخلت کو (اور یہ ایسی مداخلت تھی کہ جس کے  
 لحاظ سے ان کے مسکنوں کے خانگی خلوت و سکون تک کا احترام باقی نہیں رہا)  
 گوارا کریں گے ایک مہل سی بات تھی۔ اور ان کے اخراج کے لئے نافرمانی کا جیلہ  
 ڈھونڈنے کا ارادہ تھا تو کم از کم فوج میں اضافہ عمل میں آنا چاہئے تھا۔ لیکن  
 صدر حاکم عدالت مذہبی (محکمہ احتساب مذہبی) اسپینوزا ان خیالات سے بالاتر  
 تھا، اور اس فرمان کی تعمیل کا حکم ڈیگو ڈیزاکو دیا گیا تھا جو دفتر مقدس کا متقی سزا  
 تھا۔ اور جو صدر عدالت دیوانی کا صدر مقرر کیا گیا تھا۔

اسپینی مورون کی  
 بغاوت دسمبر ۱۵۶۶ء  
 میں

تمام الحاج والتماس کو بے سود پا کر اسپینی مورون نے  
 جون ۱۵۶۹ء میں علم بغاوت بلند کرنے کی تیاریاں شروع  
 کر دیں۔ بد قسمتی سے بعض جلد باز ایک دنگساز بن فاراسس  
 کی سرکردگی میں تاخیر و التوا کو برداشت نہیں کر سکے اور دسمبر ۱۵۶۶ء میں غرناطہ  
 کے ایک موری علاقے (البعثین) میں قبل از وقت بغاوت کر دی۔ غرناطہ کے

موروں نے یہ کہتے ہوئے کہ تم نہایت قلیل التعداد ہو اور تم نے بہت جلد پیش قدمی کی ہے، حرکت کرنے سے انکار کر دیا۔ شہر کی تسخیر سے مایوس ہو کر باغی دیہاتوں کی طرف بھاگ نکلے جہاں ان کی دعوت کو اکثر جگہ لیک کہا گیا، اور انھوں نے ہولناک مظالم سے اپنی کامیابی کا اظہار کیا۔ نہ تو عمر کا لحاظ کیا گیا اور نہ جنس کا۔ اور ہم سے کہا جاتا ہے کہ عیسائیوں کو البحر اتر کے بحری قزاقوں کے ہاتھوں ایک قزاقین کے معاد فیض میں فروخت کیا جاتا تھا۔

ابن حمید کا انتخاب موروں نے اب ایک بائیس سال کے جوان ابن حمید کو جو شاہان اسپین کی اولاد میں سے تھا اپنا بادشاہ منتخب کر لیا۔ بحیثیت شاہ

اپنے تابعین کے مظالم کو روکنے کی حتی الامکان کوشش کی۔ یہ بغاوت کسی قدر

محدود رقبے تک محدود تھی اس کا صدر استحکام البجارس میں تھا۔ یہ ایک پست پہاڑی سلسلہ ہے جو سیاریو اڈا کی

چوٹیوں، سمندر کے مابین واقع ہے۔ وہاں سے یہ بغاوت شرق میں المیریا کے نواح تک اور مغرب میں ویلز لگا میں پھیل گئی۔ موروں کے قبضے میں کوئی

بڑے شہر نہیں تھے۔ اور وہ کبھی کبھی لادیگا کے شاداب میدانوں پر جہاں غناطہ بھی واقع تھا، اور ساحلی علاقے کے شہروں پر دھاوے کیا کرتے تھے۔ اگر سلطان

سلیم ثانی ابن حمید کی عرض داشتوں کو سن لیتا اور قوت کے ساتھ خود کو اس کشمکش کی آگ میں جھونک دیتا تو ممکن تھا کہ غناطہ میں مسلمانوں کی حکومت

دوبارہ قائم ہو جاتی۔ لیکن ترک اس موقع پر جنگ سائیبیر میں بری طرح

مصرف تھے اور اسپینی موروں کو صرف چند ترک غلام ہاتھ آئے، اور بربری بحری ڈاکوؤں سے ناکافی مدد ملی۔ ان کے پاس اسلحہ بالکل ناکافی تھے اور

باہمی منافقتوں اور غرضی رقبہوں سے ان کے اغراض و مقاصد میں ضعف و کمزوری پیدا ہوتی چلی تھی۔

مارکوٹیس ڈی مانڈیجر ان حالات میں اگر مارکوٹیس ڈی مانڈیجر کے مشورے پر عمل کیا جاتا تو یہ بغاوت غالباً بہت جلد فرو کر دی جاتی۔

کا مشورہ مسترد کیا گیا

موروں کو مایوس کرنے پر رضا مند نہ ہونے کی وجہ سے اس نے مصالحت کے مسلک کو اختیار کیا۔ اور اپنے سپاہیوں کے ظلم و ستم اور ان کے مذہبی جنون کو قابو میں رکھنے کی کوشش کی، اگرچہ اس میں وہ ہمیشہ کامیاب نہیں رہا۔ بد قسمتی سے ڈیگو ویزا نے اس کی سخت مخالفت کی، جو باغیوں کی بیخ کنی پر مصر تھا۔ ڈیگو کی خواہش غالب آگئی۔ اور مارکوئیس لاس دیس جو اس علاقے کا امیر تھا اور جس کو ہمسایہ صوبہ مرشیا کے اڈیلائیڈ کا عہدہ حاصل تھا اس فوج کا کماندار مقرر کیا گیا۔ جو شرقی علاقے میں روانہ ہونے والی تھی۔ اس سخت دل اور معمر آرمودہ کار سپاہی نے جنگ اس پیر جی اور وحشیانہ پن سے جاری رکھی کہ اس کو آہنی سردار شیطان کا لقب دیا گیا۔ اسپینی سپاہ کو جو زیادہ تر مقامی ملازمین، امرائے ماتحتین اور رضا کاروں پر مشتمل تھی اجازت دی گئی کہ موروں کی نہ بچھنے والی پیاس کو خوب جی کھول کر بجھائے، اور اگر یہ بے رحمیوں اور ظالمانہ افعال سے غالب نہیں آئی تو کم سے کم باغیوں کے برابر تو ضرور رہی۔ حتیٰ کہ امن پسند مواضعات کو تاخت و تاراج کیا گیا، انتہائی شقاوت کے ساتھ موروں کو تہ تیغ کیا گیا اور اگر عورتیں زیادہ بد قسمتی کا شکار نہ بنتیں تو انھیں فروخت کر دیا جاتا۔ اسی اثنائیں کوئی دیر نہ سو موروں کا جو شہر غناطہ میں شبہ پر گرفتار کئے گئے تھے ویزا کے حکم سے انتہا درجے کی سفاکی اور بے دردی کے ساتھ قتل عام کیا گیا (مارچ ۱۵۶۹ء)۔

کھلے بندوں نذر اجل ہونا اس سے کہیں بہتر تھا لہذا اب بدرجہ مایوسی موروں کے پاس بجز اس کے کوئی دوسرا راستہ نہیں رہا سوائے اس کے کہ آخری دم تک

**غناطہ میں قیدیوں کا قتل عام**

لڑیں۔ اس جنگ میں کوئی بڑی لڑائیاں نہیں ہوئیں، باغیوں نے جس کے قبضے میں بڑے شہر بہت تھوڑے تھے، اور کھلے میدان میں دشمن کے مقابلے کی تاب نہیں لاسکتے تھے پہاڑی اضلاع میں جا پناہ لی جہاں منتشر لیکن سخت قومی اور مذہبی پیکار جاری رہی۔ لیکن جب تک مائڈیجر اور اس کے رقیبوں کے جھگڑے جاری رہے اس وقت تک حکومت کو کامیابی کی کوئی توقع نہیں تھی۔ ۱۵۶۹ء کے موسم بہار میں فلپ نے ان شور و شوش کے انسداد کے فکر میں اپنے سوتیلے بھائی

ڈان جان کو جو چارلس پنجم کا ناجائز بیٹا تھا سپہ سالار اعظم مقرر کیا۔ لیکن ساتھ ہی اس کو میدان جنگ میں نمودار ہونے کی ممانعت کی گئی اور چونکہ وہ صرف بائیس سال کا نوجوان تھا۔ اس لئے حکم دیا گیا کہ اس کی رہنمائی میں مجلس جنگ مشورہ دیا کرے جس میں ڈینزا اور مانڈیجر دونوں ارکان مقرر ہوئے۔ اس ڈان جان سپہ سالار اعظم مقرر ہوتا ہے۔ ۱۵۶۹ء

خیالات غالب آگئے۔ ۱۵۶۹ء کے جون میں شہر غناطہ کے موری باشندوں کو جن کی تعداد کوئی تین ہزار

کا موسم بہار

پانچ سو افراد پر مشتمل تھی حکم دیا گیا کہ شہر کو خیر باد کہہ کر ملک کے اندرونی علاقے میں منتقل ہو جائیں جہاں انھیں مکانات دیئے جائیں گے۔ مانڈیجر نے اس فعل پر اعتراض کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کو اپنی خدمت سے علیحدہ ہو جانا پڑا۔ اور ۱۹ اکتوبر کو فلپ نے جو میدان کارزار سے قریب رہنے کی غرض سے قرطبہ آگیا تھا، ایک فرمان جاری کیا کہ آئندہ سے نہایت خونریز اور خوفناک جنگیں ہوں گی۔

غناطہ کی موری آبادی ملک کے اندرونی حصہ میں منتقل کی گئی۔

فلپ اب قطعی طور پر ڈینزا کے خیالات پر پہنچ چکا تھا، تاہم لاس پوس کی ناقابلیت ٹی وجہ سے شاہی فوج کو بہت قلیل کامیابی حاصل ہوئی۔ ابن حمید ابن حمید کے قتل پر

اس سال کے اختتام پر حرم سرا کی کسی عورت کے جذبہ انتقام کا شکار بن گیا۔ اس کی موت نے موروں کے اغراض کو نقصان نہیں پہنچایا کیونکہ اگرچہ ان میں بے حد قوت عمل تھی، اور ایک حد تک قابلیت بھی تھی، لیکن وہ کامیابیوں کے نشے میں سرشار ہو چکا تھا۔ اور شک و شبہ خود غرضی، دبے لگائی اور جو رذیلہ کی بدولت لوگوں میں اس کی ہر دل غیزی باقی نہیں رہی تھی۔ ابن ابوجوہاد شاہ کی حیثیت سے اس کا جانشین ہوا بڑا راست باز اور اعلیٰ محب وطن تھا اور اس کو نسبتاً بہت زیادہ ثبات و استقلال اور

ابن ابوجانشین ہوتا ہے۔

شجاعت و مردانگی و دیوت ہوئی تھی۔ وہ جانشین ہوا تو اس کے انتخاب کی منظوری  
الجزائر کے بادشاہ کی جانب سے ملی، اور اس نے سلطان کا خطاب پایا۔ اس  
کی حکمرانی کے تحت مشرق میں بغاوت خود مرشیا کے فوج تک پھیل گئی جس نے  
ہمیشہ سے زیادہ خوفناک صورت اختیار کر لی۔

بالآخر فلپ نے لاس ویلس کی ناقابلیت کا قائل ہو کر اس کو  
سپین سے لاری سے ہٹا دیا اور ڈان جان کو کہاں داری کی اجازت دی  
اور سپین کا ڈیوک جو گونسا لوڈی کا روڈ واکا پوتا تھا اس کا  
مددگار بنایا گیا۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ اندلس کے  
شہروں سے تنخواہ یا ب سپاہیوں کو فراہم کیا گیا اور  
بہت سے امرا اپنے ماتحتین کے ساتھ فوجوں اور معروف

ڈان جان کی  
سپین سے لاری  
جنوری ۱۵۵۷ء

ڈان جان کے علم کے پیچھے آجے ہوئے جو فوراً ایبار اس کے مشرقی ضلع  
کی جانب روانہ ہوا۔ اور متعدد شکستوں کے باوجود باغیوں کو آہستہ آہستہ  
کمزور کر دیا۔ ۸ جنوری کو غالیہ کا مستحکم شہر محصور کر لیا گیا جو ۷ فروری کو ایک  
خونخوار لڑائی کے بعد سخر ہو گیا۔ اس کے بعد سیرن سخر ہوا اور جلد ایبار اس کا  
مشرقی علاقہ واپس لے لیا گیا۔ اسی دوران میں سپین کا ڈیوک شمال میں ہی  
ہی کامیابی حاصل کر چکا تھا۔ رفتہ رفتہ ایباراز کو عبور کر کے قلعوں کی ایک قطار  
کو مفتوح کرنا گیا اور ممی میں بمقام یا ڈولیس ڈان جان کی افواج سے آملہ۔ اس  
کے ساتھ ان لوگوں کو معافی دی گئی جنہوں نے ہتھیار ڈال دیے۔ اب  
اسپینی موروں کی توقعات پر پانی پھر گیا۔ اور ۱۹ مئی کو ایک موری سردار بحقیق  
اسپینی موروں کی

اسپینی موروں کی  
اطاعت مئی ۱۵۵۷ء

پر اطاعت کنشی کا اظہار کرے۔ اسپینی موروں کی جانوں کو امان دی جائے۔  
لیکن غرناطہ کے ہم وطنوں کی طرح وہ بھی اپنے وطن سے نکالے جائیں گے  
اور اسپین کے دوسرے مقامات میں ان کی آبادی کو منقسم کیا جائے گا۔ بغیر ساعت

میں ابن ابونے ان بے عزت شرائط کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور پھر علم بغاوت بلند کرنے کی کوشش کی، لیکن اس کی رعایا میں سے ایک شخص نے جس کو حکومت نے رشوت دی تھی اس کا کام تمام کر دیا۔

اب بغاوت کا خاتمہ ہو گیا۔ فرمان بابت ۲۸ اکتوبر کے بموجب ہر اسپینی مور جو بغاوت کردہ اضلاع میں رہتا تھا، جن میں وہ بھی داخل تھے جو فادار رہے تھے، لازم ہو گیا کہ اندرونی علاقوں میں منتقل ہو جائے۔ ان کے مکانات اور اراضی بحق تاج ضبط کر لئے گئے، لیکن اجازت دی گئی کہ اگر وہ چاہیں تو بھیڑوں کے ریوڑ اور گلے اور اناج کی قیمت متخص کرنے کے بعد حکومت نے لے کوشش اس امر کی

کی گئی کہ خاندانوں کے افراد منتشر نہ ہوں۔ نقل مکان کے موقع پر جہاں تک ممکن تھا موروں کو تکلیف نہیں دی گئی۔ ان کی آبادی کے لئے جو اضلاع مقرر کئے گئے تھے وہ اندلس کی شمالی سرحدات پر اور کیا سائیکس، اسپیرمیڈورا اور گیلیشیا میں واقع تھے،

مور اسپینی کے دوسرے حصوں میں جا بستے ہیں فرمان بابت ۲۸ اکتوبر ۱۵۰۲ء

ہر مور کو بلا اجازت اپنا مسکن چھوڑنے پر بید زنی اور کشتیوں پر جبری خدمت کی اور غرناطہ سے دس فرنگ کے اندر جو مور قدم رکھنے کی جرأت کرے اس کو سزائے موت کی دھمکی دی گئی۔ ۱۵۶۶ء کا قانون برابر نافذ رہا، اور ایک متعاقب فرمان میں یہ اعلان کیا گیا کہ جو شخص عربی کتاب اپنے قبضے میں رکھے گا وہ چابک کی مار اور سمندر پر چار سال تک خدمت کرنے کی سزا کا مستحق ہو گا۔ اندلس اب ایک دیرانہ بن گیا۔ اسی اثنا میں ان تمام ظالمانہ قوانین کے باوجود یہ جلا وطن فن زراعت اور صنعت کی بدولت اپنے نئے وطن میں ۱۶۰۹ء تک دولت بڑھاتے رہے جب کہ اسپینیوں کا مذہبی جنون اور قومی منافرت آخر کار اسپین سے ان قسمت لوگوں کے اخراج ہی کے باعث ہوئی۔ اسپینی موروں کے ساتھ

۱۔ اسپین کے دیگر حصص خصوصاً مرسیا، ویلنسیا اور حتیٰ کہ دیکا آف غرناطہ میں بھی مور رہتے تھے جنہیں کوئی تکلیف نہ پہنچائی گئی تھی۔



اہل اسپین کا سلوک تاریخ کی انتہا درجے کی دردناک داستانوں میں سے ایک ہے تاہم از روئے انصاف ایک انگریز کو یاد رکھنا چاہیے کہ اہل آئرستان کے باشندوں کے ساتھ کرامول کا برتاؤ بھی اس سے کم ظالمانہ نہ تھا۔ اگرچہ انھوں نے اشتعال ضرور دلا یا تھا۔

### ۴۔ ترکوں کے خلاف تجدید پرکاش فتح یسپانٹو۔ ۱۵۷۱ء تا ۱۵۷۴ء



اگر فلپ کا لقب اور اس کی عدم رواداری پر اسٹنٹوں اور موروں کے تشدد آمیز اخراج کا باعث ہوئی تو پھر بھی کم از کم اس کے سیاسی اغراض نے اس کی اور تلون مزارعیوں کی جانب رہنمائی نہیں کی جیسی کہ اوریوری فرمانرواؤں کی ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ اگر ہم اس موقع پر ترکوں کے خلاف یورپ کی عظیم الشان دول کے طرز عمل پر غور کریں گے تو اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ غیر عیسائیوں کی نسبت ان کی حکمت عملی کی رہنمائی سیاسی اغراض کر رہی تھیں نہ کہ مذہبی محرکات فرانسیسی جس زمانے میں ہسپانویوں کو خود ان کے ملک کے اندر آزار پہنچا رہے تھے اسی زمانے میں اسپینیوں کی مخالفت کے لئے ترکوں سے رشتہ اتحاد جوڑ رہے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ الزبتھ ملکہ انگلستان نے خارجی کالونیوں کو مدد دی بھی تو بادل ناخواستہ۔ اور انگلستان میں پر اسٹنٹ مذہب کو قائم کیا، تاہم اس نے اپنے ملک سے انتہا پسند کالونیوں کو جلا وطن کر دیا۔ اور بعض موقعوں پر ترکوں کے اتحاد کی بھی کوشش کی۔ لیکن اگر فلپ نے پر اسٹنٹوں اور غیر عیسائیوں کو جلا وطن کیا تو اٹلی اور اسپین کو محفوظ کرنے کی ضرورت نے اسے بحیرہ روم میں اس غیر عیسائی کا نہ بردست دشمن بنا دیا۔ اسپینی موروں کی بغاوت ابھی پوری طرح سے دبے نہیں پائی تھی کہ جمعیت اسپینی یورپ غزوۂ مسیحی ۱۵۷۱ء کو پیرس پنجم کے پاس سے اسپین کو ایک قاعد اور وینس ترک کے خلاف آیا اور ترکوں کے خلاف عیسائی مذہب کے انتہا درجہ پابند

بادشاہ کی تائید کی استدعا پیش کی سلیمان پر شکوہ نے اپنی طویل اور ناتحانہ زندگی ۱۵۱۶ء میں ختم کی۔ اگرچہ اس کے جانشین سلیم ثانی میں اپنے باپ کا کوئی وصف نہیں تھا۔ تاہم سابقہ نظم و نسق کی قوت و طاقت اس کے وزیر اعظم محمد کی وجہ سے ظاہر ہو رہی تھی، اور ۱۵۱۹ء کے اواخر میں ہیبالی جو حملہ مالٹا کے کمانداروں میں شامل تھا اور جو اب سلطان کا بہنوئی ہو گیا تھا، سپرس کے خلاف ایک مہم پر روانہ ہوا تھا۔ فلپ نے پاپائی استدعا کو خوشی سے منظور کر لیا، لیکن اسی اشنا میں سپرس کا ایک اہم ترین قلعہ نائیکوسیا مسخر ہو گیا (ستمبر ۱۵۱۹ء)۔ وینس نے سلطان کے ساتھ ایک جداگانہ معاہدہ طے کرنے کی ناکام کوشش کی، اور ۲۵ مئی ۱۵۲۰ء تک یہ لوگ مشکلات اور رشک و رقابت پر غالب نہیں آ سکے، اور ایک جمیعت بالآخر قائم ہو گئی۔ وینس نے خواہش کی تھی کہ جمیعت خود کو سپرس کی حفاظت تک محدود رکھے، لیکن فلپ قدرۃ اسپین کو وسعت دینا چاہتا تھا۔ لہذا اسپینی پوپ اور وینس نے اتفاق کیا کہ تیونس، طرابلس اور الجزائر کے موروں اور ترکوں کے خلاف ان کا ایک مدامی اتحاد قائم کیا جائے۔ انھوں نے آپس میں ایک دوسرے کے علاقے کی مدافعت کرنے اور جداگانہ معاہدہ طے نہ کرنے پر اتفاق کیا۔ طے یہ پایا کہ ہر دولت مند ایک کپٹنی جنرل کو مقرر کرے اور وہ آپس میں مشورہ کر کے جنگی تجاویز طے کریں اور اعلیٰ ترین افسری آسٹریا کے ڈان جان کو دی جائے۔ نیز یہ فلپ کے اخراجات کی ادائیگی کے لئے پینس نے اس کو ایک وکرو زائڈا اور ایک داکٹیکو سیڈ عطا کیا۔ لیکن یہ عہد نامے

۱۔ کرو زائڈا (Cruzada) ایک لائسنس تھا جو پاپائی انتظام کے بموجب عطا کیا جاتا تھا۔ جس کے لحاظ سے بعض ایام میں مذہب سے اور دودھ استعمال کرنے کی اجازت ہوتی تھی۔ بادشاہ کی جانب سے یہ لائسنس فروخت کیا جاتا تھا اور لوگوں کو اس کی خرید و بیع کی ترغیب دلانے کے لئے ہتھکنڈے کو اس کی خریداری کے لئے مجبور کیا جاتا تھا خواہ ان چیزوں کو استعمال کرے یا نہ کرے اس کی کوئی عیب ایک محصول تھا جو بادشاہ کو ادا کیا جاتا تھا جو اسپین کے ہر علاقہ پادری میں ہر بموضع ملک پر اس کا دسواں حصہ مقرر تھا۔

ٹے پانے میں اتنی دیر لگی کہ سپرس ہانڈ سے نکل گیا؛ کیونکہ ۳۰ جولائی کو خاماگستنا کام آیا اور براگڈینو صدر افسر کمان کی جیتے جی کھال اتروا دی گئی اور اس کی صورت قائم رکھنے کے لئے چڑے میں مسالہ وغیرہ بکھر کر یادگار کی حیثیت سے قسطنطنیہ کو روانہ کیا گیا۔ جمہیت کا بڑا سولہویں ستمبر سے پہلے مسیحا سے روانہ نہ ہو سکا۔ کارفورینچے کے بعد خبر ملی کہ ترکی بڑے خلیج لیٹا نیٹو میں لنگر انداز ہے۔ جان اینڈریو ڈوریا کے مشورے کے خلاف جو جنیوا گئے بڑے کی کمان کر رہا تھا ڈان جان مضطرب تھا کہ کسی طرح دشمن سے گتھ جائے۔ سانا کرز کے مارکو ٹیس گرڈ کمینڈر اکو بیسیس اور یو جان الکزمینڈر پارما اور دیگر کپٹین جرنلوں نے بھی ڈان جان کے خیال سے اتفاق کیا اور راکٹروں کو دووں بڑے آسنے سانسے ہوئے عیسائیوں کا بیڑہ مختلف حیامت کے دو سو چوٹھ جہاز چھبیس ہزار سیاہ اور پچاس ہزار کھیلو یوں اور ملاحوں پر مشتمل تھا اور ترکوں کے بڑے میں تین سو چار اور ایک لاکھ بیس ہزار آدمی تھے۔

جب لڑائی شروع ہوئی تو ترکی امیر البحر بیالی کا یہ مقصد تھا کہ اپنے دشمن کے ایک پہلو کو ساحل سے ہٹا دے۔ لیکن باربری گولے جو میسرے کے ڈینسی جہازوں کی کمان کر رہا تھا اور جان اندریو ڈوریا نے جو بیسنے کی کمان کر رہا تھا اس تخریب کو ناکام کر دیا۔ وہ برابر ساحل سے چھپے رہے اور ایک ہولناک لڑائی شروع ہوئی، جس میں متحدین کو سخت نقصان برداشت کرنا پڑا۔ آخر الامر ویسیوں نے اپنے دشمنوں کو پیچھے لپٹا نیٹو کی لڑائی ہٹا دیا اور اگرچہ باربری گولے کو مہلک زخم لگے لیکن اس کا معاوضہ یہ ہوا کہ اس کے مقابلے کا ترکی امیر البحر محمد سر کو کام آیا۔ اس لڑائی کے بعد جان لڑائی کے بعد جو بجائے بحری لڑائی کے ایک برسی لڑائی معلوم ہوئی تھی مساوی طور پر کامیاب رہا۔ میالی بھی مارا گیا اور اکثر جہاز زیا تو قبضے میں آ گئے۔

باتناہ کر دئے گئے۔ آخر کار ڈئے (Dey) الجزائر الحج علی نے جو اپنے مقابل جنیوی افواج کا نہایت سختی کے ساتھ مقابلہ کر رہا تھا یہ کچھ کہہ خاتمہ ہو چکا ہے راہ فرار اختیار کی اور عیسائی اس صدی کی عظیم ترین بحری لڑائی میں فتح مند رہے۔ لپٹا نیٹو کی لڑائی جو چار گھنٹوں سے زائد جاری رہی اس کی اہمیت کا بہترین اندازہ اس امر کو پیش نظر رکھنے سے

ہوگا کہ اس وقت تک سمندر میں ترکوں نے کبھی شکست نہیں کھائی تھی اگرچہ نقصانات کا صحیح تخمینہ ناممکن ہے لیکن یقین کے ساتھ آتا تھا کہ ترکوں کے نقصانات اپنے دشمنوں کے مقابلے میں دو چند سے زیادہ تھے اور ان کے بحاس سے زیادہ جہاز تہیں بچ کر کھل سکے۔ کہا جاتا ہے کہ اسیروں میں بارہ ہزار عیسائی بھی تھے جنہیں جہازوں میں روک رکھا گیا تھا۔

بعض لوگوں نے اب خیال کیا کہ اس شدید ترین شکست کے بعد قسطنطنیہ پر فوراً حملہ کر دیا جائے۔ لیکن موسم بہت زیادہ ناموافق ہو چکا تھا اور فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ موسم بہار تک تمام جنگی کارروائیوں کو ملتوی کر دیا جائے۔

ڈیریان اور جلیفون یہ الزام جھلک ثابت ہوئی۔ الوج علی کو جو کیا لبریا کامرہ تھا اور جس نے اپنے عیسائی والدین کو جن سے اسے عالم جوانی میں چھین لیا گیا تھا (بھلا یا نہیں تھا) رشوت دے دلا کر اپنا طرہ دار بنا لینے کی کوشش

کی گئی۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ اور الوج نے نئے بیڑے کی قیادت اپنے ہاتھ میں لی جس کو ترکوں نے جبرت انگریز سرعت کے ساتھ تیار کر دیا تھا۔ متحدیں کا طرہ عمل کہیں زیادہ مختلف تھا۔ اسپین میں جب عادت ناخبر ہو رہی تھی اور نہ ویس و اسپین کے اعتراض ہی میں بجا نی رہی تھی۔ فلپ افریقہ کے موروں کی طرف متوجہ ہوتا اور وہاں اپنی فتوحات میں وسعت دینا چاہتا تھا۔ اور ویس صرف اس بات کا خواہشمند تھا کہ ساحل بحیرہ روم کے اس حصے میں جو اٹلی کے مشرق میں واقع ہے اپنے اقتدار قائم کرے۔ سمریوپ نے ان متضاد خیالات میں توافق پیدا کرنے کی ناکام کوشش کی۔ اگلے سٹی میں انس کا انتقال ہو گیا اور اگرچہ فلپ کے یہ خطرات کہ اس کا جانشین فرانس کا طرف دار ہوگا

کارڈینل بونکمپوگنو (Cordinal Buonecampoagno) گریگوری سیزریم کی جانشینی سے دور ہو گئے۔ لیکن پاپائی (Briep of fire) سمجھ کار آمد نہیں تھے متحدین نے بالآخر ڈان جان کی سرکردگی میں ایک اور مہم روانہ کی جس نے ترکی بیڑے کو موڈن سے پرے ہر اکتوبر ۱۵۷۲ء کو جو لیا نٹو کا یوم فتح تھا ملایا۔ لیکن الوج علی نے جنگ سے انکار کر دیا اور وہ اپنے قلعے کی دیواروں کے تحت رہا اور اس ماہ کے آخر میں متحدین دوبارہ منتشر ہو گئے۔ اگلے مارچ میں متفقہ کارروائی کی تمام توقعات پر اس خبر نے

پانی پھیر دیا کہ وینس نے سلطان کے ساتھ علیحدہ معاہدہ کر لیا ہے۔ سپرس کو سلطان کے حوالہ کر دیا اور سلطان کو سہ سالہ پیش کش ادا کرنے کا وعدہ کر چکا ہے۔ اگر ترک بیسٹو کی وینس ترکوں کے ساتھ جداگانہ عہد نامہ جنگ میں فاتح بھی ہوتے تو ان سے بہتر شرائط کی طے کرتا ہے۔ ۷ مارچ ۱۵۶۳ء شاہد ہی توقع کرتے۔

متحدین ساتھ چھوڑ دینے کے بعد ڈان جان اگلے اکتوبر میں افریقہ کے ساحل کو روانہ ہوا اور آسانی کے ساتھ شہر تیونس کو مسخر کر لیا۔ اب وہ یہ خواب دیکھنے لگا کہ اسپین کا سویٹلا بھائی افریقہ کی سلطنت اس کے حوالے کر دے گا۔ فلیپ کی آتش حسد فوراً بھڑک اٹھی ڈان جان تیونس کو مسخر کرتا ہے اکتوبر ۱۵۶۳ء اس نے اصرار کیا کہ تیونس اور غالیط لیکن التوج علی اس کو اور غالیط کو واپس کے استحقاقات کو منہدم کر دیا جائے اور لے لیتا ہے۔ ستمبر ۱۵۶۴ء اگرچہ اس پر عمل نہیں کیا گیا لیکن ان مقامات میں اتنی ناکافی جمعیت چھوڑی گئی کہ التوج علی

کو نہ صرف تیونس واپس لینے میں بلکہ غالیط کے قلعے کو مسخر کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی فتح لیسیانٹو بے ٹمر (ستمبر ۱۵۶۴ء) یہ تھے ماسکارہ نتائج فتح لیسیانٹو کے۔ اس فتح نے جزیرہ سپرس کو نہیں بچایا جو اس کے بعد ہی سے دولت عثمانیہ کے قبضے میں آ گیا۔ اس کے ساتھ غالیط بھی ہاتھ سے نکل گیا جو ساحل

افریقہ پر چارلس پنجم کی فتوحات کے معدود حینہ باقی ماندہ مقامات میں سے تھا۔ اس فتح نے یورپی اقوام کے دشمنک و حد کو دوبارہ ظاہر کرنے کا کام انجام دیا۔ اور اگر ستر سال تک ترکوں نے مزید پیش قدمی نہیں کی اور خوب مغربی یورپ کے سواصل کو بچھ کبھی دھمکی نہیں دی تو اس کی وجہ فتح لیسیانٹو نہیں بلکہ سلطنت عثمانیہ کا داخلی زوال تھی۔

## ۵۔ پرتگال کی تسخیر

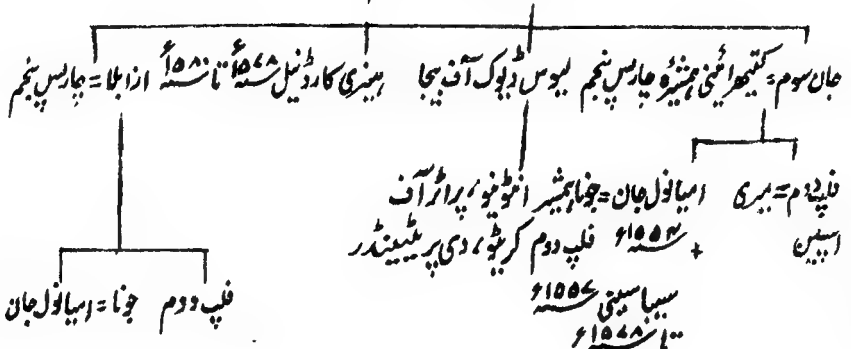
پرتگال کا فوجوان فرمانروا سباستین سلطان مراکش عبدالملک کے خلاف ایک اجتماعہ جنگ کرتے ہوئے ۴ اگست ۱۵۷۸ء کو الکزیر الکبیر کی لڑائی میں مارا گیا۔ اس کم عمر فرمانروا کی قوت نے جو اگرچہ نیم پاگل معلوم ہوتا ہے لیکن فلیپ کے دل میں فوراً خیال پیدا

کہ دیا کہ پرتگال کا تاج اپنے لئے حاصل کر لے اور جزیرہ نمائے آئیبیریا کو ایک ہی حاکم کے ماتحت لائے۔ سیاسٹین کا جانشین اس کا (Great uncle) بیٹری ہوا یہ ایک کارڈنیل تھا اور اس کی عمر جیسا سٹھ سال تھی۔ تاہم ابھی تک اس کے وہاں اولاد ہونے کی توقع شاہ پرتگال سیاسٹین کا انتقال ۱۵۵۸ء دئی جائے۔ قلب نے اس قدر صاف دینیوی معاملات میں پاپائیت کی مداخلت پر اظہارِ غیظ و غضب کیا لیکن

۱۳ جنوری ۱۵۵۸ء کو اس کا رڈنیل فرانتزوا کی موت نے اس کی پریشانیوں کو دور کر دیا۔ کارڈنیل بیٹری جانشین ہوتا ہے لیکن اس کا انتقال ہو جاتا ہے ۲۱ جنوری ۱۵۵۸ء ایک ہی دعویدار جس سے اب قلب کو خطرہ رہ گیا تھا کریمو کا پیرانٹو بنو تھا۔ یہ شخص سیاسٹین کے (Great uncle) ویجا کے ڈیوک یوس کا ناجائز

لے دوسرے دعویدار بھی ممکن تھے مثلاً امیاؤل فلیرٹ ڈیوک آف سلواے اور انکر نیدر فارنس کا بیٹا جو سلسلہ اثاث کی طرف سے دعوئی کر سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا جی کہ کینفرائین ڈی ڈیسی اپنا لقب ایک دور کے سلسلے کے شاہ پرتگال سے حاصل کر لے گا بہانہ کر ہی تھی لیکن اس موقع پر مصر نہیں ہوئی۔ اسپین اور پرتگال کے شاہی خاندانوں کی جانشینی اور قرابت قریبہ کا سوال ذیل سی جدول سے بہترین طور پر ذہن نشین ہو سکے گا۔

ازابلادختر فرڈینند وازابلاد  
میری دخت فرڈینند وازابلاد  
ایلیزہنسیو چارس پنجم



یٹا تھا جو ایک نو عیسائی یہودن کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ لیکن اس کے باپ نے خفیہ طور پر اسے جائز قرار دے دیا تھا اور وہ مالٹا کے سینٹ جان کی بڑی برادری میں شریک ہو چکا تھا اور کئی نوکی متمول برادری کا پیرا تھا۔ اگر اس کا صحیح نسب ہوتا ثابت ہو جائے تو اس کے قریب ترین وارث ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا لیکن قلب نے اس کے دعوے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اپنی ماں جو شاہ اسپانول کی بیٹی تھی کئی طرف سے تاج و تخت کا استحقاق جتانے لگا۔ اس دعوے کی تقویت کے لئے ڈیوک کے تحت سرحد پر ایک لشکر فرام قلب تاج کا دعویٰ کرتا ہے اور اولا کہا گیا تھا جس نے کارڈیل کی وفات کی خبر پائی ہے کے ڈیوک کی سرکردگی میں ایک پیش قدمی شروع کر دی۔ جن لوگوں نے اطاعت سے انکار کر دیا انہیں باغی اور شورشی کا خطاب دیا گیا اور شہر ٹیٹویال نے ادنیٰ اسی مزاحمت کی

کوشش کی تو اس کو تاخت و تاراج کر دیا گیا، اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ کیا یہاں کو منع کرنا ایک بڑی بے انصافی کی بات ہو گی ۱۶ جولائی ۱۵۸۵ء۔ اسی اثنا میں مزارعین کی ایک بچ زنگی جماعت نے سائٹرم میں انٹونیو کے بادشاہ ہونے کا اعلان کر دیا اور وہاں سے سسبن کی جانب روانہ ہوئی۔

انٹونیو کی شاہی کا اعلان

یورپ گر بگڑی ہتھم نے مداخلت کرنے کی ناکام کوشش کی قلب کی تسلی کے لئے اس نے مقدس مقدسوں کے جسم کے ایک جز کو جو بے انتہا قیمتی تھا ہٹا دیا، قلب نے اس تحفے کو قبول کر لیا لیکن اس کی

نامتی سے انکار کر دیا اور پیش قدمی میں ایک لمحے کی بھی تاخیر نہیں کی سینٹا کروز کے مارکوئس کو (سیٹول کا بیٹا) کے روانہ کر دیا گیا یہاں اس نے آلو کے ڈیوک اور اس کے لشکر کو جہانوں پر وار کر کے سسبن کا رخ کر لیا انٹونیو نے مزاحمت کی ناکام کوشش کی سسبن کے شہری اڑنے کے لیے تیار نہیں تھے انھوں نے شریک طلب کیں انھیں اپنی خوشی سے سسبن کو حوالہ کر دینا پڑا اور انٹونیو وہاں سے چل کھڑا ہوا اور بڑی مشکلات سے کیلے پہنچا۔ آلو کے سسبن کو تاخت و تاراج سے خبری طور پر سچا لیا لیکن فوج کے مواضعات کو اس بے رحمانہ اور ظالمانہ طریقے سے لوٹا گیا کہ آلو کے تخیل میں بھی نہیں آ سکتا تھا اور ڈیوک نے اپنی سپاہ کی نسبت اعلان کیا کہ وہ اس قدر نافرمان بردار ہے کہ اس کے شور و شہساز سپاہیوں کو پھانسی دینے کے لئے رسی بھی کام نہیں آ سکتی گی۔ پورٹو میں بھی فوج نے یہی منظر

پیش کیا اور ان کی سرکردگی سینچو ڈی آویلا کر رہا تھا جو نیدرلینڈز میں شہر شس برپا کرنے کے باعث پہلے ہی سے بدنام ہو چکا تھا۔ ۲۹ جون ۱۵۸۱ء کو فلپ ہسبن میں داخل ہوا۔ بعض امرائے اس کی مزاحمت کی جرأت کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے ساتھ نہایت بے رحمی اور سنگدلی کے ساتھ بڑناؤ کیا گیا۔ امریکی بڑی تعداد نے مزاحمت کرنے سے احتراز کیا اور لوگوں نے بیزاری و ترش روئی کے ساتھ اس کی اطاعت قبول کر لی۔

فلپ ہسبن میں داخل ہوتا | انہو جو جس کے قتل یا گرفتاری کے لئے انعام کا اعلان ہے ۲۹ جون ۱۵۸۱ء کیا گیا تھا اپنے تاج کی واپسی کے لئے امداد حاصل کرنے کی غرض سے شاہی درباروں میں گھومتا رہا۔

جون ۱۵۸۲ء میں وہ اپنی سامعی میں کامیاب ہوا اور ایک فرانسیسی بڑے کی مدد سے اذورس کو روانہ ہوا لیکن سانٹا کرز کے ڈیوک نے اس بڑے کو منتشر کر دیا۔ اس بدقسمت مدعی تخت و تاج نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ انگلستان کے ایک گوشہ عافیت میں بسر کیا۔ فلپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوا۔ اور پرتگال کو کچھ مدت کے لئے اسپین سے ملا دیا گیا تھا لیکن پرتگال میں اسپینیوں کو کبھی نہیں پسند کیا گیا۔ فلپ کی تاج پوشی کے موقع پر جو ہولناک مظالم ڈھائے گئے تھے ان کی ناخوشی نفرت میں تبدیل ہو گئی۔ بہت زیادہ عرصہ گزرنے نہ پایا تھا کہ پرتگال نے اس قابل نفرت حکومت کا چاڑھ اپنی گردن سے اتار پھینک دیا اور ہمیشہ کے لئے اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔

## ۶۔ فلپ دوم کی داخلی حکومت

اگرچہ فلپ دوم کی حکومت علما استبدادی حکومت تھی لیکن یہ فرض کرنا غلط ہو گا کہ اس پر کوئی دستوری قیود عائد نہیں کئے گئے تھے یا اگر عائد کئے گئے تھے تو بے اثر تھے۔ اسلئے اور انا گال کی پارلیمنٹیں بدستور قائم رہیں۔ حتیٰ کہ تختانی صوبوں کے قدیم مجالس برخواست حکومت استبدادی تھی تاہم اسپین اور اس کے تختانی علاقوں میں دستوری اوضاع قائم رہے (Cortes) کو مسائل پر غور و خوض



کرنے اور پھر ان پر کاربند ہونے کے اقتدارات برائے نام باقی رہ گئے تھے۔ اس کے مطالبے کے بغیر کوئی قانون آئینی طور پر جاری نہیں ہو سکتا تھا اور کوئی معمول بغیر اس کی منظوری کے عائد نہیں کیا جاسکتا تھا۔ پھر بھی اگرچہ فلیپ پارلیمنٹ اکثر طلب کیا کرتا تھا اور اس کے مباحثوں میں مداخلت سے احتراز کیا کرتا۔ اور پارلیمنٹ کے معروضات کی سماعت کرتا تھا۔ لیکن ہمیشہ ان کو اس بنا پر نظر انداز بھی کر جاتا تھا کہ ان کو منظور کرنا خلاف مصلحت سمجھا اور اگر کسی موقع پر اسی امر کی ضرورت پیش آتی تھی تو شاہی فرامین نافذ ہوتے تھے اور پارلیمنٹ کی منظوری کا انتظار کئے بغیر جدید محاصل عائد کر دئے جاتے تھے۔

اراکان اور اس کے تحتانی علاقے ویشا اور کٹولیا کے آئینی حقوق اس سب سے بھی زیادہ وسیع تھے۔ پارلیمنٹ (Cortes) ہر رکن شکایتوں کی یادداشت پیش کر سکتا تھا تا وقتیکہ ان شکایات کو رفع نہ کیا جائے پارلیمنٹ برخاست نہیں ہو سکتی تھی اور مجلس کی متفقہ رائے کے بغیر نہ کوئی قانون منظور کیا جاتا اور نہ کوئی محصول ہی عائد کیا جاتا تھا۔ شاہی عدالتیں جسٹیز (Justicia) کی عدالت کے تحت ہوتی تھیں اور جو شخص اراکان کے درمیان پر قدم رکھتا وہ اس جسٹیز میں اپیل دائر کر سکتا تھا اس پر یہ لازم نہیں تھا کہ شاہی عدالتوں میں چارہ جوی کرے۔ غیر فلیکوں کو اراکان میں کوئی خدمت نہیں ملتی تھی۔ اگرچہ یہاں بھی مذہبی عدالتیں (Inquisition) قائم ہوئی تھیں لیکن مستقل اسکی مخالفت کی جاتی تھی۔ ۱۵۹۱ء میں اس کا سرکٹیری انٹونیو پیراز (Antonio peraz) چھپ کر اراکان چلا گیا اور جسٹیز اسے انصاف کا طالب ہوا اور دیکھو صفحہ ۴۷۲ تا ۴۷۴) اس کا نتیجہ ہوا کہ فلیپ اس کے اختیارات سے علانیہ برسرِ پیکار ہو گیا۔ اس بہانے سے کہ پیراز نے ابھی ابھی جو معذرت نامہ شائع کیا ہے اس میں وہ کلمات کفر کا مرتکب ہوا ہے اراکان کے حکام عدالت مذہبی کے مطالبے پر اس کو اپنے خاص مجلس میں منتقل کر دیا گیا۔

ساراگو سا کی شورش | ساراگو سا کے شہریوں نے اپنے، فیوروز (fueros) کے

عدم احترام کے باعث چراغ پا ہو کر فوراً شورش برپا کر دی۔ قیدی کی جوائگی کی بنا پر جسٹیز پر دھاوا کیا اور اسی میں شاہی نمائندہ

المنار کا امیر مارا گیا مذہبی عدالت کے حکام نے اپنی جانوں کے خوف سے قیدی کو الجھیر یا، یا جسٹیز کے مجلس کو واپس کر دیا۔ چار مہینوں کے بعد حکام عدالت نے پھر

کوشش کی، ستمبر ۱۵۹۱ء، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شورش ازسرفر پامو گئی، اور اب کے اس کی تائید جیٹز نے کی جو ابھی مقرر ہوا تھا۔ لہذا فلپ نے حکم دیا کہ فوراً ایک لشکر روانہ کیا جائے (۲۴ اکتوبر) شورشوں کے پاس فوج نہیں تھی اور نہ ان میں کوئی مختصم تھی اور سب سے بعض شورش پسند مزارعین کے جنھوں نے لوٹ مار شروع کر دی تھی انھیں کوئی امداد نہیں ملی۔ لہذا شاہی لشکر کی مزاحمت نہیں کی گئی۔ اور جب یہ لشکر ۱۲ نومبر ۱۵۹۱ء کو ساراگو سا پہنچا تو اس شہر نے خفیہ ترین مزاحمت کے بغیر اطاعت قبول کر لی اگرچہ فلپ نے معافی نامہ شائع کیا لیکن ان تمام سربراہان اور وہ لوگوں کو جنھوں نے اس میں حصہ لیا سختی سے پکڑا اور فوجیوں کو بھی اس قانون کی خلاف ورزی کر کے پھانسی دی گئی کہ اس کو کوشش کے حکم کے بغیر قیام نہیں کیا جاسکتا اس کے بعد کوشش نے ایک اجلاس منعقد کیا۔ اس ارکان کے حقوق و اختیارات میں مداخلت

نے کی اور اس کے امتیازی حقوق میں ذیل کی مداخلت پر رضامندی کا اظہار کیا گیا۔ بادشاہ اجنبیوں کو اپنے دیسارے کی حیثیت سے نامزد کر سکتا ہے، شکایات پیش کرنے کے لئے ایک معینہ مدت مقرر ہو، سوائے ٹیکسوں کی رائے دی کے کسی کارروائی کی تیغ کا حق کسی رکن کو حاصل نہ ہو۔ اور تمام کارروائیاں ہر طبقے کی کثرت رائے سے طے ہوں۔ اس آخری رعایت نے شاہ کو علما، ان فیصلوں کا مالک بنا دیا کیونکہ اس کو اقتدار حاصل تھا کہ اپنے نامزدگان کو طلب کر کے ہر ریاست کے نائبین کی تعداد میں اضافہ کرے۔ آخر الامر جیٹز اس کے نائبین کے انتخاب کے لئے ایک سچیدہ نظام قائم کیا گیا جس نے نامزدگی کے حقوق کو علما، شاہ کے ہاتھ میں دے دیا اور ان نائبین کو شاہی ارادے کا غلام بنا دیا گیا۔ اس طرح ارکان کے کورٹس اور جیٹز کی خود مختاری کا خاتمہ ہوا۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ کسٹل کی طرح اس ملک پر بھاری محاصل عائد نہیں کئے گئے لیکن یہ بھی کسٹل کی طرح دستور آزادی کا ایک جسم مردہ باقی رہ گیا تھا اور اصلی روح اس سے پرہیز کر گئی تھی۔

فلپ نے بالکل اسی مسلک کو لیکن ذرا زیادہ مبالغہ آمیز صورت میں سسلی، نیپلز اور میلان میں اختیار کیا۔ مرکزی عدالت ہائے عدل اور امور انتظامی اپنے نامزدوں کے ہاتھ میں

آ جانے سے مطمئن ہو کر فلیپ نے قدیم مجالس کو جاگیر کی اور بلدیاتی حقوق اختیار کرنے کی اجازت دے دی۔ بقیہ امور میں ویسٹ رائے شاہی اقتدار کو قائم رکھنا تھا۔ جماعتی اور مقامی رشک و حسد سے فائدہ اٹھانا تھا۔

سلسلی و میبلان

امرا کو شہر دار (burgher) اور فرارین سے لڑانا اور

عوام الناس کو پادریوں سے بھڑکانا تھا۔ اس لیے تمام خرابیاں پھر پیدا کر دیں لیکن ایک شکر تیار کر رکھا تھا جو زیادہ تر اسپینیوں پر مشتمل تھا اگر بددعا آخر اس سے چارہ جوئی کی جائے۔ اور اگر کسی موقع پر ویسٹ رائے عوام میں غیر مقبول بن جاتا تو سارا الزام اسی کے سر تھوپا جاتا اور اس کو علیحدہ کر دیا جاتا تھا۔ نیپلز میں ویسٹ رائے کے اقتدارات میں سب سے کم مداخلت کی جاتی تھی۔ لیکن یہاں انتہا درجہ کی خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ اور گراں ترین محاصل عائد کئے گئے تھے۔ طمان کی حفاظت شہر کے اختیاری حقوق اور صدر اسقف کے حقوق و عہدے کی مدد سے کی جاتی تھی۔ ان میں مشہور و معروف صدر اسقف کارسو بر دیو زیادہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے۔ سلسلی میں جاگیر داری حقوق اور مینا اور پالمو وغیرہ جیسے شہروں کے بلدیاتی اختیارات اس قدر قوی تھے کہ ان کو پوری طرح بے بس کر دینا ناممکن تھا۔

ایسے نظام حکومت کے تحت یہ لازمی امر تھا کہ تمام اقتدارات بادشاہ اور اُن مرکزی مجالس کو حاصل رہیں جن کے ماتحت سلطنت کے مختلف حصص کے انتظامی اور عدالتی نظام تھے۔ ان کی تعداد کوئی گیارہ تھی لیکن مندرجہ ذیل تین مجالس کو سب سے

۱۔ دوسرے حسب ذیل تھے۔

(۱) ہاؤس آف برائے نظم و نسق، ناگزاردی اور اس سے متعلقہ مقدمات کی تحقیقات کے لئے۔  
(۲) کونسل آف دی آرڈر آف جوسٹس آف کلاڈا، اسکاٹ لینڈ فوجی بادریوں کے نظم و نسق کے لئے قائم تھی۔

(۳) کیمبرج، جو ابتدائی کونسل آف کیٹھیل کا ایک صوبہ تھا، من بعد عملاً ایک جڈا کڈ کونسل بن گئی۔

(۴) مجلس جنگ۔

۱۸۶۵ء - کونسل ہائے اراکان، اٹلی، فلیٹڈس، وینٹنٹال۔ پرنٹنٹال کی کونسل اس ملک کی

## مرکزی مجالس

زیادہ اہمیت حاصل تھی۔ کونسل اسٹیٹ، کونسل کیسٹیل، اور کونسل عدالت مذہبی۔ کونسل عدالت مذہبی کا بیان اور آج کا ہے (صفحہ ۱۰)۔ کونسل اسٹیٹ زیادہ تر امور خارجہ تک محدود تھی لیکن چونکہ فلپ کیسٹیل کو اپنی سلطنت سمجھنا سمجھنا اس لئے یہ قدرتی بات تھی کہ کیسٹیل کی کونسل کو سب سے زیادہ اہمیت دی جاتی تھی اس کے وظائف زیادہ تر عدالتی تھے۔ اس میں ماتحت عدالتوں کے مرا فعوں کی سماعت ہوتی تھی اور فلپ دوم کے عہد میں وہ زیادہ تر قانونی دیکھا پر مشتمل تھی لیکن اس کو دوسرے اقتدارات بھی حاصل تھے، وہ کلیسا پر نگرانی قائم رکھتی تھی، قوانین وضع کرتی تھی، اور عموماً تمام ریاستی امور میں اس سے مشورہ کیا جاتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ امور داخلہ کی کونسل اسٹیٹ بن گئی۔ ان کونسلوں کے ارکان کی نامزدگی بالکل بادشاہ کے ہاتھ میں تھی۔ باستثناء کونسل اسٹیٹ دیگر تمام مجالس پادریوں اور معززین پر مشتمل ہوتی تھیں لیکن امراء کو شاذ و نادر نشست ملتی تھی۔

کسٹیل کی کارٹیز سے خارج کر دیے جانے اور ارکان مجلس میں محدود نمائندگی ملنے کی وجہ سے اسپین کے امراء نے اپنے وطن کے سیاسی معاملات میں بہت ٹھوڑا حصہ لیا۔ وہ بھاری حاصل وصول کرتے تھے، انھیں ٹیکس سے مستثنیٰ کر دیا گیا تھا، شاہی گھرانے سیاسی اقتدار سے امراء کی بیدخلی خارجی مابک میں شاہی افواج اور بیرونی کی قیادت انھیں کو دی جاتی تھی، سفیر نائے جاتے تھے، اور خود مختار ریاستوں اور مستعمرات میں ویسراے مقرر کئے جاتے تھے، اور بجز خاص موقعوں کے مثلاً جب اسپینی بیوروں نے بغاوت کر دی تھی، سوائے بیرونی خدمات کے وہ اپنے ملک میں میدان جنگ میں نادر اوقات ہی میں اتر آتے تھے۔ جو وقت دربار شاہی میں نہیں گزرتا تھا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ فتح کے بعد قائم کی گئی تھی، فلینڈرس کی کونسل کی اہمیت بہت جلد گھٹ گئی۔

(۹) کونسل آف انڈیز براے نظم و نسق عامہ انڈیز براے تحقیقات مقدمہ ہائے دیوانی و مذہبی

منعلق انڈیز۔

۱۰ (۱) صرف آٹھ بڑے امراء (Grandees) اس میں نشستوں کا دعویٰ کر سکتے تھے میدان گوزبا کتر درجہ کے امراء میں صرف وہی شریک ہوتے تھے جن کو بادشاہ منتخب کرتا تھا۔

وہ اکثر اپنے وسیع علاقوں میں گزرا جاتا تھا جہاں محدود پیمانے پر شاہی دربار کی شان و شوکت اور آداب مجلس کی نقل اُتاری جاتی تھی۔ اس طرح غرور آمیز تنہائوں میں بسر کرنے اور اعلیٰ دولت لیکن ادنیٰ اقتدار کی وجہ سے ادنیٰ طبقات سے شادی بیاہ کا رشتہ جوڑنے سے انکار کر دیتے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اٹھارہویں صدی کے امرائے فرانس کی طرح وہ بھی بدل گئے، نسل بگڑ گئی اور ان کی جماعت ناکارہ ہو گئی۔

یہ مجالس جن کا انحصار شاہی مرضی پر تھا اس تشنگ آقا کے متعلق ملازمین سے اکثر بے وفائی جاتی تھیں۔ جن کو وہ جب چاہتا تھا کہ دیتا بشرطیکہ یہ مجالس دھیساکہ بعض اوقات پیش آیا، بادشاہ کے اطراف سازشات کا جال نہ پھیلا دیتیں جس میں وہ کم انکم تھوڑے عرصے کے لئے پھنس جاتا تھا۔ گوکہ فلیپ اکثر ارکان کو نسل سے مشورہ کیا کرتا تھا لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ اپنے باپ کی اس ہدایت پر بھی کاربند تھا کہ اپنی ذات کے سوا کسی پر اعتماد نہ کیا جائے، وہ مجالس کے اکثر اجلاس میں شرکت نہیں کرتا تھا۔ بعض وقت مراسلات کو کونسل میں پیش کرنے سے پیشتر ہی ان میں تغیر و تبدل کر دیتا تھا، عموماً ارکان کے خیالات کو ایک کمیٹی کے توسط سے معلوم کرتا تھا۔ اور بسا اوقات ایک تجربہ یورپرٹ طلب کرتا تھا جس کو وہ اپنے خانگی کابینے میں لے جاتا اور ان پر تنقیدی حاشیہ چڑھایا جاتا۔ وہ اپنے اس مخبرہ دعوے کے بموجب کہ کاغذ کے ایک پرزہ کے ذریعہ وہ دونوں گروں پر فرمانروائی کرتا ہے۔ اپنی مینبر گھنٹوں بیٹھا رہتا بعض وقت کوئی سکریٹری اس کی مدد کرتا اور بعض وقت اس کی عزیز بیٹی ازابلا (Isabela) مگر اکثر تنہا ہوتا تھا۔ ریاست کے کاغذات مینبر پھیلادیتا تھا اور ایک فشی کے شخف و دبستگی سے ان کے خلاصے اس پر خطی سے لکھتا تھا اور عموماً ایسی فروگزاشتیں کر جاتا تھا کہ ایک مدرسے کا لڑکا بھی دیکھ کر شرمایا جائے۔ ان حالات میں کسی فرد کا اقتدار اس کے اور اس کے خاص دوستوں کے شخصی اثرات پر منحصر تھا۔ اگرچہ فلیپ نے اپنے وزرا کو اس وقت تک بہت کچھ آزادی بخش رکھی تھی جب تک کہ ان پر اعتماد تھا، لیکن اس کے دل میں شکوک پیدا کرنا نہایت آسان تھا۔ وہ ایک وزیر کے خلاف دوسرے کو آڑ کا دینا تھا۔ دوسرے سے کام لیتا تھا، دوسروں کی نسبت ہر فرد کی رائے علیحدگی میں سناتا تھا اور خود ان افراد کی نسبت کبھی اپنے خفیہ مخبروں سے جاسوسی کا کام اس طرح

یا کرتا تھا جس طرح کہ خارجی علاقوں کے ملازمین کی بابت لیا کرتا تھا۔ اور اگر کسی وزیر یا دبیر سے متعلق اس کے شکوک و شبہات ہو جاتے تو ان کی بربادی کے لئے زیادہ عرصہ نہیں گنتا تھا۔

جن وزراء پر اس کو اعتماد تھا ان میں حسب ذیل قابل ذکر ہیں۔ ابتدائی حکومت صدر وزراء میں اس کو تین وزراء پر سب سے زیادہ اعتماد تھا، آلو اکا ڈپوک بولی کاریس، ری گو مز ڈی سلوا (Ruy Gomez de Silva) اور

اسپینوزا۔ آلو اکا ڈپوک چارلس کا مستند علیہ مشیر تھا۔ اور اس نے جنگی خدمات بھی انجام دی تھیں۔ چنانچہ اس نے اپنے بیٹے سے سفارش بھی کی تھی کہ یہ قابل ترین دبیر اور اپنے ملک آلو اکا ڈپوک کا بہترین سپاہی ہے، آلو اکا ڈپوک نے اس کی یہ بات قبول کر لی۔ اس کے والد کا علیہ پر اور اس کے ہر پہلو پر باعتماد تمام غور کر لیا

کرتا تھا۔ اور شاہی عزائم کو عملی جامہ پہنانے میں وہ مستند تھا اور بادشاہ کا ندیم خاص تھا۔ وہ شاہی خاندان کا صدر خانساں بھی تھا (Grand Steward) اور کونسل اسٹیٹ کا رکن بھی۔ ابتدائی چند سالوں میں اس کا بہت اثر رہا لیکن گو مز ڈی اولی سے اس کا حریف بنا ہوا تھا۔ یہ امیر یہ نکال کے خاندان خود سے تھا۔ جو کٹائل میں تو ملن پذیر ہو گیا تھا اور شہنشاہی خاص برہنہ کی حیثیت سے قلب کی شہزادی کے زمانے میں اس کا گہرا دوست بن گیا تھا۔ اس طرح ایک مرتبہ غلبہ و اقتدار حاصل کرنے کے بعد ری گو مز ریکس بولی

اور مروت نے اس کو مقبول عام بنا دیا تھا۔ بولی کی شہزادی آنا منڈوزا (جو کافی پونے کے باوجود حاضر جوابی اور حسن میں مشہور تھی) کے ساتھ شادی کرنے

کے بعد اس کو رئیس بولی کونسل اسٹیٹ کا رکن اور فٹ جنٹلمن آف دی بڈ چیمبر (First Gentleman of the bed Chamber) کے مراتب جلیا دیے گئے۔ یہ عہدہ اس کا سب سے زیادہ

ہونے کی وجہ سے وہ لیبرستان میں دفاعی سلک (Repression Policy) کا جواوا کا منظور شدہ تھا مخالف تھا۔ اس مسئلے میں آلو اکا مشورہ قائم رہا، لیکن اپنے من کردہ مسلک کو بروئے عمل لانے کے لئے اس کا رد کیا ہوا تھا کہ اس کے اثر میں زوال آگیا بادشاہ غالباً اس کے پر عونت طرز سے برا فروخت ہونے لگا تھا۔ پھر سال سلطنت

کے معاملات میں ڈیوک کا اہم حصہ لینا اب سے سوقوف ہو گیا۔ اور ابولی کے رئیس کا اثر و نفوذ بڑھتا گیا اس کی ستمی اور (اگر ہم بعض روایات کو تسلیم کریں تو) اس کی بیوی کی جانب سے بادشاہ کی خاطر داریوں کے باعث مرنے تک (جولائی ۱۵۶۸ء) اس کا اثر برافہام رہا۔ فلپ کے ابتدائی دور حکومت میں تیسری قابل ذکر شخصیت ڈیوگڈی اسپینوزا کی بی بی **کارولین اسپینوزا** | جس نے غیر معمولی حوصلہ کارگزاری اور ذاتی قابلیت کی بدولت بادشاہ کو اپنی طرف متوجہ کر لیا تھا۔ وہ کینٹیل اور انڈیز کی کونسل ٹیٹ کا صدر اور پھر اس کے بعد صدر حاکم عدالت مذہبی کونسل ٹیٹ کا رکن، انگوٹکا کا اسقف اور آخر میں کارولین بنادیا گیا۔ لیکن اس تیز رفتاری ترقی نے اسے اس قدر بخت پرور اور مغرور بنا دیا تھا کہ اس کی وجہ سے اس کے آقا کے دل میں نفرت پیدا ہو گئی۔ ایک روز بادشاہ نے بھری مجلس میں اس کی کسی بات کو جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کی جس کا اثر اس پر اتنا ہوا کہ وہ خجالت و مذمت سے صاحبِ فرس ہو گیا اور اسی صدمے سے ستمبر ۱۵۶۷ء میں مر گیا۔

جولائی ۱۵۶۳ء میں ریگو مرنے کے انتقال کے بعد اس کے مسک کو ملک کے مال سالار **بارکونس ڈی لاس ویلز** اور **انٹونیو پیرز** نے جاری رکھا۔ آخر الذکر کی تاریخ و ذرا کے **انٹونیو پیرز** ساتھ فلپ کے سلوک کے اس قدر مناسب حال ہے کہ اس پر ذرا گہری نظر ڈالنے کی ضرورت ہے۔ انٹونیو پیرز جو سپینوڈا کے صدر

شہاس (Arch deacon) گونز یو پیرز (چارلس غنیم اور پھر اس کے بیٹے کے ایک وزیر سلطنت) کا ناجائز بیٹا تھا رئیس ابولی کے نقش قدم پر چلنے لگا اور ۱۵۶۶ء میں اپنے باپ کے انتقال کے بعد چند خدمات میں اس کا جانشین بن گیا اور اپنے سرپرست رئیس ابولی کے انتقال پر اس کی جگہ لی اور اس کا مسک جاری رکھا جس میں اس کی بیوہ کی زبردست مشورت بھی شامل تھی۔ بادشاہ کی خدمت میں کورائز تقلید کرتے ہوئے اور اس نوعیت کی جاسوسی میں مہارت تامہ حاصل ہونے سے جس کا فلپ مشتاق تھا وہ لوگوں کے

لے نیدرستان سے آواکی واپسی کے بعد اس کے بیٹے کی شادی کے معاملات میں اس کے اور بادشاہ کے مابین جھگڑا رونما ہو گیا اور اس کو بمقام اوزداد انتہائی میں زندگی بسر کرنے کا حکم دیا گیا (۱۵۶۸ء)۔ وہ وہاں اس وقت تک مقیم رہا جب تک کہ ۱۵۷۱ء میں فتح پرنسنگل کے لئے اس کی خدمات درکار نہیں ہوئیں۔ اس کا انتقال ۱۵۷۵ء میں ہوا

دلوں میں اعتماد پیدا کرتا اور ان کی راز کی باتوں کو معلوم کرنے کی جستجو میں لگا رہتا تھا۔ تاکہ اپنے آقا کو مطلع کر دے۔ اور اپنے آقا کی خدمت کے لئے کسی ذلت یا خواری سے کتراتا یا جھگڑتا نہیں تھا۔ پیرز کے ان مذہب اور قابلِ خفارت افعال میں سے اس کا وہ سلوک جو اس نے ڈان جان کے ساتھ روا رکھا ایک درختاں مثال ہے۔ ہم آگے چل کر بتلائیں گے (صفحہ ۲۰) کہ وہ پیرز ہی تھا جس نے اپنے تیلے بھائی کے لئے قلب کی بدھنی کی آبیاری کی۔ اور ڈان جان کی زبان سے بے تامل و شتاب کارانہ کلمات نکلوانے میں اس کے سکرٹری اسکو پڑتے تھے۔ اور اس کا واحد مقصد ہی تھا کہ ان کو بادشاہ کے گوش گزار کیا جائے، اور آخر کار یہی وہ شخص تھا جس نے اس بدقسمت سکرٹری کے قتل کے حکم کی تعمیل کروائی۔ لیکن اسی شجاعت سے اس سکون اس سے دور ہو گیا۔ کونسل میں اس کے دشمنوں نے اس خبر کو تقویت پہنچائی کہ وہی اسکو پڑ کا قاتل تھا اور بادشاہ سے بدست تمام داد و خواہی کی گئی۔ قلب نے شروع میں اپنے آلہ کار یا شہر یک جرم کی حمایت کرنے کی کوشش کی لیکن یک بیک اپنا خیال بدل دیا اور اس کو اور بولی کی والیہ کو گرفتار کر لیا۔ ۲۷ جولائی ۱۵۵۹ء اس عجیب نیزہ مرزغل کی توفیق اب تک اس پر اسرارِ عہد حکومت کا ایک راز ہے۔ عوام کی یہ رائے کہ اس کا باعث بادشاہ کی بخشش اور ناخوشی ہے جو اس وجہ سے خفا ہو گیا تھا کہ بولی کی بیوہ والیہ نے آفا کی ہم آغوشی پر اس کے وزیر کو ترجیح دی زیادہ اغلب نہیں ہے۔ فیصدِ موبہوم خیال آرائیوں پر مبنی ہے اور اس کی تائید میں کوئی قطعی شہادت نہیں ملتی۔ یہ والیہ مالِ خوردہ اور دس بچوں کی ماں تھی، پیرز کی بیوی ہمیشہ اپنے شوہر کی حمایت کرتی رہی، اور نہ یہ باور کرنا آسان ہے کہ قلب کا متعین گناہ فری ڈیوڈ کی چاؤس اس معاملے میں اتنی سرگرمی سے حصہ لیتا اگر اسکو پڑ کا قاتل ایسی شرمناک نوعیت کا ہوتا۔ اس امر میں زیادہ امکان پایا جاتا ہے کہ قلب کو پختہ یقین ہو گیا تھا کہ اسکو پڑ کے معاملے میں پیرز اور والیہ بولی نے دھوکا دیا، اور غالباً انہوں نے اپنے حریف سے نجات حاصل کرنے کے ارادے سے افترا پر دازی کر کے اس کی موت کا سامان ہیا کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کا طرز عمل اس خیال کی تائید کرتا ہے اسکو پڑ کے قتل اور ڈان جان کے ساتھ ناروا سلوک پر بدنامی کے خوف سے وہ ابتداً بظاہر پیرز کو معافی دینے بلکہ اس کو اپنی خدمت پر واپس بلانے کی طرف راجع تھا۔ اور نومبر ۱۵۵۸ء سے پیشتر اپنے متعین گناہ کے اصرار



سے سخت تر راہ عمل اختیار کرنے کا غم نہیں کیا تھا۔ اس وقت سے ان معاملات نے بادشاہ اور پیرز کے مابین شخصی تنازع کی صورت اختیار کر لی۔ یہ قابل تحقیر معاملہ بائیس سال تک چلتا رہا اور فلپ اس دوران میں اپنے وزیر کے ظلمات میواؤ فراہم کرنا رہا۔ ان کے بعد (۲۳ جنوری ۱۵۸۵ء کو) اس کو جرمانہ اور دو سال کی قید کی سزا دی گئی اور اس مدت کے بعد آٹھ سال کے لئے خارج الملک کر دیا گیا۔ اس آئین میں ان تمام خطوط و کاغذات کو حاصل کرنے کی کوشش کی گئی جن سے الزام ثابت ہوتا تھا۔ پیرز کی عورت نے ان کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کا راز ان کے آغاز کے بعد چھپا دیا تھا، لیکن اپنے شوہر کی قید کے بعد جتنی کہ اپنے شوہر کے پاس سے اجازت وصول ہوئے نہ بھی اس سے ان کو حوالہ کر دیا۔ اس کے بعد وہ اسی دوران میں پیرز اپنے اس مصلحت سے جہاں اس کو نظر بند کر دیا گیا تھا راہ فرار اختیار کر کے میں کامیاب ہوا اور ایک مقدس جگہ پناہ میں جا پہنچا لیکن اس مقدس مقام کی بے احترامی کر کے پیرز کو دوبارہ پکڑا گیا اور سخت اذیت پہنچائی گئی۔ بائیس مئی ۱۵۸۵ء کو اپنی عورت کے ہوسٹس میں تکلیف دہندوں کے ہاتھ سے بھیج دیا اور انکان کی راہ لی۔

جہاں کے واقعات ہم اور بیان کر چکے ہیں (صفحہ ۱۰۸) اس سلطنت میں شورش فرد ہونے کے بعد وہ پھر فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا اور اس دفعہ فرانس جا پہنچا۔ فلپ نے بھی اور زیادہ عرصہ کے ساتھ اس کا تعاقب شروع کر دیا اور اس کے قتل کے لئے خفیہ طور پر چند آدمیوں کو مقرر کیا۔ نیز اس نے باؤ کی ایک عورت کی مدد سے اسے جال میں پھنسانے کی کوشش کی لیکن یہ تمام کوششیں رائگاں گئیں۔ پیرز اس کے بعد انگلستان چلا گیا جہاں اس نے ایلیزبتھ کو ایک ہم کید زندان کرنے کے لئے آمادہ کیا۔ بالآخر فلپ کا انتقال ہو گیا اور پیرز نے اس کے بیٹے فلپ سوم سے اس بنا پر صلح کرنے کی کوشش کی کہ جن ممالک میں اس نے پناہ لی تھی وہاں کے حکمرانوں کا انکشاف کر دے گا۔ فلپ نے اسی دوران میں اپنے شکار سے واپس ہو کر ارجنٹینا کی والدہ اور سکرٹری کی بہادر عورت سے انتقام لیا۔ اولیٰ الذکر کے ساتھ زیادہ سخت برتاؤ ہونے لگا اور یہ شہزادی ان سختیوں کو اٹھارہ مہینے جھیلنے کے بعد انتقال کر گئی (فروری ۱۵۹۲ء)۔ اور دوسری عورت کو اس کے بچوں کے ساتھ زندی بھر مقید رکھا گیا۔

۱۵۷۹ء میں سرز کے زوال کے بعد ریگوفر کی جماعت نے شاہی کونسلوں میں اپنا اثر کھو دیا۔ ان کی جگہ گریٹیویلا، ڈان جان ڈی آئیڈیلز اور کرسٹوفر ڈی مورالے لے لی۔ ان میں سے کارڈنیل گریٹیویلا جو چارلس پنجم کے چانسلر کا بیٹا اور فرینچ کونسل کا باشندہ تھا قبل ازیں فلینڈرس کے "کونسلر" کے رکن کی حیثیت سے قلب کی خدمت کر چکا تھا۔ ۱۵۷۹ء میں تبدیل وزرا اور پیرز کے زوال کے بعد تبدیل مسلک ۱۵۷۹ء کا رڈنیل گریٹیویلا ۱۵۷۹ء

دیویراے بارہا جہاں اس نے اس جمیٹ کے قیام سے شہرت حاصل کی جو جنگ لیپانٹو کا باعث ہوئی تھی (دیکھو صفحہ ۳۵۹) اب کپیسٹیل کی مجلس کا صدر مقرر ہوا۔ چارلس پنجم کے ایک وزیر سلطنت کا بیٹا ایڈیاگز جو پرتگالی تھا سگریٹی کی بحیثیت سے پیرز کا نائبین ہوا۔ اور ایک اور پرتگالی مورال (Moural) مجلس مالیات کا رکن ایڈیاگز اور کرسٹوفر ڈی مورال (دیکھو صفحہ ۳۵۹) اس تبدیل وزارت نے بادشاہ

کے ملک میں کامل انقلاب پیدا کر دیا۔ قلب اس وقت تک یورپ میں پرسکون اور صلح جولانہ مسلک پر کاربند رہا، لیکن اب سے اس نے فرانس اور انگلستان کا مانگ بننے کے لئے وہ جدوجہد شروع کی جو بالآخر اسی کی کامل تباہی کا موجب ہوئی۔ گریٹیویلا نے بہت جلد محسوس کر لیا کہ اس کے رفقاء کار اس کو اپنی جگہ اسے اکیڑ کر آپ داخل ہو رہے ہیں اور اس کے انتقال (۲۲ ستمبر ۱۵۸۶ء) پر ایڈیاگز اور مورال کو نٹ دی چین باشندہ اراکان کے ساتھ ایک اتحاد دشمنانہ معروف "ڈیمانٹ جٹا" قائم کیا جس کے روبرو ڈیمانٹ جٹا ہر صیغہ کے تمام اہم معاملات پیش ہوتے تھے۔ اس جٹا کی حکومت کے تحت

جو اختتام فرمانروائی تک برقرار رہی نظم و نسق میں روز بروز خرابی بڑھتی گئی۔ زیر دست حکام میں خانہ جنگی عام ہو گئی اور بادشاہ کی روز افزوں خرابی صحت کے ساتھ ساتھ اس کی بے استقلالی اور تاخیر و التواء کی عادت میں ترقی ہوتی گئی۔

اگر ہم قلب کے شمعین گناہ کو نظر انداز کر دیں تو ان اثرات کے قابل نہیں ہو سکیں گے جو قلب کو گھیرے ہوئے تھے یہ دو ڈائینسکی درویش تھے جن میں سے فریج برنارڈو ٹومی فرسینڈ کا زمانہ ۱۵۷۷ء تک رہا اور اس تاریخ سے ۱۵۹۰ء تک

فری ڈی چاوس مقرر ہوا۔ ان دونوں اشخاص نے سپول نظم و نسق میں خدمت حاصل کر کے مستعید گناہ کی حیثیت کو تقویت بخشی۔ اول الذکر (جسیم اسقف سیوتکا) جس کو سپول کا گمانتہ سب سے بڑے وزراء میں شامل کرتا تھا۔ مجلس جنٹ کا ایک رکن اور "کروزاڈا" سے حاصل کردہ محاصل کا کسری جنرل، مقرر ہوا۔ دوسرا اس سے بھی زیادہ ذی اثر تھا ۱۵۸۸ء میں مجلس نظمیبہ کے رکن کی حیثیت سے نافرد ہونے کے بعد سے ہم ذی چاوس کو پیرز کے معاملات، اراگان کی شورش کے دفعیہ اور فتح پر نکال میں سب سے حصہ لیتے ہوئے پاتے ہیں۔ ازار گاہ گناہ میں سنی ہوئی راز کی باتوں کو وہ اپنے آقا کے گوش گزار کرنے میں کبھی لیس و پیش نہیں کرتا تھا اور اس حال نشاری کے صلے میں کبھی کبھی اطاعت گزاری کا طالب ہوتا تھا۔ اس طرح وہ ۱۵۹۱ء میں بادشاہ کو اس وقت تک عشاءے ربانی دینے سے انکار کرتا رہا جب تک کہ اس نے مجلس کیسٹیل کے صدر کے تقرر کے بارے میں اس کی خواہشات پر عمل نہیں کیا۔

اس مطلق العنان حکومت کے لئے صرف ایک چیز یعنی مقررہ فوج کی کمی تھی اور حتیٰ کہ اس کی بھی ابتداء ہو چکی تھی۔ اگرچہ فلپ کا باپ بھی ایک بڑا لشکر ہمیشہ تیار رکھتا تھا لیکن اس سے بیرونی ممالک میں خدمت لیجاتی تھی۔ اور وہ بیرون ملک بھی مقیم رہتا تھا۔ فوج کی ابتدا انتفا داخلی خدمات کے لئے چارلس شہروں کی فراہم شدہ افواج اور امراء اور ان کے حاضر باشوں کی جاگیری خدمات پر اعتماد کرتا تھا۔

ان پر اس نے کیسٹیل کا محاطی دستہ، مسلح سپاہیوں اور ان کے تبعین کی ایک قابل لحاظ جمیعت اور "لائٹ کیولری" کے بعض دستوں کا اضافہ کیا، جنھیں مستقل حیثیت بخشی گئی اور اندرون ملک متعین کیا گیا۔ اس وقت سے حکومت کے پاس ایک فوج ہو گئی تاکہ اس سے فنانکی مشکلات کو رفع کیا جاسکے۔ لیکن فلپ کی حکومت کو اندرون ممالک کے انتفا دیت سے تعبیر کیا جائے تو یہاں بھی ہمیشہ کی طرح اس کی مطلق العنان حکومت کی برائیاں

یہ ایک ایسی دفتری حکومت تھی جو خود اگرچہ بادشاہ کی قائم کردہ تھی لیکن بعض وقت اسی کی مالک بن بیٹھتی تھی، انتفا دمی حکومت کے برے نتائج کی اس سے زیادہ حیرت انگیز مثال شاید کہیں نہیں مل سکے گی، خصوصاً جبکہ

یہ حکومت اور فی اذہانت تنگ اور تنصبات خیالات، اور شکی مزاج اور اسی کے ساتھ ساتھ اقتدار کے زبردست شیدائی اور باوجود بے راہ روی کے ان تنگ اور پر استقلال سعی کرنے والے انسان کے ہاتھ میں آجائے۔ چارلس نے حقیقت مطلق العنان حکومت کی جو ایک حد تک کامیاب بھی رہی لیکن اس کا بیٹا صرف ایک بات یعنی خود انضباطی اور خاطر جمعی (Self Control) میں اپنے باپ سے مشابہ تھا: چلی بری کی اطلاع پا کر اپنے جذبات کا اظہار نہیں کرتا تھا۔ اور جب کبھی کسی ناگوار واقعے کی خبر کی جاتی تھی تو اپنی ڈاڑھی کو زور سے پکڑ لیا کرتا تھا۔ بقیہ امور میں فلپ اپنے باپ کے جو ہر ذاتی سے بے بہرہ تھا اور ایک ایسے شخص کے حق میں اس نظام کے نتائج کن ثابت ہوئے۔ کم سے کم بظاہر اس کا ارادہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لیکن اس میں ضرورتاً تاخیر ہوتی تھی، اس کا یہ ارادہ اس بد قسمت دھوکے کے ساتھ مل کر کہ وقت اور وہ باہم کسی دو کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں، اس کو ہلاکت خیز التوا اور عدم استقلال کا جو گر بنادیا تھا جس نے اکثر اس کی عزیز ترین تجاویز کو برباد کر دیا۔ گو وہ اقتدار کا دلدادہ تھا لیکن قیادت دیر کردگی کی قوت اس میں ہمیشہ نہیں پائی جاتی تھی یہی وجہ تھی کہ وہ نہایت اضطراب کے ساتھ اپنے مشیروں کے آراء کا مشتاق ہوتا تھا۔ بلاشبہ وہ خیال کرتا تھا کہ آہستہ سے فیصلہ اس کے ہاتھ میں ہے تاہم حقیقت میں وہی شخص اس کی رہنمائی کرتا تھا جو سب سے زیادہ اس کی نظروں پر چمکا ہوتا تھا۔ ان حالات میں یہ لازمی تھا کہ سازش اور خرابی اس کے گرد جمع اور یہاں تک کہ اکثر ان کی مداخلت ناممکن ہو جائے اسی اثنا میں دفتری حکومت کے پست تر سطعات میں خرابیاں عجلت کے ساتھ بڑھنے لگیں یہاں تک کہ گر بنویلائے بھی اس امر کو تسلیم کر لیا۔

ہاں ہمہ چونکہ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ فلپ اس بات کا فیصلہ کر لیا کرتا تھا کہ کون کون سے اثرات اس کے قریب آنے پائیں جس کی بدولت وہ نظم و نسق میں ایک خاص ہیئت پیدا کر سکے لہذا اس کے مضامین کا اصل ذمہ دار اسی کو قرار دینا چاہئے ہم بتا چکے ہیں کہ امراء کی علیحدگی کے لئے کس طرح آبیاری کی گئی، کس طرح کلیسا پر فلپ کی مطلق العنان حکومت عدالت مذہبی کے ساتھ شامل ہو کر آزادی خیال کو دوبائی گئی اور کس طرح ایک تنگ دفتری حکومت کے نظام کی بدولت عوام سیاسی اقتدار کے جوہر سے محروم کر دیئے گئے۔

اس عہد کے تجارتی اور مالیاتی مسک کی بابت چند باتیں قابل ذکر رہ گئی ہیں اس زمانے میں یورپ میں یہ خیال جاگڑا تھا کہ سونا اور چاندی بہترین نوعیت کی دولت ہیں فلپ کا تجارتی اور اور کوئی ملک ان سے اس صورت میں فائدہ اٹھا سکتا تھا جب کہ ان دھاتوں کی درآمد درآمد سے زیادہ ہو جو ایک مذہنک مالیاتی مسک

جزئی صداقت کا حامل ہے یہ یاد رہے کہ سکے قرض اس کی غیر موجودگی ایک ملک کی مطلوبہ مقدار دھاتی سکے تجارت کے حجم کے اضافی اعتبار سے آج کل کے مقابلے میں زیادہ ہی ہو گی مزید برآں چونکہ قومی قرضہ جات ابھی تک عالم طفولیت میں تھے اور قومی قرضے سے کان نا آشنا تھے لہذا جنگ وغیرہ جیسی ناگہانی ضروریات اور نازک اوقات کے لئے ایک معمور خزانے کی ضرورت ہوتی تھی۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ان ممالک میں جو معدنیات سے بے نصیب تھے قیمتی دھاتوں کے حاصل کرنے کا واحد طریقہ یہی تھا کہ وہ ملکی صنایع کے سبب و لیے میں تجارت کے ذریعے حاصل کی جائیں۔ لہذا ان ممالک میں یہ اصول اس طرف مائل ہو گیا کہ بڑے بڑے صنعتی کاموں کی ہمت افزائی کی جائے نہ کہ ان میں تنگی اور رکاوٹ پیدا کی جائے۔ لیکن اسپین کی حالت جداگانہ تھی۔ نئی دنیا کی معدنیات کی بدولت وہ بیش قیمت دھاتوں سے مالا مال ہو رہا تھا، اسی وجہ سے وہ ممالک خارجہ کی درآمد کو روکنے بلکہ سونا چاندی کی درآمد کو ممنوع قرار دینے پر تیار ہوا تھا۔ یہ کوشش یہیں تک ختم نہیں ہوئی۔ ان معدنیات کی بدولت اور پر بھر دہ کر کے دشوار اور مشقت طلب لیکن کثیر مقدار میں تیار ہونے والے صنایع کے خلاف نوآبادیاتی اسپینیوں میں قومی منافرت کی حوصلہ افزائی کی گئی اور اسی طرح قومی کاہلی اور حسد میں اضافہ ہونے لگا۔ مزید برآں یہ معدنیات توقع سے برابر زرخیز نہیں ثابت ہوئیں اور فلپ بہت جلد آگاہ ہو گیا کہ سیکرینکو اور پیرو کی معروف زمانہ معدنیات کے مقابلے میں فلپینڈرس کے راجھ بے انتہا زیادہ دولت پیدا کر سکتے ہیں۔

تجارت سے متعلق مہل ضوابط اگرچہ یہ نئے نہیں تھے، تاہم کن نتائج کا باعث ہوئے۔ ارساں قیمت کے برقرار رکھنے کی ناکام کوشش میں غلے اور چوپاؤں اور خود اندرون ملک غلے کی تجارت ممنوع قرار دی گئی، بربری ساحل سے ہر قسم کی درآمد

سدود کر دی گئی۔ ان قیود اور اس سبیل کے اور قیود کا نتیجہ یہ ہوا کہ مصنوعہ اشیاء کی کاشت سدود ہو گئی اور تجارت اجنبیوں کے ہاتھ میں چلی گئی۔ ان میں سے اکثر تاجروں نے قرضوں کے معاوضے میں بادشاہ سے برآمد اشیاء کے اجارے حاصل کئے اور بیرونی اشیاء کی طلب نے اجنبیوں کو تجارت درآمد کا مالک بنا دیا۔ تمام آسائشی مال باہر سے آنے لگا اور ہم جانتے ہیں کہ نیدرستان کے باغیوں نے اسپین کے ساتھ ان اسلحہ کی صنعت بخش تجارت جاری رکھی تھی جو خود اسلحہ کی صنعت کے خلاف استعمال کیے جاتے تھے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ چھ میں پانچ حصے ملکی اور دس میں نو حصہ ہندی تجارت کے اجارہ دار غیر ملکی تھے۔ اس طرح اسپین و قدرۃ کوئی دو تہہ ملک نہیں تھا۔ صنعت و شکاری اور تجارت سے منہت نہیں ہو سکا اور افلاس زدہ ہی رہ گیا۔ فلپ کی جنگی ضروریات کے باعث بحاری محاصل اور شاہی دربار کے مصارف نے اس خرابی میں اور اضافہ کر دیا۔ ان محاصل سے خاص کر کیسٹائل اور نیپلز کو زیادہ زبردبار ہونا پڑا اور محاصل اس قدر قبیح اور نادرست طریقوں سے وصول کئے جاتے تھے کہ باوجود اس کے کہ رعایا کو شدید نقصان برداشت کرنا پڑتا تھا حکومت کو بہت کم رقم دستیاب ہوتی تھی۔

فلپ کی داخلی حکمت عملی کا عام نتیجہ یہ ہوا کہ اسپین اوصاف کے بدترین خصوصیات (نقص، جہالت، کاہلی، آوارام طلبی اور غرور و تکبر) کی ترقی میں اور آبیاری ہوئی اور اگرچہ اس کے آغاز عہد حکومت میں اسپین اوج کمال تک پہنچتا ہوا نظر آیا لیکن اس کے آخر میں زوال کے منازل سرعت کے ساتھ طے کرنے لگا۔ اب ہم فلپ کے نیدرستان اور مالک خارجہ کے مسلک کی طرف متوجہ ہوں گے، اور ان صوبہ جات کو دیگر سختی علاقوں کی حیثیت بخشنے کی غرض سے اس کی جدوجہد کی لاعاصلی اور انگلستان اور فرانس کو اپنی مستند حکومت کے تحت لانے کے وحشیانہ خیال کی شکست کے اسباب و علل دریافت کریں گے۔







تقابل مندر (۳۶۹)



# آٹھواں باب

## نیدرستان کی بغاوت

چارلس خیم کامسک پارما کے مارگریٹ کی ریجنسی (توہیت) ۱۵۵۹ء کی اسٹیٹس جنرل یعنی مجلس طبقات اور اس کی شکایات - گرنولاک کی علیحدگی - قانون سیگو و یا متحدین سینٹ ٹرانڈین - آلو - اگنٹ پرورنے اور مائینی قاتل - جنگل فقیروں کا قبضہ بریلی پر - فرانس کے ساتھ اتحاد - سینٹ بارتھلمیو - مانس کی تسخیر - دارم کا محاصرہ - ڈان ہاکیزنس - فرجی واقعات - بریڈاک کی کانفرنس - مائڈرگین کی مہات - اینڈورپ کا تخت - گینٹ میں قیام امن - ڈان حبان - قانون دوامی - آبرج ڈوک میٹیماس - گیلورس - پارما کا الکرٹڈر - آراس اور اوٹے کا اتحاد - انج کے ڈوک کو فرمازدائی چیں کی جاتی ہے - فرانس کا غیظ و غضب - آبرج قاتل - پارما کی کامیابیاں - فرمانروائی سے بہیزی ختم اور الزبتھ کا انکار - نیدرستان میں لیڈر بحری بیڑہ - اریس کی کامیابیاں - پارما کا انتقال - آبرج ڈوک ارنسٹ اور البرٹ - ۱۶۰۹ء کا التوائے جنگ - نیدرستان کی حالت -

نیدرستان کی شورش کو عموماً مذہبی جوہر و ظلم کے خلاف ایک عہدویے کی جانب سے مداخلت کی عظیم انسان مثال خیال کیا جاتا ہے - لیکن یہ بیان بعض ترمیمات کا محتاج ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ مذہبی عنصر نے بہت سے علاقوں میں جن میں زیادہ



نفا جہاں خصوصیت کے ساتھ ویسی صوبہ جات قابل ذکر ہیں اور ان علاقوں کے باشندے اپنی زندگی مابھی گیری اور بجری تجارت میں بسر کرتے یا اپنے ملک کو محلوں اور دھواؤں سے محفہ نامہ کھینے کی کوشش میں صرف کرتے تھے۔ ان معاشری اور سیاسی اختلافات کی جھلک ان کے ادارات میں بھی پائی جاتی ہے۔ ہر صوبے کی ایک مخصوص اور جداگانہ طرز کی حکومت ہوتی تھی اکثروں کو سادات کی رو سے بہت سے خاص مراعات حاصل تھیں۔ اور ایک صوبے کا باشندہ دستور و آئین کے بموجب دوسرے صوبے میں خدمت نہیں حاصل کر سکتا تھا۔

ایک زیادہ مرکزی نظام حکومت کے قیام اور ان غیر متجانس صوبوں کو ایک وحدت عظیمہ میں منسلک کرنے کی غرض سے برگنڈی کے ڈپوک نے جدوجہد شروع کی تو اس کی سختی کے ساتھ مزاحمت کی گئی۔ مزاحمین میں برابان اور فینڈرس کے شہری خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ صوبوں اور ان کے فرمانرواؤں کے مابین تعلقات اکثر نہایت کشیدہ ہو جاتے تھے۔ آج ڈپوک فلپ کے تئیں حکومت میں رہا ۱۵۶۲ء تا ۱۵۶۷ء اس کشمکش میں خفیہ ہوئی تھی، لیکن چارلس پنجم کی جانشینی کے بعد پھر اسلاک و مرکزیت کے مسلک کو اختیار کیا گیا۔ ۱۵۶۲ء میں ویسٹ فریز لینڈ، ۱۵۶۷ء میں گرونجن کی امیری، چارلس پنجم کا مسلک اور ۱۵۶۳ء میں گلڈرس کی ڈچی اور زلفن کا ضلع حاصل کر کے اس ملک کی سرحدوں میں توسیع کی گئی۔ عہد نامہ میڈرڈ (۱۵۲۶ء) کے رو سے آرتوا، فینڈرس اور ٹورنے فرانس کی ماتحتی سے آزاد ہو گئے، اور ۱۵۶۸ء میں چارلس نے اوٹرے کی اسقفی اور ادرسل کی امیری پر رافضی حکومت حاصل کی۔ ۱۵۶۹ء میں سارا نیدرستان برگنڈی حلقے میں شامل ہو گیا اور مجلس ملہ (Diet) اور شہنشاہی ایوان کی نسبت اپنی خود مختاری کو علی حالہ برقرار رکھا۔ چارلس اس کو ایک جداگانہ حکومت کے تحت وسطی سلطنت بنانا چاہتا تھا۔ یہ ایک ایسی پالیسی تھی جو بدقسمتی سے الٹ گئی، جب کہ ۱۵۵۵ء میں چارلس نے ان صوبہ جات کو اپنے بیٹے کے حوالے کر دیئے کا فیصلہ کر لیا تھا خاص ضروریات کی بنا پر شہنشاہ کو ملک سے غیر حاضر رہنا پڑا اس نے حکومت کی نگرانی دو آؤٹوں (گورنروں) (Covernesses) یعنی (اپنی چھوٹی سیواے کی مارگریٹ جو ۱۵۵۶ء سے ۱۵۶۰ء تک حکمران رہی اور ہمیشہ یعنی لوئی کی چھوٹی ہنگری کی امیری جو ۱۵۶۰ء سے ۱۵۵۵ء تک

کھمران ہی) کے ہاتھ میں چھوڑ دی تاہم مرکزیت کے مسلک پر سختی کے ساتھ عمل ہوتا رہا۔ ایک اسٹیٹ جنرل (مجلس طبقات) کو جو مذہبی علماء، امراء اور ہر صوبہ کے شہری نمائندوں پر مشتمل تھا طلب کیا گیا، گو اس کا اجلاس کامیاب نہیں ہوا۔ لہذا دوبارہ مسکین ایک مرکزی عدالت قائم کی گئی اور بذریعہ اعلان تمام صوبہ جاتی عدالتوں کو اس کا ماتحت گردانا گیا۔ نظم و نسق کا اختیار تین مجالس کے وائے کیا گیا۔ ایک مجلس خاصہ جس کے ذمے وزارت کو تواری و عدالت تھی، ایک مجلس مالیات جو صوبہ جات کے ایوانات مالی پر مقرر کی گئی تھی اور ایک مجلس نظمیہ جو یہ بحث (نائب السلطنت) کی صدارت میں زیادہ تر سربراہ آوردہ امراء پر مشتمل تھی معاملات خارجہ کا انتظام اور دیگر مجالس کی نگرانی اس کے تفویض تھی۔ صوبہ جات ان ودا سٹاٹ ہولڈروں (Stattholders) کے ہاتھ میں دئے گئے جو خود شہنشاہی امراء میں سے نامزد ہوتے تھے۔ دیگر عہدہ دار خواہ صفائی کے ہوں خواہ عدالتی عموماً اسی کی جانب سے مقرر کئے جاتے تھے۔ شہروں کے اتیاری حقوق آہستہ آہستہ محدود کر دئے گئے، اور گھنٹ لے جب اسٹیٹ جنرل (مجلس طبقات) کی رائے دہی کے مطابق محصول ادا کرنے سے انکار اور شہنشاہ کے مسلک مرکزیت کی مخالفت کرنے کی کوشش کی تو ۱۵۴۵ء میں اس کو نہایت بے رحمانہ سختی کے ساتھ پھل دیا گیا۔ شہر کے استحقاقات و امتیازات کو سوخت کر لیا گیا اور دس محبسطوں کی کامل نامزدگی کا حق شہنشاہ کے لئے محفوظ کر لیا گیا۔ (دیکھو صفحہ ۲۵۹)۔

لیکن اتحاد کا ایک ایسا مسئلہ تھا جس میں چارلس نے اپنے میں انتہا درجے کا سفاک دے رحم ثابت کیا۔ اہل نیدرستان میں اول ہی اول نہ صرف لوتھر کے اصول پھیل گئے تھے بلکہ کاتون کے انتہائی خیالات بھی جو ان لوگوں کی سیرت اور طبعی کے اعتبار سے زیادہ موزون تھے، اور مسٹر کے "انابپٹسٹوں" (Annabaptists) کے متجاوز عن الحد اور لڑا جی خیالات اسٹریٹم اور دیگر مقامات میں پھیل گئے۔ جرمنی میں جن سیاسی مشکلات نے چارلس کو گھیر لیا تھا۔ ان میں اُنچھے بغیر وہ ان خیالات کی سرکوبی کے لئے مضطرب تھا۔ ایک سلسلہ فرامین موسومہ پلیکارڈس، میں جس کا اختتام ایک فرمان بابت ۱۵۵۲ء پر ہوا یہ دھمکی دی گئی کہ جن لوگوں پر اتحاد لمحدین کی پناہ دی اتحادی کتابوں کی خرید و فروخت، تحفیہ مجالس عبادت کی شرکت، بائبلوں پر مقرر

ہوئے کایات فشکنی کا جرم عائد ہوگا انھیں خذق آگ میں جھونک کر ہلاک کیا جائے گا۔  
 یاتھوار کے گھاٹ اتارا جائے گا۔ عدالتِ ملحدین کا ایک صدر حاکم مقرر کر کے ان فرامین  
 کے نفاذ کے آزادانہ اقتدارات دینے کی کوشش کی گئی جس سے اتنی بے اطمینانی  
 پیدا ہو گئی کہ صدر حاکم کو راہ گریز اختیار کرنی پڑی اور چارلس نے  
 یہ مجبوری تمام اس خدمت کو چار شخصوں میں منقسم کر دیا۔ جنہیں صوبہ جاتی  
 مجلس کی رضا مندی کے بغیر سزائے موت کا اختیار حاصل  
 نہیں تھا۔ ان ”پلیکارڈوں“ (Placards) کا شکار بننے والوں کی  
 تعداد میں ایک طرف انتہائی مبالغے سے کام لیا گیا ہے۔ اور دوسری طرف کم سے کم  
 اتنا ضروری ہے کہ چارلس نے ستم پروری سے احتراز نہیں کیا۔ تاہم نیدرستان میں وہ  
 غیر معروف نہیں تھا۔ اس وقت تک مذہبی اور سیاسی شکایات باہم ایک نہیں ہو گئے  
 تھے۔ چارلس فلینڈرس میں پیدا ہوا تھا اور اپنے ابتدائی زمانے میں بالٹیک فلیش مشیروں  
 کے ہاتھ میں تھا۔ اور اگرچہ بعد میں یورپی ضروریات نے اسے اور مقامات میں سکونت  
 اختیار کرنے پر مجبور کیا لیکن وہ اکثر اپنے پیدائشی مقام کی زیارت کیا کرتا تھا۔ اور  
 نیدرستان میں نہ صرف اجنبیوں کو خدمات دینے سے احتراز کرتا تھا بلکہ خود اسپین  
 میں اہل فلینڈرس کو اعلیٰ ترین خدمات سرفراز کر کے اسپینی رعایا کی دلجوئی کا باعث  
 ہوتا تھا۔ اس کی سلسلہ نبرو آرمائیوں نے ان لوگوں کے خیموں میں ایک نیا پیشہ پیدا کر دیا تھا جو  
 نبرو آرمائی کے رشتاق تھے۔ نیز اس کی وسیع سلطنت نے جو تجارتی مواقع پیدا کر دیے  
 تھے ان سے جمائش اہل فلینڈرس فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ اس سے پہلے  
 اہل فلینڈرس کی خوش حالی میں کبھی اتنا اضافہ نہیں ہوا تھا، مغربی شہروں میں راجہ سے  
 کبھی اتنا کام نہیں لیا گیا تھا، فلینڈرس اور آرنو کی اراہی سے خوب پیداوار  
 ہوتی تھی، شمال مشرقی صوبہ جات سمکن اور پیر کی خوب سربراہی کر رہے تھے، اور  
 باہمی گیر ہیرنگ مجھلی فروخت کر کے دولت فراہم کر رہے تھے۔ انیٹورپ جس نے  
 تجارتی محزن کی حیثیت سے کچھ عرصے سے بردخس کی جگہ چھین لی تھی بلحاظ آبادی و خوشحالی  
 یورپ کے سب سے بڑے شہروں میں شمار ہونے لگا۔ اس کے گھاٹ بار بردائی  
 کے جہازوں سے پٹے رہتے تھے اور اس کے بینکوں میں ہر قوم کے آدمیوں کا ہجوم

رہتا تھا۔ نیدرستان کی دولت کا اندازہ اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہے کہ اس ملک نے چند ہی سال کے اندر شہنشاہ کی مالیات میں کم سے کم دو کروڑ چالیس لاکھ ڈکھٹ کا اضافہ کیا۔ یہ رقمات بدقت تمام حاصل کی گئیں، نیدرستان شاکی تھا کہ اس ملک کے محاصل ایسی جنگوں میں صرف کئے جاتے تھے جن سے اس کو کوئی سروکار نہیں تھا۔ مذہبی شکایتیں ترقی ہوئی، جاری تھی، اور ۱۵۵۵ء میں چارلس نے عنان حکومت اپنے بیٹے کے حوالے کی تو یہ واضح تھا کہ ان خوش حال لیکن شورشل پسند اور خود مختار باشندوں کو محض دشمنانہ مفاہمتی تدابیر سے وفادار رکھا جاسکتا ہے۔

اس نازک ساعت میں فلپ دوم کی جانشینی انتہا درجہ بد نصیب ثابت ہوئی اس کے سرور اور بکراۓ طرز عمل اور شہنشاہ اعظم کی زندہ ولی خدمت پیشانی میں بے حد تفاوت تھا اس نے اسپین کے ساتھ اپنی محبت اور فلیمنگ رعایا کے ساتھ نفرت کو پوشیدہ نہیں رکھا اور کیتھولک مذہب کے متعصبانہ رویہ کا ثبوت اس طرح دیا کہ ۱۵۵۱ء کے فلپ یکدم اہل نیدرستان کی فرانسیسیوں کو ہزیمت سختی کے ساتھ نافذ العمل کیا گیا۔ حتیٰ کہ ہمدردیوں کو کھو چکے تھے

میں ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھی جاتی تھیں نیدرستان کو شکایت تھی کہ اس کے مفاد کو اسپینی مفاد پر قربان کیا جا رہا ہے لہذا اہل نیدرستان سے جو قومی مطالبات کئے جاتے تھے ان سے اسی بنا پر انکار کیا جاتا تھا صلح کیلئے کیرسیر (۱۵۵۹ء) نے اس بے اطمینانی میں اور بھی اضافہ کر دیا۔ اس عہد نامہ کی رو سے سوائے کے ڈیوک کو جو ۱۵۵۵ء سے برسلز میں ایجنٹ مقرر تھا اس کے اطاعتی علاقے حوالے کر دیے گئے۔ لہذا ایک اور ایجنٹ کے انتخاب کی ضرورت پیدا ہوئی۔ اس موقع پر ایک فلیش امبر کو ایجنٹ مقرر کر کے اہل نیدرستان سے مفاہمت کرنے کا موقع تھا کیونکہ ان میں کم از کم دو امیر ہر طرح اس خدمت کے قابل تھے۔ ناساڈ کا ولیم ۱۵۴۴ء میں اپنے سہیلی دینے کے انتقال پر نہ صرف ہالینڈ اور ریباٹ کے وسیع متبوعات میں اس کا جانشین ہوا بلکہ جیلاس واقع فرانس کی زر خیز مینات اور آئج واقع رھون کی فلو کا بھی مالک بن گیا۔ چارلس کی جانب سے ہالینڈ، زیمینڈ، اٹرکٹ اور دست فریسنڈ کا اسٹیٹ ہولڈر (State holder) مقرر ہونے کی وجہ سے فوجی کمان (ادریاسی مشینوں

کی تکمیل اس کے تفویض کی گئی تھی اور اس آخری خدمت میں اس نے ذاتی جہر کے کھلات دکھائے تھے۔ سیرت اور حیثیت کے اعتبار سے وہ پرنٹ کی خدمت کے لئے ہر طرح موزوں تھا۔ اگر اس کو نظر انداز کر دیا جائے تو ایجنٹ کا کونٹ اور پرنٹس اور آرٹاے کا "اسٹیٹ ہولڈر" (State holder) سپورل پر نظر جاتی تھی جو اگرچہ قوت سیرت اور قابلیت کے اعتبار سے آرچ کے رئیس (Prince) سے کم تر درجے میں تھا لیکن سینٹ کوئنٹن اور گریوئس کی لڑائیوں میں اس نے عظیم شہرت حاصل کی تھی اور اپنی ہنسار اور جوشیل طبیعت کی بدولت مقبول عام ہو چکا تھا۔

لیکن فلپ کسی ایسے شخص کو پرنٹ نہیں مقرر کرنا چاہتا تھا جس کا حد سے زیادہ طاقتور اور خود مختار ہونے کا خوف تھا اور آخر کار پارما کی ڈچس مارگریٹ کو چو اپنی سوتیلی پارما کی مارگریٹ ایجنٹ مقرر کیا۔ بہن اور چارلس تھم کی ناجائز بیٹی اور پوپ پال سوم کے پوتے ایڈویو فارنسی کی بیوی تھی، منتخب کیا۔ ہوتی ۱۵۶۹ء تا ۱۵۹۶ء

اس کی تعلیم و تربیت بندرستان کی عظیم پوتوں سے کی مارگریٹ اور ہنگری کی بیوی کے ہاتھ میں ہوئی تھی اور اس کا تقرر ناپسند نہیں تھا، لیکن باوجود اس کے کہ اس کو مردانہ صورت و آواز عطا ہوئی تھی اس میں مذہب دست سیاسی قابلیت کا فقدان تھا۔ اور امکان اس امر کا تھا کہ جس شخص کا اثر اس پر سب سے زیادہ ہو جائے وہ اسی کے مسلک کو اختیار کرے، اور بد قسمتی سے تمام ذی اقتدار افراد غیر مقبول تھے۔ فلپ نے ہدایات دیں کہ یہ عورت تین مجلسوں کی مدد سے جو مجلس مالیات، مجلس خاصہ، اور مجلس نظم پر مشتمل ہوں گی، حکومت کرے۔ مجلس نظم کے ارکان میں متعدد اعلیٰ ترین امراء بھی شامل تھے جن میں سب سے زیادہ قابل ذکر آرچ کارئیس اور ایجنٹ تھے۔ اس مجلس کو بندرستان میں برائے نام اقتدار اعلیٰ حاصل تھا۔ فلپ نے حکم دیا تھا کہ مملکت کے تمام نازک مسائل ایک داخلی مجلس موسوم بہ کنسلٹا (Consulta) کے ہاتھ میں رہیں اور یہ مجلس کونٹ بریماٹ، کونٹ وگلیس اور گریوئیل پر مشتمل تھی۔ اس اتحاد کا نام (Trium Virati) کے سبجک کونٹ بریماٹ جو مجلس مالیات

کا صدر بھی تھا ایک معزز فلیمنگ خاندان کا رکن تھا اور راست باز آدمی تھا لیکن اس کے خیالات مطلقاً انسانہ اور متنازع تھے وگلیس جو مجلس خاصہ کا صدر تھا متعین تھا

اور ایک نئی کی حیثیت سے بھی اس کو خاص شہرت حاصل تھی اور یہ اراکس کا دوست بھی تھا۔ تاہم وہ اس قدر طامع تھا کہ آدمیوں سے ذاتی منفعت حاصل کرنے کی غرض سے متعدد اوقات کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے رکھتا تھا۔ اس میں ہدایت و جدت طرزی کی صلاحیت نہیں تھی اور وہ گریوئل کا ایک ادنیٰ تابع تھا۔ آخر الذکر شخص چارلس کے چاٹلر کا بیٹا تھا اور فرینچ کو مٹی میں بمقام بیسٹن ۱۵۸۶ء پیدا ہوا تھا۔ پچیس سال کی عمر میں اسکو آراس کی اسقفی ملی تھی یہی باعث تھا کہ اس کے باپ کے زوال کے زمانے میں اور ۱۵۸۵ء میں اس کے انتقال کے بعد بھی شہنشاہ کو اس پر اعتماد تھا اور اس نے اپنے بیٹے فلیپ کو بطور خاص اس کی سفارش کی تھی۔ لہذا فلیپ نے اس کو مجلس نظمہ کا صدر مقرر کیا۔ اگرچہ یہ شخص مہذب اور دل میں گھر کرنے والے لوگوں کے ساتھ ساتھ جفاکش اور قابلِ مدبر تھا اور ہندوستان کی یہودی کا سچے دل سے خواہاں تھا لیکن حریصانہ عزائم و اقتدار کا دلدادہ مرثی (corrupt) اور طامع تھا۔ برگنڈی کا باشندہ ہونے کی حیثیت سے اہل ہندوستان اس کے مخالف تھے اور فلیپ کے خیالات کے ترجمان کی حیثیت سے اس سے متنفر تھے۔ اور نہ بادشاہ کا سبک اس طرح کا تھا کہ اس سے باشندگانِ فلیپ کی غیر مقبول فلیپنڈس کے احساسات کو تسلی ہوئی یہی لڑی فوج جس کی ضرورت جنگ کی وجہ سے محسوس ہوئی تھی صلح کے بعد بھی واپس نہیں بلائی کا زروا نیاں گئی۔ اور یہ اپنی واجب الادا تنخواہوں کا ازالہ جبر و تشدد اور

لوٹ کھسوٹ سے کرتی تھی اور فلیپ کے اس معلوم عوام ارادہ نے کہ اتحاد کا استیصال کر دیا جائے وسیع الاثر بے معنی پھیلا دی تھی۔ ان اور دیگر شکایات کو اسٹیٹ جنرل (مجلس طبقات) کے اجلاس میں جو اگست ۱۵۵۹ء میں طلب کیا گیا تھا پیش کیا گیا۔ فلیپ نے افواج کو واپس طلب کر لینے کا وعدہ کیا جو اس کی تاخیر پسندی کی وجہ سے اکتوبر ۱۵۶۰ء تک پورا نہیں ہوا، لیکن دیگر شکایات کی طرف توجہ تک نہیں کی۔ اس نے ایک مرتبہ اپنے وزراء کے روبرو کہا تھا کہ اگر محمدین پر حکومت کرنا پڑے تو وہ حکومت ہی نہ کرنے کو ترجیح دے گا اور جب غیر ملکیوں کی جو مخالفت کی گئی تو اس نے کہا۔ آخر میں بھی نو ایک غیر ملکی ہوں کیا وہ مجھے اپنا آقا تسلیم کرنے سے انکار کر دیں گے۔



اس طرح اپنی رعایا کی شکایتوں کا لحاظ کئے بغیر وہ نیدرستان سے ایسا روانہ ہوا کہ وہاں پھر آنا نصیب نہیں ہوا اور اگر ہم اپنے ایک معاصر پر اعتماد کریں تو جانتے ہوئے فلب نے آرنج کے ولیم پر یہ الزام لگایا کہ اسٹیٹ جنرل میں جس مخالفت کا اظہار کیا گیا تھا اس کا اصلی محرک وہی تھا۔

بادشاہ کی روانگی کے بعد ایک اور کارروائی پیش آئی جس نے تمام بے اطمینانوں کو بری طرح بجا کر دیا۔ نیدرستان کا مذہبی نظم و نسق بالکل غیر مکمل فلب کی تجویز اصلاح مذہب تھا۔ یہاں صدر اسقفوں کے صرف تین علاقے (آر اس ٹور نے اور اٹرکٹ) تھے اور ان کے اضلاع اتنے وسیع تھے کہ ان کا موثر طور پر انتظام ناممکن تھا۔ صرف اٹرکٹ کے علاقے میں تین سو

فصیل دار شہر اور گیارہ سو گرجے تھے۔ نیدرستان کے دو سرے حصے یا تو اسقف کمرے (ایک آزاد شہنشاہی شہر) کے علاقے کے تحت تھے یا کبھی جیسے اپنی اسقفیوں کے تحت، اور لکزمبرگ کی ڈچی جنٹیوں کے چار مذہبی علاقوں کے صرف ایک حصے پر مشتمل تھی۔ مراعات وغیرہ کی نسبت جو بحیثیت بیدار ہوتی تھیں ان میں مزید اضافہ یوں ہوا کہ یہ اسقفیاں غیر ملکی صدر یا دیوٹوں کی مدد و ارضی کے اندر تھیں دو نو اول الذکر رییس اور اٹرکٹ کو لون کی صدر اسقفی کے تحت تھے۔ جو چار س پنجم نے اصلاح کی تجویز کی تھی، لیکن زمانہ اور اتفاقات نے اسے فرصت نہیں دی، اور یہ کام فلب پر چھوڑ دیا گیا کہ وسیع تر اساس پر اس کو بروئے عمل لایا جائے۔ تجویز یہ تھی کہ اسقفیوں کی تعداد بڑھا کر سندرہ کر دی جائے، ان کو تمام بیرونی اثر سے بچات دلائی جائے اور ان سب کو نین صدر اسقفیوں (میچلن، کمرے اور اٹرکٹ) کے نظم و نسق کے تحت دیدیا جائے اور میچلن گرنیول کی صدر اسقفی میں رتبہ ”پرائمسی“ (Primacy) پائے۔ حسب ضرورت محاصل کی بہر سانی ہر ضلع کی ماتحت خانقاہی اراضی سے کی جائے اور خانقاہیں ”پرائروں“ (Priors) کی ماتحتی میں دے دی جائیں اور آخر الذکر اسقفوں کی ماتحت رہیں۔ ہر اسقف مزید نو ذلیفہ دار یا دیوٹوں کو مقرر کرے جن میں سے دو عدالت متحدین کے حاکم ہوں اور الحاد کی بیخ کنی میں اس کو مدد دیں۔ اس تجویز کا اعلان ہونہی تھا کہ کیتھولک اور پرائسٹ ہر دو فرقوں کی جانب سے ساعرانہات کا طوفان اٹھ کھڑا

اعلان کیا گیا کہ اسقف تاج کے غلام بنے رہیں گے، اور ایبٹ (Abbots) اور سائے خانقاہ، جن کی جگہ وہ حاصل کرنے والے تھے، درویشوں کی جانب سے منتخب کئے گئے تھے اور وہی صوبہ داری مجالس اور ایبٹ جنرل (مجلس طبقات) میں مقامی مفاد کی نمائندگی کرتے تھے۔ خانقاہوں کے محاصل پر خاص کر اسبندوں کے تصرف کو جن کے لڑکے اکثر رئیس خانقاہ کی حیثیت سے مقرر کئے جاتے تھے۔ لوٹ مار سے موسوم کر کے مردود ٹھہرا دیا جاتا تھا۔ زیادہ بے پروا اور جاہل پادریوں کو یہ خوف لاحق تھا کہ سخت تنگدستی اور زیادہ باضابطگی قائم کی جائے گی ان سب پر طرہ یہ کہ اس کارروائی کو یہ کہہ کر باطل کیا گیا کہ اس طریقے سے ایسی عدالت تحقیقات مذہبی کے قیام کی کوشش کی جا رہی ہے بے شک یہ سچ ہے کہ اصلاح کی ضرورت تھی اور مخالفت زیادہ تر خود غرضانہ محرکات پر مبنی تھی، تاہم یہ اگر خلاف آئین نہیں تو دانشمندی کے خلاف ضرور تھا کہ ایبٹ جنرل (مجلس طبقات) یا کم سے کم مجلس نظمیہ کی منظوری کے بغیر ملک کے مذہبی نظم و نسق میں کلی اور بنیادی تغیر و تبدل عمل میں لایا جاتا۔ یہ تغیر فیما تاج کے مطلق العنانہ اقتدار میں اضافہ کر دیتا اور عین اس موقع پر جب کہ اسپین میں پراسٹنٹ مذہب کی سرکوبی کی جا رہی تھی اسقفوں کو ملحدین کی تحقیقات کے اختیارات دینا خطرناک عنصر کے ظہور کا باعث تھا۔ حاصل کلام یہ کہ یہ کارروائی بے جا اور بے عمل تھی خواہ وہ علاقہ طور پر حکومت اور جبر و تشدد کے مفاد کی تکمیل کے لئے کتنی ہی مفید کیوں نہ ہوتی۔ اور اگر اس کا یہ مقصد تھا تو سخت ترین مخالفت لازمی اور ضروری تھی۔ لہذا اس تجویز کی اس شد و مد کے ساتھ فراحمیت کی گئی کہ قید عبارت میں نہیں آ سکتی۔ اینٹورپ جس کو خاص کر دلا جوئیس انٹری، (بربانٹ کے کیرکٹ) نے مذہبی اقتدار کی ترقی سے محفوظ رکھا، گلڈرس اٹرکٹ اور دیگر پانچ مقامات بچ گئے۔ اگرچہ اس میں قطع و برید ہو چکی تھی لیکن اس کارروائی نے مذہبی اور سیاسی بد مزگیوں کو آپس میں متحد و مستحق کر دیا اور حکومت کی غیر مقبولیت میں بری طرح اضافہ کر دیا۔

اپریل ۱۵۶۲ء میں سب سے پہلی مرتبہ عدالت ملحدین کے مجرمین کو پچانے کی کوشش کی گئی، اور عین اسی وقت امراء کی جانب سے گریجویٹ کی مخالفت زیادہ مستقل ہوئی گئی۔ سیکلن کے صدر اسقف کی حیثیت سے اس کو اس معاملے کا اصلی محرک

سمجھا جاتا تھا اگرچہ یہ غلط تھا، اور مجلسِ نظمیہ کے صدر کی حیثیت سے بادشاہ کی تمام کارروائیوں کا ذمہ دار قرار دیا جاتا تھا۔ نیز ۱۵۶۱ء میں اس کے کارڈینل کی کلاہ کو قبول کرنے سے دشمنوں کے دلوں میں بغض و عناد کی آگ اور بھڑکا دی۔ ناراض فرقتے کی سرکردگی کے لئے آرنج کا رئیس ہاتھ آگیا۔ ۱۵۶۱ء میں اس نے اپنی دوسری بیوی کی حیثیت سے اپنے سے عقد کیا جو چارلس پنجم کے قدیم دشمن سیکسنی کے ماریس کی بیٹی تھی۔ گریبول نے اس شادی کی مخالفت کی تھی کہونگہ اس کی بدولت اس رئیس کے آرنج کا ولیم مخالفت پر اسٹٹٹ کے ہمدردوں میں سے ہو جانے کا امکان تھا، کی سرکردگی کرتا ہے اور اس وقت سے ان دونوں میں کھلے بندوں جنگ شروع ہو گئی۔ بالآخر مارچ ۱۵۶۳ء میں آرنج ایگمنٹ اور ہورڈن

نے فلپ کے نام ایک خط تحریر کیا جس میں انھوں نے کارڈینل کی برطانی کا مطالبہ کیا اور اس مطالبے کی تکمیل تک مجلسِ نظمیہ میں قدم رکھنے سے انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ ایگمنٹ مارٹرٹ جو اس وقت تک گریبول کا زبردست حامی تھا اس سے منحرف ہو گیا اور گریبول کی علیحدگی اور امراء کی استدعا کی تائید کی مارچ ۱۵۶۴ء میں فلپ بہت ناخبر کے بعد اپنے وزیر کی برطانی پر بالآخر رضی ہو گیا لیکن اس کا اثر بہت محدود ہوا، کیونکہ برلیمانٹ اور مجلس

اور باقی رہ گئے تھے اور گریبول اپنے گوشہ نشین تہائی سے بادشاہ کو براہِ مشورہ دیتا تھا۔ نظامِ حکومت غیر متغیر رہا، خرابیاں بدستور باقی تھیں، اور حسبِ وقت شد و کساد نہیں ہوا تھا۔ اگلے آگست میں فلپ نے بے اطمینانی میں اس طرح اضافہ کیا کہ اپنی ذاتی ذمہ داری پر مجلسِ ٹرنٹ کے فیصلوں کی اشاعت کا حکم دے دیا۔ اس عمل کو عام طور پر ناپسند کیا گیا جس میں نہ صرف پر اسٹٹٹ شامل تھے بلکہ کیتھولک عیسائی بھی جنھوں نے اس طرزِ عمل کو اپنے اختیارات میں دست درازمی سے تعبیر کیا۔ آرنج کے ولیم نے مجلسِ نظمیہ میں رائے عام کا اظہار کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ رائے عام کی موجودہ حالات میں ٹرنٹ کے فیصلوں اور الحاد کے خلاف فرامین کو نافذ العمل نہیں کیا جاسکتا، اور یہ کہ اب وقت آچکا ہے کہ نظامِ حکومت کی انتہائی انحرافِ انصاف اور مجالس کے مابین حجت و انحرار کا خاتمہ کر دیا جائے۔ اس صورتِ حالات کے علاج

کی غرض سے امراء نے آرنج کے رئیس اور کونٹ اینگٹ اور کونٹ ہورن کی مرکزگی میں ریمنٹ سے اسٹیٹ جنرل (مجلس طبقات) طلب کرنے اور اس کے اقتدار میں اضافہ کرنے اور دیسی امراء کی تعداد کا اضافہ کر کے مجلس نظم کی اصلاح عمل میں لانے اور دیگر مجالس کو زیادہ مکمل طور پر اس کے تحت لانے کی ضرورت پر اصرار کیا۔ مارگیرٹ نے جو چند سری حکومت کی جماعت سے کامل طور پر متفق و ہم خیال ہو چکی تھی ان کے خیالات کو اختیار کیا اور اینگٹ کو اسپین روانہ کیا گیا تاکہ ان امور کی منظوری کے لئے اینگٹ اسپین روانہ کیا جاتا ہے جنوری ۱۵۶۵ء فلپ سے اصرار کرے (جنوری ۱۵۶۵ء) اگر فلپ مان لیتا تو ممکن تھا کہ نیدرستان و فو دار رینٹا۔ لیکن اصلاحات اس دفتری حکومت کا خاتمہ سے انکار کر دیتا ہے۔

جنرل اور اصلاح شدہ مجلس نظم میں دوبارہ آفہ حاصل ہو جاتا اور قوانین مخالفت اتحاد میں رعایت ملحوظ رکھی جاتی۔ لہذا فلپ اس کی تکمیل پر راضی نہیں تھا۔ جون ۱۵۶۵ء میں اس نے آواکی یو دنی کی کانفرس میں روانہ کیا تھا اور کیتھن ڈی مڈلسی سے اصرار کیا تھا کہ یوگیناڈوں کے خلاف سخت تدابیر اختیار کی جائیں، اور وہ خود اپنے خاص علاقوں کے اندر اتحاد کے ساتھ رد اداری برت کر خود کو پلید نہیں بنانا چاہتا تھا۔ لظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء وہ تاخیر و التواء کے لئے مضطرب تھا۔ گر بویل کے بھائی نے مایوسی کے عالم میں کچھ بھیجا:۔ صرف یہی ایک فیصلہ ہے کہ تزلزل و تذبذب کی حالت برقرار رکھی جائے۔ ممکن ہے کہ فلپ نے اینگٹ کو اپنا طرفدار بنانے کی کوشش میں تاخیر کی۔ بہر حال اکتوبر میں بادشاہ نے نقاب اتار دینا سیکو دیا کے فکیل سے روانہ کر دہ مشہور مراسلات میں نظم و نسق کے نظام میں کسفی تم سیکو دیا کا فرمان کے بھی تئیر و تبدل کی جانفت کی اور حکم دیا کہ اتحاد کے خلاف جاری کردہ فرمان کو انتہا درجہ سختی کے ساتھ نافذ العمل کیا جائے۔

آرنج کے ولیم نے کہا، اب ہمارے سامنے ایک لطیف المیہ کا آغاز ہونے والا ہے۔ اینگٹ اور حتی کہ برلیماٹ دو مجلس بھی مایوس ہو گئے اور اصرار کیا کہ فلپ کو بھی اس کے

محکمہ نتائج سے متنبہ کر دیا جائے لیکن ولیم نے اعلان کیا کہ بچہ کہ جس طرح کے احکام غیر مبہم اور واضح الفاظ میں ادا کئے گئے ہیں، لہذا ان کا بس یہی فرض رہ گیا ہے کہ بسروچینم ان کی تعمیل کی جائے۔ عموماً باور کیا جاتا ہے کہ آرچ کا ولیم فوری عجلت برپا ہوا تھا۔ بہر حال اس کی پیش گوئی کہ بہت جلد پوری ہونے والی تھی۔ اس سے جو شور و شعلہ اُبھرا پیدا ہوا اس میں ایک جدید عنصر نمودار ہوا۔ اس وقت تک مخالفت اعلیٰ طبقات امراتک محدود تھی اور یہ ایسے لوگ تھے جو کسی نہ کسی عہد سے بر فائز تھے اور صورت حالات عام مخالفت کے بدلنے میں جنہیں نقصان کا اندیشہ تھا، لیکن اب کم تر

درجے کے امراء میں حرکت پیدا ہوئی۔ امراء فرانس کے کم تر درجے کے امراء کی طرح سابق میں فوجی خدمات پاتے تھے اور ایک مشہور اور زبردست سوارہ فوج مہیا کرتے تھے۔ صلح نے اس پیشے کو تباہ کر دیا، لیکن اکثر شورش پسند خیالات لئے ہوئے اپنے مسکن کو واپس ہوئے، اور اس کے علاوہ جنگ کی وجہ سے ان میں لبراف اور بے لگامی کی عادت چڑھ گئی تھی اور وہ اپنی تباہ شدہ قسمت کی اصلاح کے لئے ہر موقع کے منتظر تھے لیکن بعض لوگ زیادہ سنجیدہ و باخ کے واقع ہوئے تھے۔ ان لوگوں نے بیرونی علاقوں کے قیام کے دوران میں پراسٹنٹ خیالات کو معلوم کیا اور نہایت شوق کے ساتھ ان کو اختیار کیا تھا لیکن سب کے سب آزادی کے دلدادہ تھے۔ کم تر درجہ کے مشہور لوگوں میں بریڈروڈ کا وائیکونٹ ہنری ایک عمدہ مثال ہے۔ سینٹ الڈی گونڈی (Saint Aldegonde) کا لارڈ فلپ وان مارنکس سوداگراں اور پرورش جماعت کا نمائندہ تھا، اور صرف آرچ کے ولیم کا متد مزاج بھائی ناساؤ (Nassau) کا لوی ان میں ایک مدبر تھا۔ ان خیالات کا کپرا بائزر، نامی

کمپرا بائزر

ایک دستاویز میں اظہار کیا گیا اور یہ ایک ایسی دستاویز تھی جس پر کئیوں نے دستخط کیے تھے اور جس میں اعلان کیا گیا تھا کہ ہمزاج مشیروں نے فلپ کو اپنے عہد و پیمان کے خلاف تحقیقات نہرہی کے قیام کی ترغیب دی ہے۔ لہذا وہ اس کی مزاحمت کریں گے۔

معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ تر طبقے کے امراء میں سے کسی نے اس دستاویز پر دستخط

نہیں کئے۔ خود آرج کے ولیم نے اس کے شدید لہجے کو کھلم کھلا برا کہا۔ تاہم ایک زیادہ معذرت طلبہ عرضداشت سے جس کو احکام عہدیہ نے برڈرڈ کی سرکردگی میں ۵ اپریل ۱۵۶۶ء کو ایجنٹ کی خدمت میں پیش کیا تھا غالباً ولیم کے انز کا سراغ لگایا جاسکتا ہے۔ اس عرضداشت میں اپنی وفاداری کا سنجیدگی سے اعتراف کرتے ہوئے ایک عام شورش کا خوف ظاہر کیا گیا، اور مطالبہ کیا گیا کہ ایلمی روانہ کئے جائیں تاکہ وہ فلیپ کو عدالت بنیوی حکام عہدیہ کی عرضداشت

بابت ۵ اپریل ۱۵۶۶ء برگن اور غرض سے اسٹیٹ جنرل طلب کرنے کی ضرورت جتلائی جائے۔ ایجنٹ نے مارکوئیس دی برگن اور

مانٹگنی کی ذریعے اسپین روانہ کی گئی

اور بیرن ڈمی مانٹگنی کو اسپین روانہ کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔ اور اس اثنا میں فرامین کی سختی میں کسی قدر تخفیف کرنے کا وعدہ کر لیا۔ مانٹگن ۱۶ جون ۱۵۶۶ء کو اسپین پہنچا لیکن فلیپ نے اپنی معمولی تاخیر کی بنا پر ۳ جولائی سے پیشتر جواب نہیں دیا لیکن اس نے وعدہ کیا کہ عدالت بدھسی برخواست کر دی جائے گی اور پس اسی برخواستگی کی جائے گی کہ اسقفوں کو حاکم عدالت ٹیڈن کے اختیارات دئے جائیں۔ توقع ظاہر کی گئی کہ فرامین کی سختی میں اعتدال پیدا کیا جائے اور وعدہ کیا گیا کہ ہر شخص کو معافی دی جائے گی جس کو مارگریٹ قابل معافی قرار دے، لیکن اس شرط پر کہ وہ جمعیت عہدیہ سے کنارہ کش ہو جائے اور حکومت کی تائید کرے۔ بہر حال وہ اسٹیٹ جنرل طلب کرنے کے لئے کسی طرح راضی نہیں ہوا۔

یہ یاد کرنے کی بہت کم وجہ ہو سکتی ہیں کہ اگر بادشاہ میں سچائی اور اخلاص ہونا بھی تو اہل بندرستان ان منراٹھ سے مطمئن ہو جاتے۔ لیکن اب ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اس نے آلا کے ڈیوک (ایک سرکاری مصدق) اور دو مقننوں کے بالمو اچھا بھلا کیا کہ چونکہ یہ مراعات اس کی رضا و رغبت سے نہیں عطا کی گئی تھیں لہذا وہ خود کو پابند نہیں محسوس کرتا اس لئے پوپ کو بھی یہی تحریر کیا اور تخفیف طور پر تیار شروع کر دی کہ جن لوگوں کو ابھی ابھی معافی دی تھی انھیں سزا دینے کے لئے آلا کو روانہ کرے۔ اسی اثناء میں بندرستان میں بدقسمتی سے کچھ ایسے واقعات پیش آئے جنہوں نے فلیپ کے طرز عمل کو فنی بجانب ثابت کر دیا۔ حکام عہدیہ نے ایک بزم شاد میں جہاں وہ عموماً باہم شراب سے

حب وطن کے جذبے کو مشتعل کرتے تھے اپنا ایک فرضی نام "ولیس گیز" (Les Gueuz) مقرر کر لیا غالباً اس میں برلیمانٹ کے اس قول کی طرف اشارہ تھا کہ وہ غفلتوں کا گروہ ہے۔ جولائی میں انھوں نے بیج کے قریب سینٹ ٹرانڈ میں ایک اور جلسہ منعقد کیا، جہاں متعدد کینیٹو لک اشخاص کی مخالفت کے باوجود جن میں خاصکر گونٹ نیسفلڈ قابل ذکر ہے، مکمل رواداری پر مصر ہوئے اور بعض ضامنوں کے قول کے مطابق فلیپ سے انتقام لینے کا عزم کر لیا۔ اٹھائیسویں تاریخ کو انھوں نے ناساؤ کے لونی کی سرکردگی میں بجٹ حکام عہدید کا جلسہ سینٹ ٹرانڈ کو ایک عرصہ اشتیاش کی، لیکن اس کو درست میں جولائی ۱۸۶۶ء لہجے میں قبول کیا گیا۔ لہذا انھیں یقین ہو گیا کہ اب فلیپ انتقام میں تاخیر نہیں کرے گا۔ بنا برآں لونی جو رہ دار سپاہیوں کی فراہمی کے لئے جرمنی روانہ ہو گیا۔

اس موقع پر شدید مجنونانہ شورش نے ان کی اغراض و مقاصد کو تباہ و برباد کر دیا۔ داعیوں کا انہماک دشتد جن میں ان دنوں اضافہ ہو رہا تھا۔ ادا کل ماہ اگست میں کہنہ خیالات کے اہتمام اور تخریب معابد وغیرہ کی شورش کا باعث ہوا۔ سینٹ ادمر سے شروع ہو کر یہ مرض مندی سرعت کے ساتھ پھیلنے لگا اور دو ہفتوں کے اندر ہی اندر صرف

بیت شکنی کے خلاف  
رو عمل

فینٹڈرس میں چار سو کلیساؤں کو تباہ کر دیا گیا۔ اور اینٹورپ کے بڑے کلیسا کے خزانے لوٹ لئے گئے، مجسمہ، تیرکات، مزارات، نقشا ویرقلمی نسخوں اور کتابوں سب کا ایک سا حشر ہوا۔ صرف چند جنوبی صوبہ جات بچ گئے۔ ان سودائیوں سے جرائم پیشہ طبقات بھی جاملے اور کچھ عرصے تک عدم حکومت و زواج (Anarchy) کا دور دورہ رہا۔ مارگرٹ نے اس طوفان کے آگے سر تسلیم خم کر کے ولیم کے مشورے پر عمل کیا۔ اس نے وعدہ کیا کہ مصلحین اس وقت تک جن جن مقامات میں جلسے منعقد کیا کرتے تھے وہاں آئندہ بھی اس کی اجازت دی جائے گی لیکن طبعک بادشاہ اور اسٹیٹ جنرل اس کے خلاف مطالبہ کریں۔ امرائے عہدید نے موافقی کے وعدے پر حکومت کی امداد کو اپنے ذمے لیا اور اسٹیٹ ہولڈروں نے جو اپنے اپنے صوبہ جات کو روانہ کئے گئے تھے کچھ تو مراعات سے اور کچھ زیادہ سخت نڈایر کی بدولت قیام اس میں جرنی کامیابی

حاصل کی تاہم یہ تشدد اپنا کام کر گیا۔ کینٹونلک فرنیے کو شورش پسندوں کی بے اغذالی اور خدا کے عدم اخرام سے اس قدر مدد پہنچا کہ بیزار آکر انگوں نے اس تحریک ہی کو خیر باد کہہ دیا۔ بوسٹری فریقوں نے بھی شورش کا الزام کالونیوں کے سرٹھو بنے کی فکر میں غلطی کی اختیار کر لی۔ ایجنٹ اور پورں نے حکومت کی پشتی میں پھرتی دکھائی تھی کہ ولیم کو قیام امن سے پیشتر ہی بعض سرٹھوں کو اینٹورپ میں قتل کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ مارکٹ نے اس رد عمل سے فائدہ اٹھا کر ایک دلیرانہ راہ عمل اختیار کی، اور اعلان کیا کہ جن شہروں میں سب سے کم اعتماد کیا جاسکتا ہے ان پر قلعے کے شاہی سپاہی جنھیں "والون" (Walloon) اور کینٹونلک صوبوں سے فراہم کیا گیا تھا قبضہ کر لیں۔

وہ امرائے عہد یہ جنھیں ان شورش پسند کارروائیوں سے کوئی سروکار نہیں تھا یہ دیکھ کر کہ انھیں بھی ہر صورت ذمہ دار قرار دیا جائے گا۔ باغی ہو گئے۔ چونکہ کٹر لوگوں کے غیر معتدل طرز عمل کے ساتھ وہ ہمدردی کر چکے تھے۔ اگرچہ ان سے باہمی اشتراک کے لئے بالکل تیار نہیں تھے۔ اس لئے وہ کافی امداد حاصل کرنے سے فاسر حکام عہد یہ کی شورش آرہے۔ ولیم نے اینٹورپ کے شہریوں کو وطن پرستوں لیکن شکست ہوتی ہے کی مدافعت کے لئے جنھوں نے آسٹریڈ نامی ایک قریب کے موضع کو سمجھ کر یا تھا (۱۳ مارچ ۱۸۴۸ء) پیش قدمی

کرنے سے منع کر دیا۔ وطن پرستوں کو شاہی افواج نے شکست دی اور ہین کا سرترکہ وہ سینٹ الڈیگونڈے (St. Aldegonde) کا بھائی تھا مارا گیا۔ ۲ اپریل کو دینسینس جس نے شاہی افواج کو داخل ہونے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا تھا سمجھ کر لیا گیا، اور قحوطے ہی عرصے بعد ایجنٹ پیرہہ استغنائے صوبہ ہالینڈ و شہر اینٹورپ عملاً سارے ملک کی آلگہ بن گئی۔ اہم شہروں میں گڑھیاں تعمیر کی گئیں، کالونیوں کے جلسوں کو منتشر کیا گیا اور منفرد کالونیوں کو یا تو پچاسی دی گئی یا بے رحم سپاہیوں نے ان کا کام تمام کیا۔ لیکن اس پر بھی فلب کو اطمینان نہیں ہوا۔ کچھ مدت کے لئے تو وہ اس خیال پر جما ہوا تھا کہ مارکٹ کی جگہ پر ایک زیادہ طاقتور شخص کو مقرر کرے، اور اس نے صدر وزیر رئیس البولی کی مخالفت کے باوجود چاہتا تھا کہ نہ صرف گزشتہ شورش کے بانیوں سے بلکہ اعلیٰ طبقہ امراء سے بھی جنھیں اس نے ان فسادات کا ذمہ دار



قرار دیا تھا فوری انتظام لے۔ آرنج کا ولیم اپنے خفیہ اور تنخواہ یاب گماشتوں کے توسط  
فلپ تخت تدارک اختیار سے جو میڈرڈ میں مقرر کئے گئے تھے۔ بادشاہ کے ان عزائم سے  
کرنے کا غم صمیم کرتا ہے آگاہ ہو گیا، اور سردست کامیاب مزاحمت سے ناامید  
ہو کر کارہ کشی اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کے طرز عمل پر سختی

آرنج کا ولیم ناساؤ کو روانہ کے ساتھ تختہ پین کی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ اگر وہ ٹھہرتا اور  
ہوتا ہے۔ ۲۲ اپریل ۱۵۶۷ء خانہ جنگی کا علم بلند کر دیتا تو آٹو کو ظالمانہ حکومت سے باز  
رکھا جاتا، یا یہ سکار جلد تر اور زیادہ شاندار کامیابی کے

ساتھ ختم ہوتی۔ اتنا تسلیم کر لینا چاہئے کہ اس خیال پر سچھ بکچھ اظہار رائے کیا جاسکتا ہے۔  
و افغان مابعد نے یہ ثابت کر دیا کہ سیاسی اور مذہبی مسائل کو بالآخر باہم ایک ہو جانا  
لازمی تھا، اور اس صورت میں یہ اتحاد جس قدر جلد ہوتا اتنا ہی اچھا ہوتا۔ حکومت  
اس وقت تک قابل اعتماد فوج فراہم کرنے سے قاصر رہی اور اس موقع پر اگر فتح حاصل ہوتی تو  
جن لوگوں نے اب تک اعلان جنگ نہیں کیا تھا وہ بھی اس رئیس کے علم کے نیچے جمع ہوجاتے  
اور اس کو اس قدر طاقتور بنا دیتے کہ حد سے بڑھے ہوئے حامیوں کو دبانے میں کامیاب  
ہو جاتا۔ ممکن تھا کہ ولیم اس کی کوشش کرتا، بشرطیکہ انجمنٹ کو حرکت کرنے پر راضی کیا  
جاسکتا۔ لیکن انجمنٹ کیتھولک تھا۔ اور یہ تحریک کیتھولک فرقے کی قطعی طور پر مخالف ہو چکی  
انجمنٹ حرکت کرنے تھی۔ اسپین میں اس کے ساتھ جو منافقانہ سلوک کیا گیا تھا وہ اتنا تک  
سے انکار کرتا ہے اسے یاد تھا، اس کو اب تک فلپ کے رحم و کرم پر اعتماد تھا۔  
لہذا کھلے بندوں بغاوت کرنے سے محترز تھا۔ انجمنٹ کے بغیر

ولیم جنگی کارروائی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ باطن ایک امارت پسند شخص تھا اور  
اصلاح کے لئے ایک باقاعدہ نمایندگی کردہ اسٹیٹ جنرل کا منتظر تھا اگرچہ وہ غالباً  
اس وقت تک کو مخفی مذہب اختیار کر چکا تھا اس کو کالونی عقائد سے کوئی ہمدردی نہیں  
تھی اور شاید ہی اس مذہب کی اس وقت کو محسوس کیا ہو کہ یہ سیاسی آزادی کی خاطر  
نبرد آزمائی کرنے والی جماعت کا ایک فوجی مذہب ہے۔ علاوہ بریں اس نے حالیہ مشکلات  
کے زمانے میں اپنے طرز عمل سے کالونیوں کو اجنبی بنا دیا تھا۔ اور یہ ایک بحث طلب  
امر تھا کہ آیا وہ خاص منشاء کے ساتھ اس کے گرد جمع ہوں گے۔ سب سے آخر یہ کہ

جرمنی کے نوٹھری روسا ناقابل اعتماد تھے اور خارجی امداد کے بغیر کامیابی غیر متوقع تھی۔ ان خیالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے راہ فرار اختیار کرنے کے سوا اور کوئی چارہ کار اس کے لئے نہیں تھا۔ اور ایجنٹ کو یہ ناکام اطلاع دینے کے بعد کہ اس پر قلب کا خوف طاری ہے اس کو ایک پل کی حیثیت دینے ہوئے جس کو عبور کر کے وہ ہندوستان میں داخل ہو سکتا تھا، اس نے اپنے بھائی اور دیگر حکام عہدیدہ کے ساتھ اپنے ضلع ناساویں جاپناہ لی۔ (۳۰ اپریل ۱۵۶۶ء)۔

ولیم کا جانا ہی تھا کہ تمام مخالفتوں کا خاتمہ ہو گیا۔ جس روز وہ جرمنی روانہ ہوا اسی روز انیورپ نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ بریڈر وڈ جو ہالینڈ میں ویانا پر قابض ہو گیا تھا جرمنی کو فرار ہو گیا اور وہاں ۱۵۶۸ء کے موسم گرما میں پورا ہالینڈ اطاعت قبول کر لینے کے بعد غیر مستقل طرز زندگی کا شکار ہوا۔ اب کلیسا کالونیوں سچے چھین لئے گئے اور ایجنٹ نے ایک فرمان جاری کیا کہ جس میں کالونی مذہب کے تمام مسلمانین، نیز کلیساؤں پر گزشتہ پے ادیانہ حلوں میں شرکت کرنے والے فریقوں کو نرے موت کی دھمکی دی گئی۔ آئینج کارٹیس بھی کچھ جلدی روانہ نہیں ہوا۔ وہ سرحد عبور کرنے سے تین دن پیشتر آوا اسپین سے روانہ ہو چکا تھا (۲۷ اپریل) آوا کی روانگی کے مسئلے پر شاہی مجلس میں مباحثہ ہوا۔ ریچموندز فلیپ کا صدر وزیر رئیس البولی اور دیگر افراد نے آوا ہندوستان کو بھیجا جانا اصرار کیا کہ اہل فلیٹڈرس پر نرمی و ملامت کے ساتھ غلبہ پایا جاسکتا ہے بہ نسبت اس کے کہ اسلحہ کے ذریعے انھیں زیر کیا جائے۔ مارگریٹ کی بھی یہی رائے تھی

جس نے اس موقع پر فلیپ کو اطلاع دی کہ دوبارہ امن و آمان قائم ہو چکا ہے۔ اور اب جو کچھ درکار ہے وہ فوج نہیں بلکہ بیدار کو توالی ہے۔ لیکن فلیپ کے دماغ میں ایک اور خیال جاگزیں تھا۔ اس کی مطلق العنان حکومت پر اندہی سے اہل ہندوستان کے انتہائی حقوق اور خود مختارانہ طبیعت نے خاص کر محاصل کی بابت بہت سے فیو دعایہ کر رکھے تھے۔ اس نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ اسپین کی طرح وہاں سے بھی الحساد کی بیخ کنی کرے۔ ان سب امور پر یہ خیال غالب تھا کہ وہاں کے امراء سے جنھیں وہ تمام مشکلات کا بانی مبنی اور اپنی آزاوانہ حکومت کی کامیابی میں سدراہ سمجھتا تھا فوری استقامت سے

اس کام کے لئے آلو اسکے ڈپلک سے زیادہ سوزوں گماشتہ نہیں مل سکتا تھا۔ اس میں اپنے باپ کا ساجدہ انتقام تھا اور سوزوں کی جنگوں میں اس کی پرورش ہوئی تھی۔ اٹالیس سال کی عمر میں اس نے بلبرگ کے لوٹھروں کے خلاف چارلس پنجم کے لشکر کی قیادت کی اور اس وقت سے اٹلی پر پنچہ آہنی سے حکومت کرتا رہا۔ اس کی سختی میں عمر کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا گیا۔ اور اب ساٹھ سیال کی عمر میں ایک اچھا جنرل، ایک سخت نادب کمنڈر، تمام سیاسی آزادی کا دشمن اور تنگ نظر متعصب ہونے کی حیثیت سے وہ فلپ کی دلی خواہش کے مطابق تھا، اور اگر تشدد سختی نذر سے معسرہ ہو کر کامیابی حاصل کر سکتی ہے تو ایسی کامیابی کا حاصل کرنے والا تھا۔ شروع میں اس کو فوجی معاملات میں اعلیٰ ترین اقتدار کے اختیارات کے ساتھ کیتان جنرل بنایا گیا اور منقائب ایک حکم بابت یکم مارچ ۱۵۶۷ء کے بموجب اس کو شہری اور غیر مصافی (Civil) معاملات میں بھی اعلیٰ اقتدار عطا کیا گیا، اور تمام حکام کو جن میں خود ریجنٹ بھی شامل تھے حکم دیا گیا کہ اس کے احکام کی تعمیل کریں۔ اس کے تقویض یہ کام تھا کہ حالیہ فسادات کے اسباب و علل کی تحقیق کرے، متشنبہ اشخاص پر سزا دے اور معافی کے کامل اختیارات کے ساتھ مقدمہ چلائے اور ملک کو مطیع کرے۔

ان وسیع اختیارات اور کوئی دس ہزار سپاہ کے لشکر کے ساتھ جس میں زیادہ تر اسپین کے جنگ آزمودہ بہادر شامل تھے آلو اسکے کو جنیوا پہنچا اور وہاں سے مانٹ سینس کو روانہ ہوا اور آپس کو عبور کر کے نیڑی کے ساتھ شمال کا رخ کیا اس کی پیش قدمی نے شہر جنیوا اور فرانسیسی دربار میں بے حد شوش و خطرات پیدا کر دیئے۔ کونڈے نے درحقیقت یہ تجویز پیش کی کہ وہ ایک لشکر فراہم کر کے آلو اسکا منظر رہے گا اور وہ جو بھی پہاڑی دروں سے اتر کر پھیلے اس کو زیر کر لیا جائے گا۔ لیکن کینٹھرائن نے سوئیٹزر لینڈ کے کینٹھلوں کی ایک جمیعت مقرر کرنے پر قناعت کی تاکہ وہ آلو اسکی نقل و حرکت پر نظر رکھے۔ آلو اس نے نہایت ہشیاری سے کام لیا اور حملے کا بہانہ نہیں کیا اور اپنی فوج کو سخت ترین ترتیب و تنظیم قائم رکھنے کا حکم دیتے ہوئے فریخ کو معی اور لارین کی راہ سے لکڑی برگ

آلو اس سلاز پہنچا ہے۔ ۲۲ اگست ۱۵۶۷ء مارگیرٹ کا استعفا دیا

روانہ ہو گیا۔ یہاں وہ ۸ راکٹ کو پہنچا اور ۲۲ راکٹوں میں وارد ہوا۔ مارگرٹ کے ساتھ جس طرح سلوک کیا گیا اس سے مارگرٹ کے دل کو قدمہ پہنچا اور اس نے مطالبہ کیا کہ اس کو واپس طلب کر لیا جائے اور گو اس کو دسمبر ۱۹۶۱ء سے پیشتر واپس نہیں بلایا گیا لیکن ابھی سے اس کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ حتمی کہ آٹو کی حکومت کے جوہر ظلم اور جبر و تشدد کے خلاف احتجاج کیا گیا تو اس کو بھی نظر انداز کر دیا گیا۔ اس کے بعد جو ہولناک واقعات پیش آئے شاید ان کی وجہ سے مارگرٹ کی حکومت کے ساتھ مناسب حد سے زیادہ موافقت برقی جا رہی ہے۔ تاہم اگر اس نے ابتداءً گینوبل کی غیر معروف کارروائیوں کے ساتھ اتفاق کیا تھا تو بعد میں بڑے امراء سے اتحاد پیدا کر لیا اور عدالت مذہبی کی سختیوں میں تخفیف کرنے اور اسٹیٹ جنرل طلب کرنے کی نسبت ان کے مطالبات کی تائید کی۔ اس نے واقعی کلیساؤں کی بے احترامی کی سختی کے ساتھ سرکوبی کی، لیکن اس میں اعلیٰ طبقہ کے امراء اس کی تائید کر رہے تھے اور غالباً اس میں بھی ان کی اغراض مضمر تھیں۔ باوجود اس کے کہ وہ اعلیٰ نظم و نسق کی قابلیت اور ہدایات کی صلاحیت سے معرا تھی۔ اس کو اپنی ذمہ داریوں سے حقیقی شغف و محبت تھی اور اس کو اعلیٰ طبقہ، امراء کی وفاداری اور ان میں ملکی حکومت کی قابلیت کا یقین تھا۔ اگر اس سے اسٹیٹ جنرل کے اقتدار کی توسیع، مجلس نظیب کی اصلاح اور کسی قدر واداری کی اسناد عاوی جانی تو وہ غالباً بالکل نہیں ٹال دیتی، اور اگر اصلاحات منظور کی جائیں تو ساری مشکلات کا خاتمہ ہو جاتا۔ لیکن کوئی توقع نہیں تھی کہ فلپ یہ مراعات عطا کرے گا۔ لہذا ان حالات کے تحت اس کی حکومت کا جاری رہنا ناممکن تھا۔

آٹو نے جیسے ہی برسلز میں قدم رکھا فلپ کی تجویز سرعت کے ساتھ بے نقاب ہونے لگی مارگرٹ کے احتجاجات کے باوجود اہم شہروں سے والونی سپاہیوں کو نکال کر ان کی جگہ اسپینی سپاہیوں کو منتعین کیا گیا، جنہوں نے اس سے شکستہ انداز اور قہود کا ازالہ اس طرح کیا کہ بے خوف و خطر ہو کر اس بلا کا ظلم و تشدد اور بے لگامی و آزادی شروع کر دی کہ خود آٹو کو اس کا سخت افسوس ہوا۔ ایٹمنٹ و ہورن کو دل خوش کن باتوں سے بہکا یا کہ اول الذکر کے سکریٹری پیکر زل اور اینٹورپ کے برگو اسٹر وان اسٹراٹن کو ۹ ستمبر کو گرفتار کیا گیا۔ ایسے مجرمین کی تحقیقات کے لئے معمولی عدالتوں پر اعتماد

## انگنٹ اور ہورن کی گرفتاری ۹ ستمبر ۱۵۶۶ء مجلس خون کا قیام

ہنس کیا جاسکتا تھا۔ لہذا آواز دے کر کونسل ہراسنسی  
یا شورش قائم کی جو مجلس خون کے نام سے مشہور  
ہوں۔ یہ ہولناک عدالت برائے نام بارہ ججوں پر

مشتمل تھی۔ ان میں سے برہمانٹ اور نائٹر کارمس دو امراء اور چھ ملکی وکلاء تھے، لیکن  
انھیں آٹھ ججوں نے اسپیسروں یا سب کشمروں کی حیثیت سے کام انجام دیا۔ مقدمات  
میں رائے دہی کے حقوق تین اسپینیوں جان ڈی درکاس، ڈیل ریو اور لاڈورے کو  
دئے گئے اور ان کے فیصلوں کی آخری توثیق آواز کے حق میں محفوظ تھی جو اس عدالت  
کا صدر تھا۔ اس جماعت ثلاثہ میں جان ڈی درکاس جو آواز کی غیر موجودگی میں صدارت  
کیا کرتا تھا ایک بدکردار شخص تھا۔ جو اسپین میں اپنی ایک زیر صیانت لڑکی کی  
عصمت دری کر کے عدالتی تحقیقات سے بچ نکلا تھا اور بادشاہ کی خدمت گزاری کی  
بدولت معافی حاصل کر لی تھی۔ اس کی عادت تھی کہ اپنے ناگوار عدالتی فرائض کی انجام دہی  
کو ذرا دلچسپ بنانے کے لئے طرہوں کے ساتھ مذاق کیا کرتا تھا۔ اور دوسرے جج مجلس  
کی نسبت جس نے بعد میں بہت اثر پیدا کیا کہا جاتا ہے کہ اگر کبھی عدالت میں اس پرغبنہ  
غالب آجاتی تھی اور اس وقت اس کو جگا دیا جاتا تو خود بخود جینگ اٹھتا تھا۔ پھانسی کے  
تختے پر لیاؤ۔ پھانسی کے تختے پر لیاؤ اس صیاد عدالت کے لئے شکرا فرما کر نے کی غرض سے کشمروں کو  
مختلف صوبوں کی طرف روانہ کیا گیا جنھوں نے بغاوت و غداری کے الزام میں تمام واپسین  
کو، ان کے پناہ دینے والوں کا یوینی مذہب کی مجالس کے تمام ارکان کو نیز ان تمام  
اشخاص کو جنھوں نے کیتھولک کلیساؤں کو تباہ کر لے اور پراسٹنٹ مذہب کے کلیسا  
تعمیر کرنے میں حصہ لیا تھا اور ان تمام اشخاص کو جنھوں نے مغایرت (Compromise)  
پر دستخط کئے تھے گرفتار کرنا شروع کیا۔ بجز زیادہ اہم مقدمات کے کشمروں یا مقامی حکام  
اپنے ہی طور پر کارروائی کر کے فیصلہ سنا دیتے تھے اور صرف سزاؤں کی نظر ثانی کا حق  
مجلس کو حاصل تھا۔ لیکن شاید ونا درہی ان مقدمات کی نظر ثانی میں رحم کا اظہار کیا  
جاتا تھا۔ سزا موت اور قرنی جاہلاد پر مشتمل ہوتی تھی اور آواز کو توقع تھی کہ اس ذریعہ آمدنی  
سے خالی خزانے کو از سر نو معمور کیا جاسکے گا۔ مجرمین کی ٹھیک تعداد نہیں کے ساتھ  
تباہ ناما ممکن ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آواز فخر کرتا تھا کہ اس کی حکومت کے زمانے میں

اٹھارہ ہزار چھ سو آدمی قتل کئے گئے۔ غالباً یہ مبالغہ آمیز بیان ہے۔ لیکن اس امر میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ اُن کی تعداد ہزاروں میں شمار ہو سکتی ہے۔ اور نہ یہ درست ہے کہ جو ردِ ظلم میں بھی جن زرمیوں اور لطافتوں کا اظہار ہو سکتا ہے ان سے حقیقت و سبب اور ہی میں کام نہیں لیا گیا۔ فی الواقع تاریخ میں غیر ذمہ دار اور جابر عدالت کی ظہیر تلاش کرنا دشوار ہے۔ جو محض آواز کے زبانی حکم سے قائم ہوئی تھی جس کے لئے اس نے اپنی ستر رنگ کو آلہ کار نہیں بنایا۔ اس کی بدولت اہل ہندوستان کے آئینی حقوق پر ہر طرح پانی بھیر گیا۔ آواز یقیناً اپنی اس خواہش میں کامیاب ہوا کہ ہر شخص کو یہ محسوس کرایا جائے کہ ایک نہ ایک دن اس کا مکان ڈھیر ہو جائے گا۔ (His house might fall about his ears) ان بے رحم اور ظالمانہ انسدادی کارروائیوں کے باعث ترک وطن

کا سلسلہ جو مارگہ کی حکمرانی کے زمانے میں شروع ہو چکا تھا عام ہوتے ہوئے اکتوبر ۱۵۶۷ء تک اتنا وسیع ہو گیا کہ اس جبینے میں ایک حکم نافذ کیا گیا جس میں دھمکی دی گئی کہ جو لوگ ترک وطن کر کے چلے جائیں یا جو اس میں کسی کی اعانت کریں اُن کی جائیداد ضبط کر لی جائے گی اور انھیں سزائے موت دی جائے گی۔ لیکن اس دھمکی نے خوف و ہراس میں اور بھی اضافہ کر دیا اور آواز کے نظم و نسق کے آخری دور میں گریوئل نے اعلان کیا کہ انگلستان میں ساٹھ ہزار اور جرمنی میں اس سے زیادہ لوگ پناہ گزین تھے۔

آواز اور اس کے آقا کے انتقام کی آگ اس وقت تک نہیں بجھ سکی جب تک کہ سب سے زیادہ سربراہ اور وہ افراد کے سر تن سے جدا نہیں کئے گئے۔ کونٹ ہینٹ اور کونٹ ہورن کی گرفتاری کے بعد ان کے خلاف کارروائی نہایت سست رفتار سے جاری رہی لیکن ۱۵۶۸ء کے موسم گرما کے ادوار میں کچھ ایسے واقعات پیش آئے کہ آواز اس معاملے کی طرف سختی کے ساتھ متوجہ ہو گیا۔ آرجنٹ کے ولیم اور اس کے بھائی لوئی نے اداخراپرل تک جرمنوں ہو گیناٹوں اور ہندوستان کے جلاوطنوں کی ایک پھر پھر جمعیت فراہم کر لی اور سرکانہ حملوں کی کوشش شروع کر دی جس سے ان کی بد توقعات وابستہ تھیں کہ اس کی بدولت اسپینی حکومت کے خلاف شورش برپا ہو جائے گی۔ ان کے منجملہ دو حملے (یعنی برانٹ پر ہو گسٹریٹن کا حملہ اور ہو گیناٹوں کی مدد سے آرنائے پر کوکیویل کا حملہ) ناکام رہے۔ اور آخر الذکر کو ایک فرانسیسی کورنے جو چارلس نہم کی

جانب سے روانہ کیا گیا تھا منتشر کر دیا۔ لیکن ۲۳ مئی کو ناساؤ کا لوئی ہیلی گری میں اسپینی سپاہیوں کی ایک جمعیت کو جس کی سرکردگی آرمبرگ کا کونٹ گورنر گرانجن کر رہا تھا شکست دینے میں کامیاب ہوا جس میں خود یہ شخص کام آیا۔

ہیلی گری کی شکست نے دونوں گونٹوں کی زندگی کا سرعت کے ساتھ خاتمہ کر دیا آٹا اس تباہی کو شخصی طور پر دور کرنا چاہتا تھا۔ لیکن عزم کر چکا تھا کہ ایگنٹ اور ہورن کو زندہ نہ چھوڑ جائے۔ اسپروں کا مشترقا نو فی شہادت پیش کرنے میں تاخیر کر رہا تھا غالباً اس کو توقع تھی کہ اس کے موکلین کے حق میں لارین کے ڈپوک متعدد ایگنٹ اور ہورن کو سزا اور جرمن روٹسا اور خود شہنشاہ کی کوشش بار آذاریت پچاسی ۵ جون ۱۵۶۸ء ہوگی جس کا نتیجہ کم از کم یہ نکلے گا کہ گوڈن فلیس کی تنظیم (Order) کے روبرو ان کے مقدمے کی سماعت کی

اجازت مل جائے گی کیونکہ وہ اسی کے ارکان تھے۔ لیکن ان امتیازی حقوق کو عطا کرنے سے اس بناء پر انکار کر دیا گیا کہ غذازی کے الزام میں اس کا اطلاق نہیں ہوتا نیم جون کو ایک حکم شائع کیا گیا جس میں اعلان کیا گیا کہ شہادت پیش کرنے کے لئے جو دست دی گئی تھی وہ منقض ہو گئی۔ دوسرے دن درگاس اور ویل ریونے اسپروں کو عداری بجاوت کے الزام میں مجرم قرار دے دیا اور آٹا نے اس سزا کی توثیق کر دی۔ ان پر جرم یہ عائد کیا گیا کہ انھوں نے ان امراء عہدیہ کی اعانت کی تھی جنھوں نے مفاہمت نامہ پر دستخط ثبت کئے تھے۔ نیز حکومت ہائے فلیمنڈرس و آرتھائے گلڈرس اور ڈنٹھن کے سکریٹریوں کی حمایت اور رئیس آرچ کی سازش میں شرکت کی تھی۔ ۵ جون کو برسز کے بازار میں انھیں پچاسی دے دی گئی۔ چند ہی روز پیشتر ایگنٹ کے سکریٹری بیکراں اور اینٹورپ کے برگو ماسٹر کا بھی یہی حشر ہوا تھا۔ جن کو ایگنٹ اور ہورن کے خلاف شہادت حاصل کرنے کی ناکام کوشش میں انتہا درجہ بے رحمانہ سلوک کیا گیا۔ ان دو امراء کی تحقیقات اور ان کی سزا ہی کا قابل افسوس طور پر خلاف قانون ہونا ناقابل تردید ہے۔ اس کی بدولت اس قدیم امتیازی حق کی کوئی اجسینی بچ

لہ یوریا کا ڈپوک ایگنٹ کا برا درستی تھا۔

اہل فلیڈرس کی تحقیقات نہ کرے اور اس غن کی جس کو ایک قانون بابت ۱۵۳۱ء میں  
 کی رو سے تسلیم کیا گیا تھا کہ گولڈن فلیس کے امراء کی تحقیقات انھیں کی تنظیم  
 کی جانب سے عمل میں لائی جائے خلاف درزی کی گئی۔ اور یہ ایک ایسا قانون تھا  
 جس کی تصدیق خود غلب نے ۱۵۵۶ء میں کی تھی۔ مزید برآں یہ عدالت شاہی حکم  
 کے بغیر قائم کی گئی تھی اور مقدمے کا تصفیہ مدعی علیہم کی شہادت پیش ہونے سے  
 پیشتر کر دیا گیا اور اس مسئلے کے اصطلاحی پہلو سے قطع نظر کہ کوئی ایسی چیز نظر  
 نہیں آتی جس سے ایجنٹ اور ہورن پر عذاری کا جرم عائد ہو سکے کیونکہ وہ ایک  
 کی حیثیت سے ان کو سرکریٹریوں سے قطعاً ہمدردی نہیں تھی۔ اور ان کے اس  
 طرز عمل کا اظہار کلیساؤں کی بے اختراعی کی شورش کے زمانے میں ہوا تھا اور اگر  
 انھوں نے ان حکام عہدیدہ کی تحریک میں جنھوں نے مفاہمت نامہ پر دستخط کئے تھے  
 بالواسطہ اعانت کی بھی تو اس امر کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ وہ ہتیار سے چارہ چوٹی  
 کرنا یا اسپین کی حکومت کا جوا انار پھینکا چاہتے تھے۔ اور نہ انھوں نے ملک  
 کے آئینی حقوق انیازی کے لئے جس میں شاید ذرا زیادہ سختی برتی گئی، اصرار کرنے  
 کے علاوہ اور کچھ کیا۔

ایک اور امیر ایسا رہ گیا تھا جس کے خون کا غلب تشہ نہ تھا۔ اسپین کو ۱۵۶۶ء  
 میں جو دہائی روانہ کئے گئے تھے (دیکھ صفحہ ۱۸۷) ان میں سے برگن کے مارکوئیس نے  
 ۱۵۶۶ء میں انتقال کیا۔ اگلے ستمبر میں جو مینی ایجنٹ اور ہورن کی گرفتاری کی  
 مانتگنی کو نہ لے موت دے کر  
 اسپین میں خفیہ طور پر قتل کیا گیا  
 مارچ ۱۵۶۷ء

عمل میں لائی گئیں اس کے نتائج مجلس خون کو روانہ کئے گئے جس نے ایک سال کے  
 التوا کے بعد میراے موت کا فیصلہ صادر کر دیا (۴ مارچ ۱۵۶۷ء) اور ملزم کو صفائی  
 پیش کرنے کا موقع نہ دیا گیا۔ اس فیصلے کو راز میں رکھا گیا اور بالآخر غلب نے  
 حکم دیا کہ اس کو اسپین میں خفیہ طور پر قتل کر دیا جائے اس طرز عمل کو اس روشنی میں پیش کیا گیا ہے کہ



اس کے ساتھ رحم دلی برنی گئی تاکہ وہ برسرِ عام قتل ہونے کی ذلت نہ گوارا کرے اور اس کے ساتھ ہی عام اعلان کیا گیا کہ وہ طبعی موت مرا۔ نیز اس کی اور برکن کے رئیس کی جائیداد ضبط کر لی گئی اس واقعے کو اس درجہ کامیابی کے ساتھ راز میں رکھا گیا کہ ۱۵۶۴ء تک اس دغا بازی اور ستم پروری کا انکشاف نہیں ہوا تھا۔ لیکن اس سال حکومت اسپین نے سیاس کی دستاویزات تک رسائی کی اجازت دے دی اور اس طرح یہ حقیقت ظہورِ آفتاب ہوئی۔ اب اس توقع میں خوش ہو گیا ہو گا کہ اس نے تمام دشمنوں کا فائدہ کر دیا۔ لیکن گرنیویل نے صبحِ تربعیرت کی بنا پر کہا کہ انھوں نے ولیم کو نہیں گرفتار کیا ہے تو گویا کسی کو نہیں گرفتار کیا۔

بازارِ برسلز کے دردناک واقعے کے بعد آٹو آنا ساؤسے کوئی کسے خلاف روانہ ہوا اور ۲۱ جولائی کو جنگِ جینگن میں اس کو شکست دی۔ آرنج کے ولیم نے اس ناساؤ کے لوی کی شکست انتہائی کدور کرنے کی ناکام کوششیں کیں۔ شہنشاہ ۲۱ جولائی ۱۵۶۸ء میکسیٹین کے ناکیدی احکام کے باوجود دو شاہی کی کوشش میں لگا ہوا تھا، اس نے ۵ اکتوبر ۱۵۶۸ء کو میوز کو عبور کیا اور جرمن اجورہ دار سپاہیوں کے لشکر کے ساتھ برائنٹ میں داخل ہوا اور بعد میں کوٹھی چھیٹنکس کے تحت ہوٹینائٹس کی ایک جمیعت اس سے آملی اگر آرنج کو اپنے دشمن برقوق حاصل تھا تو صرف نندا سپاہ میں۔ آٹو نے کھلمسیدان میں لڑتے آرنج کے ولیم کی ناکام سے احتراز کیا اور اپنے داؤ گھات کے ساتھ ولیم کی جہم اکتوبر ۱۵۶۸ء نازبیت یافتہ افواج پر کامل غلبہ حاصل کر لیا۔ یہاں تک کہ یہ سپاہ غیر مطیع بن گئی اور ولیم کا ساتھ چھوڑنے لگی

کسی شہر نے اپنے دروازے نہیں کھولے، اور ولیم ناکافی انداز سے شکستِ دل ہو کر اسٹراسبرگ پلٹ جانے پر مجبور ہو گیا، جہاں اکثر بیکار سپاہیوں کو غیر مسلح کر کے وہ اور اس کا سبائی کا گٹنی سے جانے اور ۱۵۶۹ء میں فرانس کی لڑائی میں حصہ لیا۔ ولیم اور کوئی کی ہمت قبل از وقت تھیں اہل بیدرستان نے خوفِ دہرا سے پست ہمت ہونے اور طبعاً سست ہونے کی وجہ سے اس صدا کو لبیک نہیں کہا۔ آٹو نے خود کو اس قدر محفوظ سمجھ لیا تھا کہ اس نے غم کر لیا کہ اپنی کامیابی کی کافی شہادت

فلپ کے آگے پیش کرے گا۔ وہ عرصے سے ہندوستان سے دولت کے دریا بہانے کی باتیں کیا کرنا تھا۔ غیر وفادار اشخاص کی جائداد کی ضبطی توقع سے پہلے ختم ہو جانے پر تمام لوگوں کی دولت پر محصول عائد کرنے کی تجویز کی۔ ارجنٹائن میں ہر صوبے کے اسٹیٹوں (ملکات) کو عجلت کے ساتھ طلب کیا اور مطالبہ کیا کہ ہر جائداد پر خواہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ ایک فی صد محصول، اور جائداد غیر منقولہ کے بیج پر پانچ فی صد اور جائداد منقولہ کی فروخت پر دس فی صد محصول ادا کیا جائے۔ دونوں اہل الذکر محاصل تو کافی بھاری تھے۔ لیکن تیسرا محصول تمام تجارت کے قنصل و موقوفی کا باعث ہوا۔ مال صارف کے ہاتھ آئے تک چار محاصل ادا ہوتے تھے۔ پہلا محصول خام شے کی حیثیت سے، پھر جب وہ بنانے والے سے ٹھوک فروش کے پاس آئے، اس کے پاس سے پھر جب چلے فروش کے پاس آئے اور آخر میں اس وقت جب کہ وہ صارف کے ہاتھ فروخت کی جائے۔ اس محصول کے عمل پر ہر شخص کو یقین تھا سوائے آلو اسکے۔ وگلیس اور حتی کہ برلیماٹ اور نائٹس کارس نے اسے اس مقصد سے باز رکھنے کی کوشش کی، اور اگرچہ اکثر و بیشتر صوبہ جاتی مجلسوں نے خوف کی وجہ سے ابتداءً رضامندی ظاہر کی، لیکن آئرن کٹ کی مخالفت نے جس کی دوسروں نے تقلید کی آلو کو مجبور کر دیا کہ ایک مقررہ رقم کے نادے کے معاوضے میں اس کے نفاذ کو دو سال تک ملتوی کر دے۔ جولائی ۱۸۵۷ء میں معافی کا اعلان کیا گیا اور اس میں اتنے مستثنیات تھے کہ اس اعلان کی قریب قریب نفی ہوتی تھی۔ اور دو سال کی مدت گزرنے کے بعد جب والے اس محصول کے نفاذ کی کوشش کی (۳۱ جولائی ۱۸۵۷ء) تو مخالفت کا طوفان برپا ہو گیا۔ آلو نے خام اشیاء، غلہ، گوشت، شراب اور بیر کے محصول کو معاف کر دینے کی ناکام کوشش کی۔ تجارت کرنے سے انکار کرنے والوں کو نرا کی دھمکی کے باوجود تاجروں نے تجارت سے انکار کر دیا دکانیں بند ہو گئیں اور تجارت معطل ہو گئی۔ دین دار قرضہ اردوں کو حاصل کرنے سے قاصر رہے اور متعدد بینک ٹوٹ گئے۔ بیکاری کی وجہ سے جو تباہی ہوئی شمالی صوبوں میں اس میں مزید اضافہ اس طور پر ہوا کہ ایک حبیب طینی کے باعث جو ۱۸۵۷ء کے سرمایہ شمالی مغربی طوفان سے آئی تھی پختے شکست ہو گئے۔ وحشی فقیروں کی تعداد میں (جو

پہلے ہی سے بہت زیادہ تھی، خطرناک اضافہ ہو گیا اور ادھر اسپینی فوجیں تنخواہ کے لئے  
برافروختہ ہو کر سونکہ آوا ادا کرنے سے قاصر تھا، روز بروز غیر مطیع ہوتی نکلیں۔  
اب مارگرٹ کے الفاظ پورے اترے اس شخص سے اس نے کہا، لوگ اس قدر  
نفرت کرتے ہیں کہ وہ آخر اسپین کا نام تک قابل نفرت بنا دے گا، حتیٰ کہ آوا نے  
تسلیم کیا کہ سب کے سب اس سے بچہ گئے ہیں لہذا اس نے اپنی واپسی کا مطالبہ کیا۔  
فلپ نے اس کی عالم گیر غیر ہر دلہیزی سے آگاہ ہو کر ستمبر ۱۵۶۷ء میں مڈیا سلی کے  
ڈیوٹک کو اس کا جانشین مقرر کیا، لیکن اس کی تانخہ پسندی نے دیر کی اور ابھی ڈیوٹک  
اسپین سے روانہ نہیں ہوا تھا کہ خبر آئی کہ سمندری فقیروں نے بریلی پر قبضہ کر لیا ہے۔  
آوا کے ظلم و ستم سے جو لوگ گھبرا کر بھاگ چکے تھے ان میں سے بعض سمندر  
میں جا بچے، اور اسپینی تجارت کے خلاف منظم بحری قزاقی کا نظام قائم کیا۔ اگرچہ  
خاندان گائیز کے شہر کہ خوف نے ایلزبتھ کے ابتدائی دور میں اس کے اور فلپ  
فقیروں نے بریلی پر قبضہ کے باہم دوستانہ تعلقات قائم رکھے تھے، اور وہ  
کر لیا یکم اپریل ۱۵۶۷ء | اب تک آپس میں کھلی عداوت سے محترز تھے تاہم  
ایلزبتھ نے خصوصاً کاربرے ہس میں میری اسٹورٹ

کی شکست، جون ۱۵۶۷ء کے بعد سے انگریزوں کو اسپینی نوآبادیات اور تجارت  
پر حملہ آور ہونے کی علانیہ اجازت دے رکھی تھی اور دلہیزی رعایا کے جنگی جہازوں کو  
اپنے بندرگاہوں میں نگر انداز کر رکھا تھا۔ اور یہاں تک انھیں اجازت دے دی  
تھی کہ مال غنیمت انگریزی بازاروں میں فروخت کریں۔ ۱۵۶۷ء میں ایل جنیوا کے  
قرضے کی رقم بندرستان جابری تھی تو اس کو گرفتار کر لیا گیا فلپ نے اس کے جواب  
میں میری ٹکٹ اسکاٹ لینڈ اور ناروے کے ڈیوٹک کے حق میں ریڈ الفی سازش بابت ۱۵۶۷ء  
کی تائید کی لیکن یہ سازش ناکام رہی، تاہم اس موقع پر ایلزبتھ اسپینیوں کی کھلی بندوں  
مزامحت کرنے کے لئے بے چین نہیں تھی۔ لہذا اس نے دلہیزی خزانگی جنگی  
جہازوں کو جو اس وقت ولیم ڈی لارک (ایک مشہور اور بے اسول نیوٹام) کی  
سرکردگی میں نگر انداز تھا انگلستان کے ساحل سے روانہ ہونے کا حکم دیا۔ لہذا  
جو میں جہازوں کا بیڑہ سمندریں روانہ ہوا اور ایک اسپین کے تجارتی بیڑے

پہلے اور ہونے کے بعد لارک نے بریلی پر قبضہ کر لیا جو دریائے میوز پر واقع تھا۔ یکم اپریل ۱۸۵۲ء) آرنج کے ولیم نے جو اس وقت تک جنگی کارروائیوں کے لئے تیار نہیں تھے بریلی کی تسخیر کی اجازت نہیں دی تھی۔ اور نہ انہماک اس کو ایک عارضی حملے سے بڑھ کر وقت دی گئی تھی۔ تاہم نیدرستان کی بغاوت میں یہ سب سے پہلا قدم تھا۔ فلشنگ نے جو دریائے شلت کے دہانے کی نگرانی کرتا ہے سب سے پہلے شور شرابا کی۔ انجیزن نے جو زیوڈرزی پر ایک اسپینی سلاح خانہ تھا بہت جلد تقلید کی اور اس کے غوطے سے بعد ہی مالبینڈ اور زیوڈرزی (یا سٹفائے اسٹوڈم وڈ لبرگ) بنزگلڈرینڈ، اور سیل آرکٹ اور فریسلینڈ کے بڑے بڑے شہروں نے آرنج کے رئیس کے حق میں اعلان کر دیا۔ اس وقت سے نیدرستان کی بغاوت یورپی سیاسیات کے وسیع مسائل اور فرانس اسپین اور انگلستان کی عظیم الشان سلطنتوں کے سیاسی تعلقات سے گہرے طور پر وابستہ ہو گئی۔ جیسا کہ فرانس میں نہر ہی جنگ کے عنوان کے باب میں زیادہ وفیات کے ساتھ بتایا گیا ہے۔

(صفحہ ۴۸۲ و ۵۰۲) اس موقع پر دوبارہ فرانس کی حکمت عملی یہ تھی کہ نیدرستان کی تائید کی جائے۔ عہد نامہ سینٹ جیمس (اگست ۱۸۵۱ء) کے بعد سے کانگن نے اقتدار حاصل کر لیا تھا، اور کینتھرائن اور اس کے کمزور بیٹے چارلس نہم کو راضی کر لیا تھا کہ اسپین کے خلاف مخالفت کی تجدید کر کے خانگی اور مذہبی جھگڑوں سے فریسیوں کی توجہ کو ہٹا دیا جائے حتیٰ کہ ایڈولف انگلستان نے ریڈ انفی سائنس میں فلپ کی تائید سے براہِ رختہ ہو کر، اور فرانس و اسپین کے خطرناک اتحاد یا فرانس کے ساتھ نیدرستان کے کسی حصے کے الحاق کو باز رکھنے کی فکر میں ان تجاویز کو قبول کر لیا، اور انجیزن اس کے بجائی انگلن کے ساتھ جسے نیدرستان کی حکومت پیش کی جانے والی تھی، شادی کا خیال دل میں بسانے لگی۔ آرنج کے ولیم نے نہایت خوشی کے ساتھ فریسی اتحاد کو قبول کر لیا۔ اور گفت و شنید صلح کا نتیجہ یہ ہوا کہ ناساؤ کا لوئی ۲م سٹی کو کوئی ڈیٹس گنس کے زیر قیادت ہونگن کی وجہیت کی تائید مانس برناساؤ کے لوئی کا سے ہینالٹ کے دار الحکومت مانس کو مسخر کر لیا۔

قبضہ ۳۱ مئی ۱۸۵۲ء | ۵ جولائی کو شمالی صوبہ جات کے چھ شہروں کے

امراء و نائبین نے ڈارٹ میں اجلاس کیا اور فلپ کو بادشاہ قرار دیتے ہوئے ولیم کو اپنے اسٹیٹ ہولڈر (State holder) کی حیثیت سے تسلیم کیا اس کے لئے ایک مقررہ رقم کی رائے دی اور اس کو اختیار و مالک کو ہینری ظلم و ستم سے نجات دلانے کے لئے جاریہ جو فی اختیار کرے۔ ولیم شمالی صوبہ جات کے تائید کیے تھے اور فرانسیسیوں کے اشتراک عمل پر اعتماد کر کے جولائی ہی کو دیباے پر بائین عبور کر چکا تھا تاکہ جنوبی صوبہ جات میں بھی بغاوت پھیلادے لیکن تلخ یاوسی اس کی قیمت میں لگمی تھی۔ ۱۹ جولائی مانس کے روبرو گنلس کی کومانس کو نجات دلانے کی کوشش میں جہاں آگوا کا شکست۔ ۱۹ جولائی۔

شہروں نے ولیم کی پیش قدمی کا خیر مقدم کیا لیکن سینٹ بارٹھلمیو کے قتل عام کی خبر نے اس کی توقعات کو ٹیبا میٹ کر دیا (۲۴ اگست ۱۵۷۲)۔

دربار فرانس کے مسلک میں اس حیرت انگیز انقلاب کی نسبت اور مقامات میں بھی بحث کی گئی ہے (دیکھو صفحہ ۴۸۲) میں یہاں ان اثرات سے تعلق ہے جو دربار فرانس کے مسلک میں تغیر سینٹ بارٹھلمیو کے قتل عام کے نتائج کے ولیم نے سینٹ بارٹھلمیو کے قتل عام کی خبر کیا سنی تھی یا اس پر بجلی گر پڑی اس نے مانس کو نجات دلانے کے لئے اپنی پیش قدمی جاری رکھی

لیکن آگوانے جس نے ۲۲ اگست کو کمان حاصل کی تھی اپنی عادت کے بموجب کھلے میدان میں لڑائی لڑنے سے احتراز کیا، ولیم کے سپاہی فرانسیسیوں کے انحراف سے سست ہمت ہو کر غیر مطیع ہو گئے، خود رئیس اپنے کتے کی ہتھیاری کی بدولت ایک اچانک شبخون سے جان بچا کر نکلا اور شمالی صوبہ جات کی طرف پسپا ہونے پر مجبور ہو اٹھا ساد کے لوٹنے اپنے بھائی سے چھوٹ جانے اور فرانسیسی تائید سے ماپوس ہونے کے باعث ۱۹ ستمبر کو مانس چلا کر دیا اس کی افواج کو واپس چلے جانے کی اجازت مانس کی تسخیر ۱۹ ستمبر پارہ کر دیا جائے لیکن فرایو والگی کی خلاف ورزی کر کے شہر کے ساتھ ظالمانہ سلوک کیا گیا۔ یکے بعد دیگرے تمام شہروں

نے اطاعت قبول کر لی اور انھیں باسٹنٹن شہر میں معافی بھی دے دی گئی، اس خوش حال شہر میں آلو کے حکم سے تیس دن تک لوٹ اور غارت گری کا دور دورہ جنوبی صوبہ جات رہا تا کہ وہ ایک نظر کا کام دے۔ کلیسا اور خانقاہیں سخت بے رحمی کے ساتھ تباہ و برباد کی گئیں اور وحشی سپاہیوں کے ہاتھوں کیتھولک اور پراسٹنٹ دونوں فریقوں کو نقصان پہنچا۔

مانس کے قرب و جوار میں کشمکش نے کم از کم شمالی صوبہ جات کو تقویت حاصل کر لے کا موقع دیا، اور رئیس آرنج ہالینڈ کو روانہ ہوا تا کہ مدافعت کی تنظیم عمل میں لائے اب آلو کی تجویز یہ تھی کہ کوشش کر کے شمال کے اہم شہریوں کو زیر کر لے اور بغاوت کو منتشر کر دے۔ اور اس غرض سے ڈواگوں کے درمیان بغیر متنازعہ صوبہ جات کو کھڑا کر دے یہ کام اس نے اپنے بیٹے ڈان فریڈرک کے تفویض کیا۔ زلفن کو مسخر شمال میں ڈان فریڈرک لیا گیا اور اس کی متینہ فوج کو تہ تیغ کیا گیا۔ گڈر لینڈ اور سیل کی نقل و حرکت اور گرد و نواح کے صوبوں نے اطاعت قبول کر لی اور ڈان فریڈرک

مغرب کی طرف ہالینڈ کو روانہ ہوا، جہاں صرف اسٹردم ایک ایسا شہر تھا جس پر اسپینی قابض تھے۔ شرائط جو ان کی جان کی بناء پر اطاعت قبول کی تھی تھی، کی خلاف ورزی کر کے نارڈن کے قصبے کو منہدم کرنے کے بعد ڈان فریڈرک نے ہارٹم کے اہم شہر کا محاصرہ کر لیا۔ یہ شہر اس خاکانے کی تنگ ترین جگہ پر واقع ہے و زوڈ یارزی کو بحر جس سے جدا کرتا ہے اور جو اس مقام پر صرف پانچ فیصل چوڑا ہے۔ اگر اسپینی اس کو مسخر کر لینے تو ہالینڈ کا شمالی حصہ بالکل جدا ہو جاتا۔ محاصرہ ہارٹم۔ ۹ دسمبر آلو نے فوجی چال بازیوں کے نقطہ نظر سے اس شہر کی سے ۴۲ جولائی تک

قیادت میں تیس ہزار کا لشکر تھا حکم دیا تھا کہ ہر حالت میں اس کو مسخر کر لیا جائے۔ لیکن یہ کام انتہاء درجہ دشوار معلوم ہوتا تھا۔ مشرقی جانب سے شہر کی محافظت ہارٹم کے اٹھنے والا ب سے ہو رہی تھی، اور خشکی کی راہ سے صرف مغربی جانب سے اس تک رسائی ممکن تھی اہل شہر نے زلفن اور نارڈن کے اس تجربے سے متنبہ ہو کر رسم و کرم کی توقع بے سود ہے آخری دم تک مدافعت کرنے کا

غرم کر لیا اور اگرچہ متعینہ فوج کی تعداد صرف چار ہزار تھی لیکن اسپینیوں کو اس شہر کی تسخیر میں سات مہینے لگے (۹ دسمبر تا ۱۷ جولائی) اس محاصرے میں دونوں جانب سے بے رحمیوں اور ظلم و تشدد کا اظہار کیا گیا اور شیخ کے بعد شہر ایک مسلح بن گیا اور دو ہزار سے زائد آدمیوں کو انتہا درجے کی بے دردی کے ساتھ ذبح کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ہارلم کی تسخیر کی خبر نے فلپ کو بستر مرض سے اٹھا دیا لیکن شہر بھاری قیمت ادا کرنے کے بعد فتح ہوا تھا۔ ڈان فریڈرک کے بارہ ہزار آدمی کام آئے اور فلاحین کے مظالم نے اہل نیدرستان کو شدید تر جدوجہد کے لئے مستعد بنا دیا۔ ہمارے شہر، ولیم نے کہا، ایک دوسرے کے ضامن ہیں کہ ہر محاصرے کی مدافعت کریں انتہائی کوشش صرف کر دیں، ہر ممکنہ مصیبت کو برداشت کریں، بلکہ اپنے گھروں کو آگ لگا دیں اور ان کے ساتھ خود بھی جل کر کباب بن جائیں، لیکن اس بے رحم ظالم کے احکام کے آگے تسلیم خم کریں۔ واقعی کہا جاسکتا ہے کہ ہالینڈ کی خود مختاری ہارلم کی مدافعت کی بدولت حاصل کی گئی۔ اس شہر کی تسخیر کے پندرہ دن بعد سپاہیوں نے جرطعی ہوئی تنخواہ کی خاطر براہ فرقت ہو کر غدر کر دیا۔ انھیں یہ انجینئرز سے پرے اسپینی وعدہ کر کے سمجھایا گیا کہ اگر وہ انکار کے شہر کو سونپ کر دیں تو اس کا مال غنیمت انھیں دے دیا جائے گا۔ لیکن وہ اس میں ناکام رہے اور تباہی خوار کو تیرا انجینئرز سے پرے آوا کو اپنے بیڑے کی تباہی کی بدولت زبردست رکاوٹ برداشت کرنا پڑی۔

فلپ نے بغاوت کی سعی بیخ کنی کی ناکامی سے شکستہ دل ہونے اور آوا کی سخت بے رحمی اور ناقابلیت کے باعث ہر طرف سے ہدف طاعت بننے کی وجہ سے طویل شش و پنج کے بعد فیصلہ کر لیا کہ اس کی بجائے کسی اور کو مقرر کرے۔ ڈیوک ڈی ٹرنہا سسلی جون ۱۵۶۷ء سے نیدرستان میں تھا، لیکن چونکہ اس نازک موقع پر حاکموں کا بدلنا دانشمندی کے خلاف تھا اس لئے وہ اقتدار اپنے ہاتھ میں لینے سے احتراز کرتا رہا اور اگست ۱۵۶۳ء تک آوا کے نظم و نسق پر بالکل غیر دوستانہ نگہ مینی کرتا رہا، اور اس کے بعد وہ اسپین واپس ہو گیا تاکہ

ان لوگوں کی تعداد میں اضافہ کرے جو اندھا و صند انتقام کے مسلک کو مروود دیکھتے تھے بالآخر ہمارے نمبر کو جدید لفٹ گورنر ڈان لونی ڈی ریکسینس نے نیدرلینڈز کے ساتھ ساتھ گورنر میں وارد ہوا آٹو اس ملک سے روانہ ہوا اور اس سے سخت تالاں بننا چاہی کہ بادشاہ کی خوشنودی تک حاصل کرنے سے قاصر رہا اور کیتھولک آٹو کی جگہ میں ریکسینس کا پراسٹنٹ مذہبی علما اور عوام کی عالم گرفت و خدات تقریر ۱۷ نومبر ۱۵۸۵ء کا مرکز بن گیا تھا اس کی حکومت کا ظلم و ستم اور اس کی بے رحمی و فوجی دہشت سے بھی زیادہ تھی۔

ہر نوعیت کی اذیت و تکلیف جس کو جدت طرازی پیدا کر سکتی ہے۔ مجرمین کو پہنچانی جاتی تھی اور جلد دانہ اور شیطانی ظلم و استبداد کے پیچھے کی حیثیت سے ہمیشہ تاریخ میں زندہ رہے گا۔ تاہم کم از کم اتنا اعتراف کرنا چاہیے کہ اس نے جو مسلک اختیار کیا تھا۔ تا کا صی سے قطع نظر کرتے ہوئے ہر طرح سے قلب کے دلی منشاء کے مطابق تھا اور وہ کم از کم جنوبی صوبوں میں شاہی اقتدار قائم کرنے میں کامیاب رہا۔

جدید گورنر جنرل نے اس عزم کا اظہار کیا تھا کہ آٹو کی عام اندادی کارروائیوں کے سلسلے کو ترک کر دے گا اور کوشش کرے گا کہ مفاہمت پسندانہ کارروائیوں سے بیدارستان کو واپس لے لے گا۔ تاہم ضرورت کے اعتبار سے اس کی فوجی کارروائیوں کی طرف مہذول ہوئی۔ شمال میں وطن پرستوں کے ۱۵۸۶ء کے فوجی واقعات ڈیبرگ کی تسخیر ۲۱ فروری ۱۵۸۶ء کا مائڈرلینج کو جو لیڈن کا محاصرہ ۱۵ نومبر ۱۵۸۵ء تا ۱۷ اکتوبر ۱۵۸۵ء ڈیبرگ کے اہم شہر کی مدافعت کر رہا تھا شہر کی تسخیر پر مجبور کیا گیا اور

اس طرح کامل جینرل والکرین جو شلٹ کے دونوں دہانوں کی حفاظت کرتا ہے بالآخر اسپین کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اور شہر لیڈن جس کا محاصرہ نومبر ۱۵۸۳ء سے جاری تھا اب تک رجب آکج کے حق میں مدافعت کر رہا تھا لیکن وریاے میوزیرموکر ہائڈ کی پولیس تباہی کی بدولت شمال کی کامیابیاں بے رونق ہو گئیں ۱۴ مارچ ۱۵۸۶ء یہاں تمام کے لونی نے اپنے بھائی سے جاننے کے لئے جرمن اور فرانسیسی پھر کچی فوج



کی سرکردگی میں جو کوشش کی تو اس کو اسپینی جنرل سانکو ڈی اویلب کے ہاتھوں شکست فاش نصیب ہوئی خود لوئی اپنے بھائی کوٹ ہنری اور الٹریالین کے بیٹے ڈیوک کرسٹوفر کے ساتھ مارا گیا لوئی ڈیئر ڈیئر ہنرمان کے انتقال سے ولیم کو سخت صدمہ پہنچا جس کے تین بھائی میدان کارزار میں کام آچکے تھے، زولو بچیس نے فاتح سپانیوں کے شدید غدر کو مشکل دفع کر کے لیڈن کو دوبارہ محاصرہ کر لینے کا حکم دیا (۲۶ مئی ۱۵۶۷ء) جس کو لوئی کی پیش قدمی کی وجہ سے ترک کر دیا گیا سمٹھا ایکسٹس کی رائے میں بغاوت کو مذہب سے بہت کم تعلق تھا۔ لہذا اس نے باستثنا سے چند ان سب کو عام معافی دینے کا وعدہ کیا جو کتبہ لوک کلیسا میں لوٹ آئیں اگرچہ سپینا لارڈ (Grand Commander) کا یہ خیال شورش کے ابتدائی اسباب و علل سے متعلق صحیح تھا لیکن شمالی صوبہ جات میں بہر کیف حالات بدل چکے تھے۔ ان کی مذہبی اور سیاسی بے اطمینانی باہم ایک ہو رہی تھی اور ۱۵۶۷ء کے گرامیں ولیم نے وطن پرستوں کے ان مظالم کی شکایت کی تھی جو انھوں نے پادروں اور درویشوں پر ڈھائے تھے۔ لہذا ان کو رز جنرل کے مشراٹ کو مسترد کر دیا گیا اور یہ شورش مچاتے ہوئے کہ پاپا کے دوستوں سے ترک ہنرمان مسخر ہوئے سے موت بہتر ہے، لیڈن کے فتنہ یوں نے آخری دم تک مدافعت کی ٹھان لی۔ موکر ہائیڈ کی شکست کی وجہ سے خشکی کی راہ سے امداد پہنچنے کے تمام مواقع پر پانی پھر گیا تاہم ترمی کا راستہ باقی تھا لیکن یہ درحقیقت پندرہ میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ اس لئے پشتوں کو کاٹا گیا اور ایک طویل اور اضطراب انگیز تاریخ کے بعد ہوا کا رخ شمال مغربی جانب بدلا اور ۱۸ ستمبر اور ۲۰ اکتوبر کو دوشہیدانہ جیوں کے باعث سمندر کا پانی زمین پر چڑھا آیا جس کی بدولت امیر البحر بائیسٹ کا بیڑہ نزدیک تک رسائی حاصل کر سکا۔ اسپینی جن کی قیادت والدیس کر رہا تھا اس جدید دشمن کی پیش قدمی سے گھبرا کر بھاگ نکلے اور شہر بچا لیا گیا (۳ اکتوبر)۔

لیڈن کی نجات نے جو جنگ کی سب سے زیادہ درخشاں کامیابی تھی (اور ایک ایسی کامیابی جس کی یاد گاریں ایک جاسمہ کی بنیاد رکھی گئی) ثابت کر دیا کہ گو اسپینی

خفگی کی راہ سے فوج کر سکتے ہیں۔ لیکن جہاں جہاں جہاز پہنچ سکتا ہے وہاں وہ 'بحری  
 فقیروں' کا مقابلہ نہیں کر سکتے جس زمانے میں ایڈن کا محاصرہ جاری تھا ایکسینس جنوبی  
 برٹانٹ کے اسٹیٹوں کے | صوبہ جات کو منانے اور ان سے دوستی پیدا کرنے کی کوشش  
 اجلاس جون ۱۵۸۵ء | کر رہا تھا، رجون کو برٹانٹ کے اسٹیٹوں (طبقات) کی ایک مجلس  
 برسلز میں منعقد کی گئی۔ بادشاہ کے مندرجہ بالا معافی نامہ

کی اشاعت کی گئی اور مجلس خون اور دس پینی کے محاصل کی تین سو کا وعدہ کیا گیا۔ اسٹیٹ  
 (طبقات) اس سے مطمئن نہیں ہوئے اور اسپینی افواج کی روانگی، عہدوں سے غیر ملکوں  
 کی طلوعگی اور شہروں کے لئے بلدیاتی امتیازات کا مطالبہ کیا مذکورہ رقم نہایت تنگدہن اور بحالت  
 کے ساتھ شہروں سے ادا کی جاتی تھی ایکسینس کو ان مطالبات کے ادا کرنے کا اختیار نہیں تھا۔ اس لئے خوب  
 میں اقتدار شاہی کی کامل بحالی کو متنبہ کر دینا پڑا۔ اب یہ بتا دل رو گیا تھا کہ ولیم اور شمالی صوبوں کے ساتھ  
 صلح کر لی جائے۔ اس غرض سے گزشتہ خزاں ہی سے گفت و شنید شروع ہوئی تھی اور بالآخر مارچ ۱۵۸۵ء میں  
 ایک کانفرنس بتام ریڈا منعقد کی گئی طبقات ہالینڈ ویزلینڈ سے جو کشتہ مقرر کئے گئے تھے  
 کانفرنس بریڈا مارچ | انھوں نے مطالبہ کیا کہ اسپینیوں کو فوراً برطرف کر دیا جائے  
 تا جولائی ۱۵۸۵ء | تمام صوبہ جات سے اسٹیٹ جنرل (مجلس طبقات) کو طلب  
 کیا جائے اور کالونی خیالات کے ساتھ رواداری برتی جائے۔

شاہی کمشنروں نے یہ شرط پیش کی کہ اگر رئیس آرنج جرمن اور دیگر عام اجورہ دار سپاہیوں  
 کو اپنی خدمت سے نکال دے تو اجنبی سپاہیوں کو بھی برطرف کیا جائے گا۔ لیکن انھوں  
 نے مطالبہ کیا کہ بادشاہ کی دستخطی ضمانت اور شہنشاہ کی اس ضمانت کے جواب میں  
 کہ شاہی ہواغید کو برقرار رکھا جائے گا۔ رئیس آرنج کھیلوں کو پیش کرے اور بعض ہم ترین  
 شہروں کو جو اس کے قبضے میں تھے واپس کر دے۔ لیکن اس کی توقع نہیں تھی کہ ولیم مؤثر  
 ذرائع مدافعت سے خود کو محروم کر دے گا، اور ان شرائط پر اتفاق اور سمجھوتہ ہونا  
 غیر متوقع تھا۔ خواہ مذہبی دشواری ناقابل التوقع مزاحمت نہ بھی پیش کی ہوتی۔ شاہی  
 کمشنروں نے بس اتنا کہا کہ بولوگ کینھو لک کلیسا کو غور کرنا نہیں چاہیے انھیں انی جاننا  
 فروخت کر کے ترک وطن کر دیں ایکسینس نے ان شرائط پر صلح سے بالوس ہو کر قریب  
 کو یہ عجیب مشورہ دیا تھا کہ بندرستان کو ایک ایسے فرمانروا کے تفویض کر دیا جائے

جس کو رواداری برتنے میں اس قدر تردد نہ ہو۔ اس نے لکھا کہ پریٹنٹ کے معاوضے میں سیورے کے ڈاکو یا غلب کے دوسرے بیٹے کو نیدرستان والے کو دیا جائے میرے بیٹے کو ہرگز نہیں، غلب نے مراسلے کے مانیفیسٹ پر لکھ بھیجا، میں اس کو گوارا کروں گا کہ وہ لکھ بننے کی بجائے مفلس و نادار رہے اور اس نے ایکسپنس کے جواب میں یہ مشورہ دیا کہ آلو اکی یہ آخری نصیحت مناسب ہے کہ جو شہر قصبے میں نہ آسکیں ان کو جلا کر خاکستر بنا دیا جائے اور اس کے بعد اس رئیس کے متبعین کو خفیہ طور پر اغوا دینے لگا۔ کہ اپنے آقا کو قتل کر کے بادشاہ سے معافی حاصل کریں۔ اور اس نے بعد پھر ایک طویل مدت کے لئے قلب پر خاموشی طاری رہی۔ ان حالات میں صلح و امن صاف طور پر ناممکن تھا۔ جولائی ۱۵۷۵ء میں گرفت و غنیمت منقطع ہو گئی اور ایکسپنس لے افسردہ ذلی، غدار سپاہ، خالی خزانہ اور تباہ شدہ شہرت و نیک نامی کے ساتھ مزید جنگی کارروائیوں کی تیاری شروع کی۔

اس تنازعہ میں ہالینڈ اور زولینڈ نے اتحاد قائم کرنے اور حکومت کی تنظیم جدید عمل میں لانے کی نسبت مذاہیر اختیار کیں۔ کچھ دنوں سے برگروالوں میں یہ میلان پیدا ہو گیا تھا کہ رئیس آرج کے اختیارات پر قبو دعائد کئے جائیں۔ لیکن اس نے رئیس آرج کے اختیارات ان شرائط کے تحت حکمرانی کی ذمہ داریوں کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ لہذا جون ۱۵۷۵ء میں ملک کی مدافعت سے متعلق تمام معاملات

میں مکمل اختیارات دے گئے لیکن رسمی معاملات کا اختصار طبقات کے لئے محفوظ تھا مجسٹریٹوں اور دیگر عہدہ داروں کو طبقات کی جانب سے پیش کردہ فہرست میں سے نامزد کرے طبقات نے اس سے یہ بھی مطالبہ کیا کہ رومن مذہب کی علانیہ تعمیل کو روکا جائے۔ ولیم نے اصرار کیا ان الفاظ کے عوض کسی مذہب کو جس کو انجیل سے اختلاف ہو، داخل کئے جائیں۔ یہ فقرہ خواہ مرمہ شکل ہی میں کہوں نہ ہو صاف بتائے دیتا ہے کہ مذہبی قضیہ آگے قدم بڑھا یا جا رہا ہے اور اس مسئلے پر نہ صرف بادشاہ بلکہ ان جنوبی صوبوں کے ساتھ جہاں کیتھولک مذہب طاقتور تھا کسی بھی نوعیت کی مفاہمت و سازش نہ ہوتی جا رہی تھی۔ اسی سال ماہ اکتوبر میں طبقات ہالینڈ و زولینڈ نے زیادہ فیصلہ کن مذاہیر اختیار کیں۔

اس وقت تک وہ اعلان کرتے رہے کہ شاہ فلب کی وفادار رعایا ہیں، لیکن اب انھوں نے فیصلہ کر لیا کہ بادشاہ کو خیر باد کہہ کر کسی اور رئیس کی فرمانروائی تلاش کی جائے۔ لیکن ان کی جدوجہد کامیاب نہیں رہی۔ ایلزبتھ نے جس کو سب سے پہلی مرتبہ فرمانروائی پیش کی تھی اپنا عادی کھیل کھیلنا شروع کر دیا اس نے ان کی استدعا کو شفقت و عنایت کے ساتھ سماعت کیا، انھیں اجازت دی کہ انگلستان سے سامان اسلحہ خریدیں اور اجورہ دار سپاہی اپنے ذاتی مصارف سے لچائیں۔ لیکن آقائی کے سٹے میں اس نے اپنا فیصلہ اس وقت تک کے لئے محفوظ رکھا جب تک کہ وہ ان کے اور ان کے بادشاہ کے مابین سمجھوتہ کرانے کے لئے اپنی پوری قوت صرف نہ کر دے، (اپریل ۱۵۶۶ء) فرانسیسی دربار میں ڈپوک دی انگلن کو فرمانروائی پیش کی گئی جو مساوی طور پر نام کام رہی۔ جس اثنا، میں یہ لا حاصل گفت و شنید جاری تھی شمالی زبلینڈ کے وطن پرستوں کو سخت مصائب برداشت کرنے پڑے ان تین جزائر - ٹھوٹن، ڈیولینڈ اور شوون کے سبھل جو شلٹ اور لیونز کے شمالی مخرج کے مابین واقع تھی بالآخر صرف ایک اسپینیوں کے قبضے میں رہ گیا تھا۔ ستمبر ۱۵۶۵ء مانڈیگن جزائر ڈیولینڈ اور شوون حاصل کرنا ہے اکتوبر ۱۵۶۶ء

ساحل پر افواج کو اتارا گیا۔ اور شہر زیر کزی کاما صرہ کر لیا گیا جو جون ۱۵۶۶ء میں مفتوح ہو گیا۔ مانڈیگن کی اس بہادرانہ ہم کی بدولت زبلینڈ کا جزائر صوبہ و حصوں میں منقسم ہو گیا اور شلٹ کا شمالی مخرج پر اقتدار قائم ہو گیا۔ اس عارضی کامیابی کے دوران میں ایکسٹن کا بخار سے جس میں اس کی خدمت کے اذکار نے اور بھی اضافہ کر دیا تھا اچانک انتقال ہو گیا (۵ مارچ، ایکسٹن کا انتقال ۵ مارچ ۱۵۶۶ء) فلب نے اس کے جانشین کا آخری دور اٹھ ماہ تک خلوے جائداد اس اثنا، میں مجلس نمکیہ نے حکومت کا کام انجام دیا۔ قدیم ارکان میں سے صرف ایرنٹاٹ کا ڈپوک، کوٹ بریماٹ

اور وگلس باقی رہ گئے تھے۔ ان پر متعدد اہل نیدرستان اور ایک اسپینی  
جرمنی ڈی روڈا کا اضافہ کیا تھا اور ایک جرمن کونٹ ہینسفلڈ کو اعلیٰ فوجی قیادت  
تفویض کی گئی۔ اگرچہ مجلس نظمیہ اس طرح بالکل ملکی ارکان پر مشتمل تھی تاہم اس کا  
نظم و نسق اب بھی غیر معروف تھا۔ ایرشاٹ خفیہ طور پر وینیم کا شریک تھا بقیہ دو بائوٹی  
ارکان کارڈنیل گریفل سے متعلق تھے اور ان کے علاوہ برلیمانٹ مجلس خون کا ایک  
جج بھی رہ چکا تھا سکاٹ میں کامل روڈیل کے لئے علیہ آراء کی خواہش کے باوجود  
مجلس میں افتراق پیدا ہو گیا۔ مجلس میں قابلیت تھی اور نہ خزانے میں روپیہ ان سب  
پر طرہ یہ کہ وہ اسپینی افواج کی تنظیم و ترتیب قائم رکھنے سے قاصر رہے۔ جو بھی  
زیر زک مسخر ہوا (۲۱ جون) سپاہ لئے تقایمے تنخواہ کے لئے غضب ناک ہو کر پھر  
غدر مچا دیا اور مائڈلین کے ساتھ یو فانی کر کے زلیٹھ سے بر بانٹ کو روانہ ہو گئے  
(۱۵ جولائی) یہ غدر سرعت کے ساتھ پھیلنے لگا فلیٹڈرس میں الاسٹ کو مسخر کر لیا  
گیا۔ اس سے اس قدر غیظ و غضب اور خوف و ہراس پیدا ہو گیا کہ طبقات بر بانٹ  
جو برسلس میں اجلاس کر رہے تھے اپنی حفاظت آپ کر لئے تھے شہر سے نڈایر افسینار  
کر لئے گئے۔ ۲۶ جولائی کو انھوں نے لرزدہ براندام مجلس نظمیہ کو مجبور کیا کہ غداروں  
کے خلاف ایک حکم جاری کیا جائے اس کے بعد انھوں نے شہر میں داخل شدہ سپاہیوں  
اسپینی سپاہ کی شورش کو ختم کیا اور سپاہیوں کو خراہم کر کے بالآخر برسنہر کو خود  
جولائی ۱۸۵۶ء

اشتعل کر دیا۔ عہدہ دار جو ہینسفلڈ کے تقریر پر پھیلے ہوئے  
رشتک کر رہے تھے اب باستثنائے چند سب کے سب غدار سپاہ سے مل گئے۔ جن  
میں زیادہ خصوصیت کے ساتھ سانکوڈی اودیلا قابل ذکر ہے جو اینڈرپ کی گڑھی  
کا کماندار تھا۔ متعدد جرمن اور والون اجورہ دار سپاہی بھی جائے اور ڈی روڈا  
برسلس سے اینڈرپ کو بھاگ نکلا اور خود کو بادشاہ کا واحد قائم مقام بتاتے ہوئے  
کھلم کھلا ڈی اوبلائی تائبہ کر لئے لگا۔ اب جنوب میں قریب قریب تمام اہم شہروں  
گرطھیاں باستثنائے برسلس شورشوں کے ہاتھ میں آگئیں اور اکثر صورتوں میں تو  
خود شہروں کو مسخر کر لیا گیا جن کے باشندوں کے ساتھ نہایت بے رحمانہ سلوک

روا رکھا گیا۔ اسی اثنا میں آرنج کو کوشش کر کے جنوبی صوبوں کو اپنا حامی بنانے کا موقع ہاتھ آگیا۔ اگرچہ کچھ دنوں سے شمال اور جنوب کے مابین مذہبی اختلافات نمایاں ہونے لگے تھے لیکن کم از کم اجنبیوں اور خاص کر اجنبی سپاہیوں کو نکال باہر کرنے اور اپنے سیاسی امتیازات کی دوبارہ تصدیق کرنے کی خواہش مشترک محرک کی بنا پر درخواست کرتے ہوئے ان سے اصرار کیا کہ تمام اختلافات دادر کردئے جائیں اور سب کے سب ہم دل اور ہم خیال ہو کر ملک کے نجات دلانے میں مصروف عمل ہو جائیں اس کے پرامن الفاظ سے جوش میں آکر جنوبی صوبوں کے وفود وسط اکتوبر میں گھنٹ میں نمودار ہوئے تاکہ شمالی طبقات سے روانہ کردہ نمایندوں کے ساتھ گفت و شنید کریں۔ ان کی کانفرنس ابھی شروع ہوئی ہی تھی کہ ارباب شورش کا تشدد انتہا درجے کو پہنچ گیا۔ ۴ نومبر کو الاسٹ کی سپاہ نے اینٹورپ کی طرف پیش قدمی کی اور ڈی اوپلا کے ساتھ شامل ہو کر جرمن اور والون دستوں پر جو اس شہر پر قابض ہونے کے لئے طبقات برابری کی جانب سے روانہ کئے گئے تھے غالب آئے اور سینٹ ایگو، اسپین، اگ، رقتل اور غارت کا لغو لگاتے ہوئے شہر پر سخت ترس انتقام نازل کیا۔ تینتھولک اور پرائسٹنٹ ملکی اور اجنبی، عورت اور مرد۔ غریب اور دیوگر ہر شخص پر بلا امتیاز حملہ کیا گیا۔ آٹھ ہزار آدمی تہ تیغ کئے گئے۔ بہترین عمارات نذر آتش ہو گئیں۔ ایک کروڑ بیس لاکھ کی جائیداد شورسوں نے اینٹورپ یا تو تباہ کی گئی یا لوٹ لی گئی اور اینٹورپ جو نیدرستان کا تباہ ویر باد کر دیا۔ سب سے زیادہ دو تہمند شہر اور یورپ کے زینت بخش

شہروں میں داخل تھا۔ عالم عیاضیت کا سب سے زیادہ

ویران و بے چراغ شہر ہو گیا۔ اینٹورپ کی بربادی نے کم از کم ولیم کی اغراض کو فائدہ پہنچایا۔ ۴ نومبر کو شمالی اور جنوبی صوبوں کے نمائین نے جو اسی شہر میں جمع ہوئے تھے صلح گھنٹ پر دستخط کئے۔ اس مشہور عہد نامہ کی رو سے سمجھوتہ یہ کیا گیا کہ ہر حالت میں اور ہر خطرے کو گوارہ کر کے اسپینیوں کو نیدرستان سے خارج کر دیا جائے۔ اور تحفظ عامہ اور آئندہ محومت کی نسبت تدابیر اختیار کرنے کی غرض سے تمام صوبہ جات سے اسٹیٹ جنرل (مجلس طبقات) کو طلب کیا جائے

۴ نومبر ۱۵۶۶ء

رئیس آرنج، ہالینڈ اور زیلینڈ۔ ہر مجلس کا بدستور لفٹنٹ، امیر البحر، اور سہ سالار رہے۔ صوبہ جات کے مابین تجارت اور رسل و رسائل کی آزادی حاصل رہے۔ تمام قیدیوں کو رہا کر دیا جائے۔ اور تمام قرق جائدادیں واپس کر دی جائیں۔ اتحاد کے خلاف تمام اشتہارات اور تمام فراہم اس وقت تک کے لئے روک دئے جائیں جب تک کہ مجلس طبقات اس امر میں تصفیہ نہ کرے۔ لیکن ہالینڈ اور زیلینڈ کے باہر کیتھولک مذہب پر کسی حملہ نہ کیا جائے اگر شمال میں صدر اسقف اور مذہبی علماء کی جائدادیں ٹھپیں لی جائیں تو ایسا بغیر مراعات کے نہ کیا جائے۔ آخر میں یہ کہ جب تک کوئی صوبہ وفادار اور پابند نہ ہو اس وقت تک اس عہد نامہ سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ ہندوستان کے طول و عرض میں صلح گھٹ کا پر جوش خیر مقدم کیا گیا۔ اور اگر یہ مذہبی دشواری بجائے حل ہونے کے ملتوی کر دی گئی۔ اس امر کی توقع تھی کہ کیتھولک اور پروٹسٹنٹ باہمی رواداری کے اساس پر بالآخر اسپینی حکومت کا جو آثار چھینکے کے لئے متحد ہو جائیں گے۔ اب ہمیں اس صلح پر ہمت افزا نتائج کے ساتھ عمل کیا گیا۔ ۱۱ نومبر کو اسپین کی متعینہ فوج نے گھٹ کی گودھی والے کر دی والنسیس کی گودھی جرمن سپاہ سے خریدی گئی اور اسی موقع پر مانڈریگن وطن پرستوں کی کامیابیوں کا بیان

لئے جزائر شون اور ڈیولینڈ کو خیر باد کہہ دیا۔ تمام زیلینڈ استثنائے تحویل اسپینی حکومت سے آزاد ہو گیا۔ اس کے کچھ عرصے بعد قوم پرست جماعت نے فریسلینڈ اور گرونجن کو دوبارہ حاصل کر لیا اور بنوادی

۱۵۷۷ء میں اتحاد برسلز (Pacification of Ghent) کی توثیق کر دی۔ یہ ایک ایسا اتحاد تھا جس پر بائستغناے لکزمبرگ ہر صوبہ سے شیرتعداد میں دستخط کئے گئے۔

اسی اثناء میں جدید گورنر ہینچ چکا تھا۔ اینڈورپ کے قتل عام کے ایک دن قبل اور عہد نامہ گھٹ کے چار روز قبل آسٹریہ کا ڈان جان جو چارلس پنجم کا ناجائز بیٹا تھا لکزمبرگ آسٹریا کا ڈان جان لکزمبرگ میں داخل ہوا اور اس نے ایک مور غلام کے لباس میں فرانس کو عبور کیا تھا۔ فلپ نے بالآخر پہنچتا ہے۔ ۳۱ نومبر ۱۵۷۷ء

ارادہ کر لیا کہ اس طوفان کے آگے سر تسلیم خم

کر دے اس کو توقع تھی کہ مفاہمت اور سمجھوتے کی غامض کر کے اور حکومت کو اس حالت پر قائم کر کے جس پر کہ وہ چارلس پنجم کے انتقال کے وقت تھی پھر تاج کے اقتدار کو برقرار

روا رکھا گیا۔ اسی اثنا میں آرنج کو کوشش کر کے جنوبی صوبوں کو اپنا حامی بنانے کا موقع ہاتھ آگیا۔ اگرچہ کچھ دنوں سے شمال اور جنوب کے مابین مذہبی اختلافات نمایاں ہونے لگے تھے لیکن کم از کم اجنبیوں اور خاص کر اجنبی سپاہیوں کو نکال باہر کرنے اور اپنے سیاسی امتیازات کی دوبارہ تصدیق کرنے کی خواہش مشترک محرک کی بنا پر درخواست کرتے ہوئے ان سے اصرار کیا کہ تمام اختلافات دادر کردئے جائیں اور سب کے سب ہم دل اور ہم خیال ہو کر ملک کے نجات دلانے میں مصروف عمل ہو جائیں اس کے پراثر الفاظ سے جوش میں آکر جنوبی صوبوں کے وفود وسط اکتوبر میں گھنٹ میں نمودار ہوئے تاکہ شمالی طبقات سے روانہ کردہ نمایندوں کے ساتھ گفت و شنید کریں۔ ان کی کانفرنس ابھی شروع ہوئی ہی تھی کہ ارباب شورش کا تشدد انتہا درجے کو پہنچ گیا۔ ۴ نومبر کو الاسٹ کی سپاہ نے اینٹورپ کی طرف پیش قدمی کی اور ڈی اولیا کے ساتھ شامل ہو کر جرمن اور والون دستوں پر جو اس شہر رقباقبض ہونے کے لئے طبقات بریانسٹ کی جانب سے روانہ کئے گئے تھے غالب آئے اور سینٹ ایگو، اسپین، اگل، رقتل اور غارت کا لغرہ لگاتے ہوئے شہر پر سخت ترس انتقام نازل کیا۔ تینتھولک اور برائنٹسٹ ملکی اور اجنبی، عورت اور مرد۔ غریب اور دیگر ہر شخص پر بلا امتیاز حملہ کیا گیا۔ آٹھ ہزار آدمی تہ تیغ کئے گئے۔ بہترین عمارت نذر آتش ہو گئیں۔ ایک کروڑ بیس لاکھ کی جائیداد شورسیوں نے اینٹورپ یا تو تباہ کی گئی یا لوٹ لی گئی اور اینٹورپ جو نیدرستان کا تباہ ویر باد کر دیا۔ سب سے زیادہ دو تہمند شہر اور یورپ کے زینت بخش

شہروں میں داخل تھا۔ عالم عیاضیت کا سب سے زیادہ

ویران و بے چراغ شہر ہو گیا۔ اینٹورپ کی بربادی نے کم از کم ولیم کی اغراض کو فائدہ پہنچایا۔ ۴ نومبر کو شمالی اور جنوبی صوبوں کے نائبین نے جو اسی شہر میں جمع ہوئے تھے صلح گھنٹ پر دستخط کئے۔ اس مشہور عہد نامہ کی رو سے سمجھوتہ یہ کیا گیا کہ ہر حالت میں اور ہر خطرے کو گوارہ کر کے اسپینیوں کو نیدرستان سے خارج کر دیا جائے۔ اور تحفظ عامہ اور آئندہ محومت کی نسبت تدابیر اختیار کرنے کی غرض سے تمام صوبہ جات سے اسٹٹ جنرل (مجلس طبقات) کو طلب کیا جائے

صلح گھنٹ  
۴ نومبر ۱۵۶۶ء



رئیس آرنج، ہالینڈ اور زیلینڈ۔ ہر مجلس کا بدستور گھنٹ، امیر البحر، اور سہ سالار رہے۔ صوبہ جات کے مابین تجارت اور رسل و رسائل کی آزادی حاصل رہے۔ تمام قیدیوں کو رہا کر دیا جائے۔ اور تمام قرق جائدادیں واپس کر دی جائیں۔ اتحاد کے خلاف تمام اشتہارات اور تمام فرامین اس وقت تک کے لئے روک وئے جائیں جب تک کہ مجلس طبقات اس امر میں تصفیہ نہ کرے۔ لیکن ہالینڈ اور زیلینڈ کے باہر کیتھولک مذہب پر کسی حملہ نہ کیا جائے اگر شمال میں صدر اسقف اور مذہبی علماء کی جائدادیں چھین لی جائیں تو ایسا بغیر مراعات کے نہ کیا جائے۔ آخر میں یہ کہ جب تک کوئی صوبہ وفادار اور پابند نہ ہو اس وقت تک اس عہد نامہ سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ پندرستان کے طول و عرض میں صلح گھنٹ کا پرچم خیر مقدم کیا گیا۔ اور اگر یہ مذہبی دشواری بجائے حل ہونے کے ملتوی کر دی گئی۔ اس امر کی توقع تھی کہ کیتھولک اور پروٹسٹنٹ باہمی رواداری کے اساس پر بالآخر اسپینی حکومت کا جو آثار چھیننے کے لئے متحد ہو جائیں گے۔ اب ہمیں اس صلح پر ہمت افزا نتائج کے ساتھ عمل کیا گیا۔ ۱۱ نومبر کو اسپین کی متعینہ فوج نے گھنٹ کی گودھی والے کردی والنسیس کی گودھی جرمن سپاہ سے خریدی گئی اور اسی موقع پر مانڈریگن وٹن پرستوں کی کامیابیوں کا بیان

تھوٹن اسپینی حکومت سے آزاد ہو گیا۔ اس کے کچھ عرصے بعد قوم پرست جماعت نے فریسلینڈ اور گرونجن کو دوبارہ حاصل کر لیا اور جنوری

۱۵۷۷ء میں اتحاد برسلز (Pacification of Ghent) کی توثیق کر دی۔ یہ ایک ایسا اتحاد تھا جس پر بائسٹنٹاے لکزمبرگ ہر صوبہ سے کثیر تعداد میں دستخط کئے گئے۔

اسی اثناء میں جدید گورنر ہینچ چکا تھا۔ اینڈورپ کے قتل عام کے ایک دن قبل اور عہد نامہ گھنٹ کے چار روز قبل آسٹریہ کا ڈان جان جو چارلس پنجم کا ناجائز بیٹا تھا لکزمبرگ آسٹریا کا ڈان جان لکزمبرگ میں داخل ہوا اور اس نے ایک مور غلام کے لباس میں فرانس کو عبور کیا تھا۔ فلپ نے بالآخر پہنچتا ہے۔ ۳۰ نومبر ۱۵۷۷ء

ارادہ کر لیا کہ اس طوفان کے آگے سر تسلیم خم

کر دے اس کو توقع تھی کہ مفاہمت اور سمجھوتے کی غامض کر کے اور حکومت کو اس حالت پر قائم کر کے جس پر کہ وہ چارلس پنجم کے انتقال کے وقت تھی پھر تاج کے اقتدار کو برقرار

کر دے گا اور کینٹولک مذہب پر بالکل عمل شروع کیا جائے گا۔ اور اس طرح پھر ندرستان کی اطاعت حاصل کی جائے گی۔ اس مسلک کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ڈان جان نہایت سوزوں معلوم ہوا۔ غرناطہ کی موری بغاوت کے دفعیے کی بدولت حاصل شدہ عظیم الشان لیکن کسی قدر غیر واجب شہرت فتح لیپانٹو، شہنشاہی خاندان اس کے دلاویز اخلاق نے اس کو ہر دلیز بنا دیا تھا، جو ان سختی کے ساتھ اسی سال کی عمر میں جوش عمل کے ساتھ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی حرص مالی مقصدی نیدرستان تک محدود نہیں تھی۔ وہ اس امر کا خواب دیکھ رہا تھا کہ وہاں کی مشکلات کا عاجلانہ تصفیہ کرنے کے بعد یا تو انگلستان کی ایلزبتھ سے شادی کرے گا یا بصورت دیگر اس ملکہ کو زیر کر کے میری ملکہ اس کا ٹیٹنڈ کے شوہر کی حیثیت سے انگلستان کے تخت و تاج کا مالک بن بیٹھے گا۔ لیکن اس کو بہت جلد تجربے نے بیدار کر دیا۔ اس کو کنگز مبرگ تک چھوڑنے کی جرات نہیں ہوئی اور وہیں سے مجلس طبقات کے ساتھ گفت و شنید کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ اس مجلس نے رئیس آرنج کے انتباہ کی بنا پر کہ مواعید پر اعتماد نہ کیا جائے اپنی اطاعت کی قیمت کے طور پر ذیل کی مراعات طلب کیں۔ (۶ دسمبر ۱۵۷۹ء)؛ اسپینی افواج فوراً ہٹا دی جائیں تمام قیدی رہا کر دیے جائیں، اور عہد نامہ گھنٹ کی توثیق کی جائے ان میں سے کم از کم ایک رعایت یعنی اسپینی افواج کی واپسی کے لئے ڈان جان راضی تھا۔ لیکن انگلستان پر چڑھائی کرنے کی تجویز کے بموجب اس کی یہ خواہش تھی کہ افواج بحری راستے سے جائیں اور یہ کہ اس کے مقصد کے لئے جہاز فراہم کئے جائیں۔ طبقات اس تجویز سے بے خبر ہونے کے باعث شبہ کرنے لگے کہ شاید آئندہ ندرستان پر حملہ کیا جائے گا اور اصرار کرنے لگے کہ افواج خشکی کی راہ سے روانہ ہوں۔ غلب نے فوری صفائی حاصل کرنے کی تائید کی اور ڈان جان نے دوامی فرمان ۱۵۷۹ء انگلستان کی مجوزہ چڑھائی کو ترک کرنے پر مجبور ہو کر، ۱۵ فروری ۱۵۷۹ء کو دوامی فرمان پر دستخط کر دے جس کی رو سے اسپینی سپاہ کو بری راستہ سے روانہ ہونا، اور دونوں جانب سے اسیروں کو

۱۵ لیکن بعض ڈان جان کی پیدائش کی تاریخ دو سال قبل یعنی ۱۵۴۵ء مقرر کرتے ہیں۔

رہا کرنا پڑا۔ تمام انبیازات و مناشیر کی توثیق کرنی اور چارلس پنجم کے زمانے کی طرح مجلس طبعات کے اجلاس طلب کرنے پڑے۔ ان شرائط پر یاغی صوبہ جات نے ڈان جان کو گورنر جنرل کی حیثیت سے تسلیم کرنے، مقبوضہ گڑھوں کو واپس کرنے، اپنی افواج کو منتشر کر دینے اور کیتھولک مذہب برقرار رکھنے کا حلف اٹھانے کا وعدہ کیا۔

اسپینی فوجیں اور خراپیل میں روانہ ہوئیں اور ڈان جان یکم مئی کو برسلز میں ڈان جان کا داخلہ ہوا اور ابتداً اپنی مغایرہ حکمت عملی میں اس طرح کامیاب ہوا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اپنی کامیابیوں کی عزت و ناموری کی فہرست میں ایک اور چیز کا اضافہ کر لے والا ہے۔ لیکن اس کوشش کی ذاتی دشواری کے قطع نظر وہ جہلک امور سدرہ تھے یعنی

ولیم خاموش کی ہتھیاری اور چو کسی اور اپنے آقا کے شکوک۔ ولیم دوامی فرمان پر دستخط ہو جانے کی وجہ سے جو اس کی یا اس کے نائبین کی منظوری کے بغیر ہوتے ہوئے پریشان ہو گیا تھا۔ اس کو توقع نہیں تھی کہ ڈان جان اتنی طاقت طبیعت کا ہو گا۔ بایہ کہ وہ اپنے شرائط واپس لے لے گا۔ ولیم نے راستے میں جن خطوط کو گرفتار کیا تھا ان کی بنا پر اسپینیوں کی صداقت کیشی پر اعتماد نہ کرنے کی کافی وجہ موجود تھیں، اور وہ جانتا تھا کہ ان شرائط پر صلح کرنا اس کی تباہی کا باعث ہو گا۔ لہذا اس نے فرمان کو تسلیم ولیم دوامی فرمان کو کرنے یا اس کو صوبہ جات ہالینڈ و زیلینڈ میں شائع کرنے سے مسترد کر دیتا ہے انکار کر دیا تھا۔ اور اب وہ اس کے خلاف مذاہر اختیار کرنے میں مصروف ہو گیا۔ وہ ادنیٰ تر طبقات کی جانب متوجہ ہو کر

ان کی مخالفت کو مشتعل کرنے لگا، انگلستان اور فرانس سے گفت و شنید شروع کر دی اور یہاں تک کہ ڈان جان کو گرفتار کرنے کی سازش کرنے لگا۔ اس کے برخلاف ڈان جان اس رئیس کے قتل کے تجاویز سننا تھا لیکن فلپ کی مراسلت میں بلجیٹان کی شان میں، شراب خوار اور شراب کے خم کہہ کر بدکلامی کرتا تھا اور اس سے تیاری جنگ پر اصرار کرتا تھا۔ بالآخر، جولائی کو گورنر جنرل نے اپنے سکریٹری اسکویڈ کو لیڈر روانہ کیا تاکہ شاہ اسپین کو اس کے خیال سے آگاہ کرے۔ اسی اثناء میں فلپ اپنے سوتیلے بھائی کے ساتھ سخت حسد کرنے لگا۔ اس کو شبہ ہو گیا تھا کہ

ڈان جان حکومت یا تاج اسپین کی نسبت کچھ خیال دل میں رکھتا ہے۔ یہ ایک  
فلپ ڈان جان کو مشتتبہ ایسا شبہ تھا جس کو اس کا وزیر اور خفیہ مشیر اینٹونیو پیریز  
نظر سے دیکھتا ہے سوچ سمجھ کر اس کے دل میں پیدا کر رہا تھا لہذا اسکو پکڑ  
کی غامضگی کو نظر انداز کر دیا گیا۔ ڈان جان نے مشورہ  
یا امداد کے لئے جو فوری التماس کیا تھا اس کا تین مہینوں تک جواب نہیں دیا گیا  
اور اگلے مارچ میں پیریز کے احکام اور فلپ کی چشم پوشی سے خود اسکو پکڑ کر قتل  
کر دیا گیا۔

فی الحقیقت ڈان جان کی تمام دل خوش کن توقعات پر پانی پھیر گیا اور ۲۳ ستمبر  
نیدرستان میں اختلافات کو آرج کا ولیم اکٹھارہ سال کے بعد بریٹن کے دار الحکومت  
کے اسباب برسلز میں داخل ہوا تو ایسا معلوم ہوا کہ سارا نیدرستان  
اسپین کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ لیکن کامیابی کی قریبی  
توقعات نے احساسات عدم اتحاد و شخصی رشک و حسد و اسپینی جوہر ظلم کی شدت کی  
وجہ سے دبا دئے گئے تھے از سر نو زندہ ہو گئے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ شمالی صوبہ جات  
حال ہی میں جنوبی صوبوں سے متحد ہوئے تھے۔ جنوبی صوبوں میں جو ہالینڈ اور یلینڈ سے بالکل  
قریب واقع تھے ایسے لوگ آباد تھے جو فی الواقع ملٹی جلتی نسل کے تھے لیکن جداگانہ زبان  
فلپینڈ بولتے تھے۔ لیکن زیادہ جنوبی و مشرقی صوبوں میں روسون کی آمیزش زیادہ  
تھی اور ان کی زبان فرانسیسی تھی نسل و تاریخ ماضیہ کے یہ اختلافات ان لوگوں کے  
مذہبی رجحانات سے نمایاں ہوتے تھے شمال میں پراسٹنٹ اور جنوب میں کیتھولک  
مذہب غالب تھا اور اب جبکہ اسپین کا خوف گھٹ رہا تھا دونوں جانب سے تنگ  
نادرسی کے جذبات ظاہر ہونے لگے۔ اختلاف کے ان اسباب و علل میں جنوبی امرا کی  
جو زیادہ ترکیبوں کو تھے چند سری حکومت کے رشک و حسد کا بھی اضافہ کر دینا چاہئے جو  
آرج کے فلپ کی روز افزوں اہمیت اور اس کے جمہوری میلانات کے باعث پیدا  
ہو گیا تھا۔ یہ رشک و حسد اس بلا کا تھا کہ اس کی بدولت یہ عجیب و غریب خیال پیدا  
ہو گیا کہ شاہ فلپ کی کامل منظوری سے گورنر جنرل کی خدمت شہنشاہ ریو ڈالفس کے بھائی  
آبرج ڈیوک تیھیاس کو پیش کی جائے لیکن ولیم کی جالاک لے اس تحریک کو بھی اپنے

مفید مطلب بنادیا اس نے علانیہ آرچ ڈپوک کی امید واری کی تاہم شروع کر دی  
 آرچ ڈپوک منتخبیاس گورنر جنرل | اور وہ ۱۸ جنوری ۱۸۵۷ء کو گورنر جنرل منتخب  
 ہو گیا۔ اسی اثنا میں جدید گورنر شٹ کے ڈپوک  
 جو آرچ ڈپوک منتخبیاس کو بلانے والوں میں شامل

ستھا کے خلاف گھنٹ کی بغاوت نے (جس کو ولیم نے خفیہ طور پر منظور کر لیا تھا) یہ ظاہر  
 کر دیا کہ آخر الزکر کو ادنیٰ تر طبقات کی تائید حاصل ہے اور نتیجیاس ایسے معروف اور  
 ہر نوعی شخص کی مخالفت سے گھبرا کر نہ صرف بر بانٹ کے روراث (ایک عہدہ  
 جس پر عوام رئیس فرمانروا کا ولی عہد مقرر کیا جاتا تھا) کی حیثیت سے اس کے  
 انتخاب اور فیلنڈرس کے اسٹٹ ہولڈر کی خدمت کی توثیق کر دی۔ بلکہ اس کو اپنے  
 لفٹنٹ جنرل کی حیثیت سے تسلیم کر لیا اور وعدہ کیا کہ وہ مجلس طبقات اور مجلس نظمہ  
 کے مشورے سے حکومت کرے گا۔ اسی موقع پر بر بانٹ کے جدید یا قریب تر اتحاد کی  
 بدولت کیتھولک اور پراسٹنٹ فرقوں نے آپس میں معاہدہ کیا کہ تمام دشمنوں کے  
 خلاف ایک دوسرے کا احترام اور حفاظت کی جائے گی۔

تاہم ولیم جس زمانے میں ان اختلافات سے دوچار تھا جو اس کے مفاد کو تباہ و برباد  
 کرنے کی دھمکی دیر ہے تھے، اسپینی جنگ کی تیاری کر رہے تھے فلپ آخر امر اپنی  
 چیرت ناک سستی و کاہلی سے چونکا اور اسپین کی آزمودہ کار سپاہ کو حکم دیا کہ اٹلی سے  
 واپس آجائے۔ ان سپاہیوں سے جن کی قیادت پارما کے الکنڈر کے ہاتھ میں تھی اور  
 فرانس کی سپاہ سے جو میانسفلڈ کے تخت تھی تقویت حاصل کر کے ڈان جان طبقات  
 کی ماتریت یافتہ اور غیر مسلح افواج کے خلاف روانہ ہوا اور الکنڈر کی ماہرانہ  
 فنکست گھیلورس | سپہ سالاری کی مدد سے نامور کے قریب گیلورس میں ان کو ایک  
 ۱۳ جنوری ۱۸۵۷ء | تباہ کن شکست دی۔ اس فتح نے سپین کی داوی اسپین کے حق  
 میں حاصل کر لی اور ولیم اور آرچ ڈپوک کو مجبور کیا کہ برسلز کا

تخلیہ کر دیں۔ اور اس شکست کی بدولت کہ جنوبی صوبہ جات میں آزادی کا غمانہ ہو گیا۔  
 لیکن شمال میں گیلورس کی شکست ولیم کے مفاد و دیکھسی میں اضافے کے کام آئی۔ مارچ میں  
 اس کا بھائی کونٹ جان گلڈر لینڈ کے آہم صوبے کا گورنر منتخب ہوا۔ اور مئی میں ولیم کے

تجسین امسٹرڈم کے کینٹو لک مجسٹریٹوں کا تختہ اٹھانے میں کامیاب ہوئے اور اس طرح ہالینڈ اور ہارلام کا دار الحکومت کوپراسٹنٹ مفاد کے حق میں حاصل ہو گیا۔

اسی اثنا میں کینٹو لک امراء اپنی توقعات میں یتیمیاں سے ناامید ہو کر فرانس کے سبزی سوم کے بجائی فرانسس امیر آبنجو کی طرف متوجہ ہوئے کالگنی کے غلبہ و اقتدار آبنجو کا ڈیوک نیدرستان کی آزادیوں کی حفاظت کے لئے مقرر ہوتا ہے جولائی ۱۵۸۵ء کے مختصر زمانے کے بعد کینٹو لک نے والون صوبہ جات ہینا لٹ آرمائے اور فرانسیسی فلینڈرس میں فرانسیسی اثر کی توسیع کو پیش نظر رکھتے ہوئے نیدرستان کے مضطرب و منتشر حالات سے فائدہ اٹھانے کے خیال کو کبھی نہیں ترک کیا۔

مکن تھا کہ اس موقع پر وہ فلپ کے ساتھ دوستانہ گفت و شنید سے اور غالباً اپنے کسی بیٹے کے ساتھ اسپینی شہزادی سے رشتہ ازدواج جوڑ کر اپنا مقصد حاصل کرنے کو ترجیح دیتی لیکن آبنجو فرانس میں اپنی حیثیت سے غیر مطمئن تھا اس کے دل میں یہ امید افزا اور مسرت بخش خیال پیدا ہو گیا تھا کہ اپنے لئے بھی کوئی ریاست حاصل کی جائے لہذا اس پیش کش کو قبول کر کے جولائی ۱۵۸۵ء میں ہینا لٹ وارد ہوا۔ ولیم اگرچہ ان علاقوں میں فرانسیسی اثر کے غلبے کو پسند نہیں کرتا تھا تاہم آبنجو کی مخالفت کو تدبیر و مصلحت کے خلاف پایا اور متوقع تھا کہ یہ کوشش ایلزبتھ کے جذبہ رشک و حسد کو مشتعل کر دے گی جو ایک طرف تو ڈیوک کو دلربائی کے ساتھ عقد کر لینے کا اطمینان دلاتی رہی اور دوسری طرف مقصود ارادہ کہ چلی تھی کہ لوکھیز (Low Countries) کو فرانسیسی قبضے میں جانے نہ دے نیز وہ ولیم کو مدد دینے کا بھی وعدہ کر چکی تھی۔ لہذا آبنجو کے ڈیوک کو اسپینیوں کے ظلم و تشدد کے خلاف نیدرستان کے آزادی کے محافظ کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا۔ اس کو یقین دلایا گیا تھا کہ اگر نیدرستان اسپینی حکومت کا چواٹا پھینکنا ضروری سمجھے تو حکومت و فرمانروائی اس کو پیش کی جائے گی۔ اور اس نے وعدہ کیا کہ ملک کی حکومت میں کوئی رد و بدل نہیں کروں گا اور وہ جو فوجات حاصل کر سکے ان کو طبقات کے حق میں برقرار رکھے گا (۲۰ اگست) اس پر پچھہ گفت و شنید سے کوئی قطعی نتیجہ برآمد ہونے سے پیشتر ڈان جان اپنے عظیم الشان تجاویز کی ناکامی سے ڈان جان کا انتقال ۱۵ اکتوبر ۱۵۸۵ء شکستہ دل اور مرض سے ضعیف و کمزور ہونے پر مارکے الکزنڈر کو جانشینی ملتی ہے کے باعث اور کچھ اپنے ساتھ شاہ فلپ کی

بے پروائی اور اسکو پٹو کے قتل کے صدمے کی وجہ سے مر گیا۔ اس نے یکم اکتوبر ۱۹۱۵ء کو نامور کے قریب پوٹس کے کمپ میں ایکس سال کی عمر میں انتقال کیا۔ اور قبل از قبل اپنے بھانجے الکر نیڈر پار ما کو اپنا جانشین بنا دیا تھا۔ اگرچہ اس افواہ میں کوئی امکان نہیں پایا جاتا کہ فلپ نے حکم سے اس کو زہر کھلا دیا گیا تھا، لیکن کم از کم جس اشتباہ اور بے پروائی سے اس کے ساتھ سلوک کیا جاتا تھا وہ بے شک اس کی موت میں معاون ہوا۔

الکر نیڈر پار ما جو گورنر کی حیثیت سے ڈان جان کا جانشین ہوا، او بیوٹیواری اور پار ما کی مارگریٹ کا بیٹا تھا جو فلپ کے عہد میں سب سے پہلی ایجنٹ مقرر ہوئی تھی اس کی پرورش اپنے بھائی ڈان کارلوز اور ماموں آسٹریا کے ڈان جان کے ساتھ اسپین میں ہوئی تھی۔ مہات پسندی اور فوجی مشقوں کی محبت نے اس کو ابتدا میں دو شخصوں کی باہم مہلک لڑائیوں کا غایت درجہ دلدادہ بنا دیا تھا۔ لیکن ترکوں کے خلاف جنگ نے اس کے آگے زیادہ باعزت میدان عمل کھول دیا۔ اور لیپانٹو کی لڑائی میں اس نے انتہا درجہ حیرت ناک شخصی بہادری کا اظہار حاصل کر کے نامور ہی حاصل کیا۔ اسی تیس سال کی عمر میں وہ ایک سپاہی کی حیثیت سے اپنے ماموں ڈان جان سے بڑھ چڑھ کر نکلا۔ اور ایک مدبر سلطنت نباض کی حیثیت سے بے انتہا برتر و بہتر نکلا۔ یاد رکھنا چاہئے کہ چونکہ جدید گورنر کی قابلیتیں اعلیٰ درجہ کی تھیں۔ اس لئے اس موقع پر صورت حالات نے اس کو وہ مواقع دئے جو اس کے پیشروں کو نہیں حاصل ہوئے تھے۔ شمالی اور جنوبی صوبوں میں مذہبی اور نسلی اختلافات روز بروز نمایاں ہوتے گئے۔ جنوبی اور مغربی صوبوں میں اختلافات سرعت کے ساتھ زور پکڑتے جا رہے تھے۔ مجلس بلقات کے فیصلوں کی خاص کر محاصل کی بابت برائے نام تعمیل ہوتی تھی۔ سپاہیوں کی تنخواہیں وقت پر نہیں ادا کی جاتی تھیں۔ ان کی تربیت درست نہیں ہوتی تھی اور غدار بن گئے تھے۔ کیتھولک اور کالونی فرقوں کی ناروا داری روز بروز نمایاں ہوتی جا رہی تھی۔ معاشرتی اور سیاسی رقابتیں خود کو ہر روز دو چند قوت کے ساتھ آگے بڑھا رہی تھیں۔ اور سیول (دماغی) جنگ یا مزاج عدم محنت کی دھمکی دیر ہی تھیں۔ ولیم

کچھ عرصے سے ادنیٰ تر جماعتوں کی جانب مائل ہونے پر مجبور تھا اور وہ انھیں اپنے قابو میں رکھنے کے قابل نہیں تھا۔ خاص کر گھنٹ میں امتیاز نامی سردار کی سرکردگی میں شورش انتہا درجے کو پہنچ گئی تھی اور اس کی تائید پلاٹینٹ کا جان کا سمیر کر رہا تھا جو ایک حریص اور دوست (Ambitious) اور کم زور رئیس تھا، اور جو بھی جرمن اجورہ داروں کی ایک مخلوط (Mostely) فوج اور نکلے ایلر تھکے بھیجے ہوئے انگریز سپاہیوں کو لے کر وارد ہوا تھا۔ اس سودا کی جماعت کی شورش نے نہ صرف کیتھولک پائٹرناسٹر جیکس، کے غیظ و غضب کو جواب تک اکثر جنوبی صوبوں کی غامدگی کر رہے تھے مشتعل کر دیا بلکہ متعدد غیر مطمئن امراء کو بھی جواب تک قومی مفاد کی تائید پر تھے اپنے سے علیحدہ کر دیا۔ الکنیڈر نے اس نفاق و شقاق سے فائدہ اٹھانے میں سرعت سے کام لیا۔ اس نے مفاہمت اور سمجھوتہ کی بدولت جزئی طور پر، رقیبی رشوت یا مواخیدہ ترقی سے زیادہ کامیابی کے ساتھ بہت سے امراء سے باہمی سمجھوتہ کرنے میں کامیابی حاصل کی ان کے منہج ہم زیادہ خصوصیت کے ساتھ اپنے باپ کے ناخلف میٹے اینجمنٹ، اور گریوٹلا کے بھائی شمشینگنی کا ذکر کر سکتے ہیں، اور پارمانے ولیم تک بھی رسائی حاصل کی اور اس کے ساتھ زبردست مواخیدہ کئے بشرطیکہ وہ اپنے مقاصد سے باز آجائے۔

الکنیڈر کی سیاسی نکتہ سنجی کا سب سے زیادہ عظیم نشان نتیجہ اتحاد انزاس ۶۔ جنوری ۱۵۶۹ء ہے جو آرٹائے اور ہینالٹ کے دواون روسا اور شہر ہاے۔ لیلی، ڈوے، اور آرجیں واقع فلینڈرس کے مابین قائم ہوا تھا۔ یہ ایک ایسی جمعیت تھی جس نے اگلے سٹی میں الکنیڈر سے اس شرط پر صلح کر لی تھی کہ بیرونی افواج فوراً برہات کر دی جائیں گی، اور صوبہ جاتی امتیازات کا احترام کیا جائے گا۔ اس کے جواب میں گلڈر لینڈ، ہالینڈ، زیلینڈ، اٹرکٹ اور فریسلینڈ کے شمالی صوبہ جات نے اتحاد اٹرکٹ اتحاد اتراس بابت ۱۶ جنوری کے قائم کیا (۲۹ جنوری)۔ اس اتحاد کا یہ مقصد ظاہر جواب میں اتحاد اٹرکٹ کا کیا گیا کہ صلح گھنٹ کو تقویت پہنچائی جائے۔ اسپین قیام۔ ۲۹ جنوری ۱۵۶۹ء کی اطاعت و وفاداری کو دور نہیں کر دیا گیا تھا بلکہ صوبہ جات نے آپس میں ایک دوسرے پر لازم و ملزوم



قرار دیا کہ بادشاہ یا کسی اور اجنبی فرمانروا کے نام سے جو جو قوت استعمال کی جائے۔ اس کے خلاف اپنی حفاظت کی جائے۔ ہر صوبہ پابند ہو گیا کہ جداگانہ عہد نامے طے نہ کرے اور اپنی خاص آزادیاں اور امتیازات قائم رکھے اور خود فیصلہ کر لے کہ کونسا مذہب اختیار کیا جائے۔ اور اگرچہ ضمیمہ کی انفرادی آزادی کی اجازت دی جانے والی تھی مگر رومن کیتھولک صوبہ جات سے بھی انہیں شرائط پر شریک ہو جانے کے لئے کہا گیا اس عہد پر ایک مجلس عامہ کے ہاتھ میں دی جانے والی تھی جو تمام صوبہ جاتی مجالس کے نائبین پر مشتمل ہو۔ اور اس کی کرنسی (سکہ currency) اور نظام اجزائے محصولات (Taxation) مشترک ہو۔ اور ایک مجلس انتظامی ہو جو مجلس عامہ کے آگے جوابدہ رہے۔ اس مشہور دستاویز پر استدلاء صرف پانچ مثالی صوبوں نے دستخط کئے لیکن بعد میں دیگر دو (گرڈنچن اور اوریس) نیز شہر ہائے گھنٹ، برونجس، پیرس اور اینیورپ بھی شریک ہوئے۔ اگرچہ اس اتحاد کو شروع میں عارضی قرار دیا گیا تھا۔ لیکن بعد میں وہ سات صوبہ جات متحدہ کے آئندہ دستور متفقہ کا اساس بن گیا، جس طرح کہ اتحاد اتر اس میں آئندہ جدید تنظیم یافتہ اسپینی میدرستان کا بیج بویا گیا تھا۔

جس زمانے میں شمال مشرقی اور جنوب مغربی اصطلاع میں ارتباط پیدا ہو رہا تھا

جنوب مغربی صوبہ جات اور | اسی زمانے میں پارما صوبہ جات متوسط میں زبردست شمال میں پارما کی کامیابی ترقی کر رہا تھا۔ ۱۵۷۹ء کے گرامس میسٹرکٹ جو

دریائے میوز پر واقع تھا۔ چار مہینوں کے محاصرے

کے بعد مسخر ہوا۔ اور ڈی پارس نے میچلن کو ننگ حرامی کر کے حوالے کر دیا۔ اگلے سال کے سٹی میں مشہور ہو گیا ڈی ٹاؤ کو انگل غنڈے کے قریب اسیر بنا لیا گیا۔ حتیٰ کہ شمال میں کوئٹ رینی برگ نے شہر گرڈنچن کے ساتھ بے وفائی کی اور ناسا کا جان جو ولیم کا بھائی ہوتا تھا، لوگوں میں حب وطن کے فتنے ان اور تنظیم و ترتیب

(discipline) سے بہ ننگ اگر گلڈ رینڈ کی اسٹیٹ ہولڈری (Stateholderati)

سے ہاتھ دھو بیٹھا اور جرمنی کو واپس ہو گیا۔

اس کامیابی سے بلند ہمت ہو کر فلپ نے جون ۱۵۸۵ء میں رئیس آرنج

کے اخلاف حکم امتناعی شائع کر کے فیصلہ کن کارروائی کی۔ اس کو نمک حرام اور بدکردار  
 غلب رئیس آرج کے خلاف حکم امتناعی شائع کرتا ہے جون ۱۵۸۸ء  
 قرار دیا گیا تمام وفادار رعایا کو اس کے ساتھ  
 مراسلت کرنے یا اس کی جہانداری کرنے یا اس  
 کو پناہ دینے کی ممانعت کی گئی۔ اور اس شخص کو

پچیس ہزار طلائی کراؤن اور ایک اعلیٰ عمارت دینے کا وعدہ کیا گیا جو اس کو زندہ  
 یا مردہ غلب کے حوالہ کر دے۔ غلب نے اس میں گریوٹلا کے مشورے کے بموجب عمل کیا  
 جس نے کہا تھا کہ ولیم ایک بزدل انسان ہے اور قتل کے خوف سے یا تو وہ اطاعت  
 قبول کر لے گا یا خودکشی کرے گا۔ اگرچہ اس حکم امتناعی کو ایک حکم نامہ موت سے  
 تعبیر کیا جاسکتا ہے لیکن ولیم اس سے ذرا بھی نہیں گھبرایا۔ ولیم نے اپنے جواب  
 میں نہایت دلیری کے ساتھ اپنے دشمن سے بے باکی کا اظہار کیا۔ اس نے دعوے  
 ولیم اپنا جواب شائع کرتا ہے کہ ساتھ بیان کیا کہ غلب اپنے بیٹے ڈان کارلوز  
 اور انچو کے ڈیوک کے ساتھ اپنی بیوی ایلزبتھ اور شہنشاہ میکسیٹین کا قاتل  
 گفت و شنید شروع کر دیتا ہے ہے اس نے اعلان کیا کہ نیدرستان پر حکومت کرنے  
 کی نسبت غلب کا حق اس کے ظلم و استبداد کی

وجہ سے باطل ہو گیا۔ لہذا وہ ان کا جائز بادشاہ نہیں رہا اور نہ خودیہ باغی۔ آخر  
 میں دعویٰ کرنے ہوئے کہ وہ دوا می اخراج یا موت کو خوشی کے ساتھ برداشت  
 کر لے گا بشرطیکہ اس کی بدولت وہ اپنے لوگوں کو آفات و مصائب سے نجات  
 دلا سکے۔ اس نے اپنے تئیں خدا کے حوالے کر دیا، جو اپنی عظمت اور اس کی نجات کے  
 پیش نظر جس طرح بہتر سمجھے اس سے اور اس کے مال و اسباب سے کام لے، لیکن  
 ولیم نے ان الفاظ پر اکتفا نہیں کیا اس کو ایک مدت سے یقین تھا کہ جب تک  
 بیرونی امداد حاصل نہ کی جائے کم از کم جنوبی صوبے ہاتھ سے نکل جائیں گے۔ ڈیوک  
 کیا سمیر نے اپنی ناقابلیت کی وجہ سے ان اعراض و مفاد کو فائدے سے زیادہ  
 نقصان پہنچایا اور تیس ہزار جرمن اجورہ دار شہیاہین کی تباہی تک ادا کئے بغیر  
 ملک کو خیر باد کہہ دیا۔ آرج ڈیوک میتھیاس ظاہر ہے کہ ایسا شخص نہیں تھا کہ  
 کسی معاملے کو تقویت پہنچا سکے اور نہ جرمنی مزید امداد دینے کی توقع تھی۔ صرف فرانس

باقی رہ گیا تھا۔ لہذا انجو کے ڈپوک کے ساتھ دوبارہ گفت و شنید شروع کی گئی، جون ۱۵۷۹ء میں اس امید کی بنا پر انگلستان گیا تھا کہ اگر ایضاً اس کو صرف دیکھ پائے تو اس کا ساتھ قبول کر لے گی۔ یقیناً ڈپوک کی ظاہری وجاہت ایسی نہ تھی کہ اس کی یاوری کرتی، کیونکہ اگرچہ تمام ویلائٹس روسا کی طرح اس کے عادات و اخلاق نہایت پسندیدہ تھے، اور وہ ایک اچھا شخص اور ایک تازہ فواناٹیس تھا۔ لیکن پتہ قات تھا۔ چہرے پر چھپک کے داغ تھے اور ناک بہت بڑی تھی، علاوہ ازیں کنواری ملکہ اس کے ساتھ چلے کر رہی تھی انجو سے شادی کرنا اور فرانس کی امداد کے قطعی وعدے کے بغیر نیدرستان میں اس کی مدد کرنا فلپ سے سخت عداوت مول لینا تھا۔ اور اس کی توقع نہیں تھی کہ ہینری سوم وعدہ کرے گا اور اس کو فرانس کے حق میں نیدرستان فتح کرنے کی اجازت دینا ناقابل برداشت تھا لہذا اس نے اپنے محب کی توقعات کو صرف اس غرض سے بڑھا دیا تھا کہ اس کو کسی طرح فلینڈرس سے نکالے اور بحر اس کے کوئی متبادل نہیں تھا کہ اس کو شادی کے خواستگار کی حیثیت سے اپنے پیچھے لگا رکھے۔ لہذا انجو کو دل خوش کن مواعید کے ساتھ واپس کیا گیا اور اس نے اپنی دلہن کو حاصل کرنے کی توقع میں طبقات کی شرائط کو شوق کے ساتھ قبول کر لیا۔

عہد نامہ پلیس۔ لیس ٹورس (ستمبر ۱۵۸۸ء) کی رو سے جس کی توثیق اگلے جنوری میں ہوئی، ڈپوک کو نیدرستان کی موروثی فرمانروائی عطا کی گئی۔ اور شرائط یہ عہد نامہ پلیس۔ لیس ٹورس کی رو سے تھیں کہ وہ ہمیشہ اسی ملک میں مقیم رہے، انجو کے ڈپوک کو نیدرستان کی موروثی فرمانروائی عطا کی گئی۔ ستمبر ۱۵۸۸ء

کسی اجنبی کو خدمت نہ دے حکومت میں رد و بدل کی کوشش کرے اور نہ صوبوں سے انیازی حقوق میں مداخلت کرے۔

وہ شاہ فرانس سے مدد تو لے لیکن کسی علاقے کو اس ملک میں فتح کرنے میں مدد نہ دے۔ اگر ان شرائط کی کچھ بھی خلاف ورزی کی جائے گی تو اس کی فرمانروائی کو فوراً ضبط کر لیا جائے گا۔ اگلے جولائی ۱۵۸۱ء کی ۲۶ کو طبقات نے آخر الامر فلپ کی فرمانبرداری ترک کر دی اور آریج ڈپوک بیتمیاس اکتوبر میں نیدرستان سے روانہ ہو گیا حالانکہ انجو کو فروری ۱۵۸۱ء سے پیشتر قبول نہیں کیا گیا۔ شمالی صوبہ جات اس جہنی حکم کا خیر مقدم کرنے سے انتہا درجہ ناراض تھے ولیم نے متعدد مرتبہ انکار کر لے کے بعد

جولائی ۱۸۵۸ء میں ہائینڈ اور زلیٹھ کے کونٹ کا خطاب قبول کر لیا تھا اور بدوران جنگ اس کو فرمانروائی دی گئی تھی۔ لہذا ان صوبہ جات نے انجو کے ڈپٹک کو ان صاف شرائط پر تسلیم کیا کہ رئیس آرج کے علی تفوق میں کوئی تغیر و تبدل نہ کیا جائے۔ اس طرح ہر منشاء کے اعتبار سے ہندوستان اب تین حصوں میں منقسم ہو چکا تھا۔ مغربی ہندوستان کی سہ گانہ صوبہ جات جنہوں نے دوبارہ اسپینی حکومت کو تسلیم کر لیا تھا، شمال مشرقی صوبہ جات زیر ولیم اور وسطی صوبہ جات جنہوں نے فرانسیسی رئیس کی فرمانروائی قبول کر لی۔ اس

نیدرستان کی سہ گانہ  
تقسیم

معالیہ میں ولیم کے مسلک پر سخت نکتہ چینی کی گئی ہے اور یقیناً فرانس میں انجو کا سابقہ کردار (دیکھو صفحہ ۴۸۸ و ۴۹۲) کوئی زیادہ امید افزا فال نیک نہیں تھا۔ اگرچہ یہ چارہ کار بدرجہ مجبوری اختیار کیا گیا تھا تاہم فرانسیسی اتحاد کا خیال بالکل برابری نہیں تھا اس امر کی کچھ توقع باقی تھی کہ ایک کیتھولک فرمانروا جو پراشنٹوں کے ساتھ رواداری برتنے پر رضامندی کا اظہار کرے۔ اسپین کی مخالفت کے تمام عناصر کو یکجا جمع کر لے۔ کیتھولک اور شاہ ہینری سوم ایک مخالف اسپینی مسلک (دیکھو صفحہ ۴۹۵) اختیار کرنے کی جانب نیم مائل تھے اور اگر اس موقع پر ملکہ انگلستان کی شادی بھی ہو جاتی تو اسپین کے خلاف ایک اشتراک عظیم کا کنگنی کا خیال بالآخر حقیقی صورت اختیار کرتا لیکن قسمتی سے ان سب کا برا اتمام ہوا۔ اب نتیجہ لے انجو کو دوبارہ انگلستان بلا سمجھے اور اپنے عاشق کے ساتھ قرار نسبت کے چھلے نباد کرنے کے بعد بھی فیصلہ کن قدم آگے بڑھانے سے انکار کر دیا، اور انجو بالآخر انگلستان سے ہندوستان کو روانہ ہو گیا اہل ٹیلیڈرس اور فرانسیسیوں میں جھگڑا ہو گیا، مذہبی نارواداری نے منافرت میں اضافہ کر دیا، پارما کی کامیابیاں جاری رہیں، اور انجو نے اپنے اوپر عالم کردہ قیود سے تنگ آکر بے وفائی اور غیر محتاط شباب کاری سے حکومت میں ناجائز رد و بدل کی فرانسیسی غیظ و غضب کوشش کی۔ اس میں اس کو بعض چھوٹے شہروں میں کامیابی ہوئی، لیکن بروخس میں وہ ناکام رہا۔ لیکن ۱۶ جنوری ۱۸۵۸ء میں شہریوں نے شوہر شش برپا کردی اور اس کے

دو ہزار سپاہیوں کو تہ تیغ کر دیا (۱۶ جنوری ۱۵۸۳ء) انجولنے بے شرم شوخی اور  
 ڈھبٹ پن سے الزام اپنی رعایا کے سر تنھویا، اور ساتھ ہی پارما کے ساتھ سازش  
 شروع کر دی کہ اگر وہ بعض شہروں کو فرانسیسی سرحد سے ملحق کر دے تو وہ اس  
 کے ساتھ مل جائے گا۔ ولیم نے اس موقع پر کبھی فرانسیسیوں کو مشتعل کرنا پسند نہیں  
 کیا۔ ڈپوک فرانس کو روانہ ہونے کے بعد (۲۸ جون) گفت و شنید کا سلسلہ جاری  
 ہوا لیکن اگلے سال اس کے انتقال نے اس کا خاتمہ کر دیا۔ اس واقعے سے بیشتر  
 پارما نے، فرانسیسی غیظ و غضب سے پیدا شدہ انتشار و بے اعتمادی سے فائدہ  
 انجولکی روانگی بنبرستان | اسٹاکر کچھ تو بزور اسلحہ اور کچھ رشوت دہی سے  
 سے ۲۸ جون ۱۵۸۳ء | باستانے فلینڈرس فریباً تمام وسطی صوبوں کو حاصل  
 کر لیا، اور اس وقت بھی بروجن ابرشاٹ کے

ڈپوک کے بیٹے شیمے کی نمک حرامی سے حوالہ کیا گیا۔  
 انجول کے انتقال کے ایک ماہ بعد آرنج کے ولیم کو قتل کر دیا گیا۔ حکم اتناعی  
 اس کے لئے حکم موت تھا۔ پانچ کوششیں کی گئی تھیں جن میں سے ایک تو ویس آرنج  
 کے حق میں تقسیماً ہلک تھی۔ اور اس کی وجہ سے جو اضطراب و پریشانی پیدا  
 آرنج کے ولیم کا قتل | ہوئی وہ کم از کم اس کی بیوی بوربان کی شارلائیٹ کے  
 ۱۰ جولائی ۱۵۸۴ء | انتقال کا موجب ہوئی۔ آخر کار ۱۰ جولائی ۱۵۸۳ء کو  
 جب کہ اس کی عمر اکاون سال کی تھی بلتھار جیرارڈ نامی  
 ایک سودائی باشندہ فریج کو مٹی لئے جو عرصے سے یہ سمجھتا تھا کہ اس کام کے لئے  
 روز ازل سے اس کو مقرر کیا گیا ہے ولف میں اس کو گولی کا نشانہ بنا دیا۔

یہ اولو العزم انسان جس کا یہ انجام ہوا احساس ذمہ داری اور پرخطرہ  
 زندگی کے پاکیزہ اثرات کا ایک اعلیٰ نمونہ تھا۔ اپنے ملک کے مشکلات اور ان  
 افکار نے جو ان مشکلات کے باعث پیدا ہوئے اُسے جوانی کی عیاشی و فضول خرچی  
 کے دائرے سے نکال لیا اور اس کی سیرت میں گہرائی پیدا کر دی تھی۔ وہ ذاتی ایقان  
 کی وجہ سے نہیں بلکہ پیدائشی طور پر متفویک تھا لیکن بعد میں اس کا کوتھری اور پھر کالونی  
 مذہب اختیار کرنا غالباً زیادہ تر سیاسی اغراض و مفاد پر مشتمل تھا؛ اور اگرچہ اس کے

انتہائی عقائد کے اخلاص و صداقت میں شبہ کرے کی کوئی وجہ نہیں اس کے سابقہ تجربے نے اُسے بعض اور مبہم صورتوں کی طرح رواداری کی قدر و قیمت سکھا دی تھی (یہ ایک ایسا عقیدہ تھا جس کی وجہ سے بعض زیادہ متعصب متبعین نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا) بہت کم لوگ اس امر سے انکار کریں گے کہ وہ حریص اور اولوالعزم انسان تھا، لیکن فرمانروائی قبول کرنے سے جو اس کو پیش کی گئی تھی اُس کا بار بار انکار (جس کو بعض لوگ غلطی پر محول کرتے ہیں، کم از کم اتنا ثابت کرتا ہے کہ وہ اس امر سے بخوبی واقف تھا کہ ذاتی اغراض و مفاد کو کس طرح قابو میں رکھا جاسکتا ہے۔ ممکن ہے یہ صحیح ہو کہ وہ کوئی زبردست سپہ سالار نہیں تھا اور یہ کہ فوجی جرات و ہمت کی اس میں کمی تھی، تاہم اگر یہ پیش نظر رہے کہ اس نے ناقابلِ اعتماد اور جہ دار سپاہیوں کی کمان کی یا ایسے غیر مصافی سپاہیوں کی قیادت کی جو کھلے میدان میں اپنی آزمودہ کار سپاہیوں کا مقابلہ کرنے کے بالکل ناقابلِ تھے تو ہم غالباً کھلے میدان کی لڑائیوں سے احتراز کرنے پر اس کی دانائی کی تحسین کریں گے۔ لیکن اس کی عظمت و بزرگی اس کی مذاہیر اور سیاسی تختہ رسی میں ہے۔ سیاسی امور میں کامل راست بازی دشوار ہے۔ لیکن ولیم حیلہ ساز ایلزبتھ میکوبلی کیتھرائن یا دغا باز فلپ کے مقابلے میں بے انتہا زیادہ راست باز تھا۔ ناسازگار اور ناموافق حالات میں باوجود اپنی طبیعت پر مردگی کے وہ اپنے اس مقولے پر ثابت قدم رہتا تھا کہ جو میں کہتا ہوں اسی پر قائم رہوں گا۔ رئیس آرنج پر اس کے مخالفین کی الزام دہی کو اس کی قابلیت کا اور اس کے گرویدہ اور جان نثار متبعین اس کی شخصیت و دلکشیوں کا معیار اور متحدہ نیدرستان کی آئندہ عظمت و شوکت کو اس انسان کی عظمت و اولوالعزمی کا ناقابلِ محبت ثبوت قرار دیا جائے جو بجا طور پر اُن کا باپ کہلایا جاتا ہے۔ تاہم یہ غیر اغلب ہے کہ ولیم اگر زندہ رہتا بھی تو جنوب مغربی صوبوں کو دوبارہ حاصل کرتا۔ ہم نے دیکھا ہے کہ صوبوں میں شکاف و افتراق شروع ہو چکا تھا (ایک ایسا شکاف جس کو مستقبل کی تاریخ نے نہایت گہرا و زبردست ہونا ثابت کیا ہے) اور جنوب مغرب میں پارماکی کامیابی کا اب قریب قریب یقین ہو چکا تھا۔ بلاشبہ ولیم ہوگیناٹوں اور نوآرے کے بہنری جو انھو کے انتقال کی وجہ سے فرانس کا ولی عہد

بن بیٹھا تھا، کے ساتھ انجامہ قائم کرنے کا متوقع تھا، یہ ایک ایسا خیال تھا جس کی توجیہ کا لگنی کی بیٹی کے ساتھ اس کے عقد سے ہوتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام پرنسپل سلطنتوں میں مشترک و اتحاد قائم کرنے کا متنی تھا۔ لیکن ہنری کو اپنے ملک میں کافی مصروفیت تھی اور ایلزبتھ کا بھرم باقی نہیں رہا تھا اور ادھر لوٹنے کی اور کالونی نڈ ہب والوں کے جھگڑے اور کیتھولک رد عمل کی ترقی جرمنی سے موثر اداویں سدا رہ تھی۔ ولیم نے سات متحدہ صوبہ جات کی خود مختاری کا سنگ بنیاد رکھ دیا تھا اور اگر وہ زندہ رہتا تو اس سے زیادہ کچھ نہ کر سکا کہ اس خود مختاری کو چند سال پیشتر تسلیم کر والیتا۔

”اگر ولیم دو سال پیشتر قتل کیا جاتا، فلپ نے کہا، تو بہت سی دشواریوں سے مجھے نجات مل جاتی، لیکن اس کے قتل نہ ہونے سے قتل ہونا بہر حال میں بہتر ہے۔ ولیم کا دوسرا بیٹا مارس جو ہالینڈ اور زیلینڈ کا کپتان جنرل اور مجلس منتظمہ کا جو عارضی طور پر قیصر کی گئی تھی مارس ہالینڈ اور زیلینڈ کا صدر منتخب ہوا۔ صرف پندرہ سالہ تھا، کپتان جنرل مقرر ہوتا ہے ولیم کا داماد ہو ہینلو شراہی تھا اور امیر البحر ڈی سلانگ نے طغیانات کے ساتھ جھگڑا کر لیا لہذا جسٹس اس کی جگہ مقرر ہوا جو ولیم کا ناجائز بیٹا تھا۔ لیکن یہ ناجائز بہ کار تھا اس سے قدرۃ و انتشار واضطر اب پیدا ہوا اس سے پار مانے فائدہ اٹھایا۔ جنوب میں اہم ترین شہر جو غیر ملج رہ گئے تھے ڈنڈرلڈ گھنٹ،

۱۔ ولیم نے چار مرتبہ شادیان کیں۔

(۱) اگنٹ کی این۔

(۲) این دختہ مارس آف سیکسنی

(۳) بورباں کی شارلاٹ۔ دختہ لوی، ڈیوک آف اناٹ پیسیر۔

(۴) لوئسا دختہ امیر البحر کا لگنی اس کے تیارہ بچوں کے منجملہ میں ذیل بہت اہم ہیں۔

(۱)۔ فلپ ولیم فرزند این آف اگنٹ جو ۱۵۶۴ء سے اسپین میں امیر رہا۔ انتقال کی تاریخ ۱۶۱۸ء

(۲) مارس فرزند این آف سیکسنی اسٹیٹ ہولڈر از ۱۵۵۴ء تا ۱۶۲۵ء

(۳) فریڈرک ہنری فرزند لوئیسی ڈی کا لگنی اسٹیٹ ہولڈر از ۱۶۲۵ء تا ۱۶۴۷ء۔

## پارما کی کامیابی

برسلز، میچلن اور اینٹورپ تھے اور یہ سب کے سب دریائے شلت  
 پر یا اس کی شاخ 'سین' پر واقع تھے۔ انکرنیڈر نے اچھی شرائط پیش  
 کیں۔ ان کے مراعات کے احترام کالوگوں کی دینی حالت کے متعلق باز پرس نہ کرنے اور  
 انہیں غیر ملکی متعینہ فوج سے نجات دلانے کا وعدہ کیا۔ آرج کے بہت سے قدیم حامیوں  
 نے مایوسی کے عالم میں اپنی اغراض کا ساتھ چھوڑ دیا اور جولائی ۱۵۸۵ء اور آخر تک  
 یا تو تمام شہروں نے باستثنائے اینٹورپ خود کو حوالہ کر دیا یا مسخر کر لئے گئے۔ پارما  
 نے اب اس اہم مقام کے خلاف پوری جدوجہد شروع کر دی یہ ہمہ دشوار تھی۔ پارما  
 محاصرہ اینٹورپ کے پاس بڑھ نہیں تھا اور فلپ نے جو اس وقت فرانس کی  
 ۱۶ اگست ۱۵۸۵ء جمیعت (دیکھو صفحہ ۵۰۰) کے معاملات میں مصروف تھا  
 بہایت قلیل امداد دی اور اگر اینٹورپ کے شہری ۱۵۸۵ء

کی لیڈن والی شال کی تقلید کرتے تو پارما شہر تک نہ پہنچ سکتا لیکن اس قربانی کے لئے  
 وہ تیار نہیں تھے اور انہوں نے خام نڈا پر جو اختیار کیں وہ فائدہ سے بڑھ کر نقصان  
 کا باعث ہوئیں لہذا پارما شہر کی سمندری جانب دریائے شلت تک رسائی کرنے  
 میں کامیاب ہوا اور ایک پل کی تعمیر شروع کر دی جس سے تمام بحری تعلقات کو  
 منقطع ہو جانا پڑتا تھا۔ محصورین نے بالکل بعد از وقت اس کو مقاصد میں ناکام  
 رکھنے کی ہر دست کوشش کی اور ایک مرتبہ تو آتش زن جہاز سے خائف کر کے  
 اس رکاوٹ کو دور کرنے میں قریب قریب کامیاب ہوئے لیکن پارما ایسا شخص  
 نہیں تھا کہ مزاحمت سے اس کو روکا جاسکتا۔ اُن کی تمام جدوجہد کے باوجود  
 بل تکمیل کو پہنچایا گیا اور چھ ماہ کے محاصرہ کے بعد رگوماسٹر سینٹ آڈیگوتھ سے لے  
 شہر کو حوالے کر دیا (۱۶ اگست)۔ لیکن فہمندی کو لوٹ اور غارتگری سے داغدار  
 نہیں بنایا گیا۔ معافی کا اعلان کیا گیا۔ حالانکہ شہر کو تادان ادا کرنا پڑا باستثنائے  
 کیتھولک مذہب تمام مذاہب کو ممنوع قرار دیا گیا لیکن جن لوگوں کو اس سے اتفاق  
 نہیں تھا انہیں دو سال کا موقوفہ دیا گیا۔ لیکن تسخیر اینٹورپ نے اگر پارما کی فوجی شہرت  
 کو معراج پر پہنچا دیا اور برابانٹ کو عملاً اسپینیوں کے حق میں حاصل بھی کر لیا تو حقیقی فائدہ  
 کوئی زیادہ اہم نہیں تھا۔ اسلئے اور سلوینس اب تک ثابت قدم رہے گو بعد میں



ان کو فتح کیا گیا (سلوینس اگست ۱۵۸۷ء میں) لیکن ولندیزی فلشنگ اور شلٹ کے مدخل پر مستقل قبضہ کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اس کی بدولت نہ صرف انھوں نے اینٹورپ کی تجارتی اہمیت کو برباد کر دیا جو اس کے بحری رسل و رسائل سے قائم تھی بلکہ دیگر عظیم الشان شہر ہائے فلینڈرس کی تباہی میں مدد دی۔ اسٹرڈم نے اب اینٹورپ کی جگہ لے لی۔ فلیمی تجارت کے لئے دریاے شلٹ کا راستہ بند ہو گیا اور اس کے بعد سے ہمارے زمانے تک جبکہ دریاے شلٹ کی راہ سے اینٹورپ کی تجارت کھول دینے کا اعلان کیا گیا ہے۔ اینٹورپ تجارت کا ایسا گہوارہ نہ بن سکا جس کے لئے اس کا جغرافیائی مقام اس قدر موزوں ہے۔

جس زمانے میں یہ یادگار مصروف جاری تھا اسی زمانے میں نیدرستان کی بازنائیں عجیب کس میری کی حالت میں تھیں یہاں اب تو جماعتیں عالم ظہور میں آگئی تھیں جو جنھوں نے اپنی توقعات کو فرانسیسی امداد پر قائم کیا اور وہ جو انگلستان کی طرف تک رہے تھے۔ ابتداءً فرانسیسی جماعت ہسپری سوم فرما نروائی سے لے کر کامیابی ہوئی۔ انچ کی ملک حرامی سے ایوس اتکار کرتا ہے اکتوبر ۱۵۸۲ء ہوئے بنیر اور صوبہ ہالینڈ کی مخالفت کے باوجود انھوں نے جو ایلزبتھ کو پیش کی جاتی ہے ہسپری سوم کو فرما نروائی پیش کی۔ ان شرائط پر جن کا تصفیہ متعاقب عمل میں آئے وہ اکتوبر ۱۵۸۲ء

ایک ایسی قابل فخر پیش کش و لغریب تو ضرور تھی۔ اور اگر ہسپری کو فرصت ملتی تو غالباً اس کو قبول کر لیتا لیکن ویلاسٹس خانہ ان کا آخری فرد کیتھولک جمیعت کے جال میں پھنسا ہوا تھا۔ طویل شش و پنج کے بعد جولائی ۱۵۸۵ء میں اس نے جمیعت کے فیصلے کے آگے سر تسلیم خم کر دیا دیکھو صفحہ ۵۰۲ اور اس پیش کش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

فرانسیسی امداد کی توقعات پر پانی پھر جانے کے بعد اہل نیدرستان انگلستان کی طرف ہل ہوئے۔ ایلزبتھ کو یہ سن کر اطمینان ہوا کہ شاہ فرانس نے اس کی فرماں روائی قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ انگلستان کی نسبت طلب کے مدعا سے اسی طرح باخبر ہونے کی حیثیت سے وہ متروقی کہ پارما کو صوبہ جات متحدہ دوبارہ فتح کرنے کا موقع نہ دے۔ لہذا وہ ان صوبوں کو رزم اد سپاہ سے مدد دینے کے لئے تیار ہو گئی۔ لیکن اپنی معمولی جزیسی سے کام کے لئے عزم کر چکی تھی کہ ادائے رقم کے لئے کھنڈا شہروں کی صورت میں کافی

ضمانت حاصل کرے۔ وہ اپنی ذات سے نیدرستان کی فرمانروائی قبول کرنے سے ڈرتی رہی کیونکہ یہ طرز عمل اسپین کے گہرے اور قطعی مخالفانہ مسلک کا ضامن ہو جاتا اور اہل نیدرستان چاہتے ہی تھے۔ لہذا تسخیر انیٹورپ سے پیشتر جو گفت و شنید کی گئی اس میں سچہ تاخیر ہوئی اور بالآخر نومبر ۱۸۵۸ء میں اہل نیدرستان نے اس کی شرائط منظور کر لیں۔ بلکہ نے وعدہ کیا کہ ان صوبہ جات میں پانچ ہزار سپہ سالار اور ایک ہزار سوار کی ایک مستقل جمعیت اپنے مصارف سے متعین رکھے گی۔ لیکن اس طرح جو مصارف عائد ہوں گے۔ ان کی ادائیگی کفالت میں بریلی اور فلشنگ اس کی تحواری میں دے دئے جائیں جہاں ایک مزید دستہ متعین کیا جائے گا۔ اس کو اٹھارہ ارکان کی مجلس انتظامی میں جس کو ولیم خاموش کے انتقال کے بعد امور انتظامی تفویض الملحقہ فرمانروائی سے انکار کئے گئے تھے۔ اپنی جانب سے دواکان کی نامزدگی کرتی ہے لیکن بیشر کے ارل کو کا حق حاصل رہے گا۔ بیشر کا ارل (Earl) جو ملکہ کا منظور نظر تھا اس فوج کا سپہ سالار مقرر کیا گیا۔ اس کے بھتیجے سرفیل سڈنی کو فلشنگ

کا حق حاصل رہے گا۔ بیشر کا ارل (Earl) جو ملکہ کا منظور نظر تھا اس فوج کا سپہ سالار مقرر کیا گیا۔ اس کے بھتیجے سرفیل سڈنی کو فلشنگ

کی گورنری اور لارڈ برلے کے میٹس سٹامس سبیل کو بریلی کی گورنری تفویض کی گئی۔ ۹ دسمبر کو اس مہم کے جہازوں نے ننگر اٹھایا لیکن اہل نیدرستان کو اب تک تشفی نہیں ہوئی متقی لٹا ہر ملک کو اپنے معاملات میں مزید موافق بنانے کی فکر میں ان لوگوں نے صوبہ جات متحدہ کے گورنر جنرل کی خدمت بیشر کو پیش کی نیز خشکی اور نری کی قیادت اعلیٰ اور غیر مصافی (Civil) اور سیاسی معاملات میں اقتدار اعلیٰ بیشر خدمت گورنر جنرل بھی اسی کے تفویض ہوں۔ بیشر کو حلف اٹھانا پڑا کہ وہ ملک کے قدیم قوانین اور مراعات کو برقرار رکھے گا اور مجلس نظمیہ کی مدد سے حکومت کرے گا لیکن وہ اپنی مرضی سے اسٹیٹ جنرل (مجلس بلقات) کو طلب کر سکتا ہے اور اس کو حق حاصل ہے کہ تمام غیر مصافی اور قانونی خدمات پر اس فہرست ہی سے جو اس صوبے کے بلقات کی جانب سے پیش کی جائے گی جس کی حدود میں خدمت تقریباً ہر جس کا چاہے تقرر کرے۔ ارل نے نہ صرف اس دیکش شرط کو قبول کر لیا بلکہ جس عظیم اشان طریقے سے

بیشر خدمت گورنر جنرل بھی اسی کے تفویض ہوں۔ بیشر کو حلف اٹھانا پڑا کہ وہ ملک کے قدیم قوانین اور مراعات کو برقرار رکھے گا اور مجلس نظمیہ کی مدد سے حکومت کرے گا لیکن وہ اپنی مرضی سے اسٹیٹ جنرل (مجلس بلقات) کو طلب کر سکتا ہے اور اس کو حق حاصل ہے کہ تمام غیر مصافی اور قانونی خدمات پر اس فہرست ہی سے جو اس صوبے کے بلقات کی جانب سے پیش کی جائے گی جس کی حدود میں خدمت تقریباً ہر جس کا چاہے تقرر کرے۔ ارل نے نہ صرف اس دیکش شرط کو قبول کر لیا بلکہ جس عظیم اشان طریقے سے

اس کا خیر مقدم کیا گیا اس سے ملنے جو صلہ ہو کر۔ یہاں تک کہ تپا سا گیا ہے کہ اس کے خاندان کو غلطی سے تخت و تاج انگلستان سے محروم کر دیا گیا۔ اس طرز عمل سے ابلز تھ کے احساسات کو ٹھیس لگی۔ ایک ملک کی حیثیت سے اس کی اس سخت اور ابلز تھ کا غیظ و غضب | حیرت ناک توہین نے، کہ ارل نے اس کی رعیت ہونے کے اعتبار سے اس کی اجازت کے بغیر حکومت تسلط قبول

کر لی اس کو برا فروخت کر دیا۔ ایک عورت کی حیثیت سے وہ اپنے منظور نظر سے رشک کرنے لگی جو دوسروں کے ہاتھ سے اعزاز حاصل کرنے کا مشتاق تھا۔ ایک سیاسی تختہ زس کی حیثیت سے وہ خائف ہو گئی کیسٹر کے بے تامل اور شتاب کارانہ عمل اس کے تمام کلیل بگاڑ دے گا اور فلپ کو انگلستان پر ضرب لگانے کا موقع مل جائے گا۔ لہذا اس نے کیسٹر کو تاحیہ پی حکم روانہ کیا کہ بر ملا اور کھلے بندوں اپنے عہدے سے مستعفی ہو جائے۔ دو مہینے تک اس کا غصہ کم نہیں ہوا۔ آخر سرکار اپنے دلدار (Sweet-Robin) کے ایک خفیہ خط نے نسوانی غرور کا مسئلہ حل کر دیا۔ بر لے اور واسنگھام نے اس کو تلون کے ہلکے نتائج سے متنبہ کیا۔ آخر وہ رضامند ہو گئی کہ کم از کم عارضی طور پر گورنر مطلق کی خدمت کو برقرار رکھے (۱۰ اپریل) ہم نے بعد میں اسے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اس کو اس خطاب سے اتنی نفرت نہیں جتنی کہ ولندیزیوں کے مواعید کی عدم تکمیل سے ہے۔

ملکہ اور اس کے منظور نظر کے جھگڑے کا فائدہ ہو گیا لیکن اس کے نتائج کا فائدہ نہیں ہوا۔ اس نے اپنی متکبرانہ اور لاابالی طرز عمل نیز اپنی ملک کی رعیت کی بدولت خود کو جس خیر حیثیت پر پہنچا دیا اس سے اس کی حکومت کی بے وقعتی ہو گئی اس طرح اہل نیدرستان میں اشتباہ و بیزار ی جو پیدا ہو گئی اس میں ابلز تھ اور پارماکے بائین طبقاتی جماعت کیسٹر کی گفت و شنید کی خبر نے اور اضافہ کر دیا یہ ایسی خبریں تھیں تاہم سے باز آ جاتی ہے جو قوی بنیادوں پر قائم تھیں، کیونکہ انگلستان کی مجوزہ چھٹائی

۱۔ ارل آف کیسٹر فورڈ ڈوڈلی کا بھائی کھنڈ جو لیڈی جن گری کا شوہر تھا اچیر کو ۱۵۵۳ء میں قتل کر دیا گیا۔

کا جوں یوں یقین ہوتا گیا دیسے ویسے اس ضرب سے صلح جو یا نہ گفت دشمنہ کے طفیل بچنے کی غرض سے ملک کی جدوجہد میں اور رتی بڑھتی گئی۔ اس سے زیادہ بد قسمت حکمت عملی اور کیا ہو سکتی تھی۔ فلپ کا مقصد تھا کہ اپنی عظیم الشان ضرب کی پوری تیاری ہونے تک وقت گزارتا رہے۔ اور اگرچہ ایلزبتھ کو توقع تھی کہ کسی نہ کسی صلح میں نیدرستان کو داخل کر لے گی۔ لیکن اس کے سابقہ کردار نے یقیناً اس امر کی کوئی ضمانت نہیں دی کہ ضرورت کے وقت وہ اہل نیدرستان کے مفاد کو قربان نہیں کر دے گی۔ ان خطرات کو قدرۃً طبقاتی جماعت دینی حکمران جماعتوں نے جن کی صوبہ جاتی طبقات میں نمایندگی کی جاتی تھی، اور اسٹیٹ جنرل (جن میں پائل بائیں، سابق مشرقاؤنی اور جان و ان اولڈن بریو لڈ مشرقاؤن جیسے لوگ شریک تھے، میں انتہائی شدت کے ساتھ محسوس کئے جانے لگے۔ یہ جماعت اس وقت تک اسپین کے خلاف کشمکش میں سب کی قیادت کرتی رہی، اور اگرچہ اب تک انگریزی اتحاد کی طرفدار تھی لیکن اپنے ملک کو ایک عورت کی آزر دوں یا ایک بے وفا ملک کی سیاسی بنیادوں کا تختہ مشق بنانا نہیں چاہتی تھی۔ لیٹر اس کے لمن طعن سے مشتعل ہو کر اس خود نمائی اور خوشامد پسندی سے لیٹر عمومی کے مسلک جو اس کی اہم غلطیاں تھیں، عوام کی طرف متوجہ ہوا اور اس کی طرف مائل ہوتا ہے ایک عمومی مسلک اختیار کیا جو حکومتی طبقہ اور امیرانہ شہر دار خاندانوں کے حق میں اس سے بھی زیادہ ناپسند تھا۔ اس

قانون کی کوئی شخص جو اس صوبے کا باشندہ نہ ہو کوئی خدمت نہیں حاصل کر سکتا خلاف ورزی کرتے ہوئے اس نے اپنے تین ساختہ پرواختہ آدمیوں کو برسرِ وقتہ کر دیا۔ دیونٹر باشندہ برہانٹ کو انرکٹ کا برگو ماسٹر مقرر کیا گیا۔ ڈینیل ٹوی برگو باشندہ فلینڈرس اس کا پرائیویٹ سکریٹری اور رگنارٹ ایک اور فلینڈری جو مرہ تھا اور ایک زمانے میں گریوٹلا اور الو کی تخت ملازمت بھی اختیار کی تھی جدید ایوان مالیات کا صدر بنایا گیا۔ اس ایوان کو لیٹر نے اس توقع کی بنا پر قائم کیا تھا کہ اس کی بدولت مالگذاہی میں دغا بازیوں کا سد باب ہو جائے گا اور سولے کے پسارے کھڑے ہو جائیں گے۔ تاجروں کی مزید دھمکاشی اس طرح ہوئی کہ ایلزبتھ نے انگریزی پارچہ کی خام اشیاء کو اسٹڈن واقع مشرقی فریسلینڈ سے اسٹرڈم یا ڈلفٹ منتقل کرنے سے انکار کر دیا اور آخر الذکر کارروائی نے اسپین سے

زیادہ دلنڈیزی تجارت کو نقصان پہنچایا، اور یہ مخالفت اس قدر غیر مقبول ہوئی کہ اس کو جلد تر ضوخ کر دینا پڑا۔ خود بھی کالونی ہونے کی حیثیت سے ارل نے مذہبی امور میں فوشی کے ساتھ جمہوریت پسند جماعت کے خیالات اختیار کئے۔ یہ اعلان کرنے ہوئے کہ کیتھولک عیسائی اسپین کے حامی ہیں۔ اس نے ستر کیتھولک عیسائیوں کو شہر اٹریکٹ سے خارج کر دیا اور دیگر مقامات میں ان کے ساتھ ناروا سلوک اختیار کیا اور کالونینیت کو سرکاری مذہب بنانے کی غرض سے اس نے ہیگ میں مذہبی علماء و مشائخ کی ایک مجلس طلب کی۔ اس طرز عمل سے اس نے اس اصول کو خیر باد کہہ دیا جس کی ولیم خاموش ہمیشہ تائید کرتا رہا۔ اس نے اس مقامیت کو دھکی دینا شروع کر دیا جو اتحاد اٹریکٹ نے پیدا کی تھی (دیکھو صفحہ ۱۱۱) جس کے بموجب ہر موبلے کو اجازت دے دی گئی تھی کہ مذہبی مسئلے کو اپنے طور پر تصفیہ کر لے، اور اس نے بہترین مدبرین عصر کو بیگانہ بنا دیا اور یہ وہ لوگ تھے جو دیہوی امور میں کلیسائی اثر و نفوذ پر اعتراض کرتے تھے اور جو کالونی وزراء کے غیر معتدل پوش سے خائف تھے اور چاہتے تھے کہ جنیوا کی طرح یہاں بھی مذہبی حکومت کے قیام سے احتراز کیا جائے۔ لیکن ارل کے متبعین نے اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اسٹیٹ جنرل اور صوبہ جاتی طبقات کے اختیارات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اعلان کیا کہ فرمانروائی عوام میں مفسر ہے۔ ان نظریات کی تقلیدیں حکومت اٹریکٹ (جہاں لیسٹر عموماً سکونت کرتا تھا) میں انقلاب پیدا کیا گیا اور پال بائیر کو جو برکراجمت کے سب سے سربراہ اور وہ افراد میں تھا (کم از کم ٹیسٹر کی خاموش رضامندی سے) بلا تحقیقات چھ ماہ تک قید میں رکھا گیا۔ اس طرح ارل نے اسپینیوں کی مشترکہ مخالفت میں تمام جماعتوں کو متحد کرنے کی بجائے نفاق و شقاق کی تخم ریزی کی اور ان لوگوں کو بھی اپنا دشمن بنالیا جو انگریزی اتحاد کے سب سے زبردست حامی تھے، اور اس نے اس صوبہ جاتی، فرقہ واری، اور مذہبی اختلافات میں اور گہرائی پیدا کر دی جو آئندہ ہالینڈ کے لئے وبال جان ہونے والے تھے۔ اور نہ لیسٹر اپنے ماتحتوں کے تعلقات میں زیادہ خوش قسمت تھا۔ اس نے سر جان ناس سے جو اس کے درود سے پیشتر انگریزی دستے کا قائد تھا، اس نائیٹ کے بھائی اڈورڈ اور اس کے چچا سے جو خرابی تھی تھا اور ولس سے جو مجلس انتظامی کا ایک انگریز رکن

تھا۔ جبکہ اکر لیا۔ اگرچہ لیسٹران اختلافات کا پوری طرح ذمہ دار نہیں تھا تاہم لیسٹرا اپنے ماتحتوں سے یہ اس کے متعلق ولسنڈیزی رائے میں اصلاح کا باعث نہیں ہوئے اور فراہمی رسید میں ایڑتھ کے نخل کے ساتھ ساتھ میدان کارزار میں اس کی جدوجہد کو ناکام بنا دیا۔

لہذا ان حالات میں یہ بدقسمتی کی بات تھی کہ غلبہ فرانس میں جمیعت کی فتح حاصل کرنے کا مصمم ارادہ کر چکا تھا، اور پارما کو کافی مدد روانہ کرنے کے لئے آر ماڈا (سجری بیڑہ) تیار کر رہا تھا۔ گویا کہ ۱۵۸۶ء ولسنڈیزی رائے میں جمیعت کی فتح حاصل تھا، رچون کو گورنر کر کے اس شہر کو تک حوامی کر کے الکنیڈر کے حوالے کر دیا۔

۱۵۸۶ء کی تباہیاں ۲۸ کو وٹو منیج ہو گیا اور پارما دے میوز کا قریب قریب اس کے دہانے تک مالک بن گیا۔ بالآخر شیخ زلفن کے لئے

جو بیسل پر واقع تھا۔ لیسٹر کی کوشش اس کے قابل فخر نتیجے میں غلبہ سڈنی کی موت کا باعث ہوئی جو اس بہادرانہ لیکن ناکام کوشش میں کہ پارما کی جانب سے روانہ کردہ دستے کو شہر میں سامان رسید پہنچانے سے روکے، قہرمان طور پر زخمی ہوا (۲ اکتوبر) انگریزوں کی طرف جو کامیابیاں ہوئیں وہ صرف ۷ جولائی کو ایکریزل پر اچانک حملہ ۱۲ اکتوبر کو ڈونبرگ کی تسخیر اور شہر زلفن کے بعض بیرونی قلعوں کی فتح پر مشتمل ہیں۔

جو خبریاں رونما ہو چکی تھیں ان کا واحد علاج یہی تھا کہ ایڑتھ فرمانروائی قبول کر لے اور ایک زبردست لشکر میدان میں آمارے لیسٹر ملک سے اس نقطے پر اصرار کرنے لگا اور برکے اس تجویز کا موید تھا۔ ایڑتھ کو پہلی بات پر یہ اعتراض تھا کہ اس سے دوامی جنگ کا شبہ پیدا ہو جائے، اور دوسری یہ کہ اس کی وجہ سے مصارف میں اضافہ ہو جائے گا۔ اور اواخر نومبر میں لیسٹر کی انگلستان کو روانگی نے نیدرستان میں انتشار و اضطراب اور نفاق و شقاق میں مزید اضافہ کر دیا۔ اس کی غیر موجودگی میں حکومت برائے نام مجلس نظمیہ کے ہاتھ میں وی گئی۔ لیسٹر عارضی طور پر نیدرستان سے انگریزی افواج کی کمان سرجان مارس کو دے گئی اور روانہ ہوتا ہے۔ ۲ نومبر ۱۵۸۶ء ولسنڈیزی اور جرمن افواج کی ہونٹلو کو۔ لیکن لیسٹر اس کی حقیقت سے باخبر تھا کہ مجلس کی اکثریت اس کی مخالف تھی۔ اور یہ دونوں افسر اس کے سخت دشمن تھے لہذا وہ

تحفیہ طور پر ایک کاغذ چھوڑ گیا جس میں کونسل کو اس کی رضامندی کے بغیر قلموں اور شہروں کی کمان پر کسی تفرقہ کو مسترد کرنے سے منع کیا گیا تھا۔ بد قسمتی سے اس کے دو آخری نامزد کردہ اشخاص غدار بن گئے سر ولیم اسٹاکلی نے زلفن کے قریب شہر ڈیونٹر کو حوالہ کر دیا۔ اور رو لینڈ یارک نے نمک حرامی کر کے قلعہ زلفن کو شہر کے اسپینی قائد ٹالیس کے تفویض کر دیا۔ (۲۹ جنوری) خود لیٹر کے نامزدہ اشخاص کی غداروں نے یارما کے ساتھ ایلزبتھ کی تحفت و شہید میں شامل ہو کر جو عام طور پر معلوم ہو گئی تھی ہالینڈ کی طبقاتی جماعت کی آتش غضب کو انتہا درجہ بھڑکا دیا۔ یارنوبلڈ نے اعلان کیا کہ ملک کو فرانسیسیوں نے کبھی اتنا دھوکا نہیں دیا جتنا کہ انگریزوں نے دیا ہے اور حکومت اب ناقابل حمایت بن گئی ہے۔ ایلچیوں کو سخت عذرات کے ساتھ ایلزبتھ کے پاس روانہ کیا گیا۔ اور مارچ دوبارہ عارضی طور پر گورنر جنرل اور ہونٹلو لفٹ جنرل مقرر کیا گیا۔ ایلچیوں کی آمد انتہا درجہ بے محل ثابت ہوئی ان کے ورود کے موقع پر میری ملک اسکاٹ لینڈ کی قسمت کا مسئلہ جس کو سینگٹن کی سازش میں شریک رہنے پر مجرم قرار دیا گیا تھا ملک انگلستان کو برا فروختہ بنائے ہوئے تھا ان کے ورود کے چار روز بعد ایلزبتھ نے بالآخر حکم نامہ موت پر دستخط کرنے سے رضامندی کا اظہار کیا (یکم فروری) اور یہ کو میری کا سنن سے جدا ہوا۔ اب اس امر کی سخت ترین ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ فلپ کے ساتھ سمجھوتہ کر لیا جائے ورنہ حملے کی مدافعت کے لئے جو یہ صورت دیگر لازمی تھا انگلستان کے تمام ذرائع کو مہیا کیا جائے۔ ان حالات میں ایلزبتھ نہ تو اپنے منظور نظر کے خلاف ولنیزیوں کے عذرات سماعت کرنے کے لئے راضی تھی اور نہ مزید تائید و قسم کے مطالبات ہی منظور کرنے پر آمادہ تھی الزامات کی دہشتگاہ لے گیا، کسی طرح تحلیل ممکن نہیں۔ مارچ میں لارڈ بچمرسٹ کو ہالینڈ روانہ کیا گیا اور اس کے دانشمندانہ اور مفاہمت آمیز مسلک نے اس رنجے کو دور کرنے میں بہت کچھ مدد دی۔ لیکن جولائی میں لیٹر کی واپسی کے بعد جھگڑے بھر پور ہو گئے۔ لیٹر کی واپسی۔ جولائی ۱۵۸۶ء یہاں واپس آکر اس نے سلویس کو پارٹا کے بے اطمینانی میں اضافہ۔ محاصرہ سے نجات دلانے کی کوشش کی لیکن

ناکام رہی۔ اور ہر گزرت کو حملہ انگلستان کی یہ اہم بنیاد پارما کے ہاتھ میں گئی۔ تیسرے سوئس کی نسبت لیسٹر، ماریس اور ہونلو آپس میں ایک دوسرے کو الزام دینے لگے اسی اثنا میں طبقاتی جماعت کے ساتھ کشمکش جاری رہی اور ایلزبتھ اور پارما کے مابین گفت و شنید برابر جاری رہنے کے باعث انگریزوں کے خلاف اشتباہات میں اور گہرائی پیدا ہو گئی۔ ولندیزیوں نے یہاں تک اعلان کیا کہ ایلزبتھ کاغشاؤں اور شہروں پر قبضہ کرنے کا ہے اور اس طرح وہ اپنے اتحادیوں کو قربان کر کے اپنا ذاتی فائدہ حاصل کرے گی۔ لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں ملا کہ عکس ایسے ذلیل خیالات کو پرورش کر رہی تھی۔ تاہم یہ جتانے کے لئے ہمارے پاس الفاظ موجود ہیں کہ اگر بدترین سے بدترین حالات رونما ہوتے۔ پھر بھی کم از کم لیسٹر یہ روش اختیار کرنے سے ناراض نہ ہوتا بالآخر ۱۵۸۷ء کے خزاں میں لیسٹر نے اسٹورٹم اور لیڈن کی حکومتوں میں انقلاب پیدا کرنے کی لاماصل کوشش کی (اکتوبر ۱۵۸۷ء) جیسا کہ اس نے سابق میں اسٹورٹ کے ساتھ کیا تھا۔ اس بناء پر شور و غل مچ گیا کہ وہ دوبارہ کاذب انجو کا کھیل کھیلنے لگا ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۸ لہذا انجو خدمت سے سبکدوش ہو جانے کے لیسٹر کے لئے کوئی راستہ نہیں رہا۔ ماہ دسمبر میں اس کی مالکہ نے اسے واپس بلا لیا تاکہ اس کے لیسٹر بالآخر واپس طلب کر لیا گیا دسمبر ۱۵۸۷ء

کرسکے۔ حالانکہ وہ اگلے مارچ کی ۳۱ تک اپنی حکومت سے مستغفی نہیں ہوا۔ ایلزبتھ اپنے منظور نظر سے خلاف ایک بھی حرف شکایت سنا نہیں چاہتی تھی۔ اس کی طلبی کے خط میں سارا الزام اس کے متحدین کے سر تنھو پا گیا، ان کی احسان فراموشی، وعدہ خلافی اور ارل کے خلاف ان کی کینہ پروری اور بد باطنی کے اتہامات پر سخت لہجے میں طامت کی اور اس فیاضانہ وعدے پر رقعے کا اختتام کیا کہ وینڈرستان کی آفتونناک حالت پر رحم کر کے سر دست روپیے کی امداد جاری رکھی جائے گی اور اگر وہ اسپین کے ساتھ صلح کر لے تو ان کے ملک کی اسی طرح حفاظت و نگہداشت کی جائے گی جس طرح کہ خود اپنے ملک کی ہوتی ہے۔

اس زبوں آغاز ہم کی ناکامی کی پوری ذمہ داری لیسٹر پر عائد کرنا غیر درست



ہو گا ہونٹلو کے سے بعض سربراہ اور وہ لوگ بڑے تندخو اور پر جوش تھے خصوصاً جب کہ وہ بے وفائی کر رہے ہوں۔ نیدرستان میں جو فرقے اور فسادات پیدا ہوئے اس کے نظم و نسق | لیٹران کا ذمہ دار نہیں۔ حکومت کی پیچیدہ اور بے ربط غیر معین نوعیت نیز مذہبی مشکلات کے باعث اس دشواری پر تبصرہ

کار دینا ہونا لازمی تھا بلینڈ وز بلینڈ کے علاوہ ملکی اغراض و مفاد میں کوئی اور صوبہ سرگرمی کا اظہار نہیں کر رہا تھا اور اسٹینلی اور یارک دو آدمی بھی ایسے نہیں تھے جنہوں نے تنگ حرامی کی۔ لیکن جو کام لیٹ کے تفویض کیا گیا اگر وہ نازک تھا تو یقیناً اس کام کے لئے اس سے کمتر موزوں شخص بھی کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کی رعایت اس کا حکم اور اس کی سخت مزاجی نے بہت سے ذاتی دشمن پیدا کر دیے تھے۔ اور اس کو نگرانی اور اختلاف کے نام سے پیش آ جاتا تھا۔ اُس کی خود نمائی ہی تخلیق کردہ افراد کی خوشامدی باتوں کے سننے اور اپنے زمانے کے سربراہ اور وہ مدبرین سے قطع تعلق کرنے کا باعث ہوئی۔ کیونکہ اُس کے کردار پر کچھ مبینی کرنے کی ان میں جرات تھی۔ نیز اس کے سخت کا لوہی نقصانات نے اُس کو نیدرستان کی مذہبی جماعتوں میں تو ازل قائم رکھنے کے قابل نہیں رکھا۔ اور اگر وہ صاحب ہمت اور مردانہ طبیعت کا آدمی اور سخی دل تھا تو یقیناً مدبر سیاست نہیں تھا اور نہ ایک اچھا سپہ سالار۔ تاہم سب سے بڑی غلطی خود ملک کے مسلک کی تھی۔ فرمانروائی قبول کرنے اور نیدرستان کے مفاد کے لئے سچے دل سے کوشش کرنے سے اس کا انکار، مالی امداد میں اس کا بخل اور اس کے شرائط کی سختی اور سب پر طرہ پارا کے ساتھ اس کی مشتبہ گفت و شنید یہ سب شکایت پیدا ہونے کے اہم وجوہ تھے۔ یہ طرز عمل محض وہم و گمان کا نتیجہ نہیں تھا۔ انگلستان کے خلاف فلب کی تیاریوں سے پوری طرح باخبر ہونے کے باوجود ملک لا حاصل طور پر متوقع تھی کہ اگر اس نے فرمانروائی اختیار کر لے کے ناقابل اصلاح عمل سے پرہیز کیا تو نیدرستان میں اپنی میت سے فائدہ اٹھا کر اپنے اور اس ملک کے لئے مستقل اور باعزت صلح کر سکے گی۔ لہذا اُس نے گفت و شنید کے ذریعے اپنے تئیں دھوکے میں ڈال دیا جو اکثرینڈر اپنے آقا کے احکام کے بموجب محض اس غرض سے کھیل رہا تھا کہ جنگی تیاریاں ختم ہونے تک اس کو دھوکے

میں رکھا جائے۔ اسی حاققی توقع میں سرفرانسس ڈریک کی کارروائی کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا گیا جس نے پچھلے اپریل میں کیڈز اور سبن کی بندرگاہوں میں داخل ہو کر کوئی دھعائی سو جہازوں کو بار بار دیکر دیا اور اس طرح فلپ کی ڈاڑھی مجلس دی تھی۔ اسکاٹ لینڈ اور فرانس کے پراسٹنٹوں کی نسبت اس کا مسلک اس کے کردار کے مطابق تھا۔ اس کے اس ملک یا اس کی راستناری کچھ نہیں تو ہشیاری کے لئے قابل تعریف سمجھی جاتی ہے۔) کہا جاتا ہے کہ اس انداز زمانہ سازی کی بدولت اس نے کیتھولک مذہب کے افواج متحدہ کو اشتراک سے باز رکھا ورنہ انگلستان کو اس سے لازماً مغلوب ہو جانا پڑتا۔ یہ بات ایلتیجہ کے ابتدائی عہد میں خواہ مخویہ درست ہو لیکن اب وہ یقیناً خلاف واقعہ تھی۔ کیونکہ فلپ انگلستان پر چڑھائی کرنے کا عزم صمیم کر چکا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ صرف ایک مرتبہ فلپ کو خاندان گائیز سے خطبرہ فلپ انگلستان پر چڑھائی کرنے لاجی تھا۔ لیکن گائیز کا ڈیوک اب اس کا کاظم ارادہ کر لیتا ہے۔

تختدار ملازم تھا۔ جنوری ۱۵۸۷ء میں فلپ کے سفیر منڈوڑا نے جس کو منصوبہ تختدار لٹن سے

معلوم تعلق کے سلسلے میں انگلستان سے فوراً برطرف کر دیا گیا تھا۔ ایلتیجہ کو اطلاع دی تھی کہ اگرچہ وہ وزیر اس کی حیثیت سے ملکہ کو خوش نہیں کر سکا۔ لیکن وہ اس امر پر مجبور ہو گیا ہے کہ اپنی کوشش سے مستقبل میں جنگ کی آگ مشتعل نہ کرے اس کو مطمئن کرے۔ اور وہ اپنے عہد میں پورا اترا۔ فرانس کو منتقل ہو کر جنگی تیاریوں میں وہ فلپ کا سب سے سرگرم کارندہ بن گیا۔ مئی ۱۵۸۶ء میں ملکہ اسکاٹ لینڈ نے تخت و تاج انگلستان کے تمام حقوق فلپ کے حوالے کر دیے، اور اس کے قتل کے بالآخر تمام مزارعین کو دور کر دیا۔ ان حالات میں وہ ملکہ انگلستان کی جمہوریت نمائش کے معاہدہ افعال کو برواشت کرنے کا ارادہ کر چکا تھا۔ ملکہ نے نیدرستان کے باغیوں کی مدد کی پرتگال کے جھوٹے دعویدار کی حمایت کی، سب پر طرہ یہ کہ انگلستان کے سمندر کے کتوں کے قزاقی حملے بین کا خون ہلک ٹو پر چوس رہے تھے لہذا انگلستان کو فتح کرنا لازمی ہو گیا۔ اگر ایسا ہو جائے تو نیدرستان کو آسانی سے مطیع کیا جاسکتا ہے اور چونکہ فرانس میں جمہوریت کی فتح یقینی معلوم ہو رہی تھی اس لئے فلپ متوقع تھا کہ وہ بہت جلد لندن آئیں اور پیرس کا مالک بن بیٹھیں گا۔ اگر ایلتیجہ کیلئے یہ تمام کے متوقع ہونے کی سادہ

نوار سے کے ہنری اور نیدرستان کی تائید میں اپنی پوری قوت صرف کر دیتی تو غلب کی مصروفیت اتنی بڑھ جاتی کہ جرمانے کے لئے اس کو فرصت نہیں ملتی۔ لیکن موجودہ حالات میں بھی انگریزوں کو انگلستان کے حملے میں شریک رہنے سے انھیں اہل نیدرستان نے باز رکھا۔ جن کی ہمدردیوں کو دور کرنے میں ایلزبتھ نے پوری کوشش صرف کر دی تھی۔

ارل کی روانگی کے پانچ مہینوں بعد آرمادو (اسپینی بحری بیڑہ) نے میڈنیاسید دنیا کے تحت لنگر اٹھایا۔ حملہ انگلستان کی تجویز قلب اور پارما کے مابین نہایت وسیع سیانے پر عمل میں آئی تھی۔ قرار یہ پایا تھا کہ بیڑہ بسن سے روانہ ہو کر کیلے سے پرے رودبار انگلستان میں جا پہنچے اور وہاں انگریزوں کا انتظار کرے۔ جہاں وہ اپنی کوئی آرمادو کی روانگی سترہ ہزار سپاہ کو پیچھے پھیندے کی کشتیوں میں (جن کو اس نے بہرہی ۱۵۸۸ء تیار کیا تھا) سوار کر کے آپہنچے گا اور پوری مہم کی قیادت اپنے ہاتھ میں لے لے گا۔ اس کے بعد رودبار کو عبور کیا جائے گا۔

پارما کا ڈیوک خشکی پر انڈر لندن کی طرف پیش قدمی کرے گا اور میڈنیاسید دنیا بندرگاہ میں انگریزی اور ولندیزی میٹروپول کے خلاف اسپینی بیڑے کی حفاظت کرتا رہے گا۔ اسپینی بیڑے کے ابتدائی تجربات ہمت افزا نہیں تھے۔ بہت سے جہاز سمندر میں چلانے کے قابل نہیں رہے۔ جہازوں کی دوبارہ مرمت کر کے قابل کار بنانے کے لئے کارونا میں لنگر انداز ہونے پر مجبور ہونا پڑا اور ۲۸ جولائی سے پیشتر بیڑہ لینزڈ کے سامنے نمودار نہیں ہو سکا یہ تاخیر قیمتی ثابت ہوئی۔ اگرچہ ایلزبتھ نے آخری موقع تک پارما کے ساتھ گفت و شنید جاری رکھی تاہم اس نے کچھ تیاریاں بھی کر لی تھیں لیکن حقیقت خشکی پر کچھ نہیں کیا گیا اسپینی جب پلائی مونتھ سے ذرا فاصلے پر نمودار ہوئے تو کوئی ایک آرمادو لینزڈ سے نظر آتا ہے ۲۸ جولائی

شہروں کے ناجوڑوں یا غیر سرکاری انشخاص کی جانب سے فراہم کئے گئے تھے۔

معلوم ہوتا ہے کہ آرمادو (بیڑہ) کی قوت کے اظہار میں مبالغہ آفرینی کی گئی ہے۔ اگرچہ کامل صحت کے ساتھ بتانا ناممکن ہے تاہم اتنا ظاہر ہو سکا کہ جو اسپینی جہاز

جنگ کے لئے مقرر کئے گئے تھے ان کی تعداد ایک سو ستر تھی۔ انفرادی اسپینی جہازوں کا وزن البتہ زیادہ تھا۔ بقیہ ہر اعتبار سے انگریزوں کو فوقیت حاصل تھی۔ ان کے پاس زیادہ توپیں تھیں، ان توپوں سے اسپینیوں کو جو دشمن کے جہازوں پر چڑھ آنا چاہتے تھے نفرت تھی۔ اگر ہم کشتی کیلئے والے غلاموں کو نظر انداز کر دیں تو لڑنے والے آدمیوں کی تعداد اسپینیوں سے غالباً انگریزوں کی زیادہ تھی، انگریزی بیڑے میں جہاز رانوں کا تناسب سپاہیوں سے یقیناً بڑھا ہوا تھا۔ اور یہ جہاز ران اسپینی جہاز رانوں سے بدرجہا بہتر تھے، اور ان کے کپتانوں میں ڈائیکر، ہاکنس اور فرانشر جیسے لوگ تھے جنہوں نے اپنی ساری عمر سمندر میں بسر کی تھی۔ اسپینی جہاز زیادہ اونچے اور جسامت میں بڑے تھے اسی وجہ سے قریب سے خطرناک تھے اور انہیں مشکل سے متحرک کیا جاتا یا چلایا جاسکتا تھا۔ اور ان میں آدمیوں کی تعداد بھی کم تھی۔ مختصر یہ کہ جیسا کہ ڈریک نے کہا اگر انگریز پھٹکے پھٹکے اور دور دورہ کر لیں تو ان کی فتح یقینی ہے، اور وہ اسی مشورے پر عمل کر کے کامیاب ہوئے۔ مسلسل رد و بار کے بالائی حصے جنگ میں جو رد و بار کے بالائی حصے میں آٹھ روز تک میں سپہم اور مسلسل جنگ جاری رہی انگریز اسپینی بیڑے کے اطراف میں جھے رہے ۳۱ جولائی تا ۱ اگست اور عموماً ہوا کے رخ پر رہتے تھے۔ اور اسپینی جہازوں کے پیٹھوں میں گولے برساتے اور ان کے انتقام سے پیشتر ہی ان کی زد سے دوڑ نکل جاتے تھے۔ بالآخر آرمادہ جب کیلے کی سڑکوں پر پہنچا تو اس خیال کی نفی ہوئی کہ وہ انگریزی بیڑے کو سمندر سے بھگا دیں گے واضح ہوئے تھے۔ اور جب تک ان کو بھگانا دیا جاتا پارما کے ڈلوک کے حق میں آرمادہ کیلے میں ۱۶ مئی یہ پاگل پن ہوتا کہ اپنے چبھے مینڈوں کی کشتیوں میں مقابلے ۱۶ اگست۔ آتش زن جہاز کے لئے آئے درآئیکہ ان میں سپاہ کھینچ بھری ہوئی تھی۔ خود پارما نے اس کو دورین سے معلوم کر لیا تھا لیکن بہر حال ولندیزی جہازوں کے ٹڈی دل نے جو ساحل کے آس پاس پھیل گئے تھے اس کوشش سے باز رکھا۔ جب تک آرمادہ سمندر پر قابو نہ پاسکے اس وقت تک کچھ نہیں ہو سکا تھا۔ اور اسی میں سکل ناکامی ہوئی۔ ۱۶ اگست کی شب میں انگریزوں نے چھ آتش زن جہازوں کو دشمن

کے جہازوں کے خلاف جو لنگر انداز تھے روانہ کیا۔ ان آتشزن جہازوں کو کشتیوں سے کھینچ کر نہایت آسانی کے ساتھ ایک طرف کر دیا جاسکتا تھا۔ کیونکہ ان میں کوئی بھک سے اڑنے والی اشیاء نہیں تھیں۔ لیکن اسپینوں کو انیورپ کے آتشزن جہازوں کا خیال آگیا۔ ان پر شرمناک خوف و ہراس طاری ہو گیا۔ بڑے بڑے جہازوں نے لنگر چھوڑ دیا۔ دو کو آگ لگ گئی۔ کچھ باہم الجھ گئے اور کچھ دوسروں میں پھنس گئے باقی بڑے کو مغرب جنوب مغربی گوشے کی ناموافق اور ناگہانی باد تھلنے سے تندر کی طرف مٹا دیا۔ دوسری صبح کو انگریزوں نے تعاقب کیا اور اس طرح جو لڑائی ٹھنی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزوں کا ایک بھی جہاز تباہ نہیں ہونے پایا اور مشکل ایک سو آدمی کام آئے۔ لیکن اسپینوں کے سولہ جہاز از کار رفتہ ہو گئے اور چار پانچ ہزار آدمی ہلاک ہو گئے۔ بد قسمتی سے اب انگریزوں کے پاس گولہ بارود اور سامان رسد کی کمی ہو گئی تھی لیکن صدر امیر البحر (Lord Admiral)

آخری لڑائی  
۸ اگست

انگلیہام کے لارڈ ہوڈارڈ نے اپنے چہرے پر اطمینان و خود ستائی کے آثار پیدا کر لئے اور دشمن کا تعاقب شروع کر دیا گویا کہ کسی چیز کی کمی نہیں ہے اور اسپینوں نے دوبارہ انگریزی جہازوں کا مقابلہ کرنے سے گھبرائے شوق سے قرار اختیار کیا، ہوا نے بہت جلد مغربی آندھی کی صورت اختیار کی اور بیڑے کو زیلینڈ کی ساحلی ریت پر چڑھانے کی دھمکی دینے لگی۔ لیکن ہوا کا رخ یک بیک جنوب مغربی سمت میں بدل جانے کے باعث بیڑہ اس تباہی سے بچ گیا، لیکن یہ کثیر ایک شدید طوفان کا صرف پیش خیمہ تھا، جو بالآخر ۸ اگست کو ان آدمیوں کا کارہ جہازوں پر برپا ہوا ان کو دور دور منتشر کر دیا۔ جولائی میں کورونا سے ایک سو چونتیس جہاز روانہ ہوئے تھے ان کے منجملہ کوئی تین جہازوں نے انفسانہ حالت میں یکے بعد دیگرے اسپین کی راہ لی اور ان کی حالت بھی اس قدر خراب ہو گئی تھی کہ تقریباً ناکارہ ہو گئے تھے۔

۱۔ اس کو عموماً لک کہ کجوسی پر محمول کیا جاتا ہے لیکن ان غلطیوں اور اسی سبیل کی دیگر غلطیوں کی نسبت سرکاری کاغذات متعلقہ شکست آرمادو محفوظ رینوی رکاز دس سو ساٹھی کے دیباچے کا مطالعہ کیا جائے۔

انگریزوں اور ولندیزیوں کی مشترکہ کارروائی نے فلپ کی اس عظیم شانم کو تباہ و برباد کر دیا۔ تاہم لیسٹر کی مہم کی بدولت جو اختلافات رونما ہو گئے تھے ان کو دور ہونے میں بہت عرصہ لگا۔ ارل کی علیحدگی کے بعد ناساؤ کے ماریس کو جو پہلے ہی سے ہالینڈ اور زبلینڈ کا اسٹیٹ ہولڈر (State holder) تھا ان صوبہ جات کا کپتان جنرل مقرر کیا گیا تھا۔ لیکن لیسٹر کی جماعت اس کے اختیارات پر خاص کر اٹریکٹ فرسٹیٹ لیسٹر کی روانگی کے بعد اور شمالی ہالینڈ میں مقروض تھی۔ انھوں نے یہ اعلان کرتے ہالینڈ میں مشکلات ہوئے کہ ارل عارضی طور پر اپنی خدمت سے علیحدہ ہوا ہے ماریس اور مجلس طبقات کی اطاعت سے انکار کر دیا۔ ان

مشکلات میں یوں اضافہ ہوا کہ انگریزی افواج کے سپہ سالار لارڈ ڈول بھی جو خود بھی ارل کا طرفدار تھا کے ساتھ جھگڑا ہو گیا۔ ان حالات و واقعات میں الکنیڈر نے آسانی سے سرکش شہروں کو مطیع کر لیا، اور اپریل کو ماریس اور ایک انگریز افسر سر رابرٹ ونگفیلڈ کے مابین رونما شدہ شاذ و نادر سے گھڑے ڈنبرگ کے اہم شہر کو حاصل کر لیا۔ اسی جہینے میں انگریزوں اور ولندیزیوں کی ایک مشترکہ مہم انگریزوں اور ولندیزیوں کی پرتگال کے خلاف روانہ کی گئی اگرچہ یہ اپنے فوری مقصد مشترکہ مہم پر پرتگال کے (یعنی تاج پرتگال کے چھوٹے دعویدار ڈان انٹونیو کی بحالی) میں ناکام رہی، لیکن اسپین کی جہاز رانی کو ایک حد تک نقصان پہنچا یا اور ان دونوں ممالک کے مابین جن کے اغراض و مفاد اس طرح باہم وابستہ تھے۔ بہتر احساسات کے آثار پیدا ہو گئے۔ اگلے فوری میں دانشمندانہ چابازی اور فوجی تدابیر نہایت بہادری کے ساتھ اختیار کی گئیں اور وطن پرستوں کے حق میں بریڈ افیج ہو گیا۔ اور بعد کے سربراہ فوجی تدابیر سے بریڈ افیج میں ماریس متعدد اہم مقامات کی تسخیر میں اپنی فوج ہو گیا۔ ۲۸ فروری ۱۵۸۹ء

۱۵۹۰ء میں ماریس گلڈر لینڈ، اٹریکٹ، اور پسل کا اسٹیٹ ہولڈر اور کپٹن جنرل بھی مقرر ہو گیا لیکن وہ کبھی کل یونین کا کپٹن جنرل مقرر نہیں ہوا۔

بدستور جاری تھے۔ دونوں انگریز ارکان مجلس اور انگریزی امدادی افواج کا سب سالانہ جلسہ کو ابتدائی عہد نامے کی رو سے اب تک مجلس انتظامی میں ایک نشست حاصل تھی۔ اہل ہالینڈ کے ساتھ جھگڑتے تھے۔ صوبہ ہالینڈ جو جنگ میں کم از کم آدھے مصارف برداشت کرنا رہا مجلس انتظامی میں اپنی نمایندگی کو نامافی تصور کرنا تھا۔ مجلس طبقات (اسٹینڈل) جس میں ہالینڈ کے مبعوثین کا اثر غالب تھا مجلس انتظامی کے اقتدار کو نظر انداز کر لینے لگے اور ادھر اُس کے اختیارات پر دیگر صوبہ جاتی مجالس میں بحث ہونے لگی۔ خوش قسمتی سے ان حالات و واقعات کے دوران میں فلپ کی توجہ دوسری طرف مبذول تھی۔ صرف فرانس میں اس کا ستارہ اقبال چمکتا تھا۔ وہ متوقع تھا کہ اگر اس ملک میں جمعیت کو فتح حاصل ہو جائے تو انگلستان اور نیدرستان پھر بھی مفتوح ہو جائیں گے۔ علاوہ ازیں فلپ اب پارما سے رشک کرنے لگا تھا۔ فلپ کے شکوک و شبہات کو چونکا کر بغیر کوئی شخص طویل مدت تک اس کی خدمت نہیں کر سکتا تھا۔ اور انگریزوں کے دشمنوں میں بھی نہیں چوہا افواہ پھیلاؤں کہ وہ نیدرستان کا خود مختار حاکم بن جانا چاہتا ہے۔ لہذا اس کے ساتھ بے پردائی شروع ہو گئی۔ اور عدم ادا کے خواہ کے باعث غدار سپاہیوں کے ساتھ وسیع میلانے پر فوجی کارروائی ناممکن ہو گئی۔ آٹھویں اس کے عذرات و دلائل کے باوجود فارینسی کو حکم دیا گیا کہ آئندہ مشکلات کا فارینسی فرانس میں پیش قدمی کوئی ذکر نہ کیا جائے اور مینین کے ڈپوک کی مدد کرتا ہے۔ ۳ اگست ۱۵۹۷ء کے لئے فرانس روانہ ہو جائے (۳ اگست ۱۵۹۷ء)

(دیکھو صفحہ ۵۰۰ تا ۵۰۱ اگرچہ پارما اپنی مہم سے ۳ دسمبر کو واپس آ گیا، لیکن اُس کی صحت کمزور ہو گئی تھی، خزانہ خالی ہو گیا تھا اور فوج کی تعداد بڑی طرح گھٹ گھٹا گئی تھی۔)

ماربس کو بالآخر موقع ہاتھ آ گیا۔ وہیم خاموش سا یہ دوسرا بیٹا اور اپنی ماں کی طرف

لے یہ صحیح ہے کہ اس معاملے میں انگریزوں تک رسائی کی گئی، لیکن اس بات کا ادنیٰ ترین ثبوت بھی نہیں ملتا کہ اس کے ذہن میں ایسا خیال بھی پیدا ہوا تھا۔

لے سب سے بڑے بیٹے فلپ کو ۱۵۹۷ء میں مدرسہ سے بھگایا گیا اور اسپین روانہ کیا گیا۔ جب

سے سکس کے مارلس کا نواسا جس سے وہ شکل و شباهت اور چال چلن میں بہت کچھ ملتا جلتا تھا اب تک دوسروں کو اپنی طرف متوجہ نہیں کیا تھا۔ بعض لوگ اس کو مارلس کی ابتدائی زندگی | بد مزاج اور ناشائستہ طالبِ اعلیٰ ہی سمجھتے رہے، لیکن سمجھ دار لوگ اس کو خواہ دیر، ہمس ہی کیوں نہ ہو

گہری سمجھ والا، لڑکا سمجھتے تھے اور جب وہ سن بلوغ کو پہنچنے لگا مئے فواری کی بیعِ عادت میں زیادہ مبتلا نہیں ہوا جو اُس زمانے کے دلنیزوں میں رائج تھی اس وقت تک وہ سیاسیات میں بہت کم دلچسپی لیتا رہا، اور باریٹولڈ کی قیادت پر قناعت کی تھی۔ اسی آئنا میں وہ ریاضیات، فلسفہ، ہندی، اور فوجی چال بازیوں کے علم میں مہمک ہو گیا۔ اور اس کے بعد اپنے بھائی کیوی ولسم فریسلینڈ کے اسٹیٹ ہولڈر (ایک چھوٹا سا شخص جس کا سر گول، آنکھیں ٹھیکلی، ڈاڑھی زعفرانی رنگ کی اور ناہموار تھی) کی مدد سے اس کی فوجی اصلاحات، فوجی اصلاح کی طرف توجہ کی۔ ایک زیادہ وسیع نظام قواعد رائج کیا گیا، جرن میں لشکر کو زیادہ کچل دے سکتا

تھا، آتش بار اسلحہ کی قدر و قیمت سے باخبر ہو کر اس نے پیدل فوج میں بھالے برداروں سے فنگیجیوں کا تناسب بڑھایا اور سوارہ فوج کو قراہینوں سے مسلح کیا اس میں اس نے بیل بچھاؤ کے استعمال کا اضافہ کیا جس کو اب تک سپاہی کے مرتبے سے کمتر سمجھا جاتا تھا، اور انجنیروں کی بھی ایک جماعت قائم کی۔ لوٹ اور غارت کے طریقے کا خاتمہ کرنے کی تردد میں جو آج کل کی افواج کی توہین و تذلیل کا باعث تھے اور جنہوں نے اسپینوں کے نام کو خوف و دہشت کا باعث بنا دیا تھا وہ ایسے جرائم کی سخت سزا دینے لگا اور ایسے طرزِ عمل کے لئے تمام حیلہ ساز یوں کو دور کرنے کی غرض سے اس امر میں احتیاط برتنا تھا کہ فور و برد کی عادت افسروں سے چھڑائے جو ان میں جاگزیں ہو گئی تھی، اور اس پر مہر تھا کہ سپاہ کو مقررہ وقت پر تیار ہونا اور دی جائیں۔ ان وسائل سے، مخالفانہ انتقاد اور مضحکہ انگیزی کے باوجود اہل ہالینڈ کی مختصر سی فوج کو حد درجہ موثر بنانے میں کامیابی حاصل کی۔ اور خود وہ تیس سال کی عمر میں

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ وہ ۱۵۹۶ء میں واپس آیا تو وہ کیتھولک اور اسپینی حکومت کا حامی بن چکا تھا



ساتھ شک قلعہ بندی اور محاصرے کے اعمال کا ماہر بن گیا تھا۔ اب وقت آگیا تھا کہ اس جدید  
نمونے پر تیار کردہ افواج سے کام لیا جائے۔ ۲۴ مئی ۱۵۹۱ء کو اس نے رٹن واقع  
دریا سے نیچیل کا محاصرہ کر لیا۔ اور چھ دن میں اس شہر کو مسخر کر لیا۔ جس کو اب تک  
ماریس کی مہمات میں ناقابلِ تسخیر سمجھا جاتا تھا۔ اسی دریا پر ۱۰۰ رچوں کو ڈیونٹر  
۱۵۹۱ء میں مسخر کیا گیا۔ اس کے سولہ دن کے بعد وہ گرونجن کی دیواروں

کے سامنے نمودار ہوا۔ اور اکناف شہر میں بہت سے  
مقامات کو زیر کیا۔ فرانسیس اُس کی مہمات سے چونک کر دریائے وال پر ناڈ سننگ  
کے قلعے پر حملہ آور ہوئے اور ماریس کی فتوحات کو الٹ دینے کی کوشش کی، لیکن  
ماریس کی کامیابیوں کا اس کا کم عمر حریف داؤ گھات میں اس پر سبقت  
سلسلہ ستمبر تا اکتوبر ۱۵۹۱ء لے گیا۔ اور اُس کو فرار ہونے پر مجبور کیا اور بالآخر اگست  
میں بیماری کی وجہ سے اس کو ناچار اسپاروانہ ہونا

پڑا ماریس نے ۲۴ ستمبر کو ہسٹ پر اور ۲۱ اکتوبر کو میونخ پر جو سرحد پر دریائے وال  
پر واقع تھا قبضہ جمایا۔

جنوری ۱۵۹۲ء میں پارما کے ڈیوک کو فلپ نے فوری حکم دیا کہ فرانس میں  
دوبارہ پیش قدمی کرے۔ ماریس اس طرح تمام خطرات سے آزاد ہو کر پھر میدان جنگ  
فرانس کو الکنزینڈر کی دوسری مہم ماریس کی مزید فتوحات  
کو روانہ ہوا چالیس دن کے محاصرے کے بعد  
اسٹین وک کا شہر مسخر ہوا (۲۳ جولائی) ۲۶ رچوں  
درجن کے قلعے نے خود کو حوالہ کر دیا اور اس طرح

اضلاع فریسیٹڈ، گرونجن اور ڈرتمچ کی سنجیاں اس کے ہاتھ آ گئیں۔ اس طرح ماریس نے  
گرمی کے دو موسموں میں نہ صرف دریائے وال پر اپنا قبضہ جمایا بلکہ گلڈرلینڈ اور  
اور ڈرمتھے کے شمالی صوبوں میں اسپینی جن استحکامات پر قابض تھے ان میں سے  
اکثر و بیشتر مقامات سے انھیں نکال دیا۔ صرف گرونجن باقی رہ گیا تھا۔ اور یہ اگلے  
سال فتح ہونے والا تھا۔

۱۵۹۲ء کے سرمای پارما کے ڈیوک الکنزینڈر صرف ایک ہی شخص جس کی فوجی  
قابلیت سے ماریس کو ڈرنا چڑھنا تھا انتقال کر گیا۔ فرانس کی دوسری مہم سے او اتر می

واپس آیا اور لب مرگ ہو کر آیا۔ وہ اپنے واس میں ہونا تب بھی فلپ کے  
 شکوک اس کو قطعی طور پر بے حس و حرکت بنا دیتے، کیونکہ حاسد بادشاہ ڈیوک کے  
 پارما کے الکنڈر کا انتقال دشمنوں کے درغلانے پر کہ وہ اپنے لئے جنوبی نیدرستان  
 ۳۰ دسمبر ۱۵۹۲ء کی فرمانروائی حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے

اُس کا جانشین مقرر کر چکا تھا اور ارادہ کر رہا تھا  
 کہ اگر ضرورت ہو تو بزرگ شمشیر اس کو علحدہ کر دے۔ وہم و شبہ نے کبھی اس سے  
 زیادہ بے انصافی نہیں برتی، اور فارنیس اپنے آقا کے احکام کی تعمیل میں فرانس  
 کے لئے ایک تیسری جہم کی تیاری میں جس وقت مصروف تھا اسی وقت اس میں اس پر  
 اچانک کاری ضرب لگائی گئی (۳۰ دسمبر) اس طرح وہ سینتالیس سال کی عمر میں  
 اس دنیا سے چل بسا جو اپنے زمانے کا سب سے بڑا سپاہی اور فلپ کے سب سے زیادہ  
 جان نثار خادموں میں سے ایک تھا اس کے سیاسی دور پر صرف ایک داغ رہا ہے کہ  
 وہ سیاسی چال بازیوں میں نیاک کرداری کا پابند نہیں تھا۔ اس میں بھی وہ کم از کم اپنی  
 کیننگی پر قائم تھا، اور اگر اس نے دوسروں کو دھوکا دیا تو اپنے آقا کے احکام کی تعمیل  
 میں، بعد میں فلپ نے اس کے ہر کام کو شبہ کی نظر سے دیکھا۔ یہ رویہ انصاف کے  
 خلاف تھا اور صریحاً ظلم پر مبنی تھا۔ پارما کی چودہ سال کی گورنری کو فلپ کی حکومت کا نازک  
 دور قرار دیا جاسکتا ہے۔ اسی دور میں اس سیاسی بازی کی آخری چال چلی گئی، چوٹا ہسپن  
 مغربی یورپ پر قابو پانے کے لئے چل رہا تھا، اور جب پارما کا انتقال ہو گیا تو یہ بازی  
 بھی قریب قریب مر گئی۔ تاہم فلپ کو جو کامیابی حاصل ہوئی اُس کا بڑا باعث الکنڈر ہی  
 تھا۔ اگرچہ ڈیوک شمالی صوبوں کو مطیع کرنے کے ناممکن کام میں ناکام رہا۔ اس نے  
 کم از کم جنوبی اور مغربی صوبے اسپین کے حق میں حاصل کئے اور نادارے کے ہنری  
 کی کامیابی کو ملتوی کر دیا۔ اگر فلپ کو ایسے ملازمین زیادہ تعداد میں میسر آتے تو وہ  
 غالباً زیادہ کامیاب رہتا۔

پارما کے انتقال پر حکومت عارضی طور پر کونٹ پیئر ارنسٹ مینسفلڈ کے والے  
 آرج ڈیوک ارنسٹ گورنر مقرر کی گئی جو ایک جنگ آزمودہ بوڑھا تھا۔ لیکن حقیقی جانشین  
 ہوتا ہے۔ جنوری ۱۵۹۴ء شہنشاہ ریوڈائف کا بھائی آرج ڈیوک ارنسٹ مقرر ہونے والا تھا

آرچ ڈیوک فلپ کا بھانجا تھا۔ اس کی یہ تجویز تھی کہ انعقاد سے اس کا عقد کر کے تاج فرانس اس کے لئے حاصل کرے (دیکھو صفحہ ۴۵۰) اس طرح فلپ کو توقع تھی کہ اسپینی نیدرستان کو فرانس سے متحد کر کے ایک ایسے رشتہ دار کی حکومت اس پر قائم کی جاسکتی ہے جو اس کے زیر اثر ہوگا بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ فلپ کم از کم اس امر کا غم صمیم کر چکا تھا کہ نیا گورنر جنرل ایسا ہو کہ اس کو خطرات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ آرچ ڈیوک بالکل نااہل، بیدست، بہت موٹا، مہی خوری اور قمار بازی کا دلداد تھا، علاوہ بریں عکس اور افسردہ دل، تقریباً شکار اور ایک ایسا شخص تھا جو شکایات سن کر رو دیتا تھا۔ آرچ ڈیوک جنوری ۱۵۹۴ء سے قبل برلن نہیں پہنچ سکا اس وقت تک اس کے لئے

تخت فرانس کے مواقع بہت دور تھے اور بغیر سپاہیوں اور رستم کے اپنے ساتھ چھ سو ستر معززین، خاص برادر اور باورچی اور اپنی کھاڑیاں لے کر سفر کرنے کے لئے پانچ سو پونیس گھوڑے، لے کر وارد ہوا تو اس سے کوئی ٹینک خال نہیں لی گئی۔ خدمتوں کے لئے حاشدانہ چھینا چھٹی شروع ہوئی، اور اس کی بد اخلاقیوں سے متکبر اسپینی اور فلمش مارلس ۲۴ جون ۱۵۹۳ء کو امراء کی توہین ہوئی۔ اور سپاہ نے تنخواہ کے لئے بغاوت کر ڈیڑھ ہزار اور ۲۲ جولائی کو دی۔ لہذا ان حالات میں مارلس کو ان دونوں اہم مقامات کے فتح کرنے کا بھی موقع مل گیا جو شمالی صوبہ جات میں اسپینی قبضے میں تھے۔ ۲۴ جون ۱۵۹۳ء

گرٹرڈ نبرگ کے کامیاب محاصرے نے اُسے دریاے میوز کا الگ بنا دیا۔ اگلے سال کی ۲۲ جولائی (۱۵۹۴ء) کو پینٹھ روز کے محاصرے کے بعد شہر گرونجن کی تسخیر کی بدولت وہ صوبہ عملاً حاصل ہو گیا۔

آرچ ڈیوک ارنسٹ کے انتقال کے بعد جو ۲۰ فروری ۱۵۹۵ء میں ہوا فلپ کی توجہ پھر فرانس کی طرف مبذول ہوئی۔ جنوری میں ہنری چہارم نے بالٹا اسپین کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور اُس کے خلاف استعمال کرنے کے لئے نیدرستان کی فوج درکار ہوئی لہذا اینٹنس جو عارضی طور پر گورنر کی خدمت پر مقرر ہوا تھا اور آرچ ڈیوک ارنسٹ کا انتقال ۲۰ فروری ۱۵۹۵ء میں ہوا اور فلپ کا وارنیل آلبرٹ کا جانشین ہوتا ہے۔ جنوری ۱۵۹۶ء

ہوا تھا۔ دونوں نے مشترک فرانس

کی لڑائیوں میں حصہ لیا (دیکھو صفحہ ۵۱۵) اور بندرستان کو اپنا وقت دینے کے لئے انھیں بہت کم فرصت تھی۔ ولندیزی اب فوری خطرے سے آزاد تھے۔ لہذا انھیں انگریزوں کی شاندار مہم کیڈز میں حصہ لینے کا موقع مل گیا جس کا انجام ایک اسپینی طرے کیڈز کو ولندیزیوں اور انگریزوں کی بنا ہی اور اس شہر کے ناخست و تاراج پر ہوا کی مہم۔ جولائی ۱۵۹۶ء

اکبرٹ شہر ہسٹ کو ماریس سے واپس لینے میں کامیاب ہوا، اکتوبر میں ہالینڈ اس جمعیت میں شامل ہو گیا جو پچھلے اگست میں ہنری جہاں اور ایلزبتھ نے اسپین کے خلاف قائم کی تھی اور اگلے جنوری ۱۵۹۶ء کی ۲۲ مارچ کو ماریس نے گرٹڈنبرگ کے قسرب مقام پر بخورٹ آریج ڈپوک کو فیصلہ کن شکست دی۔ اس اہم فتح کے بعد کیلیوس کی ڈچی (جس کو اسپینی اگست اکتوبر ۱۵۹۶ء غیر مطیع صوبہ جات کے خلاف کارروائیوں کے مرکز کی حیثیت سے استعمال کرتے تھے) کی سرحدات پر

اگٹ سے اکتوبر ۱۵۹۶ء تک تین مہینے لڑائی جاری رہی۔ یہ ایک ایسی جنگ تھی جس کی بدولت ماریس نے نو شہروں اور پانچ گڑھوں کی تحریک کے دریائے رہائیں کی مشرقی سرحد کو مادی طور پر تقویت پہنچائی۔

ولندیزی فرانس اور انگلستان کے ساتھ جمعیت میں اس توقع کی بنا پر شریک ہوئے تھے کہ اس نوعیت کی مدد کی اپنی خود مختاری کو تسلیم کروائیں گے۔ لیکن ہنری اب جنگ سے ہزار ہو گیا تھا اور پہلے ہی سے اس گفت و شنید کا آغاز کر چکا تھا جو ولندیزیوں کے اعتراضات کے باوجود صلح و ریس چرتم ہوئی ۲۲ مئی ۱۵۹۶ء دیکھو صفحہ ۵۱۹) جو کہ ولندیزیوں کی خود مختاری تسلیم کرنے سے انکار کر دیا گیا تھا۔ لہذا انھوں نے صلح و ریس میں ولندیزیوں کے حصہ داروں میں شرکت کرنے سے انکار کر دیا تاہم صلح کا عدم معمول ۲۰ مئی ۱۵۹۶ء صلح کے ساتھ اطاعت گزار صوبہ جات کی حیثیت میں سمجھ تیز ضرور ہوا۔ کیونکہ ہنری اپنی مشرقی سرحد پر

اسپینی بادشاہ کی موجودگی کو زیادہ عرصے تک برداشت نہیں کر سکتا تھا، اس لئے قلب نے ان علاقوں میں تفریق کو بھی گئے استحقاقات سے دست بردار

اطاعت گزار صوبہ جات  
کی حکومت کا تصفیہ

ہو جانے پر اس شرط پر رضامندی ظاہر کی کہ وہاں  
کی فرمانروائی آرچ ڈیوک البرٹ کو دی جائے تو  
انفٹا کلڈر اپوجینا سا بلا سے شادی کرنے والا

ستف (۱۵۹۸ء) لیکن قیدی لگا دی گئی تھی کہ اگر یہ لا ولدرمی نویہ صوبے پھر اسپین  
کو عود کریں۔ فلپ کے پاس باد کر کے اسباب موجود تھے کہ آرچ ڈیوک کو  
اولاد نہ ہوگی، اور ایک خفیہ معاہدے کی رو سے اس کے بھانجے (Nephew) نے  
اسپین کی آقاؤں تسلیم کر لی اور اسپینی افواج کو انیٹورپ، گفٹ اور کیرے کے  
شہروں پر قابض ہونے کی اجازت دینے کا وعدہ کر لیا۔ اسپین اور ماتحت  
صوبوں کے مابین ایک بے رابطہ جنگ جس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا۔ ۱۶۰۹ء  
تک جاری رہی۔ اس کے بعد بارہ سال کے التوائے جنگ نے عملاً متحدہ نیدرستان  
۱۶۰۹ء بارہ سالہ کی خود مختاری کو تسلیم کر لیا، لیکن اس خود مختاری کو صلح  
التوائے جنگ ویسٹ فیلیا بائہ ۱۶۴۸ء سے پیشتر باضابطہ طور پر تسلیم نہیں  
کیا گیا۔

اس طرح جن سات صوبوں نے اسپین سے علیحدگی حاصل کر لی تھی وہ گلد رینڈ  
اٹرکٹ، فریسلینڈ، اوورسل، گروئنگن، زلیینڈ، اور ہالینڈ تھے۔ یہ بحر جسٹ منی کے  
سات متحدہ سواحل پر ایک وسیع میدان پر مشتمل تھے جو ایسٹ فریسلینڈ کی  
صوبہ جات کی حدود ڈچی سے شروع ہو کر دریائے شلت کے دونوں جانب اس  
کے وسیع دہانے تک چلے گئے تھے۔ لہذا ان صوبوں کو بائین  
کے مختلف دہانوں نیز میوز اور شلت کے دھانوں پر کامل اقتدار حاصل ہو گیا۔  
مشرق اور جنوب میں ان کی حدود مشرقی فریسلینڈ، اسقفی غسٹ کے علاقے کلیوس  
کی ڈچی، بیج کی اسقفی اور جنوبی برابنٹ پر مشتمل تھیں۔ یہ سمندر ایک وقت صوبہ جات متحدہ  
کا دوست بھی تھا اور دشمن بھی۔ ان کے علاقے کا ایک بڑا تناسب سمندر کے اعوش  
سے جدا کر کے برکاشت لایا گیا تھا اور سمندر کو پشتوں کی مدد سے باز رکھا  
گیا تھا۔ دریائے بائین کے کچھ پانی کو نہروں کے ذریعے جو کھیتوں کی سطح سے بلند  
تھے، سمندر تک پہنچایا جاتا تھا، تاہم یہ نہریں بلند نمو جات سے اس قدر نشیب

میں تھیں کہ ان کو دروازوں کی مدد سے روکا جاتا ہے جو سمندر کے مد و جزر کے ساتھ ساتھ بند ہوتے اور کھلتے تھے۔ بریں ہم یہ وہی سمندر سمجھا جس سے انسانی دشمنوں کے خلاف بار بار مدد لی گئی اور اس نے اس تجارت کے مواقع دئے۔ جن پر ان کی خوش حالی کا انحصار تھا۔ فلپ کی تاج پوشی کے بعد سے ان صوبہ جات کی حالت میں اطاعت گزار صوبوں کے مقابلے میں عظیم الشان تغیر واقع ہو گیا تھا۔ اس کے عہد حکومت کے آغاز میں فلینڈرس اور برابنٹ دوسروں سے کہیں زیادہ متمول اضلاع تھے۔ یورپ کی تجارت کے عظیم الشان گوداموں میں متحدہ نیدرستان اور اسپینی شامل تھا اور ان صوبوں کے دیگر شہر صنعت و حرفت نیدرستان کی حالت کا مقابلہ کے مراکز تھے، اور ان کی جانب سے شاہی خزانہ میں جو محاصل داخل کئے جاتے تھے۔ ان کی مقدار

باقی تمام صوبوں کی مجموعی رقم کے سادھی ہوتی تھی۔ پیکار کے اختتام پر یہ جنگل ادبیاں بن گئے۔ کہتے ہیں کہ بھیڑ بے کھلے میدانوں میں پڑے پھرتے تھے۔ چولاہوں کے راہچہ خاموش تھے، شہروں میں سارے کوچے خالی اور غیر آباد پڑے تھے۔ تجارت شمال میں منتقل ہو گئی تھی اور اسٹردم نے اینٹورپ کی جگہ غصب کر لی تھی۔ ولندیزی پہلے ہی سے یورپ کے بار بردار بن رہے تھے اور مشرق کی نوآبادی بسالنے میں سب سے پیش پیش تھے۔ تاہم اس کم عمر ریاست کو بہت سے خطرات لاحق تھے۔ اس کی تجارت سے انگلستان کو جو حسد پیدا ہو رہا تھا وہ نشوونما ناک تھا اور داخلی خطرات بکثرت تھے، حکومت جسامت و دولت میں نہایت دستوری اور غیر سادھی صوبوں کے ایک غیر مربوط وفاق پر مشتمل تھی اور ہر دیگر مشکلات صوبہ بلدیائی مجالس کا ایک وفاق تھا۔ ارکان مجالس کا تقرر باستفتاء صوبہ جات اور ریسل، وگروئجن یا تو موجودہ

ارکان کی رائے سے یا نہایت محدود حق رائے دہی کی بناء پر انتخابات سے عمل میں آتا تھا۔ لہذا اسٹیٹ جنرل (مجلس طبقات) جو وفاق کی مجلس مقننہ تھا۔ اور اسٹیٹ کونسل (مجلس انتظامی نظم) جس کے تفویض انتظامی امور تھے، کے اقتدار پر صوبہ جاتی مجالس میں مسلسل اعتراضات اٹھائے جاتے تھے۔ اور ادھر ملک کے

امرا و برگہ (Burgher) اشرافیہ سے جو شہروں کے حاکم ہوتے تھے تنفر تھے اور جو لوگ حق رائے دہی سے محروم تھے ان کو رشک و حسد سے دیکھتے تھے ہالینڈ کا سربراہ اور وہ اقتدار جو سالانہ موازنہ میں آدھے سے زیادہ رقم داخل کرتا تھا اور اسٹیٹ ہولڈر اور کمیشن جنرل کی موجودگی نے جنھیں فوجی انتظامی اقتدار اعلیٰ حاصل تھا بلاشبہ حکومت کو عمل و تدبیر بخشی تھی۔ لیکن اسٹیٹ ہولڈر ہمیشہ اس امر کی جانب مائل رہتا تھا کہ برگہ اشرافیہ سے قطع تعلق کر لے اور حقوق و انتہا ذات سے عادی جماعتوں کی تائید سے ایک زیادہ وسیع فرمانروائی اور ایک زیادہ متحدہ سلطنت کی بناء ڈالے مذہبی اختلافات ان ناچاقوں پر نیل چھڑکتے تھے؛ برگہ عموماً جدید ارمنی (Arminian) خیالات کی تائید کرتے تھے، اور اسٹیٹ ہولڈر زیادہ انتہا پسند کالومینوں کی بواسطہ دو جماعتیں منووار ہو گئیں جن کے جھگڑے آئندہ اس وفاق کی بنیادوں کو ہلا دینے والے تھے



۱۵۹۰ء کے بعد ماریس ہالینڈ، زیلینڈ، اٹرکٹ، اور اوڈیسل کا اسٹیٹ ہولڈر اور کمیشن جنرل رہا۔ لیکن یوٹین کا اسٹیٹ ہولڈر اور کمیشن جنرل نہیں مقرر ہوا

# نواں باب

## فرانس میں اصلاح اور خانہ جنگی

### ۱۔ فرانس اول کے عہد حکومت میں ہیوگیناٹوں کا عروج

فرانس اور مصلیہن۔ ووڈوا کا قتل عام۔ ہنری دوم اور مصلیہن۔ فرانس دوم کی تخت نشینی کے موقع پر تفرقہ۔ امبائیس میں شورش۔ چارلس نہم کی تخت نشینی اسٹیٹ جنرل اور پوائیسی کی گفت و شنید۔ دیسی کا قتل عام۔ پہلی خانہ جنگی۔ ڈاؤسکارڈز کے فرانس کا قتل۔ امبواز کا سمجھوتہ۔ دوسری خانہ جنگی۔ سینٹ ڈینی۔ فرمان لون جو مو۔ تیسری خانہ جنگی۔ جازناک اور شکنتور۔ صلح سینٹ جرین سینٹ بار تھلویو کا قتل عام۔ چوتھی خانہ جنگی۔ عہد نامہ لاروشیل۔ ہیوگیناٹوں کے خیالات میں تغیر۔ پانچویں خانہ جنگی۔ ہنری سوم کی تخت نشینی صلح مانٹینیز گیز اور کیتھولک جمعیتیں۔ چھٹی اور ساتویں خانہ جنگی۔ عہد نامہ چریک فلیکس۔ فرانس۔ اورنید رستان کیتھولک جمعیت۔ عہد نامہ جوان ویل۔ آٹھویں خانہ جنگی۔ کورٹراس (Courtras)۔ ناکہ بندیاں گیز کے ہنری اور ہنری سوم کا قتل۔ ہنری چہارم اور جمعیت۔ نویں خانہ جنگی۔ آرک اور یوری۔ ہنری کو ہدایات وصول ہوتی ہیں اور وہ پیرس میں داخل ہوتا ہے۔ اسپین کے ساتھ جنگ۔ فرمان تانوس۔ صلح وردان۔ خانہ



جس زمانے میں فرانس خاندان پیپسبرگ کی مخالفت کے مسلک کی دھن میں  
جرمنی کے پراسٹنٹوں کے ساتھ اتحاد قائم کر رہا تھا، عین اُسی زمانے میں اتحاد اس  
کی سرحدوں کے اندر سرعت کے ساتھ نشوونما پا رہا تھا۔ انابیل کا باشذہ مذاکلیفور  
فرانسیسی پراسٹنٹ مذہب کا بانی اول ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ پیرس میں دینیات  
سب سے پہلے کے نکچر کی حقیقت سے۔ نامہ جات (Epistle) سینٹیاں  
فرانسیسی مصالحین کی شرح (۱۵۱۲ء) میں اس نے اصول نجات بالایمان کی  
تعلیم کو تحفہ کے پر دانہ جات شفاعت کو مردود ٹھہرانے کے

پانچ سال پیشتر ہی دی تھی۔ ۱۵۲۱ء میں اس نے اسقف برسٹونے کی سرپرستی میں  
شیمپین میں بمقام رموے ایک چھوٹی سی جماعت بھی قائم کی جس میں ڈیفینی کا فریل کو  
سب سے زیادہ اہمیت حاصل تھی۔ نیز اس نے اراسمس کے دوست لونی ڈی رگین  
کو بھی متاثر کیا تھا جو ایک درباری اور امیر آدمی تھا۔

ان جدید خیالات کی ترقی نے سوربون یا جامعہ پیرس کے شعبہ دینیات اور پیرس کے پارلیان کے خطرات  
کو اور بڑھا دیا۔ لیکن فرانسس کو ان میں سے کسی ادارہ سے بھی انس نہیں تھا۔  
فرانسس ابتداً رواداری کے طرف مائل ہوتا ہے (دیکھو صفحہ ۱۰۸) سوربون اس قائم کردہ جدید  
کالج دی فرانس کو رشک و حسد کی نگاہ سے دیکھتا

تھا (دیکھو صفحہ ۲۶۸) اس کو راہبوں اور درویشوں سے نفرت تھی۔ وہ ادب و شائستگی کا  
ولدادہ تھا۔ اس کی سیرت کی خرابیاں ان صفات کی بدولت کم  
ہو گئی تھیں۔ اس کی ہمیشہ نادر کی مارگریٹ نے جدید خیالات کے ساتھ رواداری  
برتنے میں اس کی رہبری کی۔ کہا جاتا ہے کہ فی الحقیقت اس کے دل میں اراسمس  
کی صدارت میں فرانس میں ایک ادبی اور فلسفیانہ ادارہ قائم کرنے کا خیال  
بسا ہوا تھا۔ لہذا ۱۵۲۳ء میں اس نے ڈمی برکوں کو پارلیمان سے بچایا۔ اور  
اگر وہ پیویا میں فتنہ نہ ہوتا تو اس رواداری کے مسلک کو جاری رکھتا۔ اس کی  
شکست اور امیری نے پراسٹنٹ فرقے کی حالت کو بد سے بدتر کر دیا۔ کیونکہ  
اس کی ماں سلواہی کی لوئیس اس کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھا کر اتحاد کی بیخ کنی

فرانس کی غریب وجودگی میں  
جبروتعدی کا آغاز ۱۵۲۵ء

میں مصروف ہو گئی۔ ہلکے نامی تو کے ایک اون صاف کرنے والے کو ذرا آتش کیا گیا۔ (جولائی ۱۵۲۵ء) بریکانٹ کو سیو کی برادری کو منتشر کرنے کا حکم دیا گیا۔ اکتوبر ۱۵۲۵ء اور ڈی برکونس کو دوبارہ گرفتار کر لیا گیا (جنوری ۱۵۲۹ء) فرانس نے حقیقت میں اس کو دوبارہ اپنے دشمنوں سے بچایا اور خود فرانس واپس آنے پر بغور کو اپنے بچوں کا اتالیق مقرر کیا لیکن اس متکون مزاج بادشاہ کی حالت میں بہت جلد تغیر واقع ہو گیا۔ اس کی سیاسی ضروریات پوپ کے اتحاد کی طلبگار متحین جو شہنشاہ کے خلاف اور اپنے ملک کے علمائے مذہب کے ساتھ ایک جمیعت مقدس قائم کر رہا تھا (دیکھو صفحہ ۴۳۱) فرانس ظلم و تشدد کا جو اس کو جنگ جاری رکھنے کے لئے مالی امداد دے سکتے تھے اس کو مستحکم اختیار کرتا ہے

فرانس ظلم و تشدد کا  
مستحکم اختیار کرتا ہے

اس تحریک کے ادبی پہلو سے اور بعض زیادہ مرگرم مصلحین کی زیادتیوں اور قدیم خیالات کی تخریبی کارروائیوں نے اس خیال میں رنگ آمیزی کی کہ اس تحریک کو سیاسی اہمیت حاصل ہے۔ ڈی برکونس نے اگرچہ وہ ان زیادتیوں کا ذمہ دار نہیں تھا اور اس کے اس بنزدلانہ انتباہ کو سماعت کرنے سے انکار کر دیا کہ دو زنبوروں کو نہ چھیڑئے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کو پھر گرفتار کیا گیا اور قتل کر دیا گیا۔ (اپریل ۱۵۲۹ء)

۱۵۳۴ء میں دو باس، رعنائے ربانی سے متعلق ایک رسم کی خوابوں کی بابت ایک غیر مستدل اشتہار نے بادشاہ کے غیظ و غضب میں قدرۃ افساد کر دیا۔ ۱۵۳۵ء میں منسٹر میں ڈانا پیٹشٹوں کی شورش نے اس کو اور بھی خالیف کر دیا اور جنوری ۱۵۴۵ء میں ایکس (Aix) کی پارلیان کی اس غلط بیانی پر یقین کر کے کیریولنس کے دو دو اقیام جمہوریت میں کوشاں ہیں اس نے وہ ہلاکت خیز حکم دیا جو قتل عام کا باعث ہوا۔ خواہ اس کا ارادہ ایسا تھا یا نہیں پس سے زاید شہر اور موصافات تباہ و برباد کئے گئے اور کوئی تین ہزار پراٹشٹ وادی ڈورانس میں فنا ہوئے۔ دوسرے سال تو میں جو فرانسیسی پراٹشٹ فرقہ کا ہوا رہ تھا چودہ غریب اہل حرفہ کے قتل کے بعد فرانس کی زندگی کا بوجھ بھگ گیا۔

۲۔ ہنری دوم کی حکومت - ۱۵۴۷ء تا ۱۵۵۹ء

اسی اثنا میں فرانسیسی پراٹشٹ کا یون کے زیر اثر آ گئے تھے۔ ۱۵۳۵ء میں

اس نے اپنی تصنیف، انسٹی ٹیوٹس (Institutes) کو اس توقع میں فرانسس اول کے نام مضمون کیا تھا کہ بادشاہ کو یقین دلائے کہ اس کے اصول خطرناک نہیں تھے۔ اور اسی وقت سے فرانسیسی اپنے اولوالعزم اہل وطن کی تعلیم کو سرعت کے ساتھ اخذ کرنے لگے۔ فرانسیسی پراسٹنٹ مذہب اب اپنی تحریک سے کس کے ساتھ وہ اب تک متعلق تھا علحدگی اختیار کرنے لگا۔ اُس کی کلیساؤں کی تنظیم جنیوا کے جمہوری نظام کے بموجب عمل میں آنے لگی اور یہ تحریک بہت جلد پہلی مرتبہ سیاسی اور جارحانہ صورت اختیار کرنے لگی۔ ان حالات میں یہ کوئی تعجب خیز امر نہیں تھا کہ فرانسس اول کے انتقال کے بعد جبر و قیدی میں اضافہ ہو گیا۔ خصوصاً جب یہ بات پیش نظر ہو کہ اس کم عمر بادشاہ کو دو اُنٹیس سالہ تھا، اپنے باپ کی طرح ادب سے بھر دی نہیں تھی اور کانسٹیبل دی مونمورانس اور دو لون گیز جو فرانسس اول کے آخری سالوں میں اُس کی مہربانیوں سے محروم ہو گئے تھے دوبارہ واپس طلب کر لئے گئے۔ لہذا ہنری دوم کے آغاز حکومت میں پارلیمان کا ایک ایوان خاص قائم کیا ہنری دوم کے تحت گیا تاکہ الحاد کے مقدمات کی تحقیقات کی جائے، اور اس مزید ظلم و تعدی نے جتنے اشخاص کو نذر آتش کیا اس مناسبت سے اس کا نام دلا شامبر اور وائٹ، (ایوان آتشیں) پڑ گیا

۱۵۵۱ء میں شاؤبریان کے فرمان (Edict) نے مذہبی عدالتوں کو الحاد کے معاملات میں اختیارات عطا کئے اور پارلیمان، میں مراجعہ پیش کرنے کا حق نہ رکھا۔ اور ۱۵۵۴ء میں عدالت تحقیقات مذہبی (Inquisition) کو فرانس میں رواج دینے کی کوشش کی گئی۔ پال چہارم نے ایک فرمان شائع کیا جس کی رو سے اس نے ایک کمیشن مقرر کیا جو لائین، بوربان شاتیوں کے کارڈینلوں پر مشتمل تھا اور انھیں اختیار دیا تھا کہ وہ اپنے اختیارات کسی اور کے تفویض کر سکتے ہیں ان سخت تدابیر کے باوجود اس مذہب کو اختیار کرنے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا اور یہی اہم محرک تھا جس نے ہنری دوم کو اپریل ۱۵۶۹ء میں عہد نامہ کاٹو کا مبرسی کی تکمیل پر رغب کیا۔ اگرچہ یہ میاں بے بنیاد معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد نامہ کے ایک خفیہ فقرے کی رو سے شاہان فرانس واپس لینے لحدین کے

خلاف اسٹانڈاٹ قائم کر لیا تھا، تاہم اس خصوص میں گفت و شنید ضرور ہوئی۔  
جون میں فلپ نے پرائسٹوں کی بیخ کنی میں شاہ فرانس کو امداد دینے کی تجویز  
پیش کی اور ہنری نے اس پیش کش سے انکار کرتے ہوئے جینیوا کے خلاف ایک مشترکہ  
مہم کی تجویز کی لیکن دونوں ممالک کی سیاسی رقابت اس قدر گہری تھی کہ اس زمانے  
میں مشترکہ فوجی کارروائی کی اجازت نہیں دی جاسکتی تھی۔ لہذا ان اسباب کی  
بنیاد پر ہنری نے ہنس اپنا راستہ اختیار کیا۔

پیرس کی پارلیمنٹ | لیکن اس میں پارلیمنٹ نے اس کی غیر متوقع طور پر مخالفت کی  
فرانس میں اس وقت تک مقدمات السجاد کی سماعت کے  
تحتی مخالفت

اختیارات عدالتہائے دیوانی کو حاصل تھے اور پارلیمنٹ نے  
شنا تو بیاں کے فرمان کی طے پال چارم کے فرمان کے خلاف بھی احتجاج کیا۔  
نقطہ آخر الذکر کو شاہ نے تسلیم کر لیا لیکن اول الذکر قائم رہا اور شاہ برودی لاؤریل  
د پارلیمنٹ کے اجلاس فوجداری میں ایک اعتدال پسند جماعت کے نمودار  
ہونے نے اس کو اور سمجھ بکا دیا۔ جس نے اعلان کیا کہ ظلم و تعدی غیر موثر ہے  
اور وہ السجاد کی سزا موت نہیں تجویز کرے گا۔ بادشاہ انتہا درجہ غضبناک ہو گیا اور  
قریب تھا کہ قادیین دیو فور اور آن دے یورج کے خلاف کارروائی کرے لیکن صلح کی  
یادگار منانے کے لئے قائم کردہ ٹورنمنٹ میں منگہری کے پینز نے اسے خاک میں  
ملا دیا اور تاج فرانس کو اس کے سولہ سال کے بیٹے فرانسس دوم کے حوالے کر دیا۔ (جولائی ۱۵۵۹ء)

### ۳۔ فرانسس دوم کا عہد حکومت جولائی ۱۵۵۹ء تا دسمبر ۱۵۶۰ء

پرائسٹنٹ یا ہوجینٹ (جس نام سے وہ موسوم ہو گئے تھے) اس قدر

۱۔ غالباً ایک جرمن لفظ (Eidgenossen) (ارکان عہدیہ) کی بگڑی ہوئی صورت  
ہے جو جب سے پہلے جینیوا کی پرائسٹنٹ جماعت پر عاید کیا گیا تھا۔

طاقتور ہو گئے تھے کہ ممکنہ ظلم و تشدد سے بھی ان کا استیصال ناممکن ہو گیا تھا۔ ان کی تعداد کوئی چار لاکھ تک پہنچ گئی تھی جن کی بڑی تعداد یاقو شہری اور کسی نہ کسی چیز کے نام پر جوں پر یا چھوٹے درجے کے امراء پر مشتمل تھا جو ایک فوجی جماعت تھی جو ہر وقت اسلحہ بندی کے لئے تیار رہتی تھی اور نہ یہ اعلیٰ طبقہ امراء کے شاہی دربار میں اثر و نفوذ فرانسس دوم کے تخت نشینی رکھنے والے قایدین سے (جن میں خصوصیت کے وقت ہیوگیناٹ کی حالت کے ساتھ کوندے اور کالینی قابل ذکر تھے) محروم تھے۔ تاہم اگر کوئی زبردست اور ہر دلعزیز

بادشاہ جانشین ہوتا یا اگر فرانس میں مربوط اور محتمل دستور ہوتا تو کوئی عہد کوئی سمجھوتہ ہونا ممکن تھا اور اگر اس میں نامکامی ہوتی تو زبردست قوت کے استعمال سے ان جدید خیالات کو بیک وقت نکال دیا جاسکتا تھا۔ لیکن فرانس فرانس کی غیر منظم شاہیوں کے بے راہ روسلک کی قباخوں میں مبتلا تھا۔

مالی مصائب، بیماری اور غیر مساوی محاصل نے جس کا بوجھ قریباً پورے طور پر ادنیٰ تر طبقات پر پڑتا تھا، حکومت کے خلاف وسیع رقبے میں بے اطمینانی پھیلا دی۔ دفتری حکومت اور عدالت زیادہ تر فروخت جائداد کے نظام کی بدولت ناگفتہ بہ حالت میں پہنچ گئی تھی اور اپنا احترام کھو چکی تھی۔ کلیسا اگرچہ انتہائی بدستور تھا (اس کے محاصل ملک کے کل محاصل کے دو چھس کے برابر تھے) لیکن کانکارڈٹ سے متاثر تھے اذقان کے امراء اور مسیحیوں اجارہ دار بن گئے تھے اور وہ صرف چند ہاتھوں میں آگئے تھے اس طرح جان کا ڈھیل لاین تین صدی استغنیوں، سات استغنیوں اور چار خائفوں پر قابض تھا۔ اس کے قاید اکثر دیشتر دینوی اغراض و مقاصد کے چوہا تھے، اور دربار کی فرقہ بندیوں کے زیر اثر تھے اور اپنے سلاطین کے روحانی ضروریات کی پروا نہیں کرتے تھے کچھ زمانے سے اسٹیٹ جنرل کو شاذ و نادر ہی طلب کیا جاتا تھا۔ اور لوگ ساری دستور زندگی سے محروم ہو گئے تھے۔ وہ شہر جو ملک کی حکومت میں حقیقی معنوں میں شریک نہیں تھے علیحدگی اختیار کرنے اور اپنے پیروں پر آپ کھڑے ہونے کی طرف

مائل تھے۔ اعلیٰ طبقہ امراء کا منشاء تھا کہ یا تو بادشاہ کو اپنے زیر اثر رکھے یا بصورت ناکامی اپنے اپنے صوبوں کی گورنری پر مہر و فی حق قائم کر لے۔ کم درجہ کے امراء باستثناء فوج و کلیسا تمام پیشوں سے محروم ہونے کی بدولت اب، جبکہ جنگ کا فائدہ ہو چکا تھا، یا تو کلیسا کو کامل طور پر دنیاوی حیثیت بخشنے کی غرض سے اس میں ہجوم کرنے لگے تھے یا اپنی ایک شوریدہ سرفروشی جماعت بنائی تھی جو تجدید جنگ کے موقع کا خیر مقدم کرتی رہی تھی۔ حاصل کلام یہ کہ فرانس جو برائے نام ایک مربوط و منسلک مرکزی شخصی حکومت کے زیر اقتدار تھا۔ بدترین صورت عدم حکومت میں مبتلا تھا جو اس وقت پیدا ہوتی ہے جبکہ دفتری حکومت غیر منظم ہو جاتی ہے۔ فرانس کی بدقسمتی درجہ کمال کو اس طرح پہنچی کہ خاندان دو لاکھ کی نمائندگی چار اے لاکھوں کی جانب سے کی جا رہی تھی جو کوہا عقل و دانش اور توانائے جہانی سے محروم تھے اور جو درباری سازشوں اور فسادوں کے شکار تھے۔ جنگی بدولت تاج اور زیادہ غیر ہر و العزیز بننے والا اور جو ملک کو تیزی کیساتھ غارتگی کی آگ میں جھونکنے والے تھے۔

خاندان بوربان | امریکی تین سب سے ذی اثر جماعتوں کی قیادت خاندان بوربان کو نستابل آن دے موہو ترانسی اور خاندان گیزر کے ہاتھوں میں

تھی۔ ان میں سے بوربان کے خاندان کو بادشاہ سے سب سے قریبی رشتہ تھا۔ اس خاندان کا بزرگ ترین رکن بوربان کا انتونی اپنی بیوی ناواکی ژان کے حق کی دم سے جو فرانسس اول کی روادار بہن مارگریٹ کی بیٹی تھی، نادائے کا بادشاہ تھا لیکن اگرچہ اس نے اپنی بیوی کے کالونی خیالات اختیار کئے اور ایک اچھے سپاہی کی حیثیت سے شہور تھا، اس کی کمزوری اور بے استقلالیت نے اُسے قیادت کے ناقابل بنا دیا تھا جو اُس کے سب سے چھوٹے بھائی لوئی دہی کوئٹے کے ہاتھوں میں منتقل ہو گئی اور یہ شخص بھی اپنی نئے خیالات کی طرف مائل تھا۔ اور کہیں بہتر کردار کا شخص تھا۔ دوسرا بھائی چارلس جو بوربان کا کارڈینل تھا کیسے تو ملک ہی رہا، اپنے خاندان کے مسلک سے بے تعلق ہو گیا اور اس کے بعد ایک مختصر سی مدت کے لئے کوشش کرتا رہا کہ فرانس کے چارلس دہم کا خطاب اپنے لئے حاصل کرے۔ خاندان بوربان سے قریبی تعلق کا نستبل کے دو بھتیجے گسپاروے کوئنی امیر البحر فرانس اور ڈی اینڈیلو پسند افوج کے کرنل جنرل کو تھا اور یہ دونوں پُر عیش ہو گینات تھے۔ اس خاندان کا رکن مہتر اوٹ جو چیاٹیلن کا کارڈینل

تھا اگرچہ مصلحین کا ہمدرد تھا لیکن کبھی اہمیت و وزن حاصل نہ کر سکا۔  
 کا نیشنل آڈن دے موموز انشی جو دوسری جماعت کا قاید تھا یکا کیتھو لک اور درشت خوشپاہی  
 تھا جس کی درشتی اور مذہبی ثابت قدمی جنگ کے موقع پر لوگوں کی زبان سے  
 یہ الفاظ نکلتی تھی ”کا نیشنل کے ہر بانی سے ہیشیا رہو“ اس کا مسلک ہمیشہ اسپین  
 کا نیشنل آن وے کے اتحاد اور اتحاد کی سرکوبی پر مشتمل تھا۔ اور یہ ایک ایسا مسلک  
 موموز انشی تھا جو کچیلے دنوں صلح کا نو کیمبریسس میں کامیاب ہوا۔ برنیم  
 خاندان گیرز اور بادشاہ کی ماں کے ساتھ رشتہ و حسد نے اسے

سردست بوربان کی جماعت میں شامل ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔

اخیر میں خاندان گیرز سے اس خاندان کی بنا جو خاندان لارین کی بڑی شاخ  
 تھا لارین کی رہنے کے دوسرے بیٹے کی جانب سے پڑی۔ رہنے، انجو کے رہنے لی بان کا  
 اس کی بیٹی ایولانت کی طرف سے نواسا تھا۔ کلو دے شکست پیوٹا کے بعد ۱۵۲۵ء  
 خاندان گیرز

اپنی بیٹی میری کو اسکاٹ لینڈ کے جیمس پنچم کے ساتھ بیاہ دیا تھا  
 اس کی خدمات کے صلے میں فرانسس اول نے گیرز اوماں اور تین کی نوایاں قائم کر کے  
 اُس کے جوئے کس جن کو کلاڈ اپنے انتقال (۱۵۵۸ء) پر اپنے دو بیٹوں فرانسس، گیرز  
 کے ڈیوک اور کلو دا مال کے ڈیوک کے حق میں چھوڑ گیا۔ اُس کے دوسرے دو  
 بیٹے کلیسا میں داخل ہو کر لارین اور گیرز کے کارڈنیل بنے۔ ڈیوک فرانسس نے  
 مٹنر کی مدافعت (۱۵۵۲ء تا ۱۵۵۳ء) اور کیتے کی تسخیر (۱۵۵۸ء) کی بدولت  
 اپنے باپ سے زیادہ شہرت و ناموری حاصل کی۔ وہ خود نما اور فرخ دست تھا  
 شہرت و ناموری کا ولدا وہ تھا اور تدبیر و سیاست میں اس کی خامی کو اس کے  
 چھوٹے بھائی چارلس، کارڈنیل نے پورا کیا۔ لالچ متکبر مزاجی کے باوجود اپنی  
 پادریانہ خدمات کے ظاہری مراسم میں محتاط رہتا تھا، سیاسی تختہ رسی کا ماہر  
 اور موموز خطیب تھا۔ اگرچہ اس اولوالعزم اور حریص خاندان کی کامل حرقتی کے لئے  
 میں آئندہ نسل تک انتظار کرنا چاہئے (اور وہ ایسی تجاویز تھیں جو مواقع کے  
 ساتھ ساتھ وسعت حاصل کرتی تھیں) تاہم ان دو اولوالعزم اشخاص نے اس کا

سنگ بنیاد رکھ ہی دیا تھا۔ خاندان گینر کے مسلک کا عل اس واقعے میں مناسب ہے کہ وہ صرف نیم فرانسیسی تھے اور ان کا شاہی خاندان سے بہت دور کا تعلق تھا۔ چونکہ قدیم اُمرا ان کے نو و نوں سمجھتے تھے اور اس خوف سے کہ کہیں بوربان کا خاندان انھیں اقتدار سے بے دخل نہ کر دے وہ خود کو انجو بلکہ کیرونگس کے خاندان سے بناتے تھے۔ اگر انجو کے خاندان کی اولاد نرینہ اب تک زندہ نہ ہوتی تو بوربانوں سے بھی سخت و تاج سے قریبی رشتہ ہو جانا، لیکن میٹین کے چارلس کے انتقال کے بعد (۱۵۷۵ء) سلسلہ نرینہ کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ لہذا خاندان گینر کے ارکان اُمانٹ کی جانب سے اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے لگے جس کے وسیلے سے اُن کا سلسلہ انجو کی رہنے تک پہنچا تھا۔ لیکن ان کا نیم غیر ملکی پن اس سے زیادہ مشکلات پیش کرنے لگا۔ انھوں نے بلاشبہ فرانس کی مداخلت میں فوجی مہمات سر کر کے ان مشکلات کو ایک بڑی حد تک رفع کر دیا تھا۔ اب جبکہ جنگ ختم ہو چکی تھی انھوں نے قدرۃ کینتھو لک مذہب اختیار کیا جس کی بدولت علی الخصوص پیرس کے ادنی طبقات میں اُن کو نیک نامی حاصل ہوئی۔ کیونکہ یہ شہر سختی کے ساتھ کینتھو لک مذہب پر جا رہا۔ ان کا خارجی مسلک اگرچہ کینتھو لک لیکن اس زمانے میں اسپینی نہیں تھا کیونکہ تخت انگلستان کے لئے میسری ملکہ اسکاٹ لینڈ زوجہ فرانسس دوم کی حمایت کرنے اور ان تینوں ممالک کو ایک طاقتور سلطنت میں متحد کرنے کا خواب دیکھ رہے تھے جو آسٹریا اور اسپین کی قوت کے ساتھ توازن قائم رکھنے کے قابل ہو جاتا۔

اگرچہ ان متضاد اختلافات میں سے کوئی کبھی براہ راست ان سے متعلق نہیں تھا تاہم ملکہ مادر کیتھرین ڈی میڈیسی ان سب پر قائم رکھنے کی جستجو میں تھی۔ ہنری چہارم نے بعد میں اس کی نسبت کہا ”وہ اکا بچاری عورت اپنے شوہر کو کھو چلنے کے بعد اپنے ساتھ پانچ بیٹے اور دو خاندان (ہمارا اور گینر کا) لئے ہوئے جو تخت و تاج اپنے لئے حاصل کرنے کی تجویز کر رہے تھے، کیا کر سکتی تھی۔ مجھے حیرت ہے کہ اس نے اس سے بدرجاء ادا انہیں کئے اس بدنام عورت کے سنگ کا سراغ اس کے کینتھر ایمین ڈی میڈیسی اجنبی نسل اور اُس کی سابقہ زندگی میں غلبہ ہے۔ فلائیسی اور میڈیسی ہونے کی حیثیت سے وہ فرانس میں غیر معروف تھی اور اپنے



شوہر نہری دوم کی محبت حاصل کرنے سے قاصر رہی اور یہ دیکھتی رہی کہ اس کی محبوبہ پائیشیہ کی ڈیوانا نے اس کے اثر کو مسخ کر لیا ہے۔ تمام اثرات سے محروم ہونے کے باعث اس کی رشک و حسد و الحی جبلت نے اس میں حکومت و فرمانروائی کا جذبہ پیدا کر دیا اگر براہ راست حکومت کرنا اس کے لیے ممکن ہوتا تو وہ اس سے اچھی طرح حکومت کرتی۔ کیونکہ اگرچہ وہ اخلاقی نصب العین سے محروم تھی لیکن غلط کام نہیں تھی بڑی مخفی اور جفاکش تھی اور دوسروں کو خوش کرنے کی دمن میں لگی رہتی تھی وہ ہنسی تھی کہ اسپین کے خشا کے خلاف ملک کی خود مختاری کو برقرار رکھے۔ نیز داخلی سازشوں سے سخت و تاج کے اقتدار کو محفوظ و مصنون رکھے۔ اگر وہ کیتھولک تھی تو یقیناً متعصب نہیں تھی اور ممکن تھا کہ ہیوگیناٹوں کے ساتھ کم از کم تحقیقاً مینر واداری سے دین نہیں کرتی۔ لیکن اس کو اقتدار دینے سے جب انکار کر دیا گیا اور اس کی حیثیت کو صدمہ پہنچنے لگا تو اس نے ایک حقیقی ٹڈیسی کی طرح سازش شروع کر دی (جو عموماً کمزوروں کا وسیلہ ہے) اور توازن کا مسلک اختیار کیا جو ناکام رہنے کی بدولت زیادہ جہلک ثابت ہوا۔

چونکہ فرانس کی عمر نیزہ سال سے زیادہ تھی اس لئے ریجنی کی ضرورت نہیں تھی تاہم یہ ایک قدرتی امر تھا کہ ناوار کے نہری کو جو ذکر میں سب سے قریبی رشتہ دار اور چاندان گینر کا بڑی عمر کا نفعا برہر افتاد کیا جائے۔ لیکن خاندان گینر کے ارکان اقتدار نے اس میں مزاحمت کی۔ بلکہ کچھ چاہنے کی حیثیت سے وہ کم عمر بادشاہ پر کامل اقتدار قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے اور کیتھولکین نے یہ دیکھ کر کہ وہ اس قدر طاقت ور ہیں کہ ان کی مخالفت نہیں کی جاسکتی، نیز ناوار کے حسد اور موموزاسی کی نفرت کے باعث، کیونکہ اس نے اسکے شوہر کے مین جیات اس کی نوہن کی تھی، ان کی تائید کی طلبگار ہوئی موموزاسی کو برطرف کر دیا گیا۔ اور وہ اپنے طبقات کو جو چٹیل میں واقع تھے چلا گیا۔ کاتلی کو پکار ڈی کی گورنری سے محروم کر دیا گیا، اور تقریباً وہ تمام گورنر ہٹا دیے گئے جن پر خاندان گینر کو اعتماد نہیں ہو سکتا تھا اور جہاں ڈیوک نے فوج پر اپنا اقتدار جمایا۔ وہاں لارین کا کارڈنیل مول نظم و نسق کا صدر بن بیٹھا۔ اس طرح سلطنت کی حکومت کے اجارہ دار بن کر ارکان گینر نے پارلیمان کے سرکش اور نافرمان ارکان کے خلاف تدابیر اختیار کرنا شروع کر دیں۔ جو بہتری دوم کے انتقال کے بعد سے

برخاست ہو گئی تھی۔ اپنی دے بوج کو ایک خاص کمیشن سے سزائے موت ملی حالانکہ وہ جواز عدالت کے خلاف مراغہ پیش کرتا ہی رہ گیا اور دیگر ارکان کو یا تو معطل کر دیا گیا یا مفید۔

لیکن خانہ اذ گینز کی کامیابی پر سٹش کے بغیر نہیں رہ سکتی تھی، اور ایک زبردست مخالفت چونکہ اٹھی جس میں اُن کے سیاسی اور مذہبی معاذین شریک ہو گئے۔ طبقہ امراء گورنری سے محروم ہو جانے کی بدولت غضبناک ہو گیا تھا اور ان نوخیز اجنبیوں کے خلاف خوں کارشتہ رکھنے والے رؤساء کے حقوق کی تصدیق کرنے لگے۔ گراں محاصل، اور اسکاٹ لینڈ کی ادنی کامیابی نے جہاں گینز کی میری اپنے بھائیوں کی مدد سے دو لاکھ دس آف دی گائنگ میٹیشن کے خلاف غیر مساوی جدوجہد میں مصروف تھی، شکایات میں اور اضافہ کر دیا۔ جو لوگ مجالس طبقات کے اختیارات کی تجدید کرنا چاہتے تھے انھیں گینز کی اسنہ ادا نہ حکومت پر حملہ کرنے کا اچھا موقع ہاتھ آ گیا۔ اور مذہبی بے اطمینانی نے نقطہ آغاز ملہ امپوز میں شور و شغب کا کام دیا۔ ۱۵۶۶ء کی بہار میں، ٹوی لارینا ڈی نامی پریگٹ کے ایک امیر نے بادشاہ کو جو اس وقت امپوز میں بیٹھا گینزوں کے ہاتھوں سے چھڑانے، رئیس کو ٹڈی کو

حکومت کا صدر بنانے کے لئے ایک منصوبہ کیا۔ لیکن اس منصوبہ کا اختلاف ہو گیا۔ ایک جھڑپ میں ٹوی لارینا ڈی مارا گیا اور دوسرے سازشیوں کو بے رحمانہ سزائیں دی گئیں۔ بعضوں کو گڑھی کی شہ نشین سے لٹکا دیا گیا۔

اگرچہ دشواریں امپوز، بالکل پر اٹسٹوں کی مدد تک منحصر نہیں تھیں لیکن یہ وہ نقطہ ہے جہاں سے بالآخر ایک سیاسی اور جارحانہ جماعت بنتی ہے اور جب سے صوبہ جات کے کمتر درجے کے امراء اُس میں آتے ہیں۔ اور ادھر حکومت کو یہ بہانہ مل گیا کہ شاہی اور گیتھولک جماعت کے اغراض و مفاد کو باہم ایک قرار دے۔ سردست تو گینزوں نے اپنے سبک میں کچھ رد و بدل کرنے کا بیانیہ کیا منصوبے سے پہلی مرتبہ آگاہی ہونے کے بعد انھوں نے بادشاہ کے نام سے ایک فرمان جاری کیا جس میں سابقہ افعال کی معافی دینے کا وعدہ کیا اور اگرچہ فرمان رد و میشن کی

رو سے جو متغاف سٹی ۱۵۶۰ء میں جاری کیا گیا تھا ضمیر سے تعلق رکھنے والے امور پر مذہبی عدالتوں کو کامل اختیارات دئے گئے لیکن اس میں اس امر پر بھی اصرار کیا گیا کہ ان معاملات میں نرمی برتی جائے ان گیمزوں نے حتیٰ کہ کالنی کے ان مطالبات کی سماعت کی جن کی حمایت سمیتھارین اوریشل لے اسپتال نے کی جنہیں اسمبلی ایچ جانشین بنایا گیا تھا کہ اسپٹ جنرل کو طلب کر لیا جائے نیز مذہبی اور سیاسی خشکایات پر بحث کرنے کے لئے اعلیٰ طبقہ کے پادروں کی ایک مجلس منعقد کی جائے۔ لیکن اسمفوں نے ان تجاویز کو اس یقین کی بنا پر منظور کیا تھا کہ وہ اس مذہبی مجلس کو اس جیل سے ملتوی کر دے سکیں گے کہ کونسل ٹرنٹ کا عنقریب دوبارہ افتتاح ہونے والا ہے۔ اور یہ کہ انتخابات میں اثر اندازی کر کے اور ان ارکان کو خارج یا مفید کر کے جو جو کینتو لک مذہب کے شراپہ کو تسلیم نہ کریں اسپٹ جنرل میں مفید مطلب اکثریت حاصل کر سکیں گے۔

میری ریجنٹ انگلستان کی موت (۱۰ ارجون سنہ ۱۷۰۱ء) اور عہد نامہ بیعتہ (۱۱ جولائی) جس کی رو سے فرانسیسیوں کو اسکاٹ لینڈ کا تحلیہ کرنا اور شاہ فرانس اور اس کی بیوی میری اسٹوارٹ کو تخت و تاج انگلستان کے حقوق سے دست بردار ہونا پڑا، فلپ کے خطرات دور ہو گئے۔ لہذا اس نے ارکان گینہ کو اپنا اقتدار حاصل کرنے میں مدد دینے کا وعدہ کیا۔ پوپ اور سیواسے کے ڈپوک کو دادوا کی بیخ کنی اور جنہوا پر حملہ آور ہونے کے لئے فوج روانہ کرنا تھا۔ اور ادھر فلپ ناوار پر چڑھائی کرنے والا تھا۔ کونڈے اور شاہ ناوار کو آریانس آنے کے لئے جہاں اسپٹ جنرل کے اجلاس کے لئے کورٹ جمع ہوا تھا، ایک حکم نامہ کا سختی کے ساتھ جواب دینے کے باعث گرفتار کر لیا گیا۔ ناوار کو قتل کرنے کی ناکام کوشش کی گئی اور کوندے پر ایک خاص کمیشن سے ذریعہ اس الزام میں مقدمہ چلایا فرانسس دوم کی موت کی بدولت کینز گیا کہ گزشتہ سازش میں اس کی بھی شرکت تھی اور اس کو سزائے موت دی گئی گیمزوں کی کامیابی یقینی اور محفوظ نظر آتی تھی اور عین ایسے موقع پر مرض گوش سے بادشاہ کے انتقال

۵۔ دسمبر ۱۵۶۰ء

(۵ دسمبر ۱۵۶۷ء کی بدولت اُن سے چھین گئی۔)

## ۴۔ چارلس نہم۔ دسمبر ۱۵۶۷ء تا مئی ۱۵۷۲ء

ارکان گیرانہذا اپنے لشکار سے ایکس ہو کر جان کے خوف سے ایسے بھاگے کہ خود کو اپنے اپنے محلوں میں بند کر دیا، اور معلوم ایسا ہوتا تھا کہ بالآخر کینتھرائن کو حکومت کا موقع مل گیا۔ چونکہ چارلس نہم صرف دس سالہ تھا لہذا اناب الحکومت مقرر کرنے کی ضرورت ہوئی اور بے چون و چرا اس کا مستحق ہوا۔ ارکان ٹوٹی سٹھا لیکن وہ لفٹنٹ جنرل کی خدمت اپنے لئے محفوظ کر کے اپنے حق کو نلکہ مادر کے تقویٰ سے کہہ دینے پر راضی ہو گیا۔ کینتھرائن چارلس نہم کے کینتھرائن بڑی خوش ہوئی، ”وہ اتنا تابع فرمان رہے“ نام سے حکومت کرتی ہے اس نے اپنی بیٹی نک اسپین کو لکھا، ”مگر میں جس طرح چاہوں اُس کے ساتھ سلوک کر سکتی ہوں“ اس کو

اب اسید بندھ گئی کہ دونوں مذہبی جماعتوں کے مابین ثالث کی حیثیت سے کام کرے گی اور خاندان بوربان سے ارکان گیر کو لڑا کر حکومت کر سکے گی۔ اُس کی پہلی مشکل اسٹیٹ جنرل سے متعلق تھی۔ اس کا اجلاس بتاریخ ۱۵ دسمبر ۱۵۶۷ء آریان میں طلب کیا گیا، جہاں اس کو آئندہ اگست تک کے لئے ملتوی کر دیا گیا اور زوال بعد اس کا اجلاس پوتواز میں منعقد ہوا۔

ستتر سال کے بعد اسٹیٹ جنرل (مجلس بلقات) کا یہ پہلا اجلاس اس لئے قابل غور ہے کہ وہ ہیوگیناٹوں کے سیاسی خیالات کا آئینہ ہے جن کی اس میں کثرت تھی۔ نیز ان کی مجوزہ عظیم الشان اصلاحات کے لئے جو اگر بروئے عمل لائے جاتے تو غالباً فرانس کو خانہ جنگی سے بچا لیتے اور اُس کی آئندہ تاریخ کو بدل دیتے۔ امر اہاں اپنے انبیازی حقوق پر اصرار کر رہے تھے وہاں عدالتی نظام کی اصلاح اور ایک ایسی میجسٹریٹ کے عوض جو فروخت جائداد کے نظام کی بدولت سرعت کے ساتھ موردی بنی ملی جا رہی تھی، ایک انتخابی میجسٹریٹ پر بھی مقرر تھے۔ انہوں نے مذہبی عدالتوں کی چال بازیوں اور تعدیت اور عدم قیام کی خرابیوں کو مردود ٹھیرایا،

انھوں نے مطالبہ کیا کہ جو امراء کالون کے مقرر کردہ طرز عبادت کو ترجیح دیتے ہیں انھیں ادائے صلوات کے لئے کلیسائیں استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔

”دوسرے طبقات“ (Tiers state) کے مطالبات اور بڑھے چڑھے ہوئے تھے۔ انھوں نے مطالبہ کیا کہ مخصوص اختیارات کو طبقات اور ایک کونسل کے انتخاب سے جس سے علمائے مذہب خارج کردئے جائیں سہ سالہ جلسوں کی جانب سے محدود کر دیا جائے۔ انھوں نے اسٹنڈنگ کی کلیسا کی زمینیں فروخت کی جائیں اس سے جو سرمایہ حاصل ہوا اُن کے سود سے مذہبی علم کو منفردہ مشاہرہ دیا جائے۔ اور بقیہ رقم تخت و تاج کے قرضے کی ادائیگی میں اور شہروں کی تجارت کی ترقی کے لئے ان کو قرضے دینے میں صرف کی جائے۔ انھوں نے مطالبہ کیا کہ علم و تشدد کا خاتمہ کر دیا جائے کیونکہ دو لوگوں کو ایسے کام کے لئے مجبور کرنا جس کو وہ اپنے دل سے غلط جانتے ہوں غیر معقول ہے اور یہ کہ ایک قومی مجلس جس میں عوام اور علم کو رائے دہی کا حق حاصل رہے اور جس میں کلام الہی واحد رہتا رہے، مذہبی مسائل کے آخری فیصلے کے لئے طلب کی جائے اس کا مطلب یہ ہوتا کہ فرانس میں اصلاح یافتہ خیالات بڑھ چکے ہیں اور اس کے لئے کینتھرائن تیار نہیں تھے کیونکہ ہیوگنیٹس آخر ساری قوم کے قیوس حصے پر مشتمل تھے اور اسی کی نمائندگی کر رہے تھے۔

دوپو ایسی کی گفت و شنید کے نتائج نے بھی جو اسی زمانے کے قریب عمل میں آئی تھیں سمجھنے کے اسکاں کی کوئی بہتر توقعات پیش نہیں کیں۔ اس کا نفرنس میں گیارہ پو ایسی کی گفت و شنید درازا رجن میں تعین و وزیر، کالون کا چیلر اور پیٹر بارٹن اطالوی بھی شامل تھے اور ان میں غیر سرکاری

اشخاص موجود تھے لیکن، جیسا کہ توقع کی جاسکتی ہے، اس کوشش کی بدولت دونوں ماب کے نقاط اختلاف میں اور شدت ہو گئی۔ اس گفت و شنید کا واحد نتیجہ یہ نکلا کہ اسقفوں نے کلیسا کی جاہلاد کی نسبت تیسرے طبقے کی ضروریات کو پورا کرنے کی غرض سے خود کو اس امر کا ضامن بنایا کہ اُن اراضی تاج کی واگذاشت کے لئے مطلوبہ رقم بالاقساط ادا کی جائے گی و خانگی قرضوں کے مطالبات کی تکمیل میں ہاتھ سے نکل آئی تھیں۔

سمجھوتہ بظاہر ناممکن تھا۔ اب یہ دیکھنا باقی رہ گیا تھا کہ آیا رواداری قابل عمل ہے۔ اس کی کوشش فرمان بابت جنوری ۱۵۶۲ء سے کی گئی جس میں ہیوگیناٹوں سے اس مطالبے کے باوجود کہ وہ اپنے مقبوضہ کلیساؤں کو واپس کر دیں انھیں ایک مجلس عمومی فرمان بابت جنوری ۱۵۶۲ء کے فیصلے تک عبادت کے لئے شہر کی قسطلوں کے باہر کسی ایک جگہ جمع ہونے کی اجازت دی گئی۔ اس طرح لے آؤتال کا مسلک کامیاب ہونا نظر آنے لگا۔ ہیوگیناٹوں کو قانوناً تسلیم کر لیا گیا اور اب وہ حفاظت قانون سے خارج نہیں رہے۔ خود لے آؤتال نے مجلس بقیات (اسٹیٹس جنرل) کے افتتاح کے موقع پر اقرار کیا کہ مختلف مذاہب کے اشخاص کے مابین صلح کی توقع کرنا غلطی ہے و ایک فرانسیسی ادیب لکریزیں اس نے کہا، ”جو ایک ہی مذہب کے ہوں آپس میں ایک ہی شہر کے ان دو آدمیوں یا ایک ہی آقا کے دو ماتحتوں سے زیادہ محبت و سخاوت ہی ہوتی ہے جن کے مذاہب مختلف ہوتے ہیں۔“

یہی نہیں بلکہ شخصی رقابت، خود غرضی، اور سیاسی تعصبات کی وجہ سے اکثر صورتوں میں مذہبی اختلافات اور ناگوار ہو گئے تھے، اور ان سب میں تیسرے طبقے کے مطالبات کے باعث اور شدت پیدا ہو گئی تھی۔ اگر یہ مطالبات عطا کئے جاتے تو ملک میں انقلاب پک کر دینے، اور وہ اسی صورت میں کامیاب ہو سکتے جبکہ قوم ان کی حمایت پر ہوتی۔ لیکن تیسرا طبقہ جو زیادہ تر بلدیاتی عہدیدوں کی جانب سے نامزد کیا گیا تھا نہ تو دیہاتی اضلاع کے مزارعین کی نمائندگی کرنا تھا اور نہ شہروں کے کٹر طبقوں کی جو عموماً کینٹونلک تھے ان کی اغراض و مفاد اور ان کے تعصبات پر جو لوگ حملہ کرتے تھے وہ قوم کی کثرت غالب پر مشتمل تھے، لہذا یہ ہیوگیناٹوں کو اب سے اپنا جانی دشمن تصور کرنے لگے۔ اعلیٰ طبقہ، امراء جس کے قبضے میں تاج کی اراضیات تھیں ان کی داگداشت کے مطالبے سے گھبرا اٹھے، کلیسا بر خاست اوقاف کے متوزد و خفا کو نفرت کی نظر سے دیکھنے لگا، و کلا، اپنے امتیازی حقوق پر حملہ ہونے کی وجہ سے برا فروخت ہو گئے اور ملک کی حکومت کی نسبت ٹیٹ جنرل کے وعاہی پر ہمیشہ کی طرح حذر کرنے لگے۔ درحقیقت اسی وقت سے ہیں ان تین طاقتور جماعتوں (امراء، پادری، اور وکلاء) کے مصلحت کی ناقابل مفاہمت مخالفت کو شمار کرنا چاہیے، جن میں سے اکثر اس وقت تک

ہیوگیناٹوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرنے سے ناراض نہیں تھے۔ ہیوگیناٹوں کے لئے اب صرف ایک موقع یہ باقی رہ گیا تھا کہ صلح و امن قائم رکھیں۔ اگرچہ ان کی تمام خواہشات پوری نہیں ہوئیں اور اگرچہ فرمان کو صرف عارضی حیثیت بخشی گئی تھی ان کے حامی و طرفدار اس سرعت کے ساتھ پھسلتے چلے تھے کہ ایک قلیل مدت کے اندر ہی اندر ان کے عزت و احترام حاصل کر لینے کا امکان تھا۔ کہا جاتا تھا کہ ایک صدر اسقف (ریکس کا) اور چھ اسقف، شایون کے کارڈینل سے قطع نظر کرتے ہوئے ان جدید خیالات کے حامی تھے پھر انکارٹن نے ملکہ انگلستان کو آگاہ کیا کہ خود چارلس نہم کی حالت متزلزل ہے۔ کیتھرائن اپنی سہیلیوں اور ساتھ والی خواتین کے جدید انجیل پڑھنے اور ہیوگیناٹ مارک کا گیت گانے پر مقرر نہیں ہوتی تھی، اور اگر اس کو رواداری سے اقتدار حاصل ہو سکتا تو وہ رواداری کے مسلک کو جاری رکھنے میں ہرگز پس و پیش نہ کرتی بد قسمتی سے نظم و نسق میں نفاذ قانون کی کافی قوت نہیں تھی، اور مذہبی اور سیاسی بغض و عناد بہت گہرا تھا۔ ہیوگیناٹ قایم زیادہ جو شیلے اور سرکش لوگوں پر کامل قابو نہیں رکھ سکے، اور خصوصاً جنوب میں قدیم خیالات کی سعی بنج کئی شروع ہو گئی اور ادھر کیتھولک مصمم ارادہ کر چکے تھے کہ اس فرمان کو جلد سے جلد منسوخ کر دیں۔

اپریل ۱۵۶۱ء میں موموزا انسی فلڈاں گیز سے معاہدت کر چکا تھا انھوں نے اب جزیرہ سارڈینیا اور افریقہ میں ایک سلطنت کی پیش کش کی بدولت، یا غالباً اس کی پراسسٹنٹ چوٹی میں دی البرٹ کے خلاف طلاق حاصل کرنے، میری ملکہ اسکاتس سے عقد کر دینے اور اسکات لینڈ کا تخت بلکہ کسی دن انگلستان کا تخت بھی دلانے کے مواعید سے اس متزلزل شاہ نادر کو اپنی طرف کر لیا۔ جنوب میں قتل عام اور شورش برپا ہوتی رہی، اور بالآخر آوار یکم مارچ کو گیز کا ڈیوک بعض ایسے ہیوگیناٹوں پر سے ہو کر راجہ بن گیا وہ اسی ایک خرس گاہ و اسی کا قتل عام میں عبادت کر رہے تھے اپنے ہمراہیوں کو حکم دیا کہ اس قلعے کو برخواست کر دیا جائے اس لئے کہ وہ خلاف قانون یکم مارچ ۱۵۶۱ء تھا۔ ہیوگیناٹ اگرچہ غیر مسلح تھے لیکن غالباً انھوں نے

کچھ مزاحمت کی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی پچاس ساٹھ مردوں عورتوں کو قتل عام کر دیا گیا۔ اور دوسو یا اسی سے زائد اشخاص شدید مجروح ہوئے۔ چونکہ شہر داسی بظاہر بے فیصل تھا، یوگیاٹ غالباً اپنے حقوق پر قائم تھے۔ بہر حال ڈپوک کو کوئی اقتدار نہیں حاصل تھا کہ قانون کی تکمیل اپنے ہاتھ میں لے۔ ممکن ہے یہ درست ہو کہ وہ اس امر کا خواہاں نہیں تھا کہ اس کے ہمراہی انتہائی دراز دستیاں کریں، لیکن کم سے کم اس نے اس کا ارتکاب کرنے والوں کو نہ تو مردود ٹھہرایا اور نہ انھیں سزا دی۔ باقی اور حیثیت سے اجرائے فرمان کے بعد سے داسی کا ہی ایک قتل عام نہیں ہوا تھا۔ اور اس کو اگر اہمیت حاصل ہے تو صرف اس وجہ سے کہ وہ ایک اہم ترین قاید کی رضامندی سے صورت پذیر ہوا تھا اور نیز اس لئے کہ اس نے جو خطرے فساد کو ملک سے شاہی دربار میں منتقل کر دیا اور اب جنگ خاگر یہ تھی۔ سوال یہ تھا کہ بادشاہ کو کون حاصل کرے؟ ڈپوک کیتھرائن کے احکام کے گنیز کا ڈپوک پیرس میں خلافت عجلت کے ساتھ پیش قدمی کرے پیرس میں داخل ہو گیا اور بادشاہ کو حاصل کرتا ہے۔ ہر اپریل فائنٹین پوروانہ ہو گئی تو اس نے امن کا نفاذ کیا اور راج مانانے جب کوئی دوسرے راہ نہ بچی تو پیرس واپس ہونے پر رضامند ہو گئی (۶ اپریل) اور چارلس چیتھائی رہ گیا کہ ”گويا وہ اس کو اسیر بنانے کے لئے جا رہے ہیں“ کیتھرائن نے زیادہ کمزور جماعت کی حمایت کرنے کی کوشش کے بعد اپنی خورے سمنرہ کے بموجب زیادہ طاقتور جماعت کی طرف راہ بن گئی۔

اسی اثنا میں کوئٹے پیرس سے آریان کو پسپا ہو گیا (۲۳ مارچ) یہاں کوئٹے کا اعلان کوئٹے اور وانڈوتو کے ساتھ مل کر اس نے ایک اعلان شائع کیا جس میں اس نے خود کو تیار اٹھانے پر حق بجانب قرار دیا اور اعلان کیا کہ اس نے اقتدار ثلاثہ گنیز موموزنسی اور سینٹ آندرے کی جانب سے بادشاہ کے ناجائز طور پر روک رکھے جانے کے خلاف ایسا طرز عمل اختیار کیا ہے۔ اس طرح اگر کیتھرائن فرقہ داسی میں سب سے



پہلے نفقہ اس کا باعث ہوا تو ہیوگیناٹس اسلحہ سے چارہ جوئی مگر نے میں سب سے پیش پیش رہے۔ اکثر لوگوں نے اُن پر بے صبری کا الزام عاید کیا۔ بے اور بیان کیا ہے کہ اگر وہ علم بغاوت بلند کرنے سے احتراز کرتے تو رفتہ رفتہ اُن کے ساتھ رواداری برتی جاتی۔ کالون ہمیشہ سے جنگ کا مخالف تھا۔ اور کانگنی نے طویل پس و پیش کے بعد، اور جیسا کہ کہا جاتا ہے اپنی بیوی کی اسٹند عاؤں سے متاثر ہو کر رضا مندی خواہر کی لیکن یہ انتہا درجہ مشتبہ ہے کہ آیا وہ اس طرح ظلم و تعدی کو دور کرتے، کبھی تو کج جماعت اتحاد کی سرکوبی کا معصم ارادہ کر چکی تھی، اور واقعہ یہ ہے کہ ۱۵۶۲ء میں جو لوگ جو ظلم کا شکار ہوئے اُن کی نقد آڈیٹ برتھو میو کے قتل عام سے زیادہ تھی۔ اس سے زیادہ سخت الزام یہ ہے کہ ہیوگیناٹ مذہب کے بھیس میں سیاسی اغراض کا تقاب کر رہے ہیں۔ لیکن یہ الزام مساوی حق گوئی کے ساتھ اُن تمام جماعتوں پر، اور اس صدی کی تمام مذہبی جدوجہد کے خلاف عائد کیا جاسکتا ہے۔ فرانس میں بھی دیگر مقامات کی طرح مذہبی بدگمانی نے ملک کی بے اطمینانی کی سلگتی ہوئی آگ کے فنی میں ایک مرکز اور ایک اصول کا کام کیا بعض لوگوں کے لئے مذہبی، بعض کے لئے سیاسی، اور حتیٰ کہ بعض کے لئے ذاتی عصب سے زیادہ طاقتور تھا۔ دو امراء نے، ایک وینٹین مشاہد کہتا ہے، ”اصلاح کو حرص و آرزو کے لئے اختیار کیا، متوسط طبقے نے کلیسا کی جائداد کے لئے اور ادنیٰ اہلیات نے بہشت کے لئے۔“ مزید برآں کبھی تو کج فرائض پر بھی یہ الزام مساوی طور پر عاید ہوتا ہے۔ اگر کوئی بے محنت پر قبضہ کرنے کے لئے لڑ رہا تھا تو اس کے لئے وہ نیم اجنبی گینروں سے زیادہ مستحق تھا۔ ہیوگیناٹوں کے سیاسی مقاصد جن کا اظہار آریکس میں کیا گیا، گینروں کے انتہا پسند خیالات کے مقابلے میں بہت زیادہ قابل تائید تھے۔ اگر ہیوگیناٹوں پر یہ الزام عاید کیا جائے کہ وہ ایک لمحے میں جاگیریت کی تجدید کرتے تھے اور دوسرے لمحے میں جمہوریت پسند بن جاتے تھے تو گینروں نے بھی ابتداء سیاسی و مذہبی ظلم و تعدی کے لئے جنگ کی۔ اور اس کے بعد خالص عوامیہ کے حامیوں کے بھیس میں نمودار ہوئے۔ بالآخر ہیوگیناٹوں کا مقصد اگرچہ اقلیت کا مقصد تھا اور اس امر کا اعتراف

کرنا چاہئے کہ بنام اقلیت کا تاہم قومی خود مختاری کا مقصد تھا جس کو اسپین کے غلبہ کے ساتھ گیسزوں کے روز افزوں تعلقات سے خطرہ لاحق ہوتا جا رہا تھا۔ لیکن یہ نہ باور کرنا چاہئے کہ دونوں جانب کوئی گہرا مقصد مفقود تھا، حقیقت حال یہ ہے کہ مذہبی تیقنات ہی کی موجودگی تھی جس نے اس کش مکش میں ایک وقت غلو صہیت اور تیزی و تندی پیدا کی۔

ان دونوں جماعتوں کی جغرافیائی تقسیم اس خیال کی تائید نہیں کرتی کہ برٹشٹ مذہب اور نیوٹانی سسٹم میں اور کلٹک اور رومانی اقوام اور کیتھولک مذہب میں کوئی دونوں جماعتوں کی جغرافیائی فطری تعلق ہے۔ یہ سچ ہے کہ کلٹک برٹشٹ کے است طبقات سختی کے ساتھ کیتھولک مذہب کے پابند تھے، لیکن شمال مشرقی فرانس کی بھی یہی حالت تھی جس میں نیوٹانی عنصر غالب تھا، اور ہیوگیناٹوں کو تاہم تائید پہنچی تو جنوب مغربی علاقے سے جو رومانی تھا، ہیوگیناٹوں کے استحکام کو ایک مربع میں تقسیم کیا جاسکتا تھا، جو شمال مشرق میں لائیرے، سیدوئے اور رھون سے گھرا ہوا تھا، اور جنوب مغرب میں بحیرہ روم، پرنیز، اور علیج کے سے۔ اور ڈافنی اور نارمنڈی اس کے بیرونی علاقے کی نگرانی چکیاں تھیں۔ تاہم اس علاقے میں بھی صرف مشرقی لائیکٹرک اور ڈافنی میں، اور متاف لارڈشیل میں ان کو کامل استحکام حاصل تھا، یا یہ کہ ان کی جانب کثرت آبادی کی جانب سے کچھ رہی تھی خواہ امراء ہوں یا غیر۔ دیگر مقامات میں جہاں امراء پراشٹ مذہب کی طرف مائل تھے کاشتکار عموماً کیتھولک ہی رہے۔ اگرچہ باستغنائے کونڈے۔ اور اس کے افارب امراء میں ان کے متبعین کی تعداد بہت مختوری تھی، ان کو بڑی تائید کمتر درجے کے امراء اور شہروں کے تجارت پیشہ طبقات سے حاصل ہوتی تھی۔ ان میں سے طبقہ امراء نے اپنے ذاتی مصارف سے ایک انتہا درجہ حیرت ناک لائٹ کیولی قائم کی، اور وہ ادنیٰ درجہ کے اسلحہ کے باوجود مستحکم محاربات میں زرہ پوش مسلح سپاہیوں کے مقابلے میں ہر طرح بہتر ثابت ہوئی۔ بد قسمتی سے ان کا افلاس، قواعد و ترتیب سے ان کی نفرت اور ان کے مقامی اغراض و مقاصد نے انھیں طول طویل جنگ کے ناقابل بنادیا،

اور اس واقعے کی یہی توجیہ ہے کہ کبھی کبھی اُن کی فتوحات سے نہایت ادنیٰ نتائج مرتب ہوئے۔

کینٹوولک فرمے کی طرف اعلیٰ تر طبقہ کے اُمراء، کلیسا، اور سچسپریسی اور وفاتر کے حکام کا طبقہ، بائسٹنٹائیس سیوٹیس وڈافنی دیگر تمام دیہاتی اضلاع کے مزارعین اور شہروں کے پست طبقات خصوصاً پیرس کے اور بعد میں آریان اور روتن کے شامل تھے۔ ان شہروں اور دیگر شہروں کی کڑی مذہبیت، مذہبی فائدوں کے اثر و نفوذ کی وجہ سے قائم تھی اور پیرس میں جامد کا اثر قائم تھا جو اپنے پیسٹھ کالجوں کی وجہ سے ایک اچھا خاصہ شہر بن گیا تھا، اور جو خالق پول کے ساتھ مل کر شہر اور مصنفات کے ایک بڑے حصے کا مالک بن گیا تھا۔ کینٹوولک مذہب کی اخلاقی قوت لوگوں کی قدامت پسند جبلت اور اُن کی مذہبی روایات پر منحصر تھی، جو اس قدر معاملات و نشاط زندگی سے منسلک و رشتہ دوز تھیں اور جن کو ہیوگیناٹوں کے انہدام خیالات قدیمہ نے بے حد صدمہ پہنچا یا تھا۔ اور جو ہیوگیناٹوں میں بیک وقت جاگیر داری، انفصالی اور جمہوری میلانات نے اُن میں یکساں پیدا نہ ہونے دی۔ اور اُنہیں مورد الزام بنادیا کہ وہ اتحاد و مرکزیت کے دشمن ہیں جن سے فرانسیسی دماغوں کو بڑی اُنسیت تھی۔ نیز کینٹوولک جماعت ذات شاہانہ اور حکومت و کلیسا کے ذرائع مالی پر بھی قابض تھی اور غلبہ دوم کی امدادی قویم سے بھی مدد حاصل کر رہی تھی۔ آخر کار کینٹوولک اس قابل ہو گئے کہ نہ صرف جسمانی کی کینٹوولک ریاستوں سے بلکہ پیروان لوٹھر میں سے بھی جو کالونی سجاہلوں کو ادنیٰ مدد دیتے تھے اور وہ دارسیاہی فراہم کریں۔ ان حالات میں اور ان واقعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہیوگیناٹوں کی تعداد کل آبادی کے دسویں حصے سے ہرگز زیادہ نہیں تھی اُن کا اکسریٹ کیلئے جنگ جاری رکھنا زیادہ تر اُن میں سے اکثریوں کے جوش و دھار (خصوصاً وزرا و کا) طبقہ متوسط کی خود سری اور ضد، ان کی سوارہ فوج کی افضلیت، اور اُن کے قایمین خصوصاً کوندے اور کونہی کی قابلیت پر لازم معمول کرنا چاہا ہے۔

اگست میں فتح پائیسرس کے ساتھ جنگ کا آغاز ہوا۔ اور ساتھ ہی سیٹ اندر سے

نے پائیسرس کو فتح کر لیا، اور پوربس کی جاگتی نے کینتھولک جماعت کو آریسان کے کے دروازوں تک فرانس کے مرکز پر قابض کر دیا۔ ستمبر میں سپوگیاٹوں نے انگلستان کی ایلزبتھ سے مدد حاصل کی، جس کو یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ گینزوں کی کامیابی کے یہ پہلی خانہ جنگی۔ اگست ۱۵۶۲ء تا مارچ ۱۵۶۳ء

بٹھانے کے لئے فرانس کے تمام وسائل و ذرائع کو استعمال کیا جائے گا۔ تاہم اپنی معمولی اغیاط اور پوشیداری سے کام

لے کر اس نے مطالبہ کیا کہ ڈچی اور نارمندی کی قیمت کے طور پر اس کے ملک سے ملحق کر دئے جائیں۔ بلکہ نے پراسٹنٹوں کو جو تھیلانہ مدد دی وہ ان شہروں کے الحاق سے پیدا شدہ غیظ و غضب میں توازن نہ پیدا کر سکی۔ اور ۲۸ اکتوبر کو کینتھولک جماعت کو تسخیر رون کی بدولت جو نارمنڈی کا دارالسلطنت تھا و درخشاں کامیابی حاصل ہوئی جو اس کے بعد سے کینتھولک جماعت کی کا قبضہ۔ ۲۶ اکتوبر ۱۵۶۲ء

اسکھ بن گیا۔ لیکن اس شہر کے ہاتھ سے نکل جانے کی کافی تلافی منلوں مزاج ہنری تادار کی موت سے

ہوئی جس کے تسخیر کے موقع پر ایک زخم لگا تھا، کیونکہ اب اس کے خاندان کی صدارت کو نہ تے اور اس کے حقیقی جیے کو ملی جو بعد میں ہنری چہارم ہونے والا تھا۔ یہ ایک دس سالہ لڑکا تھا۔ دسمبر میں کوئٹے کی یہ کوشش کہ نارمنڈی پر حملہ آور ہو کر رون کی شکست کا ازالہ و معاوضہ کرے دریاے اور پروڈیو کی جنگ کا باعث ہوئی، جو حقیقت میں کینتھولک فتح تھی۔ لیکن ان کے نقصانات البتہ زیادہ تھے۔

جنگ ڈربو۔ ۱۹ دسمبر ۱۵۶۲ء

مارشل سینٹ آندرے مارا گیا اور کانسٹبل موموراسی اسیر بنالیا گیا۔ تاہم خود کوئٹے دشمن کے ہاتھوں میں چلا گیا اور کائنکی کو آریسین تک پسپا ہونے پر مجبور کیا گیا

اگلے سال فردری میں کائنکی بھردا پس جو اور نارمنڈی میں مستند اہم شہر تھیں لئے۔ گینز کے ڈپوک کو اس کی غیر موجودگی سے آریسین کے محاصرے کا موقع مل گیا (۵۔ فردری) اور یہ شہر ہاتھ سے جاتا نظر آ رہا تھا لیکن اس موقع پر ایک قتل ۸ فردری ۱۵۶۲ء

سودانی اسی پول ٹراٹ نے ڈپوک کو قتل کر دیا جو یہ اتا تھا

کہ خدا کا فتنا ہی ایسا تھا کہ دنیا کو ۱۱ و اسی کے قصاب سے پاک کر دیا جائے۔  
 کیتھولک جماعت کے قاید کی موت نے کیتھرائن کے ان توقعات کو تازہ  
 کر دیا کہ وہ دونوں جماعتوں میں توازن قائم رکھنے میں کامیاب رہے گی۔ لہذا  
 ۱۲ مارچ کو امپائر کے سمجھوتے پر دستخط ہوئے اس عہد نامہ کی رو سے کوند سے اور  
 امپائر کا سمجھوتا | مائٹرنسی کا تبادلہ عمل میں آیا، امراء کو اجازت دی گئی کہ اپنے اپنے  
 ۱۲ مارچ ۱۵۶۳ء | مسکافوں میں پراشٹنٹ طریقے سے نماز ادا کریں، ہر سینی منو سے  
 میں ایک شہر عطا کیا جائے جس کے مسافعات میں ہو گیناٹ عبادت  
 کر سکیں، اور ہر اس شہر میں جہاں سابق مارچ کو پراشٹنٹ طریقے سے نماز ادا کی جاتی  
 تھی بادشاہ کی جانب سے ایک یا دو مقامات معین کر دیے جائیں جہاں ان کی نماز  
 اندرون فیصل جاری رہے۔ لیکن ان شرائط سے پیرس کو مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ اس  
 عہد نامہ کے بعد ہارپر ایک منفعت حاصل کیا گیا اور وہاں سے ۲۵ جولائی کو انگریزوں  
 کو نکال دیا گیا، اور ایلزبتھ کو کیلے کی واپسی کے مطالبہ سے دست بردار ہونے پر  
 مجبور کیا گیا۔ کوئی اس عہد نامہ کے خلاف تھا۔ اس کے خیال میں اس سے پراشٹنٹوں  
 کو کافی ضمانت نہیں حاصل ہوئی، لیکن کوند سے جو صلح کرنے میں اتنا ہی بے ڈھڑک  
 اور غلبت پسند تھا جتنا کہ اعلان جنگ میں، کیتھرائن کی سہیلیوں میں سے ایک خاتون  
 میڈی سل ڈی لیویل کے جہلک اثر میں آ گیا اور اس وعدے سے دھوکہ کھا گیا کہ اس کو  
 لفٹنٹ جنرل مقرر کیا جائے گا جس پر قائم رہے کہ وہ اپنی جماعت کے اغراض و مقاصد  
 کی نگرانی کر سکتا ہے۔ اس میں اسے مایوسی اور ناگامی ہوئی، کیونکہ کیتھرائن  
 نے ایفائے وعدہ سے بچنے کے لئے چارلس کے (جو تیرہ سال کا تھا) بالغ ہونے کا  
 اعلان کر دیا، اور اگرچہ وہ آئندہ محاصروں کو روک رکھنے کے لئے متردّد تھی لیکن  
 خاندان گینر کے پوپ فلپ کا ایسا خیال نہیں تھا۔

ایک کانفرنس میں جو ماہ جون ۱۵۶۵ء باوین میں منعقد کی گئی آلوانے اپنے آقا  
 کی طرف سے نکلے سے اصرار کیا کہ بے اوپتال کو برطرف کر دیا جائے تاکہ یہ ظاہر ہو کہ وہ

ایک نیک کیتھولک ہے اور ہوگیناٹوں کے خلاف سخت تدابیر اختیار کرے۔ اگر فلپ اپنے بیٹے ڈان کارلو کے یہاں کی دوسری بیٹی مانگتا اور اپنی بہن سیوہ ملکہ پرنگال کو اس کے لاڈلے بیٹے انجو کے ہمزی کو دے کر اس کے شاہی خاندان کے مقاصد کی توجہ پر اظہارِ رضامندی کرتا تو بہت ممکن تھا کہ وہ اس کی تکمیل کر دیتی، لیکن فلپ نے اس تجویز کو مسترد کر دیا اور کیتھرائن نے اس کے مشورے پر عمل کرنے سے انکار کر دیا۔ تاہم یہ کشمکشوں کا خطرہ قدرِ گہر پیدا ہو گیا تھا یہ افواہ پھیلی ہوئی تھی کہ ایک جمعیت قائم کی گئی ہے اور یہ کشمکشوں کے قتل عام کا فیصلہ کر لیا گیا ہے، اور بالآخر سوئزر لینڈ کے کیتھولک سپاہیوں کا حاصل کیا جانا بظاہر اس لیے کہ آوا کی پٹے، تھون سے نیدرستان ملک کی نقل و حرکت پر نگرانی رکھے (دیکھو صفحہ ۳۹۸) ستمبر ۱۵۶۷ء میں جو کی رازش کا باعث ہوا۔ پرنسٹنٹ قایدین نے تجویز کی بادشاہ کو امیر بنالیا جائے، لارین کے کارڈنیل کی بڑھوسنی کے لیے مو کی سازش اور دوسری خانہ جنگی۔ ستمبر ۱۵۶۷ء تا مارچ ۱۵۶۸ء

بچ گیا اور رمیس کو فرار ہو گیا۔ بعد ازاں کوندے نے سینٹ ڈینس پریش فدی کی جہاں کا مستقبل ایک زبردست فوج کے ساتھ اس پر حملہ آور ہوا (۱۰ نومبر ۱۵۶۷ء) لیکن ہوگیناٹ اس قدر ضد کے ساتھ جے رہے اور ادھر پیرس کے فراہم شدہ سپاہی اس بڑی طرح سے لڑے کہ جنگ فیصلہ کن نہ ہو سکی۔ ہوگیناٹوں کی طرف بہت سے سینٹ ڈینس کی لڑائی قابل ذکر لوگ کام آئے، تاہم کیتھولکوں کی طرف خود کا مستقبل مومو زانسی مسلک طور پر زخمی ہوا۔ مومو زانسی کی موت نے ایک لمحے کے لیے کیتھرائن کے ہاتھوں کو اور لے اوپتال کے اثر و نفوذ کو تقویت بخشی لہذا مارچ ۱۵۶۸ء میں لانگ جو کے فرمان نے عہد نامہ امبواز کی تصدیق کر دی اور اس کو اس وقت کے لیے نافذ کر دیا تعجب تک کہ فرما کے فضل و کرم سے بادشاہ کی تمام رعایا ایک جہت قبول کر کے باہم متحد ہو گئے۔ کیتھرائن کو توقع تھی کہ مومو زانسی کے انتقال سے کیتھولک جماعت کمزور پڑ جائے گی، اُس نے کاہنوں کے عہدے کو خالی رکھا اور انجو کے ڈیوک رابرٹ شاہ کو کونٹ جرنل کا خطاب کیا جس سے کوئی عالی مقامی نہیں ظاہر ہوئی تھی لیکن قلم

فرمان لانگ جو مارچ ۱۵۶۸ء

صلح و امن کی توقعات کو پورا ہونا نہ تھا۔ پارلیمان نے فرانس کے طول و عرض میں فرمان لانگ جو مو کی مخالفت کی اور حتیٰ کہ ڈیوٹی کی پارلیمان نے بیان تک کیا کہ بادشاہ کے مقاصد کو الحاد کے الزام میں قتل کر دیا۔ ہیوگیناٹوں نے فڈرناگن نام شہروں کو حوالے کرنے سے انکار کر دیا جس کا انہوں نے عہد نامے میں وعدہ کیا تھا۔ لارین کا کارڈینل واپس ہوا اور اگست ۱۵۶۸ء میں کوئٹے اور شاہیوں کو گرفتار کرنے کے لئے ایک منصوبہ کیا گیا۔ لیکن یہ محض دریائے لار میں اچانک طبعانی آجائے کے باعث لارڈشلی کو راہ گریز اختیار کرنے میں کامیاب ہوئے لے آونیال مایوس ہو کر واپس ہوا اور کیتھرائن دوبارہ خاندان گائیز کا مسلک اختیار کرنے پر مجبور ہوئی۔ فرامن رواداری کو منسوخ کر دیا گیا۔ اور نام نہاد صلیح جس نام سے کہ اس کو پکارا جاتا تھا کا خاتمہ ہو گیا۔ اس تیسری تیسری خانہ جنگی ستمبر ۱۵۶۸ء خانہ جنگی میں آربینس جو پچھلے اتوائسے جنگ میں حوالے کر دیا گیا تھا اب کیتھولک جماعت کی سرمدی چوکی کا کام دینے لگا، اور صرف لارڈشلی جس نے فروری ۱۵۶۸ء

میں ہیوگیناٹوں کے حق میں اعلان کیا تھا سب سے بڑا پراسٹنٹ استحکام تھا۔ لیکن ۱۵۶۹ء سے بیشتر کوئی اہم لڑائی نہیں لڑی گئی۔ اس کے بعد انجو کے ڈیوک نے جو ایک اسٹوارہ سال کا نوجوان تھا شارانت پر جارنیک کی لڑائی میں فتح پائی ۳ مارچ ۱۵۶۹ء کی وفات کو ہیوگیناٹوں کے مقاصد کے حق میں ایک شدید ضرب سے تعبیر کیا جانے لگا۔ لیکن یہ مشتبہ ہے کہ آیا اس سے

اُن کا کوئی تجارتی نقصان ہوا یا نہیں۔ کیونکہ اگرچہ وہ ہر دلعزیز تھا اور اس نے اپنے بھائی کی طرح ذاتی اغراض کو نہ ہی یقین پر قربان نہیں کیا تھا لیکن وہ آرزو پرست اور حریص واقع ہوا تھا۔ اور اُس کے اغراض زیادہ تر سیاسی تھے۔ مزید برآں اس کی اخلاقی سیرت کمزور تھی اور اگرچہ وہ ایک بھادر سپاہی تھا لیکن درجہ اول کا سپہ سالار نہیں تھا۔ اور ایک مدبر و سیاست کی حیثیت سے اس کا کردار اکثر اہلی کی طرف مائل رہتا تھا۔

کیتھولک جماعت کی یہ توقعات کہ فتح جارنیک جنگ کا خاتمہ کر دے گی پوری

نہیں ہوئیں۔ اس لڑائی کو ایک سوارہ فوج کی جھڑپ سے زیادہ وقت نہیں حاصل تھی۔ کوندے کی موت نے قیادت اعلیٰ کو لٹی کے ہاتھوں میں دے دی اور جیسا کہ ایک ہمسفر کہتا ہے ”اس امیر البحر کے تمام فضایل اور خوبیوں کی عظمت و شوکت کو بے نقاب کر دیا“ جو بجز سیاسی نکتہ زہنی کے ہر طرح سے اپنے پیشرو سے افضل تھا۔ یہاں تک کہ ڈی اینڈ لاٹ کے انتقال کی بدولت چوہنار سے واقع ہوا ہونگیناٹوں کو شروع میں قابل تدد کامیابیوں سے کوئی چیز روک نہیں سکی۔

مئی ۱۵۶۹ء میں ڈیوی برکن (دیویون) کا ڈپوک ولف گانگ زیرین

جرمنی کے ریٹرس (Reiters) اور بالائی جرمنی کے لینڈسکینٹس (Landskents) اپنی سرکردگی میں آرنج کے ولیم اور ناساؤ کے لوئی کے سخت فرانسیسی اور فلمش سپاہ کی جمیت لئے ہوئے فرانس میں داخل ہوا۔ اور سرعت کے ساتھ لائبر پیچکر انھوں نے لائنار شے پر قبضہ کر لیا۔ اس مقام کو اس وجہ سے بہت زیادہ اہمیت حاصل تھی کہ زوی برکن کے ڈپوک اور وہ برگنڈی اور شیمپین سے اس دریا کے راستے کی حفاظت آرنج کے ولیم کی مہم تھی۔ ۱۵۶۹ء وگرائی وہاں سے اجمعی طرح ہو سکتی تھی۔ اور باوجود اسکے کہ ولف گانگ خود بدوران جنگ بخار سے مر گیا اس

کی فوج نے نیوجس کے قریب کالگنی کے ساتھ اتحاد قائم کر لیا (۱۲ جون) بد قسمتی سے بجائے سامر پر حملہ آور ہونے کے جہاں سے انچو اور برٹینی کے راستے کی حفاظت ہو سکتی تھی اس نے جنوب میں پوائنٹے کا رخ کیا۔ گائیئز کے ڈپوک ہنری نے جو فرانسس کا کم عمر بیٹا تھا شہر کی نہایت بہادری کے ساتھ حفاظت کی جہاں اس نے سب سے پہلی مرتبہ اپنی فوجی صلاحیت و ہوشیاری کا اظہار کیا۔ اور سات ہفتوں کے بعد انچو کے ڈپوک کی پیشقدمی کی وجہ سے کوئی کو محاصرہ اٹھا لینے پر مجبور ہونا پڑا کو لٹی لڑائی سے بچنے کے لئے مزدو تھا کیونکہ آرنج کا ولیم نئی سپاہ بھرتی کرنے کے لئے جرمنی چلا گیا تھا۔ پائٹرس کے سامنے اس کو بھاری نقصانات برداشت کر لینے پڑے تھے اور ہمیشہ کی طرح وہ اپنی افواج زیادہ عرصے تک میدان جنگ میں رکھنے کی دشواری محسوس کرتا تھا لیکن جرمن سپاہ مطالبہ کرنے لگی کہ یا تو تنخواہ ادا کی جائے یا دشمن کے مقابلے کا حکم دیا جائے۔ وہ تو تنخواہ ادا کرنے سے قاصر تھا، اس لئے کوئی کو



مانکنٹور کی لڑائی  
۳۱ اکتوبر ۱۵۶۹ء

چار ونا چار آنچو کے چیلج کو ایسی صورت میں قبول کرنا پڑا جب کہ فوج ادنیٰ درجے کی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مانکنٹور میں اس کو بھاری شکست سے دو چار ہونا پڑا (۳۱ اکتوبر) اور خود وہ بھی سخت

مجروح ہوا۔ اگر آنچو فوراً تقاب کرتا تو ہیوگیناٹون کا کامل طور پر صفایا ہو جاتا۔ خوش قسمتی سے آنچو کی کامیابی پر گائیروں کے حسد کے باعث یا کسی اور وجہ سے بہر حال فیصلہ یہ کیا گیا کہ سب سے پہلے سینٹ جین ڈی اینجلی کو مسخر کیا جائے۔ یہ شہر مسخر تو ہوا لیکن سات ہفتوں کے محاصرے کے بعد۔ لیکن جس طرح ہیوگیناٹون کا ستارہ اقبال محاصرہ پائیشترس سے ڈھلنے لگا نصف اسی طرح سینٹ جین ڈی اینجلی کا محاصرہ کیتھولک جماعت کی دولت کے اسراف کا باعث ثابت ہوا۔ لاروشیلی اب تک محفوظ رہا۔ سرما کا موسم شروع ہو گیا۔ آنچو کا ڈیوک قیادت سے مستعفی ہو گیا اور اس کا جانشین مانٹ پینیٹرائنگرس کو روانہ ہو گیا۔

اسی اثنائے میں باہر اکتوبر کو لینی نے جراحت سے صحت پا کر ایک شاندار مہم کو لینی کی مہم اکتوبر ۱۵۶۹ء شروع کر دی اُس نے جنوبی فرانس کو عبور کیا اور اس کی فوج پنج کے گولے کی طرح دم بدم بڑھتی گئی اور وہ رہنوں کو آپہنچا۔ وہاں سے سیگنون کے سیدھے

کنارے ہوتے ہوئے جانب شمال آ رہی ٹوک پر پیشقدمی کی، جہاں مارشل دے کوس کے ساتھ ایک غیر تصفیہ کن لڑائی (۲۵ جون) نے اُسے لاشا ریتے کو پسپا کر دیا۔ اور وہ وہاں سے اپنی ذاتی گڑھی ساتیون شروار کو واپس ہوا۔ کو لینی درحقیقت آرنج کے ولیم کے ساتھ جو جن سرحد پر ایک جمعیت فراہم کر رہا تھا، جا ملنے اور وہاں سے پیرس پر پیشقدمی کرنے کی تجویز میں کامیاب نہیں ہوا۔ لیکن اس لڑائی نے قطعی طور پر ثابت کر دیا کہ ہیوگیناٹ ابھی دبے نہیں ہیں

قلب دوم کیتھولک جماعت سے صرف وعدے کرتا رہا، ملکہ ایلینریتھ جو ہیوگیناٹون کو میا میٹ ہوتے دیکھنا گوارا نہیں کرتی تھی ان کو مدد دینے کے مسئلے پر غور کر رہی تھی۔ چارلس اپنے بھائی آنچو کی فوجی کامیابی پر حسد کرنے لگا تھا اور کیتھولک بڑھے کانٹنبل کے سب سے بڑے بیٹے مومو نراسی کے فرانسس کے شورے پر عمل کر کے

بار دیگر صلح کرنے سے ناخوش نہیں تھی۔

سینٹ جرمن کی صلح (۸ اگست ۱۷۶۳ء) کی رو سے جس سے تیسری خانہ جنگی کا خاتمہ ہوا، ہو گیناٹون نے صرف اُن چیزوں کو دوبارہ حاصل کر لیا جو مسلمان صلح سینٹ جرمن لائگ چوتھ سے انھیں حاصل ہوئی تھی، بلکہ فرانس کے ۸ اگست ۱۷۶۳ء بارہ صوبہ جات میں سے ہر صوبے کے دو شہروں میں انھیں

نماز ادا کرنے کی بھی اجازت مل گئی، اور ضمانت کے طور پر چار شہر لاؤن، ڈنیل، مونٹاباں، کوپناگ اور لاشار تے حوالے کئے گئے جن پر اس دو سال تک قابض رہنے کی اجازت تھی۔ نیز یہ بھی طے پایا کہ ان کی تمام جائیداد، غزائے اور خدمات واپس کر دی جائیں، نیز انھیں یہ حق بھی دیا گیا کہ، پارلیمانٹ میں ایک معین تعداد میں ججوں کے خدمات کا مطالبہ کریں اور لوہوسی سے جو نہایت سخت گہر تھا مٹا دیں۔ اس طرح ہو گیناٹون نے بالآخر ضمیر کی آزادی اور ادائے نماز کی نسبت شرائط حاصل کر لئے، جو اگرچہ بالکل اطمینان بخش نہیں تھے پھر بھی غالباً ان کے توقعات کے مطابق ضرور تھے۔ مزید برآں وہ بجائے توقع کر سکتے تھے کہ اس مرتبہ شرائط کی پابندی کی جائے گی کہونکہ سینٹ جرمن کے عہد نامہ کے بعد دوبارہ دشمنی کی خارجہ پالیسی میں کامل تغیر واقع ہو گیا تھا۔

سیمتھرا میں نے اس وقت تک دو جداگانہ طریقے ہائے عمل اختیار کئے تھے۔ ایک دفعہ تو اس نے دونوں مذہبی جماعتوں کے مابین ثالث کی حیثیت سے کام کرنے کی کوشش کی اور دوسری دفعہ کمزور جماعتوں کی تائید کر کے توازن قائم رکھنے کی۔ لیکن یہ دونوں صورتیں ناکارہ ثابت ہوئیں۔ تاج پہلی صورت کے لئے کافی طاقتور نہیں اور بار فرانس کی جماعت کی حمایت پر مجبور ہونا پڑا۔ ایک تیسرا متبادل باقی رہ گیا تھا۔ کیا یہ ممکن نہیں تھا کہ اسپین کے خلاف قومی مخالفت کو از سر نو تازہ کیا جائے؟ بیرونی جنگ میں مذہبی اختلافات کو دبا یا جائے۔ نیدرستان کو انگلستان اور آئرلینڈ کے ولیم کے ساتھ مل کر تقسیم کر لیا جائے، اور ملک میں تاج کا اقتدار قائم کیا جائے؟ کوئنی کے دل میں ایسے خیالات جاگ رہے تھے جن پر بادشاہ

اور کیتھرائن کو عمل کرنا تھا۔ چارلس نہم اگرچہ کمزور تھا۔ لیکن بہتر چیزوں کے آثار اس میں یکسر مفقود نہیں تھے۔ وہ ہمیشہ خانہ جنگی کا مخالف تھا، اور یہ جانتا تھا کہ فرانس کے اختلافات سے اسپین کو زیادہ فائدہ پہنچتا تھا، کیونکہ جیسا کہ فائل وئی وول نے ایک مدت دراز پیشتر کہا تھا، دو ایک جنگ میں اتنے بہادر معززین مارے گئے تھے جتنے کہ اسپینیوں کو فلینڈرس سے نکال باہر کرنے کے لئے کافی تھے۔

لیاپٹو میں ترکوں پر اسپینیوں کی فتح نے چارلس کو فلپ سے اور زیادہ خائف کر دیا۔ مزید برآں ہم نے دیکھا ہے کہ اس کے بھائی انجو کے ڈپوک نے دو اپنی مال کا چھیننا بیٹھا تھا، گزشتہ جنگ میں جو شہرت و ناموری پیدا کی اس سے اس کو حسد تھا، اور وہ متوقع تھا کہ اسپینیوں کے خلاف ایک قومی جنگ چھیڑ کر اس کو باند کر دے گا۔ لیکن بادشاہ کی تائید اس صورت میں۔ بے قدر و قیمت ہوتی جبکہ کیتھرائن بادشاہ کے ارادوں کی حامی نہ ہوتی۔ فلپ نے بیٹوں کی کالفرنس میں جو جاہ جون ۱۵۶۵ء (دیکھو صفحہ ۴۸۷) منعقد ہوئی تھی ملکہ کے شاہی خاندان کے اغراض و مفاد میں وسعت دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کی تیسری بیوی فرانس کی ایلیز بیٹی کا انتقال ۱۵۶۸ء میں ہوا۔ اس نے اب کیتھرائن کی دوسری بیٹی والوا کی مارگریٹ کے ساتھ شادی کرنے یا نوجوان بادشاہ پر نکال سے اس قانون کے حقوق کے لئے اصرار کرنے سے انکار کر دیا۔ لہذا کیتھرائن کی یہ خواہش ہوئی کہ اپنی بیٹی کی ناوار کے بادشاہ کے ساتھ جو اس خاندان کا سب سے پہلا رئیس تھا، شادی کر دے جس کے مقبوضات پائیرینیہ سے گارون کے دوسرے کنارے تک پھیلے ہوئے تھے۔ اور جس کی دوستی سے خواہ اس نے مذہب بدل دیا ہو یا نہیں۔ اس کو زبردست مدد ملے گی۔ لیکن اس کی مایوسی البرٹ اپنے بیٹے پر فرانس کے ابتر خاندان شاہی کے اثرات سے گھبراتی تھی، اور سجا طر پر شہزادی کی سیرت سے

۱۔ ہنری استحقاقاً زیرین ناوار اور بیٹن کی سرداری پر قابض تھا، اور جاگیردار کی حیثیت سے وڈوم پوانٹ اور آلبرٹ کی ڈیچوں پر، نیز گورے، اور گے، پیری گورڈ اور مالے کی کونٹیلوں پر اور دوسری امیروں کی کونٹیلوں پر۔ دیکھو نقشہ فرانس۔

بدظن تھی؛ اور کیتھرائن امیر البحر کی مدد حاصل کرنے کے اشتیاق میں، کچھ نیکو یہی ایک ایسا شخص تھا جو ملکہ پرنگال کے تامل اور پس ویش پر غالب آ سکتا تھا، اس کے مشوروں کو سننے لگی اور آریج کے ولیم اور انگلستان کے ساتھ گفت و شنید شروع ہو گئی۔ اس ریٹس نے نہایت اشتیاق کے ساتھ ان تجاویز کا خیر مقدم کیا۔ وہ مدت سے یہ محسوس کر رہا تھا کہ اگر صرف مذہبی نقطہ نظر سے اسپین کے خلاف جنگ جاری رکھی جائے تو بندرستان کی بغاوت کامیاب نہیں ہو سکتی۔ پراسٹنٹ بہت ہی منتشر تھے اور اسی وجہ سے آپس میں متفرق بھی تھے، اور یہی ایک موقع رہ گیا تھا کہ خارجی دول کے ساتھ اتحاد قائم کر کے اسپین کے ظلم استبداد کے خلاف ایک سیاسی جنگ کی جائے۔ لہذا ناساؤ کے لونی کو گفت و شنید کے لئے روانہ کیا گیا، اور فرانس، انگلستان، اور سلطنت کے اتحاد اور آپس میں بندرستان کی تقسیم کی گفتگو ہوئی۔ اس تجویز کی متابعت میں انگلستان کی ایلینز بیٹھ تک رسائی کی گئی، لیکن باوجود اس کے کہ وہ اس وقت اسپینی سمندروں میں دو بھری کتوں، کی مہموں کی نسبت فلب کے ساتھ جھگڑ رہی تھی اور سازش ریڈائفی بابت ۱۵۴۱ء میں اس کی تائید پر برا فرود خنہ تھی، اس کو اینٹورپ اور سلٹ فرانسیسیوں کے ہاتھوں میں دینے پر ناقابل حل اعتراض تھا۔ لہذا تجویز یہ پیش کی گئی کہ وہ انجو کے ڈپوک سے عقد کر لے اور اس کو بندرستان کا فرمانروا بنادیا جائے (دیکھو صفحہ ۴۰۴)؛ ایلینز بیٹھ اس تجویز کی طرف بہت مائل نظر آنے لگی، اور اس نے واشنگٹن سے جو فرانس میں اس کا کارندہ تھا ڈپوک کی شکل و شبابت کی نسبت بہت سی باتیں دریافت لیکن حقیقت یہ ہے کہ جنوری ۱۵۴۲ء میں گفت و شنید منقطع ہو گئی۔ اس لئے کہ انجو گائیزوں کے زیر اثر اگر میری ملکہ اسکاٹ لینڈ کے ہاتھ کو جو انگلستان کی جایز ملکہ تھی، ترجیح دینے لگا، اس پر انجو کے چھوٹے بھائی ٹکن کا نام تجویز کیا گیا، اور اس مسئلے میں کم سے کم ایلینز بیٹھ کی طرف سے وقت حاصل کرنے کی غرض سے مراسلت شروع کی گئی جو مینٹ بارنٹھو سیو کے قتل عام تک جاری رہی۔

ادھر نو ایلینز بیٹھ زمانہ سازی کر رہی تھی، اور اُدھر حالات و واقعات سرعت کے ساتھ پیش آنے لگے۔ یکم اپریل ۱۵۴۲ء کو ایک فلمش پناہ گزین کو ٹھ دے لاما مارک

نے جس کو ملکہ انگلستان کے حکم سے اُس کے جہازوں سمیت اس لئے دُور سے نکال دیا گیا تھا کہ ملکہ فلپ کے ساتھ کھلم کھلا عداوت مول لینے کے لئے اب تیار نہیں تھی۔ بری اور لامارک بری پر قبضہ کر لیا۔ فلشنگ پر قبضہ کر لیا اور ہالینڈ اور زیٹینڈ نے بغاوت کر دی۔ ہے یکم اپریل ۱۵۷۰ء

سے فرانس میں ایک جمعیت فراہم کر لی تھی جو زیادہ تر ہجوگیناٹوں پر مشتمل تھی ہینالٹ کے پائے تخت مانس پر قبضہ کر لیا، اور ایلزبتھ نے دوسروں کو فوجیت کا موقع نہ دینے کی غرض سے انگریز رضاکاروں کو فلشنگ عبور کرنے کی اجازت دے دی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب کوئی کا جواب پورا ہو گا، اور چارلس اسپین کے ساتھ اعلان جنگ پر تیار معلوم ہوتا تھا۔

بہشتی سے اسی اثناء میں کیتھرائین کے خطرات چونک اٹھے۔ اس نے سینٹ جرمین کے عہد نامہ کو اس لئے قبول کیا تھا کہ وہ گائیڑوں سے خالیف تھی، اب وہ کوئی کے زیادہ غیر مطبوع غلبہ سے گھبراہی تھی جس نے، اگر ہم تاوان پلین کریں تو، چارلس کو مشورہ دیا کہ وہ حقیقی معنوں میں بادشاہ نہیں بن سکتا نا وقتیکہ وہ اپنی کولینز کے بڑھتے ہوئے اثر | ماں کے قبضہ و اقتدار سے خود کو آزاد نہ کر لے۔ لہذا وہ اس خیال پر عود کر آئی جس کو وہ عموماً اپنے دماغ میں جکھ دیتی تھی اور جس کی نسبت اُس سے اصرار کیا جاتا تھا، کہ ہجوگیناٹ سے کیتھرائین خالیف ہوتی ہے

لیڈروں سے نجات حاصل کی جائے۔ اُس نے یہ فیصلہ کس وقت کیا، یقین کے ساتھ کہنا ناممکن ہے، لیکن اس امر کا ثبوت موجود ہے کہ اس تجویز نے فروری ۱۵۷۰ء ہی میں عملی صورت اختیار کر لی تھی۔ اس پر بھی اگر نیدرستان کی تحریک کامل طور پر کامیاب ہوتی تو شاہ چارلس اسپین کے خلاف اعلان جنگ کر لے گا ارادہ کر لیا، اور جرمنی کے بعض پراسٹنٹ روساء اُس کے ساتھ اتحاد قائم کر لیتے۔ اس صورت میں کوئی کسی حثیت اس قدر قوی ہو جاتی کہ کیتھرائین اس کے خلاف دم نہیں مار سکتی۔ اور جیسا کہ سابق میں اس نے عموماً کیا تھا ناگزیر حالات کی اطاعت اختیار کر لیتی، اور برلے اور واشنگھام کی یہ توقعات کہ آئیس اور پیرنیمیر کے پیچھے کیتھرائین کو شکست دی جائے پوری ہو جائیں بہشتی سے ڈی لاؤد کو دیا ٹینسیس سے نکال دیا گیا، آوا کے بیٹے نے مانس کو نجات

دلانے کی کوشش میں ایک فوجی دستے کو جو گنلس کے کونٹ کی سرکردگی میں تھا پارہ گنلس کی شکست اور پارہ گردیا (۱۹ جولائی) اور جو گنلس اسرنا لیا گیا۔ اب اسیری ۱۹ جولائی ۱۵۷۲ء تک تھیں۔ اس کو فرصت ملی اور اس نے آنجنو کے ڈپوک اور گائیز کے ہنری سے مل کر کالگنی کے قتل کی کوشش کی۔

یہ کوشش ناوآر کے ہنری اور مارگیرٹ کی شادی کی زبان ریلیاں مناتے وقت عمل میں آئی۔ لیکن یہ کہنا ممکن ہے کہ اگر اس میں کامیابی ہوتی تو کیتھرین کو تسلی ہو جاتی یا اس کو یہ توقع تھی کہ اس کا قتل برائشٹون کی شورش کا باعث ہو گا اور اس طرح کو لنی کے قتل کی کوشش ۲۲ اگست ۱۵۷۲ء

وہ بچ نکلا۔ اور مزید انتہائی نڈاہر اختیار کرنا ضروری ہو گیا۔ آنجنو کا ڈپوک، ایک میلانی سیمی بیراگو (بحیثیت چانسلر لے اوپتال کا جانشین) اور دیگر افراد کی مصیبت میں ملکہ نے بادشاہ سے ملاقات کی اور اُسے دھمکیاں دے کر اور یہ الزام لگا کر کہ اس میں کچھ کرنے کی بہت نہیں ہے۔ آخر اس کو ہموار کر لیا۔ موت کی قسم ہے، اس نے کہا، وہ چونکہ آپ اصرار کر رہی ہیں کہ امیر البحر کا قتل لازمی ہے، میں اپنی رضامندی کا اظہار کر رہا ہوں، لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ فرانس میں ہو گیناٹوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار اجائے تاکہ اس کی موت پر مجھے طمانت کرنے والا کوئی نہ رہے۔ اور آپ جو کچھ کرنا سینٹ ہارٹھلمسبو کا قتل چاہتی ہیں اُس کا فوری انتظام کر دیجئے۔ بادشاہ کی رضامندی عام ۲۲ اگست ۱۵۷۲ء حاصل ہونے ہی کیتھرین، آنجنو گائیز کے ہنری اور پیرس کے مد ملک التجار، اور شیرن نے آپس میں مل کر عجلت کے

کے ساتھ تمام کارروائی کر لی۔ اس کے باوجود یہ مشتبہ ہے کہ آیا بعض لیڈروں کے سوا دوسروں کا بھی صفایا کرنے کا ارادہ کیا گیا تھا، لیکن ایک مرتبہ اس واماں اور قاعدہ ضابطہ اٹھ جانے کے بعد پیرس کے بلوائیوں کا پرچوش اور سودا کی جمع روکے سے نہڑک سکا۔ انوار کی صبح ۲۲ اگست کو قتل عام شروع ہوا اور بعد میں صوبہ جات میں بھی شروع ہو گیا۔

اس افسوسناک داستان الم کے اسباب و علل کی نسبت حقیقت یہی

معلوم ہوتی ہے، جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سینٹ جرمن کے عہد نامہ ہی کے زمانے میں اس کی تجویز ہو چکی تھی۔ لیکن تمام راست اور بلا واسطہ شہادت کو متباہ کر دیا گیا ہے، اور طرفدار فریق نے حقائق کی شکل و صورت کو اس طرح مسخ کر دیا ہے کہ یقین کے ساتھ کوئی بات کہنا ناممکن ہو گیا ہے۔ مقتولین کی تعداد میں بے حد اختلاف ہے لیکن کمترین تخمینہ کی رو سے بھی پیرس میں ایک ہزار اور دیگر مقامات میں دس ہزار آدمیوں کو تلوار کے گھاٹ اُتار دیا گیا۔ مقتولین میں کولنی کے علاوہ اس کا داماد میتلنی اور لاڈلش ڈی کالڈ نامی۔ پوائتے کا ایک امیر بھی تھا۔ نادار اور کم عمر کو نہ سے کو کو چھوڑ دیا گیا لیکن وہ پراسٹنٹ مذہب نژدہ کرنے پر مجبور کئے گئے اور کیتھرائٹس اور گیزروں کے ہاتھوں میں غلام مقید تھے۔ آئندہ مسلک کی بابت دربار شاہی نے اب تک کوئی مضمہ ارادہ نہیں کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ کیتھرائٹس کو توقع تھی کہ اگر دوسری خاندان گیزر کے سر تن چلی جائے تو ہو گیناٹ مسلح ہو کر اُس پر ڈٹ پڑیں گے اور کشمکش زیادہ دیر تک جاری نہ رہے گی جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ دونوں فریق کم زور پڑ جائیں گے اور قیام امن کے لئے بادشاہ کی مخالفت ختم بجائے ہو جائے گی۔ اس طرح دونوں جماعتیں تباہ ہو جائیں گی اور وہ اور اس کا عزیز بیٹا انجو خطرناک جریفوں سے محفوظ ہو جائیں گے۔ لہذا بادشاہ نے ابتداءً اعلان کیا کہ یہ واقعہ گیزر اور شائیتوں خاندانوں کی طویل پیکار کا نتیجہ تھا جس کو دہانے کے لئے حکومت نے اپنی بہترین کوشش صرف کر دی۔ لیکن چونکہ گائیزروں نے ذمہ داری کو اپنے سر نہیں لیا اس لئے بادشاہ نے اپنا لہجہ بدل دیا، اس جرم کو اس بنا پر ختم بجائے قرار دیا کہ ہو گیناٹ تاج کے خلاف سازش کر رہے تھے اور حیرتناک کمینگی سے آگے اصرار کیا کہ مانس کے سامنے جن ہو گیناٹوں کو اسیر نہ لیا گیا تھا انہیں قتل کر دیا جائے۔ اسی کے ساتھ ساتھ کیتھرائٹس اسل اسل خارج مسلک میں رد و بدل کے لئے بھی متر و تہی کی پراسٹنٹوں کو بیرونی ممالک نہ بھیجا جائے۔ وہ قتل عام کے اثر کو اندرون ملک تک محدود سمجھتی تھی۔ اور اب جبکہ کولنی باقی نہیں رہا تھا اس کے مسلک کو جاری رکھنے سے ناخوش نہیں تھی۔ وہ اس کی زیادہ مشتاق اس لئے تھی کہ اب اس کے دل میں یہ خیال جاگزیں ہو گیا تھا کہ پولینڈ کے آخری موروثی بادشاہ جیگلیس

کے انتقال سے وہاں کا تخت جو خالی ہو گیا تھا اُس کو اپنے عزیز بیٹے انجو کے لئے حاصل کر لے۔ لہذا اعلان کیا گیا کہ فرمان امپائر کو برقرار رکھا جائے گا، اور ادھر پراسٹنٹ سلطنتوں کے ساتھ گفت و شنید شروع کر دی گئی۔ اس سلسلہ کو ایک حد تک کامیابی نصیب ہوئی فرمانروایان یورپ نے اپنے اپنے مزاج کے مطابق اظہار خوشنودی یا ناپسندیدگی کیا، لیکن ذاتی اعتراض و مقاصد کے لحاظ سے اپنی اپنی حکمت عملی پر قائم رہے۔ غلبہ شروع میں مارے خوشی کے دیوانہ ہو گیا۔ وہ سمجھنے لگا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نیدرستان کے ساتھ فرانسیسیوں کے اتحاد کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن اُلوانے اسے متنبہ کیا کہ ہیسو گنیٹوں کی بیخ کنی فرانس کو بہت زیادہ طاقتور بنا دے گی۔ ایلیز بیٹھ لے اپنی بزاری کا اعلان کیا، لیکن فرانس سے جنگ کرنے کی گنجائش نہیں تھی۔ اور خصوصاً ۱۹ ستمبر کو مونس دشمن کے قبضے میں چلے جانے کے بعد ولیم خاموش اس قابل نہ رہا تھا کہ فرانس کی مدد کے توقعات سے دست بردار ہو جائے۔ جرمنی کے پراسٹنٹ رؤساء اول اول غیظ و غضب انجو پولینڈ کا بادشاہ منتخب ہوتا ہے ۹ مئی ۱۵۷۳ء

لیکن اپنے ملک میں کیتھرائن اتنی کامیاب نہیں رہی، اور سلی کہتا ہے وہ فرانس کے اثرات اور وحشت و نفرت سے ادا کیا قتل عام کی خیر پاکر بقیۃ السیف ہاتھ میں شمشیر بھرنے لے کر اٹھ کھڑے ہوئے لیکن کھلے میدان میں اپنے دشمن کے مقابلے کی تاب و طاقت اُن میں نہ تھی، لہذا مدافعت چوٹھی خانہ بچی اگست صرف چند شہروں تک محدود رہی جن میں سے تیم اور موتا بان جنوب ۱۵۷۳ء تا جون ۱۵۷۳ء میں اور لاڈیل مغرب میں سب سے اہم تھے۔ حکومت نے اُن کے تخیل کی ناکام کوشش کی لاڈیل کے محاصرے میں بیس ہزار سے زائد جانیں تلف ہوئیں جن میں امتیاز رکھنے والے افسروں کی تعداد تین ہزار سے اونچے تھی مائیسر اس قدر مفلوک تنگ سال ہو گیا کہ بلیاں چھوٹے بڑے چوہے اور حتیٰ کہ کتے کھائے گئے۔ جین ڈوی لیری، جس کی



روایت کو ناداجب طور پر مصویٰ کے باورچی خالے کی کتاب سے موسوم کیا گیا ہے کہتا ہے کہ آخر الذکر کا ذائقہ کسی قدر میٹھا اور پھیکا تھا۔ بالآخر جون ۱۵۶۲ء کو حکومت کامیابی سے مایوس ہوئے اور اس امر پر تیار نہ ہونے کی وجہ سے کہ پولینڈ کے ایلچی اپنے بادشاہ انجو کے ڈپوک کو جو ایک لشکر کی سرکردگی کرتے ہوئے ایک پراسٹنٹ شہر کا محاصرہ کئے ہوئے تھا کہیں دیکھ نہ پائیں، لاروشیل کا عہد نامہ طے کیا۔ اس عہد نامہ کی رو سے فرانس کے طول و عرض میں ہوگیناٹوں کو ضمیر کی آزادی اور لاروشیل، نیم اور موتاپان میں عہد نامہ لاروشیل جماعت سے غماز ادا کرنے کا حق دینے کا وعدہ کیا گیا۔ نیزہ ۲۴ جون ۱۵۶۳ء کہ ان شہروں میں شاہی فوج منتیں نہ رہے گی۔ اگست میں

سفیر پولینڈ کی ثالثی سے سانسیر کو بھی ان ہی شرائط میں داخل کر لیا گیا۔ لیکن عہد نامہ قائم نہیں رہ سکتا تھا۔ یہ امر مشتبہ تھا کہ آیا حکومت اس میں نیک نیت تھی، اور اس کا امکان نہ تھا کہ حکومت حقوق عبادت سے دست بردار ہو جائے گی۔ علاوہ ان ”پولیتک“ (politiques) یا جس نام سے کہ وہ خود کو موسوم کرتے تھے، ”صلح پسند کیتھولک“ جماعت کی شورش سے اُن کے اغراض کو تقویت پولتک کی شورش پہنچ رہی تھی۔ یہ جماعت جو غانہ جنگ کی دہشت و ہراسی کا

کائناتیتہ تھی باہمی رواداری کے اساس پر قیام صلح و امن کے لئے مضطرب تھی۔ اُس کے قائم قایم کا مستقبل کے دو بیٹے فرانسس، مارشل فرانس و گورنر پیرس اور ہنری دامتویل گورنر لانگے ڈاک تھے۔ خاندان گائیز کے ساتھ رشک و حسد انھوں نے اپنے باپ سے ورثے میں پایا تھا، تاہم ان کی رواداری کے خیالات اُس کے حق میں حد درجہ غیر مطبوع ہوئے اور اس سے بھی زیادہ اس کے دونوں چھوٹے بیٹوں ولیم (تھیوڑے) اور چارلس (میرو) کے خیالات جنھوں نے ہوگیناٹ مذہب اختیار کر لیا تھا۔ پولیتک، جنوب میں سب سے زیادہ طاقتور تھے، جہاں دونوں مذاہب کے پیروؤں میں زیادہ مساویانہ توازن قائم تھا اور جہاں کشمکش بہت سخت تھی۔ بحیثیت مجموعی کوئی اعلیٰ اصول اُن کے محرک نہیں تھے۔ اگر انھوں نے لے آپال کے خیالات کو اختیار کیا تھا تو مذہب سے تنگ نظرانہ لاپرواہی کے باعث نہ کہ اس لئے کہ انھیں رواداری کی قدر و قیمت کا

یقین تھا، اور یہ قائد زیادہ حرص و آز اور ذاتی محرکات سے متاثر تھے حقیقت محل یہ ہے کہ سینٹ بارتھلمیو کے قتل عام کے بعد فرانس کے طول و عرض میں طاقت و توانائی اور اخلاقی حالت میں ہستی پیدا ہو گئی۔

ناوآر اور کونڈے کے ہنری کو پولیتک کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔ جنہیں اپنے مذہب سے دست بردار ہونے پر مجبور کیا گیا تھا اور وہ علما بادشاہ اور اس کے بھائی ڈیوک والسول کے ہاتھوں میں اسیر تھے۔ آخر ان کو خود غرضی سے ہیوگیناٹوں کا اس توقع میں طرفدار ہا کہ چارلس نہم کے انتقال کے بعد تاج فرانس اس کے زبیر ہو گا اس موقع پر بھی قتل عام کے نتائج اس طرح ظاہر ہوئے کہ ہیوگیناٹوں کے خیالات میں مکمل تغیر واقع ہو گیا تھا۔ اس وقت تک اس جماعت میں اعلیٰ اور کمتر درجے کے امراء کو غلبہ حاصل تھا، جو اس تحریک پر جاگیر داری کا رنگ چڑھانے کے باوجود اس بات کا دعویٰ کرتے تھے کہ تاج کے خلاف نہیں لڑ رہے ہیں، بلکہ اجنبی اور غیر معروف وزراء کو ہیوگیناٹ جماعت کی سیرت نکالنے کے لئے، اور تیسرے طبقے نے اپنے مطالبات اور خیالات میں تغیر

لیکن اب بہت سے امر اقل اور اکثر اپنے مذہب سے روگرداں ہو گئے تھے طبقہ متوسط اور وزراء کی اہمیت بڑھ گئی تھی اور ان کے لبرال جمہوری خیالات سب سے نمایاں ہو گئے تھے اور جاگیر داری عصر جس کی ناپیدگی اس وقت تک بھی کمتر درجے کے مقامی امراء کر رہے تھے انتشار پسند میلانات کو تقویت پہنچانے لگا۔ اس تغیر کے ساتھ متعدد سیاسی رسایل بھی نمودار ہوئے جن کے منجملہ سب سے زیادہ قابل ذکر ہاشم کا دو فرانکوگیلیا، اور وندیشیا کانٹرٹائمر انوس، جو بیگوے باباوار کے ہنری کے وفادار مشیر۔ ڈیو پلیس مور نے کے قلم سے نکلا تھا۔

فرانکوگیلیا تاریخی بیج اختیار کرتے ہوئے اس کا دعویٰ کرتا ہے کہ تیوتانی قوم نے فرانس کو روما کے جہد و ظلم سے بچایا، گال (Gauls) کے آزاد اداروں کی فرانکوگیلیا اور وندیشیا تجدید کی اور ایک انتخابی شاہی قیام کی جو رعایا کے ذریعے سے کانٹرٹائمر انوس اور رعایا ہی کے لئے حکومت کرتی تھی جو بالآخر فرمانروائی کی موقف ہے۔ اس ادارہ آزاد کا زوال کیا پیشین

شاہوں سے شروع ہوا، جنہوں نے رفتہ رفتہ طبقات کے امتیازی حقوق کا خاتمہ کر دیا اور بادشاہ اور پارلیمنٹ کی استبدادی حکومت قائم کی۔ مصنف تاسیخ فرانس سے عورتوں کی حکومت کے قبیح نتائج کو پیش کرتا ہے، اور استدلال کرتا ہے کہ تخت سے ان کی علیحدگی کے یہی اسباب ہیں نہ کہ سالک لاکھ کی طرح کوئی اصولی قانون، جو آزاد انتخاب کے ذمہ داری کے ساتھ متصادم ہوتا ہے۔

دوسری تصنیف کا مصنف ایک متضاد طریقہ اختیار کرتا ہے اور اپنے دعوے کو استخراجی طریقے سے ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ بادشاہ اور رعایا دونوں نے خدا سے عہد و پیمان کیا ہے، بادشاہ اس امر کا کہ وہ ملک پر بطریق احسن حکومت کرے گا اور رعایا نے اس بات کا کہ اگر وہ اس میں قاصر رہے تو اس کو معزول کر دے۔ لہذا جو رولم کی مدافعت فرض ہے۔ تاہم مدافعت کا حق افراد کو حاصل نہیں ہے بجز اس صورت کے کہ وہ حملہ آور، غاصب، یا ایک عورت کے خلاف ہو، اگر وہ قانون کے خلاف ملک میں حکومت کرنے کی کوشش کریں۔ دیگر حالات میں افراد نہیں بلکہ ان کی نمایندہ جماعت یا دیپٹیجس، عہد شکنی کا فیصلہ کرنے والی ہوں گی۔ اس طرح اگرچہ اصول مدافعت کو نہایت صفائی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے لیکن اس کا اظہار یا قاعدہ حکام کی جانب سے ہو گا۔ اور مصنف ہر اس چیز پر معترض ہے جس میں آنا پٹریم یا دیگر انتہا پسند خیالات کی بول آتی ہے۔

ہیوگیناٹوں نے خود کو نظریہ تک ہی محدود نہ رکھا۔ ۲۴ اگست ۱۵۷۳ء کو جو سینٹ بارٹھولمیو کی یادگار کا دن تھا، لنگیڈاگ اور اپرینی کی دو جاگیریں جمہوریتیں قائم ہو گئیں۔ ان میں سے ہر جمہوریت کئی استغنی علاقوں پر مشتمل تھی اور ہر علاقے میں غور و قابل اور عملی تدابیر کے لئے مجالس قائم کی گئی تھیں جن کا فرض تھا کہ نیم اور مونٹوبان کی مرکزی مجالس میں اپنے نمائین روانہ کریں۔ ان کو

ایک انتخابی گورنر کے ساتھ سپاہ فراہم کرنے اور پرائسٹوں نیز کیتھولکوں پر محاصل عاید کرنے کا اقتدار حاصل تھا۔ یہ جمہوری طریق حکومت جس میں کلیسائی حکومت کے پسینہ خیز خیالات کو دنیاوی سیاسیات پر محمول ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں، فرانس کے ان تمام حصوں میں توسیع پانے والی تھی جن کو پرائسٹوں بعد میں فتح کرنا چاہتے تھے۔ جنوب کی حکومت

کا اس طرح تصفیہ کرنے کے بعد ہیوگیناٹوں نے بادشاہ کی خدمت میں ایک عرضداشت روانہ کی، جس میں مطالبہ کیا گیا کہ ساری سلطنت میں کامل آزادی ضمیر و عبادت عطا کی جائے، اور ضمانت کے طور پر چھوٹے میں دو قلعے چوالے کئے جائیں۔ پولینڈ نے اسی موقع پر ایک اعلان شائع کر کے رواداری کا مطالبہ کیا۔ کیتھرائن نے کہا، ”اگر کوئی بے زندہ ہوتا اور پیرس پر قابض ہوتا تو وہ بھی اتنے مطالبات نہ کرتا، اور پانچویں خانہ جنگی۔ فروری ۱۷۹۳ء میں پانچویں خانہ جنگی شروع ہوئی سینٹ پیٹرسبرگ ۱۷۹۳ء تا مئی ۱۷۹۳ء جرمن سے نا اہل اور النسوان کے فرار کی ناکام کوشش مارشل موموزانسکی اور ایک اور پولیٹیک، مارشل

دے کو سے کی اسیری کا باعث ہوئی۔ کوندے کا ہنری بچ نکلا اور ادا کے لئے جرمن روس کے ساتھ گت و شنید شروع کر دی۔ لیکن کوئی اہم واقعہ پیش آنے سے پیشتر قیمت چارلس نہم کا انتقال بادشاہ چارلس نہم کا انتقال ہو گیا (۳ مارچ ۱۷۹۳ء) جس کو ۳ مارچ ۱۷۹۳ء آخری دم تک رنج و ناسف کی سخت تکلیف اور اس قتل عام کے کے خیالات کی ہیبت و وحشت رہی جس پر اُس نے ایک سنچوس ساعت میں رضا مندی کا اظہار کیا تھا۔

### ۵۔ ہنری سوم کا دور حکومت۔ مارچ ۱۷۹۳ء تا جولائی ۱۷۹۳ء

چارلس کے انتقال کی وجہ سے ہنری کو عجلت کے ساتھ پولینڈ سے روانہ ہونے کا بہانہ ہاتھ آ گیا۔ لیکن وہ اپنی سلطنت کو بچانے کے لئے مضطرب نظر نہ آتا تھا۔ چونکہ اس کی ہنری سوم پولینڈ سے روانہ ہوا کہ فرانس پہنچتا ہے۔ ستمبر ۱۷۹۳ء

ماں نے اُسے متنبہ کیا تھا کہ جرمن روس کے پاس فرانس کے ساتھ جھگڑا مول لینے کے بہت سے اسباب موجود تھے، اس لئے وہ آسٹریا اور اٹلی کی راہ سے گزرا۔ وینس میں اس نے عیاشی اور اوباش مزاجی میں دو ماہ خراب کئے، اور کہا جاتا ہے کہ اس شہر کی بداعتدالیوں نے اس کو بگاڑ ڈالا۔ فرانس میں وارد ہونے (ستمبر ۱۷۹۳ء) کے بعد اُس نے کچھ دیر تک مفاہمت آمیز

مسلک کی طرف اپنے رجحان کا اظہار کیا لیکن اُس کی ماں اب جبکہ اس کا عزیز بیٹا تاجدار بن گیا تھا، متوقع تھی کہ اگر وہ ہیوگیناٹوں پر فتح حاصل کر لے تو اس کا اثر سب پر غالب ہو جائے گا اور اس کو جارتیک اور اٹلی کے مشورے سے ہر چیز کی توقع تھی۔ لہذا بادشاہ نے اعلان کیا کہ وہ آزادی ضمیر کو تسلیم کر لیا لیکن ہونڈی رسم کیتھولک مذہب سے جداگانہ ہوں ان کے ساتھ رواداری نہ برتی جائیگی اور یہ کہ وہ صلح کی نسبت اس وقت گفتگو کرے گا جبکہ اُس کی گولہبیاں اور شہر واپس کر دے جائیں۔

اس طرح جنگ طویل کھینچنے لگی۔ اگرچہ کوئی فیصلہ کن لڑائی نہیں ہوئی اور ہنری سوم بہت جلد صلح کے لئے مضطرب ہو گیا تاکہ اُسے عیش و عشرت کا موقع ہاتھ آئے۔

جنوب میں ہیوگیناٹوں کے ساتھ پولینیک کے قطعی اتحاد دے جو دسمبر میں ہوا تھا، شورشیوں کو اپنی اپنی بات پر قائم رہنے کا موقع دے دیا۔ ستمبر ۱۵۷۵ء میں السنون اور اگلے فروری میں ناوار فرار ہو گئے۔ اسی اثناء میں ڈیوک کا سیمیر نے جو الکتریا لیتن کا بیٹا تھا اور جو یورپ میں ایک جارجانہ کا بیٹی جماعت کی قیادت کرنے کا خواب دیکھ رہا تھا، فرانس پر چڑھائی کی، برگنڈی اور بوربائیوں کو تاخت و تاراج کیا اور مارچ میں بمقام سوزے النکن سے آگیا۔ بالآخر مارشل موہترانسی کی مساعی سے جس کو صلح موسیو بادشاہ نے رہا کر دیا تھا صلح موسیو (۱۵۷۵ء) نے ہیوگیناٹوں کو وہ شرائط عطا کئے جو اُن کو اب تک حاصل نہیں ہوئے تھے۔

۱۵۷۶ء

انھیں اجازت دی گئی کہ جہاں چاہیں عبادت کریں البتہ پیرس سے نین فرسنگ کے اندر ایسے لارڈ کے علاقے کے اندر جو اجازت نہ دے اس کی مخالفت تھی۔ یہ بھی طے ہوا کہ پرائسٹوں کے مقدمات کی تحقیقات ہر پارلیمنٹ میں چیپجرس می پارٹیز (Chambres-mi-parties) کی جانب سے عمل میں لائی جائے۔ یعنی ایسی عدالتوں میں، جہاں دونوں مذاہب کے ججوں کی تعداد مساوی تھی۔ مجلس لمبقات کو بلوا میں منعقد کیا جائے اور تکمیل عہد نامہ کی ضمانت کے طور پر آٹھ شہر ہیوگیناٹوں کے قبضے میں رہیں السنون۔ یا انجو کے ڈیوک کو (بہونکہ انجو کے ہنری کی تخت نشینی کی وجہ سے انجو کی ڈچی بھی اسی کو ملی تھی) ہیری لورین، اور انجو کی ڈچیاں بھی ملیں۔ لیکن فرمانروائی کے حقوق تاج کے خن میں محفوظ رہے۔ ناوار کے ہنری کو کیتھولک گورنری اور کوندے کو ہنری کو پکارڈی کی گورنری دی گئی اور آخر الذکر کا مقام سکونت

پیروں مقرر کیا گیا۔ سب سے آخری رعایت کو اہمیت حاصل تھی کہ چونکہ پکارڈی اپنی ہمدردیوں میں اس وقت تک سختی کے ساتھ کینتھو لک تھی اور ہوگیناٹوں کو نیدرستان کے اتحادیوں سے جدا کر رہی تھی۔ فرانس کی کینتھو لک جماعت نے اس عہد نامہ کا غیظ و غضب کے ساتھ خیر مقدم کیا اور ایک ایسی شورش برپا ہوئی جو اتنی ہی تاج کے خلاف تھی جتنی کہ ہوگیناٹوں کے خلاف۔

بہتر کینتھو لکوں کی انجمنیں قائم کرنے کے خیال میں اب کوئی جدت باقی نہیں رہی تھی۔ فرمان اسبواز کے کچھ ہی دن بعد ۱۵۶۳ء میں ہم متحدہ انجمنوں مثلاً برگنڈی میں فریڈریچ آف ہولی گوسٹ (روح القدس کی برادری) اور شیمین کی عیسائی اور شاہی جماعت کا ذکر سنتے ہیں۔ سینٹ بارٹھولمیو کے قتل عام کے بعد ان انجمنوں کی طرف سے بے اتفاقی برقی جانے لگی، لہذا زیادہ اہم بیمانہ پر اب ان کی تجدید کی ضرورت ہوئی۔ ان میں سب سے پہلی جمعیت پیروں کی تھی جس کی تنظیم قدیم گورنر کینتھو لک مبلغین (ہیوئیسرس کی جانب سے عمل میں لائی گئی تھی جس نے قتل کو نڈ سے والہ کرنے سے انکار کر دیا تھا) (۱۵۶۳ء)۔ اور مقامات میں

اس مثال کی سرعت کے ساتھ تقلید کی گئی، اور جنوب میں ہوگیناٹی وفاق کا جواب ہو گیا۔ (دیکھو صفحہ ۴۹۱) ان جمعیتوں کی تنظیم فوجی نوعیت کی تھی۔ ان کے مقاصد کا ان الفاظ میں اعلان کیا گیا، "رومن کینتھو لک اچھا شلک کلیسا کی مدافعت، رعایا کی فرمانبرداری میں ہنری سوم کی اور اُس کے بعد خاندان والوا کی تمام آئندہ نسل کا تحفظ مجلس طبقات، جو معتزب منعقد ہونے والی تھی، کی جانب سے پیش کردہ قراردادوں کی تعمیل، اور قدیم الایام آزادیوں کی بحالی جو سب سے پہلے عیسائی بادشاہ کالوس کے زمانے میں تھیں۔ اس اعلان سے خاندان گیر کے گیز جمہوری خیالات تغیر مسلک کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ اس وقت تک وہ اختیار کرتے ہیں۔ تاج کے اعلیٰ ترین وزراء کی حیثیت سے اقتدار حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے لیکن ہنری سوم ان کے

اثر آزاد ہوجانے کی دھمکی دینے لگا، اور اپنے منظور نظر دوسروں کی طرف انہار رغبت کرنے لگا۔ لہذا اگائیز کے ہنری نے جو ۱۵۶۴ء میں اپنے چچا کارڈنیل کے

انتقال کے باعث بلاشبہ اپنے خاندان کا قاید بن بیٹھا تھا تاج کے مخالف کی حیثیت اختیار کرنے لگا، اور ایک نہ ایک دن خود اپنے لئے تخت حاصل کرنے کا خواب دیکھنے لگا۔ صلح موسیو اور احمقانہ غلطیوں کے ارتکاب کی بدولت ہنری سوم کی بدنامی نے ڈپوک کو عوام کی تائید کی طرف مایل کر دیا اور متقد و کیتھولک امراء پولیتیک میں جا ملے۔ اس طرح گیزوں کی جماعت اعلیٰ طبقات سے بالکل قطع تعلق کے بغیر کمر درجے کے لوگوں کا سپہارا ڈھونڈنے لگی۔

یہ تغیر نہ صرف کیتھولک جمہیتوں کی شرائط میں پایا جاتا ہے بلکہ اس زمانے کے رسائل میں بھی جو، فرنیکوگیلیا، اور دیگر ہو گنیائی تحریرات کے مشہور اصول سے حاصل کیا جاتا تھا۔ اس امر سے انکار کرتے ہوئے کہ ”سالک“ قانون فرانس پر عاید ہوتا تھا، وہ دعویٰ کرنے لگے کہ خاندان لاریسن کے خطاب کو خاندان پوربان بلکہ خود خاندان والا پروفیت حاصل ہے، کیونکہ اول الذکر کا سلسلہ نسب چارلس اعظم کی آل سے ہوتے ہوئے خود اس تک پہنچتا ہے۔ جب یہ جدید حالات رونما ہوئے تو ہنری سوم کچھ عرصے تک ایک بے قیام سکک پر کار بند رہا۔ ابتداء ہنری سوم مجلس طبقات اس نے تمام انجموں کو ممنوع قرار دیا۔ اس کے بعد سے فائدہ اٹھانے کی اس خیال سے باز آگیا، اور مجلس طبقات کے انتخابات پر جو بلوا میں ہونے والے سختے اثر ڈالنے کی غرض سے کوشش کرتا رہا۔ ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی توقع یہ تھی کہ

اس طرح کیتھولک اکثریت حاصل ہوگی تو اس سے گیزوں اور ہو گنیائوں کو زیر کیا جائے گا۔ اس میں اسے صرف جزئی کامیابی حاصل ہوئی۔ ہو گنیائے جمعیت کی سازش و وحشت انگیزی کی وجہ سے کامیابی سے ماپوس ہو کر ان بلاد و اضلاع سے جمعی ناہین کو روانہ کرنے سے انکار کر دیا جو ان کے قبضے میں تھے، اور کیتھولک ارکان نے اپنی اکثریت سے استفادہ کر کے مطالبہ کیا کہ فرانس میں صرف ایک مذہب ہونا چاہئے۔ تاہم سلسلہ جنگ جاری رکھنے سے اس قدر نفرت و بیزاری تھی کہ انھوں نے ضروری فراہمیوں سے انکار کر دیا اور اپنی مطالبات پیش کئے جن سے ہنری سوم نہایت مسرت کے ساتھ سبکدوش ہو گیا (مارچ ۱۷۷۵ء)۔

اسی اثنا میں جو جنگ چھڑ گئی تھی اُس میں بادشاہ کو کسی قدر زیادہ کامیابی ہوئی۔ انجو (السنون) کے ڈیوک نے جو ہیوگیناٹوں کا ساتھ چھوڑ چکا تھا شاہی فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لی، بلکہ امراء کے تعصبات اور پولٹیک کی ہنری سرد جہزی جمہوریت پسندوں چھٹی خانہ جنگی اور کالوینی برگروں کی سرگرمی و گرم و خنسی سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی تھی اور دامویل نے جو اپنے سبھائی کے انتقال کی وجہ سے مومنر اسی کا ڈیوک اور فرانس کا مارشل بن گیا تھا بہت جلد اتحاد

سے دست بردار ہو گیا اور دربار کے ساتھ صلح کر لی (۱۵۷۰ء) ان حالات و واقعات میں ہیوگیناٹوں کو ناکامیوں سے دوچار ہونا پڑا۔ ماہ مئی میں لاشارتے واقع دریائے وار ہاتھ سے نکل گیا، اور فوڈ کیتھولک فرقے میں اتحاد کے فقدان اور ملک کی انتہائی بیزاری کی بدولت ہیوگیناٹ اس قدر موافق شرائط حاصل کر سکے، جس قدر عہد نامہ برگراک میں طے ہوئے تھے (۱۵۷۱ء ستمبر ۲۷ء) ان کے حقوق عبادت امراء کے عہد نامہ برجراک دائرے تک اور ان تمام شہروں تک جہاں تاریخ عہد نامہ ۱۵۷۱ء ستمبر ۲۷ء کی عبادت کی جاتی تھی اور دیگر مقامات میں بھی حدود عدالت کے اندر شہر یا اس کے مضافات تک محدود کر دئے گئے اور پیرس کو بطور خاصی

کر دیا گیا۔ اور چیمبرس می پارٹیز (Chambres-mi-parties) بھی صرف چار جنوبی پارلیمانوں تک منحصر کر دئے گئے جہاں ہیوگیناٹوں کو زبردست قوت حاصل تھی۔ لیکن وہ آٹھ شہر ابھی تک انھیں کے قبضے میں تھے جو چھ سال کے لئے ضمانت میں دئے گئے تھے، اور کوندے کو پیرس کے بجائے سینٹ ژان داںجلی دیا گیا۔ غالباً بادشاہ صلح برگراک کو قائم رکھنے کا دل سے متمنی تھا۔ کیونکہ وہ فکر مند تھا کہ اگر ممکن ہو تو خاندان گائیز کی غلامی و نابعداری سے نجات پائے۔ اور اس عہد نامہ کی بے احترامی صوبہ جات کے گورنروں کی نافرمان برداری، عوام کے مذہبی جنون اور قانونی عدالتوں کی خود سرانہ بداندیشیوں کا باعث ہوئی۔

۱۵۸۰ء میں دو جنگ عشاق کا آغاز ہوا۔ لیکن اس کی ابتدا مارگیرٹ کے ساتوں خانہ جنگی۔ اپریل ۱۵۸۰ء مہر کی بابت بادشاہ اور نادر کے ہنری کے جھگڑوں تا صلح علیکس۔ نومبر ۱۵۸۰ء سے ہوئی، اور یہ ظاہر ہے کہ پراسٹنٹوں کے



قائد اعظم دے لانا نے اس کو ناپسند کیا اور اس میں لاروشیل نے حصہ لیا نہ جنوبی بلاد نے۔ اس کا خاتمہ صلح فلیکس (Fleix) واقع ہرگورڈ سے ہوا (۲۶ نومبر ۱۸۷۱ء) جس نے عہد نامہ برگراک کی توثیق کی اور ساتویں خانہ جنگی کو ختم کیا۔ صلح فلیکس کے بعد پانچ سال تک اضطراب انگیز صلح قائم رہی، جس نے فرانس کی بد نظمی، ملک کی مکمل بد نظمی اور تمام جماعتوں کی بد اخلاقی کو نمایاں کرنے کا کام دیا۔ اگرچہ ان میں مذہبی جنون کام کر رہا تھا لیکن دونوں مذاہب

کے پر خلوص پیروں کی کمی نہیں تھی اور ان کی اقلیت روز بروز گھٹتی جا رہی تھی، اور اکثر موقوفوں پر جیسا کہ ایک قابل مشاہدہ کرنے والے کا بیان ہے دو لوگ مذہب اور سیج کے لئے نہیں بلکہ حکومت کے لئے ہر سہریکاہ تھے۔ اگر بڑے لوگوں میں فائنان گیز کے ارکان تاج اپنے لئے حاصل کرنا نہیں چاہتے تھے تو کم از کم اس کو مخالف تو ضرور کرنا چاہتے تھے۔ اور بقیہ لوگ جیسے ہنری دے مومونزاسی، مارشل، اور مرکور کے ڈیوک ان صوبوں کے خود مختار حاکم بن بیٹھنا چاہتے تھے جن کے وہ گورنر تھے۔ کمزور جے کے امر ابھی کمتر شاندار پیمانے پر یہی کھیل کھیل رہے تھے بعض صورتوں میں انکی بد اخلاقی رہنری اور فزاتی کے درجہ تک پہنچ گئی تھی۔ اور اکثر امراء خواہ بڑے درجے کے ہوں یا چھوٹے قابل و جدال میں سسر کرتے تھے جو عموماً شرمناک سازشوں کا نتیجہ تھی۔ حتیٰ کہ عورتیں ایک تکلیف دہ عاشق سے نجات حاصل کرنے یا اس کی کسی بوفانی کا انتقام لینے کے لئے خنجر سے چارہ جوئی کرتی تھیں۔ ادھر اعلیٰ طبقات اپنی انگلیوں اور برائیوں سے ملک کو پریشان کر رہے تھے اور ادھر ادنیٰ طبقات اپنی معاشری شکایات کا دکھڑا دور رہے تھے اور معاشری راجتماعی، جنگ کی دھمکی دے رہے تھے۔ اس شہرت بھری جھوٹ اور سیاسی، معاشری اور اخلاقی بد نظمی پر ایک زنانہ اور تلون مزاج بادشاہ اور ایک سازش پسند ملکہ حکمران تھے۔

ہنری سوم نے ابتدائی زمانے میں بغض اچھے اوصاف کا اظہار کیا تھا۔ وہ اپنے بھائیوں اور بد قسمت چارلس نہم یا انجو (انسوون) کے ڈیوک سے بہت زیادہ قابل تھا اور جارناک اور نوکوئور کی لڑائیوں میں اقیانوس اور شہرت و ناموری حاصل کر چکا تھا۔ عیش پسندی اور بے لگامی نے اُس کے فطری اوصاف کا کلاکونٹ

دیا تھا اور اپنی سخت نشینی کے زمانہ سے وہ بد سے بدتر ہونا گیا۔ وہ ایسا لباس پہنتا تھا کہ بہ نسبت مرد کے عورت معلوم ہوتا تھا، اپنے بار آشنا اور چھوٹے کتوں میں گھیرا رہتا تھا اور اپنی ادباشی سے جب تنگ جاتا تو مضحکہ خیز طور پر توبہ استغفار اور دینی رسوم کی حد سے زیادہ پابندی کرنے لگتا تھا جس سے کوئی شخص دھوکے میں نہیں آتا تھا۔ بلاشبہ قدیم تراؤمر اور کی امنگوں میں نوازن قایم رکھنے کے لئے نئے آدمیوں کو برسرِ اقتدار لانے کا خیال بالکل ہی احمقانہ نہیں تھا، اور اس کے گہرے دوستوں میں سے بعض مثلاً ایپرٹن، جو انیئر، اور مارشل دے بائرون قابلِ افراد تھے۔ لیکن دوسرے دوست جیسے وکے کئے اور دو ادھر دربار کے لئے باعثِ ذلت تھے، لیکن سب کے سب کہنے اور نازیبا اغراض رکھتے تھے بلکہ بھی بادشاہ کی حمایت میں رہتی تھی، اور حصولِ اقتدار کے لئے اب بھی سازشوں میں مصروف تھی، حالانکہ خود چراغِ سحر ہی تھی۔ اور اپنے مخالفین کو اپنا ہمنوا بنانے کی غرض سے اس نے دلالہ بن شروع کر دیا تھا۔ ظاہر ہے کہ جب تک اس عزتِ باختمہ نسل والو کا آخری فرد بھی باقی رہے، فرانس کے یہود کی توقع نہیں ہو سکتی تھی۔ ملک میں بحالتِ موجودہ جیسے کچھ صلح و امن تھا اس کو قائم رکھنے کی ایک ہی ممکن صورت زبردست خارجی مسلک پر منحصر تھی، جو مفسدہ پر دارِ جذبات میں ہم آہنگی پیدا کرے اور بادشاہ کو ایک متحدہ قوم کا والی بنائے۔

چونکہ ستمبر ۱۵۸۰ء میں انجو کے ڈبلوک کو بندرستان کی فرمانروائی کی پیشکش نے کیتھرائن کے لئے جو فلیب کی جانب سے حالیہ قبضہ پر نگال پر براہِ فرخت ہو گئی انجو بندرستان کی فرمانروائی قبول کرتا ہے ستمبر ۱۵۸۰ء تا فروری ۱۵۸۱ء

انجو، ایک موقع پیدا کر دیا تھا جس سے اس نے نہایت شوق کے ساتھ فائدہ اٹھایا۔ جیسا کہ بادشاہ نے بھی اس کو منظور کر لیا اور ادھر ابلزبتہ ابجو کے مطالبہ عقد کو مہربانی کے ساتھ سننے لگی۔

تلا فروری ۱۵۸۱ء میں فرمانروائی ڈبلوک کو عطا کی گئی۔ اسی سال کے ماہ جون ازورس کو ایک مہم کی میں کیتھرائن نے پرننگال کے جوٹے دعویدار انٹونو کی تائید روانگی جون ۱۵۸۱ء کے لئے ازورس کو ایک مہم روانہ کی۔ آریٹج کے ولیم کو یہ

توقع ہو سکتی تھی کہ فرانس کو لینی کے مسلک پر عود کرے گا اور انگلستان کی پرائسٹنٹ ملکہ اور  
 نیدرستان کے ساتھ اتحاد قائم کر کے بالآخر کیتھولک رد عمل کے ناپیدہ سے متحد ہو جائے گا۔  
 لیکن اُس کی توقع کو پورا ہونا نہ تھا۔ ہنری سوم اپنی زبردست راہ عمل اختیار کرنے کے لئے  
 تیار نہ تھا اور اپنے بھائی سے نیم حسد کرتا تھا۔ ایلمریتھ صرف یہ تجویز کر رہی تھی کہ نیدرستان  
 کسی طرح فرانس میں داخل ہونے نہ پائے اور اگر ممکن ہو تو فرانس کو غلبے کے ساتھ بچھائے  
 اور اپنے تمام اظہار محبت کے باوجود انجو سے شادی کرنے کا افس کا ارادہ نہ تھا۔ دوسرا  
 فرانس کا غیظ و غضب۔ ۱۶ جولائی کی صبح ۱۵۸۳ء میں  
 ۱۵۸۳ء انجو کی نیدرستان سے  
 روانگی۔ ۴ جون ۱۵۸۳ء اور اس کا  
 انتقال۔ آرنج کے ولیم کا قتل  
 ۱۰ جولائی ۱۵۸۳ء

زیادہ خود مختار حیثیت حاصل کرنے کی والہانہ کوشش کی۔ یہ کوشش ناکام رہی اور  
 انجو نیدرستان سے واپس ہو گیا لیکن اگلے جون میں نذر اجل ہونے کے لئے۔ ایک جہینہ کے  
 بعد (جولائی ۱۵۸۳ء) ولیم خاموش بلقازر جرار کے نقشے کا شکار بنا۔

انجو اور ولیم خاموش دونوں کے انتقال سے عظیم ترین نتائج و عواقب مرتب  
 ہوئے اول الذکر کی موت نے ناوار کے ہنری کو جو پرائسٹنٹ تحفا تخت و تاج کا دعویدار  
 بنا دیا اور خانہ جنگی کی تحدید تقریباً لازمی کر دی، آخر الذکر کے انتقال کے بعد نیدرستان  
 کی فرمانروائی ہنری سوم کو پیش کی گئی۔ یہی طرح ناممکن معلوم نہ ہونا تھا کہ ہنری سوم اپنے  
 ملحد وارث کے ساتھ مفاہمت کرے گا اور اس پیش کش کو قبول کرے گا۔ فرانسیسی  
 نیدرستان کی فرمانروائی ہنری  
 سوم کو پیش کی جاتی ہے اکتوبر  
 ۱۵۸۳ء

کیتھولک جمیعت شہر کو پاچ اضلاع میں منقسم کیا گیا۔ ان میں سے ہر ضلع کا

ایک صدر مقرر ہوا اور ان میں مدوکے لئے گیارہ انتخابی ارکان کی ایک مجلس مقرر ہوئی اور اس طرح معروف ”دسولہ“ کی تعداد قائم ہوئی۔ اس کونسل میں اختیار کردہ کارروائیوں پر پھر دغوض کیا جاتا تھا اور اس کے فیصلوں کو وفاداروں تک پیشہ ور اور تجارتی انجمنوں کے توسط سے پہنچایا جاتا تھا۔ صوبہ جاتی شہروں نے پیرس کے نمونے پر فوراً عمل کیا، اور فرانس اور اُس کی ملحقہ انجمنوں کے چور و ظلم سے دوچار ہونا پڑا۔ ان انجمنوں کا اقتدار کچھ تو مطالبہ کی بدولت اور کچھ کٹر قسم کے ارباب مذہب کی وجہ سے جو درویشوں اور مسوعی فرقے والوں کے واعظوں کے ہاتھ میں تھا۔ اگرچہ گیز کے ہنری نے کیتھولک جمیعت کے اختیار کردہ اصول کو بالکل پس منظر نہ کیا تھا تاہم اس کے اغراض و مقاصد اس کے متقاضی تھے کہ خود اس تحریک کی قیادت کرے لیکن ارکان گیز کے مسلک میں بھی ایک اہم تغیر نہ ہوا تھا۔ ابتداؤں اس خاندان کی شہرت اسپین کے خلاف فرانس کی مدافعت کی بدولت ہوئی تھی۔ اور گیز کے ڈپلک فرانسس کے خیالات ہمیشہ اسپین کے خلاف ہوتے تھے۔ اور ادھر فلپ، اُن کی رشتہ دار میری ملکہ اسکاٹ لینڈ کو انگلستان میں کامیاب بنانے سے سخت ناراض تھا اور اسکاٹ لینڈ کے باغیوں کے خلاف امداد روانہ کی تھی۔ لیکن کچھ مدت سے فرانسیسیوں کو ولندیزیوں کی امداد سے پانیدرستان کے کسی حصے کو فرانس میں شامل کرنے سے باز رکھنے کی ناگزیر ضرورت نے فلپ کے خیالات میں تغیر پیدا کر دیا تھا۔ لہذا ۱۵۸۱ء کے اواخر ہی میں گائیز کے ہنری کے ساتھ گفت و شنید کا آغاز کیا گیا اور فلپ، میری اسٹوارٹ کی تائید میں، جواب الزبتھ کے ہاتھوں میں اسیر تھی اس خاندان کی بندشوں کی طرف داری کا بہانہ کرنے لگا۔ انھو کی موت اور ہنری سوم اور نادارے کے عہد ہنری کے مابین مفاہمت کے خطرے نے فلپ کے اندیشہ کو اور بڑھکا دیا۔ لہذا اس نے تنظیم جمیعت کی منظوری دے دی اور جنوری ۱۵۸۵ء میں گائیز کے ساتھ عہد نامہ جوان و بیل | عہد نامہ جوان و بیل کی تکمیل کی متحدین نے خود کو اس امر کا پابند گردانا کہ اتحاد کی بیج کنی کی جائے، اور ہنری سوم کے انتقال کی صورت میں نادارے کے ہنری کے کیتھولک عم بربان

عہد نامہ جوان و بیل  
جنوری ۱۵۸۵ء

کے کارڈنیل کو بادشاہ بنایا جائے۔ اور بیرن کی نوابی، اور فرینچ ناوار کا علاقہ اس کی امداد کے صلے میں فلیٹ کو دے دئے جائیں۔ مارچ ۱۷۵۵ء میں ارکان جمعیت نے ایک اعلان جاری کیا جس میں انھوں نے تاج کی عظمت و وحدت کو بحال کرنے، امراء کے قدیم امتیازی حقوق حاصل کرنے، نالائق دوستوں کو دربار شاہی سے نکال دینے، ملک کو جدید محاصل سے نجات دلانے اور ایک کیتھولک بادشاہ کی جانشینی کا نصفہ کرنے نیز مجلس طبقات کے باقاعدہ اجلاسوں کا انتظام عمل میں لاکر آئندہ فسادات کا سدباب کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اسی اثنا میں اپنے خیالات کے نفاذ کی غرض سے انھوں نے بریٹن، ٹول اور ورڈن کی مینوں اسقفیوں پر، پیکار ڈمی کے اکثر و بیشتر شہروں پر، تمام شیاپین اور برگنڈی، نارمنڈی اور بریشنی کے بڑے حصے پر قبضہ کر لیا، اور جون میں بادشاہ کو ایک اعلان جنگ پیش کیا جس میں اصرار کیا گیا کہ حال کے فرمان رواداری کو واپس لے لیا جائے۔ یہ زبردست تحریک جو اس طرح شروع کی گئی، تین قانونوں کے اتحاد کا نتیجہ تھی:-

- ۱۔ محمد وارث کے استحقاقات کی مخالفت کے لئے کیتھولک جماعت کا غم صمیم۔
- ۲۔ بادشاہ کے تنوں سے ارکان کا ئیز کا حسد۔

۳۔ فلپ دوم کا پورپی مسلک، جو نہ صرف نیدرستان کے ساتھ فرانس کے اتحاد سے خائف تھا بلکہ اس کو یہ خوف بھی لاحق تھا کہ ممکن ہے کہ یہ انگلستان کی برائٹنٹ بلکہ کے ساتھ قطعی اتحاد کا باعث ہو اور اس طرح دوبارہ اس کے اقتدار اور کیتھولک کلیسا کے قیام کی امیدوں پر پانی پھر جائے۔

یہ دیکھنا باقی تھا کہ اس زبردست سازش کے مقابلے میں ہنری سوم کیا طرز عمل اختیار کرتا ہے سکسٹس پنجم نے جو ابھی ابھی پوپ گری گوری سیزدہم کا جانشین بنا تھا۔ (۲۶ اگست ۱۷۵۵ء) جمعیت کو پوری طرح پسند نہیں کیا۔ ”مجھے خوف ہے“ اس نے کہا، ”یہ معاملات اتنا طول کھینچیں گے کہ بادشاہ خواہ وہ کیتھولک ہی کیوں نہ ہو، کیتھولک فرقے کے ظلم و تشدد سے خود کو نجات دلانے کے لئے محمدین سے امداد طلب کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔“ اور یہ سروسٹ نامکن نظر نہیں آتا تھا۔

ہنری سوم نے ناوار کے ہنری کو جائز جانشین کی حیثیت سے تسلیم کر لیا اور کارڈنیل کے دعاوی پر دوڑ پڑے، اس کے دعاوی کہہ کر خذہ زنی کر لے گا۔ اس نے تمام جمعیوں اور انجمنوں کو ممنوع قرار دیا، حتیٰ کہ میٹرز میں گیر کے ڈپوک کو گرفتار کرنے کی ناکام کوشش کی۔ لیکن ایک ایسے بادشاہ سے اتنے زبردست مسلک پر کار بند رہنے کی مشکل ہی سے توقع کی جاسکتی تھی۔ ایلیزبتھ آگریم ہنری کو سرزنش کر سکتی تھی کہ اس نے خود اپنی سلطنت کے اندر باغیوں کی اطاعت قبول کر لی، لیکن محذوش غیر جانبداری سے دست بردار نہ ہوئی۔ ناوار کا ہنری گو دہریت سے رضامند ہونے کا اعلان کرتا رہا، تاہم کیتھولک ہونے کا اعلان کرنے سے انکار کر دیا اور کینٹرمان جو اپنی بیٹی کلاڈ اور اس کے منور لارین کے ڈپوک کو جانشین بنانے کی متوقع تھی بادشاہ کو زبردست اتحاد و اشتراک کی مخالفت کے خطرے سے متنبہ کیا۔

ہنری سوم جمیعت کی اطاعت قبول کر لیتا ہے ۵ جولائی ۱۵۸۵ء  
اور سکسٹس ناوار کے ہنری کو مذہب سے خارج کر دیتا ہے ۴ ستمبر ۱۵۸۵ء

ہنری نے اپنی تباہی و بربادی کے لئے اپنی ماں کا منورہ سنا، اور اس کو اس امر کی اجازت دی کہ کافر نس نیمورس (۵ جولائی ۱۵۸۵ء) میں ارکان جمیعت کے مطالبات کو اس کی طرف سے منظور کر لے۔ فرامین رواداری منوع کر دیئے گئے، اور ہوگینٹ مذہب کے وہ لوگ جن کو اس سے اتفاق نہ ہو سکے نکل جائیں۔ سکسٹس نے جس کو انڈیشوں سے اب ایک حد تک نجات نصیب ہوئی تھی، ناوار کے ہنری کو خارج از مذہب کرنے کا فرمان جاری کیا۔

جمیعت کے آگے ہنری سوم تسلیم خم کرنے کی بدولت ناوار کا ہنری اور زیادہ مد مقابل ہو گیا، اور اس کو مزید تقویت حاصل ہو گئی۔ وہ جنگ عشاق ہی میں اپنی جنگی قابلیتوں کا اظہار کر چکا تھا اور ۱۵۸۱ء میں وہ "کلیساؤں کا محافظ" مقرر کیا گیا تھا۔ اب وہ ان سب کا نمائندہ بن گیا جن کے اندھا دھند جوش یا جن کے اغراض مفاد نے اپنی حب وطن کو تباہ نہیں کر دیا تھا۔ یہ پھر کرنا خالی از بسچی نہیں ہے کہ ان دونوں جماعتوں میں کس قدر مکمل تغیر واقع ہو گیا تھا۔ جائز جانشین کی مخالفت کرتے

## کیتھولک اور پروٹیسٹنٹ فرقوں کی تعمیر یافتہ حیثیت

جمہوری اصول کے پابند ہونے اور انہیوں سے اتحاد قائم کرنے کے جو الزامات ایک وقت پروٹیسٹنٹوں کے خلاف عاید کئے گئے تھے وہی اب کیتھولک

جماعت پر لگائے جاسکتے تھے۔ اور ادمع پروٹیسٹنٹ یہ دعویٰ کر سکتے تھے کہ وہ جواز و تہاتق اور قومی خود مختاری کے اصول پر برسر پیکار ہیں۔ لہذا ناوآر کو پولیٹیک اور سو مو نرائسی کے ہنری کانسٹیبل کی جانب سے تائید ملنے لگی۔ آخر انڈر زیادہ تر خاندان گیز کے شخصی رشک و حسد سے متاثر تھا۔ حتیٰ کہ پیرس کی پارلیمان نے بھی نسرمان کی عدم رواداری اور پاپائی و زمان کے خلاف مظاہرہ کیا۔ اگرچہ اس کے ارکان حسب سابق پراسٹنٹ فرقے کی عبادت کے مخالف تھے تاہم وہ آزادی ضمیر کے حامی تھے اور ہمیشہ کی طرح فرانس کے داخلی امور میں پاپائی مداخلت کے دعویٰ پر براہِ فرد خستگی کا اظہار کر لے گئے۔ اس طرح پروٹیسٹنٹ جماعت قابلِ حقارت نہیں تھی۔ ان کے موقف کا مرکز ناوار کے ہنری کے متقبضہ علاقوں یا اس کے تحفاتی علاقوں میں واقع تھا۔ یہ علاقے جو اسپینی سرحد سے ڈارڈو گئے تک اور غلیج بے سے لانگڈاک تک پھیلے ہوئے تھے، زیرین ناوار اور بیسین پر مشتمل تھے اور ان سب پر ہنری استخفاقا قابض تھا اور ان کے علاوہ شاہ فرانس کے سات جاگیرات بشرطِ مذات جنگی اس کے زیر تصرف تھے۔ نیز وہ کتنی گاؤں و نریجی تھا اور نارمنڈی اور برٹینی میں اس کے متبعین تھے اور لانگڈاک کانسٹیبل کے زیر حکومت تھا۔ برہنہم پروٹیسٹنٹوں کی حیثیت کافی ہمت شکن تھی۔ اگر ان کی جماعت اپنے ہی مذہب والوں میں جو ترقی و تعلق و تعلق میں اس سے اور اضافہ ہو جاتا، جو انہیں ہمیشہ کمزور بناتا رہا۔ کیتھولک فریق فرانس کے بہت بڑے حصے پر قابض تھا۔ نیدرستان میں پارما کے انکرنیڈ نے اینٹورپ حاصل کر لیا تھا (اگست ۱۵۸۵ء) اور سارا ملک فتح کر لینے کی دھمکی دے رہا تھا۔ اور اگر نیدرستان میں اس کا یہ دشوار کام تکمیل کو پہنچ جاتا تو یہ لوگ جمعیت اور غلبہ دوم کی متحدہ افواج کا کس طرح مقابلہ کر سکتے؟ اور اگر بہت سوں نے انحراف کیا یا راہِ گریز اختیار کی اور فکر و پریشانی سے ناوار کے ہنری کی ریش سفید ہو گئی تو یہی تعجب۔ قلب پہلے ہی سے انگلستان کی الزبتھ کو زبردستی اور

میری ملکہ اسکات لینڈ کو سخت انگلستان پر بٹھانے اور اپنے لفٹنٹ کمانڈر کے ڈپوک کے سخت فرانس کو اپنے ماتحت لانے کا خواب گراں دیکھ رہا تھا۔ لیکن خوش قسمتی سے شاہ سپین نے جب معمول تاخیر کی اور بجائے اسلحہ سے چارہ جوئی کرنے کے سیاسی چال بازی اور رشوت دہی سے اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کرنے کو ترجیح دی۔ ارکان مجلس بائبلکلیہ اُس کے موافق نہیں تھے اور خود ہنری سوم بار کھومت سے روز بروز بے تحمل ہونے لگا۔ فرانس کی نجات کو ان اسباب و علل اور ناوار کے ہنری کی ذاتی قابلیت پر محمول کرنا چاہئے۔

اس جنگ میں جو پھر چھڑ گئی تھی ہنری سوم کو توقع تھی کہ ہیوگیناٹوں کو عاجز کیا جائے گا۔ اور گیزوں کی حرص و آز کا سد باب کیا جائے گا۔ لہذا اس نے اپنے بے تکلف آٹھویں خانہ جنگی۔ نین ہنسٹوں کی دوست جاپوز کے ڈپوک کو اپنی فوج کا چوہو گیناٹوں جنگ ۱۵۸۵ء تا اپریل ۱۵۸۹ء کے خلاف روانہ ہونے والی تھی سپہ سالار

مقرر کیا، اور خود جرمن ”ریٹروں“ (Reuters)

کی فراہمیت کی جس کو ایلکلیپیاٹین کے سجائی کیا سمیر نے پراسٹسٹوں کی مدد کے لئے روانہ کیا تھا۔ بادشاہ کی بدقسمتی سے جاپوز کو دریائے آلپ کو ٹرازیں ناوار کے ہنری کے ہاتھوں شکست ہوئی اور وہ مارا گیا (۲۰ اکتوبر ۱۵۸۷ء) اور اگرچہ ریٹروں جنگ کو ٹرازی کو پسپا ہونے پر مجبور کیا گیا لیکن اُن کی پسپائی سے فائدہ اٹھانے ۲۰ اکتوبر ۱۵۸۷ء میں گیز کا سیاب ہوئے۔ پیرس کے سوداگری شور مچانے لگے۔

غلبہ اس موقع پر مضطرب تھا کہ اُس کے بحری بیڑے کی تجویز میں کسی قسم کی مداخلت نہ کی جائے۔ لہذا اس کے سفیر مندوڈا نے گیز کے ڈپوک کو مجبور کیا کہ بادشاہ سے مزید مطالبات کرے، اور ان مطالبات کی تکمیل میں بادشاہ کا پس و پیش کرنا ہی تھا کہ ڈپوک شاہی حکم کی خلاف ورزی کر کے پیرس میں داخل ہو گیا (۱۲ مئی)۔ بادشاہ نے اپنے اقتدار کو از سر نو برقرار کرنے کی کوشش میں بلدیہ کے محافظ دستہ اور سوئٹزر لینڈ والوں کے دستے کو حکم دیا کہ شہر کے انہم نقاط پر قبضہ کر لیں جس کا جواب اُسے عارضی مورچہ بندریوں سے دیا گیا، اور ہنری سوم یہ دیکھ کر کباب اپنے تخت کا



مالک نہیں رہا ہے، اشارت کو روانہ ہو گیا، اور پھر پیرس کو واپس آنا اس کی قسمت میں نہ تھا۔ فی الحال جمیعت کے آگے سر تسلیم خم کرنے پر مجبور ہو کر اسس کمزور بادشاہ ناکہ بندی ۱۲ اگست | نے اس کے بعد یہ کوشش کی کہ اسٹیٹ جنرل کے نائبین کی مدد سے جو ۱۶ ستمبر ۱۵۸۸ء میں بمقام بوا اسنفلد ہوا تھا، ارکان گیز کو شکست دے لیکن جمیعت نے اس موقع پر

اس قدر انتہا پسند خیالات اختیار کئے تھے کہ ناممکن ثابت ہوئی۔ لہذا بادشاہ نے ایک نامرد کا آخری حربہ استعمال کیا اور بوا کے قصر شاہی میں اس کے مالک گیز کے ہنری کے قتل کا حکم دیا۔ دوسرے روز ڈیوک کے بھائی گیز کے کارڈیل کو قتل کیا گیا اور پوربان کے کارڈیل کو اسیر بنا لیا گیا۔ دواخر کار میں اب بادشاہ ہوں گا ہنری کے ہنری کا قتل | ٹوٹنے والا تھا، کیونکہ ڈیوک کا قتل جمیعت کی کھلم کھلا شورش کا باعث ہوا۔ سو رہوں کے فیصلے کی تائید سے اس

نے اعلان کر دیا کہ تاج اتھالی ہے، اور جب دو پاریمان، نے اس کی مزاحمت کی تو اس کے زیادہ سرکش اور ضدی ارکان کو قید کر دیا گیا، مائیں کے ڈیوک کو جو مقتول ڈیوک کا سب سے بڑا بھائی تھا، سلطنت کا نفیٹ جنرل بنا دیا گیا، اور وہ چالیس ارکان کی ایک مجلس کی مدد سے پیرس پر حکومت کرنے لگا۔ یہ مجلس جمیعت کی لمحہ انجمنوں کے نائبین پر مشتمل تھی۔ اور مقامات میں بھی پیرس کی مثال کی تقلید کی گئی، اور جمیعت نے وسطی اور جنوبی فرانس کے اکثر بیشتر شہروں کو حاصل کر لیا۔ اس اثنائے گیمینی میں شاہی فوج کی ناکامی نے خود مختار انداز قائم رکھنے کے آخری امکان کو بھی برباد کر دیا، اور بادشاہ نے بالآخر وہی کیا جو وہ چار سال پیشتر بھی کر سکتا تھا، اور خود کو ناوار کے ہنری کے تفویض کر دیا۔ دونوں ہنریوں کے مابین ایک سال تک التوائے جنگ کا تقصیف ہوا، (۳۰ اپریل ۱۵۸۹ء) بادشاہ نے وعدہ کیا کہ ہوگیناٹوں کو کوئی تکلف دس سالہ التوائے جنگ | نہیں پہنچائے گا اور ناوار نے وعدہ کیا کہ وہ مائیں کے ۳۰ اپریل ۱۵۸۹ء ڈیوک کی مخالفت نہیں کرے گا۔ اس کے قلیل عرصے بعد ان دونوں بادشاہوں کی افواج نے پیرس پر پیش قدمی کی

اور معلوم ایسا ہوتا تھا کہ اس کا فیصلہ ہو جائے گا، لیکن عین اسی موقع پر ایک ڈومینکن کیتھرائٹ کا انتقال جیکس کلیمنٹ، سفیر جمعیت کے خیر انتظام نے گائیٹز کے ڈپوک کے خون کا بدلہ لیا (۳ جولائی) خاندان ڈاوا کے آخری نامدار ہنری سوم کی موت اس کی ماں کیتھرائٹ ڈی میڈیسی کے انتقال سے صرف چند ماہ پیشتر واقع ہوئی کیتھرائٹ کا انتقال ایسے وقت میں ہوا جبکہ بوربان کے کارڈنیل کے یہ الفاظ اس کے کان میں گونج رہے تھے، ”اگر تم ہمیں دھوکہ نہ دے تیں اور ہمیں ہیکا پھسلا کر یہاں (بوا) نہ لائیں تو دونوں کیسز بجائیوں کی اجل نہ آتی اور میں آزاد ہوتا“

(۴)

## ۶۔ ہنری چہارم اور جمعیت۔ جولائی ۱۵۸۹ء تا مئی ۱۵۹۸ء

ہنری سوم کے قتل کے بعد ناؤار کا ہنری فرانس کا جازبہ بادشاہ بن گیا لیکن سوال یہ تھا کہ کیا وہ اپنے دعویٰ میں کامیاب رہے گا۔ اگر وہ اس موقع پر خود کے روسن کیتھولک ہونے کا اعلان کرتا تو زیادہ قدامت پسند لوگوں کو فوراً اپنا طرفدار بنالیتا، کیونکہ جمعیت روز بروز نرا جی ہو چکی تھی کہ بوربان کا کارڈنیل جس کو اس نے شاہ چارلس دہم کی حیثیت سے تسلیم کر لیا تھا، اسپین کے ہاتھوں میں ایک کٹ پتلی بنا ہوا تھا، اور اسپینی اتحاد لفظ بہ لفظ بدنام ہوتا جا رہا تھا، لیکن اگر ہنری مذہب بدل دیتا تو ہیوگیناٹوں کی حمایت سے محروم ہو جاتا، اور اس کے علاوہ اس طریقے سے جمعیت کے زیادہ پر جوش ارکان بھی موافق نہ بنے۔ لہذا اس نے تبدیل مذہب سے انکار کر دیا۔ اس نے یہ شرط پیش کی کہ کیتھولک مذہب کو اختیار کر لے گا، اور ہیوگیناٹوں نے اس وقت تک جو مراعات حاصل کئے تھے، ان سے زیادہ نہیں دے گا، اور ایک قومی یا ایک عام مجلس کے ”ہدایات پر چلے گا“ اس طرز عمل میں اس کے سلاک نے رہبری کی تھی نہ کہ یقین نے؛ اور اس کے ”ہدایات کی تعمیل“ کے منظور نظر فقرے سے وہ کیا مراد لے گا اس کی جگہ کامیابی پر منحصر تھا۔

براہ راست پیرس پر حملہ آور ہونے کے قابل نہ پا کر ہنری نے غمزم کر لیا کہ

ہیکارڈی شیشپین اور نارمنڈی پر قبضہ کر کے کینونک پہلے تخت کو پیس سے جہان رسد فرام  
نویں اور آخری خانہ جنگی ہوتا تھا۔ لہذا لوٹا ویل کے ڈوک کو ہیکارڈی روانہ کیا گیا  
مارشل دو مون کو شیشپین اور خود ہنری نارمنڈی کی طرف

۱۵۸۹ء تا ۱۵۹۵ء

چل کھڑا ہوا اور ریٹپ کو مسخر کر لیا، جو نارمنڈی کی بندرگاہوں میں

سب سے زیادہ اہم تھا اور انگلستان سے نہایت قریب ہونے کی وجہ سے اس کی بڑی  
قدر و قیمت تھی۔ تاہم کے ڈوک نے اس کو نکال باہر کرنے کی کوشش کی لیکن آرک  
کی لڑائی (۲۲ ستمبر) میں اس کی توقعات پر پانی پھر گیا۔ دوسرے سال مارچ ۱۵۹۰ء

آرک کو پیس کی لڑائی میں ڈوک کے قریب آپوری کی اس سے زیادہ شاندار کامیابی نے  
اپنے حریف پر ہنری شاید دو درجہ جو انردانہ غلطی کا مرتکب ہوا

۵ ستمبر ۱۵۸۹ء آپوری

جو ہمیشہ ایک ہی لڑائی میں سلطنت کے مقدر کا فیصلہ کرنے والی  
ہوتی ہے کیونکہ اس لڑائی میں اس کی افواج کہیں ادنیٰ درجے کی

کی لڑائی۔ مارچ ۱۵۹۰ء

تھیں۔ لیکن کم از کم اس کی بے باکی جو انردی نے اپنے  
ہموطنوں سے خراج تحسین حاصل کیا۔ اگر وہ فوراً پیرس کی طرف پیش قدمی کرتا تو ممکن

تھا کہ اسے مسخر کر لیتا لیکن ہنری میں فتح سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت نہیں تھی،  
لہذا اس نے اس شہر کو فاقہ کشی کر کے مطیع کرنے کی زیادہ محتاط مسلک کو ترجیح

دی۔ اس نے کوربی لائی اور کیل کو مسخر کر لیا جو بالائی سین، مارن اور آڈن دیاؤں  
کی محافظت کرتے تھے، اور اواخر اگست تک فاقہ کشی سے پیرس کی خطرناک حالت

پیرس کا محاصرہ ہو گئی۔ دو سو اے مواعظ کے کوئی چیز ارزاں نہیں تھی۔ جیسا کہ  
سانیر میں ہوا تھا کئی بلیاں، کتے اور چھوٹے بڑے چوہے نہایت

اشتیاق کے ساتھ کھائے گئے اور کہا جاتا ہے کہ لعیوں نے تو بچوں کا گوشت تاک  
کھانے میں دریغ نہ کیا۔ اور لوگ صلح یاروٹی کے لئے بے تاب ہو گئے تھے، اور اس

حالت میں نیدرستان سے پارما کے (کنونیڈر کی آمد نے ہنری کو اپنے شکار سے محروم  
کر دیا اور وہ پسپا ہونے پر مجبور ہو گیا۔) (۱۰ ستمبر) ۱۵۹۲ء میں پارما دوبارہ فرانس

میں داخل ہوا اور وائن کو ہنری کے جنگل سے چھڑا لیا۔ دسمبر میں اس ایلوا العزم  
سپہ سالار کی موت نے بادشاہ کو فوری اندیشے سے مصکون کر دیا اور اب جمعیت

بار ما کے الکر بندر کا کو کوئی ایسا قلمیہ نہیں تھا جو میدان کارزار میں اس کا مقابلہ کر سکے۔ تاہم معلوم ایسا ہونا تھا کہ جنگ غیر معین طور پر طول کھینچ گئی۔ جمہیت کی جماعت لڑنے کا خطرہ لاحق ہو گیا۔ مائین اسپینی اثر و نفوذ سے بچیں ہو گیا تھا اور پیرس میں جمہیت کی بے اعتدالیوں سے روز بروز بیزار ہونا جاری تھا۔ یہاں تک کہ نومبر میں مرسولہ نے پارلیمنٹ کے صدر بریس کو اور دو اور جموں کو جھجوں لے ان کی مخالفت کی سختی قتل کرنے کی جات کی، اور خوف و ہراس کا دور دورہ ہو گیا۔ لہذا مائین شہر میں داخل ہوا ان سولہ میں سے چار کو مزائے موت دی اور اپنا اقتدار دوبارہ قائم کیا۔ لیکن چونکہ والیانہ جوش والے لوگ اس کو نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے اس لئے وہ اسپین کی مدد کے بغیر جنگ جاری رکھنے سے قاصر تھا۔ وہ اس مدد کے بغیر ہی لڑنا چاہتا تھا۔

ہنری بھی مقبولیت حاصل کر رہا تھا۔ اگرچہ اس کی عیاشی حقیقی اور پختہ یقین کا فقدان اس کی طرز آئینہ سر و مہری شاہ ناوارہ کو ایک ہیرو کی حیثیت دینے سے ہمیں قاصر رکھتی ہے تاہم اس کی عظیم الشان شجاعت، اس کی صاف ولی ولے رہائی، خوش خلقی اور حقیقی انسانیت نے اس کی شراب و جوت طبع کے ساتھ مل کر اس کو اپنے ہموطنوں میں ہر دلعزیز بنا دیا تھا۔ پھر بھی اس میں اپنے ملک کو بزدل شمشیر فتح کرنے کی قوت نہیں تھی۔ کینیٹو ملک لوگ ایک ملحد کے تخت و تاج پر شکوک ہوئے کو گوارا نہیں کر سکتے تھے۔ اعلان مانت سے (جولائی ۱۵۹۱ء) جس میں کینیٹو ملک مذہب کو مملکت کا مذہب تسلیم اعلان مانت کیا گیا تھا جبکہ وہ خود پراٹھٹ رہا مذہبی دشواریوں کے فیصلے کی کوشش جولائی ۱۵۹۱ء نے کسی جماعت کو خوشکس نہیں کیا۔ مارشل بارن اور دے اوکے سے بہت سے لوگ جن کو مالیات پر اقتدار تھا، جنگ متصل جاری رکھنے میں اپنا فائدہ پاتے تھے، کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قیام صلح واسن انہیں ان کے خدمات یا مواقع دولت اندوزی سے محروم کر دے۔

اسی اثنا میں تباہی و تاراجی فرانس کو انھیں دکھا رہی تھی۔ تجارت یک بحث معطل ہو گئی تھی۔ حتیٰ کہ زیادہ وطن پرست امر آخواہ کینیٹو ملک ہوں یا پراٹھٹ صلح سے مایوس ہو کر اپنی اپنی خود مختاری کی فکر کر رہے تھے اور فرانس کے دشمن اس کی کمزوری

سے فائدہ اٹھا رہے تھے۔ فلپ دوم کو اپنے نامزدہ شخص کو تخت فرانس پر بٹھانے اور بریٹنی حاصل کرنے کی توقع تھی۔ سیوا کے کا ڈیوک اس کی جنوب مشرقی سرحد میں ٹھس آنے کی کوشش کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ انگلستان کے الزبتھ امداد کے معاوضے میں کیلے یا کسی اور مقام کا مطالبہ کر رہی تھی، اگرچہ یہ امداد نہایت کمجوسی اور وقفے کے ساتھ دی گئی۔ لہذا فرانس کے تمام اعتدال پسند کیتھولک اشخاص کی جو فلپ کے ہاتھ نہ بک چکے تھے یہ دلی خواہش کہ ہنری «نماز ادا کرنے کو جائے گا» تعجب فیروزہ تھی۔ ۱۵۹۳ء کے موسم بہار میں سلسلہ جانشینی کے تصفیے کے لئے مجلس طبقات کی طلبی نے صورت حال کو تہاڑیہ مجلس طبقات

۶ جنوری ۱۵۹۳ء

فلپ دوم نے اپنے نامزدہ فیریا کے ڈیوک کو ہدایت دی کہ یہ تجویز پیش کرے کہ تاج انگلستان کے زیب سر کیا جائے (جو اپنی مان کی طرف سے سلسلہ انات خاندان و بلائے کی نمائندہ تھی) لیکن اگر ”سالک قانون“ کی بے احترامی نہیں کی جاسکتی تو وہ تجویز پیش کرے کہ آرج ڈیوک آرنسٹ، گورنر ہدیرستان و برادر شاہ روڈولف بادشاہ منتخب کیا جائے، ورنہ بصورت دیگر گیر کا کم عمر ڈیوک، جو انگلستان کو اپنی ملک بنائے۔ قوی قیاس یہی ہے کہ اگر فیریا کا ڈیوک تخت کے لئے کائیز کے ڈیوک کا نام فوراً پیش کرتا تو اس کو بادشاہ کی حیثیت سے قبول کر لیا جاتا، لیکن ہنری چہارم کی خوش قسمتیت سے اس نے پہلے پہل انگلستان کا مشورہ دیا اور اس طرح دو پارلیمان، اور دیگر ان سب کے غیظ و غضب کو مشتعل کر دیا جو ملک کے بنیادی قوانین کو قائم رکھنا چاہتے تھے اور بالکلہ اسپین کے ہاتھ فروخت نہیں ہو چکے تھے اس کا یقین کر کے کہ تاخیر حد درجہ خطرناک اور ہلک ہنری چہارم ”ہدایت حاصل“ ہے۔ ہنری نے اسٹیٹ جنرل کے ایک وفد کے شرائط کرتا ہے ۲۴ جولائی ۱۵۹۳ء کو قبول کر لیا جو اس کے ساتھ کا نفرنس منعقد کرنے کے لئے سوڈین روانہ کیا گیا تھا اور دو ماہ کے

اندر ہی اندر ”ہدایات حاصل کرنے کا وعدہ کیا اور ساتھ ہی ساتھ درپیکو فتح کر کے اس نے اپنی حیثیت کو تقویت پہنچائی۔ ۲۳ جولائی کو ہنری چہارم نے کیتھولک، اپاسٹک اور رومی کلیسا کو سچے مذہب کی حیثیت سے تسلیم کر لیا اور اطاعت کیشی کا وعدہ کیا۔

اسکے فردری کی ستائشوں میں تار میں کو چارٹرس کے بڑے کلیسا میں راج ملکہ کیا گیا، کیونکہ ریش جہاں یہ رسم ادا ہونی چاہئے تھی، ابھی تک جمیت کے ہاتھوں میں تھا۔

ہنری کے، تبدیل مذہب کے حق بجانب ہونے یا نہ ہونے کی نسبت بحث کرنے سے پیشتر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگرچہ کسی طرح اس کو بے ایمان نہیں کہا جاسکتا تاہم کیتھولک مذہب اور کالوینی مذہب کے اضافی محاسن کا اسے پختہ یقین نہ تھا اور وہ ایک ایسا آدمی تھا جس پر مذہبی شکاک کا اثر بہت کم ہوتا تھا۔ اور اس کے حق میں مذہبی سوال لازماً وہ تھا جس کا فیصلہ سیاسی ضرورت کی بنا پر عمل میں آسکے لیکن بعض لوگ یہ خیال کرنے کی طرف مائل ہوں گے کہ اگر ہنری کو ہیوگی ٹاٹ مذہب کی افضلیت پر یقین ہوتا بھی تو اس کا فرض تھا کہ انہیں خیالات کی مناسبت سے اپنے مسلک کی رہنمائی کرتا۔

کہا گیا ہے کہ جو شخص اس کی حیثیت میں ہوتا کیتھولک مذہب کو مملکت کے مذہب کی حیثیت سے تسلیم کرنے میں حق بجانب ہوتا، بشرطیکہ ان باتوں کے یقین کے لئے اس کے پاس خاطر خواہ وجوہ موجود ہوتے۔ اول یہ کہ اپنے ملک میں صلح دامن قائم رکھنے کی کوئی صورت باقی نہ رہی ہو۔ دوسرے یہ کہ سرکاری طور پر کیتھولک مذہب کو تسلیم کرتے ہوئے ہیوگیناٹوں کے لئے مکمل اور دیرپا رواداری حاصل کی جاسکے۔ پہلی وجہ کی نسبت یقین کرنا اس کے لئے دشوار نہیں تھا۔ اس نے فرانس کو بزور اسلحہ حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا نیز ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہیوگیناٹ آخر قوم کی ایک صغیر اقلیت کی نمائندگی کر رہے تھے۔ اور کیتھولک جماعت کی ایک کثیر تعداد ایک محمد بادشاہ پر ایک اسپینی بیوی کے ساتھ گیز کے ڈپوک کو ترجیح دیتی تھی۔ اور نہ یہ بادر کرنا آسان ہے کہ اگر ہنری خود کو فراموش کرنے اور اپنے نام پر قلم پھیرنے کے لئے رصائد متخافو جس نصف کو ہیوگیناٹ منظور کرتے وہ کچھل کو بیچ چلتا غائب دوسرے امر میں خیالات ہمیشہ مختلف رہتے۔ خطرہ یہ تھا کہ کیتھولک مذہب قبول کرتے ہوئے وہ فرانس میں کلیسا اور مملکت کے مابین قریبی تعلق کے خیال کو از سر نو

نازہ کر دے گا جس کی وجہ سے لوگ الحاد کو بدخواہی و بے ادبیت سمجھنے لگیں۔ ہم جانتے ہیں کہ فرمانِ نمانت باقی نہیں رہا لیکن آیا تبدیلِ مذہب ناگزیر تھا اور اگر تھا تو آیا ہنری کو پہلے ہی سے معلوم کرنا چاہئے تھا، کافی طور پر قابلِ اعتراض ہیں۔

اس طرح بالآخر نادر کے بادشاہ کو شاہِ فرانس کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا۔ اس کے تبدیلِ مذہب سے تمام کیتھولک اس کے حامی و طرفدار ہو گئے۔ بجز جمعیت کے انتہا درجہ سوداگی اور پرچوش ارکان کے اور ان کے جو یاتین کے ڈپوک اور مرکور کے ڈپوک کی طرح اپنے ذاتی اغراض پر تلے ہوئے تھے۔ اگرچہ ہنری نے خفیہ الامکان مخالفانہ

کارروائیوں سے احتراز کیا لیکن جن جن سے ابھی خطرہ لاحق تھا ان کی طرفداری خریدنے کے مسلک پر حسبِ عادت قدیم سختی کے ساتھ کاربند رہا۔ صوبجات کے گورنروں کو گورنری پر مستقل کیا گیا یا وظائف پر ملحوظہ کیا گیا۔ کمزور جے کے امرا کو سختی و عیدوں اور رسوم کی طبع دلائی گئی۔ شہروں کو غیر معمولی محاصل سے مستثنیٰ کرنے اور ان کے فیصلوں کے اندر ہونگیناٹوں کی عبادت ممنوع قرار دینے کا وعدہ کیا گیا۔ اس طریقِ عمل کی دانشمندی اور درحقیقت اس کی ضرورت متنازع فیہ رہی ہے اور یقیناً اس کے فیض

نتائج (امرا کی خود مختاری محض کی زیر پرستی، مالیات کی سخت قلت) بادشاہ کے بعد بھی عرصے تک باقی رہے۔ بریں ہم کم از کم اتنا اعتراف کرنا چاہئے کہ یہ مسلک کامیاب رہا۔ ۱۷ مارچ کو روٹن نے خود کو ہالے کر دیا اور اب ساری نارمنڈی ہنری کے قبضے

میں آگئی۔ چار دن کے بعد بریساک نے جو ابھی ابھی ہائیں کے ڈپوک کی جانب سے پیرس کا گورنر مقرر ہوا تھا ہنری کے شرائط کو منظور کر لیا پیرس کے محبٹر بیٹوں کو ملا لیا اور شہرِ پناہ ہنری روین حاصل کر لیا۔ اس کے دروازے کو ل دئے۔ خود ڈپوک روانہ ہو چکا تھا اور

۱۷ مارچ اور پیرس میں داخل ہوتا ہے۔ ۲۱ مارچ ۱۵۹۷ء

اسی ہی افواج کو زیادہ سربر آوردہ ارکانِ جمعیت میں سے کوئی ساکتی کے ساتھ تھلیہ شہر پر مجبور کیا گیا اور ہنری بالآخر اپنے پایہ تخت کا مالک بن گیا۔

جو کچھ میز رکھا ہے وہ میز کو دیا گیا ہے، ایک شخص

نے بادشاہ سے کہا۔ اس نے بریساک کی طرف دیکھنے ہوئے کہا "دیا گیا؟ نہیں بھاری قیمت پر فروخت کیا گیا ہے۔"

ہنری نے اپنی مشرقی سرحد حاصل کرنے کی فکر میں جس کو نیدرستان ہمیشہ دھکی دیر ہاتھا لاؤن کا محاصرہ کرنا جو ۲۸ اگست ۱۵۹۲ء کو مسخر ہو گیا۔ دو ہفتوں کے بعد امین اور بیکارڈی کے دیگر شہروں نے اسی کی تقلید کی۔ ۱۵۹۵ء کے سر میں ایک نہایت اہم واقعہ پیش آیا۔ ہنری لارین کے ڈپوک اور گائیز کے نو جوان ڈپوک کے ساتھ مفاہمت کر لے میں لارین کے ڈپوک اور گیز کا میاب ہو گیا۔ اول الذکر نے ڈپوک اور ورتون کے شہر حوالے کے ڈپوک کے ساتھ سمجھوتہ کر دیئے اور آخر الذکر نے پراؤنس کے معاوضے میں شیمپین کی گوزی حوالے کر دی، اور اس نے ہنری سوم

کے ایک گنس "اے پرن کو پراؤنس سے نکال کر" جس نے ہنری چہارم سے آملنے کے بعد اس کو نکھو دیا تھا بہت جلد اپنی وفاداری کا ثبوت دیا۔ اہم امر میں اب صرف مین کا ڈپوک مکرور کا ڈپوک۔ جو خاندان گائیز کے ارکان تھے، اور نیمورس کا ڈپوک اپنی بات پراؤسے پوٹے تھے۔ اول الذکر دونوں اپنے خاندان کی حرص و ہوس سے متنفر ہو گئے تھے اور متوقع تھے کہ اسپین کی مدد سے برگنڈی اور بریشی کی اپنی اپنی گوزیوں کو موروثی ریاستوں میں منتقل کر لے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ نیمورس کا ڈپوک سپوٹے کی تائید سے صفات لیانس کو دھکیا دیر ہاتھا۔ لہذا ہنری نے اسپین کے ساتھ کچھ عہدت گفت و شنید کے بعد جس میں ہنری نے اتفاق کے ساتھ شادی کرنے کے خیال کو پیش کیا تھا۔ اسپین کے خلاف کھلم کھلا جنگ کرنے کا غم مصمم کر لیا۔ اس نے کہا کہ درپردہ مخالفت جاری رکھنے سے تو علانیہ جنگ کرنا قابل ترجیح ہے۔ اس اجنبی کے خلاف قومی جوش کو مشتعل کیا جاسکتا ہے۔ وہ سب جنہوں نے مزاحمت جاری رکھی تھی اپنے ملک پر نمک حرامی کا الزام عائد کریں گے۔ الزامہ اور ولندیزیوں نے امداد کا وعدہ کیا۔ جنگ کے پیش خیمہ کے طور پر یسوعی فرستے کو ملک بدر

یسوعی فرقہ کا اخراج۔ دسمبر ۱۵۹۲ء  
اسپین کے خلاف اعلان جنگ  
۱۷ جنوری ۱۵۹۳ء

کہا گیا۔ ہنری دوم نے ان لوگوں کو فرانس میں داخل کیا تھا، اسوقت سے انہوں نے بہت سے دشمن پیدا کر لئے تھے۔ پاپائیوں کے اظہار میں ان کے حصے زیادہ غلو اور تاج کے اختیارات خصوصی پر ان کی نکتہ چینیوں پر معترض تھی اسقف ان کے اس دعوے پر براہِ ذمت تھے کہ وہ پادریوں کے اقتدار سے باہر تھے، قدیم تفرقے ان کی شہرت



کے درپے ہو گئے تھے اور جامعہ ان کی تعلیمی کامیابی پر ان کا مخالف ہو گیا تھا۔ اگرچہ یہ نظر نہیں آتا کہ بسوئی فرقے نے جمعیت کی تنظیم میں کوئی نمایاں حصہ لیا تھا، اور گو وہ درحقیقت اس وقت اسپین کی ہریانوں سے محروم تھا، جہاں اس نے مذہبی عدالت کے ظلم و تشدد کی مخالفت کی تھی، تاہم ان کو فلپ کے آلات کاربراری سمجھ کر مردود ٹھہرایا جا رہا تھا۔ ان کے شاگردوں میں سے ایک شخص نے ہنری چہارم کے قتل کی کوشش کی۔ اگرچہ یہ بغاوت اس جماعت کی سازش نہیں معلوم ہوتی تاہم صورت حالات کو ایک نازک نقطے تک پہنچا دیا۔ پارلیمنٹ نے ان پر ملک اور عیسائے کے قوانین کو توہین والا کرنے کی کوشش، بغاوت و شورش اور قتل و اغوا کا الزام عاید کیا اور انہیں سلطنت سے خارج کر دیا۔ (۲۹ دسمبر ۱۵۹۲ء)

اسپین کے خلاف اعلان جنگ ۱۶ جنوری ۱۵۹۵ء کو کیا گیا۔ نوجوان مارشل بیرن جس کے تفویض برگنڈی کی گورنری کی گئی تھی، مائین کو اس صوبہ سے نکال باہر کرنے میں مائین کا ڈیوک برگنڈی سے کامیاب ہوا۔ بادشاہ ایک اسپینی جمعیت کے خلاف جس کی سرکردگی کیا شائل کا کانسٹیبل ڈان فرنڈی نکال دیا جاتا ہے۔ دیا سیکور رہا تھا، گورنر کی مدد کے لئے روانہ ہوا

تو فرینڈن فرانس کے قریب تھا کہ اس پر اچانک حملہ کیا جاتا، لیکن اس نے اپنی بے ہمتی سے خود کو بچایا اور اسپینی سپہ سالار سپاہی ہو گیا، جس سے مائین بہت ناخوش ہو، ہنری اب فرینڈن کو نئے میں داخل ہوا، لیکن سولیس لوگوں نے جو اس ملک کی غیر جانبداری کے ضامن تھے اعتراض کیا۔ اور بادشاہ چونکہ ان سے دشمنی پیدا کرنا نہیں چاہتا تھا اس لئے واپس ہو گیا، حقیقت میں اس کی موجودگی اور مقامات میں درکار تھی لوگ ایل کا ڈیوک آرتوا میں کامیابی جنگ کے بعد اپریل کے مہینے میں انتقال کر گیا اور بویوں کے ڈیوک توہین کو ڈولنس کا محاصرہ اٹھانے کی کوشش میں فینش کے تحت اسپینیوں کے ہاتھوں شکست فاش نصیب ہوئی ۲۴ جولائی ۱۵۹۵ء) دولنس منہ ہو گیا اور فینش دولنس کو منہ کرنا ہے فینش نے اب کبرے کا محاصرہ کر لیا جو ۱۵۸۱ میں انجو کے ڈیوک کی مہم کے زمانے سے فرانسیسیوں کے ہاتھوں میں تھا (دیکھو صفحہ ۴۲۸) بادشاہ کبرے بویوں محاصرہ کر لیتا ہے

کو وقت پر پہنچا نہیں سکا۔ اور وہ اکتوبر میں حوالہ ہو گیا۔ اس لئے اس نے لائبرے کا محاصرہ کر لیا جو دریائے آواز پر ایک چھوٹا سا قلعہ تھا اور جس کو جمیعت نے اسپینوں کے حوالے کر دیا تھا، یہ محاصرہ تمام موسم خزاں میں جاری رہا۔ سیدان کارزار میں بادشاہ کو درختان کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ البتہ وہ سیاسی چال بازیوں میں زیادہ کامیاب رہا۔ ستمبر ۱۵۹۵ء میں کلینٹ، ہشتم نے اس کو معافی دینے پر رضا مندی ظاہر کی اور اگلے جنوری میں بائین کے ڈیوک نے بالآخر اس کے ساتھ صلح کر لی۔ اس نے جن شرائط کو بائین کے ڈیوک کی اطاعت کیشی قبول کیا وہ بہت سخت تھیں، اس کے قرضے جو بہت بڑے تھے ادا کر دیے گئے، وہ جزیرہ فرانس کا گورنر جنوری ۱۵۹۶ء

بنادیا گیا اور مقامات فہمات کی حیثیت سے نین

قلعہ حاصل کئے۔ اسپین نے بہت جلد بائین کی تقلید کی اور اس کو بھی اسی طرح سرفراز کیا گیا۔ سچ تو یہ ہے کہ ہنری اپنی رعایا کو وہ بغاوت سکھا رہا تھا جس کو اگر طوالت دی جاتی تو شاہی جہربانیوں کا وسیلہ بن جاتی۔

اب بجز مارکیر کے ڈیوک کے کوئی اہم امیر برسرِ پیکار نہ تھا، اور گیر کے نوجوان ڈیوک کی جانب سے ماہ جنوری میں مارسیلز کی فتح نے ہنری کی زبان سے یہ الفاظ نکالے۔ ”خدا کو حقیقت میں فرانس پر رحم آگیا تھا، پھر بھی صورت حالات زیادہ موافق مرام نظر نہ آتی تھی۔ مالی مشکلات نہایت سخت تھیں، ایلٹریتھ کا کافی امداد دینے کے لئے تیار نہیں تھی اور ولندیزی دے نہیں سکتے تھے۔ پروٹیسٹانٹ نہایت تکلیف دہ بن گئے تھے۔ ہنری چارم کی اس خواہش پر کہ اپنی بیوہ اور مکروہ عورت ویلوا کی مارگریٹ سے طلاق حاصل کر لی جائے تاکہ وہ اپنی محبوبہ گیمبرگی دے اسٹری سے شادی کر لے، ان کو رُمو اکیا گیا، اور ان کے لشکریات کا نصفیہ کرنے میں بادشاہ کی تاخیر کی بنا پر ان کے ساتھ سخت برا برتاؤ کیا گیا، لیکن مفسدہ پر دادرار کان جمیعت کی تمام خواہشیں پوری پوری نہیں، اور حتیٰ کہ اپنے حقوق منوانے کے لئے وہ اسلحہ تک کے استعمال کا چرچا کرنے لگے تھے۔

اپریل ۱۵۹۶ء میں میدرستان کے جدید گورنر کارڈنیل آرج ڈیوک البرٹ نے فرانس پر چڑھائی کی اور کچلے فتح کر کے ہنری کی فوج کی شہرت و نیک نامی پر سخت

آرٹھ ڈلوک البرٹ کیلے  
مسٹر کرتیا ہے۔ اپریل ۱۹۶۶ء

داغ لگایا۔ اگر ایلینز جمعہ اپنی امداد کے صلہ میں کیتے کے قبضے  
کا مطالبہ نہ کرتی اور موقع ہاتھ سے جانے تک جیٹس جیٹس  
اور تھوڈار میں نہ گزارتی تو یہ شہر بچا لیا جاسکتا۔ اگلے مہینے

میں ہنری نے لافری فح کر لیا اور اچ ڈیوک کو سرحد سے بھگا کر ایک ہڈ تک اس  
نقصان کی تلافی کی۔ لیکن کیتے اور دولفس کی متعینہ افواج اسپین کو زیر کرنے سے قطعاً  
قاصر رہے۔ اگر جنگ کو زور کے ساتھ جاری رکھنا تھا تو کم از کم رقم کی فراہمی ناگزیر تھی۔  
اور اس مقصد کی طرف بیرن ڈی روسنی (سٹے) نے جو حال ہی میں مالیات کا ناظم مقرر کیا  
گیا تھا، توجہ مبذول کی۔ جب یہ خدمات نکالے گئے اور سب سے زیادہ پولی نکالنے والے  
کے ہاتھ فروخت کئے گئے۔ متمول لوگوں سے جبراً و قہراً رقم حاصل کئے گئے۔ جن  
لوگوں نے سرکاری خزانے میں غلبہ تصرف کر کے اپنی جیبیں بھر لی تھیں انہیں اس  
سٹے کے مالیاتی ناجائز طور پر حاصل کردہ رقم کا ایک حصہ حوالے کرنے پر مجبور  
کیا گیا، اور آئندہ ان خرابیوں کے سد باب کی نسبت ایک  
ہڈ تک کوشش عمل میں لائی گئی۔ نمک کے محاصل میں اضافہ

کیا گیا، اور موسم خزاں میں عایدین کی ایک مجلس نے بادشاہ کو ”دینیکار“ یا  
فروخت شدنی اشیاء پر پانچ فیصد محاصل پیش کئے۔  
”ہام ہنری ایک ہاتھ سے جو کچھ حاصل کرتا تھا اپنی مہولی بے احتیاطی سے  
دوسرے ہاتھ سے خرچ کر دیتا تھا۔ اس طرح جو رقم حاصل کی گئی اس کا بیشتر حصہ بیرس میں

۱۔ سٹی جس وقت اپنے مخالف شاہ ہنری کے خزانے کو معور کرنے کے لئے کچھ کوشش کر رہا تھا  
فلپ نے ایک زیادہ مختصر طریقہ اختیار کرنے کی کوشش کی۔ ۲۰ نومبر ۱۵۱۷ء کو اس نے سرکاری طور پر ان تمام  
سفوفات و کمفولات کو منسوخ کر دیا جن کے دوسرے شاہی ملاقاتی کے محاصل کو اس رقم کے معاوضے میں  
رہن کر دیا گیا تھا جو اس کو پیشگی دی گئی تھی۔ اس نام منسوخ کئے گئے اس نے یہ عذر پیش کیا کہ عیسائیت  
کے لئے اس کی سامعی نے اسے مفلس بنا دیا تھا، اور قرضہ دہندگان اس سے فائدہ اٹھا کر دولت مند  
ہوتے جا رہے تھے لیکن اس فعل نے ایک عظیم خوف دہرا اس پر پیدا کر دیا۔ بڑے بڑے سوداگروں اور بینکروں  
نے ادنیٰ روک دی اور اسپین کی مالی نیک نامی کو اس قدر صدمہ پہنچا کہ ان سے آسانی کے ساتھ بچات نہیں لے سکتے تھے

پوٹو کیریہ ویمینس کو مسخر  
کر لیتا ہے۔ ۱۱ مارچ ۱۵۹۷ء

جنگ رلیوں میں لٹا یا گیا، جب کہ ایک ایک یہ خبر پہنچی کہ دولٹس  
کے گورنر پوٹو کیریہ نے دھوا داکر کے ویمینس کے اہم شہر پر  
قبضہ کر لیا ہے ۱۱ مارچ ۱۵۹۷ء۔ ”بس“ ہنری نے کہا،

”ہم شاہ فرانس کا کیل کیل چکے، اب پھر زوار کے بادشاہ بنے کا وقت آگیا ہے۔“  
بائرن کو روانہ کیا گیا کہ فوراً ویمینس کا محاصرہ کر لے۔ جون میں خود بادشاہ ایک لشکر لے کر  
روانہ ہوا جس میں مائٹرنسی، مائین اور پیریز بھی موجود تھے، جس سے ظاہر تھا کہ قدیم  
خاموشی تقریباً ختم ہو چکی تھیں۔ انگریزوں اور ولندیزیوں نے بھی پچھلے سال کے عہد نامہ  
اتحاد اگست ۱۵۹۷ء کے بموجب اداوی دے سے روانہ کئے۔ ۳ ستمبر کو پوٹو کیریہ  
کا انتقال ہو گیا۔ ۱۱ مارچ ڈیوک البرٹ، فلپ کے حالیہ عمل انکادی کے باعث قرض سامان  
رسد فراہم نہ کر سکنے کی وجہ سے ۱۲ ستمبر تک متعینہ فوجی دستے کی امداد کے لئے روانہ  
ہونے سے قاصر رہا۔ اس کے بعد وہ خود کو ایک بہتر فوج کے بالمقابل پا کر ”ایک  
علا کی طرح“ پسپا ہو گیا، اور آخر کار ۱۹ ستمبر ۱۵۹۷ء کو ویمینس واپس ملا۔ ہنری نے  
ایمینس کی واپسی اب اسپین کے ساتھ گفت و شنید کرنے کے لئے اپنی کامیابی  
۱۹ ستمبر ۱۵۹۷ء سے فائدہ اٹھانے کی ٹھکان لی۔ فلپ نے اس سے انکار نہیں  
کیا۔ مرض سے جاں بلب ہو کر، اور اس امر سے آگاہ ہوتے ہوئے

کہ زندگی کا آفتاب غروب ہونے کو ہے، اور یہ کہ اسپین جنگ کی شدید مشکلات کو  
زیادہ عرصے تک برداشت نہیں کر سکتا، اور اس کا کمزور بیٹا اس بات میں کامیاب  
نہ ہو سکے گا جس میں وہ خود ناکام رہا، اپنے ملک کو صلح و امن کی حالت میں چھوڑ جانے  
فلپ التوائے جنگ کے لئے متردد تھا۔ لہذا وہ التوائے جنگ اور آئندہ جنوری  
پر راضی ہو جاتا ہے۔ میں شرائط صلح کے قطعی تصفیے کے لئے وردان میں کانفرنس  
منعقد کرنے پر راضی ہو گیا۔ ہنری غم کر چکا تھا کہ خارجی مداخلت

کے بغیر برٹنی کے امور کا تصفیہ کرے، شمشیر کو بے نیام کیے بغیر وہ اس میں کامیاب  
رہا۔ اب جبکہ اسپین نے اپنی اداوی فوج واپس طلب کر لی تھی۔ اہل برٹنی نے کامیاب  
ڈیوک دی مرکور کی مداخلت سے مایوس ہو کر مرکور کے ڈیوک کا ساتھ چھوڑ دیا اور  
اطاعت ۲ مارچ ۱۵۹۷ء ڈیوک کو بمقام اینجرس اطاعت قبول کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ اس نے

برٹینی کی گورنری والے کر دی اور اپنی بیٹی کی بادشاہ کی محبوبہ گیریلی دے استرے کے ناجائز بیٹے سیزر سے شادی کر دی اور اس کے سوا دھن میں وظیفہ حاصل کیا۔ اس طرح آخر کار تمام مدافعت و مراحمیت کا خاتمہ ہو گیا اور فرانس پھر ایک دفعہ متحد و متفق ہو گیا۔

بادشاہ کو اب ہیوگیناٹوں کے شکایات کی طرف متوجہ ہونے کا موقع ملا پیرس میں داخل ہوتے ہی اس نے فرمانِ استعفاء اور معاہداتِ برجر اک و فلیکس میں اضافہ کر دہ ترسبات کے ساتھ دوبارہ شائع کیا۔ چونکہ وہ اب ان کا محافظ نہیں رہ سکتا تھا اور نہ کسی اور کو یہ حیثیت بخشا جاسکتا تھا اس لئے ہیوگیناٹوں کو اجازت دے رکھی تھی

**فرمانِ نانت** کہ وہ مدافعت کے لئے ایک جاگیرِ نظام میں اپنی تنظیم عمل

۵ اراپرل ۱۵۹۸ء میں لائیں، اور اس طرح دس صوبہ جات قائم کئے گئے تھے، ہر ایک صوبے میں ایک منتخب اسمبلی اور دس ارکان کی ایک

مجلس عمومی تھی اور ان ارکان کا انتخاب اسمبلیوں کی جانب سے عمل میں آتا تھا لیکن ہیوگیناٹ مطمئن نہ تھے وہ شکایتیں کرتے تھے کہ یہ مراعات ان کے لئے کافی تھیں اور یہ کہ اکثر و بیشتر ان کی بے احترامی کی جاتی تھی۔ جمیعت کے جوار کاں خواہ وہ امیر ہوں یا شہر اس کی اطاعت قبول کر لینے کئے۔ انھیں اجازت دے دی جاتی تھی کہ اپنے حدود کے اندر ریٹسٹ مذہب کے رسوم کو ممنوع قرار دیا جائے، اور ہیوگیناٹوں کو کیا ضمانت تھی کہ ایک ایسا شخص جو اس قدر آسانی کے ساتھ اپنا مذہب بدلے، دوسروں کی حفاظت کرے گا؟ لہذا ان کا مطالبہ تھا کہ اس وقت تک جو مراعات انھیں عطا کی گئی ہیں ان کی زیادہ باقاعدہ طور پر توثیق کی جائے، فرانس کی تمام دو پارلیمنٹوں میں ”چیپرس می پارلیز“ کے نظام کی توسیع کی جائے اور تمام خدمات پر ان کو مقرر کیا جائے۔ بادشاہ سخت بے اطمینانی کے باوجود بعض وقت کھلم کھلا جنگ کی صورت اختیار کرنے کا خطرہ پیدا کر دیتی تھی، اس وقت تک ان کے مطالبات کی تکمیل سے انکار کرتا رہا، کہتے تھے لوگوں کے آپس میں سمجھوتہ کر لینے تک یہ مسلک محض رہتا اور یقیناً ناکام ہی ہوتا، کیونکہ ہنری میں اپنے مواعید کی تکمیل کی کافی قوت نہیں تھی۔ لیکن اب جبکہ وہ حقیقی سعادوں میں فرانس کا مالک بن گیا تھا، اس کے پاس کوئی بہانہ تھا اور نہ اس کا ارادہ مزید تاخیر کا تھا۔ درحقیقت کچھ عرصے سے گفت و شنید جاری تھی جو بالآخر فرمانِ نانت

کا موجب ہوئی اور جس کی اشاعت ۱۵ اپریل ۱۵۹۸ء کو عمل میں آئی۔ اس مشہور فرمان کے فقرات عہد نامہ برج اک بابت ۱۵۹۹ء کے فقرات سے بہت ملتے جلتے تھے، ہوگیناٹوں کو اجازت دی گئی کہ ان تمام شہروں میں نماز ادا کی جائے جن کو عہد نامہ میں مختص کیا گیا تھا، ایچاں جہاں وہ ۱۵۹۶ء یا ۱۵۹۷ء میں ادا کرتے تھے، علاوہ ان میں علائقہ کے ایک شہر میں اور پروٹسٹنٹ امرا کے جاگیرات میں بھی اجازت دی گئی۔ ان انبیازی شہروں میں انھیں کلیات و مدارس قائم کرنے اور کتابیں طبع کرنے کی بھی اجازت ملی لیکن ۱۶۰۶ء تک حسب سابق پیرس اور اس کے اطراف چھ فرسنگ کا علاقہ بطور خاص مستثنیٰ قرار دیا گیا اور بادشاہ نے ان کی تائید کے لئے سالانہ ایک معین رقم دیتے رہنے کا وعدہ کیا، مگر اسی شرط پر کہ پروٹسٹنٹ اپنی جانب سے آمدنی کا دسواں حصہ ادا کریں۔ جن مفدمات میں ہوگیناٹوں کا تعلق ہوا ان کی تحقیقات عمل میں لانے کے لئے پیرس، روان، اورینٹس کی پارلیاؤں میں مخصوص دو چیمبرس ڈی لے ایڈٹ "Chambres de l'Edit" قائم کئے جائیں جن میں کا ایک جج پروٹسٹنٹ ہو، اور جنوب میں کیا سٹرس، یورڈو اور گیپ کے تین چیمبرس می پارٹیز "Chambres mi Parties Diet" کو بھی یہی اختیارات حاصل رہیں سب سے آخر میں یہ کہ ہوگیناٹوں کو محاسن انتظام امور کلیسا کے انعقاد و تمام کلیات اور مدارس میں داخلے کی اجازت دی گئی، تمام دفاتر کے دروازے ان کے لئے کھول دیے گئے اور انھیں اپنے مذہب کی وجہ سے کسی طرح کی بھی تکلیف باقی نہیں رہی ان کو ان آٹھ شہروں کا قبضہ دے دیا گیا جن پر وہ آٹھ سال سے قابض چلے آئے تھے، لیکن شرط یہ تھی کہ وہاں کیتھولک لوگوں کو نماز کی اجازت دی جائے۔ اس امر کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ ہوگیناٹ فرانس کی آبادی کے باہوں حصے سے زیادہ نہ تھے، یہ شرائط ان کے توقعات کے موافق تھے اور غالباً فرانس کی موجودہ حالت میں اتنی ہی توقع کی جاسکتی تھی۔

لیکن جس اصول پر اس فرمان کو بنایا گیا تھی وہ سراسر غلط تھا۔ اس کو بشکل ایک عام رد و اداری کا فرمان کہا جاسکتا ہے، کیونکہ بجز کاپوینی مذہب کے اور کسی مذہب کو اجازت نہیں دی گئی تھی۔ مزید براں انفرادی امرا کو اور خاص شہروں میں جماعتوں کو عبادت کے اختیازی حق کی رعایت، ہوگیناٹوں کی خود مختاری اور علیحدگی پر اور زور دینا، جاگیریت اور دفاتی جمہوریت کے انتشاری رجحانات کو مستفل کر دینا مقصود تھا، جن میں مذہبی

جنگوں نے شدت پیدا کر دی تھی اور جن سے فرانس کو ابھی دو چار مہنا باقی تھا۔ جس وقت تک کوئی بادشاہ تخت پر نہیں اور اس فرمان کے نفاذ پر رضامند رہا اس وقت تک تو مفاہمت اطہیان بخش طور پر قائم رہی، لیکن اس کے بعد فرمان کے دوا می نفاذ کا امکان روز بروز گھٹتا گیا۔ ہونگنٹاٹ کچھ تو مدافعت ذاتی کی غرض سے اور کچھ ان سیاسی غرض و مقاصد کے پیش نظر جن کی آبیاری اس فرمان نے کی تھی، ان شہروں کو جو انھیں عطا کئے گئے تھے، ایک نیم خود مختار وفاقہ کی صورت میں منظم کرنے کی کوشش کر رہے تھے، اور جب ان کو روکنے کے لئے ریشلے نے پتھیل فرمان کے طور پر ان ضمانتوں سے محروم کر دیا تو وہ بوئی چار دہم کے ظلم و ستم اور تعصب کے آگے بے پناہ رہ گئے ہنری جس زمانے میں فرانس سے مخالفت کے آخری آثار کو دور کر رہا تھا، اسپین کے ساتھ بھی گفت و شنید جاری تھی، اور ۱۲ مئی کو صلح وروان پر دستخط ہو گئے۔ اسپین نے گزشتہ جنگ کے دوران میں فرانس میں جو فتوحات حاصل کی تھیں صلح وروان ان تمام کا باستثناء کبڑے تخلیہ کر دیا گیا، اور ہنری نے ۱۲ مئی ۱۵۹۸ء صلح تارولے واپس کر دیا۔ سیوائے کے ڈیوک نے بھی اسی موقع پر مصالحت کر لی اور برسی جوالے کر دیا کیونکہ پروانس میں صرف یہی ایک مقام اس کے قبضے میں تھا، اور سیلوکسس کی نوابی کا جس کو اس نے ۱۵۹۸ء میں مسخر کر لیا تھا، سلڈوپ کی ٹانگی میں پیش کیا گیا۔ صلح میں نہ تو ولندیزیوں کو شریک کیا گیا نہ انگریزوں کو۔ ولندیزیوں نے ایسے عہد نامہ میں شریک ہونے سے انکار کر دیا جو ان کی خود مختاری تسلیم نہ کرے، اور ایلیزبتھ فرانس اور اسپین میں تسلسل جنگ سے ناخوش نہ تھی۔ بلکہ اس نے اس گفت و شنید سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی اور فلپ کو یہاں تک مشورہ دیا کہ وہ برسی اور فلشنگ کے معاوضے میں، جن پر وہ اب تک قابض تھی، کیلے کا انگلستان سے الحاق کر دے۔ لہذا ہنری نے اپنے متحدین کے لئے

۱۔ سالوزو واقع پیڈمانٹ کی مار کوئیسی عہد نامہ کیتو کبریسس کی رو سے فرانس سے ملحق کی گئی (دیکھو صفحہ ۳۱۶) ہنری چہارم نے برسی، یوگے، اور گلکس کے معاوضے میں ڈیوک آف سیوائے سے حاصل کر لیا۔

بس یہ حقوق حاصل کرنے پر اکتفا کی کہ چھ مہینے کے اندر ہی اندر وہ بھی اس عہد نامے کے فریق بن جائیں۔

## خاتمہ

(۱۵۹۸ء)

عہد نامہ دروآن نے یورپ کے سیاسی جغرافیہ میں بدقت ہی کوئی تغیر پیدا کیا۔ اس کی اہمیت تو ان تبدیل شدہ حالات میں پائی جاتی ہے، جو اس کے ساتھ ساتھ یا اس کے بعد پیش آئے۔ اس عہد نامے پر دستخط ہونے کے چند ماہ بعد فلپ دوم نے بہتر سال کی عمر میں اسکوئیل میں (جو اس کے عہد کی سب سے بڑی یادگار ہے اور لیکن قصر فلفاہ اور مزار کا ایک مشترک نمونہ ہے انتقال کیا (۱۲ ستمبر ۱۵۹۸ء)۔ اگر فلپ زیادہ دانشمند ہوتا تو وہ ہندوستان کی اطاعت کو برقرار رکھتا اور اس کی نوآبادیات اور صلح دروآن کے موقع صنعت و حرفت سے فائدہ اٹھاتا۔ وہ اپنے ملک کے بریورپ کی حالت

اسلحہ استعمال کر سکتا، اور خود کو بحر روم کا مالک اور اسپین کو متحد و متمول بنا دیتا۔ لیکن زیادہ عظیم الشان تجاویز پر مصر رہنے کی وجہ سے وہ تباہی کے ساتھ ناکام رہا۔ کیمونک رد عمل کی رہنمائی، اور اسپین کی افضلیت کے اساس پر وحدت کلیسا کے دوبارہ قیام اسپین کا زوال کی کوشش برباد ہو گئی۔ آرٹھ کی شکست نے انگلستان کو اسپین اور رومادوں سے بچا لیا۔ صوبہ جات متحدہ نے اپنی مذہبی آزادی

حاصل کر لی تھی۔ اسی اثنا میں اسپین وسیع جدوجہد کے مسلسل مصارف سے خالی اور اندرون ملک آفت خیز سلک کے قیام و تسلسل سے (دیکھو صفحہ ۳۳۸) نہایت سرعت کے ساتھ زوال پذیر تھا۔ فلپ کی موت کے بعد اس ملک کی شاہی نسل بہت جلد بگڑ گئی،



اور کھیتی آبادی، صنعت و حرفت کے تعلق اور وسائل و ذرائع کی قلت کے باعث اس کو کنارہ کشی اختیار کرنے اور فوقیت کی کشمکش کو دوسروں کے حوالے کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔

ناہم کیتھولک روح جس کی روح رواں فلیٹ تھا، کامیاب ہوں سے معذور تھا۔

اگر انگلستان، متحدہ ہندوستان اور سلطنت ہائے اسکیٹینیویا قطعی طور پر روایات سے علیحدہ ہو گئے تھے تو اسپین اور اٹلی میں پروٹسٹنٹ مذہب کا کامل طور پر قلع قمع کیا گیا۔

اور ۱۵۸۶ء میں سمسٹنٹ نے پولینڈ میں کیتھولک مذہب سے ہر قائم کا میابان کر دیا۔ فرانس میں اگر ہیوگیناٹوں نے رواداری حاصل کی بھی تو وہ بقا پذیر نہ تھی، اور کیتھولک مذہب نہ صرف بادشاہ کو مسخر کرنے میں کامیاب ہوا بلکہ دوبارہ اس کو مملکت کے مذہب کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا۔

جرمنی میں بھی وسط صدی سے پروٹسٹنٹ مذہب کی ترقی ترک تھی یہودی فرقے نے اس وقت تک نہ صرف عوام میں تبلیغی اور تعلیمی کام کی بدولت، بلکہ دوسرے مسلک پر بھی اپنا اثر مرتب کر دیا تھا۔ ہوری یا میں البرٹ سوم (۱۵۵۲-۱۵۶۹ء) نے پروٹسٹنٹوں کو نکال باہر کر دیا اور اپنی نوابی کو کیتھولک مذہب سے وابستہ کر دیا۔

۱۵۶۶ء میں روڈالف دوم، آسٹریا کے اہم ترین علاقوں میں اپنے باپ میکسیملین کا جانشین ہوا، اور شہنشاہ منتخب کیا گیا میکسیملین کو تھو کے مذہب کی جانب نیم مائل تھا۔ روڈالف جس نے اپنی ماں کے زیر اثر جو چارلس پنجم کی بیٹی تھی، اور مابعد دوبارہ اسپین میں تعلیم پائی تھی کیتھولک تھا۔ اس نے واسٹا اسے پروٹسٹنٹ مبلغین کو طرف کر دیا اور سلطنت میں کیتھولک مذہب کی تائید کی۔ لوستھری اور کاپونی مذاہب کے مابین، جن کی سرکردگی علی الترتیب سیکسنی اور ہلاٹینڈ کے ایلکٹرس کر رہے تھے، روغنا شدہ اختلافات بھی کیتھولک مذہب کے موافق تھے۔ ان حالات کے تحت صلح آگسبرگ کے تنازع فیہ فقرات پر جمع گلوں کا پیدا ہونا ناگزیر تھا (دیکھو صفحہ ۵۲۲، ۵۲۳)۔

۱۵۔ اس کے بجائے فریڈ اور چارلس نے ٹائیرل اور اسٹامیریا حاصل کیا وڈٹنڈوم کے تحت یہ پھر آسٹریا سے خاص سے ملحق کر دئے گئے اور اسٹروی مقبوضات بمقابل کشم قرار دے کر حسب اعلان کیا گیا (۱۶۲۱ء)

کیتھولک ذوق مجلس (Diet) میں ماگڈیبرگ کے اسقف کی نشست کی حقیقت پر مقررہ تھا اور ۱۵۸۱ء میں گہوارہ کھس کو کولون انگریزی علاقے سے بھگادیا گیا تھا کیونکہ ان دونوں اعلیٰ پادروں نے پروٹسٹنٹ مذہب اختیار کر لیا تھا۔ ان دونوں مذہب کے متبعین کے مابین تعلقات روز بروز کشیدہ ہوتے گئے۔ سبھی سالہ جنگ دور سے انھیں دکھائی تھی، اور یہ ایک ایسی جنگ تھی جس میں پروٹسٹنٹ مذہب کو کامیابی حاصل کرنا تھا لیکن زاید از یک صدی کے لئے جرمن جرنی کی غیر منظم قومیت وحدت، اور تقریباً ساری جرمن خود مختاری کھو چکے، نیز قومی خوشحالی اور ذہنی ترقی کو بے دست و پا بنا دینے کے بعد۔

یہ سچ ہے کہ فرانس اپنی چھتیس سالہ خانہ جنگیوں کی بدولت سخت مشکلات میں مبتلا ہو گیا، تجارت اور صنعت و حرفت تباہ ہو گئی، اور ان کی مالیات پر سخت مشکلات پڑیں۔ حالات فرانس میں مجلس بلقعات اور ایمان اور حیات و سنزوری کے نمایندے استعمال

کھو چکے تھے، اول الذکر اپنے کسی وقت کے انتہا پسند خیالات کی وجہ سے، اور دونوں جمعیتوں کی ماتحتی اختیار کرنے کی وجہ سے، بے اعتماد ہو چکے تھے۔ خانہ جنگیوں کے دوران میں اور ہنری چہارم کی جانب سے ان کی مخالفت مول لینے کے نظام کی بدولت، امرائے اقتدار اور ان کی ذاتی اہمیت میں اضافہ ہو گیا تھا۔ کابینہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ وفاقی جمہوریت کی خواہش بھی ترقی پذیر تھی۔ یہ تمام امور خانہ جنگیوں کے نتائج تھے۔ تاہم ان سب خانگی نفاق و شقاق اور منافرتوں سے فائدہ پہنچا تو شاہی اقتدار و اعزاز کو۔ وہ ہنری ہی تھا جس نے بالآخر اپنے ملک کو امن و امان بخشا۔ تجدید اختیارات اور اپنی رعایا کو احسان مند بنایا۔ وہی تھا جس کو ان خوابوں سے جن میں حیات زمینی کے اعضا مبتلا تھے، اور اپنی رعایا کے نفاق و شقاق سے زیادہ فائدہ پہنچا۔ اُمراء واقعی خطرناک تھے، لیکن

ہنری چہارم ان کی سازشوں کو شکست دینے میں کامیاب رہا۔ اس کے لائق وزیر رسل نے اگرچہ وہ متکبر اور خود پس تھا، مالیات کی تنظیم جدید کی اور رواج یافتہ زبردستی اور

خراپوں کے اسناد میں بھی کچھ کامیابی حاصل کی۔ ملک کی عموماً کرنے والی حیرت ناک طاقتیں اُس کی مدد کے لئے آگے بڑھیں۔ اور فرانس نے اپنے اولوالعزم بادشاہ کی دانشمندانہ لیکن کسی قدر خود غرضانہ حکومت میں اقوام یورپ میں اعلیٰ مرتبہ حاصل کر لیا اگر ہنری زیادہ دن زندہ رہتا یا ایک قابل بیٹا اس کا جانشین ہوتا تو غالباً سی سالہ جنگ نہ ہوتی یا جلد ختم ہو جاتی۔ لیکن شفا کا خاندان پیسبرگ ملیا میٹ ہو جاتا، اور فرانس یورپ میں ایک خطرناک تفوق حاصل کر لیتا۔ ۱۶۱۵ء میں ہنری چہارم کے قتل نے اس کو صورت پذیر ہونے نہ دیا۔ فرانس اُس کی موت کے بعد ایک کمزور اقلیت اور ایک آفت رسیدہ ریجنسی کا شکار بن گیا، اور یورپ کو کوئی چہار دہم کے عہد حکومت ناک فرانسیسی تفوق و اقتدار سے خائف ہونے کی ضرورت پیش نہ آئی۔

تَمَّتْ



# تعلیق طبع ہفتم

اس طبع میں میں نے چند اصلاحیں کی ہیں اور جو اصلاحیں اہل کتاب میں نہیں ہو سکتی تھیں انہیں ضمیمہ چہارم میں رکھا ہے۔

## فہرست نقشہ جات

- |              |                               |
|--------------|-------------------------------|
| مقابل صفحہ ۴ | (۱) اسپین (۱۴۹۲ء تا ۱۵۹۸ء)    |
| ۱۵۷ " "      | (۲) عہد یہ سوئزرستان          |
| ۳۷۹ " "      | (۳) شیبستان (نیدرلینڈ)        |
| ۳۵ " (ضمیمہ) | (۴) پرتگالی و اسپینی انکشافات |
|              | (۱۵) فرانس (۱۴۹۲ء تا ۱۵۹۸ء)   |
|              | (۱۶) جرمانہ (۱۵۴۷ء)           |
| خاتمہ کتاب   | (۱۷) اطالیہ (۱۴۹۲ء تا ۱۵۵۹ء)  |



## دیس پاچہ



اس سلسلہ کتب کے مدیر (ایڈیٹور) نے طوالت کے متعلق مجھ پر جو قیود عائد کیے ہیں ان سے میں مجبور ہوا کہ ذیل کے دو تقیبات میں سے کسی ایک کو اختیار کروں۔ یا تو مجھے کسی پر قناعت کرنا پڑے تاکہ یورپ کے اس دور کی مکمل تاریخ کا ایک نہایت ہی سرسری خاکہ پیش دوں یا کسی اصول انتخاب پر عمل کروں۔

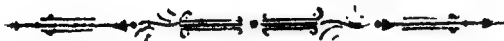
مسٹر لاج نے اپنی ”تاریخ جدید یورپ“ میں جس کام کو عمدگی کے ساتھ انجام دیا ہے اسی کا اعادہ نامناسب سمجھ کر میں نے دوسرے تقیبات کو اختیار کیا ہے اور اپنے موضوع کو صرف مغربی یورپ کی زیادہ عظیم نشان دول تک محدود رکھا۔

اس قسم کا انتخاب چنداں نامناسب نہیں ہے، کیونکہ انھی دول کے مسئلہ ہونے کی کشمکش ہے جو تمام دوسرے مسائل کے تحت ہے، جو ہر تحریک پر (حتیٰ کہ مذہبی تحریکات تک) بھی اثر انداز ہوتی اور تاریخ عالم کے اس ذوی الجہات اور پیچیدہ دور میں یکسانی پیدا کر دیتی ہے۔

لہذا یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے اس میں انگلستان اور شمالی و مشرقی یورپ کے امور کا حوالہ نہ پائیں گے، بجز اس حد تک کے جہاں کہ ان کا خارجی مسلک اس عظیم پیکار پر اثر انداز ہوتا ہے۔

مسٹر آرمسٹرانگ نامی کتاب تاریخ انہین کے امور میں امداد دینے کے باعث اور مسٹر فلچر، چھاپے کی تصحیح کی اور اپنی مشفقانہ تنقید کے سبب سے میرے بہترین شکریتے کے مستحق ہیں۔

آکسفورڈ۔ مئی ۱۸۹۷ء



# دیباچہ طبع چہارم

میں اپنے ناقدین اور خصوصاً مسٹر آر مسٹر انگ اور مسٹر فادنگ دام کا متعدد دکاؤں اور مشوروں کے معاوضہ میں دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آکسفورڈ۔ جنوری ۱۹۰۳ء





# ضمیمہ اول



## پندرھویں اور سوٹھویں صدیوں میں فرانسیسی دستو



مقابلہ کیجئے۔

گاسکے، فرانس کے سیاسی و معاشری ادارات (Institutions Politiques et Sociales de la France)

شیرولکل، ادارات فرانس کا تاریخی لفظ (Dictionnaire Historique des Institutions de la France)

۱۔ مرکزی نظم و نسق: مجلس شاہی یا مجلس مملکت۔ ملک کی اعلیٰ عالمیہ مجلس۔ مجلس اعلیٰ ذریعہ سے وضع قوانین کے اختیارات، نیز عدالتی اختیارات، عمل میں لاتی تھی۔

(۱)۔ بعض اوقات ذی اقتدار عدالتوں کے آخری طرفت کی سماعت کرتی تھی۔

(۲)۔ مفاد عامہ کے مقدمات و دوسری عدالتوں سے اپنے وہاں طلب کر لیتی تھی۔

(۳)۔ سرکاری عہدہ داروں کے خلاف شکایات کی سماعت کرتی تھی۔ یہ عدالتی اختیارات

بعد میں ادارات ذیل کو سیر و کئے گئے۔  
**الف) مجلس اعلیٰ** | اس کی تنظیم مختتم طور پر ۱۶۹۶ء میں اس غرض سے ہوئی کہ دوسری  
 ذی اقتدار عدالتوں کے متنازعہ فیہ حدود اختیارات کے جو مسائل  
 پیدا ہوں ان کا تصفیہ کرے مگر اسے زیادہ اہمیت کبھی نہیں حاصل ہوئی۔ اس کی ترکیب  
 سپہ سالار چانسلر، شہزادگان اور عہدہ داران مملکت سے ہوتی تھی۔  
**ب) مجلس خاص** | یہ مجلس مذکورہ کی ایک عدالتی ذیلی مجلس تھی جو سترھویں صدی  
 میں قائم ہوئی۔  
**یافریقوں کی مجلس** | مجلس شاہی کے تحت محروں (امراء) عرض کا ایک گروہ مختلف  
 محکمہ جاتی مجلسوں کا کام کرتا تھا مثلاً محکمہ جنگ، محکمہ مال۔

## ۲۔ عدالتہائے مرکزی

**الف) سپریم کی پارلیمنٹ** | ملک کی مرکزی عدالت ہے جو تمام ماتحت عدالتوں سے مرافعات  
 کے سنانے میں مجلس اعلیٰ کی شریک ہے۔  
 یہ عدالت

۱) احکام نظر بندی یا احکام امتناعی بھی جاری کرتی تھی (۲) تمام  
 شاہی احکام، معاہدات صلح اور دوسرے سرکاری دفتروں کی  
 رجسٹری کرتی تھی اور لوئی یازدہم کے عہد سے رجسٹری نہ کرنے کے حق  
 کی بھی دعویٰ کرتی تھی یہ حق بتدریج حق امتناع تک پہنچ گیا لیکن بادشاہ  
 اس کے حق امتناع کو اس طرح مغلوب کر دے سکتا تھا کہ ایک  
 جلسہ عدالت منعقد کرے یعنی پارلیمنٹ کو امراء فرانس اور  
 عہدہ داران مملکت کے سامنے باقاعدہ جمعیت میں طلب کرے  
 اور اسے رجسٹری کا حکم دے۔

اس کے ارکان مادام الحیات عہدہ دار ہوتے تھے اور لوئی یازدہم کے

عہد سے ایسا ہوا کہ وہ اس وقت تک ناقابلِ علیحدگی ہوتے جب تک کہ وہ کسی تعزیری جرم میں منزایاب نہ ہوں۔ چونکہ رکنیت عام طور پر بادشاہ سے خرید لی جاتی تھی اس لئے وہ قابلِ فروخت ہو گئی اور ہنری چہارم کے عہد کے بعد عملاً مورتی ہو گئی۔

## پارلیمنٹ پانچ عدالتوں میں منقسم تھی۔

(۱) ایوانِ اعظم | یہ ایوان زیادہ اہمیت رکھنے والے تمام مراعات کی اور ان مقدمات کی جن کا تعلق امر سے ہوتا تھا سماعت کرتا تھا نیز فوجداری کے مقدمات اور شاہی عہدہ داروں اور پارلیمنٹ کے ارکان کے خلاف فوجداری کے الزامات کی سماعت کرتا تھا۔

(۲) ایوانِ عرض | چھوٹے چھوٹے مقدمات کا ابتدائی فیصلہ کرتا تھا۔

(۳) ایوانِ تحقیق | چھوٹے چھوٹے مراعات کی سماعت کرتا اور ایوانِ اعلیٰ کے لئے زیادہ اہم مراعات طیار کرتا تھا۔

(۴) ایوانِ فوجداری | کم اہمیت کے مقدمات فوجداری کی سماعت کرتا تھا۔

(۵) ایوانِ احکام | یہ ایوان ۱۵۹۸ء کے فرمانِ مینیس کے بعد اس غرض سے قائم کیا گیا کہ کیتھولکوں اور ہیوگوناٹوں کے مقدمات کا فیصلہ کرے۔  
جوں میں ایک یاد و کا پریشنٹ مونا ضروری تھا۔

(ب) ایوانِ محاسبی | شاہی مملکت سے متعلقہ تمام مالی معاملات پر اختیار عمل میں لاتا تھا۔  
ناظموں کے حسابات کی تنقیح کرتا تھا، شاہی مملکت سے متعلقہ فرامین کی جڑی کرتا تھا اور مستاجرین خاص کی وفاداری و اطاعت شعاری کا اندراج کرتا تھا اس کے اختیارات دیوانی کے تھے فوجداری کے نہیں تھے۔

ج۔ عدالتِ امداد | محاصل سے متعلقہ مقدمات میں دیوانی اور فوجداری کے اختیارات

عمل میں لاتی اور ان تحصیلداروں کے حسابات کی تنقیح کرتی جو راست محصول جمع کرتے تھے۔

## ۳۔ مقامی انصاف و نظم و نسق

صوبہ جاتی پارلیمنٹیں اپنے حدود و قسباتی کے اندر وہی اقتدار عمل میں لاتی تھیں جو پیرس کی پارلیمنٹ عمل میں لاتی تھی۔ یہ پارلیمنٹیں پندرہویں صدی میں جب ذیل

مقامات پر تھیں۔

۶۱۴۶۳	مجر	لاٹک دوک	برائے صوبہ	تولوس
۶۱۴۵۴	"	ونسینی	" "	گرینیول
۶۱۴۶۲	"	گینی	" "	بور دو
۶۱۴۷۷	"	برگنڈی	" "	ویجون
۶۱۵۰۱	"	پراونس	برائے	ایکس
۶۱۵۱۵	"	نارمنڈی	"	رومین
۶۱۵۵۳	"	بریتنی	"	ونیس

سولہویں صدی میں حسب ذیل پارلیمنٹوں کا اضافہ ہوا۔

۶۱۶۲۰	بیرن	برائے	پو
۶۱۶۲۳	استقیان	"	متنر
۶۱۶۸۶	فلینڈرز	"	دوئے
۶۱۶۷۷	فرانش کونٹی	"	بیزانسون
۶۱۶۶۹	لورین	"	نیمسی

ان میں اکثر صوبوں میں ان کے اپنے ایوان مجاسبی اور عدالت امداد تھی۔

(۲)۔ ناظمان (اور ان کے ماتحت منصف)

(الف) شاہی علاقوں کے محاصل جمع کرتے تھے۔ (اور تحصیلدار باقاعدہ راست

محاصل جمع کرتے تھے)

(ب) چھوٹے چھوٹے مقدمات کی سماعت کرتے تھے۔

(ج) اپنے حدود و نظامت کے ملکی و فوجی معاملات کا انتظام کرنے تھے۔ ان کے حدود اختیارات پارلیمنٹوں کے تابع تھے اور ان کے مالی حساب عدالت کے محاسبی کے تحت تھے اور تحصیلداروں کے حساب کی تفتیح عدالت امداد کرتی تھی۔

لیکن فرانسس اول نے نئے عہدہ دار مقرر کئے یعنی دیوانی و فوجداری کے نائب اور ۱۵۶۲ء کے حکم کے بموجب ناظموں کے عدالتی فرائض ان کی جانب منتقل کر دیئے گئے۔ اس تاریخ کے بعد سے ناظموں کی اہمیت برابر زوال پذیر ہوتی گئی خاص کر جب رشلو نے قطعی طور پر صوبہ دار مقرر کر دئے۔

فرانسس اول نے سترہویں صدی صوبوں میں بارہ لفٹنٹ جنرل بھی مقرر کئے۔ خانہ جنگی کے زمانے میں یہ صدر ناٹبان اکثر صوبوں میں مقرر ہو گئے اور اب کہ یہ نائب والی کہے جانے لگے تھے انھوں نے اپنے کو اس قدر طاقتور بنا لیا کہ بالکل بادشاہ ہو گئے۔ ہنری چہارم نے ان والیوں کو اپنا جانبدار بنالینے کی سعی کی مگر رشلو کے زمانے تک ان کا اقتدار قطعی طور پر مغلوب نہیں ہوا۔

(۳) ۱۵۵۸ء میں ہنری دوم نے پارلیمنٹوں اور ناظموں کی عدالتوں کے درمیان صدر عدالتیں مقرر کیں۔

(۴) امرانے اب بھی اپنی جاگیر کی عدالتیں قائم رکھیں مگر ناظم ان عدالتوں پر رقیبانہ نظر رکھتے تھے اور اس لئے یہ عدالتیں اب امیر اور اس کے ماتحتوں کے معاملات تک محدود ہو گئی تھیں۔

قصبوں کو بلدی حکومت حاصل تھی اور یہ بلدی حکومت بہت مختلف النوع تھی مگر علی العموم ایک جمعیت عام پر مشتمل ہوتی تھی جو ایک مجلس بلدیہ کا انتخاب کرتی تھی اور پھر یہ مجلس بلدیہ اپنی باری میں ایک بلدیہ کا انتخاب کرتی تھی جو میر بلدا اور شیرفوں پر مشتمل ہوتی تھی۔ پیرس میں منصف امور تجارت نے میر بلدا کی جگہ لے لی تھی۔ لیکن انتخاب کا حق یوگافینو ما زیادہ خیالی ہوتا گیا۔ عہدہ دار بالعموم تاج کی جانب سے نامزد ہوتے اور اکثر بعض نقد قصبوں کی بھی عدالتیں ہوتی تھیں مگر ان کے

عدالتی اختیارات ہمیشہ محدود رہے اور انجام کار میں نکال لئے گئے۔

لیکن پیرس میں ایک مختص عدالت تھی یہ منصف پیرس کے تحت عدالت شرط تھی (منصف پیرس کو منصف امور تجارت سے مجیز سمجھا جاتا ہے) منصف پیرس کے اوپر ناظم نہیں ہوتے تھے۔ وہ شہر کی کو توالی کا انتظام کرتا تھا اور قصبہ و ضلع کی جاگیری عدالتوں کے مرافعے کی سماعت کرتا اور ان مقدمات کی بھی سماعت کرتا جو مخصوص طریقہ عدالت شرط کے لئے محفوظ ہوتے تھے مثلاً وراثت املاک وغیرہ کے مقدمات۔

یہ مجلس تین ایوانوں پر مشتمل ہوتی تھی اور اس میں امرا، پادری، اور طبقہ سوم تین مدارج کے نائبین شامل ہوتے تھے۔

### مجلس طبقات

طریقہ انتخاب معینہ دن پر امرا، پادری اور اہل شہر حلقہ ناظم کے خاص قصبے میں جمع ہوتے تھے۔

### طریقہ انتخاب

امرا اور پادری راست انتخاب سے۔ امرا اور پادری اپنی درخواستیں مرتب کرتے اور اپنے نائبین جدا جدا منتخب کرتے تھے۔

طبقہ سوم دوسرے انتخاب کے ذریعے سے۔ اہل قبضہ انتخاب کنندگان کی ایک جماعت کو منتخب کرتے اور یہ انتخاب کنندگان درخواست مرتب کرتے اور نائب کا انتخاب کرتے تھے۔

۱۳۸۸ء کے بعد دیہات کے کاشتکاروں نے انتخابی جماعت کے انتخاب میں حصہ لیا۔

بعض صوبوں میں ایک دوسرے طریق رائج تھا۔ چنانچہ لائک دوگ اور شامپین میں تینوں طبقات اپنے نائبین کا مشترک انتخاب کرتے تھے۔ بریٹنی میں ایک طبقے کے نمائندے دوسرے دو طبقوں کی جانب سے منتخب ہوتے تھے۔

مجلس طبقات کے جمع ہونے پر ہر طبقہ ایک شاہی اجلاس میں طلب ہوتے تھے جس میں اس طلبی کے وجہ بیان ہوتے تھے۔

### طریق کار

پھر طبقات جدا جدا ہو جاتے تھے اور ہر طبقہ اپنی عام درخواست کے علیحدہ مرتب کرنے کی کارروائی کرتا تھا۔ تینوں درخواستوں کے بادشاہ کے حضور پیش ہو چکنے کے بعد مجلس طبقات برطرف کر دی جاتی تھی۔

## اختیارات

ابتداءً مجلس طبقات کی طلبی بحث مباحثہ کے لئے نہیں ہوتی تھی بلکہ بادشاہ کی مرضی کے سستے اور شکایتوں کے پیش کرنے کے لئے ہوتی تھی۔

یہ درخواستیں گرانقدر ہوتی تھیں کیونکہ مجلس طبقات اگرچہ بادشاہ کا جواب موصول ہوئے بغیر برطرف کر دی جاتی تھی مگر یہ درخواستیں اکثر شاہی احکام کی بنا ہوتی تھیں مختلف اوقات میں مجلس طبقات نے انھیں اختیارات کے حاصل کرنے کی سعی کی جو انجام میں انگریزی پارلیمنٹ کو حاصل ہوئے۔

۱۔ بکثرت و باقاعدہ اجلاس۔

۲۔ ان کی درخواستوں کا جواب دیا جانا۔

۳۔ محصول و حکمت عملی پر اقتدار

۴۔ وزراء کا تقریر یا کم از کم یہ کہ (اپنے روبرو) ان کی ذمہ داری۔

لیکن، نمایاں کوششوں اور خاص کر ۱۳۵۵ء، ۱۳۸۲ء، (صفحہ ۴۶۸)

۱۵۷۶ء (صفحہ ۴۶۹) ۱۵۸۸ء (صفحہ ۵۰۵) کی کوششوں کے باوجود مجلس طبقات

اپنے مقصد کو حاصل نہ کر سکی اور ۱۶۱۴ء کے بعد ۱۶۸۹ء تک اس کی طلبی ہی نہیں ہوئی۔

**مجلس طبقات کی ناکامی کے اسباب** بعض اوقات یہ کہا گیا ہے کہ مجلس طبقات

فرانس کی نمایندگی نہیں کرتی تھی۔ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ باعتبار عدم ارتباط تقسیمات طبقاتی

فقدان حکومت مقامی یہ فرانس کی بہت خراب نمایندگی کرتی تھی۔ چند چھوٹے

اور سوٹھویں صدیوں کے حالات بھی حسب خواہ نہیں تھے۔ اس زمانے میں جنگ صد سالہ

اور جنگ گہاے مذہبی نے فرانس کے لوگوں کو بادشاہ پر بھروسہ کرنے کی جانب مائل کر دیا

تھا۔ جاگیرداروں کے امتیازات نے اعلیٰ اور ادنیٰ طبقات کے درمیان ہر طرح کے

اتحاد کو روک دیا تھا، اور فقریت کو یہ مہر دیا تھا کہ وہ ایسی قوت حاصل کر لے

جسے بعد کو مغلوب کرنا ناممکن ہو جائے۔

لہذا، ناکامی کے اسباب کو سلسلہ وار اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے۔

(۱) تین ایوانوں کی موجودگی اتحاد میں حارج ہو گئی تھی خاص کر اس وجہ سے کہ

یہ ایوان طبقاتی تقسیموں کی نمایندگی کرتے تھے اور یہ تقسیمیں بہت گہری تھیں۔ اس میں امر کی

ایک ذات تھی جس کا انحصار رشتہ خون پر تھا اور کلیسا کے اعلیٰ عہدے بھی ان امریکی سے پُر ہوتے تھے۔

۲۔ قصباتی شرف کا کوئی ایسا طبقہ جیسا انگلستان میں تھا یہاں نہیں تھا کہ اس سے صوبوں کے نائبوں کا انتخاب ہو سکے اور وہ دارالعوام کے اندر اہل شہر سے منتخب ہو جائیں۔

۳۔ طبقہ سوم کے نائبوں میں شاہی عہدہ دار جس قدر منتخب ہو جاتے تھے ان کی تعداد بالعموم بہت زیادہ ہوتی تھی۔

(۴) اور لیان کی مجلس طبقات (۱۷۹۳ء) نے احکام جندارمہ کے ذریعے سے ایک مستقل فوج قائم کر دی اور اس سے یہ سمجھا گیا کہ اس نے ایک مستقل محصول (لگان شاہی) بادشاہ کے لئے منظور کر لیا ہے اور متعدد احتجاجوں کے باوجود بعد میں یہ محصول بادشاہ کی مرضی سے بڑھا دیا گیا تھا۔

(۵) چونکہ امر اور پادری اس محصول امداد سے مستثنیٰ تھے لہذا ان دو طبقوں کے نائبین رقم پر اقتدار حاصل کرنے کی کوشش میں طبقہ سوم کی تائید نہیں کرتے تھے۔ داول الذکر طبقہ اس وجہ سے مستثنیٰ تھا کہ وہ جاگیر صنف میں خدمت کرتا تھا اور ثانی الذکر اس وجہ سے کہ اسے قسطنطنیہ امتیازات حاصل تھے اس طرح رقم کا اقتدار مجلس طبقات کے ہاتھ سے جاتا رہا۔

(۶) انگلستان کے صوبوں کے مانند کوئی پرزور مقامی حکومت نہیں تھی۔ اصل اختیارات شاہی عہدہ داروں یعنی ناظموں اور بعد میں صوبہ داروں کے ہاتھوں میں تھے۔

صوبجاتی طبقات | صحیح ہے ابتداً فرانس کے تمام صوبوں میں صوبجاتی طبقات تھے جو تین مدارج پر مشتمل ہوتے تھے۔

دار متعدد صوبوں میں ان کی تخلیق منصوبی تھی۔

(۲) ان میں بھی انھیں طبقاتی تقسیموں کی وجہ سے کمزوری آگئی تھی جو تین تقسیموں کی وجہ سے مجلس طبقات میں کمزوری آگئی تھی۔

چنانچہ پندرہویں صدی کے بعد متعدد صوبوں کے طبقات زایل ہو گئے اور



آخر الامر لو کی چار دہم کے بعد صرف چار صوبوں میں یہ طبقات باقی رہے اور ان طبقات کو بھی آمداد کی تشخیص سے زاید بہت کم کچھ اختیار حاصل تھا۔

**کلیسا** | کلیسا کی عدالت و مجلس حسب ذیل تھی۔

(۱) کلیسائی عدالتیں | یورپ کے دیگر مقامات کی طرح ان عدالتوں نے بھی اپنے حدود و اختیارات کو بہت وسیع کرنے کی سعی کی تھی اور ان حدود میں وہ نہ صرف پادریوں کو بلکہ عام لوگوں کو بھی لینا چاہتے تھے، لیکن پندرھویں صدی کے اختتام تک ان کے اختیارات پادریوں اور غیر پادریوں کے ان جراثیم تک محدود ہو گئے تھے جو اخلاق و قانون و مسلمات کلیسا کے خلاف ہوں جن معاملات کا تعلق مناکحت اور مرض الموت سے ہو یعنی طلاق و وصیت وغیرہ۔ کلیسائی عدالتیں اگر دنیاوی حدود و اختیارات میں کسی طرح پر دخل دینے کی سعی کرتی تھیں تو ان کے خلاف مرافعہ کیا جاتا اور یہ مرافعہ پیرس کی پارلیمنٹ کے سامنے پیش ہوتا تھا۔

(۲) کلیسائی جمعیتیں | سوٹھویں صدی اور اس کے بعد ان جمعیتوں میں پادری تاج کے لئے پیشکش منظور کرتے تھے۔

تاج اور پوپ کے ساتھ کلیسا کے تعلقات کی مزید تحدید و تعریف بورژ کے شہنشاہی حکم اور بولون کے پاپائی معاہدے کے ذریعے سے کر دی گئی تھی۔

## محصول

پندرھویں اور سوٹھویں صدیوں میں داخل وسائل ذیل سے حاصل ہوتے تھے۔

۱۔ املاک صرف خاص

(الف) جاگیریں تعدیہ

(ب) عدالتی آمدنی

(ج) حقوق متعلقہ بادشاہ بہ حیثیت فرمانروا

مثلاً لا وارث غیر ملکیوں اور تمام ناجایز اولاد کی جاہداد کی وراثت، املاک مردہ

کے عطیات کے جرنے۔

(۱۲)۔ راست محل۔

دار، بادشاہی لگان جو دو قسموں کا تھا۔

(الف) صوبجات مجالسی میں عام طور پر ایک محصول تھا جو زمین کی قیمت پر لگایا جاتا تھا اور جس کی باقاعدہ تشخیص صوبے کی جمعیت کے احکام کے تحت ہوتی تھی۔

(ب) فرانس کے دوسرے حصے (یعنی صوبجات غیر مجالسی) میں ایک محصول

تھا جو مشخص آمدنی پر لگایا جاتا تھا خواہ کسی ذریعے سے حاصل ہو اور اس کی تشخیص نہایت ہی

خود ریاانہ طور پر تھکیلدار کرتے تھے جو عدالت محاسبی کے روبرو ذمہ دار تھے۔ وہ امر

جو فوجی خدمت انجام دیتے تھے یا درجی جامعات کے طلبہ شاہی عہدہ دار اور بلدی

ارباب اقتدار شاہی لگان سے مستثنیٰ تھے۔ اس طرح عملاً محصول نیچے کے طبقے والوں پر

عاید ہوتا تھا۔

(۲) پیشکش۔ یہ پادریوں پر وہ محصول تھا جس کی منظوری کلیسا کی جمعیتوں سے

ہوتی تھی۔

(۳)۔ بالواسطہ محل

(۱) امداد۔ اشیائے خوردنی شراب اور دوسری چیزوں پر جو محصول ماید

کیا جاتا تھا۔

(۲) محصول نمک۔ نمک شاہی اجارہ تھا اور ہر خاندان پر لازم تھا کہ اپنے

ہر کن کے لئے جو آٹھ سال سے نائڈ عمر کا ہو ایک معینہ مقدار نمک کی خرید

قیمت بہت زیادہ تھی مگر مختلف صوبوں میں مختلف تھی اور اسی طرح مقدار خریداری بھی مختلف تھی۔

(۳) کروڑ گیری۔ ہر صوبے کی سرحدوں پر آٹھ یا م میں کروڑ گیری اس قدر سخت ہو گئی

تھی کہ پیرس تک پہنچتے پہنچتے شراب کے ایک پیسے پر اس کی پوری قیمت کے برابر چنگ

عاید ہو جاتی تھی۔

(۴) عہدوں کی فروخت۔ سوٹھویں صدی کے آخر تک شاید ہی کوئی شاہی عہدہ

ایسا رہا جو جس کی فروخت نہ ہوتی ہو۔

امداد محصول نمک اور کروڑ گیری اجارے مصلوں کے ہاتھوں میں تھے جو بہت جبر کرتے تھے

# ضمیمہ دوم

## پندرھویں اور سولہویں صدیوں میں فلورنس کا دستور

داعی مبنی بر نظم انجمنہا (از ۱۴۹۲ء) بمقابلہ کیجئے، فان ریکونٹ؛ لورنزدوی مدیچی  
(Lorenzo de Medici) جلد اول صفحات ۶۷ تا ۱۹۷  
ولاری؛ فلورنس (Florence) صفحہ ۳۱۲۔

سات فنون کبریٰ۔

چودہ فنون صغریٰ۔

ہر ایک کے ساتھ اس کی مجلس، اس کے قنصل اور نائب قنصل۔ قابل انتخاب  
شہریوں کی تعداد پانچ ہزار منجمد ایک لاکھ۔

۲۔ جماعت عامہ حلقہ مرکب از سینوریہ و رفقا۔ ثلاثہ کبریٰ۔  
سینوریہ کا تقرر دو ماہ کے لئے ہوتا تھا۔ اس کے ارکان سرکاری محفل میں  
سرکاری خرچ سے رہتے تھے (اور بااستثنائے معتمد و چانسلر کسی کو کچھ تنخواہ  
نہیں ملتی تھی)۔

اختیارات۔

(الف) بدائت وضع قوانین

(ب) اعلیٰ عاملانہ اختیار

(ج) پارلیمنٹ کے طلب کرنے کا حق

ارکان ہ۔ علم بردار عدل (اولاً قائم شدہ ۱۲۹۳ء)۔ اس کا پینتالیس کی عمر کا ہونا اور فنون کبریٰ میں سے کسی ایک فن کار کن ہونا لازمی تھا۔ وہ تمام مجالس کی صدارت کرتا تھا اور فوج محافظ ملک کو طلب کر سکتا تھا۔ اولاً اس کا انتخاب مجالس کی طرف سے ہوتا تھا مگر بعد میں قرعے کے ذریعے سے اس کا تقرر ہونے لگا مقابلہ کیجئے بیان مابعد۔

(د) آٹھ موقتی صدر (مقدین) شہر کے ہر حصے (محلتے) سے دو (ابتداءً) ان کا انتخاب فنون کی طرف سے ہوتا تھا۔ ان کا تیس برس کی عمر کا ہونا اور کسی انجمن کارکن ہونا ضروری تھا۔ (۱۳۴۵ء سے) چھ فنون کبریٰ سے اور دو فنون صغریٰ سے)۔ ہر کن تین یوم علم بردار کے ساتھ صدارت کرتا تھا اور جس تجویز کے قبول کرنے سے علم بردار انکار کرے اسے رائے کے لئے پیش کر سکتا تھا۔ (ضابطہ دار)

(۲) رفقاء۔

(الف) بارہ اصحاب خیر (نوفنون کبریٰ سے اور تین فنون صغریٰ سے)۔ یہ لوگ مجلس خاص کی حیثیت سے اور سینوریہ پر روک کے طور پر کام کرتے تھے۔ (ب) سولہ دستہائے محافظ ملک میں سے سولہ علم بردار (چار شہر کے ہر حصے سے) اور یہ سب رئیس عوام کے تحت ہوتے تھے۔

(ج) مقدین کے نو اسیسر۔

استثنا: روساء، پاپاویہ۔ ان لوگوں کا تقرر ۱۲۹۴ء میں حامیان شہنشاہ کے بالمقابل شہر کے تحفظ کے لئے ہوا تھا مگر خطرے کے رفع ہو جانے کے بہت دنوں بعد تک وہ برقرار رہے۔ ان کی تعداد تین سے نو تک ہوتی تھی۔ دو مہینے کے لئے ان کا انتخاب ہوتا تھا اور ان کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ جو حامیان شہنشاہ جلا وطن کر دیے جائیں یا مجرم قرار دیے جائیں ان کی ضبط شدہ

جائداد کی آمدنی کا انتظام کریں اور چونکہ یہ زمینیں کثیر ہوتی تھیں اس لئے روسا نے قلعوں، مدافعتوں، اور سرکاری عمارتوں کی درستی و قیام کا ذمہ لیا۔

۱۳۵۸ء کے قانون کے بموجب روسا کے روبرو علانیہ یا خفیہ ان تمام لوگوں پر جو عہدے پر فائز رہے ہوں یہ الزام عائد کیا جاسکتا تھا کہ وہ واقعی حامیان پوپ میں سے نہیں ہیں۔ مدافعت کے گواہوں کی اجازت نہیں تھی اور اگرچہ قابل اعتماد گواہوں کے ذریعے سے الزام کی تائید ہو جائے تو مجرم کو جرمانہ یا موت کی سزا دی جاسکتی تھی اور مرافعہ نہیں ہو سکتا تھا۔

لیکن چودھویں صدی کے آخر تک اس ظالمانہ طریق کی قوت ایک حد تک باطل ہو گئی تھی۔

(۳) غیر ملکی معاملات حسب ذیل ہاتھوں میں تھے۔

(۱) عشرہ جنگ۔ جسے بعد میں عشرہ آزادی و امن کہنے لگے تھے۔ اس کا تقرر اولاً ۱۳۲۳ء میں ہوا۔

(۲) وہ مجلسیں جو معاملات خارجی سے متعلقہ مسودات قوانین پر قبل ازیں غور کرتی تھیں کہ وہ معمولی مجالس میں بھیجے جائیں۔

(الف) مجلس دوحده، یہ وہ دوسوا اشخاص تھے جو مملکت کے بلند ترین عہدوں پر فائز رہے ہوں۔

(ب) ایک سواکتیس کی مجلس ۱۳۱۱۔ اشخاص (سینوریہ حامی پوپ فریق کے روسا، دس امراء، عسکر، مجالس اہل حرفہ گلڈون کے نمائندے، اور اراٹالیس شہری)

(۴) ۱۳۲۶ء کے بعد وضع قوانین۔

(الف) جو قانون حلقہ سے منظور ہو جاتا تھا وہ ادارات ذیل کے پاس جاتا تھا۔

(۱)۔ رئیس عوام کی دونوں مجلسوں۔

(الف) مجلس اعتماد یا مجلس صدہ۔

سو گلڈون کے عہدہ دار جنھیں بیض اوقات سینات کہتے تھے، اکثر اس کا لحاظ

نہیں کیا جاتا تھا۔ مقابلہ کیجئے ناروی جلد اول صفحہ ۴ (ب)۔ سمناس: ”وور خود مختاران“  
(Age of Despots) صفحہ ۵۳۰۔

(ب) مجلس عوام، ابتداً تین سو نون اعلیٰ سے منتخب ہوتے تھے، بعد میں  
دوسرے نون سے بھی منتخب ہونے لگے، ہر چوتھے مہینے ان کی تجدید ہوتی تھی۔

(۲) امیر کی دونوں مجلسیں

(الف) نوے اشخاص کی ایک خاص مجلس

(ب) وسیع تر مجلس امیر یا مجلس کمیون۔ ٹھنیاً تین سو اشخاص۔ اس میں

منصفان اور قانونی عہدہ داران شامل ہوتے تھے۔ (اور اس لئے امراء کیونکہ امراء  
ان عہدوں پر فائز ہو سکتے تھے) نیز عوام اس کی تجدید ہر چوتھے مہینے ہوتی تھی۔  
آخر امر یہ ہے کہ جو قانون ان مجالس میں منظور ہو جاتا تھا وہ ان سب کی  
مجلس عام میں پیش ہوتا تھا۔

سینوریہ اور رفقا پر حیثیت عہدہ داران مجالس کے ارکان ہوا کرتے تھے۔

طریق رائے وہی:۔ بذریعہ خفیہ رائے وہی۔ سیاہ اور سفید مٹر سیاہ کا  
مفہوم مثبت اور سفید کا مفہوم منفی ہوتا تھا۔ کسی مسئلے کے منظور ہو جانے کے لئے  
دو ٹکٹ سیاہ مٹروں کی ضرورت ہوتی تھی۔

(Tenere le fave or il Partito) رائے منفی، مخالفت میں رائے دینا

(Rendere le fave or il Partito) رائے مثبت موافقت میں رائے دینا

(L' autorita dei sei fave)۔ پچھلے کی کثرت سینوریہ میں (نویں سے چھ)

دو تہائی کی اکثریت کا فیصلہ۔

(Il Piu della fave)۔ پچھلے آزاد۔ دو تہائی آرا کی کثرت

(۵)۔ عدل

(۱) عدالت رئیس عوام۔ یہ ایک تنخواہ دار عہدہ دار ہوتا تھا، اس کا کوئی غیر ملکی

امیر اور اہل قانون سے ہونا ضروری تھا۔ اسے فوجداری کے سرسری اختیارات  
حاصل ہوتے تھے خاص کر ادنیٰ طبقات پر۔

(۲) عدالت امیر۔ ایک تنخواہ دار عہدہ دار ہوتا تھا۔ اس کا غیر ملکی (اطالوی) امیر اور

اہل قانون سے ہونا ضروری تھا، وہ فوجداری اور دیوانی کے اعلیٰ اختیارات عمل میں لاتا تھا۔

(۳) عامل انصاف۔ ایک تنخواہ دار عہدہ دار ہوتا تھا، اس کا عوام میں سے ہونا اور پاپاوی فریق سے اور غیر ملکی ہونا ضروری تھا۔ وہ سرسبز اقسامدارات عمل میں لاتا تھا خاصکر امر پر۔ یہ تمام عہدہ دار چھ مہینے کے لئے اپنے عہدوں پر فائز رہتے تھے۔

(۴) تجارتی عدالت۔ یہ عدالت تجارتی مقدمات کے فیصلے کے لئے ہوتی تھی، اور وہ مجلس تجارت کی حیثیت سے بھی کام کرتی تھی۔  
(۵) بہشت رکنی عدالت، اس کی نامزدگی سینوریہ کرتا تھا اور اس کی میعاد عہدہ چار ماہ ہوتی تھی۔

امیر کی عدالت سے ماخوذ ایک عدالت مرافعہ ہوتی تھی، اور اسے کو توالی کے اختیارات حاصل ہوتے تھے۔

(۶) اعلیٰ اعمال کے تقرر کا طریق۔

ابتداءً اس کا انتخاب مجلسوں کے ذریعے سے ہوتا تھا مگر بعد میں انتخاب کے بجائے ”قرعے“ کا طریقہ جاری ہو گیا۔

ہر عہدے کے لئے تیسرے پانچویں برس ان تمام شہریوں کے ناموں کا ایک تھیلا بنایا جاتا تھا جو اس عہدے کے لئے قابل انتخاب ہوں اور اسی تھیلے سے نام نکالے جاتے تھے۔

مقدمین کے بارے میں عوام کے پچاس گولے تھیلے میں رکھ دیے جاتے تھے ہر گولے میں آٹھ نام ہوتے تھے (چھ فنون کبریٰ سے اور دو فنون صغریٰ سے) اور پھر ایک گولہ انکال لیا جاتا تھا۔

اہلیت اس کا تصفیہ تنبیغ کے ذریعے سے ہوتا تھا جسے ایک مجلس عمل میں لاتی تھی اور مذکورہ ذیل وجوہ میں سے کسی ایک وجہ کی بنا پر لوگ نا اہل قرار دیے جاسکتے تھے (دو ہزار غیر مستحق رائے دہندہ منجملہ ایک لاکھ)

۱۔ (الف) بیل ۱۲۹۱ء کے احکام عدالت کے ذریعے سے امر ۱۳۳۱ء تک

سینوریہ، رفقایا مجلس عوام کے رکن نہیں ہو سکتے تھے۔ اس سال (۱۵۳۳ء) میں کاسٹمو نے انھیں انجمنوں میں داخل ہونے کی اجازت دیدی۔

(ب) اہل حرفہ (جو راتے وہی سے محروم ہوں) سب کے سب انجمنوں کے ارکان نہیں تھے۔

(ج) دیہات کے باشندے۔

(د) مبتنبہ۔ کسی سیاسی جرم کے متنبہ، مثلاً حامی شہنشاہ جسے حامی پوپ کے فریق کے رئیس نے مردود قرار دیدیا ہو۔ تاحیات یا اس سے کم مدت کے لئے ناقابل قرار دیا جاتا۔ اس طریق میں بہت ہی غلو سے کام لیا گیا۔ ”تیرا کوئی دشمن نہیں ہے؟ تو میرے دشمن کو مردود قرار دیدے میں تیرے دشمن کے ساتھ ہی سلوک کروں گا“ مقابلہ کیجئے نیپر جلد دوم صفحہ ۲۳۵۔

۳۔ باقیدار وہ شخص جس نے اپنا محصول نہ ادا کیا ہو۔ (بیباق، نا اہلیت سے بری شدہ)۔

۱۴۲۱ء کے قانون کے بموجب محاصل تیس برس تک اپنے اپنے باپ اور واداکلی طرف سے ادا کرنا چاہیے تھے۔

۴۔ محروم۔ (ممنوع) ناموں کے نکالے جانے کے بعد بھی کوئی شخص اس بنا پر ناقابل قرار دیا جاسکتا تھا کہ خود وہ یا اس کا کوئی رشتہ دار عہدے پر رہا ہے۔ (جسے شرکت کا حق ہو لیکن رائے وہی کا حق نہ ہو) مجلس کے ارکان رازداری کے پابند تھے مگر۔

۵۔ چونکہ تحفیلیاں جس زمانے میں بنائی جاتی تھیں وہ زمانہ جب ختم ہونے لگتا تھا تو یہ قیاس کر لینا ممکن ہوتا تھا کہ آئندہ حکام کون لوگ ہوں گے اور ایسے عیا طبع موجود تھے جو پیشین گوئی کا ادا کیا کرتے تھے۔

۶۔ محاسن تفتیح کے ارکان کو اس غرض سے رشوت دی جاتی تھی کہ وہ یہ بتادیں کہ کن لوگوں کے نام نکلنے والے ہیں۔

حسب قانون انقلاب۔ نازک مواقع پر سینوریہ ایک پارلیمنٹ طلب کرتا تھا جو رسما گل شہریوں پر مشتمل ہوتی تھی مگر بالعموم صرف فریقانہ پیر ہوتے تھے





(ب) مجلس ہشت گانہ کا تقرر جس نے قدیم عشرہ آزادی واسن کی جگہ لے لی تھی۔ یہ حلقہ جس کا تقرر ابتداً پانچ برس کے لئے ہوا تھا وہ برابر مکرر مقرر ہوتا رہا۔ ۱۲۹۶ء۔ اس حلقے نے اپنے بعض اختیارات سترہ آدمیوں کی ایک چھوٹی مجلس ذیلی کو سپرد کر دیے جبکہ ایک رکن لارنر تھا اور یہ مجلس ذیلی (الف) عہدوں کے لئے تقرر کنندوں کو نامزد کرتی تھی۔

(ب) نظم نسق کی ہر شاخ پر نگرانی رکھتی تھی۔

۲۔ سترہ سیویہ رولا کے اصلاحات۔ مقابلہ کیچے برڈ صفحہ ۹۴۔ کیو سیار دینی داستان فلورنس (Storia Fiorentina) جلد سوم صفحہ ۱۲۰۔ ویلیری "سیویہ رولا پیرس جلد دوم باب ۱۱۔ کیچے برڈ کی تاریخ دور جدید" (Cambridge Mod. Hist) جلد اول صفحہ ۱۵۸۔

(۱) عارضی۔ ایک پارلیمنٹ طلب کی گئی جس نے بیس تقرر کنندہ مقرر کئے (بیس رکنی حکومت)۔ یہ اس سال کے لئے حکام کا تقرر کرتے تھے اور آئندہ کے لئے ایک تختہ رائے طیار کرتے تھے۔

(۲) مستقل۔ دستور وینس کی نقل کے بموجب مرتب کیا گیا۔ مجلس عوام، مجلس کمیون اور پارلیمنٹ سا قہ کر دیے گئے۔

(الف)۔ مجلس عام یا مجلس اعلیٰ جو تمام با اہلیت شہریوں پر مشتمل تھی۔ یعنی جس میں وہ تمام لوگ ہوتے تھے جو انیس برس کی عمر کے ہوں جن کے باپ دادا، یا پردادا، تین بڑے عہدوں میں کسی عہدے کے شریک یا مستحق رائے دی رہے ہوں (اس میں تقریباً تین ہزار اشخاص تھے)۔ لیکن اگر اہل کی تعداد پندرہ سو سے زائد ہوتی تو وہ تین حصوں میں منقسم کر دیے جاتے اور کل تعداد کے ایک ثلث سے چند ماہ کے لئے مجلس مرتب ہوتی۔ شہریوں کی ایک مختصر تعداد جن کی عمر بیس برس سے زائد ہوتی اور جو دیگر امتیازات سے متصف ہوتے داخل کر لئے جاتے اور ہر سال ساٹھ قابل انتخاب ہوتے لیکن اگر وہ ثلث رائیں نہ اہل کر سکتے تو وہ نہ مستحق شرکت منتخب ہو سکتے تھے نہ مستحق رائے دہی۔

(ب) اسی کی مجلس۔ یہ ایک سینات تھی جو مجلس عام میں سے اور انہی کی مجلس عام کے ذریعے سے چھ ماہ کے لئے منتخب ہوتی تھی، اس کے ارکان

کے لئے بائیس برس کی عمر کا ہونا ضروری تھا۔  
 سینات کا کام سینیوریہ کو مشورہ دینا تھا، (جو بدستور باقی تھا) اور  
 سفر کا انتخاب اور فوج کے عہدہ داروں کا تقرر اس کی کا کام تھا۔  
 مجلس عام کا کام یہ تھا کہ :-

(۱) رائے دہی اور تجویز بذریعہ قرعہ کے ایک پر بیج نظم کے ذریعے سے  
 حکام کا انتخاب کرے۔ بمقابلہ کیجے گیو ساروینی کی داستان فلورنس  
 جلد سوم صفحہ ۱۲۵۔

(بعد میں قرعے کے ذریعے سے راست تقرر کا ذریعہ پھر جاری کر دیا گیا۔  
 حسب بالا جلد سوم صفحات ۱۵۵، ۲۰۳، ۲۳۵)

سینیوریہ اور ہشتگان مقتدر کے فوجداری کے مرفعوں کی سماعت کرنا۔  
 (۳)۔ قوانین کا منظور کرنا۔ صدر جو سینیوریہ میں سے ایک ہوتا تھا۔  
 ہر تیسرے دن بدلتا رہتا تھا، وہی قانون کو سینیوریہ اور نقا کے سامنے پیش  
 کرتا تھا۔ اگر وہ اسے پسند کر لیتے تو وہ قانون انٹی کی ذیلی مجلس کے منتخب  
 ارکان کے سامنے پیش ہوتا تھا اس کے بعد وہ اسٹی کے پاس  
 جاتا اور بعد ازاں مجلس عام کے پاس یہاں قوانین پر بحث نہیں ہو سکتی تھی البتہ  
 سینیوریہ کسی ایک شخص کو اس کی تائید میں گفتگو کرنے کے لئے طلب کر سکتا تھا،  
 یہاں قوانین پر رائے دی جاتی تھی۔

(ج) عشرہ آزادی و امن (جسے عشرہ مقتدر بھی کہتے تھے) پھر مجلس ہشتگانہ۔  
 کی جگہ قائم ہو گئی تھی۔ سینیوریہ رئیس اور امیر کی عدالتیں تجارتی عدالت اور ہشتگان مقتدر  
 حسب سابق برقرار رہے۔ عشرہ امن و آزادی بھی بحال کر دیا گیا۔ ۱۴۹۶ء  
 امیر اور رئیس عوام کی عدالتیں بحال کر دی گئیں۔  
 یہ حکومت مستثنیات ذیل کے ساتھ ۱۵۱۵ء تک قائم رہی۔  
 (۱) ۱۵۰۲ء۔

علم بردار | نامزدگی اور انتخاب کے ایک دہرے نظم کے ذریعے سے  
 زندگی بھر کے لئے منتخب ہوتا تھا۔ بیر سو دیرینی کا انتخاب

ہوا تھا (گوئی چارویں جلد سوم صفحہ ۲۸۱) ویکٹی "سوانح میکیا ولی (Life of Machiavelli) جلد دوم صفحہ ۱۰۲۔ پیرس تاریخ فلورنس (Hist. Flor) جلد دوم صفحہ ۲۰۸۔ (ب) امیر کی عدالتیں، رئیس عوام کی عدالتیں اور تجارتی عدالتیں۔ یہ سب منسوخ کر دی گئیں ان کے بجائے دائرہ عدل قائم کیا گیا جس میں پانچ ماہرین قانون شامل ہوتے تھے اور انھیں دیوانی و فوجداری کے اختیارات حاصل ہوتے تھے۔ ان لوگوں کا غیر ملکی ہونا ضروری تھا، ان کا انتخاب تین برس کے لئے سینوریہ اور حلقہ کرتے تھے، ان کو تنخواہ ملتی تھی اور ان میں سے ایک امیر ہوتا تھا۔ لیکن عدالت تجارتی دستور ایک مجلس تجارت کی حیثیت سے قائم رہی۔

(۲) ۱۵۰۱ء میکیا ولی کی تجویز سے ایک فوج محافظ ملک کا بھی قیام ہوا۔ اس میں پندرہ برس سے پچاس برس تک کی عمر کے تمام مردوں کو کام کرنا ضروری تھا مگر صرف فلورنس کے شہر و مضافات کے لوگوں کے لئے۔ تابع شہروں کے لوگوں کے لئے نہیں (برٹو: صفحہ ۱۲۶)

فوج محافظ ملک نوآدمیوں کی ایک نئی مجلس کے تحت رکھی گئی۔ (نوکی فوجی مجلس) جس کا نام نوکی فوجی مجلس تھا مگر جنگ کے وقت خودیہ مجلس عشرہ آزادی و امن کے تابع ہوتی تھی۔

۳۔ ۱۵۱۲ء۔ مدیچی کی واپسی۔ دستور ۱۴۹۴ء کے انقلاب کے قبل جیسا تھا پھر ویسا ہی کر دیا گیا۔ البتہ عہدوں پر ناضری عہد مدیچی کیوں لیا تو اور لازرد کے ہاتھوں میں تھی (برٹو ۱۴۵، ۱۴۸) مقدمات کے محکمات کے ساتھ تصفیہ کرنے کے لئے چالیس کی مجلس کا تقرر عمل میں آیا۔ ۴۔ ۱۵۲۶ء۔ دستور ۱۴۹۴ء کے دستور سار و تیرولا کی بحالی، بحجز ازیں کہ علمبردار کا انتخاب تیرہ ماہ کے لئے ہونے لگا۔

۵۔ ۱۵۳۳ء۔ جمہوریت کا قطعی الٹ دیا جانا۔ پیرس "تاریخ فلورنس" جلد سوم صفحہ ۳۶۸

ایسیندر و ملاچی نے گرینڈ ڈیوک کا تقرر کیا۔ ایک پارلیمنٹ میں بارہ مصلحین مملکت اصلاح مملکت کے لئے مقرر ہوئے۔

- (۱) سینوریہ منسوخ کر دیا گیا۔  
 (۲) دوسواشخاص کی ایک مجلس تاحیات منتخب کی گئی۔  
 (۳) ان دوسویں سے ایک سینات اڑتالیس اشخاص کی تاحیات منتخب کی گئی جسے وضع قوانین، اجراء محمول اور عہدوں پر تقرر کے اختیارات حاصل تھے۔  
 (۴) بارہ تقرر کنندگان کے ذریعے سے جو دوسینات سے منتخب ہوئے تھے۔  
 تین ماہ کے لئے چار مشیروں کی ایک مجلس خاص کا انتخاب عمل میں آیا۔  
 یہ مشیران بشرکت گریڈ ڈیوک سینوریہ کے فرائض انجام دیتے تھے۔  
 مجلس مشترکۃ آٹھ کی مجلس مشترکین، اصحاب غیر کی نامزدگی سینات کی طرف سے ہوتی تھی۔  
 اعلیٰ اور ادنیٰ فنون کے درمیان تمام امتیازات منسوخ کر دیئے گئے۔ عہدوں کی تنخواہیں ملنے لگیں۔

## محصول

ملاحظہ ہو نیچر جلد سوم صفحہ ۱۱۷۔ وان ریو مانٹ جلد اول صفحہ ۳۰۔ آرڈر  
 کوسیمودی مدیچی (Cosimo de Medici)۔ آرمن اسٹرانگ! "لارنزو دی مدیچی"  
 (Lorenzo de Medici)

- ۱۔ بالواسطہ محاصل۔ محصول درآمد و برآمد۔ اجارہ نمک۔
- ۲۔ محصول پر جائیداد منقولہ وغیرہ منقولہ (گیو یاروینی صفحہ ۲۲۸)
- ۳۔ جبری قرضہ۔ اندازہ کردہ اٹاک پر جبری قرضے۔ اصولاً یہ قرضے واپس ہونا اور درمیانی مدت پر سود دیا جانا چاہئے تھا مگر شاذ و نادر ہی ایسا ہوتا تھا۔
- دسوروکے لینا (حصص)، التوائے اداے سود، تاحدیکہ بعض لوگ اس قانون سے فائدہ اٹھاتے تھے کہ جہاں مقدار و وزیں فلورن سے زیادہ نہ ہو تو لوگ ایک ٹنٹ فوراً ادا کر دیں اور سود واپسی کے جملہ حقوق ترک کر دیں۔
- اسی نظم سے بڑی خرابیاں پیدا ہوئیں۔ دولت مندوں کو رقم واپس مل جاتی تھی، مفلسوں کو نہیں ملتی تھی۔ لہذا حکومت سے متعلقہ زمین کنندگان پھونکی پھونکی قرضوں

کے عوض مملکت کے دعاوی کو خرید کر لیتے تھے اور پھر قرض کو واپس مل کر لیتے تھے۔  
اقسام دوم و سوم کے محصولوں کے لئے شہریوں کے املاک کی تشخیص کا انتظام  
ابتداءً بطریق ذیل ہوتا تھا۔  
۱۔ ایک صاحب اختیار ہتھم کا تقرر کیا جاتا جو ہر محلے کے لئے محصول کے  
حصے کا تعین کرتا۔

۲۔ ہر محلے میں سات مجلسیں ہوتیں جن میں سے ہر ایک میں سات شخص  
ہوتے تھے۔ وہ بحیال خود ہر فرد کے املاک کے بموجب شہریوں پر شخص کے سات  
نقشے طیار کرتے تھے۔

۳۔ یہ سات نقشے بعض نہایت شہرت یافتہ خانقاہوں میں بھیجے جاتے  
تھے یہ خانقاہیں چار نقشوں کو جو ایک دوسرے سے بہت زیادہ مختلف  
ہوتے تھے رد کر دیتی تھیں اور پھر اس مقدار کو جمع کر کے جو بقیہ تین نقشوں سے  
ہر ایک محصول دہندہ پر عائد ہوتے تھے انھیں تین سے تقسیم کر دیتے تھے۔  
لیکن اس طریق میں متعدد مستثنیات داخل ہو گئے تھے۔ درحقیقت بہت کچھ  
اس عذر کی بنا پر مستثنیٰ ہو جاتے تھے کہ وہ عہدہ قبول کر کے مملکت کی خدمت  
کرتے تھے۔

لہذا تشخیص املاک (۱۶۴۷ء) کی اصلاح وجود میں آئی۔ تمام قابل محصول  
املاک کا ہر پانچویں برس تعین ہوتا تھا۔ اس میں اراضی، شہر کے اندر یا باہر کی جائداد  
منقولہ، گدا، ایسے منافع کاروبار سب داخل ہوتے تھے۔

اس مجموعے کو سات فی صد کا سرمایہ قرار دیا جاتا یعنی سات فلورن آمدنی  
مساوی ہوتی سو فلورن سرمایے کے ضروری اخراجات کے لئے نہائی کی جاتی بقیہ  
جسے بجٹ سمجھا جاتا وہ قابل محصول ہوتا خواہ راست محصول کے لئے خواہ سرمائے پر  
نصف فی صد کی شرح سے قرض کے لئے۔

کسی عہدہ دار کے وقت سے تشخیص کا کام نایندہ مجلسوں کے بجائے عہدہ دار  
کرنے لگے تھے اور تدریج کا اصول رائج کیا گیا تھا۔ ۱۶۴۸ء میں یہ دائمی ہو گیا اور  
جبکہ محصول صرف زمین کی سالانہ مالیت کا دو سوال حصہ لگایا جاتا تھا۔ (عشر)

۱۶۸۲ء میں جاڈا منقولہ اور پیشوں کا محصول پھر عاید کر دیا گیا۔  
سیودتیرولا کے تحت ~~۱۶۹۹ء~~ میں تدریج کا طریق منسوخ کر دیا گیا اور عشر  
زمین پر لگایا جاتا تھا مگر تھوڑے دنوں بعد قدیم طریق پھر قائم کر دیا گیا۔  
۱۷۵۰ء میں پیشوں کا محصول قائم کیا گیا۔

۴۔ سترہ برس کی عمر سے ستر برس کی عمر والوں پر فی کس سوا فلورن سے سوا چار  
فلورن تک شخصی محصول۔ وسیع نوعمر خاندانوں کی حالتوں میں صرف ایک رکن پر محصول  
لگادیا جاتا تھا۔

## دو قسم کے ماتحت قصبات واضلاع

۱۔ اطاعت بذریعہ فرسخ یا معاہدہ۔ فلورنس کا تعلق ان کے ساتھ مختلف قسم کا  
تھا کا تھا مگر عام الفاظ میں یہ کہنا چاہئے کہ امیر کا تقرر فلورنس کی جانب سے ہوتا تھا  
اور مرافعہ فلورنس کی عدالتوں میں ہوتا تھا مگر تابع شہر خود اپنی حکومت اور اپنے قوانین  
رکھتا تھا اور محصول سے تقریباً آزاد ہوتا تھا۔ تجارتی تعلقات مختص قسم کے تھے،  
خاص شہر اور تابع شہر دونوں ایک دوسرے کے خلاف باہمی محصول قائم رکھتے تھے۔  
۲۔ حمایت زیرحمیت اس صورت میں شہر محمیت کہلاتا تھا۔ اس کا مقصود  
اس سے کچھ زیادہ نہیں تھا کہ فلورنس کی سیادت کو قبول کیا جائے اور جنگ میں  
اس کی تبعیت کی جائے۔

حکومت فلورنس کے عدم استقامت کے اسباب :-

۱۔ مساوات کے تصور اور خاندانوں کی خواہش حکمرانی کے درمیان تصادم۔

عل۔ گوئی چیار دینی نے اپنی رکارڈی (Ricordi) میں لکھا ہے کہ : جمہوریت کی عسایا کی  
حالت بادشاہ کی رعایا سے بدتر ہے۔ جمہوریت اپنی عظمت میں اپنے خاص شہر کے باشندوں کے سوا اور  
کسی کو شریک نہیں کرتی دوسرے شہر والوں کو ستاتی ہے۔ بادشاہ سب کو یکساں طور پر اپنی رعایا سمجھتا ہے۔

- ۲۔ جماعت عاملہ کی رقابت۔
- ۳۔ دستور میں صلاحیت تطبیق کا فقدان۔
- ۴۔ محکمہ عدلیہ کی کمزوری و جانبداری۔
- ۵۔ محصول لگانے کے کام کا فریقوں کا کھیل ہو جانا۔ بجز ازیں کہ تشخیص املاک سے اس کا انضباط ہوتا ہوا اور یہ صرف تھوڑے دنوں تک رہا۔
- ۶۔ شہریوں کی فساد انگیز طبیعت۔
- ۷۔ تاج شہروں پر ظالمانہ حکومت۔





# ضمیمہ سوم

## پندرھویں اور سولہویں صدیوں میں وینس کا دستور

اسناد: دار و تاریخ جمہوریہ وینس (Histoire de la Republique

de Venise) باب ۳۹۔

براؤن! وینس (Venice) صفحات ۱۶۳، ۱۷۷، ۳۹۸۔ مطالع وینس

(Venetian Studies) صفحہ ۱۷۸۔ کیمبرج کی "تاریخ دور جدید" (Cambridge

Modern History) جلد اول صفحہ ۳۶۳ و ما بعد۔

۱۔ مجلس عظمیٰ۔

۱۲۹۶ء کے قانون کے بموجب یہ مجلس ان خاندانوں تک محدود کر دی گئی

جو اس وقت مجلس کے ارکان تھے (مجلس عظمیٰ کی در بندی) قابل الاوصاف

اشخاص کا انتخاب ہونا چاہئے تھا مگر واقعاً وہ ہمیشہ منتخب شدہ رہتے تھے۔ کوئی

شخص پچیس برس کی عمر سے قبل مجلس میں نشست نہیں کر سکتا تھا وہ تیس اشخاص

اس سے منتخب تھے جن کا انتخاب ہر سال دسمبر میں ہوتا تھا اور نیز مملکت کو

قرض دینے کے صلے میں چند مخصوص الاجازت اشخاص۔

اس کا فرض بالتخصیص انتخابی تھا۔ تمام عہدہ داران و حکام کا انتخاب

یہی مجلس کرتی تھی، صرف چند اعلیٰ عہدے اس سے مستثنیٰ تھے یعنی دانشورانِ عظمٰی  
دانشورانِ بری اور امیر البحر۔

نظم انتخاب۔ نامزد کنندگان جو قمرے کے ذریعے سے مجلس میں منتخب  
ہوتے تھے وہ مالی عہدے کے لئے امیدواروں کا انتخاب کرتے تھے، کبھی دو کا  
کبھی چار کا۔ اس کے بعد ان امیدواروں کے نام مجلس میں پیش ہوتے اور جسے سب سے  
زیادہ رائیں ملتیں اس کے منتخب ہونے کا اعلان کر دیا جاتا۔

ابتداءً مجلس عظمیٰ کو (الف) کچھ اختیارات واضح قوانین اور عدالتی اختیارات  
بھی حاصل تھے مگر واضح قوانین اختیارات کو بتدریج سینات نے جذب کر لیا۔  
(ب) عدالتی اختیارات حلقے کی درخواست پر مجلس ان سپہ سالاروں کے مقدمے  
کی سماعت کرتی جن پر غفلت یا عدم قابلیت کا الزام عائد کیا جاتا ہے  
۲۔ سینات۔ (مدعوین) اس کے ارکان کی تعداد ۲۷۴ ہوتی تھی۔

(الف) ساٹھ کا انتخاب ایک برس کے لئے مجلس عظمیٰ کرتی تھی۔  
(ب) ساٹھ کا انتخاب (جو مستزاد کہلاتے) جانے والی سینات کرتی اور  
مجلس عظمیٰ اس کی توثیق کرتی۔

(ج) باعتبار عہدہ۔ درجے اور اس کے چھ مشیر اعلیٰ عدالت مرافعہ فوجداری  
کے ارکان، اور مالیاتی و عدالتی محکموں کے ارکان۔

(د) پچاس نیچے درجے کے عہدہ دار جنہیں مباحثے کا حق ہوتا تھا مگر  
رائے کا حق نہ ہوتا تھا۔

اس کے فرائض

(الف) خاص طور پر وضع قوانین۔ حلقے کی تجویز پر وہ قوانین کو منظور کرتی۔

(ب) چند اعلیٰ عہدہ داروں کا انتخاب کرتی۔

۳۔ حلقہ فیصلہ کرتا تھا کہ لازم کے مقدمے کی سماعت مجلس کرے یا سینات۔  
اگر اس پر عدالتی کا الزام ہوتا تو اس کا مقدمہ سماعت کے لئے مجلس عشر کے پاس  
بھیج دیا جاتا۔

دانشورانِ عظم

دانشورانِ بری

امیر البحر

(ج) بعض وقت ان سپہ سالاروں کے مقدمات کی سماعت کرتی جن پر غفلت یا عدم قابلیت کا الزام لگایا جاتا۔

۳۔ مجلسِ عشرت ۱۳۷۱ء کے بعد اس مجلس نے سینات کے بعض فرانس کو جذب کر لیا۔ براؤن! ونس (Venice) صفحہ ۱۱۱۔

انتخاب کس طرح ہوتا تھا۔

ایک برس کے لئے مجلسِ عظمیٰ کی جانب سے بیس اشخاص کی فہرست میں سے جن میں سے دس کا انتخاب مجلس کرتی تھی دس کا دوجے اس کے مشیران اور عدالتِ عالیہ کے سرکردگان۔ دوجے اور اس کے چھ مشیران باعتبار عہدہ ارکان ہوتے تھے۔ بعد میں ہر ایک اہم صورت میں بیس مزید ارکان کا انتخاب ہوتا تھا۔

فرانس۔

(الف) مجلسِ الیاتِ مفاد عامہ کی کھتائی اور فوجی نظم کے ہم و فوری مسائل پر نظر رکھتی تھی۔

(ب)۔ غداری کے مقدمات اور ان دوسرے مقدمات کی سماعت

کرتی تھی جو حلقے کے ذریعے سے معمولی عدالتوں سے منتقل کئے جاتے تھے۔

۴۔ جمعیتِ سینات کے لئے مسائل کی تجویز کرتی تھی، اور اعلیٰ علمائے صاحبِ اقتدار تھی۔

ارکان۔

(الف) دوجے، چھ مشیران، یعنی صدور عدالت مرافعہ فوجداری۔

(ب) چھ دانشورانِ عظم جن کا انتخاب چھ ماہ کے لئے سینات کرتی تھی۔

ان کا اڑتیس برس کا ہونا ضروری تھا۔

یہ اپنی ماتحت مجلسوں کے عمل کی نگرانی کرتے تھے اور مملکت کے ذمہ دار وزرا کا کام انجام دیتے تھے۔

(ج) پانچ دانشورانِ بری، جن کا انتخاب چھ ماہ کے لئے ہوتا تھا۔ ان کا

تیس برس کی عمر کا ہونا ضروری تھا۔

۱۔ دانشور جنگ - وزیر جنگ

۲۔ دانشور مال - وزیر خزانہ

۳۔ دانشور عسکری - وزیر وطنی فوج محافظ ملک

۴۔ دانشور مہمات امور - وزیر برائے انصرام امور فوری

۵۔ دانشور - وزیر برائے تعریبات مملکت

(۵) پانچ دانشور ان بھری -

مجلس امیر البحر جس کا انتخاب چھ ماہ کے لئے ہوتا تھا، وہ دانشورانِ عظیم کے راست تحت نگرانی کام کرتی تھی۔ اسے حلقے میں رائے دینے کا حق تھا مگر کسی طرح کی گفتگو کا حق نہیں تھا۔ اس میں زیادہ تر نو عمر اشخاص ہوتے تھے جو یہاں سیاسی تعلیم حاصل کرتے تھے۔

۵۔ دوپے - تاحیات منتخب ہوتا تھا۔ اس کا انتخاب ان اکٹالیس انتخاب کنندگان (جو چھ دفعہ رائے دہی کے ذریعے سے منتخب ہوتے تھے) اور مجلس اعلیٰ کی رائے کے ذریعے سے ہوتا تھا۔ دوپے اپنے چند مشیروں کے ساتھ (جو مجلسِ عظمیٰ میں آٹھ ماہ کے لئے منتخب ہوتے تھے) مجلسِ سینات اور حلقے کی صدارت کرتا تھا اور مملکت کے تمام کام اس کے نام سے انجام پاتے تھے۔ مگر اپنے چھ مشیروں کے بغیر اسے بہت کم کچھ اختیار حاصل تھا بلکہ ان کے ساتھ مل کر بھی اسے کم ہی اختیار حاصل تھا۔

۶۔ عدل - عدل کا نفاذ چار عدالتوں کے ذریعے سے ہوتا تھا۔ یہ عدالتوں کے عالیہ ان عدالتوں پر مشتمل ہوتی تھیں جنہیں مجلسِ اعلیٰ اپنے ارکان میں سے منتخب کرتی تھی۔ رسماً ان کا عہدہ صرف ایک برس کے لئے ہوتا تھا مگر بالعموم وہ دوبارہ منتخب ہو جاتے تھے۔

۷۔ الف - فوجداری - اس عدالت کے ارکان سینات میں نشست کرتے تھے اور اس کے تین صدور حلقے میں ہوتے۔

۸۔ دب - دیوانی کے اختیارات کی تین عدالتیں جن میں سے ایک ویش کی

عدالت کے ماتحت کے مراعات کی سماعت کرتی تھی اور دوسری دو عدالتیں توابع کی عدالتوں کے مراعات کی سماعت کرتی تھیں۔

عدالت مراعات کا کوئی فیصلہ اس وقت تک جائز نہیں ہوتا تھا جب تک کہ وہ عدالت ماتحت کے فیصلے کی توثیق نہ کرے اور بصورت اختلاف مسئلہ زیر بحث دونوں عدالتوں میں آتا جاتا رہتا تا آنکہ عدالت ابتدائی اور عدالت عظمیٰ میں اتفاق ہو جاتا تھا۔

۱۔ محصول۔ وٹس ہمیشہ مستقل راست محصول کا مخالف رہا، اور ۱۵۳۲ء تک یہ نہ ہو سکا کہ اس نے محصول آمدنی کو اختیار کیا۔ خاص محصول حسب ذیل تھے۔

۱۔ جبری قرضے، خواہ قابل واپسی یا ناقابل واپسی ان قرضوں پر ملکیت سودا د کرتی تھی۔ یہ نظم جو ۱۵۳۲ء میں اختیار کیا گیا تھا شاید قوی قرضے کی قدیم ترین مثال ہے۔

۲۔ ہر ایک انجمن کا ہر ایک رکن حسب ذیل رقوم ادا کرتا تھا:۔  
(الف) بدل شرکت (رکنیت کا چندہ) = کسی انجمن سے تعلق برکھنے کے لئے فی کس محصول۔

(ب) محصول بالواسطہ؛ کام کے منافع پر محصول۔

۳۔ درآمد و برآمد پر محصول۔

۴۔ نمک کی تجارت، یہ حکومت کا اجارہ تھا۔ اس تجارت کا اندرون ملک و بیرون ملک کا منافع بعض اوقات کل آمدنی کے دسویں حصے کے برابر ہو جاتا تھا۔

۵۔ سرکاری بینک کا نفع، یہ بینک اکثر غیر ملکی حکمرانوں کے ساتھ کاروبار کرتا تھا۔

۶۔ اپنے زوال کے زمانے میں وٹس نے سرکاری عہدوں کے فروخت کرنے کا طریق بھی اختیار کر لیا۔

۸۔ توابع کی حکومت۔ اس میں مد نظر یہ رہتا تھا کہ وٹس کی سیادت کو برقرار

رکھتے ہوئے جس حد تک ممکن ہو خود مختاری برقرار رکھی جائے اور جس قدر ہو سکے تابع شہر کی حکومت کو ونیس کی حکومت کے مطابق بنا دیا جائے۔ مجلس کیمبرائے کے بعد اس کے تابع شہر جس طرح پھر اس کی طرف واپس آ گئے اسے ونیس اپنی اسی دانشمندانہ حکمت عملی کی جانب منسوب کرتا ہے۔ فلورنس کی حکمت عملی سے اس کا مقابلہ کیجئے۔

بڑے شہروں میں ونیس کی سیادت کے نمائندے مندوبین تھے یعنی:-

۱۔ امیر۔ یہ اعلیٰ ملکی عہدہ دار ہوتا تھا جو کوٹوالی، مالیات اور دوسرے انتظامی کاموں پر نگرانی رکھتا تھا۔

۲۔ کپتان۔ یہ عہدہ دار انتظامی فوجوں اور دوسری فوجوں کا نگران ہوتا تھا۔ یہ دونوں عہدہ دار ونیس کی سینات اور مجلس عشر سے بلا واسطہ مراسلت رکھتے تھے مگر حلفاً وہ اس کے پابند تھے کہ مقامی اختیارات کو ملحوظ رکھیں۔

مندوب کے تحت آزاد بلدی حکومت تھی جو ہر شہر میں مختلف نوعیت کی تھی مگر اس کا صدر ہمیشہ ایک امیر ہوتا تھا۔ یہ ایک انتخاب شدہ عہدہ دار ہوتا تھا جو کبھی کوئی مقامی شخص ہوتا تھا، کبھی ونیس کا کوئی باشندہ ہوتا تھا اور کبھی خود مندوب ہوتا تھا۔

چھوٹے شہروں پر ایک امیر ایک کپتان یا ایک قصبہ دار حکمرانی کرتا تھا۔ ہر شہر کا اپنا ضابطہ ہوتا تھا، جسے بلدی بلکہ خانگی زندگی کے جزئیات تک سے بحث ہوتی تھی۔ محصول کروڑ گیری، سڑک، پل، پانی، روشنی، طبیب، دایہ، انجمن، حفظانِ صحت یہ سب اس کے تحت اقتدار ہوتے تھے اور مندوب ان کو ملحوظ رکھنے کا حلف اٹھاتا تھا۔ ابتدائی اور ثانوی تعلیم کے مصارف بلدی محال پر عائد کئے جاتے تھے۔

ونیس کی حکومت کے استحکام کے اسباب:-

۱۔ نظری اور عملی اقتدار اعلیٰ کا ایک ہی ہاتھوں میں ہونا۔

۲۔ دستور کی قابلیت تطابن حال، مثلاً، سینات کا بتدریج اقتدار کو حاصل

کر لینا اور اس کے بعد مجلس عشر کا۔

۳۔ جماعت عامہ کی قوت جس سے کسی طرح کا سیاسی رشک نہیں پیدا ہوتا تھا۔  
۴۔ انصاف کی بے لوثی۔

۵۔ توابع کی حکومت میں امر کے لئے، ملکی خدمت اور تجارت میں طبقہ متوسط کے لئے، بیڑے میں طبقات ادنیٰ کے لئے انتظامات کا ہونا۔

۶۔ کثیر غیر ملکی آبادی جنہیں سیاسی اقتدار کی خواہش نہیں تھی، بلکہ وہ صرف یہ چاہتی تھی کہ اس کے ساتھ عادلانہ انصاف ہو، اس پر ہلکا محصول لگے اور ان کو کام مل جائے۔

شہنشاہی ادارے کے متعلق صفحات ۱۲۲ اور ۱۸۶ دیکھنا چاہئیں۔  
اسپینئی دستور کے لئے صفحات ۱۳۲ اور ۳۶۵ دیکھنا چاہئیں۔



## ضمیمہ چہارم

صفحہ ۲۶، آخری پیرا  
الغائسویٰ کی یہ کوشش کہ آٹرانٹوا اور برنڈیسی کی حوالگی سے سلطان بایزید  
کی تائید حاصل کرے، ناکام رہی۔

صفحہ ۲۷، دوسرا پیرا۔  
لوی ڈیوک آرمینش نے نیپلز کے بیڑے کو ریلیکیو سے بھگا دیا تھا اور  
اس لئے ساحل فرانسیسیوں کے ہاتھ میں تھا۔  
صفحہ ۲۹-۳۰ سطر ۲۲۔ لیکن، اس سے تھوڑے ہی زمانہ بعد فرانسیسی بیڑے  
کو اہل جنیوا نے ریلیکیو میں گرفتار کر لیا۔  
صفحہ ۳۰۔ سطر ۱۳۔ قلب اور ساقہ پر حملے کی رہبری مارکوس مانتوا  
نے کی۔

صفحہ ۵۵۔ آخری پیرا۔  
چارلس ہشتم کے قبضے کے زمانے میں دی آگنی اپنی مراعات آمینروٹش  
کی وجہ سے ہردلعزیز تھا۔

صفحہ ۸۲۔ سطر ۲۲۔  
اس مہم میں پہلی مرتبہ پیدل فوج زیادہ تر فرانسیسی تھی، اس وقت تک



پیدل فوج زیادہ تر غیر ملکی اجیروں پر مشتمل ہوتی تھی۔

صفحہ ۱۹۹ سطر ۲۔

مائیکل۔ انجیلاو جب جلیس دوم کا مجسمہ بنا رہا تھا اس وقت جلیس نے اس سے جس خیال کا اظہار کیا اس سے اس کی طبیعت کی کیفیت بہت صاف واضح ہو جاتی ہے کہ مجھ سے کتابوں کا ذکر کیوں کرتے ہو مجھے بس تلوار دو۔

صفحہ ۲۱۱۔

ٹلس باخ اور ولف کے شجروں کے درمیان یہ عبارت داخل ہونا چاہئے، ”دواور شاخیں تھیں یعنی انگوسٹاٹ کی شاخ“ ۱۹۴ء میں لینڈ ٹسٹ کی شاخ سے متحد ہو گئی تھی۔ ۱۹۵۰ء میں جارج متمول کے انتقال کے بعد لینڈ ٹسٹ کی شاخ بھی معدوم ہو گئی۔

صفحہ ۲۹۲۔ سطر ۲۲۔

یہ دو شخص برینڈنبرگ کے خاندان ہونیزولرن کے ارکان تھے۔

صفحہ ۳۰۱۔ سطر ۱۲۔

البرٹ نے برنسوک کے ڈیوک ہنری پر حملہ کیا۔ ہنری (برنسوک) جو ایک تند مزاج اور بے اصول شخص تھا، اسے فلپ والی ہنسی اور جان فریڈرک والی سکیسنی نے ۱۵۸۰ء میں اس کی امارت سے خارج کر دیا تھا۔ مقابلہ کیجئے

صفحہ ۲۶۳



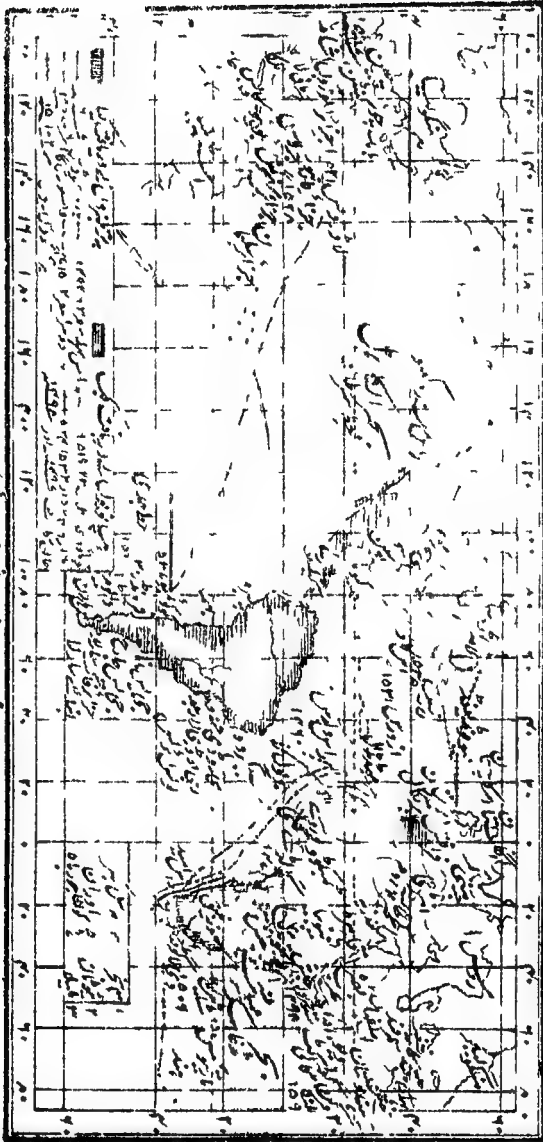
# یورپ

از ۱۴۹۲ء تا ۱۸۹۶ء

از اگست ۱۴۹۲ء تا ۱۵۰۳ء	(راڈریگو بوجیا)	الکزنڈر ششم
از ستمبر تا اکتوبر ۱۵۰۳ء	(فرینس پکولوتینی)	پاپس سوم
از نومبر ۱۵۰۳ء تا فروری ۱۵۱۳ء	(جولین ڈیلا زویر)	جولیس دوم
از مارچ ۱۵۱۳ء تا دسمبر ۱۵۲۱ء	(گیو دینی دی مچی)	لیو دہم
از جنوری ۱۵۲۲ء تا ستمبر ۱۵۲۳ء	(اتالین چارلس پنجم)	ایڈرین ششم
از نومبر ۱۵۲۳ء تا ستمبر ۱۵۳۲ء	(گیو لیو دی مچی)	کلیمنٹ ہفتم
از اکتوبر ۱۵۳۲ء تا نومبر ۱۵۴۹ء	(الکزنڈر فارنسیس)	پاپ سوم
از فروری ۱۵۵۰ء تا مارچ ۱۵۵۵ء	(گیو دینی ماریا دل مانت)	جولیس سوم
اپریل ۱۵۵۵ء	(مارسیلو سرونٹی)	مارسیلیس دوم
مئی ۱۵۵۵ء - اپریل ۱۵۵۹ء	(جان پیکرینا)	پاپ چارم
دسمبر ۱۵۵۹ء تا دسمبر ۱۵۶۵ء	(گیو دینی اینگلیو دی مچی)	پاپس چارم
از جنوری ۱۵۶۶ء تا مئی ۱۵۶۶ء	(میکائیل گسلیری)	پاپس پنجم
از مئی ۱۵۶۶ء تا اپریل ۱۵۸۸ء	(سیوف ہونکا میکینو)	گریگوری سیزدہم
از اپریل ۱۵۸۸ء تا اگست ۱۵۹۰ء	(فلکس پریٹی)	سکسٹن پنجم
ستمبر ۱۵۹۰ء	(گیو دینی اصططاعی کیستونا)	اربن ہفتم
دسمبر ۱۵۹۰ء تا اکتوبر ۱۵۹۱ء	(زیکلوئس اسفاندریتی)	گریگوری چہارم
از اکتوبر تا دسمبر ۱۵۹۱ء	(گیو دینی اینتونی فیٹینتی)	انتونسٹ پنجم
از جنوری ۱۵۹۲ء تا مارچ ۱۶۰۵ء	(اپولیو آلدو بریندینی)	کلیمنٹ ہشتم



نویسندگان: محمد علی محمدی



مقیاس: ۱:۱۰۰,۰۰۰ (۱۰۰ کیلومتر)





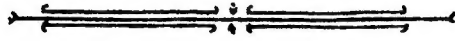






# صحت نامہ

## یورپ سولہویں صدی عیسوی میں



صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹	۱۸	اجبی	اجنبی	۶۶	۲۲	(دیکھو صفحہ ۴۹)	(دیکھو صفحہ ۴۹)
۲۰	۵	آرلیاں	آرلیان	۸۱	۱۸	کیسائل	کاستیل
۲۱	۲۲	میلپس	میلپس	۸۴	۱۶	زیرلمان	زیرلمان
۲۲	۷	اکسواں	ایکسواں	۸۵	۱۳	سپاہیموں	سپاہیموں
۲۹	۱۴	چارلس دوم	چارلس دوم	۹۶	۲۴	Principe	Principe
۳۰	۸	—	کے	۹۷	۴	سینٹ	سینٹ
۳۷	۲۵	پیاتزا	پیاتزا	۱۰۵	۲۴	کئی تھی	کئی تھی
۳۹	۲۴	ڈومینیلی	ڈومینیکی	۱۱۸	۱۱	کسادبازی	کسادبازی
۴۰	۱۹	چلے	چلے	۲۵	۲۵	اورنگ آمیزی	اورنگ آمیزی
۴۲	۱۶	زناکاری	ریاکاری	۱۱۹	۱۱	بصالت	بصالت
۴۳	۸	بجاسکتی تھی	بجاسکتی تھی	۱۶۳	۷	سوئزرستانوں	سوئزرستانوں
۴۴	۷	کامول	کاموں	۱۶۴	۲۰	جان لبرٹ	جان لبرٹ
	۵	این یوزیو	این بوژیو	۱۶۶	۲	لاؤس لادس	لاؤس لادس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۱	۱۷	نیلینز	نیلینز	۲۴۳	۱۰	جار جانہ	جار جانہ
۱۷۲	۳	تبادل	تبادل	۲۴۴	۱	کڑو دشمن	کڑو دشمن
"	۱۹	جو	جو	۲۴۸	۱۰	ایڈکٹ	ایڈکٹ
۱۷۴	۸	یوپ	یوپ	۲۵۴	۹	ساز بار	ساز بار
"	۲۲	اعزاز و مراتب	اعزاز و مراتب	۲۷۶	۲۴	سے	سے
۱۷۵	۱۳	ناگزیر	ناگزیر	۳۲۳	۱	نے جن	جن
۱۷۷	۶	اہمیت	اہمیت	۳۵۳	۲۵	سو نیتلے	سو نیتلے
۱۷۸	۱۳	آئینی	آئینی	۳۶۰	۲۰	بون کپیگو	بون کپیگو
۱۸۶	۲۵	یابت	یابت	۳۶۷	۵	اس نے	اس نے
۱۹۰	۲	الکٹروں	الکٹروں	۳۶۸	۲	صفحہ	صفحہ
۱۹۵	۱۷	ریاضت	ریاضت	۳۷۰	۸	نے	نے
۱۹۶	۲	راستباز بالیاں	راستباز بالیاں	۳۷۲	۳	جھجکتا	جھجکتا
۱۹۷	۹	رہیں گے	رہیں گے	"	۸	بہی	بہی
۱۹۷	۱۵	یاوریوں	یاوریوں	"	۱۸	چا دلس	چا دلس
۱۹۹	۱۵	Transubstantiation	Transubstantiation	۳۷۳	۱۶	غصہ	غصہ
۲۰۲	۹	فریڈرک	فریڈرک	۳۸۱	۲۴	Governesses	covernesses
۲۰۴	۲۰	طنز آمیز	طنز آمیز	۳۸۶	۱۴	متنفر	متنفر
۲۰۷	۹	بحر روم	بحر روم	۳۸۸	۱۳	سرکوبی	سرکوبی
۲۰۹	۷	ہیسیبرگ	ہیسیبرگ	۳۸۹	۱۲	گرنیویل	گرنیویل
۲۲۵	۸	آہ بن بیٹھے	آہ بن بیٹھے	"	۱۳، ۱۲	اور	اور
۲۴۱	۵	نڈرلینڈس	نڈرلینڈس	۳۹۲	۹	اور	اور
۲۴۲	۵	وینس	وینس	"	۱۱	۱۵۶۶	۱۵۶۶
"	۱۲	وینس	وینس	۴۰۲	۱۶	دیکھو صفحہ	دیکھو صفحہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۰۳	۱۷	احترار	احترار	۵۰۵	۲۲	تکلف	تکلیف
۴۰۷	۸	اکثر و بیشتر	اکثر و بیشتر	۵۱۰	۲۳	تصفی	تصفیے
۴۰۹	۱۱	خم کریں	خم نہ کریں	۵۱۶	۸	سمبر	ستمبر
۴۴۵	۲۴	شکست	شکست	۵۱۷	۳	متحد و متفق	متحد و متفق
۴۵۱	۲	دیکھو صفحہ	دیکھو صفحہ ۵۰۹	۵۲۰	۲۵	نسل	نسل
۴۵۳	۲۱	لبیج	لبیج	۵۲۱	۱۹	پلاٹینٹ	پلاٹینٹ
۴۶۲	۲۴	جنرل	جنرل	"	۲۳	فروٹینڈ	فروٹینڈ
"	۱۸	دریافت	دریافت کیں			ضمیمہ	
۴۸۶	۵	رنگ ریلیاں	رنگ ریلیاں	۳۳	۱۲	ہو نیز ولرن	ہو نیز ولرن
۵۰۳	۱۴	ناورر	ناوار	۳۴	۵	سمتر	ستمبر
۵۰۴	۲۴	سوئزر لینڈ	سوئزر لینڈ	-	-	-	-

